الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

الحمد للہ کہ نافۂ جان بخش ہر مشام یعنی مجموعۂ حالات حضرات قلندران عالیمقام موسوم

نفحات العنبریہ

من

انفاس القلندریہ

تالیف لطیف جگر گوشۂ قلندران گرامی پیکر مولوی محمد تقی حیدر سلمہ اللہ العلی الاکبر

حقیقت پریس لکھنؤ سے شائع ہو کر مشک بیز عالم ہوا

تمت

فہرست مضامین وحالات مندرجۂ کتاب ہذا بطور فٹ نوٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو
کرہ المشرکون سبحانہ وتعالیٰ عما یشرکون وھو القاھر فوق عبادہٖ والیہ مرجعھم
فینبئھم بما کانوا یعملون والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمدن الذی اوتی من اللہ مالم
یوت المرسلون وعلیٰ الہ واصحابہ الذین ھم حزب اللہ الا ان حزب اللہ ھم الغالبون
واولیاء امتہ الذین ھم عباد مکرمون واولئک ھم المومنون المسلمون

امّا بعد آوارہ گرد شہرستان گمنامی راہ نوردیۂ ناکامی اصغر افراد بشر بندۂ
احقر غلام تقی نظام الدین حیدر الشہیر بہ تقی حیدر غفر لہ العلی الاکبر شائقین حالات
بزرگان دین کی خدمت میں عارض مدعا ہے کہ عرصۂ دراز سے میری دلی خواہش
تھی کہ حضرات قلندران کرام خصوصًا پیران شجرۂ عظام کے حالات میں ایک
مبسوط تذکرہ لکھوں لیکن کچھ تو عدیم الفرصتی مانع ہوتی تھی اور کچھ اپنی بے بضاعتی
وکم استعدادی سے طبیعت رکتی تھی اتفاقًا ایک روز بعد مغرب میں حسب

لہ حمد اوس خدا کے لیے ہی کہ جسنے رسول بھیجا ساتھ قرآن و دین حق کے تا کہ اسکو سب دینوں پر غالب کرے اور اگرچہ مکروہ جانین مشرکین پاک ہی وہ اور برتر اوس چیز سے کہ شریک کرتے ہین اور وہی غالب اور قہر کرنے والا ہے اپنے بندون پر اور اوسی کی طرف بازگشت اون کی ہے پس خبر دی اون کو اوس چیز سے کہ عمل کرتے تھے وہی لوگ اور صلوٰۃ وسلام اوس کے رسول محمد صلعم پر جن کو دی گئی سنجانب اللہ وہ چیز جو نہین دی گئی اور رسولون کو اور اون کی اولاد و اصحاب پر جو گروہ اللہ کا ہے بیشک وہی غالب ہین اور اولیاء امت پر جو بندگان برگزیدہ ہین اور وہی مومنین مسلمین ہین۔

معمول حضرت مرشدی و مولائی وارث الانبیا مولانا شاہ محمد حلیب حیدر
قلندر مدظلہم کیخدمت مین معہ اور بھی برادران طریقت کے حاضر تھا کچھ ذکر بزرگان
دین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ہو رہا تھا۔ برادر مکرم مولوی محمد حسن صاحب
عباسی کاکوروی نے عرض کیا کہ حضرات قلندران کرام کے حالات مین
اب تک کوئی مفصل کتاب نہین لکھی گئی اور جن کتابون مین حالات ہین بھی
تو بہت مختصر البتہ کتاب مستطاب اصول المقصود (مؤلفہ حضرت غوث ملت
شاہ تراب علی قلندر) مین بہ نسبت اور کتابون کے ذرا وضاحت سے ہین مگر
وہ فارسی مین ہے اور اب ملتی بھی نہین لہذا ویسی ہی ایک کتاب اب اُردو مین
لکھی جانا چاہیے مینے بھی اونکی تائید کی حضرت خداوند نعمت نے مجھ سے فرمایا
کہ پھر تم ہی لکھو اور برادر صاحب موصوف نے بھی مجھ سے اصرار کیا بالآخر
مین اس امر اہم کی انجام دہی پر کہ میری لیاقت سے زیادہ تھا بتوجہ مرشدی
مستعد ہو گیا اور خدا پر بھروسہ کر کے حتی الامکان پوری تحقیق سے لکھنا شروع
کر دیا اولاً صرف اپنے حضرات پیران سلسلہ علیہ قلندریہ کے حالات لکھے پھر خیال
آیا کہ اگر انحضرات کے خلفاء گرامی قدر کے حالات بھی اس کتاب مین آجائین نیز
ہندوستان مین جہان جہان انحضرات سے یہ سلسلہ عالیہ شایع ہوا ہے وہ سب
بھی بقدر علم خود بیان کر دیا جاے تو زیادہ بہتر ہوگا چنانچہ مین نے اپنا یہ خیال
حضرت خداوند نعمت کے حضور مین عرض کیا ارشاد ہوا کہ بہت مناسب ہی
لگر غیر معتبر واقعات سے حتی المقدور احتراز کرنا چاہیے بالجملہ مینے دو ڈھائی
سال کی محنت مین اسے تمام کیا اور حضرت الحضرات سیدنا شیخ عبد العزیز کی

معروف بہ عبداللہ علمبردار قلندر سر حلقہ قلندران عظام سے لیکر اپنے حضرت ولی نعمت شمس العارفین قطب الاقطاب مولانا حافظ **شاہ علی انور قلندر** رضی اللہ عنہ تذکرہ تک جملہ حضرات کے حالات لکھے اور اس کتاب کا نام **نفحات العنبریہ من انفاس القلندریہ** موسوم باسم تاریخی اتحاف الاخیار رکھا اور اسکو سنہ ۱۳۲۶ھ ایک مقدمہ اور سولہ نفحات اور ایک خاتمہ پر مرتب کیا۔

مقدمہ معانی لفظ قلندر اور حضرات قلندر مشرب کے بیان مین۔

اور سولہ نفحات مشتملبر اذکار حضرات پیران سلسلہ علیہ قلندریہ اور ہر نفحہ چند اذکار پہ مشتمل

اور خاتمہ مین دو جدولین۔ جدول اول مشتملبر سنین ولادت و وفات و مدت عمر و مدفن (معہ اختلافات) حضرات قلندران عظام معہ خلفاء۔ جدول دوم مشتملبر تواریخ و سنین ولادت و وفات و مدت عمر و مدفن بزرگان دین مختلف السلاسل و علمائے اکابر و سلاطین وقت و دیگر صلحاء متورعین (معہ اختلافات) مندرجہ کتاب ہذا۔

اس کتاب کے تالیف کے وقت جو کتابین میرے پیش نظر رہین وہ یہ ہین۔

اصول المقصود فارسی مطبوع از حضرت غوث ملت شاہ تراب علی قلندر۔

انتصاح عن ذکر اہل الصلاح فارسی مطبوع از حضرت قطب الاقطاب مولانا حافظ شاہ محمد علی انور قلندر۔

انوار العارفین فارسی مطبوع۔ از مولوی شاہ محمد حسین مراد آبادی۔

اذکار ابرار مترجم مطبوع۔ از حضرت شیخ غوثی حسن مندوی۔

بحر زخار قلمی فارسی۔ از ملا وجیہہ الدین اشرف لکھنوی۔

تذکرۂ مشاہیر جونپور فارسی مطبوع۔ از مولوی نور الدین زیدی ظفر آبادی جونپوری

تذکرہ علمائے ہند وحال فارسی مطبوع۔ از شیخ رحمان علی ممبر کونسل ریاست ریوان
تذکرۃ الراشدین فارسی قلمی۔ از مولوی عبدالمجید کاتب جونپوری
تذکرہ اولیائے ہند اُردو مطبوع۔ از شاہزادہ مرزا محمد اختر گورگانی دہلوی۔
تذکرۃ العابدین اُردو مطبوع۔ از مولوی نذیر احمد دیوبندی۔
تاریخ الاولیاء اُردو مطبوع۔ از شیخ عبدالفتاح گلشن آبادی۔
تحریر الانوار فی تفسیر القلندر فارسی مطبوع۔ از حضرت قطب الاقطاب عظم اللہ ذکرہ
تذکرۂ مجیبیہ اُردو مطبوع از مولوی حسن شاہ پھلواروی۔
جواہر الانشاء فارسی قلمی۔ از شیخ غلام مرتضی ملکزادۂ کاکوروی۔
حوض الکوثر تکملہ روض الازہر۔ از حضرت قطب الاقطاب قدس سرہ۔
روض الازہر فی آثر القلندر فارسی۔ از حضرت مقتدائے جہان مولانا شاہ
تقی علی قلندر کاکوروی۔
فصول مسعودیہ فارسی قلمی۔ از حضرت قطب الوقت سیدی شاہ مسعود علی قلندر الآبادی
کشف المتواری فی حال نظام الدین القاری فارسی مطبوع از حضرت غوث ملت قدس سرہ
کبریت احمر مقدمہ تحریر الانوار اُردو مطبوع از جناب منشی محمد وہاج الدین کاکوروی
خلیفہ حضرت قطب الاقطاب۔
مناقب الخلفا فارسی قلمی۔ از حضرت سید العرفا شاہ مجتبیٰ معروف بشاہ مجا قلندر لاہرپوری
مناقب الاصفیا فی سلسلۃ الاولیا فارسی قلمی۔ از حضرت شاہ فضل علی قلندر
خلیفہ حضرت کلید عرفان۔
مجاہدات الاولیا فارسی قلمی۔ از حضرت غوث ملت کاکوروی۔

مراد المریدین فارسی قلمی۔ از حضرت مولوی شاہ مراد علی خلیفہ حضرت قاضی محمد تقی قلندر
مھونومی۔

مواہب القلندر مقدمہ روض الازہر و حوض الکوثر فارسی۔ از حضرت وارث الانبیا
مولانا شاہ محمد حبیب حیدر قلندر مدظلہم۔

نسب نامہ حضرت شاہ مجا قلندر لاہرپوری فارسی قلمی از حضرت شیخ محمد افضل لاہرپوری

نسب نامہ از حضرت شیخ احمد المعروف بہ ملا جیون امیٹھوی فارسی قلمی۔

نفحات الانس فارسی مطبوع از حضرت مولانا نور الدین عبد الرحمن الجامی۔

آخیر مین مجکو اس امر کی ضرورت معلوم ہوتی ہے کہ مین اپنے شفقت و عنایت فرما
اصحاب جناب معظمی مکرمی حضرت شاہ ولایت احمد صاحب لاہرپوری و جناب منشی
عبد الجلیل صاحب بیرسٹر جونپوری و جناب مولوی مرتضی علیصاحب سندیلی و برادرم
مولوی محمد عاصم صاحب کا شکریہ ادا کرون جنھون نے بزمانہ تالیف کتاب ہذا
اکثر بزرگون کے حالات بہم پہونچا کر مجکو اسکے تسطیر و تدوین مین مدد دی خدا اُن
سبکو اپنی مقاصد دینی و دنیوی مین کامیاب و بامراد رکھے آمین شایقین ناظرین
غیر مناظرین سے امید ہے کہ اگر مضامین کتاب سے مسرور و منتفع ہون تو مجکو دعاے
خیر سے فراموش نہ کرین والحمد للہ اولاً و آخراً و ظاہراً و باطناً۔

مقدمہ

لفظ قلندر اور اوسکے معانی اور ہر خاندان کے اکثر قلندر مشرب و قلندر مقام بزرگون کا تذکرہ

جاننا چاہیے کہ جناب باری عزاسمہ نے جو اپنی ذات کو معہ اسماء و صفات کے اپنے وہم کامل کے آئینہ مین ملاحظہ فرمایا ہے اوس کا نام عالم ہے اور چونکہ وہم کامل ہے لہذا ایک ایک صفت نے اوس وہم مین متشکل ہو کر ایک ایک شے بنا دی ہے اور اوسی صفت کی مناسبت سے اوس شے کا ایک نام ہو گیا ہی چنانچہ ہنگامۂ ظہور مین صفات مختلفہ کے تشکل نے عرش سے لیکر فرش تک اور اُسکے بعد مرتبۂ جمادات و نباتات و حیوانات تک مرتب کر کے ایک عظیم الشان اور مفصل عالم دکھا دیا ہے یہانتک کہ حیوانات کے بعد صفات معہ ذات کے اجمالاً بیکدفعہ اس وہم مین منعکس ہوی جس سے ہیکل انسانی قائم ہوئی اور چونکہ انعکاس ذات کا وہم مین ہوا ہے لہذا انسان وہم مین مبتلا ہو گیا ہے اور اُن وہمی صفات کو اپنی صفات اور اس وہمی ہیکل کو اپنی صورت سمجھ بیٹھا ہے اور چونکہ وہم حقیقی کا کمال اس امر کا مقتضی ہے کہ ذات صرف کا ظہور بھی قطع نظر اسماء و صفات کے وہمی کر دکھلائے لہذا تعین انسانی مین انسان نے اپنے کو ایک جدا گانہ شے سمجھ لیا ہے اور ہر انسان اپنے کو دوسرے کا غیر سمجھے ہوے ہی گویا ذات نے اپنے اس آئینہ وہمی مین اپنے کو ایک ایک تعین کے مدرکات

وتلذذات راحت وتکالیف کا رنج وسرور حاصل کرنے کے لیے رہن کر دیا ہے
اسی مقام سے کہا ہے ؎

گرو کردن بباده خویشتن را	نهادن بر سری جان و تن را

اور یہ اوسکی تشبیہ کا کمال ہے۔ پھر جب کسی تعین مین وہ اپنے کمال اطلاقی وعلم یقینی کا ظہور کرنا چاہتا ہے تو اوسکو ایک الجھن اس ہنگامۂ وہمی سے پیدا ہوجاتی ہے اور وہ ارادہ کرتا ہے کہ یہ جو جال بندھا ہوا ہے اسکو توڑ کر کسی طرح اپنے مرتبہ بیرنگی و بے کیفی پر فائز ہوجائے جو اُسکا ذاتی مرتبہ ہے اور ان تمام بکھیڑون سے پاک ہے اس شخص کو سالک کہتے ہین اور اسی طرف حضرت مولانا رومی اشارہ فرماتے ہین ؎

چونکہ بیرنگی اسیر رنگ شد	موسئی با موسئی در جنگ شد
چون بہ بیرنگی رسی کان داشتی	موسی و فرعون کردند آشتی

چنانچہ سالک جب اپنے تعین کو اور ہر شے کے تشکل کو وجود مطلق کا وہم سمجھ لیتا ہے تو جاذبہ اطلاقی کی مدد سے اپنے افعال وصفات وہمی کو بلکہ اپنی اس وہمی ذات کو بھی جو اُسنے حق سے علیحدہ ایک شے سمجھ رکھی تھی فانی کر دیتا ہے اور اوسکے دیدۂ اعتبار وچشم بصیرت کے سامنے سے ہر اک شے کی شیئیت اوٹھ جاتی ہے اور وہ ان سب کو وجود کے مراتب سمجھکر ان مراتب مین وقتاً فوقتاً عروج کرتا رہتا ہے یہانتک کہ عالم تکوین سے بالاتر قدم رکھتا ہے اور مقام واحدیت کے مشاہدہ مین مستغرق ہوکر واحدیت کی تفصیل مین عین وحدت کا اجمال مشاہدہ کرتا ہے اور مقام وحدت سے دفعۃً نیستی و بے کیفی احدیت مین گم ہوجاتا ہے اس مقام پر اوس کا وصل نام رکھا جاتا ہے احدیت چونکہ کوئی مقام نہین ہے ایک مرتبہ

ذاتی کا نام ہے بلکہ اوسکو مرتبہ بھی نہین کہہ سکتے کیونکہ وہ مراتب و نام سے بالاتر ہے اور وہان ٹھہراؤ مطلقًا نہین پس جیسے ہی کہ شخص داصل احدیت مین گم ہوا دفعتہً بقاء حق نے پھر اوسکو مقام وحدت پر فتدلی کیا اوسکے بعد اوسکو بغیر اپنے مرتبہ سے جدا ہوے احدیت کے مراتب کا شہود شروع ہوتا ہے اور وہ اپنی ذات کو آئینہ وہم حقیقی مین جس طرح کہ ظاہر ہے مشاہدہ کرتا ہے اس مرتبہ پر وہ عارف کہا جاتا ہے یہانتک کہ اپنے کمال ذاتی کو اپنے آئینۂ وہم کامل مین بصورت اسماو صفات وہیئت عوالم و اشیا ملاحظہ کرتا ہوا اوراوس سے اپنی ذات حقہ کا یقین حاصل کرتا ہوا اپنے آخری مرتبہ نزول یعنی مرتبۂ انسانی مین پہونچ جاتا ہے اور لباس عبودیت زیب تن کرتا ہے یہان پر اوسکو نزول و عروج ایک ہو جاتا ہے اور وہ لاہوت کو ناسوت اور ناسوت کو لاہوت مین دیکھتا اور کل مین جزو اور جزو مین کل کا مشاہدہ کرتا ہے اور خود اپنی جذب وجد مین لاہوت و ناسوت و جزو و کل سب سے مستغنی رہتا ہے اور ہر وقت اپنے کمال سے ایکطرح کی سر دہین رہتا ہے جسکو حیرت محمودہ کہتے ہین اور اس مقام بے مقامی مین اوسکو انسان کامل عارف تام المعرفت اور قلندر کہتے ہین جسکی شان مین حضرت مولانا احمد جام فرماتے ہین

قلندر پرتوِ نورِ الٰہی است	قلندر مطلع انوار شاہی است
قلندر را مقام کبریائی است	قلندر دُرِ بحر آشنائی است
قلندر موج بحر لایزالی است	قلندر نور شمع ذو الجلالی است
قلندر قطرۂ دریای عشق است	قلندر ذرۂ صحرای عشق است
قلندر سری از اسرار بیچون	قلندر را ز ہواؤ حرص بیرون

قلندر سایهٔ پروردگار است ❊ قلندر محض ذات کردگار است
قلندر را نباشد کفر و ایمان ❊ قلندر را نباشد علم و ایقان
قلندر را نباشد خانمانے ❊ قلندر را نباشد این و آنے
قلندر را نباشد آرزوئے ❊ قلندر را نباشد تار موئے
قلندر را نباشد ابتدائے ❊ قلندر را نباشد انتہائے
قلندر از ہمہ بیزار باشد ❊ قلندر مخزن اسرار باشد
قلندر بے زمان و بے مکان است ❊ قلندر را نشان بے نشان است
قلندر ہست دریائے معانی ❊ قلندر ہست مرد لامکانی
قلندر قلزم توحید باشد ❊ قلندر چشمهٔ تفرید باشد
قلندر را ز ہمہ مذہب برون است ❊ قلندر را نداند کس کہ چون است
قلندر را نباشد ہیچ دینے ❊ قلندر را نباشد حرص و کینے
قلندر کو مبرا از خودی شد ❊ قلندر غرق بحر بیخودی شد
قلندر خرقهٔ از عشق دوزد ❊ قلندر خرقهٔ کونین سوزد
قلندر را علم از عشق باشد ❊ قلندر را قدم از صدق باشد
قلندر فارغ از کون و مکانست ❊ قلندر را نمیدانم چسانست
قلندر مرغ لاہوت ست اے دوست ❊ قلندر باز جبروت است اے دوست
قلندر کسوت مردم گزیند ❊ قلندر را بعالم کس نبیند
قلندر گاه پنہان گاه پیدا ❊ قلندر گاه صورت گاه معنے
قلندر ہر زمان اندر شہود است ❊ قلندر ہر زمان ہست و بود است

قلندر ہر زمانے غرق نور ست	قلندر دائما اندر ظہور است
قلندر گہ تجلے کرد بر طور	قلندر داد موسیٰ را ہمہ نور
قلندر لی مع اللہ گفت در راز	قلندر با حبیب اللہ دمساز
قلندر گہ در آمد در دل یار	قلندر گہ بر آمد بر سر دار
قلندر را تجلی ہست بسیار	قلندر می نماید بس نمودار
قلندر گہ بشکل آدم آمد +	قلندر گہ بناز آدم آمد +
قلندر گہ حبیب اللہ باشد	قلندر گہ خلیل اللہ باشد
قلندر شجرۂ این لپست وبالا	قلندر ذات پاک حق تعالیٰ
قلندر شو کنون احمد قلندر	قلندر را ہمین کار ست بہتر

حجۃ العارفین مصنفہ حضرت سید العرفا شاہ مجا قلندر لاہرپوری مین ہے کہ حضرت شیخ عبد العزیز مکی کو قلندر کا خطاب جناب رسولخدا صلعم سے ملا انکے سلسلہ کے مریدین کو قلندریہ کہتے ہین اور رسالہ غوثیہ مین ہے کہ القلندر[1] بلسان السریانیۃ اسم من اسماء اللہ مراد المریدین مین ہے کہ حضرت قاضی محمد تقی قلندر کے نزدیک قلندر وصوفی ہم معنی لفظ ہین۔ اصطلاحات کاشی مین ہے کہ زند اور قلندر کے ایک معنی ہین۔ رند کی تعریف شارح گلشن راز یہ فرماتے ہین کہ جو اوصاف وعلامات واحکام تعینات سے بری ہو چکا ہو اور ان سب چیزون کو محو وفانی پاکر دور کر چکا ہو اور عین قید سے آزاد ہوے

خوشا رندی جدا گردیدہ از خود رقی ناموس	دو عالم گر خورد بر ہم نجنبد دست افسوس

[1] قلندر زبان سریانی مین اللہ کے نامون مین سے ایک نام ہے ۱۲

حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی کے نزدیک قلندر وہ ہے کہ جو علائق روزگار سے مجرد ہوکر تجرید ظاہری و باطنی حاصل کرچکا ہو اور شریعت و طریقت کا کوئی دقیقہ و نکتہ اوس سے فروگذاشت نہوتا ہو اور بحر وجود و دریای شہود مین مستغرق رہتا ہو اور مقصود الطالبین مین ہے کہ قلندر وہ ہے جو نقوش و اشکال عادتی و آمال بے سعادتی سے مجرد و باصفا ہو گیا ہو اور جسنے مرتبہ روحی پر ترقی کرکے قیود تکلفات رسمی و تعریفات اسمی سے خلاص ہو کر خط کونین سے مونھ پھیر لیا ہو اور سبکو حق سے حق کے لیے دیکھتا ہو اور اپنے آپ کو سب سے منقطع کرکے عاشق جمال ذو الجلال ہو رہا ہو اور اس مرتبہ پر فائز ہوکر قیود نفس و عقل سے خلاص ہوکر نشاط و انبساط و اشارت و بشارت سے بے تعلق ہو گیا ہو اور ملامتی و صوفی و قلندر مین فرق یہ ہے کہ قلندر تجرید و تفرید مین کامل ہوکر اپنے تخریب عادات و کتم عبادات مین نہایت کوشان رہتا ہے اور ملامتی اپنے عبادات کو غیر سے چھپاتا ہے اور کسی قسم کی اچھائی کا اظہار نہین کرتا ہی اور نہ برائیون کو چھپاتا ہی اور صوفی کا قلب بالکل خلق مین مشغول نہین ہوتا ہی اور نہ اونکی رد و قبول کی وہ پرواہ کرتا ہے ؎

بر در میکده رندان قلندر باشند — که ستانند و دهند افسر شاهنشاهی

خشت زیر سر و بر تارک هفت اختر پای — دست قدرت نگر و منصب صاحب جاهی

گر ترا سلطنت فقر ببخشند ای دل — کمترین ملک تو از ماه بود تا ماهی

باگدایان در میکده ای سالک راه — با ادب باش گر از سر خدا آگاهی

قطع این بادیه بی همرهی خضر مکن — ظلمات است بترس از خطر گمراهی

همچو جم جرعه می کش که ز سر ملکوت — پرتو جام جهان بین دهدت آگاهی

حضرت سید العرفا شاہ مجا قلندر لاہرپوری نے اپنے اکیسویں مکتوب میں حضرت رئیس العارفین شاہ فتح قلندر جونپوری کو لکھا ہے کہ "قلندر کسی ہست کہ از حال و مقامات و کرامات گذشتہ باشد چون شیخ عبدالعزیز مکی بران درجہ رسید آنحضرت صلعم ویرا بخطاب قلندر ممتاز ساختہ" ؎

چونکہ او از مصطفےٰ این نام یافت	در جہان معرفت آرام یافت

عارفِ محقق مولانا مغربی اسی مقام سے فرماتے ہیں ؎

تا مہر تو دیدیم ز ذرات گذشتیم	وز جملہ صفات از پی آن ذات گذشتیم
چون جملہ جہان مظہرِ آیات وجود ند	اندر طلب الظہر و آیات گذشتیم
با ما سخن از کشف و کرامات مگوئید	چون ما زسرِ کشف و کرامات گذشتیم
بسیار ز احوال و مقامات ملافید	با ما کہ ز احوال و مقامات گذشتیم
از خانقہ و صومعہ و زاویہ رستیم	زاوراد رہیدیم و زاوقات گذشتیم
از مدرسہ و درس و مقامات بجستیم	وازشبہ و تشکیک و سوالات گذشتیم
از کعبہ و بتخانہ و زنار و چلیپا	وز میکدہ و کوی خرابات گذشتیم
در خلوتِ تاریک ریاضات کشیدیم	در واقعہ از سبع سموات گذشتیم
در دِ سر ارشاد زہاد ور کن ای پیر	کز پیر و مریدی و ارادات گذشتیم
دیدیم کہ اینہا ہمگی خواب و خیال است	مردانہ ازین خواب و خیالات گذشتیم
ای شیخ اگر جملہ کمالات تو این ست	خوش باش کزین جملہ کمالات گذشتیم
اینہا بحقیقت ہمہ آفات طریق اند	المنۃ للہ کہ ز آفات گذشتیم
ما از پے نوری کہ بود مشرق انوار	از مغربی و کوکب و مشکوٰۃ گذشتیم

در فقرات حضرت خواجہ عبید اللہ احرار نقشبندی مین ہے "کہ قلندری تجرید حقیقت خود است از موانع و دور کردن انچہ از جانب اوست و باقی داشتن انچہ از جانب حق است سبحانہ و تعالی و گم کردن خودرا بحیثیتے کہ ہر چند خودرا جوید نیابد چنانکہ مرید ذوالنون مصری قدس سرہ از حضرت بایزید بسطامی پرسید کہ بایزید کجاست وی گفت کہ سی سال است کہ بایزید را میجویم نمی یابم اگر تو بتوانی یافت بجو" حضرت شاہ نعمت اللہ ولی رسالۂ قلندریہ مین لکھتے ہین کہ "صوفی منتہے چون بمقصد رسد قلندر گردد" حضرت شاہ حسین بلخی فرماتے ہین ؎

قلندر کے بباید در عبارت	قلندر کے بگنجد در اشارت

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کا قول ہے کہ فرقۂ قلندریہ کو ایسا طیب قلب اور سرور حضور حق و مشاہدہ حاصل ہوتا ہے اور اسقدر سکر حال و مستی باطن غلبہ کرتی ہے کہ اُنکے اعمال ظاہری یعنی نوافل و آداب تناول لذات مباحات مین قلت ہوجاتی ہے محض سرور و حضور باطن پر اکتفا کرتے ہین مگر ترک فرائض نہین کرتے حضرت شیخ رکن الدین لطائف قدوسی مین اپنے والد حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی سے اس حکایت کو نقل کرکے لکھتے ہین کہ اونھون نے فرمایا کہ شیخ الشیوخ نے شرع کی رعایت کی جو یہ فرمایا حالانکہ مینے حضرات قلندریہ سے ترک فرائض ہوتے بھی سُنا ہے جیسے حضرت شاہ شرف الدین بو علی قلندر و خواجہ محمد قلندر وغیرہ اور مینے خود حضرت شیخ حسین سرہر پوری قلندر کو دیکھا جو باوجود عالم متبحر ہونیکے بالکل تارک فرائض تھے ایک روز مینے اُنکے بابتہ حضرت شیخ محمد فخر الدین جونپوری سے پوچھا بھی تو اونھون نے یہ فرمایا کہ ہم اسکے بابتہ کچھ نہین کہہ سکتے اسلیے کہ وہ قلندر ہین اور ہم صوفی نیز اوسمین ہے کہ ترک

فرائض من حیث الظاہر کا طعن ہم نہین کر سکتے اسلیے کہ حضرت حق نے انحضرت
کو مرتبۂ روحی ایسا عطا فرمایا ہے کہ ایک حال اور ایک وقت مین بتجسد ارواح
اپنے کو چند جگہ دکھا سکتے ہین اگر ایک مقام پر ترک فرائض کرتے ہون تو کیا
عجب کہ دوسرے مقام پر فرائض ادا کرتے ہون اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مدار
تکالیف شرعیہ کا عقل پر ہے اور چونکہ اونکی عقلین بوجہ غلبۂ حال کے مغلوب
ہو جاتی ہین تو وہ اہل سکر کے حکم مین ہین اور سکاری پر تکالیف شرعیہ نہین ہین
السکاری معذ ورون لہذا وہ بھی غیر مکلف اور حدود شرعیہ سے آزاد ہین Drunk ignored
اگرچہ من حیث الظاہر بعض امور مین اون سے ہوشیاری ملاحظہ ہو انتہی نیز حضرت
شاہ نعمت اللہ قلندر رسالہ قلندریہ مین لکھتے ہین کہ "ذکر قلندر حق ست کہ از وہمہ عالم
مستحق ست دین قلندر دانا کہ اوست بر ہمہ توانا دنیای قلندر تفرید کہ بشارت میدہد بتوحید علم
قلندر سہو وعمل قلندر محو وراہ قلندر عشق ست والعشق ہو اللہ" المختصر جو شخص کہ باوصاف
مذکورۂ بالا متصف ہوگا اوسکو قلندر مشرب کہینگے خواہ وہ کسی سلسلہ یا کسی
خاندان کا ہو جیسا کہ حضرت شیخ محمد چشتی دہلوی کتاب مطلوب الطالبین مین خانوادہ
قلندریہ کے بیان مین لکھتے ہین کہ اس خاندان کے مبدا حضرت شاہ حیدر و
شاہ حسین قلندر بلخی ہین اور ہر سلسلہ مین سے جو شخص ابدال کے مرتبہ پر پہونچا وہ قلندر
مشرب ہوا جیسے حضرت شمس تبریزی سہروردی حضرت مولانائے رومی سہروردی
حضرت فخر الدین عراقی سہروردی خواجہ حافظ شیرازی خواجہ مسعود بک چشتی
وغیرہ دیگر خاندان کے حضرات قلندر مشرب تھے انتہی حضرت شیخ عبد الرحمن

لہ نشہ والے معذور ہین ۱۲

چشتی صابری کتاب مراۃ الاسرار مین لکھتے ہین کہ بارھوین خانوادہ مین حضرات قلندریہ ہین اور یہ حضرات مختلف سلاسل کے بزرگان دین ہین جنھون نے مشرب قلندریہ اختیار کر لیا ہے چنانچہ حضرت شیخ محمد قلندر اور اونکے مریدین بھی یہی مشرب عظیم القدر رکھتے تھے یہ شعر اونھین کا ہے ؎

ما ز دریائیم و دریا ہم ز ماست	این سخن داند کسے کو آشناست

اور خواجہ ابو اسحاق مغربی و حضرت ابو تراب نخشبی وغیرہ کا بھی یہی مشرب تھا اور بہت سے خاندانون کی بزرگان دین اسی مشرب پر ہوئے ہین اور ابدال اکثر اسی مشرب کے مین ہوتے ہین۔ حضرت شیخ محمد اکرم چشتی اقتباس الانوار مین خانوادہ قلندریہ کے بیان مین لکھتے ہین کہ خلفاے حضرت فرید گنجشکر سے حضرت سید علاء الدین علی احمد صابر اور اونکے خلیفہ حضرت سید شمس الدین ترک پانی پتی قلندر مشرب تھے اور حضرت سید محمد گیسو دراز خلیفہ حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی بھی قلندر مشرب تھے یہ اشعار اونھین کے ہین ؎

زمین و آسمان ہر دو شریف اند نظر در دیدہا ناقص فتادہ	قلندر را درین ہر دو مکان نیست وگرنہ یار من از کس نہان نیست

حضرت سید محمد بن جعفر مکی خلیفہ حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی بھی قلندر مشرب تھے یہ اشعار اونکے ہین ؎

اندر رہِ عشق سرسری نتوان رفت خواہی کہ پس از کفر بیابی ایمان	نادیدہ رہِ قلندری نتوان رفت تا جان ندہی بہ کافری نتوان رفت

حضرت خواجہ مسعود بک خلیفہ شیخ رکن الدین بن شیخ شہاب الدین امام حضرت

سلطان المشائخ بھی قلندر مشرب اور بڑے عارف بیباک تھے یہ شعر انکا ہی ؎

مجرد شو از دین و دنیا قلندر	کہ راہِ حقیقت ازین ہر دو برتر

اور حضرت مخدوم شیخ عبدالحق ردولوی خلیفہ حضرت شیخ جلال پانی پتی چشتی و حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کا بھی یہی مشرب تھا نیز حضرت شیخ مودود لاری استاد حضرت شیخ امان پانی پتی و خود حضرت شیخ امان شارح لوائح کا یہی مشرب تھا اور حضرت شیخ جلال الدین قریشی بھی قلندر مشرب تھے یہ شعر اونھین کا ہی ؎

من مست مئے عشقم ہشیار نخواہم شد	از رندی و قلاشی بیزار نخواہم شد

حضرت شیخ سیف الدین والد حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی و خلیفہ حضرت شیخ امان پانی پتی بھی اسی مشرب مین تھے جیسا کہ اخبار الاخیار مین مذکور ہے۔ اور حضرت خواجہ محمد عبدالباقی معروف بخواجہ باقی باللہ نقشبندی کابلی کا بھی یہی مشرب تھا جیسا کہ اونھون نے ایک مکتوب مین حضرت شیخ تاج الدین سنبھلی اپنے خلیفہ کو لکھا ہے اور اوسمین یہ بھی ہے کہ "شما کتب محققین مطالعہ نکردہ اید کہ طریقہ رسول اللہ صلعم بے تفاوتے طریقہ ایشانست اخفا و عدم امتیاز از خلق و شکستگی و متواضع بودن و خود را در دائرہ عوام انداختن و اکتفا بسنن معتادہ نمودن و با اسباب ظاہری توسل نمودن طریقہ حضرت مصطفےٰ ست صلعم چنانکہ شیخ محی الدین ابن عربی در کتاب فتوحات مکیہ گوید کہ ھذا مقام رسول اللہ ومقام ابی بکر الصدیق ومن المشائخ ابی یزید البسطامی وحمدون القصار وابی سعید الخراز ومن السادات ابو السعود ابن الشبلی وھذا حالنا" انتہیٰ خواجہ عبیداللہ المعروف بہ خواجہ خورد خلف رشید حضرت خواجہ باقی باللہ و حضرت شاہ گلشن نقشبندی مجددی بھی قلندر مشرب تھے حضرت فخرالدین

this was the position attained by Rasool Ullah

عراقی فرماتے ہیں ؎

تا صومعہ و مدرسہ ویران نشود   این کار قلندری بسامان نشود
تا ایمان کفر و کفر ایمان نشود   یک بندہ حقیقتاً مسلمان نشود

حضرت مولانا شمس الدین تبریز فرماتے ہیں ؎

دیگر

بزم شراب لعل خرابات کافری   کار قلندرست و قلندر از و بری
سیمرغ کوہ قاف مقام قلندری   وصف قلندرست و قلندر از و بری

حضرت سید المجذوبین شیخ شرف الدین بو علی قلندر پانی پتی فرماتے ہیں ؎

بر در راہ قلندر را بہ پیماید سراسر بین   بہر گامی ز صد سر قلندر افسر بین
چہ موسیٰ و چہ عیسیٰ چہ پیر مرسلان احمد   چہ ترسا و چہ مغ آنجا ہم گشتہ برابر بین
نہ ملک آنجا نہ درویشی نہ پیوندست و خویشی   نہ کیش است نہ بی کیشی بحر فی جملہ مضمر بین
نہ آنجا کفر و نہ ایمان نہ آنجا حجت و برہان   نہ آنجا آیۂ قرآن نہ ہیچ رہست با دلبر بین
قلندر را نوازشہا خدا را گذارشہا   خدا اندر قلندر دان قلندر را خدا خود بین

حضرت غوث ملت لسان الحق شاہ تراب علی قلندر علوی قدس سرہ الاطہر فرماتے ہیں ؎

ای بیخبر چہ پرسی از مذہب قلندر   برحق بود انا الحق در مشرب قلندر
اہل حقیقت است و قائل بوحدت است او   حرف دوئی نشنود کس از لب قلندر
او بگذرد ز ہستی کو شد بحق پرستی   جز نور حق نتابد در کوکب قلندر
روزش حضور با حق شب غیبت است از خلق   رنگی عجیب دارد روز و شب قلندر
عبد العزیز مکی شیخ است مقتدایش   از لطف او بر آید ہر مطلب قلندر
تعلیم حق گرفتم مثل تراب من ہم   تا نام حق نخواندم در مکتب قلندر

جناب منشی وہاج الدین صاحب رسالۂ کبریت الاحمر مین لکھتے ہین کہ قلندری مقام
رسول اللّٰہی کا نام ہے جسکی نسبت کتاب بحر المعانی مین مینے یہ حدیث دیکھی ہے
انی لاعرف رجالاً من امتی فی لیلۃ المعراج مقامہم فی مقامی عند اللہ
صحابائے کرام کو یہ مقام قلندری یکی بعد دیگرے نصیب ہوا اور اون مین کوئی فرق
بعد اس مقام کے حاصل ہونے کے ایک دوسرے سے نہین ہے اور یہی مقام
دوازدہ امام کو بالترتیب یکی بعد دیگرے حاصل ہوا اور حضرت اویس قرنی بھی
اِس مقام پر فائز ہوے ہین اور بعد اونکے دیگر خاندانون مین جنکی تعداد مجھے مفصل
طور پر ٹھیک معلوم نہین ہے اونمین سے اسامی ذیل میرے علم مین بھی خاصکر مقام
قلندری پر فائز ہوے ہین۔ حضرت منصور۔ حضرت جنید۔ حضرت شبلی۔ حضرت
غوث الاعظم قلندران سلسلۂ قلندریہ وقادریہ جنمین ہمارے یہان کے حضرات
داخل ہین ومتقدمین سلسلۂ نقشبندیہ۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی حضرت قطب الدین
بختیار کاکی حضرت بابا فرید گنجشکر حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیا حضرت
مخدوم علی احمد صابر حضرت مخدوم عبد الحق ردولوی حضرت شمس تبریز حضرت
مولانائے رومی حضرت حکیم سنائی حضرت فرید الدین عطار حضرت محی الدین ابن عربی
حضرت محمود تبریزی حضرت نجم الدین رازی حضرت فخر الدین عراقی حضرت مولانا
حافظ شیرازی حضرت شمس الدین محمد مغربی حضرت عبد الکریم جیلی حضرت شاہ بو علی قلندر
حضرت سرمد وغیرہ وغیرہ ان حضرات مین کوئی فرق نہین اگر کچھ فرق ہے تو ذاتی نسبتونکا
باقی جس خاندان مین جن حضرات کا مقام قلندری نہین ہوا ہے اوس خاندان کے

ف بیشک مین پہچانتا ہون مردونکو اپنی امت سے شب معراج مین جنکا مقام میرے مقام پر ہے اللہ کے نزدیک ۱۲

I do recognize such persons from my People on the night of Mauraj who have the same place in the eyes of God as I do

نسبتین اسمای وصفاتی مختلف ہین مثلاً خاندان قلندریہ کے نسبت مرد کی کہی جائیگی
ورخاندان قادریہ کے نسبت بھی مرد کی کہی جائیگی اور یہ نسبت بسبب جامعیت
کے قلندر سے اعلی ہے اور قلندر کی نسبت بسبب رندی و آزادی کے قادریہ سے
اعلی ہے اور چشتیہ کی نسبت عورت کی ہے۔ متاخرین نقشبندیہ کی نسبت چونکہ
تقلیدی مجاہدہ کی ہے یعنی تحقیقی نہین ہے لہذا قلندری و قادری نسبت سے کم ہے
اور وہ نسبت برقلب موسی و عیسی علیہما السلام ہے پس جو فرق حضرت موسی و عیسی
علیہم السلام اور آنحضرت صلعم سے ہے وہی فرق نقشبندیہ و قلندریہ خاندان مین
ہے اور یہ طریقہ قلندریہ عظیم الشان ہے جسکی کوئی حد نہین مگر بسبب گمنامی و عدم
پسندیدگی شہرت کے اس خاندان کے حضرات نے اپنی آپ کو خاک مین ملادیا ہے
اس مقام و حالت قلندری کے بیان مین کلام مجید مین اصحاب کہف کا قصہ ہے
جو اونکی بیخودی ہے وہ قلندر کا محو ہے اور جو اونکی بیداری درمیان مین ہے یہ قلندر
کا صحو ہے اور ہر شخص کو یہ مقام از روے نص کے حاصل ہوسکتا ہے بشرطیکہ
جاذبہ الہی شامل حال ہو وہ نص یہ ہے قل[۱] یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم
لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ھو الغفور الرحیم
اور یہ وہ مقام ہے جسکے حصول کے واسطے حضرت موسی کو خضر علیہ السلام کے
کے پاس بھیجا تھا جسکا ذکر حضرت فریدالدین عطار کے قصیدہ مین ہے اور جسکی انتہا کے
حصول کے لیے حضرت عیسی آخرزمانہ مین امت محمدی مین داخل ہو کر حضرت امام مہدی
کی اقتدا کرینگے مجکو ایک واقعہ مین یہ مشاہدہ ہوا ہے کہ صف اول حضور حق مین ایسے

[۱] کہدو اے میرے وہ بندو جنھون نے اپنی ذاتون پر اسراف کیا نا امید ہو تم اللہ کی رحمت سے تحقیق کہ اللہ کل گناہ بخشدیگا بخشنے والا رحم کرنے والا ہے

tell them. You of my creation

قلندر ونکا ہر شخص ہر شخص ہی اور وہ ایسی بہشت ہے کہ جہان صورت کے بیچ دشرا ہوتی ہی اور یہ صفت اول ہی مقعد صدق عند ملیک مقتدر[1] کے ہی جسکو حضرت نجم الدین رازی نے کتاب مرصاد العباد مین لکھا ہی انتہی بقدر الضرورت المختصر علی ترین ہیر خاندان مین مقام قلندری ہی کہ جس کی کوئی حد وانتہا نہین ہے قلندر معنی دارد کہ در گفتن نمی آید اب مین اس مضمون کو چند اشعار حضرت شاہ حفیظ اللہ خلیفہ حضرت قاضی محمد تقی قلندر پھونوی پر ختم کرتا ہون ؎

قلندر مظہر خاص الٰہی است
قلندر محرم سر کماہی است

قلندر ذات حق بر جلے دیدہ
قلندر دیدہ گوید نے شنیدہ

قلندر رہبر ہر دو جہان است
قلندر واقف سر نہان است

اگر خواہی کہ باشی پیر و رہبر
قلندر شو قلندر شو قلندر

قلندر گو قلندر گو قلندر
قلندر جو قلندر جو قلندر

قلندر شد خدادان و خدا بین
قلندر باش و اسرار خدا بین

قلندر داند از اسرار تشبیہ
قلندر بیند از تشبیہ تنزیہ

قلندر شد معرا از علایق
قلندر شد مبرا از خلایق

قلندر بادشاہ دین و دنیاست
قلندر راز دار سر مولی است

قلندر را چہ بیند کور مہجور
قلندر را چہ داند از خدا دور

چہ گویم من ز اوصاف قلندر
چہ ذات عالیست اللہ اکبر

خدا داند از لطف بندہ پرور
مرا کن از غلامان قلندر

[1] یعنی بیچ جگہ صدق کے مالک قدرت والے کے پاس ۔

نفحۂ اوّل

ذکر قدوۂ اصحاب علیۃ صاحب سلسلۂ قلندریہ حضرت شیخ عبدالعزیز مکی عبداللہ علمبردار قلندر رحمۃ اللہ علیہ

آپ اولاد حضرت صالح پیغمبر علیہ السلام سے ہین اور حواریین حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اُنکے بعد اور بھی بہت سی انبیاء علیہم السلام کی خدمت بابرکت مین حاضر رہے قبل بعثت حضرت رسالت پناہ صلعم آپ منتظر بعثت تھے جب آنحضرت صلعم مبعوث ہوے تو آپ مشرف بہ اسلام ہو کر اصحاب صفہ مین داخل ہوے رسالہ غوثیہ مین ہے کہ "طریقۂ مشائخ ما باصحاب صفہ می ماند کہ اسرار از حضرت بابرکت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام بالمشافہ گرفتہ اند وایشان از خواص اولیائے خدا اند و مخدعیان قومی از اولیاء اللہ اند و مخدع اسم ظرف است بمعنے مکانے پوشیدہ و در اصطلاح نہانخانہ اسرار را گویند یعنی این گروہ از نسبت قرب و وصول بہ نہانخانہ رسیدہ اند کہ آنجا کسی را دستی نہ دیران بساط دیگر یرا گذر نہ ع انا الحسنی المخدع مقامی بہ قول حضرت سیدی عبدالقادر مشعر بران است انتہیٰ" صفہ بضم صاد و تشدید فا ایک سائبان تھا پایان مسجد نبوی جس مین وہ فقرا و مساکین صحابہ رہتے تھے جو مفلس و بے خانمان ہوتے تھے ہمیشہ وہین رہتے تھے اسلیئے اُنکو اصحاب صفہ کہتے تھے اور یہ لوگ بسبب اختیار تزوج یا موت یا مسافرت کبھی کم ہو جاتے تھے کبھی زائد۔ حافظ ابو نعیم نے حلیۃ الاولیا مین اُنکی تعداد سو سے زائد لکھی ہے اور

ك یہ عبارت ترجمہ ہے رسالہ غوثیہ کی عبارت کا کیونکہ وہ اصل رسالہ عربی مین ہے۔

قاضی ناصر الدین بیضاوی لکھتے ہین کہ[1] اصحاب الصفۃ کانوا نحواً من اربعمائۃ
من الفقراء المہاجرین یسکنون صفۃ المسجد یستغرقون اوقاتہم
بالتعلم والعبادۃ وکانوا یخرجون فی کل سریۃ بعثہا رسول اللہ صلعم
اور اتنی ہی تعداد جواہر التفسیر مین بھی مذکور ہے فضائل اصحاب صفہ کتب سیر و
احادیث وغیرہ مین بہت ہین۔

آپ کا نام اسماء الرجال مین نہونا منافی آپ کی صحابیت کی نہین ہے اکثر صحابہ
ایسے ہین جنکا ذکر اسماء الرجال مین نہین اسمین بیشتر انھین کا ذکر ہے جو رواۃ حدیث
تھے تعلیم و تلقین اولاً آپ نے حضرت رسالتمآب صلعم سے پائی اور پھر حضرت خاتم
الولایت جناب امیر کرم اللہ وجہہ سے ایک بار آپ علمبردار ہو کر آنحضرت صلعم کے
ہمراہ کسی غزوہ مین گئے راستہ مین ایسا سکر و استغراق طاری ہوا کہ وہین آپ کو اوس
حالت مین تیس برس گذر گئے جب حضرت علی مرتضے کرم اللہ وجہہ مع لشکر حرب
جمل یا صفین کے لیے ادھر سے گذرے اور لشکر کے شور وغل کی آواز آپ کے
کان مین پہونچی تو آپ ہوشیار ہو کر حاضر خدمت ہوے لوگون نے آپ کی نسبت
اونسے دریافت کیا اونھون نے فرمایا کہ یہ شیخ عبد العزیز مکی علمبردار صحابی رسول اللہ
صلعم ہین جو ایک مدت کے بعد اب ہوش مین آے ہین آپنے اونسے عرض کیا
کہ حضرت رسالتمآب صلعم نے آپ کے حق مین فرمایا ہے کہ انا مدینۃ العلم وعلی بابہا
چونکہ مینے آنحضرت سے بیعت کی تھی لہذا اب آپ کے دست مبارک پر بھی بیعت
کرنا چاہتا ہون یہ فرما کر بیعت کی اور شریک جنگ ہوے مراد المریدین مین ہے

---

[1] اصحاب صفہ تھے قریب چارسو کے فقراء مہاجرین سے جو چبوترہ مسجد پر رہتے اور اپنے کل اوقات تعلم و عبادت مین صرف کرتے تھے اور جس سریہ مین کہ حضرت رسالتمآب صلعم بھیجتے تھے جاتے تھے ۔

که بعض رسائل مین مرقوم ہے کہ تعلیم و تربیت آپ نے حضرت رسالتمآب صلعم سے پائی اور بعد آپ کے چارون خلفاے راشدین سے یکی بعد دیگرے بیعت کی خلیفہ چہارم سے بیعت کرنیکے بعد آپ گوشہ نشین ہوگئے مگر اور کتابون سے نیز حضرت شاہ عبد الرحمن قلندر ثانی لاہرپوری کی تحقیقات سے آپ کی بیعت بجز حضرت رسالتمآب صلعم و جناب علی مرتضی کرم اللہ وجہہ اور کسی خلیفہ سے ثابت نہین ہوتی اور اسیطرف مولانا عبد القادر باسطی نے اپنے رسالہ منظومہ رابط المشایخ مین اسطرح اشارہ کیا ہے

خواجہ عبد العزیز عبد اللہ	آن علمدار مصطفی رسپاہ
با نبی بود در سفر بوفاق	در مکانی گرفتش استغراق
تا زمانیکہ حیدر صفدر	سوے صفین اند با لشکر
شغب لشکرش بگوش رسید	با فاقت در آمد و بدوید
گفت کو مصطفی و لشکر او	من فداے غلام چاکر او
قوم گفتند رفت از دنیا	وز پس او سہ مرد از خلفا
این وصی ولیست و شیر خدا	علی مرتضی امیر ہدے
تا بدولت بدان جناب رسید	بیعتش کرد و خدمتش بگزید
ہرکہ فہمید سر مرتضوی	خواند مارا قلندر علوی

مگر بعد از وفات خلفاے ثلاثہ اونکی روحانیت اقدس سے فیضیاب اور مجاز ہونا ممکن ہے آپ پر حالت سکر و جذب ایسی طاری رہتی تھی کہ ایک ایک حالت پر آپکو تیس تیس چالیس چالیس سال گذر جاتے تھے اور پھر اوس حالت سے افاقہ بھی ہوجاتا تھا فصول مسعودیہ مین ہے کہ شیخ المشایخ حضرت شاہ عبد العزیز کی ایک

سفر مین اپنی جماعت کے ساتھ جا رہے تھے ایک جگہ پہونچکر فرمایا کہ ما احسن[1]
هذا المکان اور وضو کر کے تحیت الوضو کی دو رکعتون کی نیت کی اور مستغرق ہوگئے
پہلی رکعت مین چالیس سال گذر گئے تمام مریدین ورفقا متفرق ہوگئے چالیس
برس کے بعد اتفاقاً ایک مرید کا پھرا ادھر سے گذر ہوا اوسنے آپ کے قدمون پر
گر کے کہا کہ ایہا الشیخ کم تقوم قد مضی اربعون سنۃ[2] آپ نے آنکھ کھول کر پوچھا کہ کتنا
زمانہ گذرا اوسنے کہا کہ چالیس[3] سال تب وہان سے روانہ ہوے اور ممالک کی سیر
کرتے پاک پٹن تشریف لاے اور لوگون سے فرمایا کہ مین سردابہ مین اوترتا ہون
تم اُسے بند کر دینا چنانچہ وہ بند کر دیا گیا جب آپ کے سردابہ سے نکلنے مین چند روز
باقی رہے تو حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی وحضرت شیخ فرید الدین گنجشکر رحمۃ اللہ
علیہما اپنے حل شبہات کے لیے جو انکو اپنے سلوک مین ہوگئے تھے آپکے سردابہ پر حسب الحکم
وبشارت حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ حاضر ہوے آپنے سردابہ سے
نکل کر دونون کے عقدہ حل کیے اور حضرت باباصاحب کو اونکی حسب خواہش قبر کی
جگہ مرحمت فرمائی اور فرمایا کہ اب پھر مین سردابہ مین اوترتا ہون اب حضرت امام
مہدی علیہ السلام کے زمانہ مین نکلونگا ہرگز کوئی اب سردابہ نہ کھولے بارہ ذیحجہ
کو آپ روپوش ہوے چنانچہ اسی تاریخ کو آپ کا عرس شریف ہوتا ہے گرد آپکے
سردابہ کے صرف احاطہ ہے صاحب مراد المریدین لکھتے ہین کہ مینے زائرین مزار اقدس
سے تحقیق کیا ہے کہ مزار حضرت شیخ فرید الدین گنجشکر اندرون شہر پاک پٹن ہے اور
آپ کا سردابہ بیرون شہر ہے اور حضرت غوث ملت اصول المقصود مین تحریر

[1] کیا اچھی یہ جگہ ہے ۱۲ [2] اے شیخ کبتک کھڑے رہئے گا ہر آئینہ چالیس سال گذر گئے ۱۲ [3] واضح ہو کہ مراد المریدین نے اس قصہ کو حضرت سید خضر رومی قلندر کے حال مین لکھا ہی مگر اور ملفوظات مین آپ ہی کے حال مین لکھا ہے ۱۲

فرماتے ہین کہ مینے بھی وہان کے ایک باشندہ سے جو مرد صالح و حاجی تھی اور
یہان تکیہ پر آے تھے یہی سُنا ہے. کتاب مظہر محبت مؤلفۂ شاہ محبت علی خلیفہ حضرت
شاہ شکر اللہ قلندر مین ہے کہ شیخ عبد العزیز مکی صاحب علم مصطفوی تھے وله
اربعة قبور وقام من كل قبر بعد اربعين سنة والقبر الرابع فی اجودهن وما قام
من هذا القبر وقد اخذ الشيخ فريد الحق والدين تحت قدميه مقام القبر
وقد عاش الشيخ عبد العزيز المكی علی وجه الارض ستمائة سنة باختيارہ اور اسکی
(2)
مؤید عبارت رسالہ غوثیہ مین ہے کہ قال الراوی کان له ای للشیخ عبد العزیز المکی
اربعة قبور وفی کل قبر مکث اربعين سنة والناس یحسبونه انه توفی وهو
لم یتوف ویخرج من قبرہ ویدور علی وجه الارض هكذا فعل ثلث مرات
وقد يخرج من قبرہ بعد اربعين سنة والرابع هذا القبر الذی کان عنده
قبر شيخ الاسلام فريد الدين ومن هذا القبر لم يخرج ومدة عمر الشيخ عبد العزيز
ستمائة سنة وهو من اصحاب الرسول كان بيده لواء النبی عليه الصلوة والسلام
آپ کا لقب علمبردار اسلیے ہوا کہ چند اسفار مین علم نبوی صلعم آپ کے پاس رہا رسالہ
غوثیہ مین ہے کہ کان بیدہ لواء النبی صلعم حضرت سید العرفا شاہ مجا قلندر نے تحفۃ العاشقین
مین لکھا ہے کہ شیخ عبد العزیز مکی در بعضے اسفار علم رسول اللہ صلعم برداشتہ اند ازان مشہور اند بعلمبردار

ل اور اون کی چار قبرین ہین اور ہر قبر سے بعد چالیس سال کے نکلے اور چوتھی قبر اجود ہن مین ہے اور اس قبر سے نہ نکلے اور شیخ فرید الدین سے انکے قدمون کے نیچے جگہ اپنی قبر کے لیے لی اور حضرت شیخ عبد العزیز مکی اپنے اختیار سے چھ سو برس زندہ رہے ۱۲

سلہ راوی نے کہا کہ اونکی یعنے حضرت شیخ عبد العزیز مکی کی چار قبرین ہین اور ہر قبر مین چالیس سال رہے اور لوگ سمجھتے تھے کہ اونھون نے وفات پائی حالانکہ وہ وفات نہین پاتے تھے اور قبر سے نکل کر روے زمین کا دورہ کرتے تھے اسی طرح تین مرتبہ کیا اور ہر قبر سے چالیس سال کے بعد نکلتے تھے اور چوتھی قبر وہ ہے جسکے قریب حضرت شیخ فرید الدین گنجشکر قدس سرہ کی قبر ہے اور اس قبر سے پھر نہ نکلے اور مدت عمر انکی یعنے شیخ عبد العزیز مکی قلندر کے چھ سو برس ہے اور وہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے اور انکے ہاتھ مین علم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تھا ۱۲

سلہ اونکے ہاتھ مین علم نبوی صلے اللہ علیہ وسلم تھا ۱۲

4

(1) It is stated that Shaikh Abdul Aziz Makki, has four graves. He passed forty years in each of these. He was

حضرت شاہ عبدالرحمن قلندر ثانی لاہرپوری نے اپنے بعض تحریرات مین لکھا ہے
کہ جب تک جناب امیر کرم اللہ وجہہ صغیر السن تھے علمبرداری آپکے سپرد رہی
اور وہ علم جو آپ کے پاس تھا اوسکے بابتہ شیخ وجیہ الدین اشرف اپنی کتاب بحر زخار
مین آپ کی حال مین لکھتے ہین کہ آن علم پیش فرزندان شاہ قطب الدین بنیا دل قلندر سرانداز
غوثیے در قصبۂ نیگو کہ قریب جونپور است موجود مردمان زیارت می نمایند نگارندہ زخار ہم بشرف زیارت
آن علم مشرف شدہ از آہن ست بقدر یک عصا وشنیدم از ثقات کہ وقتے شخصے آن را بدزدی بردہ بود
بخانہ آن دزد آتش افتاد وآن علم خود بخود بخانہ فرزندان شیخ قطب الدین آمد انتہے امراد المریدین مین
بھی ہے کہ وہ علم نبوی صلعم جو حضرت عبدالعزیز مکی کے دست مبارک مین تھا اسوقت
قصبۂ نیگو مین جو جونپور سے چند کوس کے فاصلہ پر شمال مین واقع ہے موجود ہے
لوگ اوسکی زیارت کرتے ہین بعد اس عبارت مراد المریدین کے نقل کرنیکی حضرت
غوث ملت نے اصول المقصود مین تحریر فرمایا ہے کہ سن بارہ سو چھبیس ہجری مین
جب مین حضرت قطب الدین بنیا دل قلندر کے زیارت مزار اقدس کے لیے
جونپور کی طرف گیا تھا تو راستہ مین ایک جگہ اوترا وہان ایک معلم سے جو وہان کے قاضی
زادون مین تھے علم مبارک کا تذکرہ آیا تو اونھون نے کہا کہ واقعی قصبہ نیگو جہان
حضرت شاہ نصیر قلندر خلیفہ حضرت شیخ قطب الدین بنیا دل قلندر کا مزار ہی مین وہ
علم تھا اور مینے بھی اوسکی زیارت کی تھی مگر اب چند سال سے کھو گیا خدا معلوم کون لیگیا
چونکہ مین بھی مشتاق زیارت تھا اگر اوس زمانہ مین موجود ہوتا تو جاکر اوسکی زیارت
ضرور اپنی آنکھون سے کرتا پس مجکو کوئی شک وشبہہ نہین ہی کیونکہ اپنے حضرات قدس سرہم
رضوان اللہ علیہم اجمعین سے معنعن سُنا ہے انتہا۔

عمر شریف آپ کی ملازمت حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے چھ سو سال کی شمار کیجاتی ہے علاوہ قبل از اسلام کے آپ کی عمر کے بارے مین اختلاف ہے اور اس اختلاف مین دو قول ہین ایک قول مین ہزار سال کی عمر اور دوسرے قول مین چھ سو برس کی مگر مشہور یہی دوسرا قول ہے اور حضرت کلید عرفان شاہ باسط علی قلندر کو بھی کشف سے ایسا ہی معلوم ہوا[۱] لوگ تعجب کرتے ہین کہ اتنی عمر ہونا کیسے ممکن ہے حالانکہ تعجب کی کوئی بات نہین اکثر جوگیون کے قصے سنے گئے ہین کہ صدہا سال کی عمر پائی اور بعضے ابتک زندہ ہین اسکے علاوہ اگر صفحات تاریخ پر گہری نظر ڈالی جائے تو علاوہ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ایسے عمر رسیدہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مین بھی ملینگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد اکثر اعمار امتی بین ستین وسبعین سے اکثریت کا پتہ چلتا ہے نہ نفی کلیت کا باقی ایسے لوگ بھی حضرات صحابہ واولیاء اللہ وصلحا وغیرہ مین بہت نکلین گے جنکی عمرین زیادہ ہوئین چنانچہ چند حضرات کا ذکر مین یہان پر کرتا ہون عمر بن مسیح ایک سو پچاس برس کی ہوئی۔ لبید ابن ربیعہ ایک سو ستاون سال زندہ رہے۔ حضرت ابو عبدالرحمن نسائی نے بھی ایک سو ستاون سال کی عمر پائی مستوغر بن ربیعہ تین سو تئیس سال زندہ رہا۔ دینوری نے اپنی مجالستہ مین لکھا ہے کہ عبید بن شریۃ الجرہمی تین سو سال زندہ رہا۔ ابن ظفر کی کتاب النصائح مین ہے کہ عبدالمسیح بن قیس الغسانی کی عمر تین سو پچاس سال سے زیادہ تھی حافظ ابن حجر

[۱] فصول مسعودیہ مین یہ بیان حضرت کلید عرفان کے کشف وکرامات کے بیان مین لکھا ہے جبکہ وہ حضرت امیر سید خضر رومی قلندر کی تحقیق عمر وسنہ وفات وغیرہ خود ان کی روحانیت اقدس سے فرمائی تھی اور انکی روحانیت نے اپنا حال بیان کرکے حضرت شیخ عبدالعزیز مکی قلندر کی عمر بھی بیان فرمائی تھی نیز حضرت سید نجم الدین غوث الدہر قلندر نے اپنے خلیفہ کی بھی عمر وغیرہ بیان فرمائی تھی جیسا کہ آگے چلکر خود حضرت سید خضر رومی قلندر کے حال سے معلوم ہوگا فافہم وکن من الشاکرین ۱۲

عسقلانی اصابہ فی تمیز الصحابہ مین لکھتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ
مین اور آپ کے صحابہ کرام مین ایسے ایسے لوگ تھے جنکی عمرین دراز تھین چنانچہ
اون حضرات کا مختصر ذکر کیا جاتا ہے حضرت ربیع ابن صنع بن وہب بن بغیض بن
مالک بن سعد بن عدی بن فزارۃ الفزاری انکے عمر تین سو بیس سال کی ہوئی
ساٹھ سال اسلام مین رہے اور عبدالملک ابن مروان کے زمانہ تک زندہ رہے
انسے عبدالملک نے پوچھا کہ تمھاری عمر کتنی ہے تو فرمایا کہ مین دو سو سال حضرت عیسیٰ
علیہ السلام کے دین پر رہا اور ساٹھ سال جاہلیت مین گذرے اور ساٹھ سال
زمانہ اسلام مین بحالت اسلام گذرے ہین حضرت حارثہ بن عبید الکلبی انکی عمر
پانچ سو سال کی ہوئی جیدہ بن معاویہ بن القشیر بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن
صعصعۃ العامری ہشام کہتے ہین کہ میرے والد کہتے تھے کہ مینے خراسان مین جیدہ
کو دیکھا تھا یہ بہز بن حکیم الفقیہ کے دادا ہین زمانہ جاہلیت مین تھے اوسی زمانہ مین
حضرت عبدالمطلب کو دیکھا تھا وفات انکی سنہ ۹۰ھ مین بزمانہ ولید بن عبدالملک
ہوئی ابو حاتم سجستانی کہتے ہین کہ جیدہ ایک ہزار مرد و عورت کے عم تھے اس حساب سے
انکی عمر کا اندازہ کرنا چاہیے کہ حضرت عبدالمطلب کا زمانہ اور ولید بن عبدالملک کا زمانہ کسقدر فاصلہ
رکھتا ہے اماناۃ بن قیس بن شیبان بن عاتک بن معاویۃ الاکرمین الکندی طبری
و شاہین نے انکو صحابی لکھا ہے انکی عمر تین سو بیس سال کی ہوئی امد ابن ابد حضرمی
کی تین سو سال کی عمر تھی انھون نے ہاشم بن عبد مناف اور امیہ بن عبدالشمس کو
دیکھا تھا اور حضرت امیر معاویہ کے زمانہ مین زندہ تھے۔ اکثم بن صیفی بن ریاح
بن حارث بن مخاشن بن معاویہ بن شریف بن خراۃ بن رشید بن عمر بن تمیم الحکیم

یہ حنظلہ بن الربیع بن صیفی صحابی کے چچا تھے ابو حاتم کہتے ہین کہ انکی عمر تین سو سال
کی ہوئی اور انکے والد صیفی کی عمر دو سو ستر سال کی ہوئی اور ان حضرات کے علاوہ
اور بھی اکثر صحابہ مثل دحیہ کلبی وحضرت سلمان فارسی وحضرت صفوان ابن قصی
وغیرہم کی عمرین دراز ہوئین حافظ ابن حجر عسقلانی اصابہ مین حضرت سلمان فارسی
کے حال مین لکھتے ہین کہ انھون نے حضرت عیسی علیہ السلام کا زمانہ پایا جامع الاصول
مین ہے کہ انکی عمر اہل علم کے نزدیک ساڑھے تین سو سال کی ہوئی اور حضرت
صفوان بن قصی برادر عبد مناف کے بابتہ حضرت سید محمد بن جعفر مکی خلیفہ حضرت شیخ
نصیر الدین چراغ دہلی اپنی کتاب بحر المعانی مین لکھتے ہین کہ مین جسوقت انکی زیارت
سے مشرف ہوا ہون اوسوقت انکی عمر نو سو بانوے سال کی تھی اور یہ لوگون کی
نظرون سے غائب مکہ معظمہ کے پہاڑون مین سکونت رکھتے ہین انکو حضرت رسالتمآب
صلعم نے درازی عمر کی دعا دی تھی انتہے حضرت شیخ محمد طاہر فتنی مجمع البحار مین لکھتے ہین
کہ قس بضم قاف یذکر حدیثہ کثیراً وھو ممن امن بہ صلعم قبل البعثۃ
وبشر بہ وکان من حکماء العرب وفصحائھم قیل انہ عمر سبعمائۃ سنۃ
وکان یلبس المسوح انتہی اور بابا رتن ہندی کا قصہ جو سن چھ سو مین ظاہر ہوے
اور دعواے لقائے نبوی صلعم کیا نفحات الانس مین مذکور ہے علامہ مجد الدین
شیرازی صاحب قاموس انکو صحابہ مین شمار کرتے ہین اور حضرت سید اشرف جہانگیر
سمنانی کا انسے ملاقات کرنے اور اسپر فخر کرنے اور نسبت اخذ خرقہ کا انسے ثابت
کرنیکے قصص لطائف اشرفی مین مذکور ہین ملا عبد العلی بحر العلوم فرنگی محلی لکھنوی شرح

لہ قس بضم قاف ذکر کیے جاتے ہین حدیث انکی بہت اور وہ اُن لوگون مین سے ہین کہ جو آنحضرت صلعم پر ایمان لائے قبل بعثت اور آپکی بشارت دی اور وہ حکما و فصحاے عرب سے تھے بعض کہتے ہین کہ انکی عمر سات سو برس کی ہوئی اور وہ صوف پوش تھے ۱۲

مسلم الثبوت مین لکھتے ہین کہ ینبغی[1] ان لا یذکر الرتن بالشر لاحتمال الصحة حذراً عن الوقوع فی الکبیرة پھر لکھتے ہین کہ ثم[2] مثل الرتن مایدعون الاولیاء القلندریة البررة الکرام صحبته عبد اللہ ویلقبونه بعلمبردار وینسبون خرقتهم الیه ویدعون اسناداً متصلا ویحکون حکایة عجیبة ویدعون بقائه قریب من ستمائة فلا مجال لنسبة الکذب الیهم فانهم اولیاء اللہ صاحب الکرامات محفوظون عن اللہ واللہ اعلم انتہی پس آپ کی حیات و درازی عمر مین کوئی شیعہ قائل بوجود مہدی وسنی قائل بحیات انبیا انکار نکریگا باقی آپ کی عمر شریف اور نیز اس مسئلہ خاص کے مفصل تحقیق کتاب مستطاب روض الازہر فی مآثر القلندر مصنفہ حضرت مقتدائے جہان مولانا شاہ تقی علی قلندر مین مذکور ہے۔

حضرت شیخ عبد العزیز مکی قلندر نے تمام عمر بسر و سیاحت و ریاضات شاقہ مین بسر فرمائی چالیس چالیس سال سیر و سفر کرتے اور پھر اتنی ہی مدت سرداب مین مراقب رہتے تھے آخری مراقبہ مین سرداب سے باہر تشریف نہین لائے۔

آپ کا حال حضرات اصحاب کہف کیطرح ہے جو تین سو نو سال کے بعد ملک صالح کے عہد مین بیدار ہوے اور پھر حضرت رسالت مآب صلعم کے عہد کرامت عہد مین اور اب حضرت امام مہدی علیہ السلام کے زمان برکت نشان مین ظاہر ہو کر الخ

[1] مناسب یہ ہے کہ رتن کا ذکر برائی سے نہ کیا جائے بسبب احتمال صحت کے گناہ کبیرہ سے بچنے کے خیال سے ۱۲

[2] پھر مثل رتن کے وہ امر ہے کہ جس کا دعوی حضرات اولیا قلندریہ کرام کرتے ہین یعنی صحابیت عبد اللہ کے اور ان کو علمبردار کے لقب سے ملقب کرتے ہین اور اپنا خرقہ انکی طرف منسوب کرتے ہین اور اسناد متصل کا دعوی کرتے ہین اور حکایات عجیبہ بیان کرتے ہین اور چھ سو برس انکی زندگی کا دعوے کرتے ہین پس ان امور کو غلط خیال کرنیکی مجال نہین ہے کیونکہ وہ اولیاء اللہ صاحب کرامات ہین منجانب اللہ محفوظ ہین واللہ اعلم ۱۲

advisable not to ~~mention~~ attribute Ratan any time, even to Ratan;

بیعت فرمائین گے لہذا جس طرح اصحاب کہف زندہ ہین اور اونکا شمار مُردون مین نہین اسی طرح آپ کا شمار بھی مُردون مین نہین ہو سکتا اور اس قول کی تائید اس قصہ سے بھی ہوتی ہے کہ جب حضرت زین العارفین شاہ فتح قلندر نے حضرت سید العرفا شاہ محیا قلندر قدس سرہ سے بعد تکمیل کے اجازت و خلافت پائی تو حضرت سید العرفا نے امتحاناً اون سے پوچھا کہ کیا تمکو اتنی قدرت ہو گئی ہے کہ حضرت شیخ عبد العزیز مکی کو بیدار کر سکو گے اونھون نے عرض کیا کہ آپ صرف اونکے بیدار کرنیکو فرماتے ہین اگر حکم ہو تو مین لاہور سے جونپور تک تمام مردون کو زندہ کر کے یہانسے وہانتک حشر برپا کر دون اونھون نے فرمایا کہ بس رہنے دو مینے تو امتحاناً پوچھا تھا آپ سے جو سلسلہ شایع ہوا اوسکی دو قسمین ہین ایک قلندریہ مکیہ کہ آپنے بلا واسطہ حضرت رسالت پناہ صلعم سے استفادہ کیا دوسرا قلندریہ علویہ جو بواسطہ جناب امیر کرم اللہ وجہہ حضرت رسالت پناہ صلعم تک پہونچتا ہے۔

آپ سر حلقہ سلسلہ مداریہ بھی ہین یہ سلسلہ آپ تک اس طرح سے پہونچتا ہے کہ حضرت شاہ بدیع الدین قطب المدار کو اجازت حضرت طیفور شامی سے تھی اور اونکو حضرت امین الدین شامی سے اور اونکو آپ سے یعنے حضرت شیخ عبد العزیز مکی قلندر سے اور آپ کو حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اور اونکو حضرت رسالت مآب صلعم سے سلسلہ مداریہ کی کئی قسمین ہین۔ مداریہ طیفوریہ۔ جعفریہ۔ مداریہ بصریہ۔ مداریہ صدیقیہ۔ مداریہ اویسیہ۔ مداریہ مہدویہ۔ تفصیل ان سب کی فصول مسعودی مین ربط المشایخ سے منقول ہے۔

علاوہ اس کے آپ سے سلسلہ مصافحہ بھی جاری ہوا اور اب تک ہی خاندان مکی مین لکھنؤ

مین یہ سلسلہ اس طرح آیا ہے کہ جناب مولوی شاہ عبدالرزاق فرنگی محلی نے مصافحہ کیا مولوی عبدالوحید محمد سے اور اونھون نے مصافحہ کیا اپنے والد مولوی عبدالواحد سے اور اونھون سے نے مصافحہ کیا اپنے دادا بحرالعلوم ملا عبدالعلی محمد سے اور اونھون نے مصافحہ کیا مولوی امین الدین سید پوری سے اور اُنھون نے مصافحہ کیا حاجی صفت اللہ خیرآبادی سے اور اونھون نے مصافحہ کیا حضرت شیخ عبداللہ حنبی سے اور انھون نے مصافحہ کیا حضرت شیخ عبدالعزیز علیہ دار قلندر سے اور اونھون نے مصافحہ کیا حضرت رسالت مآب صلعم سے۔ شیخ محمد یحییٰ الہ آبادی لکھتے ہین کہ مصافحہ معمری مشائخ مین مشہور ہے حضرات القدس سے منقول ہے کہ شیخ احمد سرہندی نقشبندی نے مصافحہ کیا حاجی عبدالرحمن بدخشی کابلی مشہور بحاجی رمزی سے اور اونھون نے حافظ سلطان اوبھی سے اور اونھون نے شیخ محمود سے اور اونھون نے شیخ سعید معمر حبشی سے اور اونھون نے حضرت رسالت پناہ صلعم سے۔ اور اپنے اجازات کے ضمن مین لکھتے ہین کہ اجازت ہشتم حضرت شیخ بہاء الدین جونپوری کو حضرت سید ناصرالدین بن سید تقی الدین سے انکو سید صفی الدین سے انکو شیخ زین الدین خوافی سے انکو شیخ شہاب الدین احمد فرایونی سے اونکو شیخ ابوالعباس الثم سے انکو شیخ معمر سے انکو جناب رسالت مآب صلعم سے شیخ معمر وہ عربی نژاد شخص تھے جنھون نے حدود سنہ سات سو یا اسکے بعد مین ظاہر ہوکر یہ دعوے کیا کہ وہ صحابی ہین اور اونھون نے حضرت رسالت مآب صلعم سے مصافحہ کیا تھا اور آنحضرت نے اونکو یہ دعا دی تھی کہ یا معمر عمرک اللہ[۱] جس کی برکت سے وہ حدود سنہ سات سو ہجری تک

---

[۱] اے معمر تجھے اللہ دراز عمر کرے ۱۲

زندہ رہے اور اونھین نے بیان کیا کہ مینے یہ حدیث آنحضرت صلعم سے خود سنی کہ آپ نے فرمایا مَنْ شَمَّ الوَرْدَ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ فَقَدْ جَفَانِي[1] کذا فی شرح سفر السعادت انتہی

آپ کے مریدین و خلفا کی تعداد کا پتہ کسی ملفوظ سے نہین ملتا بجز ان تین حضرات کے ایک حضرت میران منیر ساکن کوندہ جنکے خلیفہ مولانا فخر الدین قلندر ہوے۔ دوسرے حضرت سید محمود بر کی گجراتی۔ تیسرے سید المجذوب بن حضرت سید خضر رومی قلندر جنسے ہندوستان مین یہ سلسلہ شایع ہوا۔ پہلے دو خلفا کے حالات بھی کسی کتاب مین نہین دیکھے گئے۔

---

[1] جس نے گلاب سونگھا اور مجھپر درود نہ پڑھا اوسنے مجھ پر ظلم کیا ۱۲

who ever smelt a rose (flower) and did not say Darood Shafir for me, he behaved to me with great cruelty.

نفحۂ دوم ذکر حضرت سید التابعین سند العارفین امیر سید خضر رومی

قلندر کھپرا دھاری

رومی الاصل خلیفہ خاص حضرت شیخ عبد العزیز مکی قلندر۔ ولادت آپ کی آغاز صدی پنجم ہجری مین ہوئی جیسا کہ آپ نے خود بیان فرمایا جسکا قصہ یہ ہے کہ جس زمانہ مین حضرت قطب الوقت شاہ مسعود علی قلندر کتاب مستطاب فصول مسعودیہ تحریر فرماتے تھے اوس زمانہ مین اُنکو آپ کے حالات ولادت و وفات مین شبہہ پڑا اور وہ شبہہ رسالہ غوثیہ وغیرہ کسی سے دفع نہوا تب حضرت کلید عرفان نے اونسے فرمایا کہ حضرت سید خضر رومی قلندر وغیرہ کے حالات مشتبہ کیون لکھے جائین خود اونھین سے تحقیق کرکے کیون نہ لکھے جائین چنانچہ اکیس شوال روز دوشنبہ ۱۰۹۶ھ بوقت آخر شب بنا بر استفسار حالات وہ آپ کی روحانیت کی طرف متوجہ ہوے اوسی وقت آپ کی برزخ عین بیداری مین بجسمہ حاضر ہوے اور اپنے یہ حالات خود اونسے بیان فرماے کہ میری ولادت آغاز سنہ پانچسو ہجری اور وفات سنہ سات سو پچاس ہجری مین ہے لہذا میری عمر ساڑھے تین سو برس کی ہوئی اور رسالہ غوثیہ مین جو میری عمر ایک سو نوے برس کی لکھی ہے وہ غلط ہے اور مین تمام عمر قلندر وار رہا نکاح نہین کیا ریاضات شاقہ مین عمر بسر کی اور عرب و عجم کی سیر کی میرے مریدین و خلفاء مشرق و مغرب مین بہت ہوے اور سب میرے ایسے بلکہ مجھ سے بہتر اور کامل و مکمل ہوے خصوصاً سید نجم الدین غوث الدہر جو مجھ سے بہتر ہوے اور وہ جہان بہان گئے

بہتون کو کامل بنا دیا پھر فرمایا کہ سید نجم الدین کی عمر رسالہ غوثیہ مین دو سو سال کی ٹھیک لکھی ہے اونکی ولادت سنہ چھ سو نیتیس ہے اور وفات آٹھ سو سینتیس مین ہے اور وہ تمام عمر قلندر وار آزاد رہے اور عرب و عجم کی سیر کی آخر عمر مین بحکم حضرت رسالت پناہ صلعم نکاح کر کے لباس مشایخ پہن لیا یہ جو تم نے مجھ سے سُنا بر حق ہے بر حق ہے بر حق ہے انتہیٰ۔

بیعت و تعلیم و تلقین اذکار و افکار معہ اجازت و خلافت سلسلہ عالیہ قلندریہ علویہ ونکیہ سب آپ کو اونہین سے ہے سالہا سال آپ اُنکی ساتھ حضر و سفر مین رہے اور بہت ریاضات و مجاہدات فرمائے۔

کھپرا دھاری آپ کو اسلیے کہتے تھے کہ آپ نے ایک کھپر محتاج و مساکین کے لیے رکھوا دیا تھا جسکو جس کھانے کی ضرورت ہوتی تھی اُسی کھپر سے لے لیتا تھا ایک زمانہ تک یہی رہا آخر ایک دن آپ نے خود اوسکو توڑ کر زمین مین دفن کر دیا۔

آپ جرمپوش تھے جذب و سکر آپ مین ایسا بڑھا ہوا تھا کہ ایک مراقبہ چھ ماہ مین ختم ہوتا تھا رسالہ غوثیہ مصنفہ حضرت شیخ حسینؒ سر ہرپوری خلیفہ حضرت سید نجم الدین غوث الدہر قلندر مین ہے کہ حضرت غوث فرماتے تھے کہ ایک سفر مین ہم آپ کے ساتھ تھے راستہ مین پانی برسنے لگا تو ایک مندر مین قیام کرنا چاہا وہان کے لوگون نے منع کیا آپ پشت مندر پر مراقب بیٹھ گئے جب بارش موقوف ہو گئی تو آپ نے ہم سب سے فرمایا کہ تم نے دیکھا اسوقت ان لوگون نے ہمکو مندر مین جانے سے کیسا روکا اب چلکر دیکھنا چاہیے کہ یہ لوگ کس چیز کی پرستش کرتے ہین مندر کی سیر کر کے اون لوگون سے فرمایا کہ یہ تمھارے دیوتا تم سے باتین کرتے ہین یا نہین اونھون نے کہا کہ یہ تو پتھر کے ہین باتین کیا کرینگے اوسی مندر کے دروازہ پر پتھر کی ایک گائے بھی تھی

آپ نے فرمایا کہ اگر یہ گاے زندہ ہوجائے تو ہمارے دین کو اپنے دین سے بہتر
سمجھوگے اونھون نے اقرار کیا آپ کے ہاتھ مین ایک آہنی آلہ تھا وہ آپ نے اوسکی
سُرین پر مار کر فرمایا کہ قُم باذن اللہ بمجرد اس ارشاد کے وہ زندہ ہوکر بھاگی آپنے
حکم دیا کہ پکڑو لوگ اوسے بمشکل تمام پکڑلائے آپ نے ساتھیون سے فرمایا کہ اسکے
کباب بناؤ یہ دیکھکر وہان کے سب لوگ مسلمان ہوگئے صاحب مناقب الاصفیا
لکھتے ہین کہ" مقرر است کہ فاتحہ نذر آنحضرت[ل] برائے حل مشکلات و برآمدن حاجات بر کباب گاؤ
جوان سالم از عیوب کہ بچہ نزائیدہ باشد میکنند و گوشت آن گاؤ را بسیخہا کباب کردہ نذر آنحضرت فاتحہ
می کنند انتہےا،، رسالۂ غوثیہ مین ہے کہ حضرت غوث فرماتے تھے کہ ہم ایک سفر مین آپ کے
ساتھ ایک شہر مین پہونچے وہان ایک روز ایک باغ مین ٹھہرے ہوے تھے
اور آپ اپنے تخت پر مراقب تھے دیر کے بعد مراقبہ سے سر اوٹھا کر فرمایا کہ اے
سید اسوقت حق تعالی نے مجکو بچشم جلال ملاحظہ فرمایا ہے لہذا جاکر کوئی ایسی ٹھنڈی
چیز لاؤ جس سے مجکو فرحت ہو مین بازار سے ستو و شکر خرید لایا آپ نوش فرماکر پھر
مراقب ہوگئے اتنے مین ولیعہد سلطان تغلق شاہ شکار سے واپس ہوکر حاضر خدمت
ہوا مینے آپ کے تخت کے قریب جاکر موافق آداب حضرات صوفیہ کہ مشائخ کو
مشغولی سے بیدار کرنے کے لیے درود شریف پڑھتے ہین درود پڑھا آپ نے
سر اٹھا کر دریافت فرمایا مینے عرض کیا فرمایا کہ ٹھیرو آنے دو اور پھر مراقب ہوگئے جب
وہ باغ کے قریب پہونچا تب پھر مینے عرض کیا پھر وہی فرماکر مراقب ہوگئے اتنے مین

[ل] اور وصول المقصود کی عبارت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ طریقہ نذر خود حضرت سید نجم الدین غوث الدہر قلندر کے فاتحہ کی ہے اور
پتھر کی گائے کا زندہ کر دینا بھی انھین کی کرامت ہے اور اس عبارت کی تائید بھی اس قصہ سے ہوتی ہے جو حضرت شیخ قطب الدین بینا دل قلندر کے حال
مین مذکور ہے کہ انھون نے اپنے پیر حضرت غوث الدہر کے فاتحہ کے لیے گائے منگائی تھی اور وہ بعد ذبح کے حاملہ نکلی بچھڑے کو انھون نے زندہ کر دیا
اور اوسی روز سے اپنی فاتحہ کے لیے گوشت کی ممانعت کردی واللہ اعلم بالصواب ۱۲

شاہزادہ سواری سے اوترا وزیر نے کہا کہ ذرا ادب سے تشریف لے چلیے
یہ بزرگ نہایت صاحب جلال ہین اوسنے کہا کہ مجکو خود معلوم ہے مین صرف
زیارت وقدمبوسی کو حاضر ہوا ہون کوئی اور خواہش نہین ہے غرضکہ وہ
آیا آپ تخت پر اوسی طرح بیٹھے رہے اوس نے مصافحہ کیا آپ نے اوس کا ہاتھ
پکڑ کے تخت کے نیچے بیٹھنے کو فرمایا خدام شاہی نے قالین بچھا دیا مگر وہ قالین
اولٹ کر زمین پر بیٹھ گیا اور اشرفیون کی تھیلیان نذر کر کے عرض کیا کہ یہ فقرا پر
تصدق فرما دی جائین آپ نے فرمایا کہ تم خود اپنے ہاتھ سے تقسیم کر دو اوسنے
نہ مانا تب آپ نے فقرا سے فرمایا کہ جسکو جس قدر ضرورت ہو لے لے مگر سوا میرے
اور ایک دوسرے شخص کے کسی نے نہین لین رخصت ہونے کے بعد
اوس نے راستہ مین اپنے مصاحبین سے کہا کہ مینے بہت سے مشائخ کی
زیارت کی اکثرون کا ہاتھ مجھ سے مصافحہ کرنے کے وقت کانپ گیا مگر یہان
اوس کے برعکس ہوا کہ خود میرا ہاتھ کانپ گیا ان بزرگ کا نام کیا ہے وزیر
نے بتلایا کچھ دنون کے بعد آپ وہان سے چل دیے اور دوسرے شہر مین جا کر
رہے جب شاہزادہ کو معلوم ہوا تو اوس نے وہان کے حاکم کو لکھ بھیجا کہ آپ
کے خدام کے مصارف کے لیے پانچ اشرفی یومیہ دی جائین پھر آپ نے
اوسی شہر مین قیام فرمایا اور وہین بتاریخ اٹھارہ رجب سنہ سات سو
پچاس ہجری مین بعمر ساڑھے تین سو سال وفات فرمائی۔ غالبًا شہید
خواہر زادہ سلطان شمس الدین التمش کا مقبرہ بھی

Journies and ... India to wait upon Sayed and arrived where he eventually breathed his last

اوسی شہر مین ہے۔ رسالۂ غوثیہ مین ہے کہ قال الغوث[۲] فلما مضت المدة الطویلة فی السفر و طوف الاراضی حتی جئنا بصحبته السید فی الهند و اتینا بمکان یدرکه الموت

آپ تمام عمر محلوق رہے اور نکاح نہین کیا۔ مگر آخر عمر مین وفات سے ایک سال یا چھ ماہ قبل داڑھی رکھ لی تھی رسالۂ غوثیہ مین ہے کہ قال الراوی[۳] سمعت الغوث یقول ان شیخنا الاجل الکبیر العارف بحقائق اسرار الالوهیة السید خضر رومی قدس سره کان فی صورة القلندریة مدة ثم فی اخر العمر خلی المحاسن الشریفة مدة سنة او ستة اشهر ثم توفی مضجعه طهر وطاب وما صار معیلاً وهکذا اقوی فی صاحب رسالۂ غوثیہ لکھتے ہین کہ بعض اصحاب غوث کہتے تھے کہ ایکبار ہم حضرت غوث کے ساتھ سفر مین تھے جب آپ کی

---

[۱] حصول المقصود ودرض الازہر وانتصاح مین بحوالہ مناقب الاصفیا و ارادۃ المریدین وغیرہ یہی ہے کہ آپکا روضہ اوسی شہر مین ہے کہ جسمین غانجی شہید خواہرزادہ سلطان شمس الدین کا روضہ ہے مین نے اسکے تحقیق وتلاش مین تاریخی کتابین مثل تاریخ فرشتہ وطبقات اکبری منتخب التواریخ وغیرہ تلاش کرڈالین مگر کسی مین غانجی شہید کا پتہ نہ چلا البتہ ورق گردانی سے یہ معلوم ہوا کہ سلطان شمس الدین التمش کی لڑکی سلطان غیاث الدین بلبن کو بیاہی تھی جو بعد سلطان ناصر الدین کے ۶۶۴ھ مین تخت پر بیٹھا اور بائیس سال سلطنت کی جس سے ایکا بیٹا شاہزادہ محمد سلطان المعروف بعد الشہادت بخان شہید پیدا ہوا اسیکو سلطان غیاث الدین نے اپنا ولیعہد کیا تھا اور اسی شاہزادہ کی خدمت مین امیر خسرو وحسن دہلوی رہتے تھے حکومت ملتان اسی شاہزادہ سے متعلق تھی اور یہ شاہزادہ مغلون کی جنگ مین جسکا افسر تیمور خان مجانب ارغون خان نبیرۂ ہلاکو خان تھا نواح ملتان مین شہید ہوا انتہی اس واقعہ مین غور کرنے سے مجکو یہ پتہ چلا کہ یقینا انھین خان شہید کی خرابی کاتبین دنا سخین سے غانجی شہید کی ہوا اوس زمانہ کے لوگ خان جی شہید کہتے ہونگے لفظ خان کے بعد لفظ جی قدیم زمانہ کا محاورہ ومعمول ہو کر اضافہ کردیتے تھے جیسے دیوانجی ومیانجی تو یہی خان شہید خانجی شہید مشہور ہوگا جسکو بعد مین لوگون نے غلطی یا کثرت استعمال سے غانجی شہید کردیا۔ اب یہ کہ ملفوظات مین ہے کہ غانجی شہید خواہرزادہ سلطان شمس بود یہ بھی غلط معلوم ہوتا ہے کیونکہ سلطان محمد خان شہید سلطان شمس الدین کا نواسہ تھا نہ کہ بھانجہ ممکن ہے کہ جسطرح غانجی شہید غلط مشہور ہوگیا اسی طرح یہ بھی کسی نے غلطی سے لکھدیا ہو جسکے بعد پھر کسیکو تصحیح کا خیال نہوا اور بجنسہ غلط نقل ہوتا چلا آیا واللہ اعلم وعلمہ اتقن واحکم ہذا ما تیسر لی فی ہذا المقام ولعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا فقط

[۲] حضرت غوث نے فرمایا کہ جب مدت دراز سیر وسیاحت مین گذری تو ہم حضرت سید کی خدمت مین ہندوستان آئے اور وہان پہونچے جہان انکی وفات ہوئی قدس سرہ ونور مرقدہ ۱۲

[۳] راوی نے کہا کہ مینے حضرت غوث سے سنا وہ فرماتے تھے کہ ہمارے شیخ بزرگ عارف حقایق اسرار الوہیت سید خضر رومی قلندر قدس سرہ ایک عرصہ تک قلندر صورت رہے پھر آخر عمر مین سال یا چھ ماہ داڑھی چھوڑ دی پھر وفات پائی خوابگاہ انکی پاک وصاف ہے ۱۲

Says a ... the secret of ... i.e. ... kept ... towards the close of his life ... grew his beard ... a very long time but ... a year ... months before the grave is clean ...

روضہ مبارک پر پہونچے تو وہین وتر پڑے پہلے دن غیب سے ایک گائے آئی حسب الحکم
حضرت غوث ہمنے اوسکو ذبح کرکے پکایا کھایا دوسرے اور تیسرے روز بھی ایسا ہی ہوا
چوتھے روز نصف مذبوح گائے آئی تب حضرت غوث نے فرمایا کہ حضرت سید خضر رومی
قلندر نے تین دن ہماری ضیافت کی اور تین ہی دن حق ضیافت بھی ہے اب
اپنا سامان خورد و نوش خود کرنا چاہیے حضرت غوث روضۂ منورہ پر دو ماہ مقیم رہے
اور آپ ہی کے حجرۂ خاص مین چلّے وغیرہ کئے پھر وہان سے کوچ کردیا۔

آپ کو علاوہ سلسلہ عالیہ قلندریہ کی اجازت کے سلسلہ طیفوریہ کی بھی اجازت تھی
مگر اسمین دو روایتین ہین ایک یہ کہ آپ کو اس سلسلہ کی اجازت حضرت شیخ
عبد العزیز مکی قلندر سے تھی اور اُنکو حضرت میر سید جمال مجرد ساوجی سے۔ دوسرے
یہ کہ اس سلسلہ کی اجازت بلا واسطہ حضرت شیخ عبد العزیز مکی قلندر آپ کو حضرت
میر سید جمال سے ملی فصول مسعودیہ مین ہے کہ جابجا سے دریافت ہوتا ہے کہ سلسلہ
طیفوریہ بلا واسطہ حضرت شیخ عبد العزیز مکی کے آپ کو حضرت میر سید جمال مجرد سے
ملا نیز بعضے بیاض اولاد کبار حضرت شاہ نور ابن حضرت شاہ نصیر قلندر مین بھی یہی
ہے کہ آپ کو بلا واسطہ حضرت میر سید جمال مجرد سے کسوت قلندریہ و سلسلہ طیفوریہ
حاصل ہوا اور اسیکو مولانا عبد القادر قلندر باسطی نے اپنے ان اشعار مین ظاہر کیا ہے

از روایات دیگران ثقات	می شود کشف بعد تحقیقات
کاندرین سلسلہ کہ شکی نیست	شیخ عبد العزیز مکی نیست
بلکہ خضر از جمال یافتہ است	واسطہ در میان نیافتہ است

اور حضرت شاہ مراد علی مصنف مراد المریدین خلیفہ حضرت قاضی محمد تقی قلندر

نھونوی نے بھی سلسلہ طیفوریہ کی مثال اسی طرح لکھی ہے حضرت میر سید جمال مجرد
کا طریقہ یہ تھا کہ چار ابرو کا صفایا کرتے تھے اور کمر میں چمڑا لپیٹتے تھے اس لیے آپ نے
بھی یہی وضع اختیار کر لی اصول المقصود مین ہے کہ مخفی مباد کہ حضرت شاہ عبدالعزیز کی
کہ مخاطب بہ قلندر بود بسبب کبرسن مو پہلوے وے ریختہ بود وازین جہت حلق لحیہ را صورت
قلندریہ نامیدند آنکہ ہر کہ ازین سلسلہ باشد وے حلق مینماید چراکہ بعد حضرت سید نجم الدین غوث الدہر قلندر
ہیچ کسے از پیران این سلسلہ حلق نہ نمودہ و این طریق موقوف شد انتہی اس سے معلوم ہوا کہ طریقہ
حلق وغیرہ طریقہ قلندریہ نہین ہے بلکہ طریقۂ پیروان حضرت میر سید جمال مجرد ساوجی ہے
اور سلسلہ چشتیہ کی اجازت بطور مبادلہ آپ کو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی
رحمۃ اللہ علیہ سے ملی وہ اس طرح کہ جب آپ حسب ارشاد روحانیت اقدس حضرت
سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم ملک روم سے ہندوستان مین اشاعت واجرائے

سلہ ذکر حضرت میر جمال مجرد ساوجی قدس سرہ ساوجی سادہ کی طرف منسوب ہے اور سادہ آدہ کے قریب جسے آیہ بھی کہتے ہین ایک گاؤن ہے متعلقات طوس مین۔ کرامات الاولیا مین لکھا ہو کہ آپ اول وہ شخص ہین جنھنے روش قلندری اختیار کی ابتدا مین آپ مفتی شہر تھے دفور علم سے لوگ آپ کو کتب خانہ روان کہتے تھے جس کسیکو کوئی مشکل مسئلہ دریافت کرنا ہوتا تھا وہ آپ سے دریافت کرتا تھا آپ بلا تامل بغیر کتاب دیکھے شافی جواب دیتے تھے ایک روز ایک خاص حالت آپ پر طاری ہوئی آپ داڑھی مونڈا کر آسمان کی طرف ٹکٹکی لگا کر متحیرانہ ایک غار مین بیٹھ رہے جب آپ کے پیر کو خبر ہوئی اونھون نے سیسہ پگھلا کر آپ کے مونھ مین ڈلوایا آپ اوسے بلا تامل ٹھنڈے پانی کی طرح پی گئے اور کچھ نقصان نہ ہوا اور نہ آپ کی حالت مین فرق آیا جب علمائے وقت نے داڑھی مونڈانے پر اعتراضات کی بوچھاڑ کی تو آپ نے اپنے منھ پر ہاتھ پھیرا داڑھی موجود ہوگئی آخر سب پشیمان ہو کر معتقد ہو گئے۔ اور ایک روایت یہ ہے کہ آپ بہت خوبصورت تھے لوگ آپ کو بوجہ حسن وجمال کے یوسف ثانی کہتے تھے ایک عورت آپ پر عاشق تھی اور آپ ہمیشہ اوس سے متنفر رہے جب وہ زیادہ بیقرار ہو کر آپ کو فریب دینے کی تدبیرین کرنے لگی تو آپ اوس شہر کو چھوڑ کر دوسرے شہر مین چلے گئے وہ بھی آپ کو تلاش کرتی ہوئی وہان پہونچی آپنے مضطرب ہو کر دعا مانگی کہ یا اللہ میری اس خوبصورتی کو جو میرے لیے مصیبت ہوئی ہے بدصورتی سے بدل دے اوسی وقت آپ کی داڑھی و مونچھ کے سب بال گر گئے اور ایک روایت مین یون ہے کہ اوس عورت نے کسی حیلے سے آپ کو اپنے مکان مین بلا کر مقید کیا جب آپ نے کسی طرح سے مفر نہ دیکھی تو استرے سے اپنے چار ابرو کا صفایا کر دیا جس سے آپ کی صورت بدل گئی آخر اوس عورت نے متنفر ہو آپ کو اپنے مکان سے نکالدیا۔ آپ کے بعد جو آپ کا جانشین ہوا اوسنے بھی چار ابرو کا صفایا کرایا اونکے مریدین اور تابعین نے اوس کو بھی جزو مشرب سمجھ لیا۔ سنہ وفات وماہ و تاریخ دریافت نہین ہوا مزار آپ کا تون مین درمیان یزد وارد ستان کے ہے کذا فی الاً مصاخ

طریقہ عالیہ قلندریہ کے واسطے تشریف لاے اور سیر وسفر کرتے دہلی کے قریب پہونچے
اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کو آپ کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی
تو وہ آپ کا استقبال کرکے آپ کو دہلی مین لے گئے اور پندرہ روز اپنے یہان
مہمان رکھا ایک روز آپ نے اپنے ہندوستان آنے کی غایت اُن سے بیان کرکے
فرمایا کہ چونکہ ہندوستان تمھاری ولایت مین ہے لہذا اگر تم اپنے سلسلہ چشتیہ کی اجازت
مجکو دو تو مین اوسکے ساتھ اپنے سلسلہ قلندریہ کو یہان جاری وشایع کرون حضرت
خواجہ صاحب نے خوش ہوکر فرمایا کہ ہان اس شرط سے کہ آپ مجکو اپنے سلسلہ کی
اجازت دیجیے آپ نے اونھین سلسلہ قلندریہ کی اجازت دی اون سے اس
سلسلہ کی اجازت حضرت شیخ شہاب الدین اونکے خلیفہ نے لی اور عرض کیا کہ
مجکو خرقہ قلندریہ اور اوس سلسلہ کی اجازت دیجئے چنانچہ حضرت قطب صاحب نے
اونکو اجازت سلسلہ عطا فرمائی اُنکے مرید حضرت شاہ شرف الدین بوعلی قلندر پانی پتی
رحمۃ اللہ علیہ ہوے بعد اونکے کوئی دوسرا نہین ہوا تین ماہ آپ دہلی مین رہ کر
پھر روم واپس تشریف لے گئے۔

اور دوسری روایت مین یون ہے کہ جب آپ دہلی مین تشریف لاے تو حضرت خواجہ
قطب الدین بختیار کاکی کو روحانیت اقدس حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
سے حکم ہوا کہ نعمت واجازت سلسلہ چشتیہ سید خضر رومی قلندر کو جو ملک مغرب سے
آے ہین دو تو حضرت خواجہ صاحب نے اپنا خرقہ آپ کے سامنے پیش کیا چونکہ اون
کی عمر کم تھی اور آپ کبیر السن تھے آپ نے فرمایا کہ یاران بہ بینید کہ این طفل بابا بازی
می کند پھر حضرت قطب صاحب کو عالم غیب سے یہ مکشوف ہوا کہ محفل سماع گرم کرکے

حالت وجد و سکر مین اونکو یہ نعمت دینا چاہیے لہذا مجلس میں پائی گئی اوس حالت مین
حضرت خواجہ صاحب نے پھر فرمایا حضرت قلندر صاحب نے پھر وہی جواب مین فرمایا اوس
وقت برزخ حضرت محمدی و مرتضوی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت قلندر صاحب کے روبرو
تشریف لائی اور ارشاد فرمایا کہ یہ ہمارے حکم سے دیتے ہین لے لو تب آپ نے نعمت
سلسلہ چشت حضرت قطب صاحب سے لی پھر اپنے سلسلہ کی اجازت اونکو دی اور
اذکار چشتیہ بھی اخذ کیے جب اون اذکار کو اپنے یہان کے اذکار سے سہل پایا تو
فرمایا کہ چشتیان خدا رامفت یافتند۔ اخبار الاخیار مین ہے کہ حضرت شاہ خضر رومی مشرب
قلندریہ رکھتے تھے اور روم کے رہنے والے تھے کرامات و خرق عادات اُن سے
بہت ظاہر ہوے اگرچہ کسی کے مرید نہین تھے جب ہندوستان مین تشریف لائے
تو اوس زمانہ مین حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی زندہ تھے اونکی مرید ہوے خواجہ
صاحب نے اپنا خرقہ دیکر اونکو رخصت کیا اوسکے بعد وہ جونپور گئے جب سرہرپور مین
پہونچے تو حضرت شاہ قطب الدین اونکے مرید ہوے حضرت شاہ خضر اُنکو خرقہ دیکر روم
واپس گئے ابتک ہندوستان مین اونکا سلسلہ جاری ہے اور سلسلہ اونکا چشتیہ قلندریہ
ہے انتہی اور حضرت شیخ عبدالرحمن چشتی اپنی کتاب مرأۃ الاسرار مین لکھتے ہین کہ
اخبار الاخیار مین ہو کہ مشرب قلندریہ ہندوستان مین حضرت شاہ خضر رومی سے پھیلا
اور وہ سلطان شمس الدین التمش کے زمانہ مین بلباس قلندریہ دہلی مین آکر حضرت خواجہ
قطب الدین بختیار اوشی کے مرید ہوے خواجہ صاحب نے اونکو بعد تربیت و تعلیم کے
اپنا خرقہ دیکر رخصت فرمایا مگر لباس قلندریہ اونکا نہین بدلوایا یہ صاحب نہایت
مستغنی و عظیم الشان تھے کرامات و خرق عادات انسے بہت ظاہر ہوے جب

جونپور مین تشریف لائے تو شاہ نجم الدین قلندرؒ اُنکے مرید ہوئے آپ اُنکو خرقۂ خلافت
دیکر روم واپس گئے اب تک انکا سلسلہ بسبب شاہ قطب الدین بنیا دل کے ہندوستان
مین جاری ہے شیخ محمود قلندر لکھنوی و شیخ عبدالرحمن قلندر لاہرپوری اسی سلسلہ
مین تھے اس سلسلہ کو قلندریہ چشتیہ کہتے ہین انتہی۔

جاننا چاہیے کہ اوس عبارت مین جو صاحب مرأۃ الاسرار نے بحوالہ اخبار الاخیار
لکھی اور اوس عبارت مین جو خود مطبوعہ اخبار الاخیار مین ہے باہم تناقض ہے وہ
یہ کہ حضرت شاہ خضر رومی قلندرؒ کا آنا اور حضرت سید نجم الدین قلندرؒ کو جونپور مین
مرید کرنا یہ اخبار الاخیار مین نہین ہے اگرچہ واقعہ نسبت ارادت حضرت سید
نجم الدین قلندرؒ بحضرت سید خضر رومی قلندرؒ صحیح ہے مگر نہ اس طور سے جیسا کہ اُنھون
نے لکھا شاید اتنی عبارت صاحب مرأۃ الاسرار نے کسی اور کتاب یا ذاتی تحقیق
سے لکھی ہے اور صاحب اخبار الاخیار نے جو حضرت سید خضر رومی قلندرؒ کا ہندوستان
مین آنا اور خواجہ صاحب سے خرقہ خلافت پانا لکھا ہے یہ صحیح ہے مگر حضرت سید خضر رومی
قلندرؒ کا حضرت شاہ قطب الدین بنیا دل قلندرؒ جونپوری کو مرید کرنا یہ صحیح نہین ہے
دو وجہون سے اول تو حضرت شاہ قطب الدین بنیا دل قلندرؒ انکے مرید کے مرید
تھے یعنی حضرت سید نجم الدین غوث الدہر قلندرؒ کے دوسرے یہ کہ حضرت شاہ قطب الدین
بنیا دل قلندرؒ کے ملاقات حضرت سید خضر رومی قلندرؒ سے ثابت نہین ہوتی اسلیے
کہ حضرت سید خضر رومی قلندرؒ کے وفات سنہ سات سو پچاس ہجری مین اور حضرت
شاہ قطب الدین بنیا دل قلندرؒ کی ولادت سنہ سات سو چہتر ہجری مین ہوئی اور
دونون حضرات کی ولادت و وفات مین چھبیس سال کا فرق ہوتا ہے نیز حضرت

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی وفات جنسے حضرت سید خضر رومی قلندر نے خرقہ پایا سنہ چھ سو چونتیس ہجری مین ہوئی اور حضرت سید خضر رومی قلندر دہلی مین انکی حیات مین تشریف لائے تھے اور وہین سے جونپور بروایت صاحب اخبار الاخیار گئے تھے تو اس سے اور زائد فرق پیدا ہوتا ہے یعنی درمیان سال ولادت حضرت شاہ قطب الدین بنیا دل قلندر و وفات حضرت خواجہ صاحب ایک سو بیالیس سال کا فرق ہے لہذا صاحب اخبار الاخیار کا حضرت شاہ قطب الدین بنیا دل قلندر کو حضرت سید خضر رومی قلندر کا مرید لکھنا کسی طرح درست نہین اور نہ یہ لکھنا درست ہی کہ حضرت شاہ خضر رومی پہلے کسیکے مرید نہین تھے صاحب مراد المریدین لکھتے ہین کہ مخفی نماند کہ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی در اخبار الاخیار نوشتہ است کہ سید خضر رومی برائے تربیت قطب الدین بنیا دل سراندازغوثیہ جونپور رفتہ معلوم میشود کہ شیخ درین معنے تحقیق را کار نہ فرمودہ محض بخبر احاد نوشتہ چنانچہ در احوال جلال الدین تبریزی مرقوم نمودہ کہ مزار شریف وے در بنگالہ است حالانکہ دیہ دولت آباد دکن است و در آنجا ایعین برآوردہ و منور کہ قصۂ آن معروف و در کتب مذکور است گذاشتہ انتہی غرض آپ کے حضرت قطب صاحب سے خرقہ اور سلسلہ چشتیہ کی اجازت لینے اور اپنے سلسلہ کے انکو اجازت دینے مین توکوئی شک نہین ہے اسمین البتہ اختلاف ہے کہ آپنے حضرت عبد العزیز مکی قلندر سے تکمیل کرنیکے بعد حضرت خواجہ صاحب سے اجازت لی یا قبل تکمیل کے اخبار الاخیار وغیرہ سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو قبل ملاقات حضرت شیخ عبد العزیز مکی قلندر کے خواجہ صاحب سے خرقہ پانیکا اتفاق ہوا اور اپنے یہان کی کتابون و نیز حضرات مرشدین رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کی روایات سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ آپ

مرید و خلیفہ حضرت عبدالعزیز مکی قلندر کے تھے من بعد باشارت غیب جب ہندوستان مین تشریف لائے تو خواجہ صاحب سے خرقہ و اجازت سلسلہ چشتیہ پائی اور یہی اصح ہے۔

آپ کے مریدین و خلفا کی تعداد کا پتہ کسی کتاب سے نہین ملتا بجز ان حضرات کے ایک حضرت امیر سید نجم الدین غوث الدہر قلندر جنھون نے عرب و عجم و ہند و چین وغیرہ کے سفر کیے اور جہان جہان تشریف لے گئے لوگ کثرت سے مرید ہوے۔

دوسرے حضرت سید روح اللہ قلندر یہ بہت زمانہ تک آپکے خدمتگذار رہے صاحب خوارق جلیلہ و کرامات عظیمہ تھے آب دہن چاندی پر لگا کر آگ مین ڈالدیتے تھے سونا ہو جاتا تھا جب یہ خبر آپ کو ہوئی تو آپنے بہت عتاب فرمایا اور ملک فرنگ مین جا کر رہنے کا حکم دیا چنانچہ وہ وہان چلے گئے اور بہت زمانہ تک زندہ رہے

تیسرے حضرت مولانا بحری قلندر جو سفر عرب و عجم مین آپ کے خادم رہے جس وقت حضرت غوث نے سفر حجاز سے مراجعت کی تو آپ کی وفات ہو چکی تھی اور مولانا بحری قلندر آپ کے قائم مقام تھے مولانا بحری قلندر انکو دیکھکر اٹھ کھڑے ہوے اور کہا

Stay where you are and do good to all

کہ یہ آپ کی جگہ ہے حضرت غوث نے فرمایا کہ قف فی مقامک فانا قوم سفر یعنے تم یہین بیٹھو اور خلق اللہ کو نفع پہونچاؤ ہم مسافر ہین مولانا بحری قلندر تمام عمر قلندر صورت رہے اور شادی نہین کی اور داڑھی نہین رکھی مگر ایک ماہ قبل از وفات جیسا کہ رسالہ غوثیہ مین ہے واما قدوۃ المرشدین واکمل السالکین شیخ المشائخ اعنی البحری رضی اللہ عنہ کان فی صورۃ القلندریۃ تمام العمر الا انہ خلی لحاسنہ مدۃ شہر ثم توفی فقط

مولانا بحری قلندر کے مرید و خلیفہ حضرت شاہ شرف الدین بو علی قلندر پانی پتی ہوے اور ایک روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بلا واسطہ مولانا بحری قلندر

Hazrat Ani al Bahri & Leader of godly persons
passed nearly all of his life like a Qalandar
went about clean shave but allowed the hair

آپ کے مرید اور آپ ہی سے فیضیاب تھے غرضکہ انکے بارہ مین اقوال مختلف ہین جسکا ذکر خود اونکے حال مین کیا جائیگا۔

ذکر حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی

آپ کا نام بختیار بن موسی ہے اصل آپ کی سادات اوش فرغانہ سے ہی جو توابع اندجان مین مشہور قصبہ ہے نسب شریف آپ کا چند واسطون سے حضرت امام ہمام حسین علیہ السلام تک منتہی ہوتا ہے اس طرح سے کہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی بن سید موسی بن سید احمد اوشی بن سید کمال الدین بن سید محمد بن سید احمد بن سید اسحاق حسن بن سید معروف بن سید احمد چشتی بن سید رضی الدین بن سید حسام الدین بن سید رشید الدین بن سید جعفر بن حضرت امام محمد تقی الجواد تا حضرت علی مرتضی شیر خدا کرم اللہ وجہہ۔

ولادت باسعادت آپ کی قصبہ اوش مین شب دوشنبہ ۵۶۹ھ ہجری مین ہوئی وقت پیدائش سارا گھر نور سے ایسا روشن ہو گیا کہ آپ کی والدہ ماجدہ کو صبح ہوجانیکا دھوکا ہوا جیسے جیسے صبح ہونے لگی وہ نور بھی کم ہونے لگا آپنے پیدا ہوتے ہی کلمہ پڑھا اور ستر پوشی کا حکم دیا اور فرمایا کہ جلد غسل دو یہ کہکر چپ ہوگئے جب آپ کی عمر ڈھائی برس کی ہوئی آپکے والد کا انتقال ہوگیا صرف آپ کی والدہ ہی پرورش فرماتی رہین جب عمر شریف پانچ برس کی ہوئی تو آپ حسب ہدایت حضرت خضر علیہ السلام مولانا ابو حفص اوشی کے پاس پڑھنے بیٹھے اور چار مہینہ چار روز مین قرآن مجید حفظ کیا اور پھر تھوڑے دنون مین کل علوم سے فراغت حاصل کی بعدہ علم باطن کی

تلاش مین حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی خدمت مین بغداد پہونچے اور حضرت امام
ابو اللیث سمرقندی کی مسجد مین بحضور حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی و شیخ
اوحد الدین کرمانی و شیخ برہان الدین چشتی و شیخ محمود اصفہانی حضرت خواجہ سے بیعت
کی پھر کچھ دنون کے بعد خرقہ خلافت سے سرفراز ہوے اور اونسے رخصت ہوکر سیر و سیاحت
اختیار کی اور مختلف بزرگان دین سے ہمصحبت رہے بعدہ بہ تمنائے قدمبوسی حضرت
خواجہ صاحب آپ عازم ہندوستان ہوے اول ملتان مین آکر حضرت شیخ بہاء الدین
ذکریا ملتانی و حضرت شیخ جلال تبریزی سے ملے کچھ دنون وہان رہ کر دہلی تشریف
لاے اور ایک عرضی شوق قدمبوسی مین تحریر کرکے حضرت خواجہ صاحب کی
حضور مین بھیجی اونھون نے جواب مین تحریر فرمایا کہ قرب روحانی کو بُعد مکانی ہرگز
مانع نہین ہے بابا بختیار کو دہلی مین رہنا چاہیے اور آپ کو اونھون نے وہان کی
قطبیت پر مامور فرمایا پھر آپ دہلی ہی مین رہے مگر دو تین بار اونکی زیارت کے لیے
اجمیر تشریف لے گئے اور خود حضرت خواجہ صاحب بھی دو بار اجمیر سے دہلی آئے
آپ کو کاکی اس لیے کہتے ہین کہ ایک روز آپ حوض شمسی پر بیٹھے تھے ایک شخص
نے گرم کاک کی درخوست کی آپنے اوسی وقت حوض مین ہاتھ ڈالا اور گرم کاک
نکالکر اوسکے حوالہ کیا اور ایک روایت یہ ہے کہ آپ اپنے اخراجات ضروریہ خانگی
کے لیے ایک بقال سے قرض لیا کرتے تھے اور اوس سے فرما دیا تھا کہ جب تین سو
روپے قرض ہوجایا کرین تب پھر نہ دینا تاوقتیکہ ادا ہوجائے جب فتوحات ہو
تھے تو ادا کردیتے تھے ایک روز ارادہ کرلیا کہ قرض آج سے نہ لونگا اوسی روز سے
گرم کاک آپکے سجادہ کے نیچے سے نکلنے لگا اوسی سے سب لوگ سیر ہوکر کھاتے

the time ... little. He did not speak much.
He has a very high standing

تھے انکے علاوہ اور بھی مختلف روایتین ہین جن سبکے ذکر کرنے مین بہت طوالت ہے
شیخ محمد نوربخش سلسلۃ الذہب مین آپ کی حال مین لکھتے ہین کہ بختیار الاوشی
کان من اولیاء السالکین المرتاضین بالخلوۃ والعزلۃ وقلۃ الطعام وقلۃ
المنام وقلۃ الکلام والذکر بالدوام فی الاربعینیات ولہ فی احوال الباطن شان کبیر
فوائد الفواد مین ہے کہ آپ کو ہر وقت کمال استغراق رہتا تھا اگر کوئی ملنے آتا تھا تو
آپ کو بہت دیر مین خبر ہوتی تھی پھر عذر کرکے جلدی رخصت کردیتے تھے ایسے فنائے
احدیت مین مستغرق رہتے تھے کہ صاحبزادہ کا انتقال ہوگیا اور آپ کو خبر نہوئی صاحب
سیر الاولیا ناقل ہین کہ جب آپکی عمر پچاس سال کی ہوئی اور جسم مبارک پر آثار ضعف
ظاہر ہونے لگے تو ایک روز حضرت قاضی حمید الدین ناگوری نے پوچھا کہ حضور کے
چہرہ سے روز بروز آثار ضعف ہویدا ہوتے جاتے ہین بعد آپکے آپ کا صاحب
سجادہ کون ہوگا فرمایا کہ بحکم رسول اللہ صلعم مینے فرید کو اپنا جانشین کیا یہ تمہارا
کام ہوگا کہ جب وہ ہانسی سے دہلی آوے تو یہ تبرکات میرے پیرونکے اوسکو دو
نقل ہے کہ دسوین ربیع الاول کو خانقاہ شیخ علی سجزی مین مجلس سماع تھی آپ
بھی مدعو تھے اور بھی سب بزرگان دہلی جمع تھے آپ کو حضرت شیخ احمد جام کے اس
شعر پر کہ ؎

کشتگان خنجر تسلیم را — ہر زمان از غیب جانی دیگر است

ایسا وجد ہوا کہ بیہوش ہوگئے جب مجلس ہوچکی تو حضرت قاضی حمید الدین ناگوری
وغیرہ آپ کو معہ قوال مکان پر لائے اور قوالی شروع ہوئی قوالون سے آپنے
اوسی شعر کی تکرار کرانا شروع کی چار شبانہ روز آپ کو اوسپر کیفیت رہی اوقات

نماز مین اتنا افاقہ ہو جاتا تھا کہ نماز ادا کر لیتے تھے پھر وہی کیفیت ہو جاتی تھی تین روز کے بعد ہر بن موسی تسبیح اسم ذات جاری ہو گئی اور خون کے قطرے ٹپکنے لگے ہر قطرے سے نقش اللہ بنجاتا تھا اوسکے بعد ہر ہر عضو سے صدائے سبحان اللہ آنے لگی اور قطرات خون سے نقش سبحان اللہ والحمد للہ بنجانے لگے جب قوال پہلا مصرعہ کہتے تھے تو آپ کی روح پرواز کر جاتی تھی اور مصرعہ ثانی پر پھر واپس آجاتی تھی آخر قوالون نے مصرعۂ اولی کی اس قدر تکرار کی کہ آپ کا وصال ہو گیا وفات آپ کی شب دوشنبہ ۱۴ ربیع الاول ۶۳۳ھ ہجری مین ہوئی عمر شریف باون سال کی ہوئی نماز جنازہ آپ کی سلطان شمس الدین التمش نے پڑھائی روضۂ عالی آپ کا دہلی مین بمقام مہرولی زیارت گاہ خاص و عام ہی۔

آپ کو بالمبادلہ سلسلہ عالیہ قلندریہ کی اجازت حضرت سید التابعین سید خضر رومی قلندر کھپرادھاری سے تھی جس کا قصہ حضرت سید التابعین کے حال مین مذکور ہو چکا ہی مفصل حالات آپ کے سیر الاقطاب۔ خیر المجالس۔ سیر الاولیا۔ مراۃ الاسرار اقتباس الانوار۔ سیر العارفین وغیرہ مین مذکور ہین۔ مراۃ الاسرار مین ہی کہ آپ کے دو صاحبزادے تھے ایک شیخ احمد جنکی قبر آپ کے پہلو مین ہی دوسرے شیخ محمد جنھون نے خورد سالی مین انتقال کیا حضرت خواجہ احمد کو شیخ احمد متناجی بھی کہتے تھے اولاد آپ کی حضرت سلطان المشایخ کے زمانہ تک زندہ رہی۔

خلفا آپ کے یہ حضرات ہوے حضرت شیخ فریدالدین گنجشکر۔ مولانا بدرالدین غزنوی شیخ برہان الدین بلخی۔ شیخ ضیاءالدین رومی۔ سلطان شمس الدین التمش۔ شیخ بابا سجزی بجرودیا۔ مولانا فخرالدین حلوائی۔ شیخ احمد متناجی۔ شیخ حسین۔ شیخ فیروز۔ شیخ

بدرالدین موی تاب بدایونی۔ حضرت سید خضر رومی قلندر۔ شیخ سعدالدین۔ شیخ پیر شیخ محمد بہاری۔ مولانا احمد حاجزی۔ سلطان نصیرالدین۔ قاضی حمیدالدین ناگوری۔ شیخ محمد۔ شیخ برہان الدین حلوائی۔ شیخ صوفی بدھنی۔ مولانا خضر معین۔ شیخ جلال الدین ابوالقاسم۔ شیخ نظام الدین ابوالمویّد۔ شیخ تاج الدین منور۔ شیخ جلال الدین تبریزی قدست اسرارہم ان سب حضرات کو سلسلہ چشتیہ کی اجازت تھی اور سلسلہ قلندریہ کی اجازت بروایتے شیخ شہاب الدین کو آپ سے تھی اکثر ملفوظات چشتیہ مین ہی کہ حضرت سید نجم الدین قلندر غوث الدہر کو بھی آپ سے اجازت وخلافت تھی مگر یہ غلط معلوم ہوتا ہے اسلیے کہ انکی ولادت آپ کی وفات کے تین سال بعد ہوئے البتہ انکو حضرت سلطان المشائخ سے اجازت وخلافت تھی۔

ذکر حضرت شیخ شرف الدین شاہ بوعلی قلندر پانی پتی

نسب آپ کا چند واسطون سے حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ پر منتہی ہوتا ہے اس طرح سے کہ حضرت شاہ بوعلی قلندر بن مولانا فخرالدین زبیر بن سالار حسن بن سالار عزیز بن ابابکر غازی بن فارس بن عبدالرحمن بن عبدالرحیم بن محمد بن دانک بن امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت بن نعمان کوفی۔ آپ کے والد پانی پت مین تشریف لاے اور وہین آپ سن چھ سو تیس مین پیدا ہوے حضرت شیخ قطب جمال ہانسوی اور آپ خالہ زاد بھائی تھے اوائل عمر مین آپنے تحصیل علوم ظاہری کی اور بارہ سال مسجد قوت الاسلام مین وعظ فرمایا ایک روز ممبر پر بیٹھے بیان فرما رہے تھے اتنے مین ایک فقیر آیا اور دروازہ مسجد سے چلا کر اوسنے کہا کہ شرف الدین جس کام کے لیے پیدا ہوا ہے اوسکو بھول گیا کبتک اس قیل وقال مین رہیگا وہ تو یہ سنکر

چلدیا اور آپ کے دل مین طلب آلہی پیدا ہوئی مرشد کامل کی تلاش ہوئی آخر حضرت
شیخ شہاب الدین عاشق خدا کے مرید ہوے جو حضرت شیخ امام الدین ابدال کے
اور وہ حضرت شیخ بدر الدین غزنوی کے اور وہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی
کے خلیفہ تھے حضرت شیخ امام الدین ابدال کو بلا واسطہ حضرت خواجہ صاحب سے
بھی خلافت تھی۔ ایک ضعیف روایت یہ بھی ہے کہ آپ کو حضرت سلطان المشایخ
سے بیعت تھی مگر یہ صحیح نہین اور ایک روایت مین ہے کہ آپ حضرت مولانا بحری
قلندر خلیفہ حضرت سید خضر رومی قلندر کے مرید و خلیفہ تھے اور ایک روایت سے
یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ بلا واسطہ حضرت سید خضر رومی قلندر ہی کے سلسلہ طیفوریہ
مین مرید اور اونھین سے فیضیاب تھے اور ایک روایت مین یون ہے کہ حضرت
سید خضر رومی قلندر سے سلسلہ قلندریہ کی اجازت حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کو تھا اور
اون سے حضرت شیخ شہاب الدین کو جنکا نام بعضون نے شاہ چھنگا قلندر لکھا ہے
اور اون سے آپ کو اجازت تھی اور ایک روایت مین ہے کہ آپ حضرت سید
نجم الدین قلندر غوث الدہر سے فیضیاب تھے منبع الانساب مین ہے کہ شرف الدین
بو علی قلندر اول بخدمت شیخ شہاب الدین خلیفہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علم ظاہر حاصل کرد
و نعمت باطنی از سید السادات حضرت سید نجم الدین قلندر یافت غرضکہ آپ کے متعلق روایات
مختلف ہین مگر آپ کا حضرت سید خضر رومی قلندر یا حضرت سید نجم الدین غوث الدہر
قلندر کا مرید و خلیفہ ہونا قرین صواب و عقل معلوم ہوتا ہے اور آپ کے قلندر مشہور
ہونیکا اقتضا و قیاس بھی یہی ہے۔

آپ عقلاے مجانین ربانی و بزرگان مشائخ ہند سے تھے علم توحید و تصوف مین

یکتائے روزگار تھے اولیائے وقت نے آپ سے رجوع کی حضرت شیخ جلال کبیر الاولیا پانی پتی کو تمام نعماے دینی و دنیوی اپنے پیر حضرت شمس الدین ترک پانی پتی سے ملے مگر کشود کار آپ ہی کی توجہ خاص سے ہوا آپ حضرت سلطان المشایخ کے معاصر تھے اور حضرت مولانا شمس الدین تبریزی و مولانا جلال الدین رومی کی خدمتمین بھی حاضر ہو کر فیضیاب ہوے تھے چنانچہ آپنے اپنے ایک مکتوب مین لکھا ہے کہ در روم بمولانا شمس الدین تبریزی و مولانا جلال الدین رومی رسیدہ ام وازایشان نوازش یافتہ بہ پانی پت آمدہ مقیم گشتہ ام آپ حضرت امیر کرم اللہ وجہہ سے بھی ویسی فیضیاب تھے۔ آپ کا ایک مختصر دیوان بھی ہی جسمین آپنے حقائق و معارف خوب بیان فرماے ہین یہ رباعی آپ ہی کی ہے۔

آوازۂ عشق ما بہر خانہ رسید	درد دل ما بخویش و بیگانہ رسید
از دست غم عشق تو ہر جا کہ روم	گویند ز راہ دور دیوانہ رسید

اسکے علاوہ بنام اختیار الدین مرید مکتوبات ہین بزبان عشق و محبت مشتمل بر حقایق و معارف توحید وغیرہ و حکمنامہ شیخ شرف الدین و مثنوی وغیرہ بھی آپ کے تصنیفات سے ہین۔ حالت جذب و سکر آپ پر بہت طاری رہتی تھی اخبار الاخیار مین ہے کہ حالت جذب و مستی مین لبین آپ کی بڑھ گئین تھین کسیکی مجال نہ تھی کہ مزاحم ہو آخر مولانا ضیاء الدین سنامی نے جوش شریعت سے خود مقراض لیکر آپ کی ریش مبارک پکڑ کے موچھون کو کترا آپ نے ریش مبارک کو چوما اور فرمایا کہ کیا مبارک ریش ہی جو راہ شریعت مین پکڑی گئی مبارک خان آپکے محبوب ترین مرید تھے بغیر اونکی سفارش کے آپ کے حضور مین کسی کا گذر نہین ہوتا تھا

حضرت شمس الدین ترک پانی پتی خلیفہ حضرت مخدوم علی احمد صابر کلیری جب کلیر سے پانی پت
آے اور شہر مین قیام کیا تو آپ بھی وہین رہتے تھے جب چند روز گذرے تو ایک روز حضرت
شیخ شمس الدین ترک کا خادم آپکی فرودگاہ پر سے گذرا دیکھا کہ آپ بشکل شیر بیٹھے ہین دیکھ ڈرا
اور حضرت شیخ شمس الدین ترک کی خدمت مین آکر بیان کیا انھون نے فرمایا کہ اب پھر
جاؤ اگر انکو اوسی شکل مین دیکھو تو کہنا کہ شیر کو جنگل چاہیے آبادی مناسب نہین اُسنے جاکر عرض
کیا اوسیوقت آپ اُٹھکر شہر سے باہر جنگل مین چلے گئے اب وہ مقام بنام باگھولے مشہور
ہوا اور چند روز وہان رہکر پھر موضع بڈھا کھیڑا ضلع کرنال مین جاکر سکونت اختیار فرمائی
وفات آپ کی تیرہ رمضان المبارک دنپنجشنبہ سنہ سات سو چوبیس ہجری مین بعمر چورانوے
سال ہوئی مزار آپ کا پانی پت مین ہوا اور بعضون کے نزدیک کرنال مین مشہور ہے
کہ آپکے وفات کے بعد پانی پت و کرنال والون مین جھگڑا ہوا ہر فریق یہ چاہتا تھا کہ ہم اپنے
یہان دفن کرین جب زیادہ طول ہوا تو ایک فقیر نے یہ فیصلہ کیا کہ دونون فریق ایک
ایک چارپائی نعش مبارک کے پاس بچھاکر ہٹ آئین چنانچہ ایسا ہی کیا گیا تھوڑی
دیر کے بعد جب دونون فریق یکے بعد دیگرے گئے تو انھون نے اپنی چارپائیون پر آپکی
نعش مبارک پاکر ایک دوسرے سے خفیہ لیکر کرنال و پانی پت چلے گئے اور دفن کرلیا واللہ اعلم بالصواب
خلفا آپ کے بہت ہوے سلطان علاء الدین و جلال الدین شاہان دہلی بھی آپکے
خلفا مین لکھے ہین انجاح حاجات و حل مشکلات کے واسطے عمل آپکے فاتحہ سہ منی
کا بہت مجرب ہی جسقدر اس نذر کا رواج خاندان قلندریہ مین عموماً اور یہان
قصبہ کاکوری مین خصوصاً ہی اوتنا غالبًا کہین اور نہوگا فقط

نفحہ سوم

ذکر حضرت قبلۃ الاولیا کعبۃ الاصفیا سید السادات سید نجم الدین غوث الدہر قلندر

بن سید نظام الدین غزنوی ابن سید نورالدین مبارک غزنوی معروف بمیر میران دہلوی بن سید عبداللہ ابوالفضل ملقب بمیر حاج بن سید شرف الدین محدث مکہ ابن سید ابوالحسن محمد سالوسی ابن سید محمد فارسی بن ابوالحسن سید یحیی بن ابوعبداللہ سید حسین بن سید عمر ابن سید احمد محدث شاعر ابن سید یحیی بزرگ ابن سید حسین ابن زید الشہید بن حضرت امام علی زین العابدین بن حضرت امام حسین علیہ السلام ابن حضرت امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ۔

آپکے جد امجد حضرت سید نورالدین مبارک حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کے بھانجے اور خلیفہ تھے بی بی ساران ابربادان والدہ حضرت شیخ نظام الدین ابوالمؤید انکی ہمشیر تھین جب حضرت سید مبارک پیدا ہوے تو اُنکے والد انکو حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کی خدمت مین لے گئے اُنکو دیکھ کر حضرت شیخ نے فرمایا ہونہار چند روز کے بعد وہ بیمار ہوے ایک روز حالت ایسی ردی ہوئی کہ سب کو انتقال ہو جانیکا یقین ہو گیا اُنکے والد روتے ہوے حضرت شیخ کے پاس گئے اونھون نے فرمایا کہ گھبراؤ مت سکتہ ہو گیا ہوگا پھر دیکھنے کے لیے تشریف لے گئے وہان جاکر چادر اُنکے سر سے ہٹا کر فرمایا کہ اچھا ہے اوسی وقت سے صحت ہونا شروع ہو گئی

چند روز مین اچھے ہوگئے جب ہوشدار ہوے تو حضرت شیخ نے اونکو تعلیم و تلقین کی اور
خلافت دیکر بغرض ہدایت خلق غزنین بھیجا اوس زمانہ مین سلطان شہاب الدین
غوری دہلی پر چڑھائیان کرتا تھا مگر فتح نہ پاتا تھا جب یہ حال کسی امیر سے حضرت
سید مبارک نے سُنا تو فرمایا کہ چونکہ تم کسی بزرگ کے حکم سے نہین جاتے ہو اسلیے
کامیاب نہین ہوتے اوسنے عرض کیا کہ پھر جیسا ارشاد ہو اونھون نے فرمایا کہ حضرت
شیخ سے جاکر عرض کرد اگر وہ توجہ فرمائین تو فتح ہوسکتی ہے چنانچہ اوسنے حضرت شیخ
سے استمداد چاہی انھون نے دعاے فتح دیکر حضرت سید مبارک کو لشکر کے ساتھ کردیا
تب فتح ہوئی پھر وہ دہلی ہی مین رہے اور وہین آپ سنہ چھ سو سینتیس مین پیدا ہوے
رسالہ غوثیہ مین ہے کہ آپنے فرمایا کہ مین دس برس کا تھا جب حضرت شیخ فرید الدین
شکر گنج حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے مزار پر بغرض فاتحہ خوانی تشریف
لاے تھے میرے والد نے مجکو لیجا کر اونکے قدمون پر ڈالدیا اونھون نے اپنی ٹوپی میرے سر پر رکھدی
اور فرمایا کہ این پسر ازما خواہد بود نقل ہے کہ آپ کے مکان سے قریب ایک مسجد تھی
اوسکے حجرہ مین ایک فقیر احمد ترمذی رہا کرتا تھا اوسی مسجد مین آپ اور بہت سے
لڑکے کلام مجید یاد کیا کرتے تھے ایک روز وہ لڑکون کے شور و غل سے پریشان
ہوکر غصہ ہوا سب کہنے لگے کہ ہم تو کلام مجید یاد کرتے ہین تو غصہ کیون ہوتا ہے
اوسنے کہا کہ کس لیے یاد کرتے ہو سب نے کہا کہ ہمنے سنا ہے کہ حافظ کا جسم قبر مین
خراب نہین ہوتا اوسنے کہا کہ تم غلط سمجھے اصلی مطلب تم نہین جانتے اسکے علاوہ اگر
یہان قبرستان مین تمکو کسی حافظ کی قبر معلوم ہو تو مین ابھی دکھادون سب ایک
حافظ کی قبر پر لے گئے اوسنے کھودا تو سب نے دیکھا کہ اوس حافظ کا جسم بالکل خاک

ہو گیا تھا یہ دیکھکر سب کے دلون سے جوش حفظ قرآن جاتا رہا اور دیگر علوم کی تحصیل
کرنے لگے اور رات مین وہ سب مسجد مین جمع ہو کر آپس مین مباحثہ کرتے تھے آخر
ایک روز فقیر ترمذی نے پھر پریشان ہو کر کہا کہ اب پھر تم لوگ اوقات ضایع کرنے
لگے سب نے غصہ ہو کر کہا کہ تو نے پہلے تو ہمکو کلام مجید یاد کرنے نہین دیا اب صرف
و نحو بھی پڑھنے نہین دیتا ہے یقینی تو شیطان ہو کہ ہمکو نیک کام سے باز رکھنا چاہتا ہے
اوسنے کہا کہ مین پڑھنے سے منع نہین کرتا مگر یہ کہتا ہون کہ وہ علم حاصل کرو جو عاقبت
مین کام آوے جسکی ادنی برکت یہ ہے کہ اوسکی وجہ سے اجسام قبور مین خراب
نہین ہوتے لڑکون نے کہا کہ اگر سچ ہے تو ہمکو دکھا اوسنے کہا کہ اسی شہر مین ایسے
بندگان خدا بہت ہین مگر مین انکی قبرین کھود کر دکھا نہین سکتا تمکو اگر خواہش ہے
تو میرے ساتھ سفر کرو مین دکھا دونگا اور تو سب نے انکار کیا مگر آپ باوجودیکہ
اوسکے ساتھ ہو گئے اور سیر کرتے ہوے بنگال کے ایک شہر مین پہونچے فقیر ترمذی
نے کہا کہ یہان ایک مرد بدر صاحب[1] نامی ایسا ہے جو اپنی قبر مین محفوظ ہے اور
اوسکی قبر شہر سے دور قدیم سے زیارتگاہ خلایق ہے جب رات ہوئی تو وہ کلند
لیکر مع آپ کے وہان گئے اور قبر کھولی تختہ ہٹا کر آپ سے کہا کہ دیکھو آپ نے
جھک کر دیکھا تو اوسمین سے ایک نور ایسا نکلا کہ آپ کی آنکھین بند ہو گئین اور
خوف سے آپ پیچھے ہٹ گئے اوسنے کہا کہ ڈرو نہین خوب اچھی طرح دیکھو تو آپنے
دیکھا کہ ایک مرد نہایت روشن چہرہ سفید ریش چت لیٹا ہوا گویا سو رہا ہے

[1] حاشیہ کلکتہ سے چار کوس آگے آپ کا مزار ہو آپ کی کرامت اتبک یہ چلی آتی ہو کہ جب کبھی کشتی دریاے شور مین طوفان مین پھنس جاتی ہے تو اہل کشتی سب کیبارگی باواز بلند آپکا نام رٹنا شروع کرتے ہین ببرکت اسکے وہ کشتی سلامت رہتی ہو اس سے زیادہ آپ کا حال دریافت نہین ہوا ۱۲ انتہے از بحر ذخار

اور سب اعضا اُسکے صحیح و سالم ہین اُسنے دوسرا تختہ ہٹانا چاہا آواز آئی کہ
مہ یا مجنون وقف علی ذلک جلدی سے قبر بند کردی اور مٹی برابر کرکے واپس
آئے جب صبح ہوئی تو مشہور ہوا کہ کسی نے بدر سیاح کی قبر کھود ڈالی پھر سب
نے ملکر وہان عمدہ عمارت بنوادی قبل بیعت و مشایخ کرام کے خدمت مین
حاضر ہونیکے یہ آپ کا پہلا سفر تھا۔ اس سے واپس ہوکر آپ حضرت سلطان
المشایخ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین حاضر ہوکر مرید ہوئے
اونھون نے آپ کو اذکار و اشغال و مراقبات تعلیم فرمائے جب ایک مدت گذر گئی
اور مقصود حاصل نہوا تو آپ نے عرض کیا اونھون نے فرمایا کہ مجکو اسوقت معلوم
ہوا ہے کہ تمھارا مقصد امیر سید خضر رومی قلندر سر حلقہ سلسلہ قلندریہ سے حاصل
ہوگا آپ نے عرض کیا کہ وہ مجھے کہان ملینگے علاوہ برین مین صوفی ہون اور وہ
قلندر چار ابرو کا صفایا کرتے ہین مجھے اُن سے کچھ مطلب نہین اونھون نے فرمایا
کہ ملک روم جاؤ وہان کے شہرون مین جستجو کرنا ملجائینگے پھر اون کا حلیہ بیان کرکے
فرمایا کہ ہو[۱] رجل نورانی یشعشع انوار وجہہ ظاہرۃ باہرۃ علی شعشعات
الشموس والاقمار اور فرمایا کہ اونکی ظاہری حالت کی متعلق مت کچھ کہو اپنے کام سے
کام رکھو نظر[۲] الخلق الی الحواجب واللحی ونظر الخالق الی القلوب والنہی ۵

یکسر مو گر بدے دین بجاسن درست	کوس ولایت زدی گیش طویل اللحی
شستن قالب اگر قلب زدا آمدے	مردم آبی شدے پشیر و صفیہ

الغرض آپ گئے اور وہان کے شہرون مین جستجو کرنے لگے بعد مدت دراز کے

۱ وہ ایک نورانی شخص ہے جس کے منہ کی روشنی آفتاب اور ماہتاب کی روشنیون پر غالب آتی ہے ۱۲
۲ خلق کی نظر داڑھی اور مونچھ پر ہے اور خدا کی نظر قلوب اور نیتون پر ہے ۱۲

was a man with a holo round his face
brightness was like the light from sun & moon

مقصد پر پہونچے ایک روز بازار مین بیٹھے تھے کہ قلندرون کی ایک جماعت ادھر سے گذری جن کی شان مین یہ ہے کہ انّ الشطارین الطائرین الی اللہ السالکین بالجذبة متخلقون باخلاق اللہ تعالی عاملون باسم القلندریة فی مقام الفردانیة والقلندر اسم من اسماء اللہ تعالی فی لسان السریانیة[۱] اور اُن سب کے سرگروہ ایک بزرگ نہایت صاحب عظمت وجلال تھے آپ نے جب اُن کا حلیہ حضرت سلطان المشائخ کے بتلانے کے موافق پایا تو جا کر قدمبوس ہوے اونھون نے بکشف آپ کو دیکھتے ہی فرمایا کہ یا نجم الدین جئت سالمًا غانمًا واخی نظام الدین فرحًا وانی اعلم ان الشیخ قد ارسلك الی نعمت فرحًا واللہ قبلتك[۲] پھر آپ کو اپنے ساتھ رکھا اور نہایت مقبولیت عطا فرمائی۔ آپ مدتون انکی خدمت مین رہے۔ اوس زمانہ مین آپ کے سر کے بال لانبے اور داڑھی بہت خوشنما تھی آپ نے منڈوا ڈالی۔ ایکبار اوسی جماعت مین سے ایک شخص نے آپ سے کہا کہ مینے سالہا سال حضرت سید کی خدمت کی مگر مجھ پر کبھی ایسی عنایت نہین ہوئی جیسی کہ تم پر ہے آخر تم مین کیا قوت ہے اچھا آؤ ہم تم اپنے نفس پر حدادی کرین چنانچہ بالاے ناف منطقہ باندہکر اوس پر مٹی ڈالی اور جو بوئے یہ نہایت سخت ریاضت ہے اور اس مین خواب وراحت ممکن نہین اسی ریاضت مین چھ مہینے گذر گئے۔ جب حضرت سید کو خبر ہوئی تو منع کیا اور فرمایا کہ هذا كله من حركات النفسانية[۳] آپ اکثر فرمایا کہتے تھے

---

[۱] بیشک حضرات شطار طائرین الی اللہ ہین۔ سلوک بالجذب کرتے ہین تخلق باخلاق الٰہی ہین اور عامل باسم قلندریت مقام فردانیت مین اور قلندر زبان سریانی مین خدا کے نامون مین سے ایک نام ہے۔
[۲] اے نجم الدین تم بخیریت آئے اور بھائی نظام الدین تو اچھے ہین اور مین جانتا ہون کہ شیخ نے تم کو میرے پاس بھیجا ہے پس تم اچھے آئے اور خدا کی قسم مین نے تم کو قبول کیا [۳] یہ سب حرکات نفسانی مین سے ہین ۱۲

All those things are vanity

کہ اس راہ مین ہمنے بہت سخت محنت ومشقت اوٹھائی۔ جب آپ کو ایک مدت
اونکے ساتھ سیاحت مین گذری اور کچھ کشود کار نہ ہوا اور نہ انھون نے کچھ
تعلیم وتلقین فرمائی تو آپ مایوس ہوکر اونکی صحبت ترک کرکے حضرت خواجہ
معین الدین چشتی قدس سرہ کے مزار پر جاکر اسم اعظم کے دعوت مین مشغول
ہوگئے جب حضرت سید کو معلوم ہوا تو اونھون نے مریدین سے فرمایا کہ اذھبوا[١]
وتعالوا بالسید نجم الدین فانہ اشتغل بغیر اللہ چنانچہ وہ لوگ آکر آپ کو
لے گئے جب اونکی خدمت مین آپ پہونچے تو اونھون نے آپ کو گوشت وروٹی
جو آپ بسبب دعوت ترک کرچکے تھے کھلائی اور پھر خلوت مین لیجاکر تعلیم وتلقین
فرمائی۔ آپ فرماتے تھے کہ مین نے عند التحقیق حضرت سلطان نظام الدین اولیا
وحضرت سید المجذوبین امیر سید خضر رومی قلندر قدس سرہما کی تعلیم مین کوئی فرق
نہین پایا مگر کشود کار حضرت سید المجذوبین ہی کی توجہ پر موقوف تھا پھر آپ
پانچ سال اور اونکی خدمت اقدس مین حاضر رہے اور نعمت قلندریہ معہ خلافت
کبریٰ حاصل کی پھر مکہ معظمہ تشریف لے گئے وہان پچاس سال رہے اور سخت[٢]
سخت ریاضتین کین جیساکہ رسالہ غوثیہ مین ہے کہ قال الغوث رضی اللہ
عنہ فمکثت فی صحبۃ السید خمس سنین حتی جعلنی من خلفائہ
وصبت فی صدری مافی صدرہ واعطانی الوداع فسافرت
جانب مکۃ۔ فصول مسعودیہ مین ہے کہ حضرت شیخ حسین بن معز بن شمس البلخی

١ جاؤ اور سید نجم الدین کو لے آؤ کہ وہ غیر خدا مین مشغول ہوگیا ہے ١٢

٢ فرمایا حضرت غوث رضی اللہ عنہ نے کہ مین بعد تربیت حضرت سید کی خدمت مین پانچ برس ٹھہرا یہان تک کہ انھون نے مجکو اپنا خلیفہ کیا اور میرے سینے مین ڈالا جو کچھ کہ خود انکے سینہ مین تھا اور مجکو رخصت دی تب مین نے جانب مکہ سفر کیا ١٢

2

...aus poured
my chest
...ll that he
...ad in his

Says Hazrati Ghaus "I stayed with Sayyed for five years
till he appointed me one of his khalifas and passed
to me all that he had in his heart and allowed

قدس سرہ فرماتے تھے کہ مجھ سے ایک حاجی بیان کرتے تھے کہ مین نے حضرت غوث کو مکہ معظمہ مین ایک پتھر پر بیٹھے دیکھا اُنکے سینے سے دیگ کی طرح کھولنے کی آواز آرہی تھی اور مردم مکہ اونکے گرد قدمبوسی کو جمع تھے۔ اصول المقصود سے منقول ہے کہ حضرت غوث پچاس سال سیر مکہ مین رہے اور بیری کی پتیون سے افطار کیا اور چالیس سال حضرت ام المومنین خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا کے مکان مین حاجیون کو پانی پلایا کیلے دبیالیس حج کیے اور کئی حج اکبر پا اور تیس سال ایک پتھر دپیٹھ رہنے اور آواز ھو بے اختیار آپ کے سینے سے نکلتی تھی اور حاجی آپکے سر پہ بوسہ دینے کیلیے جمع ہوتے تھے اور فرنگ سے چین تک دوبار سفر کیا۔ مراد المریدین مین ہے کہ آپ نے فرمایا کہ "من و برادرم شیخ شرف الدین یحیی منیری در حجرۂ او ہفت روز مشغول بودیم و حجرۂ او بر کوہے بود و این در سفرے بود کہ از چین و بنگالہ مراجعت فرمود۔ و نیز فرمود کہ در شہرے نزول کردیم کہ دران چہار شیخ صاحب سر آئی بودند یکے شیخ الاولیا احمد چرم پوش و شیخ شرف الدین یحیی منیری و شیخ منہاج الدین سیاح و شیخ غلیک افغان"، نیز مراد المریدین مین مرقوم ہے کہ حضرت عارف باللہ شاہ حمایت اللہ قلندر سجادہ نشین درگاہ حضرت مخدوم شاہ مینا لکھنوی و خلیفہ حضرت قاضی محمد تقی قلندر رھونوی بیان کرتے تھے کہ ایک مرتبہ حضرت غوث رضی اللہ عنہ اپنے دوران مسافرت و سیاحت مین ایک جہاز پر سوار تھے ناگاہ ایک پہاڑ نمودار ہوا جسکو دیکھکر تمام اہل جہاز نہایت خائف و ہراسان ہوئے اور شدت یاس مین آہ و زاری کرنے لگے لوگون نے پوچھا تو ملاح وغیرہ کہنے لگے کہ جب جہاز وہان پر پہونچتا ہے تو زحمت پہاڑ سے پاش پاش ہوکر تباہ ہوجاتا ہے حضرت غوث الدہر رضی اللہ عنہ نے فرمایا

کہ پھر کوئی تدبیر اس سے نجات کی بھی ہے یا نہین جہاز رانون نے بیان کیا کہ سکندر
نے کمال حکمت و دانائی سے ایک ستون بنوا کر پہاڑ سے قریب نصب کر دیا ہی
جب جہاز اوسکے مقابل پہونچے تو اگر کوئی شخص اوس ستون کو جا کر ہلا دے تو وہ
ستون جہاز کو پہاڑ سے ٹکرانے نہ دیگا آدمی سب بچ جائینگے اور جہاز بھی محفوظ
رہیگا لیکن جو کوئی ستون جنبش دینے جائیگا وہ البتہ جہاز کے تھپیڑ سے دریا مین
گر جاے گا حضرت غوث خود آمادہ ہوگئے اور تدبیر مذکورہ عمل مین لائے جہاز تو
باسانی نکل گیا مگر آپ دریا مین گر گئے چونکہ زندگی تھی بہزار دقت ایک کنارے
پہونچے وہان آبادی سے دور جنگل مین ایک قلعہ نہایت رفیع الشان دیکھا جسمین
بہت سے عالیشان مکانات و دلکش باغات تھے آپ سب جگہ پھرے لیکن
کوئی آدمی نظر نہ آیا کچھ دیر کے بعد کئی سقہ آئے آبپاشی کر گئے فراش آئے
فرش بچھا گئے آپ یہ سامان دیکھکر ایک گوشہ مین چھپ رہے تھوڑی دیر کے بعد
دیکھا کہ بہت سے سوار آے اور مجلس آراستہ کی لیکن کسی کے منتظر معلوم ہوتے
تھے بہت دیر کے بعد ایک شخص پا پیادہ آیا جسکا سب نے استقبال کیا اور تعظیم
سے لیجا کر صدر مین بٹھلایا پھر خوانون مین کھانا آیا وہ تقسیم ہوا ایک حصہ بڑھا سب نے
کہا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی باقی رہ گیا ہے تلاش کرو ایک شخص آپ کو تلاش کر کے
لے گیا اور حصہ دیا کچھ دیر کے بعد یہ سب سوار ہو کر چلے گئے جب اخیر مین وہ شخص جو
پیادہ تھا جانے لگا تو آپ نے پیادہ پائی کی وجہ پوچھی پہلے تو اوسنے ٹالنا چاہا آخر
آپ کے زیادہ اصرار پر بیان کیا کہ ہم سب لوگ شہید ہین ہر سال یہان جمع
ہوتے ہین اور مین سب کا سردار ہون اسلیے کہ میری شہادت مرتبۃً اُن سے

اعلی ہوئی مگر میرے ساتھ گھوڑا نہین مارا گیا اسلیے پیادہ ہون آپ نے فرمایا اب تمکو
سواری کسی طرح مل سکتی ہے اونھون نے کہا کہ ہان اگر تم کوشش کرو تو اس طرح
ممکن ہے کہ گڈھ مانڈو مضافات مالوہ مین متصل تالچہ میرا گھر ہے وہان جاکر میرے
اعزا سے کہو کہ فلان جگہ مینے چار سو روپیہ دفن کر دیے تھے اوس سے گھوڑا خرید
کر کے خدا کی راہ مین دیدین مجکو مل جائیگا آپ نے وعدہ کیا اونھون نے اپنے
تصرف سے آپ کو اپنے مکان کے قریب پہونچا دیا رخصت ہوتے وقت آپ نے
اُن سے پوچھا کہ مجکو کیسے معلوم ہوگا کہ گھوڑا تم کو ملا یا نہین اونھون نے کہا کہ یہان
متصل تالاب چندلا ایک متبرک مقام ہے وہان فلان تاریخ سب شہید جمع
ہوتے ہین وہان ملاقات ہو جائے گی اور وہ جگہ متبرک اسلیے ہے کہ شب معراج
مین مدینہ منورہ کی خاک براق کے قدم سے وہان گری تھی اسکے بعد وہ چلے گئے
آپ نے اُنکے مکان پر جاکر انکے اعزا سے پورا واقعہ بیان کیا اونھون نے اوسی وقت
جاے معینہ سے روپیہ کھود کر نکالا اور گھوڑا خرید کر راہ خدا مین دیدیا بعد ایفاے
وعدہ آپ اوس روز کے منتظر رہے جب وہ دن آیا تو آپ وہان گئے دیکھا کہ وہی
صاحب سوار آے اور آپ سے ملکر شکریہ ادا کیا آپ نے اُن سے خواہش کی کہ
اس مقام کے متبرک و پر فضا ہونے سے یہ ارادہ ہوتا ہے کہ یہان رہون اُنھون
نے کہا کہ یہان اگرچہ کوئی رہ نہین سکتا ہے مگر تم کو اجازت دیجاتی ہے پھر آپنے
وہین اقامت فرمائی اور وہین دفن ہوے ۔ نقل ہے ایک مرتبہ آپ تاجرون
کی ایک کشتی پر جسمین گیہون بھی تھے سوار ہوے ہوا موافق ہونے سے کشتی چلی
جا رہی تھی کہ دفعۃً ایک جگہ خود بخود رک گئی سب کو حیرت ہوئی جب کئی روز تک

گذر گئے تو لوگ تنگ آکر مایوسی سے رونے لگے ایک شخص جو تجربہ کار وعقیل تھا کہنے لگا کہ شمار تو کرو جسقدر لوگ سوار ہوے تھے وہ سب ہین یا کوئی زائد ہی چنانچہ شمار سے ایک شخص اجنبی زائد ہوا پوچھا گیا کہ کون ہو اور کہان سے سوار ہوے تھے اوسنے کہا کہ مین ایک شخص غیر ہون محض ایک شدید ضرورت سے تمھارے پاس آیا اور تم سب کا مزاحم ہوا ہون ضرورت یہ ہے کہ میرے شہر مین قحط پڑ گیا ہے غلہ باقی نہین رہا لہذا تم یہ گیہون مناسب قیمت پر مجکو دیدو اور میرے ساتھ اپنا ایک معتبر آدمی کردو مین اُسے سب قیمت دیدونگا اور مین چور و بدمعاملہ شخص نہین ہون میری باتون کا یقین کرو مین ہی نے کشتی روکی ہے سب اہل کشتی اُنکی باتون سے خائف و متعجب ہوکر بولے کہ قیمت کی چندان ضرورت نہین ہم سب غلہ مفت دینے کو تیار ہین اللہ ہمکو اس بلا سے نجات دو مگر یہ تو بتلاؤ کہ کیونکر لیجاؤ گے اوسنے کہا کہ غلہ کے بورے دریا مین ڈالدو اور کسی اپنے معتبر آدمی کو میرے ساتھ کردو مین اُسے قیمت دیدونگا کسی نے اوسکے ساتھ جانا منظور نہ کیا آخر آپ تیار ہوگئے فرمایا کہ ہرچہ بادا باد مین چلتا ہون سب نے پوچھا کہ واپسی کب ہوگی اوسنے کہا کہ کل غرضکہ موافق اوسکے کہنے کے غلہ کے بورے سب دریا مین ڈالدیے گئے جب سب بورے دریا مین ڈالدیے گئے تب اُسنے بھی آپ کا ہاتھ پکڑ کے غوطہ مارا اہل کشتی موافق وعدہ انتظار کرنے لگے دوسرے روز آپ سطح آب پر نمودار ہوکے لوگون نے آپ کو کشتی پر کھینچ لیا آپ جب دیر کے بعد ہوش مین آئے تو سب نے حال پوچھا آپ نے فرمایا کہ جب مینے دریا مین غوطہ لگایا تو ایک ایسی سرزمین پر پہونچا جہان دریا کا نشان نہ تھا وہان ایک شہر دیکھا جسکے باشندے مومنین وصلحا تھے

اور وہان کل قواعد اسلامی جاری تھے جب مین بازار مین پہونچا تو وہ گیہون کے
بورے ڈھیر نظر آئے پھر وہ شخص مجکو اپنے گھر لے گیا اور غلہ کی قیمت دی مین شبکو
اوسی کے یہان رہا نصف شب کے بعد نقارہٗ و قرنا کی آواز سنکر مینے پوچھا تو اوسنے
کہا کہ یہان کے بادشاہ کا انتقال ہو گیا ہے اُسکے اعزا خوشی کرتے ہین مینے متعجب
ہو کر کہا کہ موت مین خوشی کرنا انوکھی رسم ہے تب اوسنے کہا کہ اور تمھارے یہان
ایسے مواقع پر کیا کرتے ہین مینے کہا کہ روتے ہین وہ یہ سنکر بہت ناراض ہوا اور قیمت
غلہ واپس لیکر کہنے لگا کہ تم لوگ دیانت دار نہین ہو موت مین روتے ہو یہ نہین
سمجھتے کہ خداوند تعالی مختار ہے اوسی نے پیدا کیا اوسی نے مار ڈالا رونا کس بات
کا تمھارے یہانکا غلہ یہانکے لوگونکے کھانے کے قابل نہین تب مین نے پوچھا کہ تم لوگ
کون ہو اور اس شہر کا نام کیا ہے اُسنے کہا کہ ہم بھی خدا کی مخلوق ہین اور یہ بھی
ایک شہر منجملہ اُن شہرون کے ہے جسکا علم بجز خاصان حق کسیکو نہین اور یہان بھی
حضرت شیخ ابو اسحاق گازرونی کا ایک لنگر ہے جسمین وہی غلہ صرف ہوتا ہے
جو نیک لوگون کا بویا ہوا ہوتا ہے اب تم جاؤ یہ غلہ بھی پہونچ جائے گا آنکھ بند کرو
مینے بند کی پھر جو کھولی تو اپنے کو تم سب کے پاس پایا اب غلہ بھی آتا ہوگا یہ باتین
ہو ہی رہی تھین کہ غلہ کے بورے آنا شروع ہو گئے جب سب آگیا تو کشتی خود بخود
چل نکلی۔ نقل ہے کہ ایک مرتبہ آپ کشتی پر سوار تھے اتفاقاً کشتی ظلمات کی طرف
جانے لگی سب مایوس ہو کر رونے لگے آخر معلم نے کہا کہ ایک تدبیر مینے اپنے
بزرگون سے سنی ہے اگر ہو سکے تو کر دو وہ یہ کہ یہان عنقا کا مسکن ہے اگر کوئی
اپنا قتل ہونا منظور رکھے تو اوسکو ستون مین باندھ دیا جائے شاید وہ اپنے جنگل

مین کشتی اُٹھالیجاے اور کہین خشکی مین ڈالدے اسکے سوا کچھ اور ممکن نہین آخر ایسا ہی
کیا گیا دوپہر کے وقت ایک ایسی سخت آواز سنائی دی کہ کبھی کسی نے نہ سنی بھی
اور یکبارگی تاریکی پھیل گئی نظر کام نہین کرتی تھی ہر شخص جان کے خوف سے ستونون
مین چمٹا ہوا تھا آپ مع ایک اور شخص کے ایک زمین پر گرے باقی اور کسی کا پتہ
نہ چلا کہ کیا ہوا اور کہان گئے آپ اپنے صحیح و سلامت رہنے پر شکر الٰہی بجالاے
پھر وہان سے چلدیے کچھ دنون کے بعد آبادی مین پہونچے۔ ایکبار آپ سیر کرتے
ایک شہر مین پہونچے وہان کچھ دنون قیام فرمایا ایک روز دوران قیام مین
ہمراہیون سے فرمایا کہ مین ایک مشغولی ایسی کرونگا کہ جسمین سب مجکو مردہ سمجھنے
لگین گے حالانکہ مین مردہ نہین ہونگا اگر لوگ میری تجہیز و تکفین پر آمادہ ہون تو خبردار
مجھے دفن نہ کرنے دینا یہ فرماکر چادر اوڑھ لی وہ لوگ حسب ارشاد آپ کے محافظت
کرنے لگے جب کئی روز گذر گئے تو بہت سے جاہل و نافہم آپ کو مردہ خیال کر کے
تجہیز و تکفین پر آمادہ ہوے مگر اُن محافظین نے جنکو آپ نے قبل سے سمجھا دیا تھا اُن
نافہمون کو منع کیا اور یہ کہکر کہ یہ بھی اسرار حق مین سے ایک سر ہے دفن نہ کرنے دیا
اور آپ کے اُس مشغولی سے بیدار ہونے کے منتظر رہے آخر ستر روز کے بعد
آپ یا غفور یا غفور فرماتے اُٹھ بیٹھے اور حوائج ضروری سے فراغت کر کے وضو کیا
اور دو رکعت نماز پڑھی جب آپ کے اتنی عظیم مشغولی سے بیدار ہونے کا شہر مین
شہرہ ہوا تو تمامی شہر کے لوگ نہایت عقیدت و خلوص کے ساتھ حاضر خدمت
فیض اقدس ہوے اور شرف قدمبوسی حاصل کیا۔ نقل ہے کہ ایک روز آپ کا
خادم بازار سے چراغ کے لیے تیل لانے چلا آپ نے فرمایا کہ وہان جانے کی کیا

ضرورت ہے تیل اسی تالاب مین ہے بھر کر روشن کرلو اُسنے ویسا ہی کیا جب یہ
خبر مشہور ہوئی تو تمام لوگ اُس کا پانی لیجاکر چراغ مین روشن کرنے لگے ایک
روز جب بہت ہجوم ہوا تو آپ نے سبب پوچھا خدام نے عرض کیا آپ نے فرمایا
کہ تالاب مین تو پانی ہے تیل کہان سے آیا اُسی وقت سے وہ پانی اپنے اصلی حال
پر آگیا۔ نقل ہے کہ جب حضرت سید خضر رومی قلندر نے آپ کو خلافت و لقب غوث الدہر
عنایت کرکے رخصت کیا تو فرمایا کہ ملک پورب کی سیر کرو وہان ایک شاہباز تمھارے
جال مین پھنسیگا اور خود یہ حکم دیکر معہ اپنے رفقا کے ملک روم تشریف لے گئے
آپ حسب الحکم معہ چند فقرا پورب کی سیر کرتے ہوے بنگالہ تشریف لے گئے اور مخدوم
شیخ نور قطب عالم پنڈوی خلف خواجہ علاء الحق سے ملاقات کی وہان سے پھر کچھوچھہ
تشریف لائے اور حضرت قدوۃ الکبرا سید اشرف جہانگیر سمنانی سے ملاقات کی ایک روز
انھون نے آپ کی دعوت کی دوسرے دن آپ نے اُن سے فرمایا کہ آج تمھاری
اور تمام یہان کے مسلمانون کی ہم دعوت کرتے ہین حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا
کہ آپ مسافر ہین آپ کی مہمانی ہمپر واجب ہے نہ کہ ہماری دعوت آپ پر آپنے
نہ مانا اور سب کے دعوت کی سامان کچھ بھی نہ تھا سب متعجب تھے کہ آخر کیا ہوگا
جب دعوت کا وقت آیا اور آدمی جمع ہوے تو آپ نے اپنا کچکول چولھے پر رکھدیا
اور جو کچھ ساگ پات فقرا گدائی کرکے لاے تھے اوسمین ڈالدیا اور اپنے ساتھیون سے
فرمایا کہ جو شخص جس قسم کا کھانا چاہے وہی اسمین سے اوسے کھلاؤ چنانچہ ہر شخص
کو اوسکے حسب خواہش مختلف طرح کے کھانے اوسی کچکول سے کھلائے گئے۔
نقل ہے کہ قاضی رفیع الدین مرید حضرت قدوۃ الکبرا کو اس بات کا بہت خلجان

تھا کہ معلوم نہین حضرت قدوۃ الکبرا کس بنی کے قلب پر ہین آخر ایکروز اُنسے دریافت کیا فرمایا کہ مجکو خود ایک زمانہ تک اسکا خلجان تھا آخر مینے حضرت شیخ نجم الدین کی خدمت مین بغرض استفسار فرزند تنکر قلی کو بھیجا جب تنکر قلی اُنکی خدمت مین پہونچے اور زیارت سے مشرف ہوے تو اُنھون نے فرمایا کہ خوش آمدی نور آفتاب پرست در جبین تو ہویدا می بینم وظہور شعاعہ خور در بشرۂ تو پیدا می یابم آفتاب پرست تو خوش ہست تنکر قلی یہ سنکر رنجیدہ ہوے مگر بپاس ادب چپ ہو رہے اور کہا کہ خوش ہست ومشتاق لقائے شریف پھر اونھون نے فرمایا کہ آفتاب پرست تو در چہ کارست وہ یہ سمجھکر کہ توجہ الی اللہ کی نسبت دریافت کرتے ہین بولے کہ نور آفتاب را در شیشہائے مختلف الالوان وروے خود را در آئینہائے مختلف الجواہر می بیند فرمایا کہ اگر چشم خیرہ ندارد چرا برآسمانش نمی نگرد و آئینہ اگر زنگ ندارد چرا انیہا را در خود نمی بیند تنکر قلی نے جب آکر مجھسے سب حال بیان کیا تو مین بہت خوش ہوا کہ الحمد للہ حق تعالی نے مجکو حضرت عیسے کے قدم پر پہونچایا۔ یہ قصہ لطائف اشرفی کے لطیفہ چہارم بیان معرفت صوفی مین بھی مذکور ہے لیکن اسمین غالبًا بوجہ غلطی کاتب شیخ نجم الدین اصفہانی کا نام لکھ گیا ہے اسلیے کہ وفات شیخ نجم الدین اصفہانی سنہ سات سو اکیس مین ہوئی کما فی النفحات اُسوقت تک قدوۃ الکبرا نے لباس درویشی اختیار نہین کیا تھا اور کوئی اس نام وصفات کا مشہور بھی نہین تھا اور وفات حضرت قدوۃ الکبرا بعمر ایکسو بیس سال سنہ سات سو نتانوے وبقول بعضے سنہ آٹھ سو آٹھ ہجری مین ہوئی اور اوس زمانہ مین حضرت غوث رضی اللہ عنہ زندہ تھے اسی طرح اور اکثر جگہ لطائف اشرفی مین بہت سے حالات شیخ نجم الدین صفہانی کی طرف منسوب

کرکے اُن کو نہایت تعظیم و تکریم سے ذکر کیا ہے شیخ کبیر سرہرپوری و سید عبد الرزاق نور العین بھی آپ کی زیارت سے مشرف و فیضیاب ہوے ہین۔

آپ مشایخ چشت مین سے حضرت شیخ فرید الدین گنجشکر کی زیارت سے مشرف ہوے و حضرت سلطان نظام الدین اولیا کی صحبت مین بہت رہے ہین اور گیارہ سال بعد حضرت سید محمد گیسو دراز خلیفہ حضرت نصیر الدین چراغ دہلی وفات پائی ہے ایک مرتبہ ایک شہر مین گئے وہان کے لوگ یہ سنکر کہ آپ نے حضرت گنجشکر کو دیکھا ہے آپ کی زیارت کو آئے اور آپ سے تاریخ وفات و حلیہ اُن کا دریافت کیا آپ نے بیان کرکے فرمایا کہ اسوقت تک اُنکی وفات کو ڈیرہ سو سال گذرے ہین اور دوسرے موقع پر سرور پور مین فرمایا کہ وفات شیخ نظام الدین بدایونی کو ابتک ایک سو ایک سال گذرے۔ فصول مسعودیہ مین بحوالۂ رسالۂ غوثیہ مذکور ہے کہ راوی نے بیان کیا کہ مینے ایک روز حضرت غوث کو دیکھا کہ آپ سفید ٹوپی و سفید قمیص و سفید پائجامہ پہنے بیٹھے تھے اور فرماتے تھے کہ جسنے شیخ المشایخ نظام الدین احمد بداؤنی کو نہ دیکھا ہو وہ مجھے دیکھے۔

آپ مدۃ العمر بے ریش و بروت رہے آخر مین پندرہ سال وفات سے پہلے داڑھی رکھ لی تھی اور حضرت رسالت پناہ صلعم کے حسب ارشاد نکاح کیا اور صاحب عیال ہوے اذکار ابرار مین ہے کہ ایک مدت تک آپ نے سیاحت کی پھر تقدیر الٰہی آپ کو ملک ہند مین کھینچ لائی جب آپ مندو (مانڈو) مین آئے تو یہان کی خوشگوار آب و ہوا نے آپ کو جانے نہ دیا اور آپ کے قدمون کی زنجیر بنکر سفر سے مانع ہوئی ہر ایک گروہ کے بزرگ اصحاب آپ سے محبت کرنے لگے

my Standing other than those who were informed of it – by God and if I was to disclose the least of these

جسکی وجہ سے سیر و سیاحت کا خیال آپ کے دل سے جاتا رہا منصف بادشاہ
کی درویش پرستی و نیازمندی آپ کی دلچسپی کا باعث ہوئی القصہ اس اسلامی
شہر کے انواع اقسام کی رعنائی و دلربائی کے سبب سے آپ قلعہ کے دامن مین
قصبہ نعلچہ کے کنارے چندلا تالاب کے متصل جو جنات تجری من تحتہا الانہار
کے ہم پہلو ہے گوشہ نشین ہوے اور تجرد کی آزادی سے نکلکر تاہل کی بھی زنجیر پیر
مین پہن لی نقل ہے آپ کی پیشانی نورانی پر کچھ خطوط ایسے مجتمع تھے جس سے لفظ
قطب الاقطاب لکھا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ فرد العرد
رسالہ غوثیہ مین ہے کہ وکان اولاً من الابدال ثم صار قطباً ثم غوثاً والغوث
فرد الفرد فی الارض والسماء ووقع لہ السلوک من البدایۃ الی النہایۃ مرتین
ولا یفہم ہذا الکلام الا المختارون من الاولیاء والاصفیاء اور اوسی مین دوسری جگہ ہے
کہ انا سمعت الغوث رضی اللہ عنہ یقول بین اصحابہ الذین عرفوہ حق معرفتہ
یا معشراً من الاصحاب والاخوان نحن من المستورین وکان قد اخذ
بیدہ المحاسن المبارکۃ ویقول ان اللہ جعلنی صاحب العمر الطویل
وفی ہذہ المدۃ لم یقف علی احد من العالمین الا من وقفہ اللہ تعالی علی
ولو اظہرت شیئاً مما اعطانی الرحمن فانتم حینئذ ترون العالم تمسون بجباہم تراب بابی ہذا

ملہ اور تھے وہ پہلے زمرۂ ابدال سے پھر قطب ہوے پھر غوث اور غوث فرد الفرد زمین و آسمان مین ہے اور اُن کو
ابتدا سے انتہا تک سلوک کا دو مرتبہ اتفاق ہوا اور اس بات کو بجز اولیاے برگزیدہ کوئی سمجھ نہین سکتا ۱۲
ملہ مینے حضرت غوث سے سنا وہ اُن اصحاب سے فرمارہے تھے جنھون نے اُن کو پہچانا تھا کہ اے لوگو ہم اولیاے
مستورین مین سے ہین اور آپ نے ہاتھ مین اپنے داڑھی لیکر فرمایا کہ اللہ نے مجکو عمر دراز عطا کی اور اس
مدت مین اہل عالم مین سے میرے حال پر بجز اُس کے کوئی مطلع نہوا جسکو اللہ نے مطلع کیا اور اگر مین ایک شمہ
بھر بھی اون عطیات رحمانی سے جو مجھ پر ہوئی ہین ظاہر کر دون تو تم ابھی دیکھ لوگے کہ تمام عالم اپنے ماتھے
میرے خاک در پر رگڑینگے ۱۲

2) I heard Hazrat Ghaus speaking to companions who understood him completely

آپ نے فرمایا کہ انّ[1] الذکر علی اربعة اقسام ذکر باللسان وذکر بالقلب وذکر بالروح وذکر بالسر فاذا اصح ذکر الروح سکت ۱ السر والقلب واللسان عن الذکر وذلک ذکر المشاهدة واذا اصح ذکر السر سکت القلب واللسان عن الذکر وذلک ذکر الهیبة واذا اصح ذکر القلب فینزل اللسان علی الذکر وذلک ذکر الآلاء والنعماء واذا غفل القلب عن الذکر اقبل اللسان علی الذکر وذالک ذکر العادة ولکل واحد من هذه الاذکار آفة فآفة ذکر الروح اطلاع السر علیه وآفة ذکر القلب اطلاع النفس علیه وآفة ذکر النفس رویة ذلک ۔ نیز فرمایا کہ التصوّف[2] ترک کلّ حظ النفس ۔ اور فرمایا کہ انسان را کمالی دادہ اند چون زہ کشد ملک و ملک فرود آمدن آنرا نتوانند ۔ اور فرمایا کہ قلندر چالاک فقیر است ۔ اور فرمایا کہ اصل درین راہ ذکر است اور فرمایا کہ مراد از درد و طلب ہست

کفر کافر را و دین دیندار را　　　ذرۂ درد دل عطار را

اور فرمایا کہ ؎

موی مسکین ہوسے دشت کہ در کعبہ رسد　　　دست در پائے کبوتر زد و ناگاہ رسید

وازین مراد عشق ہست ۔ اور فرمایا کہ ؎

رہ روانی کہ ملائک سپے اند　　　در رہ کشف از کشفے کم نیند

---

[1] ذکر چار قسم پر ہو زبان سے قلب سے روح سے سر سے پس جب ذکر روح صحیح ہوتا ہے تو قلب و زبان ذکر سے ساکت ہو جاتے ہیں اور یہ ذکر مشاہدہ ہے اور جب ذکر سر صحیح ہوتا ہے تو قلب و زبان ذکر سے ساکت ہو جاتے ہیں اور یہ ذکر ہیبت ہے اور جب ذکر قلب صحیح ہوتا ہے تو زبان ذکر پر اوترآتی ہے اور یہ ذکر اوصاف و نعمات ہے اور جب قلب ذکر سے غافل ہو جاتا ہے تو زبان ذکر پر متوجہ ہوتی ہے اور یہ ذکر عادت ہے اور ان ذکروں میں سے ہر ایک کے لیے آفت ہے تو ذکر روح کی آفت یہ ہے کہ سر اوسپر مطلع ہو جائے اور ذکر قلب کی آفت یہ ہے کہ نفس اوسپر مطلع ہو جائے اور نفس کی آفت یہ ہے کہ وہ اسے دیکھنے لگے ۱۲

[2] جملہ حظوظ نفسانی کے ترک کو تصوف کہتے ہیں ۱۲

چنانچہ باخہ بنظر دور از بیضہ بچہ برمی آرد پیر کامل اگرچہ از مرید دور باشد زیان نکند نظر پیر کافی است
آپ کا ایک قصیدہ بھی ہے گنج الاسرار مشہور بہ قصیدۂ کبریٰ اذکار قلندریہ کے
بیان مین اسکی شرح صراط المستقیم مصنفہ مولانا نظام الدین بہاری خلیفہ حضرت
قطب الدین بنیادل قلندر جونپوری ہے۔

آپ کو اجازت سلسلۂ قلندریہ علویہ و طیفوریہ و چشتیہ قطبیہ کے حضرت سید خضر رومی
قلندر سے تھے۔

اور سلسلہ قادریہ و سہروردیہ کے اپنے والد حضرت سید نظام ابن حضرت سید مبارک
غزنوی سے اور انکو اپنے والد سید نورالدین مبارک غزنوی سے اور انکو حضرت شیخ
شہاب الدین سہروردی سے اور انکو سلسلہ سہروردیہ کی اجازت اپنے چچا حضرت
شیخ ابوالنجیب سہروردی سے اور بلا واسطہ سلسلہ قادریہ کی حضرت محبوب سبحانی
شیخ عبدالقادر جیلانی سے اور ایک روایت مین حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی
کو سلسلہ قادریہ کی اجازت اپنے چچا سے تھی اور انکو حضرت محبوب سبحانی سے
اور دونون ثابت ہین جیسا کہ نفحات وغیرہ مین ہے اور سلسلہ قادریہ کی تین قسمین ہین
اول قادریہ رضویہ جو حضرت امام علی رضا علیہ السلام تک پہونچتا ہے دوم قادریہ بصریہ
جو حضرت خواجہ حسن بصری کو پہونچتا ہے سوم قادریہ حسنیہ جو حضرت امام حسن علیہ السلام
کو پہونچتا ہے جسکی تفصیل ربط المشائخ مین مرقوم ہے اور سلسلہ سہروردیہ نظامیہ کی
چار قسمین ہین اول سہروردیہ نظامیہ عمویہ رضویہ دوم سہروردیہ نظامیہ عمویہ بصریہ
سوم سہروردیہ نظامیہ زنجانیہ رضویہ چہارم سہروردیہ زنجانیہ بصریہ ان سبکی بھی
تفصیل ربط المشائخ مین مرقوم ہے۔

اور چشتیہ نظامیہ کی اجازت آپ کو حضرت سلطان نظام الدین اولیا سے تھی فصول مسعودیہ مین ہے کہ حضرت غوث اپنا شجرۂ چشتیہ یون پڑھتے تھے بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ اجمعین امابعد فیقول الفقیر الحقیر نجم بن نظام ابن مبارک الحسینی الغزنوی انا لبست الخرقۃ من سید السادات خضر رومی قدس اللہ سرہ وھو لبس الخرقۃ من الشیخ قطب الحق والدین الاوشی وھو لبس الخرقۃ من الشیخ معین الحق والشرع والدین الحسن السجزی وھو لبس الخرقۃ من الشیخ عثمان الہارونی وھو لبس الخرقۃ من الشیخ حاجی شریف الزندنی وھو لبس الخرقۃ من الشیخ قطب الدین المودود الچشتی وھو لبس الخرقۃ من الشیخ ابی یوسف الچشتی وھو لبس الخرقۃ من الشیخ ابی محمد الچشتی وھو لبس الخرقۃ من الشیخ ابی احمد الچشتی وھو لبس الخرقۃ من الشیخ ابی اسحاق الشامی وھو لبس الخرقۃ من الشیخ ممشاد علو الدینوری وھو من الشیخ ھبیرۃ البصری وھو من الشیخ حذیفۃ المرعشی وھو من الشیخ ابراھیم بن ادھم وھو من الشیخ فضیل بن عیاض وھو من الشیخ عبد الواحد بن زید وھو من الشیخ حسن البصری وھو من امیر المومنین علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ وھو من سید الاولین والاخرین رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ واولیاء امتہ وعلماء ملتہ وسلم تسلیماً کثیراً۔ اور جب حضرت غوث کسیکو سلسلہ چشتیہ مین مرید کرتے تھے تو اوسکی پگڑی اوتروا کر گلے مین بندھوا کر اور اوسی کا دامن اوسے پکڑا کے اپنے سامنے بلاتے تھے جب آکر وہ بیٹھ جاتا تھا تو آپ

دامن چھوڑاکر مصافحہ کرتے تھے پھر اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک
لہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ
الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم تلقین فرماکر نصائح
فرماتے تھے کہ کسی حال مین خدا کی نافرمانی نہ کرنا اور حرام وحلال پہچاننا اور نماز
پنج وقتہ جمعہ وجماعت سے اداکرنا اگر جماعت نہ ملے تو تنہا پڑھنا کسی حال مین نماز
نہ چھوڑنا اور علاوہ ماہ رمضان ایام بیض کے روزے رکھنا پھر فرماتے تھے کہ
یہ ہاتھ حضرت شیخ المشائخ معین الدین حسن سجزی وحضرت شیخ قطب الدین بختیار
اوشی وحضرت سید السادات سید خضر رومی کا ہاتھ ہے پھر استقامت علی التوبہ
کے لیے دو رکعت نماز نفل اس طرح پڑھواتے تھے کہ ہر رکعت مین سورۂ فاتحہ
ایکبار اور سورۂ اخلاص تین بار پھر مقراض سے اُسکے سر سے داہنی طرف اور
پیشانی اور بائین طرف کے چند چند بال تراشتے اور ہر مرتبہ اللہ اکبر کہتے تھے
اور جب کسیکو ٹوپی پہناتے تھے تو اولاً خود پہنکر پھر اوسکو پہناتے تھے اور یہ دعا
Oh: let me be clad with Piety & Safety
پڑھتے تھے کہ [1] اللھم البسہ لباس التقوی ولباس العافیۃ اور یہ بھی کہتے تھے کہ
دم شیوخ چشت دم علی مرتضی اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر
اللہ اکبر وللہ الحمد پھر دو رکعت نماز نفل بہ نیت شکرانہ پڑھواتے اور بعد ہر
وضو کے دو رکعت تحیۃ الوضو کی تاکید فرماتے تھے آپ کے بعض اصحاب سے
منقول ہے وہ کہتے تھے کہ ہم مین سے تین آدمیون نے آپ سے لباس قلندریہ
پہننے کی خواہش ظاہر کی آپ نے پہلے چار ابرو کا صفایا کرایا پھر لباس قلندریہ

[1] اے اللہ اسکو لباس تقوی اور لباس عافیت پہنا ۱۲

پہناکر خطبہ پڑھا جسمین فقرہ انک[ملہ] میت وانھم میتون بھی تھا پھر ایک سے فرمایا
کہ مینے تمکو لباس قلندریہ اس شرط پر پہنایا ہے کہ دنیا سے جو کچھ زائد از حاجت
حاصل کرو اُسے فقرا پر صرف کرو اور دوسرے سے فرمایا کہ تم گدائی کرکے خود کھاؤ
اور فقرا کی خدمت اُس سے کرو اور علائق سے مجرد رہو۔

وفات آپ کی بیس ذی الحجہ روز چہارشنبہ سنہ آٹھ سو سینتیس ہجری مین بزمانہ سلطان
ہوشنگ غوری ابن دلاور خان حاکم مالوہ ہوئی۔ آپ کل سترہ روز علیل رہے
زمانہ علالت مین ایک روز ایک مرید نے عرض کیا کہ ہم چاہتے ہین کہ حضور ہمیشہ
زندہ رہین آپ اسوقت مراقب تھے سر اُٹھا کر فرمایا کہ ہم کیسے رہ سکتے ہین ہر وقت
تو دوست کے یہان سے طلبی کے پیام پر پیام آرہے ہین اور ہماری موت و
زندگی دونون یکسان ہے جسطرح دنیا مین ہم زندہ و متصرف ہین اسی طرح
ابدالآباد تک زندہ و متصرف رہین گے۔ نقل ہے کہ وقت وفات آپ نے آنکھ
بند کی پھر کھول کر فرمایا کہ سید الاولیا حضرت سید خضر رومی قلندر نے بہشت سے
ایک ایسے عمدہ گلدار چادر بھیجی ہے جسکا مثل دنیا مین ممکن نہین اور یہ فرمایا ہے
کہ سید نجم الدین کو اُسمین لپیٹ کر لاؤ نقل ہے کہ آپ وقت وفات ایک ہاتھ پہلو پر
مار کر حق حق فرماتے ہوئے واصل بحق ہوے رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ وجعل فی مقعد الصدق
مسکنہ وماواہ قطعہ تاریخ وفات آنحضرت از مولانا عبدالقادر قلندر باسطی جونپوری

والنجم اذا ہوے[سلہ] چو خواندم ز امام	آغاز ندارد این کلام و انجام
از بہر امام نجم دین غوث الدہر	تاریخ وفات فہم کردند کرام

ملہ تو مرنے والا ہے اور وہ لوگ بھی مرنے والے ہین۔
سلہ کل آیۃ کی اعداد سے واو اور یا یعنی حروف اول و آخر کے اعداد خارج کرکے عدد مطلوب حاصل ہوتے ہین ۲

عمر شریف دو سو برس کی ہوئی مزار مبارک صوبۂ مالوہ مین قریب گڈھ مانڈو قصبہ
نعلچہ یا تالچہ متصل گھاٹی نونہرہ ہے یہان پر سلطان غوری کا محل اور ایک بہت
بڑا حوض ہے جانب غرب حوض روضہ شریف ہے اور جانب شرق محل اُس
حوض کو تالاب چند لاو بے بے و باندی کا تالاب بھی کہتے ہین کذا فی اصول المقصود
و فصول مسعودیہ و مراد المریدین وغیرہا۔ اذکار ابرار مین ہے کہ آپ کی رحلت کے
چند سال بعد سلطان غیاث الدین خلجی نے آپ کے مزار پر اوسی تالاب کے کنارے
ایک گنبد تعمیر کرا دیا تھا اسوقت تک کہ ہجری سنہ ایکہزار اکیس ہے عمارت گنبد
مین ویسی ہی رونق و تازگی موجود ہے اللہ تعالیٰ اُسکو آفات سے محفوظ رکھے
آپ کے خلفاء یہ حضرات ہوے حضرت شاہ حسین سرہرپوری جونپوری صاحب
رسالۂ غوثیہ انکے حالات نہ تو کسی کتاب مین ملے اور نہ کسی ذرایع سے ابتک
دریافت ہوسکے۔ حضرت مخدوم شیخ قطب الدین بنیادل قلندر سرانداز غوثی جونپوری
حضرت شیخ اُدھن این حضرت شیخ بہاء الدین جونپوری۔ اور بروایت صاحب اذکار
ابرار حضرت شاہ نصیر الدین جونپوری خلیفہ و داماد حضرت شیخ قطب الدین
بنیادل قلندر جونپوری کو بھی آپ سے اجازت و خلافت تھی مگر بجز اذکار ابرار کے
اور اپنے سلسلہ کے کسی کتاب مین انکا نام بزمرہ آپ کے خلفاء کے میری نظر سے
نہین گذرا واللہ اعلم انحضرات کے علاوہ مینے ایک مختصر قلمی رسالہ مین ایک اور
بزرگ خواجہ محمد حسین بن خواجہ محمد شریف کا نام بھی آپ کے خلفا مین لکھا ہوا پایا
مگر تعجب ہے کہ اصول المقصود و فصول مسعودیہ و مناقب الاصفیا و مراد المریدین
وغیرہ مین یہ نام کہین نہین ہے ممکن ہے کہ خواجہ محمد حسین اور حضرت شاہ حسین شاہ…

سرہرپوری صاحب رسالہ غوثیہ ایک ہی شخص ہوں واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

ذکر حضرت شیخ اُدھن بن حضرت مخدوم بہاء الدین جونپوری

آپ نے تعلیم طریقت اپنے والد بزرگوار سے پائی اور اُنھیں سے بیعت بھی کی علوم ظاہری نہایت سعی و کوشش سے حاصل کیے مگر کبھی درس نہیں دیا آپ حضرت مخدوم بندگی جلال الحق قاضی خان یوسف ناصحی ظفرآبادی و مخدوم سید درویش ابی محمد محمود ظفرآبادی جونپوری و مخدوم سید علی قوام شاہ عاشقان سرائمیری و حضرت مخدوم قطب الدین بنیادل قلندر جونپوری کے ہم عصر تھے آپ نے اپنے زمانہ میں بہت شہرت و مقبولیت حاصل کی آپ کو اپنے والد کے علاوہ حضرت سید نجم الدین غوث الدہر قلندر سے بھی سلسلۂ قلندریہ و چشتیہ کی اجازت تھی۔ آپ کی عمر بہت ہوئی ایسا کہ صاحبزادوں کی عمریں آپ کے سامنے ستر اسی برس کی ہوئیں آپ کی مجلس میں آپ کے صاحبزادوں کو دیکھکر ناواقف کو یہ شبہہ ہوتا تھا کہ خدا معلوم اس میں خود حضرت مخدوم کون ہیں اور صاحبزادے کون آپ کو سماع سے بہت ذوق تھا با وصف ایسی ضعیفی کے کہ نماز کے لیے بلا اعانت دو تین آدمیوں کے اُٹھ نہیں سکتے تھے سرود کی آواز سنکر بیخود ہوکر اُدھر کھڑے ہوتے تھے اور وجد و رقص میں دس بارہ آدمیوں کے سنبھالے نہیں سنبھلتے تھے۔ وفات آپ کی سنہ نوسو ستر ہجری میں ہوئی جونپور میں آپ کی اولاد ابتک موجود ہے اور محلہ مخدوم شاہ اُدھن میں جہاں آپ کا مزار بھی ہے آباد ہے آپ کا روضہ نواب منعم خان خانخانان نے مرزا بدو بیگ اپنے معتمد کے

اہتمام سے بنوایا آپ کے بعد آپ کے جانشین شیخ قطب الدین چشتی متوفی سنہ ۱۰۷۶ھ
ہوئی اُنکے خلیفہ وجانشین شیخ قیام الدین چشتی متوفی سنہ ۹۳۰ھ ہوئی۔ آپ سے ان
حضرات کو بھی اجازت وخلافت تھی۔ حضرت شیخ عبدالحی چشتی نبیرۂ آنحضرت حضرت
سلطان محمود جونپوری جد مادری ملا محمود جونپوری صاحب شمس بازغہ حضرت
شیخ سکندر چشتی۔ حضرت شیخ الاسلام شاہ عبدالسلام قلندر جونپوری نبیرۂ حضرت
شیخ قطب الدین بنیاد دل قلندر جونپوری انکو آپ سے صرف سلسلہ سہروردیہ
کی اجازت تھی۔

نفحۂ چہارم

ذکر حضرت مخدوم قطب الدین بنیادل قلندر سرانداز غوثی سرورپوری[1] جونپوری

آپ نسباً فاروقی ہیں اس طرح سے کہ حضرت مخدوم قطب الدین بنیادل قلندر ابن شیخ ملک ابن شیخ علاء الدین ابن شیخ الاسلام ابن شیخ بہوا ابن شیخ مخدوم جہاں معروف بشیخ بہرام ابن شیخ محمود ابن شیخ احمد موسی بن شیخ اسحاق ابن شیخ ابراہیم ابن شیخ ادریس ابن شیخ عیسی ابن شیخ منصور ابن شیخ حسین ابن شیخ نور اللہ ابن شیخ منور ابن شیخ محمود ابن شیخ طاہر ابن شیخ جہانگیر ابن شیخ جنید ابن شیخ بایزید ابن شیخ سدو ابن شیخ کرم اللہ ابن شیخ ضیاء الدین ابن شیخ تاج ابن شیخ عثمان ابن شیخ علی ابن شیخ فضل ابن شیخ عبدالواحد ابن شیخ حاجی ابن شیخ عبدالرزاق ابن شیخ عبدالجلیل ابن شیخ ابوالقاسم ابن شیخ عبدالرحمن ابن حضرت عبداللہ ابن حضرت امیرالمومنین سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ ولادت آپ کی سنہ سات سو چہتر ہجری میں ہوئی آپ مادرزاد ولی تھے اور کرامات آپ سے بچپن ہی سے ظاہر ہونے لگے تھے بظاہر آپ کے آنکھوں کے نشان تک نہ تھے لیکن جس طرح اور لوگ چشم ظاہر سے دیکھتے تھے اُن سے زائد

[1] سرورپور ملک الشرق خواجہ سرور نے آباد کر کے اپنے نام سے موسوم کیا اب وہی کثرت استعمال سے سرہرپور مشہور ہے

آپ چشم دل سے ملاحظہ فرماتے تھے اسی لیے آپ بینا دل مشہور ہوے نقل ہے جب آپ کی ولادت ہوئی اور دایہ نے آپ کو گود مین لیا تو اتفاقاً اُسی روز اُس کا ہار گم ہو گیا اُسنے کہا کہ یہ عجب کمبخت لڑکا ہے جسکو گود مین لیتے ہی میرا ہار کھو گیا جب آپ مین قوت گویائی آئی تو سب سے پہلے یہی دایہ سے فرمایا کہ تو نے مجکو کمبخت کیون کہا تیرا ہار چوہا گھسیٹ لیگیا تھا مینے اُسکا سوراخ بند کردیا جب وہ سوراخ کھودا گیا تو ہار جنبسہ نکلا لوگون نے متعجب ہو کر کہا کہ جب آپ کو معلوم تھا تو اُسی وقت کیون نہ بتلا دیا آپ نے فرمایا کہ اگر مین اُسوقت کہتا تو لوگ مجکو دیو و جن سمجھکر ہلاک کر ڈالتے۔

لڑکپن ہی سے عنایت الہی اور بزرگون کی توجہ آپ کے شامل حال تھی تمام نعمتین بے کد و کاوش گھر بیٹھے آپ کو ملین زائد تربیت و تعلیم آپنے ارواح طیبہ حضرت رسالت مآب صلعم و حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے پائی پھر حضرت سید نجم الدین غوث الدہر قلندر سنہ آٹھ سو چھبیس ہجری مین حسب ارشاد نبوی صلعم مکہ معظمہ سے ہندوستان تشریف لائے اور سرور پور مین قیام کر کے آپ کو مرید کیا اور اذکار و افکار و ریاضات و مراقبات کی تعلیم فرمائی اور خرقہ و خلافت کبری دیکر واپس تشریف لے گئے مراد المریدین مین ہے کہ جب حضرت غوث حسب ارشاد نبوی آپکی تربیت و تعلیم کے لیے جونپور تشریف لاے۔ اور لوگ جوق جوق انکی خدمت مین حاضر ہونے لگے تو آپ نے بھی اُنکا شہرہ سنکر حاضر ہونا چاہا اور اپنی والدہ سے اجازت مانگی اُنھون نے فرمایا کہ تمھاری معذوری ظاہر ہے جا کر کیا کروگے آپ نے فرمایا کہ اگرچہ مین دیکھ نہ پاؤن گا لیکن اُنکی نظر تو میرے اوپر پڑے گی

یہی کافی ہے تب اُنھون نے آپ کو کسی کے ساتھ حضرت غوث کی خدمت مین بھیجدیا اُنھون نے آپ کو دیکھکر فرمایا کہ مینے اتنی محنت و مشقت سفر محض تمھاری وجہ سے اُٹھائی اگر تمھارے گھر مین خلوت ممکن ہو تو کچھ دنون مین وہین چلکر رہون آپ نے فرمایا کہ میرا گھر تمام تر خلوت خانہ ہے کیونکہ سوا میرے اور والدہ کے کوئی دوسرا نہین ہے غرضکہ حضرت غوث آپکے یہان تشریف لے گئے اور آپ کی تعلیم و تربیت کر کے وہان سے اپنے وطن روانہ ہوگئے۔ آپ چند روز اذکار و اشغال کر کے سردرپور سے جونپور بقصد بود و باش روانہ ہوے راستہ مین موضع سونگرا متعلقہ جونپور کو دلچسپ و لائق یاد الہی پسند کر کے ایک حجرہ بنا کر اذکار و افکار مین مشغول ہوے اور ذکر غوثیہ اور شغل دائرہ ہو مین اسقدر ملکہ حاصل کیا کہ اعین ہو ہوگئے حضرت سید العرفا نے انیس العاشقین مین اسی کسب کے بیان مین لکھا ہے کہ ازین کسب قطب العارفین غوث الواصلین شاہ قطب الدین بینا دل سرانداز غوثی جونپوری را سیر سموات وطی ارض حاصل بودے مرآۃ المریدین مین ہے کہ قاضی محمد تقی قلندر فرماتے تھے کہ آپ سرانداز غوثی اسلیے مشہور ہوے کہ اثنائے ذکر غوثیہ مین سراندازی کے وقت آپ کا سر جسم سے جدا ہو جاتا تھا اور یہ مرتبہ غوثی کو حاصل ہوتا ہے۔ نقل ہے کہ آپنے جب سردرپور سے اربعین کے لیے عزم سونگرا فرمایا تو اُن دنون سونگرا ویسا آباد نہ تھا جیسا اب ہے جسکی باشندے بھی صرف نام کے مسلمان تھے وہان پہونچکر آپنے وضو کے لیے پانی طلب فرمایا جو اُس ویرانہ مین نہایت کمیاب تھا کنوین بالکل نہین تھے اور گانون والون کی سیرابی محض ندی نالے کے برساتی پانی پر موقوف تھی آخر آپ کے لیے بہت تلاش

سے ایک لوٹا پانی پیش کیا گیا وضو کے بعد جو پانی بچ رہا اُسکے لیے ارشاد ہوا
کہ اس گانون کے چار ون طرف لے چھڑک دو حسب ارشاد چھڑکا گیا مگر اتفاق
یہ کہ غرباً وشرقاً وشمالاً تو وہ کافی ہوا مگر جانب جنوب تک پہونچتے پہونچتے وہ
ختم ہو چکا تھا اسکا یہ اثر ہوا کہ اطراف ثلاثہ مین تو پانی کی کوئی حد نہین مگر دکن جانب
کہین پانی کا پتہ نہین۔ نقل ہے کہ موضع سونگر مین چیتل سانپ کسیکو ڈستا نہین
اور اگر آزار رسیدہ ہونے پر ڈستا بھی ہے تو کوئی مرتا نہین حدود سونگر کے اندر
تو یہ کیفیت ہے لیکن وہی سانپ جو سونگر مین فاقد السمیت تھا بیرون سونگر جا کر
ہو جاتا ہے اور کوئی اُسکے ڈسے نہین بچتا دستور ہے کہ مضافات مین جب کسیکو
چیتل ڈستا ہے تو اُسے اُٹھا کے سونگر لیجاتے ہین راستہ مین اگر وہ نہ مرا اور
سونگر مین پہونچ گیا تو بغیر کسی دوا کے از خود تاثیر سمیت زائل ہو جاتی ہے اور
مار گزیدہ آپ سے آپ آن کے آن مین شفایاب ہوتا ہے یہ تاثیر آپ کی دعا کی
برکت سے آبتک دائر و سائر ہے جسکا قصہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ آپ کے پیر دن
کے پاس چیتل نمودار ہوا جسکو ایک مرید نے مارنا چاہا آپ نے فرمایا کہ مارنے سے
کیا فائدہ اسمین سمیت نہین ہے یہ کیچوے کیطرح بے ضرر ہے اور اس گاؤن مین اسکی
یہی حالت رہیگی چنانچہ ابتک یہی تاثیر عام ہے اور ہر سال بیشمار واقعات پیش
آتے رہتے ہین اور یہ ارشاد و تصرف مخصوص چیتل کے لیے ہی کسی اور سانپ کیلئے نہین
آپ کو اجازت سلسلہ عالیہ قلندریہ مکیہ و علویہ و طیفوریہ و چشتیہ قطبیہ و چشتیہ نظامیہ
و سلسلہ قادریہ و سہروردیہ نظامیہ کے حضرت سید نجم الدین غوث الدہر قدس سرہ سے
تھی یہ سب شجرات مفصل کتاب فصول مسعودیہ مین مذکور ہین

اور سلسلۂ فردوسیہ کی اجازت حضرت شیخ المشائخ حسین ابن معز بن شمس البلخی سے تھے
اور انکو اپنے چچا سے اور اُنکے والد حضرت شیخ معز کو اپنے برادر بزرگ شیخ ابو المظفر بن شمس البلخی سے
تو دونون باپ بیٹے مرید و خلیفہ حضرت ابو المظفر کے تھے اور وہ حضرت شیخ شرف الدین
یحیی منیری کے مرید و خلیفہ تھے سلسلہ فردوسیہ کی بھی دو قسمین ہین فردوسیہ رضویہ
اور فردوسیہ ابصریہ حضرت شیخ حسین ابن معز کو جب کشف سے معلوم ہوا کہ آپ کی
امانت میرے پاس ہے تو سرہرپور آکر انھون نے آپ کو طریقہ فردوسیہ کی اجازت
دی اور تعلیم کرنے کے بعد فرمایا کہ اب تمھارا کشود کار حضرت سید نجم الدین غوث الدہر
قلندر کے توجہ پر منحصر ہے جو غار حرا مین مشغول بحق ہین اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت
شیخ حسین نے آپکو قبل حضرت غوث کے تشریف آوری کے اجازت و خلافت دینی کی تعلیم و تلقین
کی کیونکہ پھر انکی تعلیم و تربیت کے بعد آپکو کسی اور کے پاس جانیکی ضرورت نہین پڑی اور نہ آپ گئے
اور اجازت سلسلہ سہروردیہ بہائیہ کی جو حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی کیطرف
منسوب ہے آپ کو حضرت شیخ شمس الدین بدھن ظفرآبادی جونپوری سے تحفۃً ملی
اس طرح کہ وہ آپکے پاس تشریف لائے اور اذکار قلندریہ کی درخواست کی مگر
دشوار دیکھکر فرمایا کہ مجھ سے اس بڑھاپے مین نہو سکین گے اور اپنے گھر سے سلسلہ
سہروردیہ کی اجازت تحفۃً آپ کو یہ فرماکر لکھ بھیجی کہ یہ سلسلہ تم سے جاری ہوگا مولانا
عبدالقادر باسطی سونگرپوری کی اس شعر مین اسی طرف اشارہ ہے ؎

آمد از قطب خوست صعب انگاشت	رفت واہدا نمود انچہ بدہشت

سلسلہ سہروردیہ کی اجازت حضرت شمس الدین بدھن کو اپنے والد حضرت شیخ
رکن الدین ابو الفتح مسکین سے اور انکو اپنے والد حاجی صدر الدین چراغ ہند ظفرآبادی

لے اور انکو حضرت شیخ رکن الدین رکن عالم ابوالفتح ملتانی سے اور انکو اپنے والد حضرت
شیخ صدرالدین عارف سے اور انکو اپنے والد حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی سے
تھی سلسلہ سہروردیہ کی چار قسمین ہین اوّل سہروردیہ بہائیہ عمویہ رضویہ دوم
سہروردیہ بہائیہ عمویہ بصریہ سوم سہروردیہ بہائیہ زنجانیہ رضویہ چہارم سہروردیہ
بہائیہ زنجانیہ ابصریہ۔

تصرفات وکرامات آپ سے بہت ظاہر ہوے ازانجملہ یہ کہ حضرت شیخ شرف الدین
یحیی منیری کی اولاد سے ایک شخص نے آپسے توحید کے متعلق سوال کیا آپنے
فرمایا کہ توحید کا تماشا آنکھون سے دیکھو اونھون نے دیکھا کہ ایک قطب صاحب
سے ہزارون قطب صاحب ظاہر ہوے اورپھر وہی ایک قطب صاحب رہ گئے
تب فرمایا کہ تمنے توحید کا تماشا دیکھا بس یہی طرح حق جو مرتبہ تنزیہ یعنی ذات بحت
مین بے ملاحظہ تشبیہ وظہور ایک ہے ظہور وتشبیہ مین بھی ایک ہی ہے جسکے اتنی
کثرت ہوگئی ہے اور اسکا غیر کوئی بھی نہین اور پھر بھی وہ ایک ہی ہے جو تھا
نقل ہے کہ جب حضرت شیخ عبداللہ شطار قدس سرہ حضرت شاہ مظفر گرگانی سے
خلافت پاکر باجاہ وجلال ولشکر وطبل وعلم رخصت ہوکر ہندوستان آئے تو جس
بزرگ سے ملاقات کرتے تھے اُن سے دو تین سوالات جو اُنکے پیر نے تبلائے
تھے کیا کرتے تھے اور جس سے ناخوش ہوجاتے تھے اوسکی نسبت سلب کرلیا کرتے
تھے اور علانیہ کہتے تھے کہ میرے پیر نے فرمایا ہے کہ جو شخص داخل بحق ہو اور اسکے
طلب صادق ہو اُسکو فائدہ پہونچانا اور جو شخص تم سے قرب واسرار مین زائد ہو اُس
سے استفادہ کرنا غرض جب وہ جونپور آئے تو حضرت شاہ داؤد سرمست قلندر

آپ کے خلیفہ ایک روز اُنکی ملاقات کو گئے دربانون نے روکا لیکن اُنھون نے
نہ مانا اور پیرزین مین کیچڑ بھرے حضرت عبداللہ شطار کے قریب جاکر بیٹھ گئے اُنھون
نے غصہ سے اُنکی بھی نسبت سلب کرنا چاہی مگر اُنپر کچھ اثر نہوا تب اُنھون نے
کہا کہ کوئی بے ادب خدا تک نہین پہونچا ہے انھون نے کہا کہ کوئی باادب خدا
تک نہین پہونچا جب عشق آگیا ادب کہان رہا تب اُنھون نے پوچھا کہ تم کس
سلسلہ کے ہو انھون نے کہا کہ حضرت قطب صاحب کا ادنے غلام ہون پھر وہ
آپ کی خدمت مین حاضر ہوے اور چند سوال کیے منجملہ اُنکے ایک یہ تھا کہ حق
اور عالم مین کیا نسبت ہے آپ نے حضرت شاہ نصیر قلندر کی طرف اشارہ کرکے
فرمایا کہ تمھارے سوالات کے جوابات یہ دینگے حضرت شاہ نصیر قلندر نے فرمایا
کہ حق اور عالم کی نسبت ایسی ہے جیسے طاق کی دیوار کے ساتھ۔ پھر وہ اور آپ
دونون مراقب ہوے کچھ دیر کے بعد آپ مراقبہ سے اُٹھکر گھر تشریف لے گئے
اور حضرت عبداللہ شطار اپنے یہان واپس گئے اُنکے ایک مرید نے آپ سے
مراقبہ کی کیفیت پوچھی آپ نے فرمایا کہ جاکر اپنے پیر سے پوچھ لو اُنھون نے جاکر
پوچھا کہ آپ دونون مین کیسی گذری اور حضرت قطب صاحب کس مرتبہ کے
بزرگ ہین حضرت عبداللہ شطار نے کہا کہ حضرت قطب صاحب خدا کے پہلوان
ہین مراقبہ مین میری اور اُنکی روح طیران کرکے فلک اول مین پہونچی پھر اول
سے دوم اسی طرح فلک ششم تک وہان ایک شیخ قطب الدین سے ہزار
قطب الدین ہوگئے اور سب کا ایک لباس تھا تب میری روح حیرت زدہ
واپس آئی اور اُنکا پتہ نہ چلا پھر آپ نے ایک روز اون سے فرمایا کہ جن جن

لوگون کی تمنے نسبتین سلب کرلی ہین اور وہ تمھارے ساتھ ہین اُنکی نسبتین واپس
دیکر رخصت کرو چنانچہ اُنھون نے آپ کی تعمیل ارشاد کی اُنھون نے بعض اذکار
شطاریہ کی اجازت بھی آپ کو دی تھی جیسا کہ مراد المریدین مین ہے و بخش نماز
کہ بعضے اذکار کہ حضرت قطب الدین بینادل قلندر سرانداز خوثی را از خدمت حضرت شیخ عبداللہ
شطار رسید ابو عبداللہ محمد علی ابن زین العابدین بن یعقوب کہ خلیفہ والد خود است ودے خلیفہ
شاہ نور الحق والدین ودے خلیفہ والد خود شاہ نصیر الحق والدین ودے خلیفہ حضرت شاہ قطب الدین
بینادل است در مفتاح العاشقین در فائدہ حادی عشر مفصل بیان نمودہ است و در سند ذکر
رباعی و پاس انفاس نوشتہ اخذت ھذین النوعین المذکورین وعلمتھا
بتلقین حضرت والدی الشیخ یعقوب بن ملو دبن تاج الدین القرشی
الاسدی وھو عن حضرت شیخ نور الحق والدین القرشی وھو عن حضرت
الشیخ نصیر الحق والدین القرشی وھو عن حضرت شیخ قطب الدین
المعروف بہ بنیادل سرانداز غوثی وھو عن شیخ عبداللہ الشطار وھو
عن حضرت شیخ علی الموحد الربانی وھو عن الشیخ زین الدین الجامی
وھو عن حضرت عبد الرحمن القرشی وھو عن حضرت السید جمال الدین
شمود الاصفہانی وھو عن حضرت الشیخ عبد الصمد الشطریہ وھو
عن حضرت الشیخ علی برغش الشیرازی وھو عن حضرت شیخ الشیوخ
شہاب الدین السہروردی و در سند ذکر اسم ذات نوشتہ اخذ الشیخ
عبداللہ الشطار عن حاجی محمد عارف الفارابی العشقی وھو عن حضرت
الشیخ محمد بن خدا قلی ماوراء النہری العشقی وھو عن الشیخ خدا قلی

العشقی وعن الشیخ ابی الحسن بن ابی یزید العشقی النوری وهو عن الشیخ
مولانا ترک طوسی وهو عن الشیخ مغربی العشقی وهو عن الشیخ ابی یزید
البسطامی وهو عن روحانیۃ الامام جعفر صادق علیہ السلام ودرسند
ذکر صیقلۃ القلب نوشتہ اخذ الشیخ عبد اللہ الشطار عن الشیخ مظفر الکیانی وهو
من ابراهیم العشق الابادی وهو عن السید نظام الدین الحسینی وهو
عن الشیخ محمد الخلوتی وهو عن نجم الدین الکبری وهو عن الشیخ
عمار یاسر وهو عن ضیاء الدین ابو نجیب السهروردی وهو عن احمد
الغزالی وهو عن ابی بکر النساج وهو عن ابی القاسم الکرگانی وهو عن الشیخ عثمان المغربی وهو عن
الشیخ ابی علی الکاتب وهو عن جنید البغدادی الی الحسن البصری
رضی اللہ عنهم ودرسند ذکر رباعی جهری وذکر ضرب ثلاثی وذکر ضرب کوب نوشتہ
اخذ السید خضر الحسنی عن جمال ... د الساوجی وهو عن المشرف
لصحبۃ النبی صلعم الشیخ عبد العزیز المکی وهو عن النبی علیہ السلام
ومن شاء الاطلاع علی تفصیل هذہ الاذکار فلیرجع الیہ ولیطلب
مرشداً صاحب الاسرار۔ آپ کی مشہور ترین کرامت یہ ہے کہ جب آپ
بعزم جونپور وارد امرتھوان ہوئے تو حضرت شیخ عماد قلندر کو وہاں ہدایت
خلق کے لیے مامور فرمایا امرتھوان اُن دنوں آباد نہ تھا آپ نے دعا فرمائی کہ
یہ مقام ہمیشہ کے واسطے آل عمادہی کے لیے مخصوص رہیگا جنکی غذا دودھ
چاول ہوگی اس دعا کا اثر یہ ہے کہ باوجود انقلاب زمانہ ان چارصدیوں
میں یہ گاؤں سزاوار ٹھہرا تو آل عمادہی کے لیے دودھ کی یہ کیفیت ہے کہ قریات

متصل کے اہل مواشی اپنی گائین و بھینسین امرتھوا مین لاکے تو وہی ہین تو دودھ کی مقدار وافر ہوتی ہے اور اگر اُسیکو اپنے گانون مین دوہین تو مقدار کم ہوجاتی ہے چانول کی افراط کا بھی یہی عالم ہے حضرت علامہ عبد القادر عمادی گہر ہوری نے اس واقعہ کو یون نظم کیا ہے ؎

قطب چون از سرود لپور وطن ۔ شد سوے جونپور رخت افگن
چند روزے بسونگر آرامید ۔ حجرہ آنجا زیارت است پدید
آن زمان با صحابہ می بگذشت ۔ بر لب جوے بیود آن دشت
گفت بابا عماد این لب جو ۔ ہست جاے تو و ذراے تو
بتو تسلیم این مکان کردم ۔ نام خاصش امرتھوان کردم
معنیش اینکہ این بذکر حق ۔ زندہ گردد فلا یموت ابدا
مدفن اولیاے حق گردد ۔ پس بنام حیات احق گردد
آن زمین زان زمان بشیخ عماد ۔ محی ست و ممات با اولاد
آن زمین نست در صلے وافر ۔ کہ اثر زو ان اندران کارند
بر دہد چون فرا رسد باران ۔ قدر حاجت نہ کم نہ بسیاران

آپ کے کرامات سے ایک یہ واقعہ بھی ہے کہ حضرت شیخ عماد قلندر جب ملک یمن سے ہجرت کرکے عازم ہندوستان ہوے تو دو اور عرب بھی اُنکے ساتھ ہوئے جنمین ایک کی قبر آپ کے مزار اقدس کے قریب مین ہے دوسرے حسینا کا پیشہ حجامت تھا اور وہ صاحب اولاد بھی تھے یہ قافلہ آپ ہی کے ہمرکاب رہتا تھا حجام کا ایک لڑکا ایک مرتبہ آپ کی حجامت مین مشغول تھا کہ دفعتاً آپ

حجرہ کے اندر تشریف لے گئے جب باہر آئے تو آستینون سے پانی ٹپک رہا تھا وہ آپ کی خدمت مین کسیقدر گستاخ تھا قطرہ آستین مونھ مین لیا تو آب شور پایا الحاح کرنے لگا کہ حجرہ مین پانی کا نام نہین پھر آستینین کیسے تر ہوئین جب اوسنے زیادہ اصرار کیا تو آپ نے فرمایا کہ اسوقت سمندر مین ایک اسلامی جہاز ورطہ مین پڑ گیا تھا بحکم الہی مینے اُسکو گرداب سے نکالدیا آستینون کی تری کا یہی باعث ہے لیکن خبردار کسی سے کہنا مت یہ ایک ستر حق ہے اور اسکے افشا کرنے پر تو بھی جوان مرگا اور تیری نسل بھی جوان مرگی سے نہ بچے گی اوسنے حتے المقدور کوشش کی مگر چھپا نہ سکا بات ظاہر ہو گئی اور اُسکے چرچے ہونے لگی نتیجہ یہ ہوا کہ وہ شخص عین عنفوان شباب مین مرگیا اور اُسکی نسل اگرچہ آجتک موجود ہے مگر سب کے سب جوان ہی مرتے ہین اور اگرچہ کئی لڑکے پیدا ہوتے ہین اور جوانی تک زندہ رہتے ہین مگر سلسلہ نسل صرف ایک سے چلتا ہے بقیہ سب جوان لاولد مرتے ہین مناقب الاصفیا مین ہے کہ ایک روز آپ جونپور مین سلطان ابراہیم شرقی کے پاس تشریف رکھتے تھے اُسنے کہا کہ فقرا کو مجاہدہ مرتاض وضعیف ولاغر ہونا چاہئے برعکس اسکے آپ فربہ ہین آپ نے فرمایا کہ میری فربہی غفلت سے نہین ہے اور نہ میرے جسم مین سوا بجز ہوا و پانی کے کچھ ہے اسلیے فربہ معلوم ہوتا ہون اُسنے کہا کہ اگر ایسا ہی ہے تو کوئی عضو اپنا چاک کرکے دکھلایئے آپ نے فرمایا کہ میری ایک انگلی چاک کرکے دیکھو چنانچہ چاک کی گئی اوس مین سے ہوا اور پانی کے سوا ایک قطرہ بھی خون نہ نکلا تب آپ نے بکمال جلال فرمایا کہ اس انگلی چیرنے کا کیا بدلہ ہوگا پھر خود ہی فرمایا کہ اسکا بدلہ بادشاہ و وزیر و قاضی وغیرہ کے سر سے ہوگا

ادسوقت قاضی شہاب الدین ملک العلما نے عرض کیا کہ مین تفسیر بحر مواج لکھ رہا
ہون آپنے فرمایا اچھا تمھاری موت اتمام تفسیر تک موقوف رہیگی چنانچہ
قاضی صاحب اپنی درازی عمر کے لیے بہت دنون تک تفسیر لکھا کیے مگر جیسے
تفسیر تمام ہوئی انتقال ہو گیا نقل ہے کہ ایک روز آپ کی مجلس مین کثرت سے
مجمع تھا حسب ارشاد آپ کے ایک خادم نے قصیدہ بردہ کے چند اشعار پڑھے
جسپر اہل مجلس کو نہایت جوش وخروش ہوا بیشتر زمین پر لوٹنے لگے اور کچھ بیہوش
ہوگئے اور اکثر تو اوسی وقت آپ کی فیض و توجہ سے صاحب نسبت واہل دل
ہوگئے اتفاقاً ایک آپ کا مرید جو برص مین سخت مبتلا اور اوس مجلس مین حاضر تھا
روتا ہوا قدمون پر گر پڑا آپکے توجہ سے اوسیوقت وہ ایسا اچھا ہو گیا کہ گویا کبھی بیمار
ہی نہ تھا نقل ہے کہ بخشی محمد ناصح بن قاضی غلام رسول جونپوری آپکے دوست
ایک قوال کے لڑکے سے محبت کرتے تھے جب وہ مرگیا تو اونھون نے اوسکو آپکے
پائین دفن کیا اونکا یہ فعل آپکے مرضی کے خلاف ہوا جسکو اوسکی نعش قبر سے نکلکر ایک
بیگہ کے فاصلہ پر جا گری ہر چند پھر اوسکو وہین دفن کرنا چاہا لیکن ممکن نہوا اس
امر سے اونکے دل مین اعتراض پیدا ہوا جسکی وجہ سے وہ فوراً ہی اپنی خدمت
بخشیگری سے معزول کردیے گئے تب چارہ جوئی کے لیے دہلی گئے وہان یہ
انجام ہوا کہ نماز جمعہ پڑھنے جامع مسجد گئے وہان کچھ لوگون مین باہمی لڑائی ہوگئی
جس مین وہ بھی مارے گئے۔

وفات آپ کی پچیس ماہ شعبان سنہ نوسو پچیس مین ہوئی تین روز صرف بخار
آیا تیسرے روز نماز مغرب مین بحالت سجدہ انتقال فرمایا مراد المریدین مین ہے

کہ آپ نے اپنے وصال کی خبر پہلے سے لوگون کو دیدی تھی چنانچہ حضرت سید فضل اللہ قلندر اپنے خلیفہ کو تحریر فرمایا تھا کہ اگر برائے ملاقات ظاہری دیدار آخری بیایند بہتر است کہ این ضعیف را دست طلبیدہ ماندن ہیچ وجہ نمیشود ہمہ یاران برائے رخصت آمدند پس اولی والسب آنست کہ آن سید طاہر و طہر نیز بیایند قال اللہ تعالیٰ اذا جاء اجلھم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون

بعض رسائل مین ہے کہ چوبیس ماہ شعبان کو وفات ہوئی لیکن جونپور مین پچیس کو عرس ہوتا ہے اور معمول ہے کہ اُس روز تمام روسا و عمائد شہر بلاطلب و دعوت جمع ہوتے ہین فاتحہ آپ کا خشکہ چاول اور میٹھے دہی پر (جسکو سکھرن کہتے ہین) ہوتا ہے آپ نے اپنی فاتحہ کے لیے خود گوشت کی ممانعت فرمادی تھی جسکا قصہ یہ ہے کہ ایکبار آپ نے اپنے پیر و مرشد حضرت سید نجم الدین غوث الدہر قلندر کے فاتحہ کے لیے ایک گاے منگائی ذبح کے بعد معلوم ہوا کہ وہ حاملہ تھی بچہ پیٹ سے نکالکر اور ذبح کر کے لوگون نے دونون کے پارچہ دیگ مین چھوڑ دیے یہ سنکر آپ دیگ کے قریب تشریف لے گئے اور فرمایا کہ گوشت نکالکر کھال پر بچھا دو اور اسپر چادر ڈالدو پھر خود اوسکے سرھانے مراقب ہوے کچھ دیر کے بعد چادر کے نیچے سے وہ گاے معہ بچہ کے زندہ نکل آئی تب سے آپ نے ممانعت کردی کہ خبردار میرا فاتحہ گوشت پر نہو اسلیے آپکا فاتحہ شکرانہ پر ہوتا ہے۔ عمر شریف آپ کی ایک سو پچاس سال کی ہوئی اور بعضون کے نزدیک دو سو سال کی۔

مزار اقدس آپ کا علی پور محلہ جونپور مین ہے حضرت غوث ملت نے اصول المقصود

مین تحریر فرمایا ہے کہ فقیر بھی زیارت مزار سے مشرف ہوا ہے مگر اب پائین
درگاہ سرکار انگریزی نے جیلخانہ بنالیا ہے اور تقریباً ایک بیگہ زمین ما بین
جیل و مزار شریف چھوڑ دی ہے جہان پہلے علن پور آباد تھا اب وہان جیل
ہے چنانچہ مقابل دروازہ جیل علن پور کا قدیمی کنوان خود آپ کا بنوایا ہوا ابتک
موجود ہے اور مینے خود دیکھا ہے انتہے نیز اونھون نے مجاہدات الاولیا مین
تحریر فرمایا ہے کہ مزار آپ کا باوجود سنگی ہونے کے ٹھیک دوپہر مین بھی سرد
رہتا ہے حالانکہ مزار پر کسی چیز کا سایہ بھی نہین ہے ہندوستان مین مینے دو قبرون
کو ایسا ہی سنا ہے ایک دہلی مین حضرت خواجہ باقی باللہ کا مزار اور دوسرا
جونپور مین آپ کا اور بہت آدمیون نے اس کا تجربہ و امتحان کیا ہے انتہی
زیارت مزار مبارک سے مین بھی بیس ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ مین مشرف ہوا ہون
مزار آپ کا محلہ شیخپورہ مین ظفرآباد کی سڑک اور جیل کے درمیان ہے حال
مین مزارات متبرکہ کے گرد نیا پتھر کا خطیرہ مولوی محمد یحیی رئیس منڈیاہو ضلع
جونپور نے تعمیر کرایا ہے خطیرہ کا فرش اور دروازہ بھی پتھر ہی کا ہے خطیرہ کی
دیوار آدہ گز اونچی ہے اندر مزارات مین کچھ تغیر نہین کیا گیا ہے خطیرہ بنجانے اور
سطح بلند ہو جانے سے مزارات پست معلوم ہوتے ہین سب سے سرہانے
آپ کا مزار ہے آپ کے پائین حضرت شیخ محمد قطب قلندر قدس سرہ کا انکے
داہنے جانب حضرت شاہ عبدالسلام قلندر کا اور انکے پائین داہنے جانب ہٹا ہوا
حضرت شاہ عبدالقدوس قلندر کا مزار ہے حضرت شاہ محمود قطب قلندر کا مزار
بھی اسی خطیرہ مین ہے مگر معلوم نہین کہ کون ہے ثانیاً حضرت شیخ محمد قطب قلندر

کے پائین ادفنین کا مزار ہوگا اور انکے علاوہ اور بھی مزارات ہین جنمین حضرت شیخ ابراہیم کلان محدث وحضرت شیخ ابراہیم خورد کے ہین اور اسی حظیرہ سے ملحق ایک اور مختصر حظیرہ ہے جسمین آپ کی بیوی صاحبہ کا مزار ہے اور دیگر آپکے خلفا یہ حضرات ہوے۔

حضرت شیخ محمد قطب قلندر۔ وحضرت شیخ محمود قطب قلندر صاحبزادگان آنحضرت حضرت مخدوم شاہ عماد جداعلی مولوی شاہ عبدالقادر قلندر باسطی جونپوری۔ حضرت سید فضل اللہ قلندر معروف بسید گشائین قطبی منیری حضرت شاہ داود کسرت قلندر حضرت شاہ نصیر الحق قلندر حضرت شاہ نورالحق قلندر خلف حضرت شاہ نصیرالحق قلندر۔ حضرت شاہ نظام الدین قلندر بہاری۔ یہ آپکے بھانجے اور بہت بڑے بزرگ تھے قصیدۂ کبریٰ کی شرح صراط المستقیم بعہد سلطان حسین بن محمود شاہ بن ابراہیم شاہ شرقی آپ کی اجازت سے ۸۸۳ھ مین انھین نے لکھی۔ انکا مزار دحیرہ مین مابین عظیم آباد و منیر کے ہے حضرت امیر سید وجہ الدین حسینی قادری معروف بہ امیر سید گشائین سمندر توحید۔ یہ ابتدا مین مدت تک جوگیون اور سناسیون وبیراگیون کے ساتھ رہے آخر عمر مین آپ سے تعلیم حاصل کی اور اجازت وخلافت سے مشرف ہوکر سمندر توحید کا لقب پایا انکا مزار نواح بہار مین ہے حضرت شیخ ابراہیم صوفی۔ حضرت شیخ ابراہیم کلان محدث حضرت شیخ ابراہیم خورد۔ حضرت قاضی ابراہیم تاج۔ حضرت شیخ صدرالدین حضرت شیخ فضل اللہ حضرت شیخ ادریس حضرت قاضی شکراللہ۔ اسلام خان کا

ف۱ اصول المقصود میں ہے کہ ان کا مزار حضرت شاہ عبداللہ بن قلندر قدس سرہ کے برابر جانب مغرب اتنے ہے ف۲ انکی قبر بہار میں ہے ف۳ انکی قبر درگاہ ضلع الہ آباد میں ہے ف۴ ان کا مزار جونپور میں متصل مسجد اٹالہ ہے ۱۱

حضرت شیخ قاضن حضرت شیخ کمال الدین۔ ملک احمد میان قیام خان۔ ملک تاج ظفر میر حسین ٹھی پیر سراج الدین۔ شاہ عبداللہ قلندر۔ جونپوری جنکے خلیفہ شاہ وجہ الدین قلندر اور اونکے خلیفہ شاہ نعمت اللہ قلندر اور اونکے خلیفہ شاہ حیدر قلندر رہوے۔

حضرت شاہ یسین بنارسی مرید و خلیفہ حضرت شاہ طیب بنارسی نے مناقب العارفین مین لکھا ہے کہ حضرت شاہ تاج الدین خلیفہ حضرت کلان و مرشد بندگی شیخ طیب بنارسی اکثر اذکار قلندریہ بھی کیا کرتے تھے اور ان اذکار کی اجازت انکو قدوۃ السالکین عمدۃ الذاکرین شیخ ابوالفتح صدیقی سے تھی اور انکو شیخ الاسلام والمسلمین مخدوم الانام سلطان الوقت حضرت شیخ قطب الدین بینا دل قلندر سرانداز غوثی جونپوری کی اولاد سے تھی انتہے فقط

ذکر بعض خلفای حضرت قطب صاحب

ذکر حضرت شاہ نصیر الحق قلندر

آپ نسباً عباسی ہین اس طرح ہے کہ حضرت شاہ نصیر الحق قلندر ابن قاضی محمد بن قاضی رفیع الدین بن قاضی نجم الدین بن خواجہ رکن الدین سمرقندی یک لکھی ظفرآبادی بن خواجہ حسام الدین بن خواجہ تاج الدین بن خواجہ کریم الدین بن خواجہ صدر الدین بن خواجہ ضیاء اللہ بن خواجہ محمود بن خواجہ مسعود بن خواجہ عبدالصمد

لے ان کا مزار شاہ پور مین ہے۔ کے ان کا مزار سر برا مین ہے۔ سے ان کا مزار ظفرآباد مین بطرف جنوب درگاہ نار زان واقع ہے۔ عے ان کا مزار جونپور مین شاہراہ بلوا گھاٹ پر ہے۔

بن خواجہ عبدالہادی بن عبدالرحمن بن عبدالرحیم بن عبدالرزاق بن موسیٰ بن
علی بن عبداللہ ابن عباس عم رسول اللہ صلعم۔ آپ اکابر اولیائے کاملین
سے تھے اور حضرت قطب صاحب کے جلیل القدر مرید و خلیفہ حسب روایت
صاحب اذکار ابرار آپ کو اجازت و خلافت حضرت سید نجم الدین غوث الدہر
قلندر سے بھی تھی اذکار ابرار مین ہے کہ آپ اطراف جونپور کے نامور مشائخ
مین شمار ہوتے تھے حضرت قطب صاحب کے مرید ہوئے آغاز سلوک مین
اپنے پیرون کی پیروی کر کے قلندرانہ لباس مین رہتے تھے مگر اخیر مین لباس
ترک کر کے خرقہ صوفیہ پہن لیا تھا تقوے کی حدود سے کبھی سر مو تجاوز نہین
کیا آپ کے مریدین اکثر قلندری لباس مین رہتے تھے منجملہ مریدین کے ایک
حضرت سید عالم جونپوری تھے جو عرصہ تک عالم کون و فساد کے انتظام مین
قطب رہے تھے انتہے صفت جلالی آپکی اسقدر بڑھی ہوئی تھی کہ سات لڑکے
آپ کے ایک ایک کر کے بسبب آپ کی نظر غضبی کے فوراً مر گئے جب حضرت
شاہ نور قلندر پیدا ہوئے تو لوگون نے انکو حضرت قطب صاحب کے حکم سے
چھپا رکھا جب وہ ہوشدار ہوئے تو لوگون نے ظاہر کیا کہ یہ آپ کے صاحبزادہ
ہین آپ نے جب ایک روز اُنکے مرتبہ کو ملاحظہ کیا تو اون سے فرمایا کہ دو آفتاب
ایک جگہہ نہین ہوتے تب وہ سرہرپور چلے گئے۔ وفات آپ کی بچیسوین ماہ جمادی
الاولی سنہ ۹۱۵ھ دبقولی سنہ ایکہزار پندرہ مین ہوئی۔

قطعہ تاریخ وفات از صاحب فرزن کائنات ؂

آنکہ شاہ نصیر دین بودہ		صاحب صدق ہم یقین بودہ		

اوزبنائے دل خلافت داشت	علم پیر را بصدق افراشت
بعد چندے بقصبہ نیگون	کردہ از امر پیر خویش سکون
بست و پنج از جمادی الاول بود	کہ ز دنیائے دون سفر فرمود
سال تاریخ او بجا باشد	گفتہ ام شاید خدا باشد

مزار آپ کا قصبۂ نیگو پرگنہ ماہل ضلع اعظمگڈہ مین ہے آپ کی بیوی صاحبہ کی قبر بھی آپ ہی سکے قریب ہے آپ نے فرمایا تھا کہ جب ان دونون قبرون کے درمیان کا فاصلہ جاتا رہیگا اور دونون ملجائینگے تب قیامت آویگی زمانہ سابق مین تو بہت فاصلہ تھا مگر اب کم رہگیا ہے۔ قصبۂ نیگو سرائے میر اسٹیشن سے تقریباً چھ میل ہے اور راستہ نہایت دشوار گذار کوئی سواری وہان چھکڑے کے سوا نہین جاتی اور وہ بھی برسات مین نہین ہین سلسلہ ۱۳۳۰ھ مین جب آستانہ قلندرپور شریف ضلع اعظمگڈہ سے واپس ہوا تھا تو راستہ مین چونکہ یہ مقام بھی پڑتا تھا لہذا یہان بھی حاضر ہوا تھا روضہ کے متصل ایک بڑی مسجد ہے جسکے منارے سرائے میر کے میدان سے نظر آتے ہین اور روضہ کے دکھن جانب تحصیل ہے حریم کا دروازہ پورب طرف ہے حریم مین اوتر طرف کنارے پر روضہ ہے روضہ کے باہر تین قبرین اور اندر دو قبرین ہین ایک آپ کی اور دوسری بیوی صاحبہ کی دونون قبرون کے درمیان اب ایک بالشت گیارہ انگل کا فاصلہ باقی رہگیا ہے اور آپ ہی کی قبر بیوی صاحبہ کی قبر کی طرف ہٹتی جاتی ہے انکا مزار پورب طرف ہٹا ہوا ہے اور آپ کا مزار جو وسط مین پچھم جانب تھا ہٹکر پورب طرف انکے مزار کے قریب ہوتا جاتا ہے آپ کے مزار کے چبوترے کے

کو نہ مین درز بھی پڑ گئی ہے روضہ کے دروازہ پر یہ کتبہ ہے لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ اُسکے نیچے کچھ اور عبارت بھی جو مٹ گئی صرف اب اُسکے نیچے سنہ ۹۰۹ھ لکھا ہوا باقی ہے اور روضہ مین بیوی صاحبہ کے مزار کے قریب یہ کتبہ ہے چون برنام حضرت لفظ عالیجاہ افزود سال تاریخ وصال حضرت نمود مخدوم شاہ نصیر الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز عالیجاہ[1] آپ سے اجازت سلسلہ قلندریہ کی حضرت شیخ بہاء الدین جونپوری کو بھی تھی اور اُن سے حضرت شیخ اڈہن و حضرت سید علی قوام شاہ عاشقان کو تھی۔

ذکر حضرت شاہ نور الحق قلندر

ابن حضرت شاہ نصیر الحق قلندر۔ آپ کو حضرت قطب صاحب سے بھی اجازت وخلافت تھی اور اپنے والد ماجد سے بھی اور یہ جو اخبار الاخیار مین ہے کہ حضرت شاہ نور قلندر شاہ داود کے مرید تھے اور اُن سے شاہ میرک نے تعلیم پائی تو وہ دوسرے شاہ نور ہین جنکا مزار باندہ مین ہے آپ کے دس صاحبزادے تھے پانچ سے سلسلہ جاری ہوا مگر وہ بعد کو بند ہوتا گیا اسوقت کوئی سلسلہ باقی نہین ہے آپ کی اولاد نور پور و منور پور ضلع اعظم گڈہ و حافظ پور ضلع فیض آباد و محلہ چتر ساری جونپور مین آباد ہے وفات آپ کی بائیس ماہ صفر المظفر سنہ ۹۶۳ھ ہجری مین ہوئی۔

[1] اس پورے فقرہ سے اعداد مطلوبہ ظاہر نہین ہوتے بلکہ بہت زائد اعداد حاصل ہوتے ہین البتہ فقرہ شاہ نصیر الحق والدین عالیجاہ سے سنہ ایکہزار پندرہ برآمد ہوتے ہین جو ایک قول مین آپ کا سنہ وفات ہے ۱۲

قطعہ تاریخ وفات آنحضرت ؎

خلف شاہ دین نصیر الدین	شاہ نور ہست صاحب تمکین
روضہ اش درمیان سرہرپور	ہست چون کعبہ در کمال ظہور
از پدر ہم رشاہ بینا دل	داشت عرفان حق بحق واصل
بست ودویم چو بدز ماہ صفر	سوے دار السلام کرد سفر
رحلتش را زروے صدق مقال	گفتہ ام شاہ نور عرفان سال

مزار آپ کا اپنے نصب کردہ باغ موسومہ بہ فرخ آباد واقع ظفرپور متصل سرہرپور ضلع فیض آباد مین ہے یزار و تبرک ہے۔

ذکر حضرت شاہ داؤد سرمست قلندر

داماد و خلیفہ جلیل القدر حضرت قطب صاحب۔ بی بی راضیہ صبیہ حضرت قطب صاحب آپ کو بیاہی تھین اور آپ کی صاحبزادی بی بی اتقیا حضرت شاہ عبد السلام قلندر کے نکاح مین تھین۔ آپ کا یہ حال تھا کہ اکثر کیچڑ مین مست بیٹھے رہتے تھے ایک روز سلطان شرقی کی محلسرا کے نیچے سے گذرے تو وہان سے آپ کو سرود کی آواز معلوم ہوئی آپ نے وہان جانا چاہا دیوار شق ہو گئی آپ اندر گئے اور کنارے بیٹھکر سنا کیے جب سرود موقوف ہو گیا تو پھر دیوار شق ہو گئی اور آپ نکل آئے اسی طرح بہت دنون جایا کیے جب بادشاہ نے بھی یہ واقعہ کئی مرتبہ دیکھا تو حکم دیا کہ فوراً گرفتار کر لو لوگ جب گرفتار کرنے جاتے تو آپ غائب ہو جاتے تھے بادشاہ نے مجبور ہو کر حکم دیا کہ دریافت کیا جاوے یہ شہر مین کہان رہتے ہین

اور کون ہین لوگون نے تفتیش کرکے بیان کیا کہ حضرت قطب صاحب کے مرید و خلیفہ ہین اور اندن کیچڑ مین بیٹھے رہتے ہین اوسنے حضرت قطب صاحب کے پاس کہلا بھیجا کہ آپ کا یہ مرید لوگون کے گھرون مین گھستا ہے اسکو روکیے انھون نے فرمایا کہ میرے مرید کو کسیکے مکان مین جانیکی ضرورت نہین جو کچھ اندر ہوتا ہے وہ باہر ہی سے دیکھتا اور سُنتا ہے اور جو اندر جاتا بھی ہے تو کنارے بیٹھکر سنتا ہے معاذ اللہ وہ کسی اور ارادہ ونیت سے نہ جاتا ہوگا پھر اونھون نے آپ کو منع کر دیا۔ آپ کی نسبت اخبار الاخیار مین یون ہے کہ شاہ داؤد سرمست در سرہر پور بود بچند واسطہ بشاہ خضر کہ خلیفہ خواجہ قطب الدین بختیار ست میرسد در ریشے کامل بود تاریخ وماہ وسنہ وفات آپ کی دریافت نہ ہوئی مزار آپ کا موضع سونبہہ تواضع جونپور مین ہے

ذکر حضرت مخدوم شاہ عماد قلندر

آپ کا لقب عمدۃ الحق تھا آپ اعیان واکابر زادگان دیار مین سے تھے سلسلہ نسب آپ کا حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پہونچتا ہے۔ آپ بڑے متبحر عالم تھے شوق سیاحت مین آپ معہ اپنے صاحبزادے حضرت شیخ قطب کے وطن چھوڑ کر نکل کھڑے ہوے اور شام وعراق ومصر واسکندریہ کا سفر کرتے ہندوستان آئے اور حسب خوبی تقدیر جونپور پہونچکر حضرت قطب صاحب کے مرید ہوے اور خلافت حاصل کرکے موضع امرتھوان مین سیوندی کے کنارے حسب الحکم حضرت قطب صاحب مقیم ہوے اور وہین انتقال کیا مزار وہین ہے۔ طیب بن داؤد تھے جو آپ کی اولاد مین تھے اور بادشاہ وقت

کے یہان سے قاضی عظیم آباد تھے موضع امرتھوان کی آبادی مین بہت کوشش کی اور عمارتین بنائین لیکن اونکے بعد معاملہ درہم و برہم ہو گیا علامہ عبدالقادر قلندر باسطی لکھتے ہین ؎

اگرچہ اکنون ز بدعت طشلہ	بے نظام است کار و بار ہمہ
لیکن آنجا بغیر آل عماد	ہیچکس ہیچگہ نیافت مراد
لاجرم ہر عمادی دلکوب	ہمین سلسلہ بود منسوب

ذکر حضرت سید فضل اللہ قلندر

معروف بہ سید گوشائین قطبی منیری ابن سید نصیر الدین گنج علم بن میر سید حسن بن میر سید علی شاہ بن میر سید بڑا مجذوب بن سید قیام الدین بن سید صدر الدین بن سید رکن الدین بن سید نظام الدین بندگی بن امیر کبیر حضرت سید قطب الدین مدنی خلیفہ حضرت شیخ نجم الدین کبری بن سید رشید الدین احمد غزنوی بن سید یوسف بن سید عیسی بن الحسن بن ابی الحسن بن ابو جعفر بن قاسم بن عبد اللہ بن الحسن نقیب کوفہ بن محمد الاصغر الثانی بن عبد اللہ الاشتر الکابلی بن محمد النفس الزکیہ بن عبد اللہ المحض بن الحسن المثنی بن امام الحسن سبط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آئینہ اودھ مین ہے کہ آپ برشتہ مصاہرت حضرت مخدوم بندگی قطب الدین بینادل قلندر جونپوری اول جونپور تشریف لے گئے وہان سے خاص بہار مین جا کر ساکن ہوے ببرکت قدوم آپ کے اُس جوار کے راجہ کے یہان جو لاولد تھا فرزند نرینہ پیدا ہوا اس لیے وہ راجہ مع اپنے توابعین کے آپ کو عقیدتاً گشائین جی کہنے لگا آخر اسی لقب سے آپ

مشہور ہوے عمر آپ کی ایکسو اوتتالیس سال کی ہوئی مزار آپ کا محلہ بارہ دری منحلات بہار مین ہے سنہ وفات ودیگر حالات آپکے دستیاب نہین ہوے علاوہ سلسلہ عالیہ قلندریہ کے آپ سے سلسلہ قادریہ وسہروردیہ بھی جاری ہوا حضرت شاہ محمد منعم قادری متوفی سنہ گیارہ سو پچاسی ہجری کا سلسلہ قادریہ آپ ہی کے ذریعہ سے حضرت مخدوم قطب الدین بینا دل قلندر کو پہونچتا ہے اس طرح سے کہ حضرت شاہ محمد منعم قادری کو اجازت وخلافت حضرت سید خلیل الدین ساکن باڑہ صوبہ بہار سے تھے اور اُن کو حضرت میر سید محمد جعفر سے اور اُن کو اپنے والد حضرت سید شاہ اہل اللہ سے اور اُن کو حضرت سید نظام الدین سے اور اُن کو حضرت سید تقی الدین سے اور اُنکو حضرت سید نصیر الدین بن محمود سے اور اُن کو حضرت سید محمود سے اور اُن کو اپنے والد حضرت سید فضل اللہ قلندر معروف بسید گشائین قطبی منیری سے۔

حضرت شاہ محمد منعم پٹنہ کے نہایت مشہور بزرگ تھے پٹنہ محلہ متن گھاٹ مین اُنکا مزار ہے یہ حضرت قطب صاحب کے کل سلاسل کے مجاز تھے اُنکے خلیفہ حضرت شاہ حسن علی متوفی پچیس ربیع الاول سنہ بارہ سو چوبیس ہوے اور اُنکے خلیفہ حضرت شاہ فرحت اللہ اور اُنکے خلیفہ حضرت شاہ مظہر حسین اور اُنکے خلیفہ حکیم شاہ محمد حسن اور اُنکے خلیفہ حضرت شاہ امداد علی اور اُنکے خلیفہ حضرت شاہ مخلص الرحمن متوفی بارہ ذیقعدہ سنہ تیرہ سو دو ہجری اور اُنکے خلیفہ حضرت شاہ عبدالحی ہوے جو چاٹگام ملک بنگال مین مقیم ہین۔

نفحۂ پنجم

ذکر حضرت شیخ المشائخ شاہ محمد قطب قلندر جونپوری

خلف اکبر و خلیفہ جانشین حضرت مخدوم قطب الدین بینا دل قلندر سرانداز غوثی جونپوری ولادت باسعادت آپ کی تقریباً سنہ آٹھ سو چالیس ہجری مین ہوئی تعلیم و تربیت ظاہری و باطنی سب آپ نے اپنے والد بزرگوار حضرت قطب صاحب سے پائی ہمیشہ ریاضات و مجاہدات مین مشغول رہے صائم الدہر و قائم اللیل تھے جب اذکار و اشغال و افکار و مراقبات وغیرہ کی تعلیم حاصل کر کے مرتبۂ بقا باللہ پر پہونچے اور کسب و اکتساب طرق سلاسل اور کل امور درویشی مین اپنے والد بزرگوار کے مماثل ہوگئے تو آپ کے والد بزرگوار حضرت قطب صاحب نے آپ کو اجازت و خلافت سلاسل قلندریہ مکیہ و علویہ و طیفوریہ و چشتیہ و قادریہ و فردوسیہ سہروردیہ بانہا جہادانواعہا عطا کی اور لباس فقر پہنا کر مقام قطب الاقطابی پر فائز کر کے آپ کو اپنا قائم مقام کیا۔ سکر و جذب آپ مین بڑھا ہوا تھا اکثر اوقات آپ مراقبہ مین حضرت سید نجم الدین غوث الدہر قلندر و حضرت سید خضر رومی قلندر کیطرح سربزانو رہتے تھے اور احیا و اماتت پر قادر تھے لیکن بمقتضاے قول الشہرۃ آفۃ والخمول راحۃ اپنے کمالات باطنی نظر خلائق سے بہت چھپائے رکھتے تھے اور حتی الامکان کسیکو مطلع نہین ہونے دیتے تھے تو جہاں المجاز آپ کو بہت کم تھی اور مثل دیگر مشائخین زمانہ کے آپ آمیزش باخلائق زیادہ نہین فرماتے تھے

آپ زمرۂ علماے حضرات صوفیہ صافیہ۔رضوان اللہ علیہم اجمعین متبعین حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدوہٗ قائلین وحدت الوجود سے تھے مسئلہ توحید مین نہایت سے بےمثل ومدلل تقریر فرماتے تھے۔ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ مجکو ابتدائے حال مین اپنی دو دلیلین اثبات توحید وجودی کی معلوم تھین اوراب سولہ دلیلین معلوم ہین۔آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اصل درویشی میرے نزدیک دو چیزین ہین ایک تہذیب اخلاق۔ دوسری محبت اہلبیت۔

آپ کا لباس حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کے لباس کا ایسا تھا فائدہ جاننا چاہیے کہ خاندان عالیشان قلندریہ عالیہ مین لباس فقر بطور قمیص و کلاہ جیسا اورخاندانون مین معمول ہے نہ تھا بلکہ ابتداء مین حضرات قلندران عظام من حیث نوعیت لباس آزاد تھے اورکسی خاص وضع کے پابند نہ تھے چونکہ زیادہ حصہ عمر سیر وسفر مین گذرتا تھا توجس جگہ جیسا لباس ملجاتا پہن لیتے تھے مگر بیشتر لباس انحضرات کا تہبند ومرزائی وکلاہ رہا اورکبھی سفید قمیص بھی رسالۂ غوثیہ مین ہے کہ راوی نے بیان کیا کہ مینے حضرت غوث کو سفید ٹوپی و سفید قمیص وسفید پائجامہ پہنے دیکھا وہ یہ فرمارہے تھے کہ جسنے شیخ نظام الدین بدایونی کو نہ دیکھا ہو وہ مجھے دیکھے بعدہ حضرت شیخ قطب الدین بینادل قلندر نے مشیخت اس خاندان مین قائم کی اوراُس زمانہ کے اعیان ومشائخ کا لباس اختیار فرمایا لیکن جامہ ودستار پر موقوف نہین تھا کبھی جامہ ودستار اورکبھی کچھ اور اونکے بعد اونکے صاحبزادے حضرت شیخ محمد قطب قلندر نے حضرت غوث پاک کا لباس اختیار فرمایا اونکے بعد حضرت شیخ الاسلام شاہ عبدالسلام

قلندر کا لباس بھی وہی رہا اونکے بعد حضرت قطب العالم شاہ عبد القدوس
قلندر ایک زمانہ تک مرزائی و تہبند پہنا کیے پھر آخر مین اپنے والد و جد
کی وضع اختیار فرمائی اونکے بعد حضرت سید العرفا شاہ محمد قلندر نے لباس
جامہ ونیمہ و دستار اختیار کیا اور دستار کبھی سفید اور کبھی سیاہ ہوتی تھی اور
یہی لباس وہان حضرت شاہ عبد اللطیف قلندر نبیرہ حضرت غوث العالمین
شاہ الہدیہ احمد قلندر تک رہا البتہ حضرت حجۃ العارفین شاہ عبد الرحمن قلندر
ثانی خلف اکبر حضرت غوث العالمین نے اپنے لباس مین تغیر یہ کر دیا کہ کبھی
قمیص بلا آستین یعنی کفنی یا الفی پہنی اور کبھی قمیص فراخ آستین مگر دستار انکی بھی ہمیشہ
سفید رہی۔ اور حضرت رئیس العارفین شاہ فتح قلندر اکثر ازار اور کبھی پائجامہ
پہنتے تھے اور دلق قلندری یعنی کفنی کمر سے اوپر اور چوگوشیہ کھڑی ٹوپی زیب
سر فرماتے تھے اور حضرت کلید عرفان شاہ باسط علی قلندر الہ آبادی کا لباس
بھی ابتداء مین اپنے پیر و مرشد کیطرح جامہ ونیمہ و دستار تھا مگر پھر انھون نے
وہ لباس ترک کر دیا اور قمیص قادری پہننے لگے جسکا قصہ فصول مسعودیہ
واصول المقصود مین ہے اور یہ تغیر و تبدل انکے لباس مین دسوین محرم سنہ
گیارہ سو چونسٹھ ہجری سے ہوا جب سے انھون نے سفید کرتہ اور دو پلڑی
گیروی ٹوپی اور گیروا دوپٹہ اختیار فرمایا اور اپنے خلفا و مریدین کو بھی ایسا ہی
لباس عطا فرمانے لگے اوسوقت سے اب تک یہی لباس رہا اور یہ گیروا رنگ
بھی اونھین کے زبان برکت نشان سے جاری ہوا اس سے پہلے اس رنگ کا
لباس اس سلسلہ عالیہ مین کسی نے نہین پہنا بعد انکے حضرت قطب الوقت

شاہ مسعود علی قلندر کا بھی یہی لباس رہا لیکن ان دونوں حضرات کے لباس
مین فرق یہ تھا کہ حضرت قطب الوقت کا کرتہ فراخ آستین ہوتا تھا اور حضرت کلید
عرفان کا کرتہ کوتاہ آستین جیسا کہ ان خرقہاے شریفہ سے جو حضرت کلید عرفان نے
حضرت عارف باللہ شاہ محمد کاظم قلندر کو اور حضرت قطب الوقت نے حضرت
غوث ملت شاہ تراب علی قلندر کو عطا فرمائی معلوم ہوتا ہے اور حضرات بزرگان
خاندان کاظمیہ باسطیہ کے لباس مین دونون طرح کا کرتہ رہا یعنی فراخ آستین بھی
اور کوتاہ آستین بھی حضرت عارف باللہ قمیص کوتاہ آستین پہنتے تھے اور حضرت
غوث ملت فراخ آستین اسی طرح حضرت قطب الافراد شاہ حیدر علی قلندر خلف
اکبر و خلیفہ جانشین حضرت غوث ملت قمیص کوتاہ آستین اور حضرت مقتداے جہان
شاہ تقی علی قلندر خلف اصغر حضرت غوث ملت فراخ آستین پہنتے تھے موافق اس
ارشاد حضرت غوث ملت کے کہ خود خرقہ بطور یکہ قمیص شیخنا شاہ مسعود علی قلندر قدس سرہ
بمن عنایت کردہ اند پوشند و برادر کلان بطور حضرت والدم قدس سرہ مختار خود کنند پھر بعد
وصال حضرت قطب الافراد جب حضرت مقتداے جہان نے حضرت فخر الکاملین
شاہ علی اکبر قلندر کو حسب وصیت حضرت قطب الافراد خرقہ پہنایا تو قمیص کوتاہ
آستین یعنی خرقہ حضرت قطب الافراد و حضرت عارف باللہ پہنایا اور حضرت
قطب الاقطاب حافظ شاہ علی انور قلندر خلف حضرت فخر الکاملین کو اپنا لباس عطا
فرمایا یعنی قمیص فراخ آستین چنانچہ حضرت فخر الکاملین مثل حضرت قطب الافراد و حضرت
عارف باللہ و حضرت کلید عرفان قمیص کوتاہ آستین پہنتے تھے اور حضرت قطب الاقطاب
مثل حضرت مقتداے جہان و حضرت غوث ملت و حضرت قطب الوقت قمیص

فراخ آستین پہنتے تھے اگرچہ حسب وصیت و اجازت حضرت قطب الافراد و حضرت
فخر الکاملین آپ دونون طرح کی قمیص پہننے و پہنانے کے مجاز تھے۔ اور سجادہ نشین
درگاہ حضرت سید العرفا کا لباس بھی اسوقت اسی خاندان کا عطیہ ہے جو حضرت
شاہ رکن الدین قلندر لاہرپوری کو حضرت مقتدائے جہان سے حاصل ہوا تھا
نیز جانشین حال یعنے حضرت شاہ ولایت احمد صاحب کو حضرت قطب الاقطاب
سے ملا جو قمیص فراخ آستین موافق وضع حضرت مقتدائے جہان ہے بالجملہ اس
خاندان کا لباس موافق وضع مرشدان عظام و طریقۂ نبویہ صلعم رہا اور یہی حضرت
رسالت مآب صلعم بھی سفید کپڑے کو بہت پسند فرماتے تھے[1] حضرت شیخ ابوالحسن
خرقانی نے اپنے رسالہ مین لکھا ہے کہ حق تعالیٰ سفید پوشان را دوست میدارد ہمین
پسندیدہ حضرت نبوی صلعم نیز ہست۔ اور قمیص پہننا مسنون ہے مشکوٰۃ شریف مین
The clothing which the Huzoor liked was shirt
بروایت حضرت ام سلمہ موجود ہے کہ کان احب الثیاب الی رسول اللہ صلعم القمیص
اور یہ قمیص قادری اسلیے کہی جاتی ہے کہ حضرت غوث پاک ایسی ہی پہنا کرتے تھے
جنمین چاک نہین ہوتا تھا اسی طرح دو ٹوپی بھی جسکو لاطیہ کہتے ہین آنحضرت
صلعم نے پہنی ہے اور ناشزہ یعنی اونچی ٹوپی بھی پہنی ہے مگر بہ نسبت لاطیہ کے کم
اسی طرح گیروی رنگ کے لباس کا (جیسا کہ اس خاندان عالیہ قلندریہ باسطیہ
کاظمیہ مین معمول ہے) ثبوت بھی صحابۂ کرام سے پایا جاتا ہے شمائل ترمذی
باب ماجاء فی عیش النبی صلعم مین ہے کہ ہم سے حدیث بیان کی قتیبہ ابن
سعید نے اور اُن سے حماد بن زید نے اور اُن سے ایوب سجستانی نے اور اُن سے

[1] رسول اللہ صلعم کو کپڑوں مین قمیص زیادہ پسند تھی ۱۲

محمد بن سیرین نے کہ ہم حضرت ابی ہریرہ کے پاس بیٹھے ہوے تھے اور وہ جامہ[1] ممشق پہنے ہوے تھے الی آخر الحدیث شیخ ابن حجر مکی تفسیر مشقان مین لکھتے ہین کہ ای مصبوغان المشق جبالکسر وھو المغرۃ وقیل الطین الاحمر اور شیخ سلام اللہ محدث اپنی شرح فارسی مین لکھتے ہین کہ بود برابی ہریرہ دو جامہ رنگ شدہ بمشق یعنی گل سرخ و در اثر جواز پوشیدن جامہ است کہ رنگین باشد بگل سرخ و جماعتے از صحابہ آنرا پوشیدہ اند۔ اور موطا امام مالک مین نافع مولی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر گیروسے رنگا ہوا کپڑا پہنتے تھے اور ایسے ہی طلحہ ابن عبید اللہ سے بھی گیروا کپڑا پہننا مروی ہے انتہی بقدر الضرورت۔

وفات حضرت شیخ المشایخ شاہ محمد قطب قلندر کی نوین ماہ ذی قعدہ سنہ نو سو تیس ہجری مین ہوئی مزید حالات باوجود تلاش دستیاب نہو سکے مزار شریف آپ کا حضرت قطب صاحب کے پائین ہے آپ کے جانشین حضرت شیخ الاسلام شاہ عبدالسلام قلندر عرف شاہ علن جونپوری آپکے صاحبزادہ ہوے باقی آپکے اوخلفا و مریدین کے نام معلوم نہین ہوے عمر شریف آپ کی نوے سال کی ہوئی۔

[1] مشق سے رنگے ہوے یعنے گیرو سے اور بعضون کے نزدیک سرخ مٹی سے ۱۲

Mish is a cloth dued in a light chocolate & sometime it was dued in red earth

نفحۂ ششم

ذکر حضرت شیخ الاسلام بندگی شاہ عبد السلام قلندر جونپوری

آپ مرید و خلیفہ و جانشین اپنے پدر بزرگوار حضرت شیخ محمد قطب قلندر کے تھے آپ ہی کے نام نامی سے اونھون نے موضع علن پور جونپور مین آباد کیا۔

ولادت باسعادت آپ کی سنہ آٹھ سو اکسٹھ ہجری مین ہوئی۔ تربیت و تعلیم و اجازت و خلافت سلاسل قلندریہ و قادریہ و چشتیہ و طیفوریہ و سہروردیہ فردوسیہ کی آپ کو اپنے والد بزرگوار سے تھی نیز آپ کو اجازت و خلافت اپنے جد بزرگوار حضرت شاہ قطب الدین بینا دل قلندر سے بھی تھی مراد المریدین مین ہے کہ بعض صاحبون کے شجرہ مین حضرت شیخ محمد قطب قلندر کا نام نامی نہین ہے یہ غالباً اسوجہ سے ہے کہ آپ نے اپنے جد بزرگوار کا بھی زمانہ پایا ہے کیونکہ جب حضرت قطب صاحب کی وفات سنہ ۹۲۵ھ مین ہوئی تو اوسوقت آپ کا سن چونسٹھ سال کا تھا پس آپ کا اپنے جد بزرگوار سے بھی خلافت پانا ثابت ہوتا ہے۔

اور اجازت سلسلہ سہروردیہ کی آپ کو حضرت شیخ اڈھن بن شیخ بہاء الدین ظفرآبادی سے بھی تھی آپ مشاہیر دانشمندان روزگار و مرتاض علمائے جونپور مین شمار کیے جاتے تھے کہا جاتا ہے کہ شرح مختصر الوقایہ آپ کی تصنیفات سے مشہور ہے مگر کہین اس کتاب کا پتہ نہین چلتا واللہ اعلم کہانتک صحیح ہے

نقل ہے کہ جب حضرت مخدوم شیخ اڈھن جونپوری نے انتقال کیا تو اُنکے عرس کے روز آپ تشریف لے گئے اور فرمایا کہ مخدوم زادہ یعنی شیخ قطب الدین بن حضرت شیخ اڈہن کا حال دریافت کرنا چاہیے جب شیخ قطب الدین کو سماع مین وجد ہوا تو آپ نے فرمایا کہ الحمدللہ مخدوم کی روح مخدوم زادہ پر متوجہ ہے مینے دیکھا کہ جب روح مخدوم قبر سے نکلکر دہن مخدوم زادہ مین آئی اُسوقت مخدوم زادہ کو وجد ہوا نقل ہے کہ حضرت شیخ محمد غوث گوالیاری آپ کی خدمت مین جونپور حاضر ہوے اور عرض کیا کہ مینے متعدد چلے شیر شاہ سوری کی ہلاکی کے واسطے کھینچے اُسکے لشکر پر تو اثر ہوا مگر خود بادشاہ پر کچھ اثر نہوا آپنے فرمایا کہ جب تمکو وقت کا علم ہی نہین تھا تو کیون تکلیف کی پھر فرمایا کہ فلان وقت اُسکی موت ہوگی چنانچہ ویسا ہی ہوا نقل ہے کہ ایکبار چند فقرا آپ کے مہمان ہوے آپ نے گھر مین تشریف یجاکر فرمایا کہ مہمان آئے ہین ذرا کھانا عمدہ پکنا چاہیے گھر مین سب نے کہا کہ اور تو کچھ ہے نہین صرف پانچ سیر جو کا آٹا اور دو سیر ارہر کی دال ہے یہی پکا کر مہمانون کو کھلا دیا جائے آپ نے فرمایا کہ گرم پانی مین جو کے آٹے کی گولیان ہاتھ سے بنا کر پکاؤ آخر اوسی طور سے پکایا گیا آپ نے مہمانون سے فرمایا کہ آج میرے گھر مین ایسا لذیذ کھانا پکا ہے کہ ویسا تم نے کبھی نہ کھایا ہوگا جب وہ تیار ہو کر مہمانون کے سامنے لایا گیا تو جو شخص جس کھانے کی لذت دلمین خیال کر کے اوسکو کھاتا تھا ویسی ہی لذت پاتا تھا سب نے نہایت متعجب ہو کر کہا کہ واقعی ہمنے ایسا کھانا کبھی نہین کھایا تھا۔

حضرت بی بی اتقیا دختر حضرت شاہ داؤد سرمست قلندر خلیفہ و داماد حضرت

قطب صاحب آپ کے نکاح مین تھین یہ بی بی اپنے وقت کی ولیہ و رابعہ زمانہ تھین اپنے انتقال کے وقت انھون نے مکرر آپ سے عقد ثانی کی وصیت کی آپ نے بوجہ اپنے معمر ہونیکے انکار فرمایا اور کہا کہ ایسے وقت مین خدا کی یاد کرنا چاہیے پھر اُنھون نے فرمایا کہ مراقبہ کرکے اپنے لڑکے عبدالقدوس کو دیکھو آپ نے مراقبہ مین ایک صاحبزادہ کو اُنکے سرہانے بیٹھا پایا تب بعد اونکی وفات کے آپ نے ایک سید ساکن جوگیاپور (جو جونپور و علن پور کے درمیان مین ہے) کے لڑکی سے شادی کی جن سے حضرت شاہ عبدالقدوس قلندر پیدا ہوئے بحر زخار مین ہے کہ جب آپ نے اپنی شادی کا پیغام اُن لوگون کے یہان دیا تو اونھون نے اپنی دولتمندی اور آپ کے فقر و فاقہ کے لحاظ سے انکار کیا جب آپ کو معلوم ہوا تو فرمایا کہ جب انیرے ہوئی ہین تب دے ہین یعنے جب لاوارث ہوجائینگے تب دینگے چنانچہ دو ہی سال مین انکا سب خاندان تباہ ہوگیا تب چند بیواؤن نے جو اوس لڑکی کی وارث تھین اونکی شادی آپ کے ساتھ کردی جنسے شہباز بلند پرواز صحرائے حقیقت حضرت شیخ عبدالقدوس قلندر پیدا ہوے۔

وفات آپ کی پندرہ ذیقعدہ روز دوشنبہ سنہ نوسو چہتر ہجری مین ہوئی مزار شریف آپ کا اپنے والد بزرگوار حضرت شیخ محمد قطب قلندر کے مزار کے برابر بطرف مغرب ہے عمر شریف آپ کی ایکسو پندرہ سال کی ہوئی۔

آپ کے خلفا علاوہ صاحبزادۂ والاقدر کے اور بھی بڑے بڑے حضرات صاحب سلسلہ ہوے جنکے اسماء مبارک یہ ہین حضرت شیخ عبدالقدوس چشتی صابری گنگوہی

حضرت شیخ عبدالرزاق بن مخدوم بہاءالحق خاصہ خدا امیٹھوی حضرت شیخ محمود قلندر لکھنوی۔ حضرت سلطان محمود جونپوری عبدماوزی ملا محمود صاحب شمس بازغہ حضرت قطب جہان امام عبدالرحمن جانباز قلندر لاہرپوری حضرت شاہ انیال متوفی اونیس جمادی الآخر جنکی قبر بنارس مین قلعۂ کہنہ سے مغرب طرف ہے۔

ذکر حضرت شیخ عبدالقدوس قلندر گنگوہی

خلیفہ حضرت شیخ الاسلام۔ ابن شیخ اسماعیل بن شیخ صفی الدین حنفی۔ ولادت باسعادت آپ کی سنہ آٹھ سو ساٹھ ہجری مین ہوئی آپکے دادا حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی کے مرید تھے اور قیام اونکا ردولی مین تھا جب آپ ذرا ہوشدار ہوے تو آپ کو جاروب کشی مزار حضرت مخدوم عبدالحق ردولوی کا شوق ہوا ایک روز کتاب کافیہ ہاتھ مین لیے روضہ کے اندر گئے وہان حق حق کی آواز سنائی دی آپ بیہوش ہوگئے اور زیارت روحانیت حضرت مخدوم سے مشرف ہوے حکم ہوا کہ مطالعہ علم ظاہری حجاب اکبر ہے اصل کار مین مشغول ہو اوس روز سے لکھنا پڑھنا چھوڑ کر امور باطنی مین مشغول ہوے تمام رات عبادت مین بسر کرتے تھے اگر کبھی نیند آجاتی تھی تو حضرت مخدوم جگادیتے تھے لطائف قدسی سے نقل ہے کہ جب آپ نے پڑھنا چھوڑا تو آپ کے والد نے آپکے مامون قاضی دانیال سے کہا کہ بھانجے کی خبر لو اوسنے پڑھنا بالکل چھوڑ دیا اونھون نے بلا کر بہت تاکید کی اوسی اثناء مین ایک میراثن دائرہ لیے گاتی نکلی آپ کو وجد ہوا اونھون نے یہ دیکھکر آپ کے والدین سے کہا کہ کچھ اندیشہ نہ کرو یہ نیک ہوگا اسکو معلم ایسا

چاہیے جو علم باطن سکھلائے اوسوقت مین مخدوم شیخ خواجگی خلیفہ شیخ سدھا خلیفہ
شیخ شمس الدین خلیفہ حضرت سید اشرف جہانگیر ساڈھوری مین مقیم تھے آپ
اُنکے پاس گئے اور عرض کیا کہ مین نے علم ظاہر نہین پڑھا ہے اُنھون نے کہا کہ
شغل باطن کرو جب علم اصول آگیا فروعات کیا چیز ہے لطائف قدسی سے نقل
ہے کہ آپ کے مجاہدہ وریاضت کی نوبت یہانتک پہونچی تھی کہ کھانا پینا
بالکل چھوٹ گیا تھا اور آتش روحانی ایسی شعلہ زن تھی کہ سانس کے ساتھ
کباب کی بو آتی تھی اور کبھی عود وعنبر کی اور سر وکاکل سے دھوان نکلتا معلوم
ہوتا تھا جب آپ کے پیر حضرت شیخ محمد بن شیخ عارف بن شیخ عبدالحق ردولوی
کو معلوم ہوا تو فرمایا کہ یہ آتش عشق ومجاہدہ مین جل چکا ہے اسکے سر پر باسی پانی
روز ڈالا جائے اور کثرت درود شریف کا حکم دیا تاکہ ترویح قلب ہو آپکو بیعت
اگرچہ حضرت شیخ محمد سے تھی مگر زیادہ فیض آپ کو حضرت مخدوم کی روحانیت سے
ہوا۔ آپ کو بہت سے سلسلون کی متعدد بزرگان دین سے اجازت تھی۔ چنانچہ
چشتیہ صابریہ کی اپنے پیر سے تھی اور چشتیہ نظامیہ ونقشبندیہ وسہروردیہ ومدایہ
وقادریہ کی حضرت شیخ درویش محمد ابن قاسم اودھی سے نیز سلسلہ قادریہ کی اجازت
حضرت سید ابراہیم حسینی سے بھی تھی۔ آپ کی ذات سے ہندوستان مین
سلسلہ چشتیہ صابریہ کی خوب اشاعت ہوئی۔ مشرب آپ کا قلندریہ تھا اور علاوہ
اسکے اس سلسلہ عالیہ کی اجازت بھی آپ کو حضرت شیخ الاسلام شاہ عبدالسلام
قلندر جونپوری سے تھی سالہا سال آپ حضرت شاہ حسین قلندر سرہرپوری
خلیفہ حضرت غوث الدہر کی خدمت مین بھی رہے اور اس مشرب عالیہ کے

علوم و معارف حاصل کیلکیے جیسا کہ آپ کے مکاتیب مین مذکور ہے۔ نوروز
بعارضۂ تپ و لرزہ آپ نے علیل رہ کر بروز سہ شنبہ وقت نماز چاشت تئیس
ماہ جمادی الآخر ۹۴۵ھ مین وفات پائی مزار آپ کا گنگوہ مین ہے عمر آپ کی
چوراسی سال کی ہوئی آپ کے سات صاحبزادے تھے سب عالم و عارف
ہوے حضرت شیخ حمید و بندگی شیخ رکن الدین صاحب لطائف قدسی و بندگی
شیخ عبد الکبیر بالا پیر و شیخ احمد قطب وغیرہ آپ کی تصانیف سے انوار العیون
و مکتوبات وغیرہ ہین۔ آپ کے خلفا یہ حضرات ہوے حضرت شیخ جلال تھانیسری
شیخ عبد الغفور اعظم پوری۔ شیخ عبد الاحد والد حضرت احمد مجدد الف ثانی سرہندی
میر سید رفیع الدین اکبر آبادی۔ شیخ عبد الرحمن۔ شیخ عبد النبی۔ شیخ بہاء الدین
شیخ عبد الستار سہارنپوری شیخ بھولا نوربافت سہارنپوری۔ شیخ بھبورہ۔ آپ سے
سلسلہ قلندریہ بھی جاری ہوا اسکی اجازت آپ سے آپ کے صاحبزادہ حضرت
شیخ رکن الدین کو ملی اور ون سے حضرت شیخ عبد الاحد سرہندی کو اور اُن سے
حضرت شیخ مجدد الف ثانی سرہندی کو اور اوسے حضرت خواجہ محمد معصوم کو اور اُن
سے حضرت شیخ سیف الدین کو اور اُن سے حضرت سید نور محمد بدایونی کو اور اُن
سے حضرت میرزا مظہر جانجانان کو اور اُن سے حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچی کو اور
اُن سے شاہ مراد اللہ کو اور اُن سے مولوی ابو الحسن کو اور اُن سے گلزار شاہ کو و
اون سے شاہ عباد اللہ کو اور اُن سے شاہ عبد اللہ گورکھپوری کو اور اُن سے
شاہ عبد الرزاق گورکھپوری کو۔ مفصل حالات آپ کے اقتباس الانوار وغیرہ
مین دیکھنا چاہیے۔

ذکر حضرت شیخ عبدالرزاق امیٹھوی

خلیفہ حضرت شیخ الاسلام جونپوری۔ وخلف دوئمی حضرت مخدوم بہاء الحق خاص خدا بیعت واجازت وخلافت آپ کو حضرت بندگی نظام الدین امیٹھوی اور اپنے والد بزرگوار سے تھی حضرت ملا احمد المعروف بہ ملا جیون نے اپنے نسب نامہ مین لکھا ہے کہ جب حضرت مخدوم کا وقت وصال قریب ہوا تو حاضرین مجلس نے باخود مشورہ کیا کہ نعمت فقر اس خاندان سے جاتی ہے لہذا حضرت مخدوم سے عرض کرنا چاہیے کہ اپنے دونون صاحبزادون مین سے کسی ایک کو اپنا جانشین فرمادین چنانچہ عرض کیا کہ حضور میان شیخ محمد کے لیے کیا فرماتے ہین اونھون نے فرمایا کہ کون شیخ محمد۔ کیا شیخ محمد ابن خواجگی کو پوچھتے ہو مینے اُسکو خلافت دی کہا گیا کہ اُنکے لیے نہین بلکہ حضور کے بڑے صاحبزادہ کے بابتہ عرض ہے چونکہ وہ اون سے ناخوش تھے اسلیے خاموش رہے پھر عرض کیا گیا کہ میان شیخ عبدالرزاق کے لیے حضور کیا فرماتے ہین اُنھون نے نہایت خوش ہوکر آپ کو بلایا اور سر سے پگڑی اُتار کر آپ کے سر پر رکھدی اور خرقہ بھی پہنایا اور تسبیح ومصلا دیکر فرمایا کہ جاؤ اس خرقہ کو اُتار رکھو چھوڑ دو جب تحصیل علوم سے فارغ ہونا تب پہن لینا اور یہ بھی وعدہ فرمایا کہ جب تحصیل علوم سے فارغ ہو جاؤ تب مین تمکو خواب مین اشغال واذکار وغیرہ کی تعلیم دیا کرون گا اُسوقت آپ خورد سال تھے جب بعد وفات حضرت مخدوم آپ تحصیل علوم سے فارغ ہوئے تو اُنھون نے حسب وعدہ خواب مین آپ کو تعلیم وتلقین کی آپ نے بتیس سال

حضرت بندگی نظام الدین علیہ الرحمہ کی خدمت کی اور فیوض و برکات حاصل کیے آپ کو اجازت و خلافت سلسلۂ عالیہ قلندریہ کی حضرت شیخ الاسلام شاہ عبد السلام قلندر جونپوری سے تھی آپ حضرت شیخ الاسلام کی زیارت سے اُسوقت سے مشرف ہوے جبکہ اُنکی عمر شریف قریب ایکسو پندرہ سال کے تھی صرف تین شبانہ روز آپ کو اُنکی خدمت مین حاضر رہنے کا اتفاق ہوا۔ آپ علاوہ حضرات ماسبق سے فیضیاب ہونیکے حضرت میر سید علی قوام شاہ عاشقان سرائے میری سے بھی فیضیاب تھے وفات آپ کی اٹھائیس ذیقعدہ سنہ ایکہزار ہجری مین ہوئی۔ مزار قصبۂ امیٹھی ضلع لکھنؤ اپنے والد بزرگوار کے مقبرہ کے جوار مین ہے۔ آپ کے جانشین حضرت شیخ عبید اللہ خلف سوئمی آنحضرت ہوے اور اُنکے جانشین حضرت شیخ ابو سعید والد ماجد حضرت ملا جیون مُصنّف نور الانوار وتفسیر احمدی ہوے۔ آپ کے خلفا یہ حضرات ہوے۔ حضرت شیخ عبید اللہ خلف وجانشین آنحضرت۔ حضرت شیخ بندگی جعفر ثانی بن حضرت بندگی نظام الدین عثمانی۔ حضرت قاضی حسین سترکھی حضرت قاضی احمد سترکھی حضرت شیخ محمود

ذکر حضرت شیخ محمود قلندر لکھنوی

خلیفہ حضرت شیخ الاسلام جونپوری۔ آپ نسبًا سید ہین سید ابو العباس آپ کے جد بزرگوار عربستان سے آکر حمص مین رہے آپ کے والد بزرگوار حضرت بندگی سعد اللہ حمص سے ہند مین آئے اور کچھ دنون اجمیر شریف مین رہ کر پھر حمص واپس گئے اور وہین وفات پائی آپ اُنکے بعد مع اپنے دو صاحبزادون

حاجی محمد ابراہیم و حضرت شاہ محمد کے حمص سے جیلان گئے او حضرت سید یحیے
بن علی جیلانی صاحب سجادہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی سے سلسلۂ قادریہ مین
بیعت کے بعد اجازت و خلافت پانیکے اُنکے حکم سے معہ دونون صاحبزادون کے
ہندوستان کی سیر کرتے ہوے لکھنؤ آئے اور شہر کے کنارے ٹھہرے حضرت
حاجی سید ابراہیم کو تو آپنے اجازت زیارت مکہ معظمہ و مدینہ منورہ دیکر رخصت کیا
اور حضرت شیخ محمد کو اپنے ساتھ رکھا صاحب منتخب التواریخ لکھتے ہین کہ مین
محمد حسین خان کے ہمراہ حضرت شیخ کی خدمت مین حاضر ہوا آپ گوشہ نشین تھے
کوئی خدمت مین حاضر ہونے نہین پاتا تھا چند اسماء اللہ کی اجازت آپ کو
شیخ پھول برادر حضرت شیخ محمد غوث گوالیاری سے تھی اُنکی دعوت کی وجہ سے
تیس سال سے آپنے بجز دودہ کے کچھ نوش نہین فرمایا تھا انتہے حضرت سید العرفا
شاہ مجا قلندر لاہرپوری نے حجۃ العارفین مین لکھاہے کہ حضرت شیخ محمود قلندر
معارف مین بہت عظیم الشان تھے ابتداء حال مین آپنے بہت ریاضات
شاقہ کیے اور حضرت قطب جہان کی خدمت مین حاضر ہو کر خلافت پائی پھر حضرت
قطب جہان نے آپ کو حضرت شیخ الاسلام شاہ عبد السلام قلندر کی خدمت
مین بھیجا حضرت نے تعلیم و تلقین کر کے خلافت دیکر آپ کو قلندر کا لقب عطا
فرمایا نسب نامہ حضرت سید العرفا مین بروایۂ حجۃ العارفین مصنفہ سید العرفا
منقول ہے کہ آپنے حسب ارشاد حضرت قطب جہان ملک چاند بہڑا ایچی
خلیفہ حضرت قطب جہان (جو سید علوی تھے) کے صاحبزادی سے نکاح کیا
جب کوئی اولاد نہ ہوئی تو حسب خواہش اپنی بیوی کے حضرت قطب جہان

سے اونکے ایک صاحبزادے کو مانگا اونھون نے اپنے صاحبزادے شیخ رفیع الدین کو آپکے سپرد کیا جنھون نے بعمر اٹھارہ سال کے لکھنو مین وفات پائی اور بنگالی باغ مین دفن ہوے حقیقت شناسی مین آپ سر برآوردہ اولیاے زمانہ تھے مشائخ وقت آپ کی صحبت کو تریاق اکبر سمجھتے تھے اور آپ کی خدمت مین حاضر رہکر فوائد حاصل کیا کرتے تھے حضرت شیخ بندگی نظام الدین امیٹھوی سالہا سال آپ کی خدمت بابرکت مین رہے آپ کے وصال کے بعد بھی اکثر طبقہ کے بزرگان دین مثل شاہ عبدالرحمن دہنیٹی وشاہ عبدالجلیل لکھنوی وحضرت شاہ پیر محمد لکھنوی وحضرت شاہ غلام نقشبند قدوائی وغیرہم آپکے مزار شریف کے مدتون مجاور رہے اور فیوض حاصل کیا کیے ایک روز آپ استغراق مین تھے کہ یکبارگی سخت آندھی آئی پانی برسا اور سب آپ پر سے گذر گیا مگر آپ کو بالکل خبر نہوئی۔ وفات آپ کی اکیس شعبان سنہ نوسو چھیاسی ہجری مین بعمر سو سال کی ہوئی مزار آپ کا لکھنو بنگالی باغ مین ہے جو اراضی کہجوہ متعلقات لکھنو مین شامل اور عیش باغ کے قریب ہے بعد آپ کے حضرت شاہ محمد آپکے صاحبزادہ جانشین ہوے یہ اپنے والد کے نہایت مقبول ومحبوب تھے کسی تقریب سے دہلی تشریف لے گئے اور وہین وفات پائی بعد اُنکے حضرت شیخ عبدالصمد بن شاہ محمد سجادہ نشین ہوے پھر اُنکے صاحبزادہ جانشین ہوے اُنکے بعد حضرت شیخ عبدالحکیم اُنکے صاحبزادہ جانشین ہوے انھون نے بکثرت ریاضات ومجاہدات کرکے داد فقر دی۔ اُنکے صاحبزادہ حضرت شیخ بہاء الدین نے ابتداے دنیا اختیار کی تمام عمر نہایت دولت وثروت

مین گذری مگر اسقدر احسانات یگانہ وبیگانہ کے ساتھ کیے جس سے دور دور
انکی سخاوت کا شہرہ ہوگیا اور بعد حضرت شیخ کے لقب قلندر انھین کے نام کے
ساتھ مشہور ہوا جب انکا وقت انتقال پہونچا تو قوالون کو بلایا اور اُنسے حافظ
کی اس غزل کی فرمائش کی ؎

دل سراپردہٗ محبتِ اوست		دیدہ آئینہ دارِ طلعتِ اوست	

جب یہ غزل گائی گئی تو سر سے پیر تک چادر اوڑھ لی اور وفات فرمائی انکی
سخاوت کا ایک ادنیٰ کرشمہ یہ تھا کہ جو لوگ انکی عطیات قبول نہین کرتے
تھے تو اُن سے قمار کھیل کر قصدًا ہار جاتے تھے اور باین ہمہ ایک لحظہ بھی یاد
حق سے غافل نہین رہتے تھے انھین کے پوتے مولوی وجیہہ الدین اشرف
مُصنف کتاب بحر زخار تھے۔

ذکر حضرت سلطان محمود جونپوری

خلیفہ حضرت شیخ الاسلام۔ آپ شیخ عثمانی ہین آپ کے والد شیخ حمزہ مفتی دیار
دماوند مازندران سے ہندوستان آے اور قصبہ ردولی مین قیام کیا اور وہین
آپ سنہ نوسو ستائیس مین پیدا ہوے جب سن شعور کو پہونچے تو اپنے برادر بزرگ
حضرت ملا محمد افضل کے ساتھ جونپور تشریف لے گئے اور محلہ سپاہ مین قیام کیا اور
اونھین سے علوم ظاہری کی تحصیل کی آپ طبیعتًا فقر آشنا و حق پرست تھے۔
بیعت آپ کو اپنے خسر حضرت مبارک خیر محمدی سے تھی اور اجازت وخلافت
حضرت شاہ اڈھن بن مخدوم بہاء الدین شطاری جونپوری و حضرت میر سید

علی قوام شاہ عاشقان سراے میری و حضرت شیخ الاسلام شاہ عبدالسلام عرف
شاہ علن قلندر جونپوری سے تھی مرجوعۂ خلایق آپکی طرف متوجہ ہوا اور بہت سے
خوارق عادات و کرامات صادر ہوے آپ سے سلسلہ شطاریہ کی اجازت
امیر سید شمس الدین محمد آبادی کو تھی۔ عمر آپ کی ستر برس کی ہوئی وفات پندرہ
شعبان سنہ نوسو ستانوے ہجری مین ہوئی قبر چاچک پور محلہ جونپور مین ہے۔

ذکر حضرت قطب جہان شیخ کمال الدین امام عبدالرحمن جانباز قلندر لاہرپوری

خلف حضرت شیخ علاء الدین احمد چرمینہ پوش دانشمند سہروردی صاحب ولایت لاہرپور
سلسلہ نسب آبائی آپ کا سات واسطون سے حضرت سلطان التارکین مولانا
سلیمان مستنجدی بغدادی خلیفہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہٗ
کو اور ستائیس واسطون سے حضرت خیر الناس عبداللہ ابن عباس تک پہونچتا ہے
اور سلسلہ نسب مادری حضرت امام عالی مقام سیدنا زین العابدین علیہ السلام
پر منتہی ہوتا ہے آپ کے جد اعلی حضرت سلطان التارکین مولانا امیر سلیمان
ابن امیر عبداللہ بن مستنجد باللہ (خلیفہ بغداد) بعد خرابی سلطنت بغداد حسب
ارشاد روحانیت حضرت امام علی موسی رضا علیہ السلام متوجہ ہندوستان ہوے
جب دہلی کے قریب پہونچے تو سلطان شمس الدین التمش آپ کا استقبال کرکے
آپ کو اپنے یہان لے گیا اور مہمان رکھا اور آپ سے دہلی مین قیام کیواسطے

عرض کیا آپ نے فرمایا کہ جیسا غیب سے حکم ہوگا کیا جاویگا ایک روز حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وحضرت شیخ جلال تبریزی آپ سے ملنے آئے تھوڑی دیر کے بعد خواجہ صاحب نے فرمایا کہ آپ کی جگہ قصبۂ کنتور مقرر ہوئی ہے چنانچہ آپ کنتور چلے آئے بعد چند پشت کے حضرت شیخ نصیر الدین عطاء اللہ نے جنکے عقد مین حضرت مخدوم شیخ حسام الدین فتحپوری کی صاحبزادی تھین فتحپور مین اقامت کی پھر اُنکے صاحبزادے حضرت شیخ علاء الدین چرمینہ پوش نے حسب الحکم حضرت مخدوم شاہ مینا لکھنوی لاہرپور مین قیام کیا۔

ولادت آپ کی سن آٹھ سو اسٹھ ہجری مین ہوئی آپ نے تعلیم علوم ظاہری وباطنی معہ اجازت وخلافت سلسلہ سہروردیہ کی اپنے والد بزرگوار سے پائی اور چودہ برس کی عمر مین بحر العلوم ہوگئے بینتیس سال تک اُنکی حیات مین درس دیا اور منصب افتا جاری کیا اُنھون نے اپنے آخر زمانہ حیات مین کل امور ارشاد وہدایت آپ کے سپرد کر دیے تھے آپ کا سلسلہ ارادت واجازت خانوادہ خانقاہی یعنی سلسلۂ سہروردیہ سات واسطون سے حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کو پہونچتا ہے آپ بعد وفات اپنے والد بزرگوار کے پچاس سال کی عمر مین بزمانہ سلطان سکندر لودی دہلی تشریف لے گئے اور تبرکا دو ایک کتابین ملا الہداد مصنف بدیع المیزان سے پڑھین (جو عبد اللہ یزدی کے شاگرد اور وہ ملا جلال الدین دوانی کے اور وہ میر سید شریف جرجانی کے اور وہ علامہ قطب الدین رازی کے شاگرد تھے) پھر اُنھون نے کہا کہ اب تمکو زائد پڑھنے کی ضرورت نہین اب تم خود پڑھاؤ آپ نے بارہ سال وہان درس دیا

آپکے فضل وکمال کا شہرہ سنکر سلطان سکندر لودی نے آپ کو اپنی مصاحبت مین لے لیا ایک مدت تک آپ اوسکی مصاحبت مین رہے پھر لاہرپور چلے گئے جب دہلی مین بابر کا تسلط ہوا اور اُسکے بعد ہمایون اُسکا بیٹا بادشاہ ہوا تو اُس نے آپ کو بلا کر اپنا مصاحب کر لیا ہمایون آپ ہی کی اقتدا مین نماز پڑھتا تھا آپ اُسی وقت سے ملقب بہ امام عبدالرحمن دانشمند ہوے پھر جب بہ تمنائے قدمبوسی والدۂ ماجدہ عازم وطن ہوے تو ہمایون نے سند اقطاعی لاہرپور معہ پروانہ معافی چند دیہات مصارف طلبہ وفقرا کے لیے آپ کی مدد کی اور بعزت رخصت کیا جب آپ باجاہ وحشم اپنے وطن پہونچے اور والدہ ماجدہ کی قدمبوسی کو حاضر ہوے اُسوقت اُنکی عمر ایکسو دس سال کی تھی وہ بھی ولیہ عارفہ تھین وہ اُسوقت مصلے پر مستغرق بیٹھی تھین آپ دیر تک کھڑے رہے جب وہ متوجہ نہوئین تو آپنے غمگین ہو کر عرض کیا کہ اتنی دیر سے قدمبوسی کو حاضر ہون اور آپ متوجہ نہین ہوتین اُسوقت اُنھون نے مراقبہ سے سر اٹھا کر آپ کو دیکھا اور ٹھنڈی سانس لیکر فرمایا کہ تمھارے باپ دادا کا تو اور ہی علم میراث تھا اور وہ اس جاہ وحشم ظاہری کو بالکل ہیچ وپوچ سمجھتے تھے اور افسوس تم ان مراتب ادنی کو اس وقعت سے دیکھتے ہو اگر اپنے بزرگون کا قائم مقام ہونا چاہتے ہو تو سب چھوڑ کر خدا کے طالب بنو آپ نے عرض کیا کہ پھر جیسا فرمائیے اُنھون نے کہا کہ اپنے والد کی روحانیت کیطرف رجوع کرکے جیسا وہ فرمائین اُسپر عمل کرو چنانچہ آپنے رجوع کی مکاشفہ مین اُنھون نے فرمایا کہ اے عبدالرحمن اب درس دفاتر کا وقت نہین ہے جاؤ اور حضرت شاہ عبدالسلام

قلندر جونپوری سے نعمت فقر حاصل کرو وہ تمھارے منتظر ہین آپ حسب الحکم والدین جونپور روانہ ہوگئے وہان حضرت شیخ الاسلام آپ کے پہونچنے سے چالیس روز قبل سے فرمارہے تھے کہ طالب خدا خاندان ولایت سے آتا ہی جب آپ سواد جونپور مین گومتی کے کنارے پہونچے تو اوس وقت دریا مین نہایت طغیانی تھی اتفاق سے کوئی کشتی بھی موجود نہین تھی آپ رتھ پر سوار تھے گاڑیبان دریا کی طغیانی دیکھ کر رکا آپ نے فرمایا کہ اگر اعتقاد کامل ہمارا ہے اور پیر و مرشد برحق ہین تو دریا طالبان حق کی راہ نہین روک سکتا یہ فرماکر رتھ دریا مین ہنکوادیا دریائے گومتی کا پانی اسقدر گھٹ گیا کہ آپ کا رتھ بآسانی عبور کر گیا آپ وہان سے پاپیادہ حضرت شیخ الاسلام کی خدمت مین حاضر ہوے حضرت نے دیکھتے ہی فرمایا کہ بیاے جانباز من آپ قدمبوسی کو جھکے حضرت نے اٹھاکر گلے لگالیا اور اپنے مکان مین اتارا اور تربیت و تعلیم فرماکر اجازت و خلافت عطا کی آپ پچیس روز انکی خدمت مین رہے ایک روز حضرت شیخ الاسلام صحن مکان مین جسمین چمن بندی تھی بیٹھے پھول اور سبزہ دیکھ رہے تھے اور گھانس پھولون مین سے چنتے جاتے تھے آپ بھی اُنکے ساتھ گھانس چننے لگے مگر گھانس و پھول و درخت سب چننے لگے حضرت شیخ الاسلام نے فرمایا کہ میان گھانس اور پھول مین جیسے فرق ہے ایسے ہی بندگان خدا مین مراتب کا فرق ہوتا ہے اسکا لحاظ رکھنا چاہیے آپ اس ارشاد کو سنکر بیخود ہوگئے حضرت شیخ الاسلام نے آپکی یہ حالت دیکھکر بہت عنایت فرمائی۔ وقت رخصت آپ نے تجرید و گوشہ نشینی کی اجازت مانگی مگر انھون نے

منظور نفرمایا آپ لاہرپور فائزالمرام واپس آئے اور والدۂ ماجدہ کی قدمبوسی ہوئی وہ نہایت خوش ہوئین پھر آپ نے بعد اُنکے انتقال کے اُنکے حسب وصیت وحسب ارشاد حضرت شیخ الاسلام نکاح کیا پہلی بی بی آپ کی قاضی پیارے صدیقی ساکن قصبۂ باڑی کے خاندان کی تھین اُن سے ایک صاحبزادے حضرت شیخ رکن الدین اور دو صاحبزادیان اور بعضون کے نزدیک تین صاحبزادیان ہوئین۔ دوسری بی بی آپ کی حضرت سید محمد ماہ بہرائچی کے خاندان کی تھین انسے صرف ایک صاحبزادہ حضرت شیخ عبدالسلام ہوے جنکی عین شباب مین وفات ہوگئی۔ تیسری بی بی آپ کی حضرت سید الہدیہ شہید سامانی ترمذی کی بیٹی تھین اُنسے آپ نے ستر برس کی عمر مین نکاح کیا تھا ان بی بی سے سات صاحبزادے ہوے حضرت شیخ عبدالسمیع قلندر حضرت حاجی عبداللطیف قلندر حضرت شیخ امین الدین حضرت شیخ ابوالفضل حضرت شیخ ابوالفضائل حضرت شیخ ابوالمعالی حضرت شیخ رفیع الدین اور ایک روایت یہ ہے کہ آپ کے بارہ صاحبزادے تھے بقیہ کے یہ نام ہین شیخ قائم شیخ عبدالرحیم شیخ ابوالمکارم آپ صاحب کشف عظیم و کبرائے صوفیہ سے تھے حضرت قطب العالم شاہ عبدالقدوس قلندر جونپوری جب آپ کے مناقب بیان کرتے تھے تو نہایت مودب ہوکر اور آپ کا نام نامی زبان پر لانے سے پہلے تعظیمی الفاظ حضرت، "شیخ" "قطب جہان"، "امام" کہہ لیتے تھے تب نام لیتے تھے حجۃ العارفین مین ہے کہ آپ نے لمعات فخرالدین عراقی پر حواشی لکھے جنمین نہایت اعلی حقائق و معارف بیان کیے ہین نیز اوسمین ہے کہ آپ ہر شب جمعہ کو اپنے والد کے مزار پر جایا کرتے تھے راستہ

مین ایک ضعیفہ جحبن آپ کو درازی عمر کی دعائین دیا کرتی تھی ایک مرتبہ جب آپ گئے تو اوسنے حسب معمول دعا دی آپ نے فرمایا کہ مین اب زمرۂ ارواح مین داخل ہو گیا اب مجکو ایسی دعا کی ضرورت نہین۔ عمر شریف آپ کی ایکسو پندرہ سال کی ہوئی وقت وفات آپ نے حضرت شاہ عبدالسمیع قلندر کو خرقہ خلافت دیکر اپنا جانشین کر دیا۔

وفات آپ کی بارہ ذی الحجہ سنہ نوسو چہتر ہجری مین ہوئی۔ مزار آپ کا لاہرپور ضلع سیتاپور مین اوسی روضہ مین ہے جو آپ کی بیوی صاحبہ نے زندگی مین آپ کے واسطے بنوایا تھا چنانچہ منقول ہے کہ ایک بار آپ کی بیوی صاحبہ نے آپ سے کہا کہ مین اپنے اور آپ کے واسطے زندگی ہی مین روضہ بنوانا چاہتی ہون کہان بنواؤن آپ نے فرمایا کہ مین غیب سے دریافت کر کے تبلاؤنگا چنانچہ ایک روز عالم رویا مین حضرت قطب المدار شیخ بدیع الدین و حضرت مخدوم اخی جمشید قدس سرہما نے آپ سے فرمایا کہ اپنے اور بیوی کے واسطے عمارت بنوالو پھر حضرت قطب المدار نے دائرہ مین کھڑے ہو کر اپنے ہاتھ سے چار خط کھینچکر فرمایا کہ یہان پر بناؤ آپنے بیدار ہو کر جو دیکھا تو صحن دائرہ مین چار مربع خط کھینچے ہوے پائے تب آپنے بیوی صاحبہ سے انھین خطوط پر عمارت بنانیکو فرمایا انھون نے وہانپر روضہ بنوایا اسکے لیے پتھر قصبہ بسوان سے منگوایا حاکم قصبہ نے منع کیا اور اوسی پتھر سے اپنے پیر کا روضہ بنوانا چاہا جب آپکو معلوم ہوا تو فرمایا کہ اوسکی عمارت ناتمام رہیگی اور وہ خود عنقریب مر جاویگا اور میرا روضہ بنجاویگا چنانچہ جو کچھ آپنے فرمایا تھا وہی ہوا آپ کا روضہ آپکی زندگی ہی مین ۹۷۰ھ مین تیار ہو گیا تھا

ذکر فرزندان حضرت قطب جہان

ذکر حضرت شاہ عبدالسمیع قلندرؒ

نقل ہے کہ جب حضرت قطب جہان کی وفات ہوئی تو حضرت شیخ محمود قلندر لکھنوی کشف سے انکی وفات کا حال معلوم کرکے لاہرپور فاتحہ خوانی کو تشریف لے گئے اور آپ سے ملاقات کی حضرت سید خضر آپکے ماموں نے حضرت قطب جہان کا خرقہ لاکر آپ دونون کے درمیان مین رکھدیا اور کہا کہ حضرت قطب جہان کا حکم یہ تھا کہ شیخ محمود قلندر میرا خرقہ عبدالسمیع کو پہنادین انھون نے پہنادیا پھر حضرت سید خضر نے کہا کہ یہ بھی فرمایا تھا کہ شیخ محمود قلندر اپنا خرقہ بھی دین انھون نے فرمایا کہ مین محکوم ہون مجکو کچھ عذر نہین لہٰذا اپنا لباس اتار کر آپ کے روبرو رکھدیا آپ نے نہایت تعظیم سے اسکو بھی پہنا۔ تلمذ آپ کو جملہ علوم ظاہری و باطنی مین اپنے والد بزرگوار ہی سے تھا۔ آپ نہایت عظیم المرتبت شیخ وقت تھے تمام عمر حسب وصیت حضرت قطب جہان جملہ حالات مین سنت سنیہ نبویہ صلعم کے متبع رہے اور نہایت وسیع الاخلاق تھے آپ کا طریقہ تھا کہ ہمیشہ روزہ رکھتے اور بغیر مہمان کے کچھ نہ کھاتے تھے اور ابراہیمی المشرب تھے آپ نے ایک بلی پالی تھی جسکا قاعدہ تھا کہ جسقدر مہمان آتے تھے اوتنی ہی آوازین وہ دیتی تھی خادمین کو اطلاع ہوجاتی تھی وہ انھین آوازون کے مطابق کھانا پکواتے تھے ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ جسقدر بلی نے آوازین

دی تھین اوس شمار سے ایک آدمی زائد ہوتا تھا جب سب کو تعجب ہوا تو بلی
نے آکر سب مہانون کو سونگھنا شروع کیا آخر مین ایک پر پیشاب کر دیا تحقیق سے
معلوم ہوا کہ وہ غیر مذہب کا آدمی تھا۔ ایک روز خدام مطبخ مہانون کے واسطے
کھیر پکا رہے تھے اوسی اثنا مین چھت سے ایک کالا سانپ دیگ مین گرا کسی نے
نہ دیکھا بلی نے دیکھ لیا دیگ کے گرد گھومنے اور غل مچانے لگی خادمین نے
ناواقفیت سے کئی مرتبہ اوسکو وہان سے ہٹایا آخر وہ اوسی دیگ مین کود پڑی
اور مر گئی جب دودہ اونڈیلا گیا تو اوسمین سے مرا ہوا سانپ بھی نکلا آپ نے
فرمایا کہ اسوقت بلی نے اپنی جان دیکر تم سبکو بچا دیا اب اسکو دفن کردو چنانچہ
اب اوسکی قبر زیارتگاہ خلایق ہے آپ تصرف وکرامت سے اکثر مکہ معظمہ و مدینہ منورہ
جاتے اور بعض اوقات مزاحمت خلق سے پریشان ہو کر پہاڑ پر چلے جاتے تھے
ایک بار حاجیون کی کشتی دریا مین ٹوٹ گئی چند لوگ اُنمین سے تختون پر بہتے
ہوے ایک پہاڑ کے دامن مین پہونچے اوتر کر اوپر گئے وہان ایک عمارت
دیکھی دروازہ پر جا کر دربانون سے دریافت کیا کہ یہ کون مقام ہے اُنھون
نے کہا کہ یہان تمام اولیاء اللہ جمع ہوتے ہین اُنھون نے پوچھا کہ اسوقت بھی
کوئی ہے کہا ہان حضرت شاہ عبدالسمیع قلندر لاہر پوری موجود ہین یہ لوگ اپنا
ہموطن ہونا بیان کر کے خدمت مین حاضر ہوے اور قدمبوس ہو کر بہت روے
اور عرض حال کرنا چاہا آپ نے فرمایا کہ مجھے سب معلوم ہے بیان کرنے کی
ضرورت نہین آنکھین بند کرو اُنھون نے بند کین چند لمحہ کے بعد آواز سنی کہ
تم لوگ ہندوستان پہونچ گئے آنکھین جو کھولین تو اپنے کو ہندوستان مین پایا

پھر لاہرپور آئے اور حضرت قطب جہان کے مزار پر فاتحہ پڑھ کے آپ کی خدمت مین حاضر ہوے اثناء گفتگو مین آپ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے بڑا فضل کیا جو تمکو غرق ہونے سے بچایا اور مسکن اولیاء اللہ مین پہونچایا اور پھر وہان سے ہندوستان لایا وہ سب قدمون پر گر پڑے اور اپنے اپنے گھر رخصت ہوئے۔ جب آپ کی عمر شریف ستر برس سے متجاوز ہوی تو آپ نے حضرت شیخ محمد قلندر اپنے صاحبزادہ کو جانشین کیا اور منصب افتا اپنے چھوٹے بھائی حضرت شیخ ابو المعالی کے سپرد کیا۔ وفات آپ کی بارہ رجب سنہ ایکہزار سولہ ہجری مین ہوئی مزار آپ کا مسجد حضرت قطب جہان کی پشت پر ہے آپ کے مزار کی برکت یہ مشہور ہے کہ جسکو کلام اللہ یاد نہ ہوتا ہو وہ آپ کے مزار پر حاضر ہو کر کچھ تھوڑا سا پڑھ دے پھر اُسکو کلام اللہ یاد ہو جاتا ہے یزار و یتبرک بہ۔

بعد آپ کے حضرت شیخ محمد قلندر قدس سرہ جانشین ہوے ان بزرگوار کو اشراف قلب بہت تھا اور اُس زمانہ کے عمائد انکے مسخر تھے جو خطرہ کسی کے دلپر گذرتا انپر ضرور مکشوف ہو جاتا تھا خلق اللہ کے حال پر بہت شفیق و صاحب مروت تھے اور ترک و تجرید مین یگانہ روزگار ایک مرتبہ انکا ایک مرید لکھنؤ سے دو خربزہ لیکر بقصد لاہرپور روانہ ہوا وہان انھون نے خادم سے فرمانا شروع کیا کہ چھری صاف کر رکھو میرا فلان مرید میرے لیے لکھنؤ سے خربزہ لا رہا ہے انکے حالات کشف و کرامات نسب نامہ حضرت سید العرفا شاہ مجا قلندر و بحر زخار مین موجود ہین وفات انکی چوبیس جمادی الآخر سنہ ایکہزار انیس ہجری مین ہوئی مزار مسجد حضرت قطب جہان سے جانب شمال ہے اُنکے بعد اُنکے

صاحبزادہ حضرت شیخ غلام محمد قائم مقام ہوے جنھون نے حضرت حاجی عبداللطیف کے سایۂ عاطفت مین تربیت پاکر سنہ ایکہزار دو ناسی ہجری مین لاولد انتقال کیا حضرت شاہ عبدالسمیع قلندر کے خلفا یہ حضرات ہوے حضرت شیخ محمد قلندر خلف آنحضرت۔ حضرت شیخ عطاء اللہ ابن شیخ ابوالمعالی۔ حضرت سید محمد اسماعیل دانشمند ابن سید خضر ہرگامی ہمشیر زادہ و داماد آنحضرت۔ حضرت مفتی سید اسداللہ بن مفتی سید اسماعیل ہرگامی۔

ذکر حضرت شیخ عبدالسلام

بن حضرت شاہ عبدالسمیع قلندر۔ آپ نے تعلیم و تربیت اپنے والد بزرگوار سے پائی صفت صبر آپ مین بہت بڑھی ہوئی تھی حضرت ایوب علیہ السلام کے قدم پر تھے ایک مرتبہ دہلی مین ایک جن آپ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ میری اہلیہ کے درد ایسا اٹھا ہے کہ ہلاکت کے قریب پہونچ گئی ہے اگر آپ تھوڑی دیر کو تشریف لے چلتے تو مہربانی ہوتی آپ آمادہ ہو گئے وہ آپ کو پرانی دہلی مین ایک قدیم عمارت مین لے گیا وہان آپ نے رونے کی آواز سنکر پوچھا کہ کیا وہ درد مند یہین ہے اُسنے کہا کہ جی ہان آپ نے پانی منگوا کر دم کر دیا اور اُسکو پلوایا اُسیوقت وہ اچھی ہو گئی پھر وہ جن واپسی مین آپکے ساتھ گھر تک آیا اور عرض کیا کہ ہم لوگون کی بھی مشکلات آپ ہی ایسے باخدا لوگون کی وجہ سے آسان ہوتی ہین اگر حکم ہو تو کچھ خدمت کرون آپ نے فرمایا کہ مجکو تمھاری خدمت کی ضرورت نہین وہ قدمبوس ہوکر غائب ہو گیا۔ جب آپ کو اپنی

وفات کا زمانہ نزدیک معلوم ہوا تو لاہرپور چلے آئے اور درس و افادہ مین مشغول رہے آپ کی وفات اپنے والد بزرگوار کی حیات مین ہوئی مزار آپکا جانب مشرق متصل روضۂ حضرت قطب جہان ہے۔

ذکر حضرت حاجی عبد اللطیف قلندر

خلف ثانی حضرت قطب جہان ولادت آپ کی سنہ نوسو اونچاس ہجری مین ہوئی تلمذ آپ کو بھی جملہ علوم مین اپنے والد ماجد ہی سے تھا۔ آپ اولیائے کبار و علماء با اقتدار مین سے تھے حضرت شیخ عبد السمیع قلندر نے اپنے وقت انتقال آپ سے فرمایا کہ مین تمکو بزرگون کی جگہ پر بٹھانا چاہتا ہون آپ نے عرض کیا کہ جو کچھ آپ فرماتے ہین وہ ایک دن ضرور ہوگا لیکن بالفعل تو مین میان شیخ محمد کی خدمت کو عبادت جانتا ہون اُنھون نے فرمایا کہ شیخ محمد میرے بعد دنیا مین ڈھائی سال رہینگے اسکے بعد سب بھائی تمھین کو سجادہ نشین کرینگے چنانچہ وہی ہوا تیس سال آپ نے حقوق سجادگی ادا کرکے غرہ ربیع الاول سنہ ایکہزار اونچاس مین وفات پائی مزار آپ کا حضرت قطب جہان کے دائرہ مین شاہ عبد السمیع قلندر کے حظیرہ کے دروازے کے سامنے ہے۔

ذکر حضرت شیخ امین الدین

خلف ثالث حضرت قطب جہان۔ آپ حافظ کلام اللہ تھے اور علوم ظاہری و باطنی کے عالم محقق مرید و خلیفہ اپنے والد بزرگوار کے تھے آپ کی والدہ آپکی

سب بیٹون مین آپ کو زیادہ دوست رکھتی تھین اونھین کی دعا سے آپ
سر آمد روزگار ہوے کشف حقائق وشرح دقائق مین آپ یکتاے روزگار تھے
اوائل حال مین آپ بوجہ اسکے کہ مغلوب الحال نہو جائین شاعری و نیر سیر و
شکار کی طرف بہت متوجہ رہتے تھے آپ نے عمر دراز پاکر چودہ جمادی الآخر
کو اپنے برادر بزرگ حضرت حاجی عبداللطیف کی حیات مین وفات پائی مزار
آپ کا مغرب جانب روضہ حضرت قطب جہان وجانب شمال مسجد ہے
وبعضون کے نزدیک آپ کی قبر حضرت شاہ عبدالسمیع قلندر کے حظیرہ کے درون
ہے اور بعضون کے نزدیک آپ کی قبر جانب مشرق متصل روضہ حضرت
قطب جہان ہے۔

ذکر حضرت شیخ فضل قلندر

خلف رابع حضرت قطب جہان آپ بھی مرید وخلیفہ اپنے والد بزرگوار کے
تھے بعد انکے آپ نے اپنے برادر بزرگ حضرت شیخ عبدالسمیع قلندر کی خدمت
اختیار کی چالیس سال اُنکی خدمت کی اور بعد انکے حضرت شیخ محمد قلندر کی
خدمت کی آپ بھی بہت بڑے بزرگ تھے جو کچھ خواب مین دیکھتے وہی
بیداری مین واقع ہوتا تھا حضرت سید العرفا نے حجۃ العارفین مین لکھا ہے
کہ مین انھین کے حکم سے حضرت قطب العالم شاہ عبدالقدوس کی خدمت
مین حاضر ہو کر اس مرتبہ پر فائز ہوا ایک روز بعد عصر خلوت مین قوال سے
گانا سن رہا تھا جب ذوق زیادہ ہوا تو یہ جی چاہا کہ اپنا کمل اسکو دیدون

پھر دلمین آیا کہ نہ دون کیونکہ یہ فاسق و شراب خوار ہے جب خلوت سے مین نکلا تو حضرت شیخ فضل نے مجھ سے آکر فرمایا کہ آج شبکو مینے مسجد مین حضرت قطب جہان کی زیارت کے بہت سے لوگ تھے اور تم بھی تھے حضرت قطب جہان نے تمھارا کمبل مجھ سے منگوا کر اپنے زانو پر رکھا پھر مجھے دیکر کہا کہ یہ جا کر شاہ مجتبیٰ کو دو اور کہو کہ اسکو ہرگز فاسق و شراب خوار کو نہ دینگے مینے کہا کہ فی الواقع میرا دینے کو بھی چاہا تھا مگر مینے اسی خیال سے نہین دیا انتہے حضرت سید العرفا نے اپنا فیضیاب ہوتا انسے بھی لکھا ہے آپ کو اپنے مکاشفہ مین حضرت قطب جہان سے یہ معلوم ہوا کہ خدمت سجادگی حضرت سید العرفا کے سپرد کردیا چاہیئے چنانچہ آپنے سب انھین کے سپرد کردیا وفات آپ کی گیارہ ربیع الاول کو ہوئی سنہ معلوم نہین ہوا مزار آپ کا پائین مزار اپنے برادر بزرگ حضرت شیخ عبد السمیع قلندر کے ہے۔

ذکر حضرت سید خضر بن سیّد الہدیہ شہید ساماتی

خلیفہ و داماد حضرت قطب جہان۔ آپ نسبًا حسنی و حسینی ہین حضرت زید شہید بن حضرت امام زین العابدین علیہما السلام کی اولاد سے اس طرح کہ حضرت سید خضر ابن سید الہدیہ ساماتی ابن سید احمد ابن سید اسمٰعیل ابن سید علاء الدین ابن سید نصیر الدین ابن سید نظام الدین ابن سید مغیث ابن سید محمود ابن سید محمد ابن سید ابی الشرف ابن سید محمد ابن سید عبد الرشید ابن سید احمد ابن سید عمر ابن سید محمد ابن سید یعقوب بن سید ابی اللیث بن سید محمد ابن سید محمود ابن سید محمد بن زید الشہید

بن حضرت امام زین العابدین جد بزرگوار آپ کے سید کمال کیتھلی کے معاصر تھے ولایت ترمذ سے قصبہ سامانہ ملک ہند مین آئے ولادت آپ کی سنہ نوسو انیس ہجری مین ہوئی آپ حضرت قطب جہان کے مرید و تلمیذ رشید تھے اُنھون نے آپ کو قصبۂ ہرگام ضلع سیتاپور مین رہنے کی اجازت دی اُنکی صاحبزادی آپ کے عقد مین تھین سادات ہرگام آپ کی اولاد سے ہین زمانہ جلال الدین اکبر شاہ مین آپ مفتی ہرگام تھے وفات آپ کی دسوین محرم سنہ نوسو ترانوے مین ہوئی نقل ہے کہ اوائل محرم مین حضرت قطب جہان و حضرت مخدوم اخی جمشید و حضرت قطب المدار بصورت مثالی آپ کے پاس آئے حضرت قطب جہان نے آپ سے اور اُن دونون بزرگون سے تعارف کرایا اور فرمایا کہ ان دونون نے کچھ دنون اور تمھاری زندگی کے لیے خداتعالی سے عرض کیا تھا مگر منظوری نہین ملی اب بروز عاشورا یوم وفات مقرر ہے لہذا پہلے سے سامان کر رکھو چنانچہ بروز عاشورا آپ نے خود ہی سامان تجہیز و تکفین مہیا کیا اور سب سے رخصت ہو کر چادر اوڑھ لی اور انتقال کیا آپ کے تین صاحبزادے تھے حافظ سید شمس الدین و سید عتیق اللہ و مفتی سید اسماعیل۔

ذکر حضرت قاضی الہداد جونپوری

خلیفہ حضرت قطب جہان۔ آپ جونپور کے مشہور علماء مین تھے مگر اوائل مین حضرات اولیاء اللہ کے سخت منکر اور خاصکر حضرت قطب جہان پر بہت طعن و تشنیع کرتے تھے ایک روز حضرت قطب جہان سے اُنکے ایک مرید نے سب حال

بیان کیا وہ اوسوقت ایک خاص حالت مین تھے اوسی حال مین اُنھون نے فرمایا کہ من علم قاضی محو کردم آپ اوسوقت جونپور مین پڑھا رہے تھے دیکھتے کیا ہین کہ حضرت قطب جہان روبرو کھڑے فرما رہے ہین کہ علم قاضی محو کردم آپ نے جب اپنا علم محو پایا تو اُسیوقت لاہرپور روانہ ہوے اور حضرت قطب جہان کے جاکر مرید ہوے پھر انکی توجہ سے علم ظاہر و باطن سے مالا مال ہوے اور مدت العمر وہین رہے قبر آپ کی صحن دائرہ مین مقابل دروازہ درگاہ حضرت قطب جہان ہے اور مناقب العرفا مُصنفۂ حضرت سید العرفا مین یون ہے کہ ایک مرتبہ حضرت قطب جہان کی محفل مین آپ کے رعونت علم کا تذکرہ ہوا اُنھون نے فرمایا کہ الہداد یہان تائب ہوکر آویگا اور اصحاب کبار مین داخل ہوگا پھر ایک شب وہ بتصرف ولایت آپ پر ظاہر ہوے اور فرمایا کہ تم نے یہ اخلاق کس سے سیکھے کہ اولیاء اللہ کو مفت خور کہتے ہو آپ ہیبت سے قدمون پر گر کر کہنے لگے کہ بیشک آپ قطب وقت ہین اور درخواست بیعت کی اونھون نے فرمایا کہ تم یہ بھی نہ سمجھو مین عبد الرحمن لاہرپوری ہون اور مرید فرما کر غائب ہوگئے پھر آپ لاہرپور آکر اونکے قدمبوس ہوے اونھون نے فرمایا کہ اوس شب کی بیعت وارادت تمکو میرے پاس لائی ہے آپ نے عرض کیا کہ بیشک پھر مدتون اُنکے خدمت مین رہے اور خوارق عادات وکرامات مشاہدہ کیا کیے پھر حسب ارشاد حضرت قطب جہان جونپور چلے گئے اور وہین انتقال کیا جب تک زندہ رہے کبھی لاہرپور کیطرف پیر نہین پھیلاے اور نہ اوس طرف تھوکا۔ واللہ اعلم

نفحۂ ہشتم منقبت

ذکر حضرت قطب العالم بندگی شیخ عبد القدوس قلندر جونپوری

خلف رشید و خلیفہ جانشین حضرت شیخ الاسلام شاہ عبد السلام قلندر جونپوری
ولادت آپ کی سنہ نوسو بیالیس ہجری مین ہوئی بیعت و تربیت و تعلیم سب
آپ کو اپنے والد بزرگوار سے ہے اور اجازت و خلافت سلاسل قلندریہ و چشتیہ
و قادریہ و سہروردیہ و فردوسیہ و طیفوریہ و مداریہ کی بھی اونھین سے ملی حضرت
شیخ الاسلام نے اپنی وفات سے پہلے بارہا آپ سے فرمایا تھا کہ میرے بعد تم
شاہ عبد الرحمن جانباز لاہرپوری کی خدمت مین جانا چنانچہ آپ انکی وفات
کے بعد ایک مدت تک حضرت قطب جہان کی صحبت مین رہے اور علوم ظاہری
و باطنی حاصل کرکے اپنے وطن کیطرف پلٹے جب لکھنؤ پہونچے تو حضرت شیخ محمود قلندر
لکھنوی آپ کی تشریف آوری کی خبر سنکر استقبال کو آئے اور آپ کو بعزت تمام
اپنے گھر لے گئے اور نہایت نیازمندی سے پیش آئے پھر آپ وہان سے قصبۂ امیٹھی
تشریف لے گئے حضرت شیخ عبد الرزاق بن مخدوم خاصۂ خدا خبر تشریف آوری سنکر
استقبال کرکے آپ کو اپنے یہان لے گئے حضرت بندگی نظام الدین امیٹھوی
آپکے آنے کی خبر سنکر آپ سے ملنے گئے اور بہت ادب و تپاک سے ملے اور

دیر تک آپ کے پاس بیٹھے اسکے بعد آپ جونپور تشریف لے گئے اور اپنی گمنامی
مین کوشان رہے سوائے چند مشایخ جونپور کے اور کوئی آپ کے مرتبۂ عالی
سے واقف نہین ہوا حضرت سید العرفا شاہ مجا قلندر لاہر پوری نے اپنے مکتوب
چہارم مین ایک جگہ پر حضرت شاہ عبد الرسول قلندر کھندوی کو لکھا ہے کہ
اے برادر لازم ست کہ اولیا اولیا را بشناسند چہ اگر نشناسند چہ باک کہ خضر علیہ السلام نقیب
اولیا است ہمہ را نمی تواند شناخت بلکہ خضر علیہ السلام نقیب از اولیاے عاشقان ست نہ معشوقان
و معشوق را جز حق سبحانہ دیگر کس نداند و نشناسد اولیائے تحت قبائے لا یعرفہم غیری
درباب ایشان ست قطب العالم شیخ عبد القدوس نور اللہ مرقدہ از ایشان بودند انتہی۔
حصول معاش مین آپ نہایت احتیاط فرماتے تھے چنانچہ کسب حلال کے لیے
و نیز بخیال گمنامی کاشتکاری اختیار کی لیکن آخر کو حالات چھپ نہ سکے اور
آپ مرجع عوام و خواص ہوگئے ایک روایت مین یون ہے کہ اوائل مین آپ نے
کسی ہندو متصدی کے بستہ برداری مین نوکری کرلی تھی ایک عرصہ تک
یہی رہا اور کوئی شخص آپ کے حال پر مطلع نہوا ایک روز ایک بزرگ شاہجہان آباد
سے آئے اُنکے پیر نے اُنکو رخصت کرتے وقت فرمادیا تھا کہ جونپور مین حضرت
شیخ عبد القدوس نامی ایک بہت بڑے بزرگ ہین اُنسے ضرور ملنا اور اُنکا
پتہ یہ ہے کہ وہ ایک متصدی کے نوکر ہین جب وہ بزرگ جونپور مین آئے
تو اُنھون نے اوسی پتہ سے آپ کو پہچانا اور نہایت ادب سے پیش آئے اُس
متصدی نے جو یہ کیفیت دیکھی تو معذرت کرنے لگا آپ نے اوسی روز سے
ملازمت ترک کردی اور مناقب الاصفیا مؤلفہ حضرت شاہ فضل علی خلیفہ

حضرت کلید عرفان شاہ باسط علی قلندر مین یون مذکور ہے کہ آپ دو تنگہ روز پر دیوان حاکم جونپور کے نوکر تھے ایک روز ایک ضعیفہ کچھ اپنی ضروری حاجت لیکر اُسکے پاس آئی اور نہایت عاجزی سے چند بار عرض کی مگر وہ متوجہ نہوا آپ کو یہ حال دیکھکر جلال آگیا سخت لہجہ مین اوس سے فرمایا کہ کیون اس ضعیفہ کا کام نہین کر دیتا ہے اور بقوت باطنی حاکم وقت پر تصرف کیا فوراً حاکم وقت ننگے سر ننگے پیر اپنے دیوان کے پاس آیا اور اوس ضعیفہ کی درخواست قبول کی پھر آپ چلے آئے لوگون نے عرض کیا کہ آپ نے آج اپنی نوکری برباد کر دی آپ عالم غیب کی طرف متوجہ ہوے وہان سے حکم ہوا کہ اتنی مدت تک بہت چھپے رہے اب ظاہر ہو کر خلق اللہ کو ارشاد و ہدایت کرو۔

آپ کے تقوے کا یہ حال تھا کہ ایک روز جب خدام باادب آپ کے حضور مین کھانا لائے تو آپ نے ایک لقمہ تناول کر کے فرمایا کہ اس لقمہ کے کھانے سے دل پر کدورت طاری ہوئی اس کھانے مین بوے تصرف آتی ہے خدام متحیر ہوے بعد تفتیش بسیار معلوم ہوا کہ کھانا تو وجہ حلال سے تھا مگر جب ہمسایہ کے گھر سے آگ لائی گئی تھی تو اوسکے مشتعل رکھنے کے لیے چند تنکے بھی ہمسایہ کے گھر سے اُٹھائے گئے تھے آپ نے جو یہ سنا تو ہمسایہ کے پاس حق ملکیت خس جو بے اجازت اُٹھا لیئے گئے تھے معاف کرانے گئے اور کچھ اُسکو دیا بھی تب کھانا نوش فرمایا نقل ہے کہ جب حضرت سید العرفا شاہ مجا قلندر جونپور کے قریب پہونچے تو اُنکے دل مین خطرہ آیا کہ اگر میرے پیر و مرشد برحق ہین تو میرے واسطے روٹی اور گھی شکر تیار کر رکھینگے اور مجھے پہونچتے ہی کھلا دینگے اوسی وقت حضرت نے اُنکے خطرہ پر مشرف ہو کر

گھر مین جا کر فرمایا کہ مجا قلندر کو مینے لاہور سے جونپور تک کھینچ بلایا ہے اور وہ
نواح جونپور مین پہونچ گئے ہین اور اُنکے دل مین یہ خواہش پیدا ہوئی ہے کہ پیر
و مرشد مجکو بر وقت ملاقات روٹی اور گھی شکر کھلائین لہذا اسکی فکر کرنا چاہیے
لوگون نے عرض کیا کہ یہ سب گھر مین موجود ہے آپ گھر سے روٹی و شکر اور دوسرے
ہاتھ مین بدھنی مین پانی لیکر نکلے اور حضرت سید العرفا سے ملاقات کر کے وہ چیزین
انکو دین اور گھر مین چلے گئے تھوڑی دیر کے بعد پھر تشریف لائے اور فرمایا کہ ہم
کے مطالعہ کے وقت تم کو جسنے آواز دی تھی وہ مین ہی تھا اور لاہور مین جو سبز پوش
سوار تمکو ملے تھے وہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ تھے اور وہ فقیر جو تمکو جنگل
مین ملا تھا وہ بھی مین ہی تھا[ا] نقل ہے کہ ایک روز چند مہمان آپ کے یہان آئے
آپ نے اندر جا کر بیوی صاحبہ سے فرمایا کہ مہمانون کے لیے روٹی پکاؤ انھون
نے جواب دیا کہ لکڑی تو ہے نہین کیا تمھارے سر پر پکاؤن آپ نے فرمایا کہ
ہان لاؤ سر ہی پر پکاؤ یہ فرما کر ٹوپی اُتار کر بیٹھ گئے اور ایسا حبس دم کیا کہ جسکی
گرمی سے پانچ چھ سیر کی روٹیان پک گئین جب مہمانون کے سامنے لے گئے تو
وہ بھی چونکہ صاحب باطن تھے کہنے لگے کہ ان روٹیون سے آدمی کی بو آتی ہے
اور معذرتًا عرض کیا کہ آپ نے ہمارے واسطے ناحق اتنی محنت کی حضرت سید العرفا
شاہ مجا قلندر نے اپنے ایک مکتوب مین لکھا ہے کہ قطب العالم شیخ عبد القدوس
قلندر جونپوری نے ایک ساعت مین بخرق عادت کعبہ شریف مین جا کر حج کیا
اور آپ کو حاجیون نے مبارکباد دی اور اوسی ساعت آپ بغیر زمین پر قدم

[ا] یہ مفصل واقعہ حضرت سید العرفا کے حال مین مذکور ہے ۱۲

رکھے واپس آئے۔
وفات آپ کی بارہ شوال روز یکشنبہ سنہ ایکہزار باون ہجری مین ہوئی حضرت دیوان عبدالرشید جونپوری نے اس جملہ مین آپکا سنہ و ماہ وتاریخ وفات نکالا بروز یکشنبہ دوازدہم ماہ شوال ۱۰۵۲ھ۔ قطعہ تاریخ وفات از مولوی نورالدین زیدی ظفرآبادی ؎

	وارث سجادۂ بینائے دل		بندۂ قدوس رفتہ در بہشت	
	زیدی خوش فکر سال رحلتش		قبلۂ فضلا زروئے دل نوشت[1]	

منقول ہے کہ وفات کے روز آپ نے شیخ عبدالکریم نامی سے فرمایا کہ بزرگان جونپور کو خبر کردو کہ میرے نماز جنازہ کے واسطے آوین انھون نے پس و پیش کیا آپ نے مکرر فرمایا تب انھون نے مجبورانہ جاکر خبر کی جب واپس آئے تو آپکا انتقال ہوچکا تھا عمر شریف ایک سو دس برس کی ہوئی مزار شریف آپ کا علن پور مین اپنے والد و جد بزرگوار کے قریب ہے مزار و متبرک ہے۔
آپ کے پسری اولاد کوئی نہ تھی صرف دو صاحبزادیان تھین ایک حضرت شیخ فیض اللہ قلندر کو بیاہی گئین لیکن ان سے اولاد نہین چلی دوسرے شیخ قطب الدین ساکن پرگنہ منڈیاہو ضلع جونپور کو بیاہی گئین جنکی اولاد بہت ہوئی مولوی ابوالفضل و مولوی ثناءاللہ خلفاے حضرت قاضی محمد تقی قلندر مولوی انھین صاحبزادی کے اولاد سے تھے۔
آپ کے خلفا یہ حضرات ہوے حضرت سید العرفا شاہ مجتبی معروف بہ شاہ محیا قلندر

---

[1] اعداد الفاظ قبلۂ فضلا مین اعداد روئے دل یعنی ۹ دال ملاکر عدد مطلوب نکلتا ہے ۱۲

لاہرپوری۔ حضرت دیوان عبدالرشید جونپوری۔ حضرت قدوۃ العلما مولوی عطاء اللہ
والد مولوی غلام نقشبند سجادہ نشین حضرت شاہ پیر محمد لکھنوی حضرت سید راجی احمد
مجتبےٰ مانکپوری سجادہ نشین حضرت مخدوم حسام الحق مانکپوری۔ حضرت شاہ ابوسعید
ابن حاجی عبداللطیف خال حضرت سید العرفا لاہرپوری۔ حضرت شاہ فیض اللہ
قلندر جونپوری داماد آنحضرت۔ حضرت ملا محمد نعیم ساکن بدوسرائے۔ حضرت ملا
بدلے۔ حضرت شیخ شمس الدین محمد قلندر جونپوری متوفی سلافنہ مخدوم الملک
شیخ غلام غوث جونپوری نے رسالہ احوال حضرت مخدوم خواجہ محمد عیسی تاج قدس سرہ
مین لکھا ہے کہ حضرت شیخ شمس الدین محمد برادر حقیقی شیخ محمد پناہ جونپوری جد مخدوم الملک
مذکور کو اجازت سلسلۂ سہروردیہ وطیفوریہ کی حضرت شیخ عبدالقدوس قلندر سے
تھی اور اذکار قلندریہ بھی اُنھون نے آپ سے اخذ کیے تھے اونتیس ذیقعدہ سنہ
ایکہزار اکانوے ہجری مین انتقال فرمایا رکن عالم رفت مادۂ تاریخ وفات ہے
اوستاد الملک ملا محمد فضل جونپوری اوستاد ملا محمود صاحب شمس بازغہ و دیوان
عبدالرشید جونپوری صاحب رسالہ رشیدیہ بھی آپ کے مرید تھے۔
اور یہ جو روایت مشہور ہے نیز بحر زخار مین بھی ہے کہ حضرت میر سید علی قوام شاہ
عاشقان سرائے میری بھی آپ کے خلیفہ تھے اور ایک بار آپ نے یہ فرمایا تھا کہ
سات پوت گدّن نپتے نعمت فقر علے عاشقان لئے یعنی میرے ساتون لڑکے محروم رہے اور
علی عاشقان نعمت فقر لے گئے یہ روایت غلط مشہور ہے حضرت شاہ عاشقان
آپ کے خلیفہ نہین تھے اُنکی وفات کے وقت جو سنہ نوسو پچاس مین ہوئی آپ
بہت صغیر السن یعنے سات آٹھ سال کے تھے اسکے علاوہ آپ کے بجز دو صاحبزادون

کے اور کوئی اولاد نرینہ نہین تھی حضرت شاہ عاشقان جنکے خلیفہ تھے وہ شاہ
عبدالقدوس عرف شاہ قدن ملقب بقطب صدیق شطاری نظام آبادی تھے جیسا
کہ حضرت شاہ عاشقان کے ملفوظ مین ہو کہ جب شاہ عاشقان اُنکی خدمتمین حاضر ہوی تو اُسوقت مین بیس
آدمیونسے زائد ہی نام کے اُنکے خلفا و صاحبزادون مین موجود تھے جبتک شاہ عاشقان
اُنکی خدمت مین نہین پہونچے تھے وہ یہی کہتے تھے کہ ابھی سید علی موعود نہین آیا ہی آخر
شاید اسی مشارکت اسمی سے صاحب بحر زخار کو بھی دہوکا ہوا مگر اُس ملفوظ مین بھی
یہ ارشاد کہین نہین ہے اور وہ شاہ عبدالقدوس حضرت عبداللہ شطاری کے بواسطہ
وبلا واسطہ دونون طرح سے خلیفہ تھے بلا واسطہ تو یون کہ اُنکے مرید و خلیفہ ہی تھے
اور بواسطہ یون کہ اُنکے وفات کے وقت وہ موجود نہین تھے حضرت شطاری نے
اپنا خرقہ اُنکو مخدوم شیخ حافظ شطاری کے ذریعہ سے بھجوا دیا جب اُنکو خرقہ ملا تو
اُنھون نے خوش ہو کر شیخ حافظ سے کہا کہ اسکا صلہ کیا چاہتے ہو شیخ حافظ نے کہا کہ
تمھارے اور پیر شطاری کے درمیان مین اپنا واسطہ تا کہ میرا نام بھی باقی رہے اُنھون
نے منظور کرلیا حضرت شاہ عاشقان کو سلسلہ قلندریہ کی اجازت حضرت شیخ بہاء الدین
جونپوری خلیفہ حضرت مولانا شیخ حسین سرہرپوری خلیفہ حضرت سید نجم الدین غوث الدہر
قلندر سے تھی جیسا کہ اُنکے ملفوظ مین ہے۔

ذکر بعضے خلفاے حضرت قطب العالم

ذکر حضرت سید راجی احمد مجتبی مانکپوری

سجادہ نشین حضرت مخدوم شیخ حسام الحق مانکپوری۔ آپ کاملین اولیائے

وقت سے تھے آپ نے حضرت قطب العالم سے ذکر ثلاثی گنبدی سیکھنا چاہا اونھون نے فرمایا کہ مین اب ضعیف ہوگیا ہون دیوان عبدالرشید سے جاکر سیکھو چنانچہ آپ نے حضرت دیوانجی سے اس ذکر کو سیکھا اور دیوانجی نے آپ سے استفادہ باطنی کرکے خلافت پائی وفات آپ کی پندرہ جمادی الاول سنہ ایکہزار چالیس ہجری مین ہوئی شفیع امم احمد مجتبے مادہ تاریخ وفات ہے۔

ذکر حضرت قدوۃ العلماء مولوی عطاء اللہ

بن قاضی عبدالحکیم بن قاضی حبیب اللہ بن قاضی احمد بن قاضی ضیاء الدین بن قاضی یحیی بن قاضی شرف الدین بن قاضی نصیر الدین بن قاضی مفتی حسین عثمانی و والد بزرگوار حضرت مولانا غلام نقشبند سجادہ نشین حضرت شاہ پیر محمد لکھنوی آپ علامہ وقت تھے علوم درسیہ مین آپ کو تلمذ ملا محمود جونپوری و حضرت شاہ پیر محمد لکھنوی سے تھا بیعت آپ کو حضرت بندگی نظام الدین امیٹھوی کے سلسلہ مین تھی اور اجازت سلسلہ عالیہ قلندریہ کی حضرت قطب العالم سے تھی وفات آپ کی پانچ ربیع الآخر سنہ ایکہزار ستر ہجری مین ہوئی مزار لکھنو مین بجوار مزار حضرت شاہ پیر محمد لکھنوی ہے۔

ذکر حضرت شیخ ابوسعید لاہرپوری

بن حضرت حاجی عبداللطیف خلف حضرت قطب جہان۔ آپ واصلین و کاملین زمانہ سے تھے مدتون اپنے عم بزرگوار حضرت شیخ عبدالسمیع قلندر کے مزار پر حاضر

ہو کر اُنکی روحانیت سے تعلیم پائی پھر باشارہ غیب حضرت قطب العالم کی خدمت مین حاضر ہوے اور طریق مشرب قلندریہ حاصل کر کے انھین سے خرقہ خلافت بھی پایا نیز حضرت سرور انبیا صلعم کی روحانیت اقدس سے بھی لباس عطا ہوا آپ وارث علم مصطفوی اور اپنے زمانہ مین العلماء ورثة الانبیا و علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے مصداق تھے سالہا سال عشا کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی درود شریف کثرت سے پڑھتے تھے تحصیل علوم ظاہری فتحپور سیکری مین کی بعد فراغ زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوے حضرت سید العرفا شاہ محبا قلندر نے زائد تربیت و تعلیم آپ ہی سے پائی جسکا ذکر انھون نے نخبة العارفین و اکثر مکاتیب مین کیا ہے وفات آپ کی انتیس شعبان شب جمعہ سنہ ایکہزار انتالیس ہجری مین ہوئی شیخ صالح آپ کی تاریخ وفات ہے سہ

در عبادت چو گذشت از ملک
شیخ صالح لقبش کرد فلک ۱۰۳۹

مزار آپکا دائرہ حضرت قطب جہان مین ہے آپ سے اجازت و خلافت حضرت مفتی سید محمد شفیع بن مفتی سید اسد اللہ ابن مفتی سید اسمعیل ابن حضرت سید خضر کاکی کو تھی

ذکر حضرت دیوان عبد الرشید جونپوری

آپ کا نام نامی محمد رشید اور کنیت ابو البرکات اور لقب شمس الحق تھا آپ حنفی مذہب چشتی مشرب عثمانی نسب تھے آپ کے والد بزرگوار کا نام بندگی مصطفی جمال الحق تھا اور وہ حضرت بندگی شیخ محمد خلف حضرت بندگی شیخ نظام الدین

امیٹھوی کے مرید تھے ولادت آپ کی دسوین ذیقعدہ سنہ ایکہزار ہجری مین
ہوئی آپ نے کلام مجید سے لیکر کتب مختصرات تک مختلف ومتعدد اساتذہ
سے پڑھا مگر کتب متوسطات ومطولات اپنے ماموں مولانا شمس الدین مشہور
بمولانا شمس نور بہرونوی واستاد الملک ملا محمد افضل جونپوری سے پڑہین ملا محمود
جونپوری آپ کے ہم سبق تھے اجازت حدیث آپ کو حضرت شیخ نور الحق بن
حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی سے تھی بیعت آپ کو اپنے والد سے سلسلہ
چشتیہ مین تھی اور اجازت وخلافت بھی اونھین سے اسکے علاوہ بڑے بڑے
مشائخ وقت واکابر صوفیہ سے مستفیض ہوئے اصل خاندان تو آپ کا چشتیہ
ہے مگر قادریہ وقلندریہ وغیرہ ہر خاندان کی نعمتون سے آپ نے معتد بہ حصہ
لیا تھا آپ ابتداء سن سے محنت ومجاہدہ وریاضت کیطرف متوجہ تھے نقل
ہے کہ جب آپ کو شوق اکتساب اشغال قلندریہ دامنگیر ہوا تو آپ حضرت
قطب العالم کی خدمت مین حاضری دینے لگے ایک سال تک روزانہ
حاضری دی حضرت قطب العالم کھیتی کے کامون مین مشغول ہوتے تھے
آپ حاضر رہتے تھے اکثر دیکھا کرتے تھے کہ حضرت قطب العالم قلبہ رانی کے
وقت ایک طرف سے غائب ہوکر دوسری طرف نمودار ہوتے تھے اسی طرح
اور بھی کرامتین دیکھا کرتے تھے مگر مطلب عرض نہین کرپاتے تھے اور نہ وہ
خود آپ سے کچھ دریافت کرتے تھے بہت دنون کے بعد اُنھون نے پوچھا کہ
کیون آتے ہو آپنے عرض مطلب کیا اُنھون نے فرمایا کہ مین دن کو تعلیم نہین
کرتا ہون فرمایا کہ شب کو آؤ یا نہ آؤ اوس روز سے شب کو حاضر ہونا اختیار کیا لیکن چونکہ اشتباہ

گومتی کے پل کا پھاٹک بند ہو جاتا تھا اس لیے آپ نے پیرنا سیکھا بعد چند۔
ہُون نے آپکو تعلیم وتلقین فرمائی آپکو حضرت راجی احمد مانکپوری خلیفہ حضرت قطب العالم سے بھی
خلافت بھی ظاہری درس وتدریس وباطنی رشد وہدایت دونون کے سلسلے
آپ سے خوب جاری ہوے صوبہ بہار وبنگال وغیرہ مین آپ کا سلسلہ بہت
شایع ہوا آپ کے تصنیف یہ رسائل ہین۔ رشیدیہ شرح شریفیہ۔ زاد السالکین۔
مقصود الطالبین۔ خلاصۃ النحو وغیرہ۔ آپ کو شاعری سے بھی خاص ذوق تھا
شمسی تخلص تھا ایک دیوان بھی آپ کا ہے موسومہ بہ دیوان شمسی متضمن بر کلام
فارسی واُردو وہندی۔ آپ کے خلفا یہ حضرات ہوے۔ حضرت بدرالحق شیخ
محمد ارشد خلف آنحضرت۔ حضرت شاہ محمد یسین صدیقی جانشین حضرت مخدوم طیب
بنارسی۔ میر سید جعفر پٹنوی شاگرد رشید آنحضرت۔ میر سید قوام الدین گورکھپوری
شیخ مبارک محی الدین ساکن نردہ پرگنہ نظام آباد ضلع اعظمگڈھ۔ ملا نورالدین
مداری جونپوری۔ ملا عبدالمجید ساکن مودہ۔ ملا عبدالشکور منیری حضرت شیخ
نصرت جمال ملتانی جامع گنج رشیدی۔ شیخ ضیاءالدین ساکن پھولپور ضلع الہ آباد
راجی سید صدرالدین مانکپوری وغیرہ وفات آپ کی نوین رمضان المبارک
روز جمعہ سنہ ایکہزار تراسی مین ہوئی مزار رشید آباد محلہ جونپور مین ہے
راقم بھی زیارت مزار مبارک سے مشرف ہوا ہے۔

ذکر حضرت بدرالحق شیخ محمد ارشد

ولادت آپ کی سنہ ایکہزار اکتالیس ہجری مین ہوئی آپ کے والد حضرت

دیوانجی نے آپ کی تاریخ ولادت ابی الکشف محمد ارشد کہی اور بدر الحق لقب ۱۰۴۱ھ
عنایت کیا کتب صرف ونحو آپ نے ملا عبد الشکور منیری سے اور کچھ کتابین
مثل شرح جامی ومیزان المنطق وغیرہ کے ملا نور الدین مداری جونپوری سے اور
کچھ اپنے چچا حضرت شیخ محمد ولید سے اور چند سبق تہذیب وقطبی وشرح ہدایۃ الحکمۃ
کے استاد الملک سے پڑھے اور باقی کتب درسیہ وتصوف اپنے والد ماجد سے
نیز تمام تربیت ظاہری وباطنی اونھین سے پائی آپ کو اکثر اشغال واذکار
کی تعلیم علاوہ اپنے والد کے دیگر بزرگان دین سے اویسی تھی بائیس سال کی عمر
مین اجازت وخلافت اپنے والد سے پائی جملہ احوال وافعال مین اونھین کے
قدم بقدم تھے آپ کے خلفا یہ حضرات ہوے حضرت قمر الحق شاہ غلام رشید
نبیرۂ آنحضرت۔ سید مداری ساکن پسونڈ مضاف علیگنج سیوان۔ میر سید محمد باقر
ولد میر جعفر پٹنوی۔ میر محمد اسلم ولد میر جعفر مذکور۔ ملا شیخ معین الدین منیری۔ شاہ
حبیب اللہ بہاری از اولاد مخدوم یحیی منیری۔ میر سید منصور۔ شیخ محمد ماہ منیر
شیخ ہدایت اللہ۔ شیخ محمد یحیی۔ سید شاہ رشید الحق بدر الدین مچھلی شہری۔ ملا شیخ
محمد ماہ دیوگامی۔ شیخ خیر اللہ جونپوری۔ شیخ نور محمد دہلوی۔ شیخ عطاء اللہ از اولاد
قاضی خان یوسف ناصحی۔ شیخ شکر اللہ جامع گنج ارشدی وغیرہم۔ شاعری کا بھی
شغل آپ رکھتے تھے واله تخلص تھا وفات آپ کی بعمر بہتر سال چوبیس جمادی الآخر
سنہ گیارہ سو تیرہ ہجری مین ہوئی مزار آپ کا اپنے والد بزرگوار کے پائین ہے

ذکر حضرت قمر الحق شاہ غلام رشید

آپ کی کنیت ابی الفیاض اور لقب قمر الحق ہے۔ ولادت آپ کی آٹھ ربیع الاول
سنہ ایکہزار چھیانوے ہجری مین ہوئی چونکہ آپ کے والد حضرت شیخ محب اللہ
خلف اصغر حضرت بدر الحق کا انتقال عین شباب مین اونھین کے سامنے ہوگیا
تھا اسلیے آپ کے جد بزرگوار آپ کو بہت عزیز رکھتے تھے بلکہ اپنی فرزندیت
مین لیا تھا۔ ابتدائی کتابین آپ نے مختلف اشخاص سے پڑھین اور علم منطق
کا درس دینا چونکہ حضرت بدر الحق نے ترک کر دیا تھا لہذا مولوی محمد امین سے
پڑھا اور باقی کتابین اپنے جد بزرگوار ہی سے پڑھین بیعت و اجازت و خلافت
آپ کو اونھین سے تھی سترہ سال کی عمر مین اُنھون نے آپ کو خلافت عطا
فرمائی اور ایک شخص کو جو مرید ہونیکی خواہش رکھتا تھا آپ ہی کا مرید کرایا اور
بعد اُسکی بیعت کی خود آپ کو مبارک باد دی تمام اذکار و اشغال وغیرہ آپنے
اونھین سے سیکھے آپ کے خلفا یہ حضرات ہوے۔ حضرت شاہ حیدر بخش نواسۂ
آنحضرت حضرت شاہ اسد اللہ مخلص بنارسی ملقب باسیر الحق۔ حضرت شاہ
فصیح الدین ملقب بہ محبوب الحق جونپوری داماد و خلیفۂ آنحضرت۔ شاہ
شرف الدین ملقب بہ برہان الحق جامع گنج فیاضی و برہان الاسرار وغیرہم
وفات آپ کی پانچ ماہ صفر سنہ گیارہ سو ستر ہجری مین ہوئی۔ مزار آپکا
رشید آباد مین پائین مزار حضرت بدر الحق ہے۔ چونکہ آپ کے بجز ایک صاحبزادی
کے کوئی نرینہ اولاد نہ تھی اسلیے آپ کے جانشین حضرت محبوب الحق شاہ
فصیح الدین ہوے۔

ذکر حضرت محبوب الحق شاہ فصیح الدین

آپ کے جد بزرگوار مولانا محمد جمیل جونپوری علمای کرام و مفتیان عظام زمانہ عالمگیری سے تھے نسب آپ کا حضرت ابو بکر صدیق پر منتہی ہوتا ہے آپنے تحصیل علوم ظاہری اپنے جد بزرگوار ہی سے کی آپ مرید و خلیفہ و داماد حضرت قمر الحق کے تھے اونکے بعد آپ نے تعلیم و تربیت حضرت شاہ اسد اللہ ملقب بہ اسیر الحق مخلص بنارسی خلیفہ حضرت قمر الحق سے پائی آپ کے محبوب الحق لقب ہونیکی وجہ یہ ہے کہ ایکبار آپ رشید آباد گئے اور حضرت بندگی دیوانجی کے مزار کے قریب نماز چاشت پڑھکے دعا مین مشغول ہوے ناگاہ حضرت قمر الحق کے مزار سے آپ کو انت محبوب الحق کی آواز سنائی دی آپ متحیر ہوے اور یہ سمجھے کہ اس احاطہ مین بہت سے بزرگان دین آسودہ ہین کسی کی طرف خطاب ہوا ہوگا اتنے مین پھر آواز آئی کہ انت انت محبوب الحق اور معًا مزارات حضرت بندگی دیوانجی اور حضرت بدر الحق اور در و دیوار سے آواز آنے لگی۔ بنارس دیوگام دکراکت جونپور وغیرہ کے بہت لوگ آپکے مرید تھے آپ کے خلفا یہ حضرات ہوے شاہ غلام قادر۔ شاہ واجد الدین و شاہ ماجد الدین۔ شاہ غلام اسد اللہ ساکن مصطفےٰ آباد ضلع سارن۔ شاہ منیر الدین خلف شاہ واجد الدین۔ دیوان سید فضل علی پسر دیوان سید کرامت اللہ سرائے میری صاحب سجادہ حضرت سید علی قوام شاہ عاشقان سرائے میری جو اپنے والد کے مرید و خلیفہ تھے لیکن اجازت و خلافت آپ سے بھی رکھتے تھے اور آپ کے داماد بھی تھے۔ شیخ محمد طہ لکھنوی۔ شیخ کرم علی جونپوری

سید فقیر اللہ جونپوری۔ شاہ لطف اللہ بردونوی۔ شاہ حسن علی ساکن کراکت ضلع جونپور۔ میر رحم علی ساکن کھجوہ ضلع سارن۔ مولوی شاہ حبیب الدین پسر آنحضرت و شاہ غلام طیب مرید حضرت قمرالحق۔ آپ شاعر بھی تھے فصیح تخلص تھا وفات آپ کی چھبیس ماہ شعبان سنہ بارہ سو چھ ہجری مین ہوئی مزار آپ کا رشید آباد مین حضرت شاہ امیر الدین کے حظیرہ مین مشرق جانب ہے

ذکر حضرت نورالحق شاہ حیدر بخش

آپ کا نام حیدر بخش اور قطب الدین و نورالحق لقب تھا آپ حضرت شاہ محبوب الحق کے صاحبزادے اور حضرت قمرالحق کے نواسہ تھے چونکہ جناب امیر کرم اللہ وجہہ نے عالم رویا مین حضرت قمرالحق کو آپ کی ولادت کی بشارت دی تھی اسلیے آپ کا نام حیدر بخش رکھا گیا حضرت قمرالحق کے بجز آپ کی والدہ کے اور کوئی اولاد نہین تھی اسلیے انھون نے آپ کو فرزندی مین لیا اور صغرسنی ہی مین اپنا مرید و جانشین کیا اور خرقہ معہ اجازت کل سلاسل عطا کیا۔ نورالحق کا لقب آپ کو بارگاہ حضرت رسالتماب صلعم سے عطا ہوا تھا آپ کی تعلیم و تلقین باطنی حضرت قمرالحق و حضرت محبوب الحق ہی نے کی تفصیل اساتذہ علوم ظاہری معلوم نہین ہوا لیکن فخر تلمذ آپ کو حضرت مولانا شاہ ابو محمد عبدالقادر قلندر عمادی سوگھرپوری جونپوری خلیفہ اسرار اللہ کلید عرفان حضرت سیدنا شاہ باسط علی قلندر الہ آبادی سے تھا جو اپنے زمانہ کے سرحلقہ علما و اجلہ فقرا سے تھے آپ کے خلفا یہ حضرات ہوے حضرت قیام الحق

شاہ امیر الدین۔ میر سید غلام جیلانی ساکن دلاور پور ضلع سارن شاہ غلام حسن شاہ محمد حمید راجگیری۔ سید شاہ عنایت کریم۔ شاہ بشارت علی جونپوری۔ شاہ رمضان علی۔ سید مخدوم علی۔ سید شاہ معصوم علی۔ وفات آپ کی شب بست وپنجم ماہ شوال روز دوشنبہ سنہ بارہ سو چوبیس ہجری مین ہوئی مزار آپ کا مقام بھن بارہ تکیہ حیدری پرگنہ بارہ ضلع سارن مین ہے عمر آپ کی قریب ستر برس کے ہوئی۔

ذکر حضرت قیام الحق شاہ امیر الدین

خلف وخلیفہ حضرت شاہ نور الحق۔ آپ کا دوسرا نام محی الدین ہے کتب درسیہ آپ نے اپنے چچا مولوی حبیب الدین ودیگر اساتذہ سے پڑھکر فراغ حاصل کیا بیعت آپ کو اپنے والد بزرگوار حضرت شاہ نور الحق سے تھی اور اجازت وخلافت بھی اُنھین سے۔ آپ کے خلفا یہ حضرات ہوے۔ سید محمد قاسم صاحب سجادہ حضرت شاہ محمد حمید راجگیری۔ مولوی شاہ واجد علی ولد شاہ رمضان علی۔ سید شاہ مخدوم علی ابن سید شاہ معصوم علی۔ حضرت شاہ ولی بخش پسر آنحضرت۔ حضرت شاہ غلام معین الدین عرف شاہ امید علی پسر آنحضرت۔ شیخ قنبر حسین رئیس قصبۂ سکندر پور ضلع بلیا۔ وفات آپ کی شب نہم ماہ محرم الحرام سنہ بارہ سو پینسٹھ ہجری مین ہوئی اور بروز عاشورا رشید آباد مین اپنے جد بزرگوار کے پہلو مین دفن ہوے۔

ذکر حضرت ابو الخیر شاہ غلام معین الدین

خلف ثانی حضرت قیام الحق۔ آپ کا اصلی نام غلام معین الدین اور عرفی نام شاہ امید علی اور کنیت ابو الخیر ہے۔ کتب درسیہ آپ نے مولوی سخاوت علی جونپوری و مولوی محمد شکور مچھلی شہری شاگرد حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی و مولوی رشید الدین خان دہلوی سے پڑھ کر فراغ حاصل کیا بیعت واجازت وخلافت آپ کو اپنے والد سے تھی اور سلسلہ زاہدیہ کی اجازت اویسیا آپ کو بمقام بہار حضرت شاہ بدر الدین بدر عالم کی روحانیت سے ملی آپ اپنے وقت کے صوفی بے بدل تھے اخفاؤ کتمان آپ کے مزاج مین بہت تھا ریا وحب جاہ سے آپ کو سخت نفرت تھی خلفا آپ کے یہ حضرات ہوے حضرت شاہ عبد العلیم سکندرپوری المتخلص بہ آسی سجادہ نشین حال آنحضرت۔ سید شاہ شاہد حسین راجگیری سجادہ نشین سید محمد قاسم راجگیری۔ شاہ سراج الدین سید مردان شاہ ولایتی۔ مولوی بندہ حسن۔ سید شاہ محمد سجاد بہاری سجادہ نشین خانقاہ جعفری۔ سید عبد العلی متوطن سادات پور ضلع سارن۔ سید حافظ تصدق حسین برادر سید عبد العلی مذکور۔ وفات آپ کی سولہ ذی الحجہ سنہ تیرہ سو سات ہجری وقت نماز مغرب بین الفرض والسنت ہوئی۔ مزار آپ کا اپنے جد بزرگوار کے پہلو مین مہین بارہ تکیہ حیدری پرگنہ بارہ سرکار سارن مین ہے۔ چونکہ آپ کے کوئی اولاد نہین تھی اس لیے آپ نے آیندہ امید اجراے سلسلہ سجادہ نشینی وارشاد ہدایت ظاہری و باطنی منقطع دیکھکر حضرت شاہ سراج الدین ابن مولوی قاضی محمد ناصر

ابن مولوی قاضی باسط علی نواسہ حضرت قیام الحق شاہ امیر الدین کو بعمر سترہ
سال اپنا مرید کر کے اجازت و خلافت جملہ سلاسل خاندانی وغیرہ مع تولیت
و سجادہ نشینی بخشی مگر افسوس کہ اُنکی عمر نے وفا نہ کی اور اُنھون نے بعارضہ
چیچک چوبیس سال کی عمر مین سات ماہ ذیقعدہ سنہ تیرہ سو چودہ ہجری ۱۳۱۴
مین انتقال کیا۔ لہذا بعد اُن کے آپ کے جانشین حضرت شاہ عبد العلیم
سکندرپوری المتخلص بہ آسی ہوے ابقاہ اللہ تعالے علی وسادۃ التلقین
والارشاد

نفحۂ ہشتم

ذکر حضرت سید العرفا الملقب الغیب بہ محی الدین ثانی شاہ مجتبیٰ معروف بشاہ مجا قلندر لاہرپوری

خلیفہ اعظم حضرت قطب العالم۔

نسب شریف آپ کا منجانب آبائے کرام اٹھائیس واسطون سے حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کو پہونچتا ہے اسطرح سے کہ حضرت شاہ مجتبیٰ ابن شاہ مصطفےٰ ابن شاہ امین الدین بن حضرت شاہ عبد الرحمن جانباز قلندر بن حضرت شاہ علاء الدین احمد جرمینہ پوش بن شاہ عطاء اللہ بن شاہ ظہیر الدین بن شاہ خیر الدین بن شاہ ظہیر الدین بن سلطان التارکین مولانا شاہ سلیمان مستنجدی کنتوری ابن امیر عبد اللہ بن مستنجد باللہ ابن مقتفی باللہ بن مستظہر باللہ بن مقتدی باللہ بن محمد بن قائم بامر اللہ بن قادر باللہ بن اسحق بن مقتدر باللہ بن معتضد باللہ بن موفق باللہ بن متوکل علی اللہ بن معتصم باللہ بن ہارون رشید بن محمد مہدی بن ابی جعفر منصور بن محمد بن علی بن عبد اللہ ابن عباس ابن عبد المطلب اور نسب مادری چند طرق سے حضرات ائمہ علیہم السلام تک پہونچتا ہے ایک تو یون کہ ایک صاحبزادی فرزند ان حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے امیر عبد اللہ کے عقد مین تھین جنسے مولانا سلیمان پیدا ہوے دوسرے یہ کہ والدۂ شاہ عطاء اللہ سید مفاخر الدین کنتوری

بن ابو طالب بن محمد محروق بن ابو القاسم حمزہ بن حمزہ بن حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام کی صاحبزادی تھین۔ تیسری یہ کہ سیدہ راے ملک والدہ شاہ امین الدین سید الہدیہ شہید سامانی کی صاحبزادی تھین جو حضرت زید شہید کی اولاد سے تھے۔

ولادت آپ کی سنہ ایکہزار اکیس ہجری مین ہوئی اٹھارہ برس کے سن تک آپ نے اپنے ماموں حضرت شیخ ابو سعید بن حاجی عبد اللطیف کے سایہ عاطفت مین رہکر صرف و نحو پڑھی پھر لکھنو مین ملا عبد القادر فاروقی سے کتب درسیہ پڑھین جب آپ ہدایہ پڑھتے تھے تو ایک روز اثناے مطالعہ مین یہ آواز سُنی کہ مجا کتاب رابیندازو خدا راشناس جب آپ کو کوئی کہنے والا نظر نہ پڑا تو مطالعہ مین مشغول ہو گئے پھر دوبارہ وہ آواز آئی آپ نے متحیر ہوکر ڈہونڈہا جب کوئی نہ ملا تو پھر مطالعہ کرنے لگے تیسری بار پھر آواز آئی اس مرتبہ آپ کو یقین ہوا کہ یہ آواز منجانب اللہ ہے اس خیال سے ایسا اثر پڑا کہ پڑھنے سے دل سرد ہو گیا کتاب مولوی صاحب کے حوالہ کی ہرچند اونھون نے روکا لیکن آپ نہ رُکے اور لاہور کا راستہ لیا اس ارادہ سے کہ وہان سے جاکر حضرت شاہ میر لاہوری کے مرید ہون چنانچہ ہنڈول نواح شاہجہان آباد تک پہونچے تھے کہ راستہ مین آندھی آئی اور پانی برسنے لگا مجبور ہو کر ایک درخت کے نیچے ٹھہر گئے دیکھتے کیا ہین کہ بہت سے لوگ دور سے چلے آتے ہین اُن مین سے

لہ حضرت بندگی جعفر امیٹھوی کے مرید تھے اور وہ اپنے والد حضرت بندگی نظام الدین و حضرت شیخ عبد الرزاق ابن خاصہ خدا خلیفہ حضرت شاہ عبد السلام قلندر کے خلیفہ تھے انکے شاگرد علاوہ حضرت سید العرفا کے اور بھی بڑے بڑے حضرات مثل حضرت شاہ پیر محمد لکھنوی و حضرت میر سید حسن رسولدار و ملا قطب الدین شہید سہالوی وغیرہم ہوے مفصل حال ان کا بحر زخار مین موجود ہے۔

ایک نے آپ سے آکر کہا کہ اُٹھو حضرت میر آتے ہین آپ حضرت شاہ میر لاہو ریکو
مجھے اوسنے کہا کہ نہین حضرت غوث الاعظم محی الدین عبد القادر جیلانی تشریف
لاتے ہین آپ نے استقبال کر کے قدمبوسی کی حضرت غوث پاک نے فرمایا
کہان جلتے ہو جاؤ جونپور مین شاہ عبد القدوس کے جا کر مرید ہو آپ نے عرض
کیا کہ اب مین کہین نہ جاؤنگا آپ خود ہی تعلیم فرمائیے اُنھون نے شغل دائرہ
غوثیہ تعلیم کیا اور فرمایا کہ تمھارا کشود کار اونھین سے ہوگا آپ وہین سے جونپور
روانہ ہوئے اور منزلین طے کرتے ہوے پہونچے راستہ مین دریا پڑا کشتی
نہ تھی آپ مجبوراً بیٹھ گئے اتنے مین ایک شخص جوہری وضع کا اسباب کاندھے
پر رکھے آیا اور آپ سے پوچھا کہ کس خیال مین بیٹھے ہو آپ نے بتلایا اوسنے
کہا کہ دریا تو پایاب ہے مین اوترتا ہون تم بھی میرے ساتھ آؤ یہ کہکر وہ اور
آپ دریا مین اوترے دریا کا پانی گھٹنون تک تھا جب عبور کر چکے تو اوسنے
ایک روٹی آپ کو دی آپ نے کھا کر پانی پیا پھر وہ شخص راستہ بتلا کر غائب
ہو گیا آپ چلے وہان حضرت قطب العالم بار بار اوٹھ کے ٹہلتے اور فرماتے تھے
کہ نبیرہ بندگی میان یعنی حضرت امام جانباز اپنے جد کی نعمت لینے آتا ہے جب
آپ پہونچے تو وہ ٹہل رہے تھے جا کر قدمبوسی کی اونھون نے بہت شفقت
فرمائی آپ اونکی خدمت مین اٹھارہ روز رہے اور بیعت کر کے اونکا سلاسل
قلندریہ و قادریہ و چشتیہ اخذ کیے ایک روز بوجہ شدت تعب اذکار آپ کو خون
کی قے ہوئی اوسی روز سے مرض سل جو تمتون سے آپ کو تھا جاتا رہا جب
آپ حضرت قطب العالم کی زیارت سے مشرف ہوئے اسوقت آنکی عمر چھپن

ایک سو دس سال کی تھی چنانچہ آپ نے حجۃ العارفین مین لکھا ہے کہ من
بخدمت شیخ عبدالقدوس قدس سرہ مشرف شدم وے صد و دہ سالہ بودہ باشد لیکن منتظر من بود
چون ملازمت نمودم بسیار شاد شد و فرمود کہ منتظر تو بودم بروقت رسیدی و بتربیت من
مشغول شد اوّل مرتبہ حاضری مین آپ اٹھارہ روز رہے دوبارہ سات دن
سہ بارہ ایک ہفتہ سے کم آپ فرماتے تھے کہ بوجہ حضرت قطب العالم کے
منتہی ہونے کے مرید اُنسے بہت کم فیضیاب ہوتے تھے جو شخص حاضر ہوتا تھا
اوس سے فرما دیتے تھے کہ مجتبے لاہرپوری کے پاس جاؤ مین اب بڈھا ہوا
اور وہ ابھی جوان ہے۔ نقل ہے کہ آپ کو رخصت کرتے وقت اوبھون نے
آپ سے فرمایا کہ مجکو کیمیا کا نسخہ معلوم ہے تم بھی اطمینان قلب کے لیے سیکھ لو
ضرورت پر کام دیگا آپ نے عرض کیا کہ حقیقی کیمیا جو تھی وہ آپنے مجکو بتلا دی
اب اور کسی کیمیا کی ضرورت نہین وہ آپکے اس استغنا و علو ہمتی پر بہت
خوش ہوے اور فرمایا کہ میان تم مجھ سے بڑھ گئے مینے سیکھی مگر کبھی بنائی
نہین اور تم نے تو سیکھی ہی نہین آپ کو رخصت کرتے وقت اوبھون نے اپنی
آستین پھاڑ دی یہ اشارہ اس طرف تھا کہ تم میرے آخری خلیفہ ہو پھر آپ
اونکے حکم سے لاہرپور آئے اور بیرون آبادی چک محمد و دین ایک مختصر مکان
بنا کر اقامت کی۔

آپ کا عقد اپنے ماموں حضرت شیخ ابو سعید کی صاحبزادی سے ہوا تھا جنسے قبل
آپ کے مرید ہونے کے ایک صاحبزادی پیدا ہوئی تھین جو سید حنیف الدین بنگالی
کو بیاہی گئین اُنسے ایک صاحبزادی ہوئین جنکی اولاد مین سادات جرّاج ہیں

نقل ہے ایک روز آپ نے اپنی بیوی صاحبہ سے فرمایا کہ میری قسمت مین ایک لڑکا ہے مگر تم سے نہین اگر دوسری شادی کرون تو ہو مگر تم ناخوش ہوگی لہذا بہتر یہ ہے کہ مین بھی خدا کی یاد مین رہون اور تم بھی پھر حویلی سے ملحق ایک مکان بنوا کر وہین تشریف لے آئے اور سخت سخت ریاضات و مجاہدات مین مصروف ہوے اور باتفاق رلے فرزندان باکمال حضرت قطب جہان خانقاہ جانبازیہ کے وارث و مالک ہوے مرادالمریدین مین ہے کہ حضرت قاضی مینا قلندر مہونوی فرماتے تھے کہ آپ جاڑے کی راتون مین باوصف شدت سردی بوجہ غایت حرارت ذکر گھر سے تشریف لاکر دالان کے سامنے پختہ چبوترہ پر ننگے پیر ٹہلا کرتے تھے اور سردی اثر نہین کرتی تھی مین بھی آپ کے ساتھ ٹہلتا تھا آپ شفقت سے فرماتے تھے کہ مینا میان یہان تم کیون تکلیف اُٹھاتے ہو مین عرض کرتا تھا کہ حضور ایسی سردی مین کوئی بھی اپنے گھر سے باہر نکلتا ہے اور آپ اس پختہ چبوترہ پر جو شبنم سے تر ہے ننگے پیر ٹہلتے ہین بھلا مین کیسے گوارا کرون تب آپ اندر چلے جاتے تھے پھر جب ذکر کی گرمی سے بیتاب ہو جاتے تھے تو پھر آکر ٹہلنے لگتے تھے نیز وہ فرماتے تھے کہ ایکبار چاندنی مین آپ نے مجھسے فرمایا کہ مینا میان باغ کی سیر کر آؤ مین متعجب ہوا کہ برسات کا موسم ہے اور سیر کا یہ وقت نہین یہ حضرت کیسا ارشاد فرماتے ہین لیکن مین گیا اثناء سیر مین دو گلاب کے پھول مجکو نظر آئے مجھے تعجب ہوا کہ فصل تو ختم ہو چکی اب یہ کہان سے آئے مگر شیخ اس خیال سے کہ اس مین بھی کوئی بھید ہوگا دونون پھول توڑ لیے اور لے آیا آپ نے فرمایا

کہ رکھ لو مینے رکھ لیے صبح کو مولوی بہاءالدین آپ کے مرید اور میرے استاد محمد شاکر طالبعلم کو لیکر آئے آپ کا معمول تھا کہ بعد نماز فجر چادر اوڑھکے لیٹ رہتے تھے اور مشغولی کرتے تھے جب مولوی صاحب آئے تو مینے اطلاع کی آپ اوٹھ بیٹھے اور بہ غصہ مجھ سے فرمایا کہ ایک پھول محمد شاکر کو اور دوسرا مولوی کو دو اور اونسے فرمایا کہ محمد شاکر کے طفیل مین تم بھی لو پھر لیٹ گئے وہ دونون ایسے ڈرے کہ چہرے زرد ہو گئے جب رخصت ہو کر اوٹھے تو مین حسب معمول خود بطور مشایعت اونکے ساتھ دروازہ تک گیا اور خوف کی وجہ پوچھی اونھون نے کہا کہ راستہ مین محمد شاکر نے مجھ سے کہا کہ اگر حضرت آج مجھے بے فصل گلاب کا پھول دین تو معتقد ہو جاؤن مینے کہا کہ کمبخت اولیاء اللہ کا امتحان کرنا چاہتا ہے دور ہو میرے ساتھ نہ جا شاید مجکو بھی معتوب کرانا چاہتا ہے پھر وہان جو کچھ گذرا وہ تم نے بھی دیکھا مگر خیریت ہوئی کہ مین بچ گیا مینے کہا کہ حضرت کو پہلے ہی معلوم ہو گیا تھا مجکو رات ہی مین باغ بھیجکر پھول منگوا رکھے تھے ایک روز وہ آپ کے حجرہ مین گئے تو اوسے بہت معطر پایا دریافت کیا تو آپنے فرمایا کہ ایک پری میرے پاس آئی تھی بہت ہی حسین و صاحب جمال تھی اور لباس فاخرہ و معطر پہنے تھے نزاکت اوسمین اسقدر تھی کہ اس فرش پر بیٹھ نہ سکی تو اوسکی خادمہ نے نہایت نرم فرش بچھا دیا اوسنے مجھ سے کہا کہ مین فلان جن کی لڑکی ہون میرے باپ نے میری بہن کو عظیم آباد کی طرف فلان بزرگ کی خدمتگذاری کو بھیجا اُن بزرگ نے اُسکو قبول کر لیا اور وضو کرانیکی خدمت دی اور مجکو آپ کی خدمت مین بھیجا ہے اگر قبول کیجیے تو زہے نصیب مینے اس سے

کہا کہ مجھ سے ایک ہی کا بار نہین اُٹھتا مین تمکو لیکر کیا کرون پندرہ سال سے
گھر مین نہین گیا اور نہ بیوی سے کچھ مطلب رکھا اسکے علاوہ مجھ مین اور تم مین
تبائن نوعی ہے مین خاکی اور تم آتشی اسپر بھی اوسنے بہت اصرار کیا مگر مینے
نہین مانا آخر وہ مایوس ہو کر چلی گئی یہ اوسی کے کپڑون کی خوشبو ہے نقل
ہے کہ ایکبار عامل لاہرپور نے جو بہت ظالم تھا باشندگان لاہرپور پر سخت
ظلم کیا آپ نے سلطان شہاب الدین شاہجہان کو یہ لکھ بھیجا کہ مجالاہرپور کی
کی طرف سے شحنہ دہلی کو معلوم ہو کہ تونے جس عامل کو بھیجا ہے وہ سخت ظالم ہے
اگر اسکو بدل دے تو بہتر ہو گا ورنہ تیرے عوض مین دوسرے کو مقرر کردونگا
جب یہ رقعہ اسکو ملا تو اُسنے فوراً اوسے معزول کر دیا نقل ہے کہ ایک مرتبہ
آپکے سامنے لوگون نے مسئلہ وحدت الوجود پر بحث کی آپ خاموش سُنا
کیے جب عرصہ گذرا اور کسی طرح مسئلہ طے نہوا تو آپنے اپنا مصلیٰ آگ کے
ڈھیر پر بچھا دیا اور بیٹھ گئے اور فرمایا کہ وحدت وجود اسکو کہتے ہین نقل ہے
ایکبار آپ ردولی تشریف لے گئے وہان بوجہ عدیم الفرصتی آپ کو حضرت
مخدوم عبد الحق ردولوی کے مزار پر جانے کا اتفاق نہوا تو وہین کے ایک
بزرگ نے دیکھا کہ حضرت مخدوم کی طرف سے ایک تلوار نکلی اور آپ کی
طرف سے سات تلوارین یہ دیکھکر اُنھون نے صلح کرادی آپ کی طرف سات
تلوارین حضرت امام سلیمان سے لیکر امام عبد الرحمن جانباز تک کی تھین
کہ سات پشت سے سب کے سب قطب و غوث ہوتے آئے تھے اس واقعہ
کو خود آپ نے کتاب مناقب الخلفا مین لکھا ہے نقل ہے ایک مرتبہ آپنے

حضرت شاہ ابو نجیب قلندر امیٹھوی سے فرمایا کہ شاہ حمید ابدال سے میرا سلام کہدینا اونھوں نے جاکر کہدیا وہ اُسوقت تک ابدال کے لقب سے مشہور نہین تھے متغص ہوکر کہنے لگے کہ کیا خوب اپنی قطبیت چھپاتے اور میری ابدالیت ظاہر کرتے ہین اُس روز سے وہ شاہ حمید ابدال کے لقب سے مشہور ہوگئے یہ بزرگ قصبہ بہلول کے رہنے والے اور حضرت شاہ میر لاہوری کے مرید تھے۔ آپ نغمہ و سرود کے بہت شائق تھے قوال آپ کے یہان ہمیشہ نوکر رہتے تھے۔

آپ کا لقب عالم غیب سے محی الدین ثانی تھا آخر عمر مین استغراق بہت تھا گیا تھا بحالت نماز سجدہ مین دو دو تین تین روز گذر جاتے تھے آخر مریدین نے عرض کیا کہ حضور تنہا نماز پڑھا کرین اور ہمکو علیحدہ پڑھنے کی اجازت دین مراۃ المریدین مین ہے کہ آپ کو آخر مین استغراق بہت بڑھ گیا تھا تین تین روز بیخود رہتے تھے اور بالکل نہ کچھ کھاتے پیتے اور نہ قضاے حاجت کو جاتے تھے نہ کوئی عرض کرنے کی جرأت کرتا تھا جب لوگ یہ خیال کرکے کہ تین روز کے نہ کھانے سے مبادا کیا حال ہو پریشان ہوتے تھے تب حضرت قاضی مینا قلندر سے کہتے تھے کہ تم ہوشیار کردو وہ جاکر کان مین کہتے تھے کہ یا حضرت ذوق ہے ذوق اُسوقت آپ فرماتے تھے کہ کہان ذوق ہے اور کہان شوق تب وہ پھر عرض کرتے تھے کہ تین شبانہ روز ہوچکے ہین کہ نہ آپ نے کھانا کھایا اور نہ حوائج ضروری کو تشریف لے گئے اور نہ نماز پڑھی نماز کا نام سنکر فوراً اُٹھ کھڑے ہوتے تھے اور حوائج بشری سے فراغت کرکے قضا نمازون کو ادا کرتے تھے۔ منقول ہے کہ آپ

کھانا بہت کم کھاتے تھے آپ کی والدۂ ماجدہ اکثر ملول رہتی تھین ایک روز
اونھون نے زائد کھانے کے لیے اصرار کیا آپ نے موافق معمول کھاکر اور مانگا
اور لایا گیا وہ بھی نوش فرمایا پھر اور مانگا یہانتک کہ جو کچھ گھر مین پکا تھا وہ سب
منگواکر تناول فرمایا پھر اور مانگا تب بازار سے منگوایا گیا اُسکو بھی نوش فرمایا
پھر اور مانگا تب آپ کی والدہ اس خیال سے بہت پریشان ہوئین کہ قریب
ایک من کے کھا گئے نہ معلوم کسقدر نقصان ہو آپنے فرمایا کہ بڑی مشکل ہے
اگر کم کھاتا ہون تو زائد کھانیکو کہتے ہین اور زائد کھاتا ہون تو پریشان ہوتی ہین
یہ فرماکر اُٹھ کھڑے ہوے وہ سب ہضم ہو گیا نقل ہے کہ بسبب ایک خاص مرض
کے آپ پلنگ ہی پر بیٹھا کرتے تھے ایک مرتبہ قصبہ امیٹھی تشریف لے گئے
اور ملا جیون صاحب کے والد ملا ابو سعید کے مکان پر ٹھہرے پھر حضرت شیخ گی
میان کے مزار پر تشریف لے گئے بعد فاتحہ خوانی فرمایا کہ مجکو پلنگ پر بیٹھنے کا
حکم ملا ہے چونکہ درگاہ مین پلنگ پر بیٹھنے کا معمول نہ تھا خادم کو تامل ہوا حضرت
شیخ جنید معروف بہ شیخی میان نے فوراً پلنگ لاکر بچھا دیا آپ تھوڑی دیر بیٹھکر
اوٹھ کھڑے ہوے اور اُنکو دعا دیکر فرمایا کہ شیخ بندگی میان کی سجادگی تمکو دی
اُسوقت تین حضرت شیخ جنید کے والد شیخ عبد الواحد کا ارادہ تھا کہ اپنے بڑے
بیٹے کو جانشین کرین اور انکی طرف چندان توجہ نہ تھی مگر برکت آپکے ارشاد کے
عجب اتفاق ہوا کہ وقت انتقال اپنے والد کے انکے بھائی موجود ہی نہ تھے
یہی بیٹھے اسلیے انکے والد نے انھین کو جانشین کیا انکو آپ سے بھی اجازت
وخلافت تھی۔

آپ کی تصنیف سے کئی کتابین ہین ایک مناقب الخلفا جسمین آپنے اپنے خاندانی بزرگون کے حالات تحریر فرمائے ہین دوسرے حجۃ العارفین تیسری انیس العاشقین در اذکار و اشغال قلندریہ کے بیان مین انکے علاوہ آپکے مکتوبات بھی ہین جنکو حضرت غوث ملت شاہ تراب علی قلندر نے ترتیب دیا من حیث اپنے اعلی مضامین کے یہ مکاتیب حضرت مجدد کے مکتوبات سے کم نہین ہین آپ نے ایک مثنوی بھی تحریر فرمائی تھی جب وہ جمع ہوئی اور مریدین نے اوسکی نقل چاہی تو ایک روز آپ نے حضرت قاضی مینا قلندر سے فرمایا کہ مینا میان مثنوی کے اجزا لے آؤ وہ لائے آپ نے سبکو پانی سے دہو ڈالا اور بعض روایات مین ہے کہ وہ مثنوی سو جزو کے قریب ہوچکی تھی اور اوسمین آپ نے حقائق و معارف کے مسائل نہایت وضاحت سے تحریر فرمائے تھے ایک روز غیب سے حکم ہوا کہ مثنوی کو جلا دو والاسرار صونوها عن الاغیار[1] آپ نے اوسے جلا ڈالا اور اوسکی آگ پر کھچڑی پکا کر سب خود نوش فرما گئے چنانچہ مکتوب چہارم مین آپ نے حضرت شیخ عبدالرسول قلندر لکھنؤی کو تحریر فرمایا ہے کہ اے برادر در ماہ جمادی الاول تاریخ بستم خواستہ بودم کہ اسرار الٰہی را واضح در تحریر آرم چون در واقعہ عتاب کردند دانستم کہ حق تعالی باظہار راضی نیست ؎

اہر کرا اسرار جان آموختند	مہر کردند و دہانش دوختند

یہ چند اشعار مشہورہ اوسی مثنوی کے ہین جو لاجیون لکھنؤی سنکر یاد کر لیتے تھے وہو ہذا ؎

[1] اسرار کو اغیار سے محفوظ رکھو ۱۲

هر دلی کز عشق یزدان زنده شد　　از حیاتِ معنوی پاینده شد
از حیاتِ معنوی گو بو بری　　از درختِ معرفت هان برخوری
رو درختِ معرفت در دل نشان　　تا مگر یابی نشان از بی نشان
بی نشان را کس نیابد از نصوص　　هم نیابد از فتوحات و فصوص
عمر را ضایع مکن در گفتگو　　گفتگو چون پرده‌ہائے توبتو
پرده‌ہائے توبتو در دم بسوز　　تا بہ بینی روئے آن فیروزه روز
هر کہ روئے یار در دنیا ندید　　هم نہ بیند در عقبے اے مرید
جهد کن تا تو بچشمِ دل عیان　　روئے یار خویش بینی در جهان
تا بہ بینی یار را هر سو عیان　　بی دلیل و بی اشارت بی بیان
صحبتِ مردان کند اسرار بین　　صحبتِ مردان کند صاحب یقین
صحبتِ مردان کند مردانہ‌ات　　صحبتِ مردان کند فرزانہ‌ات
صحبتِ مردان کند کہ را چو کوه　　صحبتِ مردان کند بس باشکوه
صحبتِ مردان کند خندان چو یار　　صحبتِ مردان کند عین نگار
صحبتِ مردان اگر یک ساعت است　　بهتر از صد خلوت و طاعت است
این همہ علم از تعلیم حق است　　نے ز جد و جهد نے از بق بق است
جد و جهدم بود بهر روئے یار　　نے ز بهر علم رسمی گوش دار
علم رسمی رهزن هر سالک است　　این عقیده حنبل و هم مالک است
هر کہ او در بند قال و قیل شد　　همچو فرعون غرق اندر نیل شد
کیست فرعون آنکہ او خود را بدید　　کیست موسی آنکہ از خود وارهید

بند دین مشکل‌تر از بند حدید ‌ ‌ ای خدا برهان ازین قید شدید
دیدهٔ یعقوب بیند روی او ‌ ‌ خویش را قربان کند بر بوی او
گریه و فریاد کن یعقوب‌وار ‌ ‌ تا تبو بوئی رسد از مهر یار
بوی یوسف سرمهٔ یعقوب بود ‌ ‌ زان بصر در دیده‌هایش میفزود
یوسفِ کنعان نهان در چاه دل ‌ ‌ تو همی جوئی ورا در آب و گل
جان فدای یار کن در هر قدم ‌ ‌ تا تو گردد عیان سرّ قدم
چون بجنبش آمده این بحر جان ‌ ‌ صد هزاران موج گشته زو عیان
ما و من پیدا شده زان موجها ‌ ‌ بل ازو پیدا شده صد فوجها
موجهایش عین بود و غیر شد ‌ ‌ از یکی مسجد ز دیگر دیر شد
بحر جان محفوظ از امواج بود ‌ ‌ پاکتر از ملک و مال و تاج بود
از سر دیوانگی گویم سخن ‌ ‌ زان نفهمد در جهان کس حرف من
گاه حرفم پست باشد گه بلند ‌ ‌ صد زبان بهتر نیرزد هوشمند
هیچ ذره چه نهان و چه عیان ‌ ‌ نیست غافل یکدمی از سرّ جان
سرّ جان بر هر کسی مکشوف نیست ‌ ‌ کشف او بر هیچ شی موقوف نیست
جمله عالم در حجاب اندر حجاب ‌ ‌ ورنه دلبر اظهرست از آفتاب
هر که نفس خویش را نشناخته ‌ ‌ غیر را از دیده‌ها انداخته
غیر چون از دیده‌ها بیرون شود ‌ ‌ هم درون و هم برون بیچون شود
کس نشد محرم ز اوراق سبق ‌ ‌ کس بچشم سر ندیده سرّ حق
صد کتاب و صد ورق در نار کن ‌ ‌ سینه را از عشق او گلزار کن

هم گل و گلزار و هم بوی توئی | زحمت بیرون کن ازین ملک دوئی
هر یکی را ملتمس چون قند شد | آدمی همچون مگس در بند شد
هست انسان بحر نور ذوالمنن | گرچه گشته چون سبو در قید تن
قید تن کرده نمو مر بحر را | ز قید تن گشته سبو مر بحر را
گر ببیند انه و همائے سایه | شاه گردد مفلس بی مایه
ای دریغا ای دریغا ای دریغ | هست خورشیدی نهان در زیر میغ

دیگر
در کلم هم گل و هم بلبل است | چون دوئی بگذشت بلبل هم گل است
این توئی و آن دوئی هر دو بکند | نی یکی نی دو خیال بی شک اند

دیگر
هر ولی کو هر ولی آن سر دست | در حقیقت آن ولی پیغمبر است

دیگر
حق دانم و حق بینم و حق گویم راست | حق درین و من درین حق و حق هست ما

دیگر
صد جفا و رنجها بر هوشمند | همچو شیر و شکر است بل همچو قند

دیگر
صد هزاران رنگ اندر رنگ بخواست | از هر لیش اینهمه چون و چرا است
هر زمان دیگر نماید روی دوست | گر هزاران رنگ بنماید هم اوست
رنگها در رنگها چون غرق شد | در جهان زو صد هزاران فرق شد
این خلاف و جنگها زان شد پدید | جنگ و صلحت در نیابحر مزید
جنگهای خر فروشان یاد کن | از قبول شان تو خود را شاد کن

دیگر
من ندارم طاقت دیگر سخن | لیس فی الدارین الا ذوالمنن
از جنون اسرار دل بیرون هم | این ندانم بر رهم یا بیرهم
نی خبر دارم نه هوش و بیهشی | نی خبر دارم ز نا نده و خوشی

این چنین بد حال شبلی سالہا	کرد پیروی عشق بس اقبالہا
گاہ گفتی حرفہائے بیخودان	گاہ او گفتی سخن با عابدان
گاہ با ہفتاد و دو ملت یکے	گاہ ازان او ہم منفر بیشکے
گاہ دیوانہ و گاہے ہوشیار	عقل کل بود ست آن شیخ کبار
کارہائے عارفان ذوفنون	در جہان دان این چنین ای رہنمون

وفات آپ کی پندرہ ماہ ربیع الآخر سنہ ایکہزار چوراسی ہجری مقدسہ مین ہوئی عمر شریف ترسٹھ سال کی ہوئی مناقب الاصفیا مین ہے کہ آپ کی عمر ترسٹھ سال سے زائد کی تھی جب سن شریف ترسٹھ سال کا ہوا تو فرمایا کہ عمر مین بھی مجکو متابعت آنحضرت صلعم کرنا چاہیے لہذا بقیہ عمر کسی اور کو دیکر انتقال فرمایا

قطعۂ تاریخ وفات آنحضرت سے

مجاز شیخ آن خداوند معارف	کہ بودہ گلشن دین را شقایق
ز بس کشف و کمالات و مکارم	ز مثال و زافران بود فلایق
چو راہ عاقبت پیمود ناچار	کہ ہر کس را بود این راہ لایق
پے تاریخ و سال رحلت او	در آمد قدوۃ صاحب دقایق
زاوج عرش والالہم غیب	بگفتہ کو رشد چشم حقایق

روضہ شریفہ لاہرپور ضلع سیتاپور مین ہے مزار سنگ مرمر کا ہے اور عمارت روضہ نواب سید عزت خان مرید و تربیت یافتہ حضرت شاہ یوسف قلندر اٹھوڈی کی بنوائی ہے زیارت روضہ منورہ سے مین بھی ماہ ربیع الآخر ۱۳۲۹ھ مین

ھ تخرجہ اعداد حاے حقایق ۱۲

مشرف ہوا ہوں گنبد درگاہ نہایت خوبصورت وخوش قطع ہے اندر سے درگاہ مربع اور باہر سے ہشت پہل ہے اور ہر چہار سمت وسیع صحن ہے۔

آپ کے خلفا و مجازیہ حضرات ہوئے۔ حضرت رئیس العارفین شاہ فتح قلندر جونپوری۔ حضرت شاہ عبدالرسول قلندر کچھندوی۔ حضرت شاہ عبدالرسول قلندر بنارسی۔ حضرت شاہ عبدالرسول قلندر سترکھی تلمیذ رشید ملا محمد ماہ دیوگامی۔ حضرت قاضی معین الدین معروف بہ قاضی مینا قلندر مہونوی۔ حضرت شاہ عاشق قلندر حضرت شاہ ابونجیب قلندر امیٹھوی۔ حضرت شاہ یوسف قلندر امیٹھوی۔ حضرت شاہ محمد ماہ قلندر الہ آبادی۔ حضرت شاہ بہاء اللہ قلندر ابن حضرت رئیس العارفین حضرت شیخ جنید ثانی عرف شیخی میاں نبیرہ حضرت بندگی نظام الدین امیٹھوی حضرت شاہ عبدالنبی اکبرآبادی۔ حضرت شیخ محمد رفیع بلگرامی حضرت شاہ محی الدین بلگرامی۔ حضرت شاہ مظفر اودھی۔ حضرت میر سید دانیال ابن سید نعمت اللہ ابن مفتی سید اسمعیل بن حضرت سید خضر ہرگامی داماد وخلیفہ حضرت قطب جہاں حضرت میر سید مسعود خلف میر سید دانیال ہرگامی۔ حضرت شاہ محمد رضا حضرت شاہ قطب الدین لاہرپوری۔ حضرت شاہ محمد آفاق لکھنوی۔ حضرت شاہ عباس حضرت شاہ قاسم دہلوی حضرت سید شاہ قلندر ولد سید عبداللہ ساکن پہانی۔ حضرت میر سید حسین از فرزندان حضرت میر شاہ محمد ماہ بہرائچی۔ حضرت شیخ رکن الدین لکھنوی حضرت شاہ طالب اللہ قلندر۔ حضرت ملا رشید الدین برادر خورد ملا محمود جونپوری حضرت مولانا علی خوشنویس۔ حضرت ملا سید معز الدین ہرگامی حضرت سید بہاء الدین نواسہ حضرت شیخ رکن الدین ابن قطب جہاں قدست اسرارہم۔

ذکر بعضے خلفاے حضرت سید العرفا

ذکر حضرت شیخ عبد الرسول قلندر کچھندوی

راجگیری ابن قاضی معروف بن شیخ عبد الواحد بن شیخ حامد بن شیخ جلال الدین ابن شیخ بدھن بن شیخ قطب بن شیخ نور سجادہ نشین و ہمشیر زادہ حضرت مخدوم اخی جمشید راجگیری۔ آپ اعظم و اشہر خلفاے حضرت سید العرفا سے ہین اور انکو آپ سے تلمذ بھی تھا۔ آپ اپنے وقت کے مشہور علما مین تھے اخیر اخیر مین جب اُنپر غلبہ استغراق زائد ہونے لگا تو اُنھون نے خدمت امامت وارشاد و ہدایت آپ ہی کے سپرد کر دی۔ اور اپنی صاحبزادی اور بھائی حضرت شاہ یسین قلندر وغیرہ کو مرید کرایا اور فرمایا کہ مجا عبد الرسول و عبد الرسول مجا نیز ایک مکتوب مین حضرت رئیس العارفین کو تحریر فرمایا کہ شاہ عبد الرسول را بجہ من دان بلکہ از من بہتر تصور کن درین ہیچ مبالغہ نیست حق است حق است حق است فقط رسالہ مصباح الطالبین جسکا سنہ تالیف ایکہزار اکاسی ہے آپ کا مصنفہ ہے اسے آپنے بحکم حضرت سید العرفا شیخ محمد آفاق لکھنوی کے تعلیم و تلقین کے لیے لکھا ہے مین اذکار قلندریہ وغیرہ کو خوب بیان کیا ہے وفات آپ کی اٹھائیس ذیحجہ کو ہوئی سنہ وفات و مزید حالات دریافت نہین ہوے مزار آپ کا راجگیر مین متصل روضہ حضرت مخدوم اخی جمشید راجگیری کے ہے آپ کے مجاز و خلفا یہ حضرات ہوے حضرت شاہ یسین قلندر لاہر پوری حضرت شاہ یحیے قلندر لاہر پوری حضرت شاہ محمد تقی ساکن پڈرونہ من مضافات

جونپور حضرت سید درگاہی بلگرامی حضرت سید شاہ محمد فاضل قلندر شاہڈ ہلوی

ذکر خلفاے حضرت شاہ عبد الرسول قلندر

ذکر حضرت شاہ یسین قلندر

آپ برادر حقیقی و صاحب سجادہ حضرت سید العرفا تھے بیعت آپ کو حضرت شاہ عبد الرسول قلندر سے تھی اور خلافت بھی۔ حالات آپ کے معلوم نہ ہو سکے مزار آپ کا جانب مشرق بیرون روضہ حضرت سید العرفا ہو آپکے مزار پر یہ شعر کندہ ہی

عم سرور بود عباس صفا	آل و یاسین ابن مصطفےٰ

مفتی سید غلام احمد ابن مفتی سید معز الدین مہرگامی کو آپ سے خلافت تھی۔

ذکر حضرت شاہ یحییٰ قلندر

لاہرپوری ابن مولانا محمد محفوظ ابن شیخ عطاء اللہ ابن شیخ ابو المعالی ابن حضرت قطب جہان آپ علوم ظاہری و باطنی مین طاق اور زہد و تقوے و تقید مین یگانہ آفاق تھے علوم ظاہری اپنے بزرگون اور نیز حضرت شاہ عبد الرسول کھندوی سے پڑھے اور انھین سے مرید و خلیفہ ہوے بعضون کے نزدیک اجازت و خلافت آپ کو حضرت قاضی مینا قلندر رسولی سے بھی تھی زمانہ طفولیت مین حضرت سید العرفا کی زیارت سے بھی مشرف ہوے تھے امراء دہلی عہد بہادر شاہ و فرخ سیر کے اکثر آپ کے مرید تھے خصوصًا نواب ابو القاسم

خان صوبہ دار اودھ کو بہت خلوص تھا اونھون نے چند دیہات بھی خرچ
خانقاہ حضرت قطب جہان کے لیے نذر کیے تھے فرزندان شیخ عطاء اللہ مین
بعد حضرت شاہ محمد ماہ قلندر کے آپ نے زیادہ شہرت پائی وفات آپ کی
سات صفر سنہ گیارہ سو چالیس ہجری مین ہوئی مزار حضرت شیخ ابو المعالی
کے باغ واقع لاہر پور مین ہے آپ کے تین صاحبزادے تھے اول حضرت
شاہ مجتبے جو مدت العمر مجرد رہے دوم شیخ ظہیر الدین جو بسبب علم و فضل اپنے
جوار کے علما مین سب سے فایق تھے تلمذ انکو ملا عبد العلی محمد بحر العلوم لکھنوی
سے تھا وفات انکی بائیس شوال سنہ گیارہ سو بہتر مین ہوئی سوم حضرت
شاہ نجم الدین قلندر ولادت انکی سنہ گیارہ سو گیارہ مین ہوئی تلمذ علوم درسیہ
مین انکو حضرت سید الهدیہ ہرگامی سے تھا یہ حضرت حاجی شریف قلندر خلیفہ
حضرت شاہ محمد ماہ قلندر کے مرید و خلیفہ تھے لڑکپن مین انکو دیکھکر حضرت شاہ محمد
ماہ قلندر فرمایا کرتے تھے کہ یہ لڑکا حقایق و معارف خوب بیان کریگا اور بہت
بزرگ ہوگا انھین نے انکو حضرت حاجی شریف قلندر کے سپرد کیا تھا اور تعلیم و
تربیت کی اونسے وصیت فرمائی تھی انکو شروع سے زہد و تقوی و عبادت
و ریاضت مین بہت شغف تھا بزرگان خاندانی و نیز اپنے والد سے استفادہ
باطنی کیا صاحب تصرف و سیف زبان و مشرف القلوب تھے عمر اکاسی سال کی
ہوئی چالیس سال لاہر پور مین رہے آخر مین جب جذب و سکر زیادہ بڑھ گیا
تو قصبۂ بسوان ضلع سیتاپور چلے گئے نقل ہے کہ وقت وفات حضرت شاہ رحم
رحمن قلندر اونھون نے ان سے فرمایا کہ آپکے بعد میرا بھی جی نہ لگیگا ماہ آیندہ

مین بھی انتقال کرونگا چنانچہ بتاریخ اٹھارہ ذیقعدہ لوگون سے فرمایا کہ کل مین انتقال کرونگا اور ایک مرید کے پاس کہلا بھیجا کہ مین انتقال کرتا ہون تم میرے کفن کا سامان کر رکھو پھر سفید چادر اوڑھ کر لیٹ گئے اُسوقت ایک عزیز نے سورہ یسین پڑھنا چاہی یہ اٹھ بیٹھے اور پوری سورۃ پڑھ کر کہنے لگے کہ تمھارے پڑھنے کی ضرورت نہین وفات انکی شب انیس ذیقعدہ سنہ گیارہ سو اکانوے ہجری مین ہوئی مزار قریب مزار حضرت شاہ رحم رحمن قلندر پیر بھا تالاب پر قصبۂ بسوان ضلع سیتاپور مین ہے۔

ذکر حضرت سیّد درگاہی بلگرامی

بن سید عبدالخبیر المعروف بسیّد گھاسی بن سید درویش بن سید حاتم بن سید بدرالدین عرف سید بدے جدالقبیلہ یکے از قبائل اربعہ محلہ سید واڑہ بلگرام ماٰثرالکرام مین ہے کہ ابتدا مین آپ نے بغرض تحصیل علم قصبات اطراف بلگرام کی سیر کرکے اُس زمانہ کے علما سے پڑھا آخر مین قاضی علیم اللہ گھندوی سے فراغ حاصل کیا پھر حضرت شیخ عبدالرسول قلندر عم حقیقی قاضی علیم اللہ سے بیعت کی اور تعلیم وتلقین علوم باطنی کی پائی اور خرقہ خلافت سے بھی سرفراز ہوے پھر وطن آکر درس وتدریس ویاد الٰہی مین بقیہ عمر بسر کی وفات آپ کی تقریباً سنہ گیارہ سو بیس ہجری مین ہوئی مزار بلگرام مین ہے۔

ذکر حضرت سیّد شاہ محمد فاضل قلندر

شاہ ڈھوروی ابن سید محمد صالح حسنی حسینی آپ اتصال نسب حضرت شاہ قمیص
قادری سے اور وہ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ سے رکھتے ہین آپ کا مولد و موطن
شاہ ڈھورہ ضلع انبالہ ہے آپ کا قیام اکثر دہلی مین رہا کرتا تھا آپ کی اولاد
ذکور کا تو کوئی سلسلہ باقی نہین رہا مگر دختری اولاد موجود ہے پیر مہر علیشاہ
قادری قمیصی سجادہ نشین گولرہ ضلع راولپنڈی کے دادا آپ ہی کے نواسہ تھے
وفات آپ کی نوین رمضان المبارک شب پنجشنبہ سنہ گیارہ سو چار ہجری مین
ہوئی قطعہ تاریخ وفات از حضرت شاہ بدر الدین پھلواڑوی

سید با محمد فاضل	کہ بعہدش نبود ہمتایش
ہستی خویشتن چو کرد فنا	گشت در عالم بقا جایش
بدر تاریخ نقل آن گفتہ	باد قصر بہشت مثوایش

مزار آپ کا بمقام شاہ ڈھورہ محلہ قاضیان پرانے قلعہ کے نیچے ندی کے
کنارہ ہے اور یہ مقام شاہ محمد فاضل کی گھاٹی کے نام سے مشہور ہے آپکے
خلیفہ خواجہ عماد الدین قلندر پھلواڑوی تھے جنسے سلسلہ عالیہ قلندریہ پٹنہ و
پھلواری مین شایع ہوا۔

ذکر حضرت خواجہ عماد الدین قلندر

پھلواڑوی ابن شاہ برہان الدین قادری بن بایزید بن محمد فرید بن محمد حسین
بن امیر عطاء اللہ بن محمد سعد اللہ شہید بن محمد فتح اللہ بن محمد محب اللہ بن

محمد ہدایت اللہ بن محمد یسین بن محمد امین بن محمد ابراہیم بن محمد عمر دراز بن محمد عبید
بن محمد حمید بن حسن اسماعیل ابن محمد بن علی زینبی (انکی والدۂ ماجدہ حضرت زینب
بنت فاطمۃ الزہراؓ تھین) ابن عبداللہ الجواد بن جعفر طیار ابن ابی طالبؑ ولادت
آپ کی سنہ ایکہزار چھپتر ہجری مین ہوئی آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار
سے پائی اور بقیہ کتب درسیہ مین سے اکثر کتب دہلی و لاہور مین پڑھین اور
سند حدیث ۱۰۹۰ہجری مین نبیرہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے
حاصل کی اجازت و خلافت آپ کو حضرت شاہ محمد فاضل قلندر سے ملی اور
اونھین سے بیعت بھی کی اور تعلیم بھی پائی اونھون نے آپ سے بہت ریاضت
و مجاہدے کرائے خود آپ طالبین و مریدین سے بہت ریاضت کراتے تھے
اور یہ فرماتے تھے کہ جوانی مین اگرچہ شورش عشق اور غلبۂ شوق سلوک مین
بہت موئید ہوتی ہے مگر بڑھاپے مین ریاضت کی ضرورت ہوتی ہے اسلیئے
جوانی کی ریاضت اُسوقت نفع دیتی ہے آپ کو اپنے والد سے بھی سلسلۂ قادریہ
جنیدیہ جمالیہ کی اجازت تھی وفات آپ کی بعمر اوپچاس سال بیسوین جمادی الاولے
سنہ گیارہ سو چوبیس ہجری مین ہوئی مزار آپ کا پھلواڑی مین اپنے والد کے
پائین مزار ہے آپ کے خلیفہ حضرت تاج العارفین شاہ مجیب اللہ قلندر و حضرت
شاہ محمد مقیم پھلواڑوی ہوئے۔

ذکر حضرت شاہ مجیب اللہ قلندر

بن شیخ ظہور اللہ بن کبیر الدین بن رکن الدین بن محمد حسین بن امیر عطاء اللہ

بن محمد سعد اللہ شہید ولادت آپ کی گیارہ ربیع الآخر روز جمعہ سنہ ایکہزار
اٹھانوے ہین ہوئی تلمذ علوم درسیہ مین آپ کو خواجہ عماد الدین قلندر و حضرت
سید محمد وارث رسولنما بنارسی تلمیذ ملا ابراہیم بنارسی تلمیذ ملا محمد علی شاگرد میر زاہد
ہروی سے تھا بیعت آپکو حضرت خواجہ سے ۱۱۲۲ ہجری مین نصیب ہوئی تعلیم
طریقت اولاً آپ نے حضرت رسولنما بنارسی سے پائی پھر سب کی تکمیل چوبیسوین
سال حضرت خواجہ سے کی ان دونون بزرگون سے آپ کو اجازت و خلافت
بھی تھی بعد وفات ہر دو حضرات آپ مسند ہدایت پر رونق افروز ہوے
اور پچپن برس تک ارشاد خلایق مین مشغول رہے ان بزرگون کے علاوہ
چار بزرگون سے اور بھی آپ کو اجازت سلاسل تھی طریقہ نقشبندیہ ابو العلائیہ
کی شاہ محمد قاسم بہادر پوری سے اور نقشبندیہ مجددیہ کی حضرت شیخ سلطان ساکن
لکھنؤ سے اور حضرت جلال الدین بخاری کا آبائی طریقہ امامیہ عتیقیہ ملا محمد
عتیق محدث بہاری سے اور قادریہ کرمیہ و چشتیہ نظامیہ و مداریہ و طیفوریہ
کی شاہ معز الدین عظیم آبادی سے وفات آپ کی بعمر ترانوے سال بیس
جمادی الآخر روز شنبہ سنہ گیارہ سو اکانوے ہجری مین ہوئی مزار پھلواری
مین ہے آپ کے خلفا یہ حضرات ہوے۔ حضرت شاہ عبد الحق و حضرت شاہ
عبد الحی و حضرت شاہ نعمت اللہ قلندر ہر سہ صاحبزادگان حضرت شاہ
نور الحق بن شاہ عبد الحق حضرت شاہ شمس الدین بن شاہ عبد الحی۔ حضرت
شاہ غلام نقشبند بن خواجہ عماد الدین قلندر۔ حضرت شاہ وحید الحق ابدال
حضرت شاہ سعد اللہ ہر سہ داماد۔ شاہ لعل محمد شاہ محمد اکرم۔ شاہ خدا بخش

عیسیٰ پوری شاہ محمدی لکھنوی۔ شاہ غلام مرتضےٰ ساکن بیرونی۔ شاہ غلام سرور
پھلواڑوی۔ مولوی عبدالمغنی پھلواڑوی شاہ محمد کریم پھلواروی۔ شاہ عصمت اللہ
شاہ غیاث الدین عظیم آبادی۔ شاہ غلام رسول۔ میر دوست علی داناپوری
شاہ محمد مظفر۔

ذکر حضرت شاہ نعمت اللہ قلندر

ولادت آپ کی چوتھی محرم شب دوشنبہ سنہ گیارہ سو ساٹھ ہجری مین ہوئی تلمذ علوم درسیہ مین آپ کو حضرت شاہ وحید الحق ابدال سے تھا بیعت و اجازت و خلافت و تعلیم طریقت سب آپ کو اپنے والد سے تھی آپ اپنے زمانہ کے مشہور بزرگون مین تھے بعد وفات اپنے والد کے انتیس سال کی عمر مین اونکے جانشین ہوے چھپن سال تک ہدایت خلق و تربیت مریدین مسترشدین مین مصروف رہے وفات آپ کی بعمر چھیاسی سال اونتیس شعبان روز پنجشنبہ سنہ بارہ سو سینتالیس ہجری مین ہوئی قطعہ تاریخ وفات از حضرت شاہ ابوالحسن فرد

فرد چون فکر کرد سال وصال	ناگہان این گہر بہ نظم سفت
شیخ من ہمچو پیر بسطامی	لیس فی جبتی سوی اللہ گفت ۱۲۴۷

مزار پھلواڑی مین اپنے والد کے روضہ کے پائین ہے آپ کے خلفا آپ کے ساتون صاحبزادے یعنی شاہ ابوالحسن فرد و شاہ محمد ابوتراب و شاہ محمد امام و شاہ محمد ابوالحیوۃ و شاہ محمد قادری و شاہ محمد علی سجاد و شاہ محمد حسین اور یہ حضرات ہوئے حضرت مولوی احمدی پھلواروی۔ مولوی شاہ علی اکبر و شاہ وحید اللہ پھلواروی

شاہ محمد اولیا علی نوآبادی۔ شاہ محمد اشرف علی پھلواڑوی۔

ذکر حضرت شاہ ابوالحسن فرد

ولادت آپ کی شب دہم رجب روز پنجشنبہ سنہ گیارہ سو اکانوے مین ہوئی
تلمذ علوم درسیہ مین آپ کو مولوی احمدی بن ملا وحید الحق ابدال سے تھا
بیعت و تعلیم طریقت و اجازت و خلافت سب آپ کو اپنے والد سے تھی آپ
صاحب تصرفات و کرامات تھے مشغلہ علمی بڑھا ہوا تھا اکثر علما سے مختلف
مسائل پر مباحثے ہوا کرتے تھے شعر و سخن سے بھی آپکو ذوق تھا فارسی غزلیات
کے دو ضخیم دیوان موسوم بہ کلیات فرد آپکے یادگار موجود ہین علاوہ کلیات
کے اکثر رسائل مختلف مباحث مین بھی آپکی تصنیف سے ہین وفات آپ کی
بعمر تہتر سال ۲۴ محرم شب پنجشنبہ سنہ بارہ سو پینسٹھ ہجری مین ہوئی۔
قطعۂ تاریخ وفات سے

بست و چارم از شبِ ماہ عزا	گفت ہاتف بیدلے با درد و رنج
سال نقل فرد عالم شیخ وقت	یکہزار و دو صد و شصت اند و پنج ۱۲۶۵

مزار آپ کا پائین چبوترۂ مزار اپنے والد کے ہے آپکے خلفا یہ حضرات تھے
حضرت شاہ نور العین و حضرت شاہ علی حبیب نصر صاحبزادگان آنحضرت
مولوی وصی احمد۔ مولوی شاہ شرف الدین و مولوی شاہ محمدی ہمشیرزادگان
آنحضرت مولوی محمد ید اللہ و مولوی محمد یحیی و مولوی نور احمد برادر زادگان
آنحضرت و شاہ احمد اصطفے و مولوی شاہ محمد مجتبی و مولوی شاہ قطب الاولیا

ومولوی سید علی وارث وسید شاہ آل یاسین ومولوی کمال علی وقاضی بشیر الحق ومولوی جانعلی ومولوی حکیم سید محمود دہلوی ومولوی عبد الکریم وشاہ عنایت حسین

ذکر حضرت شاہ نور العین

ولادت آپ کی شب یازدہم ذیحجہ سنہ بارہ سو چھتیس مین ہوئی تلمذ علوم درسیہ مین آپ کو اپنے چچا شاہ محمد حسین قادری سے تھا اور بیعت واجازت وخلافت اپنے والد سے تھی عشق ومحبت نبوی صلعم آپ مین ایسا غالب تھا کہ دوسرے بڑے بڑے صاحب نسبت متاثر ہو کر آپکی تعدی تاثیر کے مقر تھے شعر وسخن کا بھی مذاق تھا نور تخلص تھا بعمر پینتیس سال چھبیس ربیع الآخر سنہ بارہ سو اکہتر ہجری وفات پائی آپ کا مزار اپنے والد کے پائین ہے آپ سے بھی اجازت وخلافت مولوی شاہ وصی احمد پھلواڑوی کو تھی۔

ذکر حضرت شاہ علی حبیب نصر

ولادت آپ کی پانچوین رمضان روز چہار شنبہ سنہ بارہ سو اونچاس ہجری مین ہوئی تلمذ علوم درسیہ مین آپ کو اپنے چچا شاہ محمد حسین قادری سے تھا کتب حدیث آپنے اپنے برادر عم زاد مولوی آل احمد محدث پھلواڑوی سے پڑھین بیعت واجازت وخلافت آپ کو اپنے والد سے تھی اور تعلیم طریقت مولوی شاہ محمد ابو تراب قادری سے آپ بعد اپنے بھائی کے سجادہ نشین ہوئے ستائیس سال ہدایت خلق مین بسر کی درس وتدریس کا مشغلہ تھا علمی مذاق غالب تھا

شعر و سخن سے بھی ذوق تھا نصر تخلص تھا دیوان آپ کا طبع ہو چکا ہے وفات آپ کی بعمر چھیالیس سال ستائیس ربیع الاول روز دوشنبہ وقت ظہر سنہ بارہ سو پچانوے مین ہوئی قطعہ تاریخ وفات آنحضرت از حضرت شاہ بدر الدین سلمہ

چون بفردوس رفت مرشد ما	از تپ ہجر اوست دل بریان
سن میلاد و جانشینی و عمر	باوصالش کنم بخلق بیان
شدہ شمس الضحے اسن میلاد (۱۲۴۹)	جانشینی چراغ دین برخوان (۱۲۶۹)
بدر روشن زماہ دان عمرش (۴۶)	وزچراغ کمال نقل مکان (۱۲۹۵)

مزار آپ کا روضہ حضرت تاج العارفین کے غرب جانب ہے آپ کے خلفا و مجاز یہ حضرات ہوے مولوی شاہ وصی احمد۔ و مولوی مولائی و مولوی ظہور محی الدین و مولوی شاہ اشرف مجیب و مولوی شاہ بدر الدین و مولوی سید رضی الدین و مولوی عبد الرحمن و شاہ احمد جعفری و مولوی غلام دستگیر پھلواڑوی و مولوی غلام دستگیر گھگلوی و مولوی امان علی و مولوی عبد الوہاب و سید مردان شاہ پشاوری و مولوی ولی اللہ کشمیری و شاہ کرم علی و مولوی عثمان غازیپوری و شاہ عبد الحفیظ آروی و شاہ عبد الحق و مولوی شجاعت علی و حکیم مصلح الدین مرشد آبادی و شاہ حیدر علی چاٹگامی و مولوی علی احمد و سید عبد الرحمن قادری مدراسی۔ آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے مولوی شاہ عبد الحق بارہ سال کی عمر مین جانشین ہوے انھون نے کل ظاہری و باطنی تعلیم اپنے بہنوئی حضرت شاہ بدر الدین صاحب سے پائی مگر افسوس کہ اٹھارہ برس کے سن مین انکی وفات ہوگئی جنکے بعد خدمت سجادگی حضرت

شاہ بدر الدین صاحب سے متعلق ہوئی ابتک وہی سجادہ نشین ہین۔

ذکر سلسلۂ مجیبیہ عمادیہ خانقاہ پٹنہ

ذکر حضرت شاہ نور الحق تپان

ابدال نبیرۂ حضرت تاج العارفین۔ ولادت آپ کی جمادی الآخر ۱۱۵۶ھ مین ہوئی تلمذ علوم درسیہ مین آپ کو اپنے والد ماجد وجد بزرگوار وملا وحید الحق ابدال سے تھا اور بیعت واجازت وخلافت وغیرہ اپنے دادا سے تھی بعد وفات حضرت شاہ غلام نقشبند اُنکے سیوم کے روز آپکے دادا نے آپکو مرید کر کے اجازت وخلافت دی اور سجادہ عمادیہ پر بٹھادیا آپ بھی اُسوقت کے ممتاز مشائخ اور اولیاے الخدمت مین شمار کیے جاتے تھے سنہ بارہ سو بیس ہجری مین آپ مع اپنے صاحبزادہ مولوی شاہ ظہور الحق کے عظیم آباد مین جاکر مقیم ہوے اور وہین چوتھی شعبان روز سہ شنبہ سنہ بارہ تینتیس مین وفات پائی مگر دفن پھلواڑی مین ہوے شعر وسخن مین حضرت شاہ ابو الحسن فرد آپ کے شاگرد تھے کتاب تبلیغ الحاجات وشرح ملفوظ حضرت رسولنما بنارسی وغیرہ آپ کی یادگار ہین آپکے خلیفہ ومجاز حضرت شاہ ظہور الحق آپ کے صاحبزادہ اور مولوی شاہ محمد وجیہ اللہ تھے۔

ذکر حضرت شاہ ظہور الحق

ولادت آپ کی ستائیس محرم سنہ گیارہ سو پچاسی ہجری مین ہوئی آپ نے متوسطات تک اپنے والد سے اور باقی ملا جمال الدین شاگرد مولوی برکت اللہ الہ آبادی تلمیذ ملا بحر العلوم لکھنوی سے پڑھین اور سند حدیث حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے حاصل کی آپ عالم متبحر و حافظ قرآن و محدث تھے اپنے والد کے حیات ہی مین اُنکے جانشین ہوے درس و تدریس کا مشغلہ زائد تھا اوس نواح کے بہت لوگ آپکے شاگرد تھے آپ شاعر اور صاحب تصانیف کثیرہ تھے وفات آپ کی سولہ ذیقعدہ روز سہ شنبہ سنہ بارہ سو چونتیس ہجری مین ہوئی عظیم آباد مین انتقال کیا اور پھلواڑی مین دفن ہوے آپ سے اجازت و خلافت مولوی حافظ شاہ نصیر الحق و مولوی محمد صفی و مولوی محمد ولی پسران مولوی شاہ وجیہ اللہ کو تھی۔

ذکر حضرت شاہ نصیر الحق

ولادت آپ کی تیسری جمادی الآخر روز یکشنبہ سنہ بارہ سو انیس ہجری مین ہوئی درسیات کی ابتدائی کتابین آپ نے اپنے دادا سے اور متوسطات اپنے والد سے پڑھین اور بقیہ کتب مرزا حسن علی محدث لکھنوی سے پڑھین اور سند حدیث بھی حاصل کی بیعت و اجازت و خلافت آپ کو اپنے والد سے تھی درس و تدریس کا مشغلہ زائد تھا تصانیف کا اتفاق نہوا وفات آپ کی اٹھائیس شوال سنہ بارہ سو ساٹھ مین ہوئی مزار آپ کا پھلواڑی مین پائین مزار حضرت شاہ غلام نقشبند قلندر کے ہے آپ سے اجازت و خلافت

آپ کے تینون بھائیون مولوی شاہ علی امیر الحق۔ و مولوی شاہ سفیر الحق و مولوی شاہ فقیر الحق اور آپ کے مامون مولوی شاہ آل یاسین کو تھی۔

ذکر حضرت شاہ علی امیر الحق

ولادت آپ کی چھ ذیقعدہ روز چارشنبہ سنہ بارہ سو ستائیس ہجری مین ہوئی تلمذ علوم درسیہ مین آپ کو اپنے بھائی حضرت شاہ نصیر الحق سے تھا اور اجازت کتب حدیث مرزا حسن علی محدث لکھنوی سے تھی مرید و خلیفہ آپ اپنے بھائی کے تھے اور اونھین کے جانشین ہوے آخر زمانہ مین مرجوعہ خلق آپ کی طرف بہت ہوا آپ ایک وقت وعظ مین قرآن مجید کی تفسیر و تصوف کے نکات لوگون کو سمجھاتے تھے درس و تدریس کا مشغلہ زائد تھا آپکے تلامذہ بھی بہت ہوے وفات آپ کی پندرہ ماہ محرم سنہ تیرہ سو دو ہجری مین ہوئی مزار آپ کا پھلواڑی مین اپنے برادر بزرگوار حضرت شاہ نصیر الحق قلندر کے پائین ہے آپ سے اجازت و خلافت ان حضرات کو تھی مولوی شاہ فقیر الحق مولوی حاجی شاہ رشید الحق خلف و سجادہ نشین آنحضرت۔ مولوی نذیر الحق مولوی غلام غوث چھپروی۔ مولوی سخاوت حسین عماپوری۔ مولوی شاہ امجد حسین ساکن کٹیسر۔

ذکر حضرت شاہ رشید الحق

ولادت آپ کی چھبیس جمادی الآخر سنہ بارہ سو باسٹھ ہجری مین ہوئی آپکی

تعلیم کی ابتدا مولوی شاہ آل یسین اپنے میرے دادا سے ہوئی پھر مختلف لوگون سے ابتدائی کتابین پڑھین اور میزان الصرف سے لیکر آخر تک کل کتابین اپنے والد سے پڑھین بیعت واجازت وخلافت نیز تعلیم علوم باطنیہ سب اپنے والد سے پائی سنہ ۱۳۰۹ھ مین اپنے والد کے ساتھ شعائر حج سے بھی فراغت حاصل کر آئے تھے جب آپ کے والد کا وصال ہوگیا تو آپکے چچا مولوی شاہ فقیر الحق اور آپ کے بھائی مولوی شاہ محمد نذیر الحق فائز نے آپ کو سجادہ عمادیہ پر بٹھا دیا چنانچہ بفضلہ تعالیٰ آپ ابتک رونق بخش سجادیہ عمادیہ ہین:

ذکر حضرت قاضی معین الدین عرف قاضی مینا قلندر مھونوی

خلیفہ حضرت سید العرفا۔ ابن قاضی عبد المجید بن قاضی عبد الجلیل بن قاضی محمد بن قاضی رکن الدین بن قاضی مینا بن ابو المکارم بن حسام الدین بن امام الدین بن رکن الدین بن حسین بن صلاح بن داؤد بن احمد بن فضل بن جعفر بن اسحاق بن محمد بن امین بن ہارون رشید عباسی۔

ولادت آپ کی سنہ ایکہزار تینتیس ہجری مین ہوئی آپ کے والد قاضی عبد المجید صاحب کے آپ سے بڑے ایک اور صاحبزادے تھے جب انکا انتقال ہوگیا تو وہ فرط غم سے بیتاب ہو کر کسی طرف چلے گئے۔ آپکی والدہ نے آپ کو لڑکپن ہی مین کسی بزرگ کے ظل حمایت مین سپرد کر دینا چاہا اوس زمانہ مین دو بزرگ نہایت مشہور تھے ایک حضرت سید العرفا دوسرے حضرت شاہ پیر محمد

لکھنوی۔ تیسرے حضرت شاہ پیر محمد سلونی ہر بزرگ کیطرف انکا خیال جاتا تھا لیکن کسی پر رائے قائم نہین ہوتی تھی آخرا وںھون نے اپنے داماد حضرت شیخ احمد سے مشورہ کیا چونکہ وہ حضرت سید العرفا کے مرید تھے اسلیے اُنھون نے یہی رائے دی کہ حضرت سید العرفا کے سپرد کرنا چاہیے آپ کی والدہ نے منظور کیا اور کہا کہ بیٹا کو لیجاؤ اور میری طرف سے یہ عرض کردینا کہ اسکی والدہ نے اسے نذر کیا ہے تاکہ حضور کی خدمت مین رہ کر نعمت سرمدی سے مالامال ہو شیخ احمد آپ کو لیکر حضرت سید العرفا کی خدمت مین حاضر ہوئے اور آپکے والدہ کا پیام عرض کیا حضرت نے فرمایا کہ یہ میرا لڑکا ہے اور بہت شفقت فرمائی پھر محلسرا مین لے گئے وہان سب سے فرمایا کہ اسکو بجائے لڑکے کے سمجھو چنانچہ آپکی تعلیم و تربیت مثل گھر کے لڑکون کے ہوئی بیبیان کوئی آپسے پردہ نہین کرتی تھین علوم ظاہری کی تعلیم آپ نے مولوی بہاء الدین مرید حضرت سید العرفا سے [illegible] تیس سال آپ حضرت سید العرفا کی خدمت مین رہے بہت سے حضرات کی خدمات آپ سے متعلق تھے حضرت کو آپ کی تربیت و تعلیم ظاہری و باطنی مین نہایت توجہ تھی بلکہ ایک قسم کا عشق تھا اُنھون نے آپ کو کامل کرکے سلاسل سبعہ کی اجازت خرقہ و خلافت عطا فرمایا تھا اکثر آپ سے فرماتے تھے کہ بیٹا تو میرا آئینہ ہے مین اپنے کو تجھ مین دیکھتا ہون آپ بھی بوجہ فرط عنایت و توجہ حضرت کی خدمت مین بہت گستاخ تھے ایک روز آپ نے حضرت سے پوچھا کہ ابدال کن لوگون کو کہتے ہین حضرت نے فرمایا کیون پوچھتے ہو آپ نے عرض کیا کہ مین اُنکو دیکھنا اور اُنسے کچھ پوچھنا چاہتا ہون حضرت نے فرمایا کہ میرے پاس

آتے ہین جب آوینگے بتلادونگا اتفاقاً ایک روز چند لوگ صبح کو آئے اور
حضرت سید العرفا کو پوچھا آپ نے فرمایا کہ حضرت خلوت مین ہین بیٹھو مین خبر
کردونگا اونھون نے کہا کہ خبر مت کرو خلل ہوگا ہمارا سلام کہدینا آپ نے
نام پوچھا اُنکے سردار نے کہا کہ عبد اللہ اور رخصت ہوگئے جب آپنے حضرت
سے عرض کیا تو حضرت نے ہنسکر فرمایا کہ وہ ابدال تھے میری ملاقات کو آئے
تھے آپ کو یہ سُنکر تاسف ہوا حضرت نے فرمایا کہ کیون افسوس کرتے ہو تمکو جو
کچھ اُنسے پوچھنا تھا وہ مجھ سے پوچھ لو مین بتلادونگا حضرت سید العرفا کا معمول
تھا کہ روزانہ روضہ حضرت امام جانباز مین کچھ دیر مراقبہ کرتے تھے ایک روز
گرمیون کے موسم مین دوپہر کو روضہ مین تشریف لے گئے آپ بھی ساتھ تھے
حضرت نے آپ سے پانی مانگا آپ تازہ پانی لائے حضرت مراقب تھے آپ
دیر تک کھڑے رہے پانی گرم ہوگیا پھر دوبارہ لائے تب بھی حضرت مراقب
تھے آپ نے کہنا مناسب نہ جانا تیسری مرتبہ پھر لائے اس مرتبہ حضرت مراقبہ
سے فارغ ہوچکے تھے پانی پیا چونکہ سرد تھا نہایت خوش ہوکر فرمایا کہ میاں شیخ
میاں آپ نے سلام کیا پھر فرمایا کہ میاں سید میاں پھر آپ نے سلام کیا پھر فرمایا کہ
میاں ثانی میاں آپ نے پھر سلام کیا پھر فرمایا کہ میاں قاضی میاں اس مرتبہ آپ
رنجیدہ ہوکر خاموش ہوگئے حضرت نے فرمایا کہ میاں تم رنجیدہ کیون ہوتے ہو
قاضی ہونا کچھ معیوب نہین حضرت رسالتمآب صلعم قاضی تھے حضرت عمر قاضی
تھے حضرت عثمان قاضی تھے حضرت مرتضی علی قاضی تھے ویسے ہی تم بھی
قاضی ہوگے اور قضا تمھاری مخل اوقات نہوگی تمھاری اولاد عہدہ قضا

کو انجام دیگی اور تم اپنے کام مین مشغول ہو گے۔ چنانچہ جب آپ کے چچا
قاضی عبد الرشید قاضی مھونہ کا انتقال ہو گیا تو عہدۂ قضا آپ کے سپرد ہوا
اور یون حضرت کے ارشاد کا ظہور ہو گیا آپ کے مہر قضا مین مدور بخط جلی یہ
سجع کندہ تھا کہ خادم شرع شد معین الدین۔ آپ نے اجازت و خلافت پانیکے
بعد بہت دنون تک باوجود لوگون کے اصرار کے کسیکو مرید نہین کیا تب بہت
سے لوگ مھونہ کے مجبوراً جا کر حضرت شاہ پیر محمد سلونی کے مرید ہو گئے آخر
ایک مرتبہ خواب مین آپنے حضرت سید العرفا کو دیکھا کہ وہ مزارات پر فاتحہ
خوانی کے بعد آپ سے فرما رہے ہین کہ مینا کوئی ایسا نہین ہے جو ان مزارات
پر چراغ روشن کر دیا کرے آپنے عرض کیا کہ مین روشن کرونگا یہ میرا کام
ہے اس خواب کے بعد جو شخص مرید ہونا چاہتا تھا آپ اوسکو بلا تکلف مرید کر لیتے
تھے۔ نقل ہے کہ ایک بار ایک شخص نے آپ سے اعتراضاً کہا کہ اذکار قلندریہ
مین ایک ذکر ایسا ہے کہ اوسکی آواز شیر کی آواز کے مشابہ نکلتی ہے لیکن ذاکر
کی صورت ویسی نہین ہو جاتی یہ کہکر اُسنے نظر جو اُٹھائی تو آپ کو شیر کی صورت
مین دیکھا نہایت خائف ہوا اور عذر معذرت کیا آپ نے فرمایا کہ درویشونپر
اعتراض و انکار نہین کرنا چاہیے اسکا نتیجہ خرابی کے سوا کچھ نہین نقل ہے
کہ اگر آپ کا کوئی مرید اوراد و وظائف زائد پڑھتا تھا تو آپ فرماتے تھے کہ
کیا باگر کرتے ہو کچھ کوٹو پیسو کہ جو کچھ حاصل ہوے یعنی یہ کیا چرپایون کی طرح
منھ چلاتے ہو کچھ محنت و ریاضت کر کے حاصل کرو۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ
میرا مبتدی اور کا منتہی ایک مرتبہ آپ حضرت سید العرفا کے عرس مین

لاہر پور گئے اور مجلس سماع مین بحالت ذوق و شوق خود بھی گانے لگے چونکہ آواز آپ کی بہت اچھی تھی اور اس فن سے بھی خوب واقف تھے تو ایک شخص نے آپ سے اعتراضاً کہا کہ قاضی جیو راگ حلال ہے یا حرام آپنے فرمایا کہ باباحلالیون کو حلال ہے اور حرامیون کو حرام۔ ایک روز آپ اپنے گھر کے صحن مین بیٹھے تھے ایکبارگی فرمایا کہ اسوقت ایک شخص میری طلبی کو آیا تھا مینے اوس سے کہا کہ تمھارے آنیکی ضرورت نہین تھی مین خود ہی پہلے سے وہان پہونچ گیا ہون اسکے بعد ہی سے آپ کی کمر مین درد شروع ہوا اور روز بروز ایسا بڑھتا گیا کہ آپ اشارے سے نماز ادا کرنے لگے ایک روز عین مرض مین فرمایا کہ کوٹھری کے کواڑ کھولدو حضرت سید سالار مسعود غازی مجھے لینے آئے ہین آخر درد کمر کے مرض مین آپنے چار پانچ روز مبتلا رہکر انتقال کیا وفات آپ کی چودہ ربیع الآخر شب یکشنبہ سنہ گیارہ سو انتیس ہجری مین ہوئی مزار آپ کا قصبۂ مہونہ ضلع لکھنو مین ہے۔

آپ کے خلفا یہ حضرات ہوے۔ حضرت قاضی محمد تقی قلندر خلف و خلیفہ رشید آنحضرت۔ حضرت[1] شاہ آفاق ایٹھوی۔ شاہ درویش محمد سندیلوی از فرزندان حضرت شیخ جنید روحانی۔ شاہ[2] حیات محمد۔ شاہ محمد[3] صلح جونپوری۔ شاہ فتح محمد

---

[1] ولادت آپ کی نوین ماہ شوال روز دوشنبہ وقت صبح سنہ گیارہ سو مین ہوئی۔ بحر فیض۔ اور کریم ملک بر روفت رحیم ان جلون سے آپکا سنہ ولادت نکلتا ہے آپ فقیر صاحب نسبت و مقبول حضرت قاضی صاحب تھے آپکے بہت سے مکاتیب مشتمل بر حقایق و معارف آپکے نام ہین جو مراد المریدین مین مذکور ہین اکثر فقرائے کاملین دہلی آپ کے مرید تھے اکثر جگہ آپ کا سلسلہ جاری ہوا آپکے عرفان و کمال کا اون رقعات سے جو آپنے شیخ محمد درگاہی اپنے صاحبزادے کو لکھے ہین بخوبی پتہ چلتا ہے اس سے زائد آپ کا کچھ حال دریافت نہین ہوا ۱۲

[2] یہ جامع کمالات صوری و معنوی تھے اور ہر علم مین پورا دخل رکھتے تھے خصوصاً تصوف مین اگرچہ شاہ محمد درویش کے مرید تھے لیکن حضرت قاضی صاحب سے بھی مجاز و فیضیاب تھے ۱۲

[3] بارہ سال حضرت قاضی صاحب کی خدمت مین رہتے حضرت کو انکے حال پر بہت توجہ تھی ۱۲

بلگرامی۔ شاہ حیات اللہ سدہوری۔ شاہ مظفر مہونوی۔ شاہ یحییٰ لاہرپوری۔

ذکر حضرت قاضی محمد تقی قلندر

ولادت آپ کی سنہ ایکہزار بہتر و بقولے بیاسی ہجری مین ہوئی کتب درسیہ کچھ آپنے قاضی صاحب سے پڑھین اور کچھ لکھنؤ و قنوج مین مولوی قیام الدین و مولوی سید راحت اللہ ساکن فتحپور ہسوہ مریدان قاضی صاحب و مولوی سید کرم اللہ باشندۂ کھیولی سے پڑھین پھر الہ آباد جاکر حضرت شاہ قدرت اللہ خلف شاہ عبدالجلیل سے بقیہ تعلیم ختم کی اور دو دفتر مثنوی شریف و ہدایہ فتح خان خلیفہ حضرت سید حسن رسولنما سے دہلی مین پڑھے اور ملا محمد زمان کاکوروی خلیفہ حضرت شاہ پیر محمد لکھنوی سے بھی کچھ پڑھا بعد فراغ ریاضات و مجاہدات مین مشغول ہوے جب مجاہدہ بحالت مشاہدہ ہو گیا تو مسند ارشاد و ہدایت پہ رونق افروز ہو کر عالم کو اپنے فیوض ظاہری و باطنی سے مالامال فرمایا آپنے متوکلاً علی اللہ بے زاد و راحلہ دو حج کیئے ایک اپنے لیے اور دوسرا اپنے والد ماجد کے لیئے اسلیے وہ بھی حاجی کے لقب سے مشہور ہوے اغنیا و دنیاداروں سے آپ کو کمال نفرت تھی حتی الامکان اپنے گھر پر آنیکی روادار نہین ہوتے تھے منکسر المزاج بہت تھے اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

ز خاک آفریدت خداوند گار	پس ای بندہ افتادگی کن چو خاک

ایک مرتبہ نورالدین خان گوپاموی نہایت پریشان ہو کر آپکی خدمت مین حاضر ہو

لہ انکو اگرچہ علم ظاہر مین استعداد کم تھی لیکن صاحب ذوق و شوق و وجد و حال تھے تین تین روز تک بیخبر رہتے تھے ؎

رخصتی کے وقت آپ نے تبرک دینا چاہا اتفاق سے کچھ نہ تھا اُسیوقت اُدھر سے ایک مزدور غلہ لیے ہوئے نکلا آپ نے اُس سے تھوڑا سا لیکر اُنکو دیا اُنھون نے تعظیماً سر پر رکھ لیا آپکو اُنکی یہ ادا اچھی معلوم ہوئی کچھ دیر کے بعد اُنھون نے عرض کیا کہ میری کثیر العیالی و قلت معاش کا حال آپ پر بخوبی روشن ہے لہذا امیدوار دعا ہون آپنے آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ دہلی جاؤ پھر وہان سے دکن وہان تمکو فلان عہدہ ملیگا اور ہر پنجشنبہ کو اس غلہ کے دو ایک دانے کھا لیا کرنا جبتک یہ غلہ تمھارے یہان رہیگا دولت گھر سے نہین جائیگی چنانچہ پھر وہ نظام الملک کی طرف سے ارکاٹ کے صوبہ دار ہوگئے بحر زخار مین ہے کہ اسوقت سنہ ۱۲ مین محمد علیخان اُنکے لڑکے وہان کے حاکم ہین اور سُنا جاتا ہے کہ تقریباً آدھ سیر غلہ ابھی اُنکے یہان ہے اور بدستور ہر پنجشنبہ کو وہ کھایا جاتا ہے انتہی آپکے مفصل حالات آپکے ملفوظ مراد المریدین مولفہ مولوی شاہ مراد علی جونپوری مین مرقوم ہین۔ عمر آپکی سو برس سے متجاوز ہوئی۔

وفات آپکی سات ماہ ذیحجہ سنہ گیارہ سو چہتر مین ہوئی مزار آپ کا بھی مہونہ مین ہے۔ قطعہ تاریخ وفات الشیخ فقیہ الدین محمد معروف بہ سہاون مرید حضرت شاہ آفاق اٹھوی سنہ

شیخ دین شاہ تقی ہادی راہ — آن زخود فانی و باقی باللہ
قاضی دین ہدایت اعلم — مفتی شرع و مجیب اسلم
یادگار سلف و فخر خلف — زینت انجمن عز و شرف
عالم و عامل حاجی الحرمین — عارف کامل و صاحب تمکین

بست در ہفتم ذیحجہ احرام	بطواف حرم جان زدہ گام
شد خرامندہ بہ گلزار جنان	رفت از خویش بسوے جانان
رخ ازین منزل ویران برتافت	بہ تماشاگہ فردوس شتافت
اول ہفتہ و مابین ضحےٰ	گفت فردوس برینش ماویٰ
زد رقم سال وصالش رضوان	قطب حق یافتہ فردوس مکان

آپ کے بعد حضرت شاہ عبدالغنی آپ کے پوتے سجادہ نشین ہوئے مرادالمریدین میں آپ کی اولاد کے بھی حالات مذکور ہین مریدین آپ کے بہت ہوے ازانجملہ حضرت عارف باللہ شاہ محمد کاظم قلندر کی والدۂ ماجدہ ومولانا حمیدالدین محدث کاکوروی بھی آپ کے مرید تھے۔

آپ کے خلفا یہ حضرات ہوے۔ حضرت شاہ احمد اللہ وحضرت شاہ عبدالغنی نبیرگان آنحضرت + حضرت شاہ سلطان قلندر نواسہ آنحضرت۔ حضرت عزیزالحق شاہ بدیع اللہ قلندر + حضرت شاہ غلام علی۔ حضرت مولوی شاہ ابوالخیر و مولوی شاہ ابوالفضل جونپوری۔ حضرت شاہ فصیح اللہ۔ حضرت شاہ علاءالدین احمد امیٹھوی حضرت شاہ غلام غوث سندیلوی۔ حضرت مولوی شاہ مراد علی ساکن منڈیاہو ضلع جونپور۔ حضرت شیخ فہیم اللہ ساکن نیوتنی۔ حضرت سید شاہ تاج محمود سیتاپوری حضرت شاہ فرزند علی قلندر (جنکے خلیفہ حضرت شاہ عبدالرحمٰن صوفی پنجابی مصنف کلمۃ الحق وغیرہ ہوے اور اُنکے جانشین شاہ فتح علی اور اُنکے جانشین

سلہ ان تینون حضرات کے مزارات لکھنو محلہ ہنڈائن کی مسجد پائین روضہ حضرت شاہ عبدالرحمن صاحب ہین ان کا عرس دوسری ذیقعدہ سے چھ ذیقعدہ تک بہت دھوم سے ہوتاہے اوران کا مفصل حال کتاب انوارالرحمن انکے ملفوظ مین مذکورہے ۱۲

اونکے صاحبزادے شاہ رحمن بخش اور اُنکے جانشین اُنکے صاحبزادے شاہ عزیزالرحمن ہین) حضرت شاہ حفیظ اللہ (یہ خواجہ احمد یسوی پیر ترکستان کی اولاد ہین تھے آپ انکو بوجہ انکے صفات حمیدہ و مقامات عالیہ کے بہت دوست رکھتے تھے یہ مثنوی شریف خوب پڑھتے تھے اور حضرت شیخ محمود قلندر لکھنوی کی روحانیت سے بہت فیضیاب تھے حضرت مخدوم شاہ مینا قدس سرہ کی درگاہ کے حجرون مین رہا کرتے تھے اور وہین وفات پائی انکو خلافت حضرت شاہ محمد فصیح خلف و خلیفہ حضرت شاہ یوسف قلندر امیٹھوی سے بھی تھی) حضرت شاہ حمایت اللہ قلندر۔

ذکر حضرت شاہ حمایت اللہ قلندر

از اولاد قاضی جیا نیوتنوی والدہ آپ کی حضرت مخدوم شاہ مینا لکھنوی کی ہمشیر کی اولاد مین تھین۔ آپ علم ظاہر و باطن دونون کے جامع تھے اٹھارہ برس کے سن مین تحصیل علم سے فراغت پاکر کلام مجید حفظ کیا پھر حضرت شاہ صفی قلندر امیٹھوی کے مرید ہوے جب مرجوعۂ خلایق آپ کی طرف زیادہ ہوا تو چونکہ آپ کو اُنسے اجازت و خلافت نہین تھی لہذا آپ حضرت قاضی صاحب کی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کیا کہ یا تو ایسی توجہ فرمائیے کہ ان لوگونکے قلوب مجھ سے برگشتہ ہوجائین یا اجازت دیجیے تب اونھون نے آپ کو سلاسل سبعہ کی اجازت دی پھر لوگون نے آپ سے درگاہ حضرت مخدوم شاہ مینا کی سجادہ نشینی کے لیے عرض کیا پہلے تو آپ نے بوجہ اپنے قلندرانہ روش کے

منظور نہین کیا پھر باصرار حضرت قاضی صاحب مجبوراً قبول کیا آپکی ایک
کرامت یہ مشہور ہے کہ فضل علی قانونگو پرگنہ آسیون ضلع اُناؤ صغر سنی سے
آپ کے منظور نظر تھے شکر اللہ خان ملیح آبادی نے بوجہ عداوت اپنے نوکر ونکو
حکم دیا کہ صبح کو فضل علی کا سر جاکر کاٹ لاؤ جب اُنکو اسکی اطلاع ہوئی تو اسیوقت
اُنھون نے آپکو اطلاع دی آپنے فرمایا کہ ع مترس از بلاہا کہ شب درمیان است
صبح کو شجاع الدولہ کی فوج گئی اور اُسنے شکر اللہ خان کا سر اڑا دیا۔ اکثر لوگون
نے آپ کو حجرہ مین شیر کی شکل مین دیکھا وفات آپ کی بائیس رمضان سنہ
گیارہ سو چوراسی یا پچاسی مین ہوئی مزار قصبۂ نیوتنی مین ہے۔

ذکر حضرت عزیز الحق شاہ بدیع اللہ قلندر

بن مولوی ثناء الحق بن شاہ ضیاء الحق بن حضرت شیخ ثانی ابن شیخ محب اللہ بن
شاہ نور اللہ بن مولانا شیخ نور الحق محدث دہلوی بن حضرت شیخ عبد الحق محدث
دہلوی ابن حضرت شیخ سیف الدین بن حضرت شاہ سعد اللہ ابن حضرت فیروز شہید
ابن حضرت شیخ موسی ابن شیخ معز الدین ابن شاہ میر ترک بخاری فرزند خواجہ
احمد یسوی پیر ترکستان + اصل گرامی آپ کی بخارا اور مولد سامی شہر جونپور
ہے آپ کے اجداد مین سے کسی نے آکر ہندوستان مین قیام کیا اور اُنکی اولاد
جابجا منتشر ہوئی کچھ جونپور کچھ دہلی کچھ لکھنو مین سکونت پذیر ہوئی تحصیل علم
ظاہری آپنے جونپور کے نامی علما سے کی اور مدت تک درس دیا کیے پھر علوم
باطنی کی طرف متوجہ ہوے بیعت و اجازت و خلافت آپ کو حضرت قمر الحق

شاہ غلام رشید جونپوری سے اول حاصل ہوئی اور اونھین نے آپ کو عزیز الحق کا لقب عنایت کیا پھر آپ نے اوسی سلسلہ کے اکثر بزرگون سے بھی اجازت وخلافت پائی ازانجملہ حضرت محبوب الحق شاہ فصیح الدین سے بھی خاصتہً سلسلہ چشتیہ اور عامتہً کل سلسلون کی اجازت پائی اور خرقہ ملبوسہ خاص بھی حاصل کیا بعد اونکی وفات کے آپ باشارۂ غیبی جونپور سے معہ اپنے پسر خواندہ حضرت شاہ غلام علی کے لکھنو آئے اور کٹرہ بزن بیگ خان مین سکونت اختیار کی یہان تھوڑے عرصہ مین علم رشد و ہدایت آپ کا ایسا بلند ہوا کہ بہت لوگ آپ کی بیعت سے سرفراز ہوے اور شہرت آپکے فضل وکمال کی اطراف وجوانب شہر مین پھیل گئی ہر چند ابواب دقایق وحقایق معرفت الٰہی آپ کی قلب پر مفتوح ہوچکی تھی لیکن باینہمہ آپکی عالی ہمتی اور بلند حوصلگی ایسی تھی کہ جہان کسی بزرگ کا شہرہ سنتے فوراً اوسکی خدمت مین اکتساب فیوض کرتے چنانچہ جب آپ جونپور سے لکھنو آے تو یہان آپنے شہرۂ کرامت وآوازۂ ولایت حضرت قاضی محمد تقی قلندر مہونوی بلند پایا فوراً اونکی خدمت مین حاضر ہوے اور اذکار واشغال مشرب قلندریہ کے سیکھنے کی تمنا ظاہر کی اوںھون نے قبول فرماکر سلسلہ قلندریہ مین داخل کیا اور تعلیم اشغال واذکار سلسلۂ عالیہ کرنے لگے جب آپ اُنکی توجہ سے اعلی مرتبہ پر فائز ہوگئے اوسوقت آپ کو اُنھون نے اجازت وخلافت وخرقہ عطا فرمایا پھر آپ اسی سلسلہ مین عامتہً مرید کرنے لگے کشف وکرامات آپ سے بہت صادر ہوے ازانجملہ یہ کہ حجام جو آپ کا خط بناتا تھا ایک مرتبہ روتا ہوا آیا اور عرض کرنے لگا کہ یا حضرت الماس علیخان نے

میری زمین و مکان اپنے محبوب جان حیدر بخش کے پائین باغ مین شامل کرنے کا حکم دیا ہے مین بے خانمان ہوا جاتا ہون صرف آپ کی سفارش فرمانا کافی ہے آپ نے پہلے ٹالا جب اوسنے نہ مانا تو آپ نے کسی سے اُسکے پاس کہلا بھیجا کہ یہ شخص میرا خادم ہے اور واجب الرحم آپ اپنی دریادلی سے اُسکا مکان چھوڑ دیجئے خدا جزاے خیر دیگا اوسنے سفارش کا کچھ خیال نہ کیا دوبارہ سفارش پر سخت و سست کہنے لگا جب آپ کو خبر ہوئی تو آپ پر ایک کیفیت جلالی پیدا ہوئی بآواز بلند الا اللہ کی ضرب لگائی جسکا اثر یہ ہوا کہ وہ اُسی وقت اپنی جگہ سے سرنگون زمین پر گر پڑا اور بیہوش ہو گیا خون ناک و کان سے جاری ہو گیا جب ہوش آیا تو حاضر ہو کر معافی مانگی آپنے معاف کیا اور فرمایا کہ وار قلندران خالی نمیرود اب خبردار کسی فقیر کی اہانت نہ کرنا۔ وفات آپکی ۱۲۱۳ھ مین ہوئی مزار آپ کا کٹرہ بزن بیگ خان مین متصل دروازہ احاطہ مقابل زینہ مسجد بجانب جنوب پختہ ہے۔

ذکر حضرت شاہ غلام علی

بن مولوی شاہ محمد ناصر بن شاہ محمد مصطفےٰ محدث بن شاہ محمد ماہ بن شاہ جمال الدین بن شاہ سیف الدین بن شاہ سراج الدین بن شاہ عظمت اللہ بن شاہ احمد اللہ بن شاہ احمد الدین بن حضرت شیخ حمید الدین ناگوری۔ آپ پسر خواندہ حضرت شاہ بدیع اللہ قلندر رہتے تھے جونپور مین علماء سے تحصیل علم کی اور صغر سنی سے اونکے پاس پرورش پائی اجازت و خلافت آپ کو مع خرقہ کے پہلے حضرت

شاہ فصیح الدین سے ملی پھر بہرا ہی حضرت شاہ بدیع اللہ قلندر آپنے حضرت قاضی محمد تقی قلندر سے سلسلۂ قلندریہ مین بعیت کی اور خرقہ فقر و اجازت وخلافت جملہ سلاسل پائی آپ مرتبۂ توکل و قناعت پر بدرجہ اعلی فائز تھے اور نہایت متبع شریعت تھے۔ وفات آپ کی ۱۲۲۲ھ مین بمقام لکھنؤ بمکان مسکونہ خود ہوئی اور اندرون احاطہ متصل مسجد جانب جنوب دفن ہوے آپ کے جانشین حضرت حافظ شاہ عبدالعزیز گورکھپوری ثم اللکھنوی متوفی رمضان ۱۲۸۱ھ ہوے۔

ذکر حضرت شاہ محمد عاشق قلندر

خلیفہ سید العرفا آپ اولاد شاہان بخارا و سمرقند سے تھے جب عنایت الٰہی شامل حال ہوئی تو دنیا ترک کر کے مرشد کامل کی جستجو مین سیاحت کی بہت بزرگون سے ملے لیکن کہین دل نہ لگا آخر لاہرپور آئے اور حضرت قطب جہان کے خانقاہ مین مسافرانہ فروکش ہوے حضرت سید العرفا نے حال سنکر بلا بھیجا چونکہ سیاحت مین آپنے بزعم خود کسی کو کامل نہین پایا تھا اسلیے بددل بھی ہو گئے تھے بے پروائی سے جواب کہلا بھیجا کہ جب سفر کی تھکن جاتی رہیگی تب آؤنگا اونھون نے پھر دوبارہ بلایا اس مرتبہ آپ نے ناخوش ہو کر کہا کہ مینے ایسے بہت سے مشائخ دیکھے ہین جو مرید کرنیکو دوکانداری کرتے ہین یہ بھی شاید ویسے ہین جب ہی تو اسقدر اصرار سے بلاتے ہین مین ابھی نہین جاونگا خادم واپس گیا لیکن خاموش کھڑا رہا جب اونھون نے باصرار دریافت فرمایا

تو اوسنے مجبور ہوکر بیان کیا حضرت نے پھر اوسے یہ کہکر واپس بھیجا کہ گھڑی بھر کے واسطے ہو جاؤ آخر آپ جبرًا وقہرًا حاضر خدمت اقدس ہوے حضرت نے آپ کو دیکھتے ہی فرمایا کہ آؤ آؤ اب تک تمھین کوئی فقیر ہی نہ ملا اور یہ اشعار پڑھے

اے قوم بحج رفتہ کجائید کجائید	معشوق ہمین جاست بیائید بیائید
اے آنکہ طلبگار خدائید خدائید	حاجت بطلب نیست شمائید شمائید

چونکہ ارادہ حج آپ کا قبل ہی سے تھا یہ سنتے ہی آپ پر ایک حالت طاری ہوئی آپ نے حضرت کے قدمون پر گر کے فرمایا کہ حج اکبر ہو گیا پھر بیعت کی اور حضرت کی خانقاہ کے قریب قیام کیا اور وہین پھلواڑی لگائی اور چمنبندی کی اور چند بار حضرت سے عرض کیا کہ ذرا میرے پھلواڑی مین بھی قدم رنجہ فرمایئے حضرت نے ہر بار یہ فرما کر کہ خیر دیکھا جائے گا ٹالدیا اس عرض معروض کو عرصہ گذر گیا ایک روز حضرت تشریف لے گئے حضرت شاہ یوسف قلندر امیٹھوی بھی ہمراہ تھے حضرت نے وہان پہونچکر اونسے ارشاد فرمایا کہ تمھاری ذات سے یہان پر روضہ اور یہان پر دالان اور یہان پر کنوان وغیرہ بنے گا حضرت شاہ یوسف قلندر نے اپنے دلمین کہا کہ میرے پاس اتنا روپیہ کہان ہوگا جو یہ عمارتین بنین گی مین خود نان شبینہ کا محتاج ہو رہا ہون حضرت نے اونکے خطرہ پر مشرف ہوکر فرمایا کہ تمکو تعجب کیون ہے حق تعالی تمھاری خدمت کو ایک ایسا شخص مقرر کریگا جو میری اور تمھاری دونون کی خدمت کریگا اس واقعہ کے چند روز بعد حضرت کی وفات ہو گئی حضرت شاہ یوسف قلندر دہلی تشریف لے گئے وہان نواب سید عزت خان جو خاص امرای عالمگیری

سے تھے اُنکے مرید ہوے اور حضرت سید العرفا کا اور اُنکا روضہ بنوایا بعد
وصال حضرت سید العرفا آپ نے مزار شریف کی جاروب کشی اختیار کی اور
وہین رہے آپ ظاہراً و باطناً جامع شریعت و طریقت تھے آپ سے بھی
سلسلۂ قلندریہ جاری ہوا اور ابتک ہے فقرای آزاد کا سلسلہ آپ ہی تک
منتہی ہوتا ہے اکثر مریدین آپ کے آزادانہ لباس مین رہتے تھے اور بعضے
بوضع مشیخت۔ وفات آپ کی بارہ محرم الحرام کو ہوئی سنہ وفات دریافت
نہ ہوسکا مزار آپ کا متصل روضہ حضرت سید العرفا اندرون احاطہ درگاہ ہے
مزار پر آپ کے گنبد بنگلہ نما بنا ہوا ہے آپ کے روضہ کے اندر عورت نہین
جانے پاتی ایک مرتبہ کوئی ناپاک عورت آپ کے روضہ مین چلی گئی تھی
تو اس قدر اُسکے جسم مین سوزش پیدا ہوئی کہ اوسی مین مرگئی تب سے
ممانعت کردی گئی آپ کے دو خلیفہ ہوے حضرت شاہ محمد ماہ قلندر لاہرپوری
حضرت شاہ عبد الحکیم قلندر جنکا مزار آپکے روضہ کے متصل ہے آنکے خلیفہ
حضرت شاہ معصوم قلندر ہوے اور اُنکے خلیفہ حضرت شاہ کالے اور اُنکے
خلیفہ شاہ اوجیالے اور اُنکے خلیفہ شاہ روشن اور اُنکے خلیفہ شاہ رونق اور
اُنکے خلیفہ شاہ ظہور و شاہ خیرات ہوے۔

ذکر حضرت شاہ محمد ماہ قلندر

لاہرپوری ابن حضرت شاہ عطاء اللہ ابن حضرت شاہ ابو المعالی ابن حضرت
قطب جہان امام عبد الرحمن جانباز قلندر۔ آپ کاملین وقت سے تھے

سلسلہ عاشق شاہی نے جو سلسلہ قلندریہ محبتویہ کا ایک شعبہ ہے آپ ہی کی ذات سے شہرت پائی۔

ولادت آپ کی سنہ ایکہزار ستاون ہجری مین ہوئی آپ نے بیس سال کی عمر سے تحصیل علوم ظاہری ترک کرکے حضرت سید العرفا کی خدمت مین رہنا اختیار کیا ایک روز حضرت نے وضو کے لیے پانی مانگا آپ نے حاضر کیا حضرت خوش ہوے اسی اثنا مین حضرت شاہ عاشق قلندرؒ حاضر ہوے حضرت نے آپ کو تربیت و تلقین کے لیے اُنکے سپرد کیا اور یہ فرمایا کہ اے عاشق این ماہی ست کہ روشنی این ماہ از ماہ تا ماہی خواہد رسید آپ اونکے مرید و خلیفہ ہوے نقل ہے کہ آپ کو بعد از ترک و تجرید نکاح سے نفرت ہو گئی تھی کسی طور سے شادی کرنے پر راضی نہین ہوتے تھے آخر آپ کی والدہ نے شاہ محمد عاشق قلندرؒ سے عرض کیا تب آپ نے اُنکے حسب الحکم شادی کی جنسے دو صاحبزادے حضرت شیخ ابو المکارم و حضرت شاہ رحم رحمن قلندرؒ اور دو صاحبزادیان ہوئین۔

وفات آپ کی بعمر ترسٹھ سال چھبیس رجب سنہ گیارہ سو بیس ہجری مین ہوئی مزار شریف آپ کا اپنے جدی باغ واقع لاہرپور مین ہے مگر نہایت ہی شکستہ اگر کچھ دنون اور آپ کی اولاد نے خبر نہ لی تو مزار کا نشان بھی نہ رہے گا بڑے صاحبزادے آپ کے شیخ ابو المکارم تو بعمر اٹھارہ سال آپ کی حیات ہی مین انتقال کر گئے دوسرے صاحبزادے حضرت شاہ رحم رحمن قلندرؒ سنہ ۱۱[illegible] ہجری مین پیدا ہوے آنحضرت نے انکو اپنے مرید و خلیفہ حضرت شاہ معشوق انور قلندرؒ کے سپرد کر دیا تھا اُنھون نے اونھین سے استفادہ کمالات باطنی کیا اور مرید

وخلیفہ بھی ہوے وفات انکی چھبیس شوال ۱۱۹۶ھ ہجری مین ہوئی انکے خلیفہ
شاہ قلندر بخش ابن شیخ بدیع الدین بن شاہ نجم الدین قلندر ہوے۔
آپ کے خلفا یہ حضرات ہوے حضرت شاہ معشوق انور قلندر حضرت حاجی شریف
قلندر حضرت شاہ شکر اللہ قلندر ساکن بسوان۔ حضرت شاہ شکر اللہ قلندر کاکوری

ذکر حضرت شاہ معشوق انور قلندر

ابن حافظ سید عبد الرحمن ابن حاجی عبد البدیع ابن مولوی محمد تقی بن شیخ المشائخ
ابو القاسم ابن حضرت سید عبد الرحیم نواسہ مخدوم شاہ وجیہ الدین ابن سید بو محمد
ابن سید عبد الملک برادر حقیقی مخدوم مذکور۔ واز اولاد دختری برادر حضرت
مخدوم شیخ سعد خیرآبادی وخلیفہ حضرت شاہ محمد ماد قلندر لاہرپوری۔ آپ
زمانہ سلطان فرخ سیر مین حضرت مخدوم کے صاحب سجادہ تھے آپکا اصلی نام
سید عبد الکریم تھا بعد الباس خرقہ وعطاے خلافت آپکے پیر ومرشد نے معشوق
انور نام رکھا جب سے یہ دستور ہوگیا کہ اس سلسلۂ عاشق شاہی کے خرقہ
پوش کا نام انور پر رکھا جانے لگا وفات آپ کی پچیس رجب کو ہوئی مزار خیرآباد
محلہ رکاب گنج احاطۂ مسجد مین زیارت گاہ حلایق ہے۔

؎ ولادت آپ کی ماہ رجب ۱۱۶۹ھ ہجری مین ہوئی آپ ایک سال کے تھے جب آپ کے والد دکن چلے گئے آپ نے
اپنے جد بزرگوار کے سایہ عاطفت مین پرورش پائی حضرت شاہ رحم رحمن قلندر کے مرید وفقیر صاحب باطن تھے ابتداے شباب سے
مغلوب الحال ہوگئے اکثر جذب مین رہتے تھے اور کبھی اس سے افاقہ ہوجاتا تھا آخر حالمین جذب مبدل بسلوک ہوگیا نواب گرجی بیگ خان معتمد جب
نواب شجاع الدولہ وفغان وسادات واکثر تعلقداران بسوان آپکے مرید ومعتقد تھے وفات آپکی آٹھ رمضان المبارک وقت فجر ۱۲۴۲ھ مین ہوئی مزار پہلوے
روضہ حضرت قطبیہ جہانین جان معزبے آپ ہی کے صاحبزادہ حضرت شاہ محمد افضل مولف نسب نامہ حضرت شاہ مجا قلندر تھے۔

آپ کے دو خلیفہ ہوے ایک حضرت شاہ رحم رحمن قلندر دوسرے آپ کے صاحبزادے حضرت شاہ عاشق انور قلندر معروف بہ سید عبدالرحیم جنکو بیعت واجازت وخلافت حضرت شاہ الہدیہ احمد قلندر سے بھی تھی مزار ان کا ڈلمؤ شریف مین ہے۔

انکے خلیفہ انکے صاحبزادہ حضرت شاہ محبوب انور قلندر عرف سید محمد عظیم ہوے جنکو خلافت حضرت شاہ غلام مجتبیٰ قلندر خلف اصغر حضرت شاہ الہدیہ احمد قلندر سے بھی تھی مزار انکا خیرآباد مین ہے۔

انکے خلیفہ انکے صاحبزادہ حضرت شاہ کبیر انور قلندر ہوے جنکو خلافت حضرت شاہ عبداللطیف قلندر لاہرپوری سے بھی تھی انکا مزار بھی خیرآباد مین ہے۔

انکے خلیفہ انکے صاحبزادہ حضرت شاہ علی احمد عرف شاہ حبیب انور قلندر ہوے جنکو خلافت حضرت شاہ عبدالرحمن قلندر ثالث عرف حاجی میان وحضرت مقتدائے جہان شاہ تقی علی قلندر کاکوروی سے بھی تھی وفات انکی سنہ ۱۲۹۰ھ مین ہوئی

قطعہ تاریخ وفات آنحضرت ہے

آن شاہ باکمال علی احمد جہان	چون آفتاب عمر وی اندر زوال شد
در جستجوی سال وصالش شدم بفکر	آمد ندا زغیب غروب کمال شد سنہ ۱۲۹۰ھ

انکا روضہ بھی خیرآباد مین ہے۔

انکے خلیفہ انکے صاحبزادہ حضرت شاہ خلیل انور عرف شاہ قلندر بخش ہوے جنکو حضرت شاہ عبدالرحمن قلندر ثالث لاہرپوری سے بھی خلافت تھی انکی وفات ماہ شعبان سنہ ۱۳۲۶ھ مین ہوئی مزار خیرآباد مین ہے۔

انکے خلیفہ انکے صاحبزادہ شاہ مقبول احمد عرف مقبول انور ہوئے جنکی خرقہ پوشی حضرت وارث الانبیا مولانا شاہ محمد حبیب حیدر قلندر سجادہ نشین تکیہ شریفیہ کاظمیہ کاکوری کے دست مبارک سے ہوئی۔

ذکر حضرت شاہ شکر اللہ قلندر کاکوروی

ابن شیخ محب اللہ از اولاد حضرت بندگی مخدوم شیخ سعدی کاکوروی۔ آپ بزمانہ شباب بغرض تحصیل علم خیرآباد گئے وہان اتفاقاً حضرت شاہ محمد ماہ قلندر لاہرپوری سے ملاقات ہوگئی آپ اُنکے مرید ہوئے اور ایک عرصہ تک خانہ خدمت رہ کر سخت سخت مجاہدات و ریاضات کیے بعد حصول خلافت وطن شریف لائے یہان کچھ دنون نہایت وارستگی کے ساتھ رہکر پھر شاہجہان آباد گئے اور وہین قیام کردیا وہان کے لوگ آپکے بہت معتقد تھے آپنے وہان تمام عمر ترک و تجرید مین گذرانے علاوہ کمالات درویشی و حقایق آگاہی آپ علم فراست و علم مجلس خوشنویسی و فنون سپہگری مین مہارت تامہ رکھتے تھے۔ علاوہ مسلمانون کے بہت سے ہندوُون نے بھی آپ کے فیض صحبت سے ہدایت پائی انمین کوئی مین جو شخص جوگیون وسناسیون کے اکساب سیکھنا چاہتا تھا تو آپ وہ بھی سکھلاتے تھے علم تصوف کے بہت بڑے ماہر تھے آپکے کمالات کا اندازہ اس حکایت سے کرنا چاہیے کہ آپکے ایک مرید شاہ عبداللہ تھے اُنھون نے کسی تقریب مین ایک امیرزادہ کو جو مرگیا تھا زندہ کردیا جب وہ آئے تو آپ نے اُنکو حجرہ مین بند کرکے قفل دیدیا تھوڑی دیر کے بعد قاضی و مفتی وغیرہ یہ کہتے ہوئے پہنچے

کہ ہم اُسکو ڈھونڈھنے آے ہین جسنے مردہ کو زندہ کردیا اور شرع کا پاس نکیا آپنے حجرہ کی طرف اشارہ کرکے بتایا جب حجرہ کھولا تو اُنکو نہ پایا اُن لوگون نے آپکو جھوٹا سمجھکر مواخذہ کیا آخر گواہان شرعی گذرے اُنھون نے بیان کیا کہ بیشک بعد احیاے موتے شاہ عبد اللہ اسی حجرہ مین داخل ہوے آخر قاضی وغیرہ مجبور ہوگئے بعد کو لوگون نے اُنکا حال آپسے پوچھا آپنے فرمایا کہ وہ اُسیوقت پٹنہ پہونچ گئے لوگون نے تاریخ لکھ لی بعد تحقیق آپکے ارشاد کی تصدیق ہوئی دہلی مین آپکی خانقاہ بہت عمدہ بنی تھی مگر اب نہین معلوم کس حالت مین ہے تاریخ وسنہ ولادت ووفات آپکا دریافت نہین ہوا۔ البتہ سنہ گیارہ سو چوالیس تک آپ زندہ تھے۔ مزار آپکا دہلی مین مٹھائی کے پل پر ہے آپکے خلفا یہ حضرات ہوے۔ حضرت[۱] شاہ اسد اللہ کاکوروی برادر آنحضرت۔ حضرت شاہ صبغت اللہ قلندر برادر زادہ آنحضرت۔ حضرت شاہ مہر علی قلندر جنکے مرید وخلیفہ شاہ بدیع[۲] الدین ابن شاہ نجم الدین قلندر برادر زادہ حضرت شاہ محمد ماہ قلندر لاہرپوری تھے

ذکر حضرت شاہ صبغت اللہ قلندر کاکوروی

ابن شیخ اسد اللہ۔ ابتداے طفولیت سے آپنے دہلی مین اپنے عم بزرگوار کی

[۱] انکو آپنے اجازت نامہ دختالی بائیس شوال سنہ گیارہ سو بیالیس ہجری مین لکھکر مرحمت فرمائی لگون سے سلسلہ کا شیوع نہین ہوا

[۲] آپنے خیرآباد مین اپنے نانا شیخ زین العابدین کے سایہ عاطفت مین پرورش پائی پھر بعد انکے انتقال کے سنہ گیارہ سو اکھتر مین دکن چلے گئے اور موت لعبر دکنی ناگپور مین بسر کی آخر زمانہ حیات مین آپنے راجہ ناگپور کے یہان بہت رسوخ پیدا کرلیا تھا انکے فوج کے بخشی ہوگئے تھے پھر سنہ گیارہ سو نوے مین اُسی راجہ کے ساتھ ایک لڑائی مین شہید ہوگئے قبر آپکی ناگپور مین ہے ۱۲

خدمت مین رہ کر تربیت و تعلیم پائی درویش کامل صاحب قدرت و تصرف تھے
بعد اپنے چچا کے وہین دہلی مین انکے جانشین ہوے جس روز آپ جانشین ہوے
تو امرا و شاہزادگان دہلی نے اسقدر آپکو نذرین دین کہ آپکی کمر تک روپیہ
و اشرفی ڈھیر ہو گیا۔ پھر کچھ دنون کے بعد آپ کاکوری چلے آئے اور خانہ نشین
ہو گئے ایک عرصہ تک یہی رہا ایک مرتبہ دہلی کے کسی امیر نے حضرت شاہ
شکر اللہ قلندر کے زمانہ مین کئی ہزار روپیہ خانقاہ بنوانے کے لیے بھیجا
آپکے والد حضرت شاہ اسد اللہ نے خانقاہ و مدرسہ مع متعدد مکانات
کے بنوائے مگر وہ سب بے آبادی سے ویران ہو رہے تھے سنہ گیارہ سو
اوناسی مین حضرت عارف باللہ شاہ محمد کاظم قلندر نے کہ اون سے اور آپ سے
بہت مراسم تھے اصرار کیا کہ آپ اپنے خانقاہ مین بیٹھکر لوگون کو فیض
پہونچائین تب اُنکے اصرار سے مجبور ہو کر آپ اپنی خانقاہ مین بیٹھنے لگے
اونھون نے اپنے چھوٹے بھائی حضرت شاہ میر محمد قلندر اور اپنی بیوی صاحبہ
کو آپکا مرید کرایا اور اور لوگون کو بھی ترغیب دی آپ خود اکثر فرمایا کرتے تھے
کہ میری مشیخت یہان شاہ محمد کاظم کی وجہ سے جمی خلاصہ یہ کہ آپ نہایت بزرگ
کامل وقت تھے ابتدا سے گمنامی مین بسر کی فقر و زہد و توکل و ورع آپ کا
شعار رہا اور مدت العمر مجرد رہے بتیس سال آپ نے رشد و ارشاد فرمایا
آپ کی خدمت مین جنات بھی حاضر رہتے تھے بہت سے مرید بھی تھے جناب مولوی
ابو الحسن حسن نبیرہ حضرت شاہ میر محمد قلندر اپنی کتاب تفریح الاذکیا فی احوال الانبیا
صفحہ ۲۸۲ مین بضمن حال حضرت سلیمان علیہ السلام لکھتے ہین کہ جنات و پری

برکت نبوی صلعم خواص امت کی خدمت مین حاضر رہتے ہین اور خص الخواص کی کفش برداری کرتے ہین چنانچہ حکایات ملا محمد غوث گوالیاری مشہور ہین اور حضرت شاہ صبغت اللہ قلندر قدس سرہ کی خدمت مین اکثر جنات نے فیض معرفت پایا ہے اور اونکے خانقاہ مین ابتک حضرت شاہ کرامت علی مدظلہم العالی کے پاس حاضر رہتے ہین انتہی وفات آپ کی تیرہ محرم سنہ بارہ سو گیارہ ہجری مین ہوئی مادۂ تاریخ اولئک مقربون فی جنات النعیم ہے مزار آپ کا حظیرہ کے اندر شیخ سعدی محلہ مین حضرت شاہ کرامت علی صاحب کی درگاہ کے پورب جانب ہے آپ کے خلیفہ حضرت شاہ میر محمد قلندر برادر خورد حضرت عارف باللہ تھے۔

ذکر حضرت شاہ میر محمد قلندر کاکوروی

ولادت باسعادت آپ کی پانچوین رجب المرجب سنہ گیارہ سو چونسٹھ ہجری مین ہوئی آپ سات برس حضرت عارف باللہ سے چھوٹے تھے تربیت و تعلیم آپ کو علم تصوف و فقر کی نیز اجازت و خلافت حضرت عارف باللہ سے تھی بیعت آپ کو سلسلۂ قلندریہ مین حضرت شاہ صبغت اللہ قلندر سے تھی اور اجازت و خلافت بھی حضرت عارف باللہ کی آپ پر نہایت توجہ و شفقت تھی اکثر بسبیل تذکرہ فرماتے تھے کہ مین میرن میان کو نہایت عزیز رکھتا ہون کمتر لوگ ایسے ہونگے جو میری طرح اپنے بھائی کو دوست رکھتے ہونگے آپ پر

لہ اسمین سنہ ۱۲۱۰ھ نکلتے ہین لیکن اگر اولئک مین بجاے الف مقصورہ ی کے عدد دس لیے جائین تو البتہ سنہ ۱۲۱۱ھ ہوسکتے ہین ۱۲

اونکی خاص توجہ کا اندازہ اس فقرہ سے جو اونھون نے آپ کو ایک مکتوب
مین تحریر فرمایا تھا کیا جا سکتا ہے کہ مرا باخدا اقرار است کہ نعمت فقر بے شما نخوزم علم
معرفت بشما داد عمل ہم دہاد۔ آپ بھی مدت العمر اونھین کے مطیع رہے کبھی کوئی بات
اُنکے خلاف مرضی نہین کی حتی کہ بچپنے مین بھی جو ادب و تمیز کا سن نہین۔ آپنے
جس زمانہ مین سوارونمین نوکری کی تھی تو اُن پر آپکی مفارقت بہت شاق
ہوئی بارہا اونھون نے حضرت کلید عرفان سے عرض کیا کہ میری یہ خواہش
ہے کہ مین اپنے بھائی کو اپنے ساتھ رکھون اگر آپ کی توجہ ہو تو ایسا ہو سکتا ہی
وہ تسلی دیتے تھے آخر آپنے ملازمت چھوڑ کر اُنکی خدمت مین رہنا اختیار کیا
اوس زمانہ مین جب کبھی حضرت عارف باللہ اعتکاف فرماتے تھے تو آپ ہی
چلہ مین خدمت کرتے تھے بوجہ اُنکی توجہ و شفقت کے حضرت کلید عرفان کو
بھی آپ کے حال پر توجہ تھی تین بار آپ اُنکی زیارت سے مشرف ہوے
پہلی بار زمانہ ملازمت مین حسب طلب آنحضرت ہسوہ سے تشریف لے گئے
اور اسم یا باسط کی زکوۃ دی اور دوسرے بار بلا اونکی اطلاع گے موضع
چندولی سے بالا بالا گئے جانیسے قبل یہ خواب دیکھا تھا کہ حضرت کلید عرفان
سورۂ فاتحہ کے معانی مجھسے بیان فرماتے ہین جب آپ حاضر ہوے تو اونھون
نے فرمایا کہ اصطلاحات صوفیہ سے آگاہ ہونا چاہیے لہذا مثنوی کشف الرموز
اپنی مصنفہ پڑھائی اور اذکار سکھلائے ایک روز مثنوی پڑھنے کے اثنا مین
ببرکت صحبت آنحضرت آپ پر ایک خاص کیفیت طاری ہوئی اُسی حالت
مین آپ نے حضرت شاہ مظفر علی صاحب سے کچھ حقایق و معارف بیان فرمائے

جب حضرت کلید عرفان کو معلوم ہوا تو اوںھون نے خوش ہوکر فرمایا کہ اس سے زائد حال مین ترقی بالفعل نہین چاہیے کیونکہ مدارج اعلےٰ پر صعود دفعۃً بہتر نہین بتدریج چاہیے ابھی تمکو عارف باللہ کی خدمت کرنا ہے اسی مرتبہ اوںھون نے آپ کو نادعلی پڑھنے کو تبلائی اور یابدیع العجائب بالخیر کے عمل کی بھی اجازت دی اور تیسری مرتبہ بموجب ایماے آنحضرت حضرت عارف باللہ کے ہمراہ جب وہ چلہ اسم یا باسط کے لیے تشریف لے گئے تھے گئے اور تین ماہ سے زائد اونکے ساتھ وہان رہے اس عرصہ مین آپ کو حضرت کلید عرفان کا شرف صحبت زیادہ حاصل ہوا اور اُنکی عنایات و توجہات آپ کے حال پر زائد مبذول ہوئین غایت لطف مین وہ آپ کو یا امیر کبھی شاہ میر فرماتے تھے جس روز حضرت عارف باللہ چلہ سے فارغ ہوے اور آپ حضرت کلید عرفان کی حضور مین حاضر ہوے تو اُنھون نے فرمایا کہ عارف باللہ کی خدمت سے تمنے فراغت پائی بزرگان دین تم سے بہت خوش ہوے اب مانگ لو جو کچھ مانگنا چاہتے ہو آپنے عرض کیا کہ جو کچھ اُنکو عطا ہوگا وہ میرے لیے ہے اور وہی کافی ہے حضرت عارف باللہ نے اگرچہ آپکو اجازت و خلافت عطا فرمادی تھی مگر آپنے اُنکی حیات مین نہ تو ترک لباس کیا اور نہ کسیکو مرید فرمایا بعد اُنکی وفات کے عید کے روز جب حضرت غوث ملت نے اُنکا خرقہ ملبوسہ آپکے سامنے لیجاکر رکھا اور پہننے کے لیے فرمایا تو آپنے اُنکی حسب خواہش و ارشاد پہن لیا پھر بقیہ عمر اذکار و اشغال خاندانی مین بسر کی آپ کے مریدین کثیر التعداد ہوے جنمین اکثر عمائد و رؤسا کے

کاکوری تھے عمر آپ کی تقریباً اسی سال کی ہوئی۔ آپ طیور کا کلام بخوبی سمجھتے تھے جیسا کہ آپ کے نبیرہ جناب مولانا ابو المحسن حسن آپنے کتاب تفریح الاذکیا صفحہ ۷۰ مین بضمن حال حضرت سلیمان علیہ السلام لکھتے ہین کہ اور اک حضرت سلیمان علیہ السلام کا منجملہ معجزات تھا اور اولیائے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی کرامت سے متقدمین اولیاء اللہ مین اکثر ایسے ہوئے ہین کہ حیوانات غیر ناطق کی بولیان بخوبی سمجھتے تھے اور متاخرین مین بھی بہت گذرے اور اب بھی موجود ہین چنانچہ ابھی تھوڑے دن ہوئے کہ فقیر کے جد امجد مرشد برحق حضرت شاہ میر محمد علوی قلندر تھے کہ ۱۲۶۳ھ تک اس عالم مین موجود تھے بے تکلف بعض طیور کے کلام سمجھتے تھے ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء انتہےٰ مجکو اس متعلق آپ کے چند واقعہ بہت ہی قدیم مسودہ تفریح الاذکیا سے جو خود مصنف کے ہاتھ کے لکھی ہوئی اور وہ واقعات اُنھین کے بیان کردہ ہین اتفاقاً مل گئے لہذا لکھتا ہون وہ تحریر فرماتے ہین کہ میرے یہان مرغ پلا ہوا تھا اتفاق سے کہین افیون کی گولی رکھی ہوئی تھی وہ اُسنے کھالی کھاتے ہی بیمار ہوگیا اور کسی پر بیماری اوسکی مشخص نہوئی معلوم ہوتا تھا کہ اب اُسکا وقت آگیا ہے آخر حضرت پیر و مرشد نے دیکھا اور پوچھا کہ اے مرغ تیرا کیا حال ہے اوسنے کچھ عرض کیا حضرت نے فرمایا کہ یہ مرغ کہتا ہے کہ مینے افیون کی گولی ایک کھائی سو بیہوش ہون دودھ پلائیے چنانچہ فقیر مؤلف نے اوسیوقت دودھ لیکر پلایا دو گھڑی مین اچھا ہوگیا اور بدستور چلنے پھرنے لگا پھر ایک مرتبہ طبیعت حضرت صاحب

اُلی علیل ہوئی اور دستور تھا کہ جب حضرت کو بخار ہوتا تو بیہوشی طاری رہتی
تھی اوسدن بھی غشی طاری تھی اور نماز ظہر کا وقت فوت ہوتا تھا فقیر نے
اُسوقت بخیال اسکے کہ اس حالت مین نماز ساقط ہے قضا ہونیکی حضرت کو
اطلاع نہ کی اور رمضانی سے مینے کہا کہ مین اطلاع نہین کرسکتا مرغ بھی اُسوقت
حاضر تھا اوسنے ایک آواز دی جس سے حضرت صاحب کو ہوش آگیا تو فرمایا
کہ یہ مرغ کہتا ہے کہ نماز کا وقت جاتا ہے اور تمنے ہمسے اطلاع نہ کی بہت بُری
بات ہے اللہ کی عبادات مین مرشد کی رعایت نہین چاہیے آخر حضرت صاحب
نے نماز ادا فرمائی اسی طرح کئی مرتبہ اتفاق ہوا بعد چندے وہ مرغ مرگیا
تو حضرت صاحب کو غم ہوا۔ پھر دوسرا معاملہ یہ واقع ہوا کہ مین ایکدن درد
شکم سے پریشان تھا ایک کالا کوا آیا اور اُسنے حضرت کے پاس بیٹھکر اپنی زبان
مین کچھ کہا اور مین اُسوقت شدت درد سے بیتاب تھا حضرت نے فرمایا کہ یہ
کہتا ہے کہ انگوگاے کا گوشت دہی کے ساتھ کھلایا جاے تو صحت ہو اُسدن
بستی مین نیاز سہ منی ہوئی تھی اُسکا حصہ رکھا ہوا تھا حضرت نے فقیر کو عنایت
کیا بفور کھانے کے درد جاتا رہا۔ تیسرا معاملہ یہ گذرا کہ فقیر کے چیچک نکلی اور
داہنی آنکھ مین کچھ سفیدی آگئی ہرچند دوا ہوئی کچھ فائدہ حاصل نہ ہوا ایکدن
حضرت صاحب اسی باب مین متحیر تھے اور اللہ کی جناب مین دعا کرتے تھے
کہ یکایک خوش ہوکر فرمانے لگے کہ اسوقت چیل نے کہا کہ زرد پھٹکری ہر مہ
ساکر کے آنکھ مین ڈالو صحت ہو جائیگی چنانچہ پھٹکری تلاش ہوکے آئی اور فقیر کی
آنکھ مین ڈالی گئی دو دن مین بالکل مرض جاتا رہا اور صحت ہوگئی انتہے

آپ کی یادگار ایک کتاب بھی ہے مسمی بہ ذخیرۃ الفوائد ادعیہ و اسماء اللہ وتعویذات وغیرہ کے بیان مین بہت ضخیم چھ سو صفحہ کی۔

وفات آپ کی آٹھ جمادی الاول روز دوشنبہ سنہ بارہ سو چالیس ہجری مین ہوئی

قطعہ تاریخ وفات از مولوی شریف الدین کاکوروی ؎

صد حیف شہ میر محمد صاحب	رفتہ سوئے فردوس انین دار عمل
تاریخ وصال او سروشے گفتہ	دوشنبۂ و ہشتم جمادی الاول

مزار آپ کا حضرت عارف باللہ کے روضہ مین ہے جب آپ کی وفات ہوئی تو آپ کے مریدین نے چاہا کہ آپ کا مزار روضہ علیحدہ بنے حضرت غوث ملت کی یہ راے تھی کہ آپ حضرت عارف باللہ کے پہلو مین دفن ہون اور یہ امر طے نہین ہوتا تھا اسلیے حضرت شاہ انشاء اللہ قلندر خلیفہ جلیل القدر حضرت عارف باللہ نے مراقبہ کیا تو دیکھا کہ حضرت عارف باللہ آپکے گلے مین باہین ڈالی ہین اُنھون نے یہ واقعہ آپ کے صاحبزادے مولانا حسین بخش سے بیان کیا تب آپ وہان دفن ہوے پھر مریدین نے آپ کا مزار حضرت عارف باللہ کے مزار مبارک سے بلند بنایا تین مرتبہ بنایا مگر ہر بار وہ خود بخود گر گیا آخر مجبور ہو کر باز آئے۔ آپ کے خلفا یہ حضرات ہوے مولانا حسین بخش شہید خلف رشید آنحضرت مولانا حسن بخش نبیرہ آنحضرت حضرت شاہ کرامت علی کاکوروی

ذکر جناب مولوی حسین بخش شہید

ولادت آپ کی سنہ بارہ سو تین ہجری مین ہوئی کتب درسیہ آپ نے اپنے برادر

عم زاد حضرت باقی باللہ مولانا شاہ حمایت علی قلندر سے پڑھین اور فراغ حاصل
کیا بیعت آپ کو اپنے والد ماجد حضرت شاہ میر محمد قلندر سے تھی اور اجازت و
خلافت بھی پیشتر ایک مدت تک آپ عدالت دیوانی علیگڈھ مین سررشتہ دار
پھر اٹاوہ مین منصف رہے شوق مطالعہ کتب علوم و فنون و نیز تصانیف کا اسقدر
تھا کہ قید ملازمت طبیعت نے گوارا نہ کی آخر ۱۸۵۸ء مین عہدہ منصفی سے
کنارہ کش ہوگئے زیادہ وقت اوراد و اذکار مین گذرتا تھا اور جو بچتا تھا وہ کتب
بینی کے نذر ہوتا تھا آپ کی مصنّفات یہ ہین۔ نفحۃ الہند۔ آثار باقیہ۔ اختلاف
البصرین و الکوفیین۔ دستور الکمالات وغیرہ۔ آپ عامل بھی بہت بڑے تھے
دعاے سیفی خاص آپکے عمل مین تھی سلسلہ قلندریہ کا رواج آپ کی ذات سے
بھی ہوا اطراف مین پوری واٹاوہ مین آپکے مریدین بہت ہوے اونتیس
جمادی الاول سنہ بارہ سو اٹھاون ہجری مین آپ بمقام رسول آباد نماز
پڑھتے ہوے شہید ہوے اور اٹاوہ مکان منصفی مین جو آپ کا ذاتی مکان تھا
دفن ہوے حضرت غوث ملت نے آپکی تاریخ شہادت یہ لکھی ہے

سر دشمن بریدہ گفت تراب	سال رحلت۔ شہید اکبر گشت

ذکر جناب مولوی حسن بخش کاکوروی

ولادت آپ کی تیئیس صفر سنہ بارہ سو کیس ہجری مین ہوئی کتب درسیہ آپ نے
حضرت قطب الافراد مولانا شاہ حیدر علی قلندر و حضرت مقتدای جہان مولانا شاہ
تقی علی قلندر قدس سرہما سے پڑھین اور تکمیل تفسیر و حدیث و فقہ حضرت مرزا حسن علی

محدث لکھنوی سے کی بیعت و نیز اجازت و خلافت آپ کو اپنے جد بزرگوار حضرت
شاہ میر محمد قلندر سے تھی آپ نے اونسے سلسلۂ قلندریہ مین ۱۲۳۵ھ مین بیعت کی
پہلے مین پوری مین چند سال بعہدہ سر رشتہ داری ملازم رہے بعد از ان کنارہ
کش ہو گئے اور بقیہ عمر مشاغل علمی و عملی مین بسر کی آپکے مؤلفات و مصنفات
یہ ہین۔ کتاب تفریح الاذکیا فی احوال الانبیا اُردو مطبوع دو ضخیم جلدون مین
تفریح العاشقین فی میلاد خیر المرسلین۔ تذکیر العارفین فی احوال سید الکاملین۔
دربارۂ حالات پیران پیر حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ۔ آپکے بھی مریدین
اٹاوہ و مین پوری مین بہت ہوے وفات آپ کی اُنیس جمادی الاوّل روز
سہ شنبہ سن تیرہ سو ایک مین ہوئی عیدگاہ مین پوری کے صحن مین حسب
وصیت خود دفن ہوے۔

ذکر حضرت شاہ کرامت علی قلندر کاکوری

سلسلۂ نسب آپ کا حضرت مخدوم نظام الدین قاری معروف بہ شیخ بھیکا کاکوروی
کو پہونچتا ہے۔ آپ کو صغر سنی سے فقر و درویشی کی طرف میلان طبعی تھا بیعت
آپ کو حضرت شاہ صبغت اللہ قلندر سے اور اجازت و خلافت حضرت شاہ
میر محمد قلندر سے تھی آپ حضرت باقی باللہ مولانا شاہ حمایت علی قلندر کے
شاگرد تھے تمام عمر زہد و توکل و صبر و قناعت مین بسر کی مجاہدۂ نفس مین یکتا
تھے آخر زمانۂ حیات مین جذب بڑھ گیا تھا وفات آپ کی چوتھی جمادی الآخر
روز دو شنبہ سنہ بارہ سو چونسٹھ ہجری مین ہوئی آپکا روضہ مولوی محمد محسن صاحب

مُصنّف چراغ کعبہ و صبح تجلی وغیرہ نبیرہ زادہ حضرت شاہ میر محمد قلندر نے جو آپ کے مرید تھے بنوایا۔ آپ کے خلیفہ شاہ منصب علی کاکوروی اور اُنکے خلیفہ نظام الدین عرف نجف شاہ لکھنوی ہوئے جنپر یہ سلسلہ ختم ہو گیا آپ کے پوتے حضرت شاہ افضل علی صاحب کو اجازت و خلافت معہ خرقہ فقر حضرت فخر الکاملین مولانا شاہ علی اکبر قلندر نے عطا فرمائی۔

ذکر حضرت شاہ ابو نجیب قلندر لٹھوی

خلیفہ حضرت سید العرفا۔ ابو نجیب بن عبد الحکیم بن بایزید بن محمد العثمانی۔ آپ اکابر علما و فضلائے دہر سے تھے بیعت و اجازت و خلافت آپ کو حضرت سید العرفا شاہ مجتبیٰ معروف بہ شاہ مجا قلندر لاہر پوری قدس سرہ سے تھی مناقب الاصفیا فی سلسلۃ الاولیا مولفہ حضرت مولانا فضل علی قلندر خلیفہ حضرت کلید عرفان سیدنا شاہ باسط علی قلندر الہ آبادی مین ہے کہ آپ خلیفہ اجل و اکمل و نظر یافتہ خاص آنحضرت تھے ایک زمانہ تک اُنکی خدمت اقدس مین حاضر رہے پھر لکھنو مین آکر حسب الحکم حضرت پیر و مرشد نواب فدائی خان کی سرکار مین ملازمت کر لی منقول ہے کہ جب منشی آپ کی تنخواہ کا کاغذ مرتب کرنے لگا تو خود بخود تیس کے بجائے تین سو لکھ گیا دو تین بار جب ایسا ہوا تو اُسنے نواب سے بیان کیا نواب نے خود لکھنا چاہا تو وہ بھی تیس کے بجائے تین سو لکھ گیا تب اوسنے کاغذ ہاتھ سے رکھدیا اور آپ کو بلا کر حال پوچھا آپ نے بیان کیا اوسنے پوچھا کہ فقرا کی

توجہ تمہیر کیسی ہے آپ نے فرمایا کہ میرے پیر نے مجکو رخصت کرتے وقت فرمایا تھا کہ تمھین عمدہ جگہ ملے گی یہ سنکر اوسنے آپ کا مشاہرہ پانچسو روپیہ ماہوار مقرر کردیا تین سو وہ جو بے قصد لکھ گیا تھا اور دو سو آپکے پیر کا ارشاد سنکر مناقب الاصفیا مین ہے کہ نواب فدائی خان حضرت شاہ پیر محمد لکھنوی کا مرید تھا چونکہ آپ کی فیض صحبت سے اسرار تصوف سے واقف ہوگیا تھا اسلیے ایک روز اوسنے اُن سے ایک نہایت دقیق مسئلہ تصوف دریافت کیا جسکے جواب مین وہ متامل ہوے آپ نے کشف سے انکا تامل دریافت کرکے کسی بہانہ سے اُنکے پاس خلوت مین جاکر اُسکا جواب عرض کیا اُنھون نے وہی جواب اُسکو دیا اور کہا کہ شاہ ابو النجیب کو روزانہ تھوڑی دیر کے واسطے میرے پاس بھیدیا کرو چنانچہ آپ روزانہ جاکر اُنکی مجلس مین حقایق و معارف بیان فرماتے تھے ایک روز اُنھون نے نواب سے کہا کہ تھارا پیر مین ہون اور میرے پیر شاہ ابو النجیب ہین جب آپ نے دیکھا کہ میرا راز فاش ہوا تو نوکری چھوڑ کر عزلت اختیار کی۔

تصانیف آپ کی فارسی و ہندی مین کئی ہین منجملہ اُنکے دو رسالہ ہین ایک شواہد نجیبی دوسرا رموزات نجیبی جنمین آپ نے حقایق و معارف بطریق رمز خوب بیان فرمائے ہین نیز نسخہ گیان بھید ہندی بھی آپ کی تصنیفات سے ہے سلسلہ قلندریہ آپ سے بھی جاری ہوا مگر خلفا کے نام نہ دریافت ہوسکے آپ مرتبۂ بدلیت رکھتے تھے۔ آپ کی اولاد بجز ایک صاحبزادی کے کوئی نہین تھی۔

وفات آپ کی اٹھائیس جمادی الآخر کو ہوئی آپ ہمعصر حضرت شاہ یوسف
قلندرؒ کے تھے اُنکی وفات سنہ گیارہ سو چھ ہجری مین ہوئی اور خود آپ
کا سن ایک ہزار بیاسی تک زندہ ہونا آپ کی کتاب شواہد غیبی سے معلوم
ہوتا ہے مگر یہ دریافت نہین ہوتا کہ کس سن مین وفات پائی مزار قصبہ میٹھی
ضلع لکھنؤ مین ہے بعد آپ کی وفات کے حضرت سلطان بایزید آپ کی صاحبزادی
کے پوتے جنکو بیعت و خلافت حضرت شاہ فتح قلندرؒ سے تھی جانشین ہوے

ذکر حضرت شاہ ابویوسف قلندر امیٹھوی

بن ابی یزید بن عبدالرحیم بن ابراہیم العثمانی۔ آپ امیٹھی مین پیدا ہوے
اور وہین تعلیم پائی پھر حج کرنے گئے بعد واپسی حضرت سید العرفا کی خدمت مین
حاضر ہوکر بیعت کی اور اجازت و خلافت پائی بیس برس آپ اُن کی
خدمت مین رہے اور منظور نظر خاص ہوے ابتدا مین آپ بہت غریب
اور مفلوک الحال تھے مگر پھر بدعاے آنحضرت آپ کو خدا نے ایسی فرغت
ظاہری عطا فرمائی کہ کوئی آپ کی ظاہری حالت سے آپ کو قلندر بے بدل
نہین سمجھتا تھا آپ بیان حقائق و معارف مین یگانۂ آفاق تھے حضرت سید العرفا
آپ کو جنید و شبلی وقت فرمایا کرتے تھے چنانچہ ایک مکتوب مین اُنھون نے
حضرت شاہ فتح قلندرؒ کو لکھا ہے کہ جانمن ہر کہ گفتہ شبلی از توحید خبر نداشت او بیخبر از
احوال شبلی بودہ است [۱]لکل قوم تاج و تاج ھذا القوم شبلی برادرم شبلی بر من مکشوف

[۱] ہر قوم کا ایک تاج ہے اور اس قوم کا تاج شبلی ہے ۱۲

شدہ است عین ابو سعید خرّاز ورویم ہست وبرتر از دیگران لہذا شاہ محمد یوسف را شبلی زمانہ نوشتہ ام وشما میدانید کہ شاہ محمد یوسف بر قلب محمد مصطفےٰ صلعم واقع است۔

آپ کے چند مکتوبات میں سے جو غالباً نواب سید عزت خان کے نام ہیں اور جنکے دیکھنے سے آپ کے عرفان اتم وعلو مرتبت کا اندازہ ہوتا ہے دو مکتوب یہاں پر بنظر استفادہ ناظرین نقل کیے جاتے ہیں۔

رقعہ جانمن ہر کہ نفس خود را شناختہ بتحقیق رب خود را یافتہ وہر کہ رب خود را یافتہ از ہمہ رو تافتہ وخود را از ہمہ دریافتہ وہر کہ طالب ورائے نفس خود گشتہ ہمیشہ در پے عبث رفتہ جانم کسیکہ را کہ نفس خود منظور وملحوظ در مشاہدہ واجب الوجود است دیرا ہمین لوح محفوظ است کہ ہر چہ ہست در و مسطور است وہر کرا ملاحظہ سوائے نفس خود شب وروز است حقا کہ بحق کور است چنانچہ حضرت مغربی میفرماید ؎

کور آن باشد کہ او بینا بنفس خود نشد		کانکہ او بینا بنفس خویش شد آن کور نیست	

نیز فرمود ؎

تو کتابے در تو مسطور ست عالم ہر چہ ہست		چیست آن کو در کتاب لوح دل مسطور نیست	

رقعہ جانم اگر یافت وشناخت حق تعالیٰ خواہی متفکر بآلا باش واز غیر آلا تبراش وازیافت حق تعالیٰ بے آلا نومید باش جانم ہر چند کہ عمر نوح یابے وہمیشہ در نماز وروزہ باشی و بآلا نسازی حقا کہ در حجابے وحق را نیابے وہر کہ عارف ہست بآلا تحقیق عارف ہست بحق تعالےٰ وشناخت حق تعالیٰ ممکن نیست مگر بآلا وہر کہ حق تعالیٰ را در آلا دید دید وہر کہ در آلا ندید کے دید وطلب حق تعالیٰ بے آلا باطل ہست کہ تحصیل حاصل ہست کلام شیخ محمود جیستری برین شاہد است

در آلا فکر کردن شرط راہ ست		و لے در ذات حق محض گناہ ست	

بود در ذات حق اندیشہ باطل	محال محض دان تحصیل حاصل

وازنیست العلم فی ذات اللہ جہل[1] وکلام محرم اسرار حافظ شیراز برین شاہد عادل است

عنقا شکار کس نشود دام باز چین	کانجا ہمیشہ باد بدست است دام را

چنانچہ قول جنید الحلاوۃ فی الطاعۃ شرک ومعرفتہ حیرۃ[2] ہمین معنے است
تفکروا فی آلائہ ولا تفکروا فی ذاتہ[3]

آپ سے اجازت وخلافت ان حضرات کو تھی حضرت خواجہ احمد حضرت شاہ محمد فصیح حضرت شاہ محبوب عالم صاحبزادگان آنحضرت نواب[4] سید عبد اللہ معروف

---

[1] علم اللہ کی ذات مین جہل ہے ۱۲

[2] حلاوت طاعت مین شرک ہے اور اُسکی معرفت حیرت ۱۲

[3] تفکر اُسکی صفات مین کرو اور اُسکی ذات مین تفکر نہ کرو ۱۲

[4] آپ سادات بخاری سے تھے آپ کے والد امیر کبیر تھے ابتدائے عمر سے طلب الٰہی پیدا ہوئی بزرگون کی خدمت مین جایا کرتے تھے اور اس بات کے آرزومند تھے کہ کسی طرح سے پیر ومرشد کی صورت ونام معلوم ہو جائے آخر ایک روز خواب مین حضرت یوسف ثانی کی زیارت سے مشرف ہوے اور نام بھی معلوم ہوا اسکے بعد سے دہلی کی خانقاہون مین جاکر تلاش کیا کرتے تھے اور رسوم دنیاداری بالکل ترک کر دیے تھے آپکے والد ودیگر اعزا اس روش سے ناخوش تھے ایک روز حضرت سید العرفا نے حضرت یوسف ثانی سے فرمایا کہ سید عبد اللہ تمکو دہلی مین تلاش کرتا ہے جاو اور اُسکی تربیت وتعلیم کرو حضرت یوسف ثانی آٹھ نو ماہ دہلی جاکر رہے مگر آپ عجب اتفاق انکی زیارت نہ کر سکے آخر وہ گھبرا کر لاہور پھر واپس ہوے تو حضرت سید العرفا نے انکو یہ فرماکر پھر واپس دہلی بھیجا کہ فوراً واپس جاؤ وہ تمہارا بہت منتظر ہے وہ دوبارہ دہلی کہنہ مین جاکر ایک مسجد مین اُترے آپ حسب معمول ایک روز اُس طرف بھی اُنکو تلاش کرنے نکلے خادم نے بیان کیا کہ ایک نئے بزرگ اس مسجد مین آکر ٹھہرے ہین یہ سنکر آپ اندر گئے جب زیارت کی تو اُنکی صورت جیسی خواب مین دیکھی تھی ویسی پائی سلام کرکے مودب بیٹھ گئے کچھ دیر کے بعد آپنے نام پوچھا اُنھون نے بتلایا آپ نام سنتے ہی قدمون پر گر پڑے جب شام ہوئی تو اُنھون نے فرمایا کہ اب اپنے گھر جاؤ آپ کا دل نہین چاہتا تھا مگر مجبور آگئے جب دوسرے روز پھر وہ رخصت کرنے لگے تو آپ نے عرض کیا کہ مین عرصہ سے آپ کی تلاش مین تھا اب خدا خدا کرکے زیارت نصیب ہوئی تو ایک لحظہ قدمون سے جدا ہونے پر دل نہین مانتا تو اُنہون نے کلمات تسلی فرماکر تسکین دی پھر کچھ دنون کے بعد آپ کی تربیت وتعلیم مین مشغول ہوے جب اُس سے فارغ ہوے تو ایک روز حسب اصرار آپکے والد کے آپسے فرمایا کہ مناصب شاہی حاصل کرکے اہل خلوق کی خدمت کرو آپنے عرض کیا اول تو خواہش دنیا میرے دل مین رہی نہین دوسرے تعمیل ارشاد مین اسلیے تامل ہے کہ کہین خراب وملوث نہو جاؤن اُنھون نے فرمایا کہ نہین ایسا نہو گا تم مطمئن رہو آخر آپ نہایت مستعدی سے تلاش ملازمت مین مصروف ہوے خوبی تقدیر سے مقرب شاہی ہوکر داروغگی عدالت شاہی ودیوانی صوبہ بنگال وغیرہ کے بڑی خدمتون پر فائز ہوے اور نواب وخانی کا خطاب پایا ۲ پھر جو کچھ ملتا تھا نصف حضرت کی نذر کر دیتے تھے اسلیے اُنکو ثروت ظاہری بہت ہوئی آپنے اپنی دو لڑکیون کو خدمت کے واسطے نذر کیا تھا حضرت نے دونون کا عقد اپنے صاحبزادون سے کر دیا بادشاہ کو خبر ہوئی تو اُسنے آپ سے کہا کہ فقیر وامیر سے کیا قرابت تمکو ہمسے قرابت کرنا چاہیے تھا آپنے کہا کہ مینے تو محض حضرت کی خدمت کیواسطے اپنا ذریعہ نجات سمجھکر نذر کیا تھا یہ اُنکی بندہ نوازی ہے جو عقد وعزت افزائی کی ۱۲

بسید عزت خان حضرت سید میر جنکے خلیفہ شاہ صفی قلندر ہوے۔ شاہ عیسی امیٹھوی
شاہ عابد شاعر امیٹھوی۔ وفات آپ کی تیرہ ذیقعدہ روز چارشنبہ ۱۱۶۶ھ
مین ہوئی۔ مزار امیٹھی مین ہے۔

ذکر حضرت امیر سید ماہر والمعروف بشاہ محمد ماہ قلندر الہ آبادی

خلیفہ حضرت سید العرفاء ولادت آپ کی سنہ ایکہزار پندرہ ہجری مین ہوئی
گیارہ برس کی عمر مین آپ وطن سے نکلے اور تحصیل علوم مین مصروف ہوے
پہلے قصبہ رانوان گئے وہان مولوی سید محمد صادق سے پڑھنا شروع کیا
اتفاقاً ایک روز پڑھنے کی حالت مین آپ کو اُنکے منھ سے شراب کی بو معلوم
ہوئی آپ نے سخت ناخوش ہوکر کتاب بند کردی اور ملامت کرکے فرمایا
کہ افسوس آپنے میرا مفت وقت ضایع کیا میرا کام تقوی و پرہیزگاری
اور آپ کا شرابخواری افسوس صد افسوس اُنپر آپ کی ملامت کا ایسا
اثر ہوا کہ توبہ کی اور تمام اعزہ و احباب کو جمع کرکے دعوت کی اور کہا کہ تم
سب لوگ گواہ رہنا مین آج سے انکی بدولت شرابخواری سے توبہ کرتا ہون
اوسی زمانہ مین ایک مجذوب آپکے پاس آیا کرتے تھے اور آپکے مطالعہ
کے وقت زیادہ بڑ لگایا کرتے تھے ایک روز آپنے اُن سے فرمایا کہ فضول
مت بکو میرے مطالعہ مین حرج ہوتا ہے اُوس روز سے وہ چپ ہوگئے آپنے
اُنکو ایک چادر اوڑھنے کو دیدی تھی وہ دن بھر اِدھر اُدھر پھرا کرتے تھے
اور شب کو آپکے یہان آکر لیٹ رہتے تھے کھانا بھی وہ آپ ہی کے یہان

کھاتے تھے اسی طرح ایک مہینہ رہے جب چلنے لگے تو کہا کہ میان تمنے ہماری
بہت خدمت کی کچھ تمکو اسکا معاوضہ دینا چاہیے پھر سفید کاغذ پر ایک نقش
لکھا اور مصلے کے نیچے رکھدیا کچھ دیر بعد جو مصلے اٹھایا تو موافق اعداد نقش
روپے ملے پھر اوسی نقش کو زرد کاغذ پر لکھ کر رکھدیا تو اوتنی ہی اشرفیان ملین
اونھون نے اوسکی اجازت آپ کو دی اور چلے گئے آپ نے تین روز تک
وہ عمل کیا پھر ارانوان سے آپ اوڈنجہ گئے اور وہان مفتی محمد یسین سے ہدایہ
وغیرہ پڑھکر فراغ حاصل کیا اوسی زمانہ مین آپ کو طلب حق ہوئی اکثر فصوص
وغیرہ دیکھا کرتے تھے اور اپنے خاندانی اذکار و اشغال جو حضرت میران سید
فخر الاسلام شہید سے چلے آتے تھے کیا کرتے تھے ایک روز آپ کو خیال آیا
کہ خاتم الولایت جناب امیر کرم اللہ وجہہ تھے ولایت ختم ہو چکی بجز اونکے
کوئی ولی نہین اور نہ کسی سے بیعت جائز ہے اس خیال و نیز بعض اشغال
کی تحقیق کے لیے آپ جناب امیر کرم اللہ وجہہ کی روحانیت اقدس کی
طرف متوجہ ہوے جب زیارت سے مشرف ہوے تو اونھون نے فرمایا کہ
خاتم الولایت مین اس طرح ہون کہ مراتب ولایت کی انتہا مجھپر ہوئی لیکن
میری نیابت قیامت تک باقی رہیگی اور اولیاے زمانہ سے بیعت ضروری
ہے تمھارا نصیبہ بیعت محی الدین ثانی (یعنی حضرت سید العرفا) پر موقوف ہے
اونھین سے بیعت کرو اور اپنا حصہ لو جب ایک شب مین کئی بار آپ نے
یہ ملاحظہ فرمایا تو آپ پر جذب طاری ہو گیا صبح کو اوسی حال مین آپ
بجاے ہدایہ کے فصوص الحکم لیکر مفتی صاحب کے پاس گئے اونھون نے

پوچھا کہ یہ کون کتاب ہے آپ نے فرمایا ہدایہ تین مرتبہ اونھون نے پوچھا آپنے
وہی فرمایا تب اُنھون نے کہا کہ اچھا پڑھو آپ نے کتاب کھولکر قریب دو جزو
کے ہدایہ کی عبارت پڑھی وہ متحیر سُنا کیے آخر جھلا کر کہنے لگے کہ خاک ایسے
پڑھنے پر کہ عبارت ہدایہ کی پڑھتے ہو اور جلد فصوص کی لیے بیٹھے ہو جاؤ
کتاب جلا دو آپ نے کل کتابین آگ مین جلا دین اور اُن مجذوب الانقش
بھی جلا دیا اور مرشد کامل کی تلاش مین چل کھڑے ہوے سیر کرتے اور فقراے
وقت سے ملتے لاہور پہونچے اور حضرت شاہ میر لاہوری سے ملے پھر وہان
سے لکھنؤ آکر حضرت شاہ عبد الجلیل و حضرت شاہ پیر محمد لکھنوی سے ملاقات
کی پھر وہان سے قصبۂ بہلول گئے اور حضرت شاہ حمید الدین ابدال مجذوب
سے ملے وہ رات دن دیوار پر بیٹھے گڑ کھایا کرتے تھے اور ہر وقت رال اُنکے
منھ سے جاری رہتی تھی آپنے اُنکی اکثر کرامتین دیکھین پھر وہان سے بھی
چلدیے چند قدم چلے تھے کہ اُنھون نے واپس بلا کر تھوڑا سا گڑ اپنا کھایا ہوا آپکو
دیا آپ نے بکراہت لے لیا کچھ دور کے بعد خیال آیا کہ یہ گڑ پھینکدینا چاہیے
یہ ارادہ کر ہی رہے تھے کہ تصرف آنحضرت وہی ہاتھ خود بخود آپکے منھ
مین لگ گیا ذائقہ چکھتے ہی آپ بیخود ہو گئے اور اُسی بیخودی مین بہلول
سے لاہر پور جو کئی منزل تھا تھوڑی دیر مین پہونچ گئے وہان حضرت سید العرفا
پہلے ہی سے آپ کے منتظر تھے آپ نے پہونچکر قدمبوسی کی اُنھون نے فرمایا
کہ آؤ آؤ اور اپنا حصہ بحکم حضرت شیر خدا مجھسے لو مین ہی محی الدین ثانی ہون وا
اپنے یہ اشعار پڑھے ؎

صد کتاب و صد ورق در نار کن	سینہ را از عشق او گلزار کن
ہم گل و ہم رنگ و ہم بوے تو ئی	رخت بیرون کن از زین ملک دوئی

پھر آپ کو سلسلہ عالیہ قلندریہ مین مرید کر کے اذکار و اشغال قلندریہ تعلیم فرمائے آپنے سخت سخت محنتین و ریاضتین کین چنانچہ جس زمانہ مین آپ اذکار قلندریہ کے اکتساب مین مشغول تھے تو روزانہ ایک حلوان کی یخنی آپ کو دیجاتی تھی لیکن اوسپر بھی آپ کثرت حرارت ذکر سے روز بروز لاغر ہوتے جاتے تھے اجابت کی احتیاج بھی چالیس روز کے بعد ہوتی تھی بکری کی مینگنی کے برابر اور وہ بھی لوہے کی طرح سخت حضرت سید العرفا اوسکو تہائی پر رکھکے ہتھوڑیسے کٹواتے تھے اگر کوٹنے سے وہ دب جاتے تھے تو فرماتے تھے کہ ابھی کچھ کسر ہے پھر اور چند روز ذکر کراتے تھے غرض اسی طرح جب اُنھون نے آپ کو تمام اذکار و اشغال و افکار و مراقبات و طریقہ حبس دم و اوراد مشرب عالیہ قلندریہ تعلیم و تلقین فرما کر کامل کر دیا تو اجازت و خلافت و خرقہ فقر عطا فرما کر رخصت کیا اور یہ فرمایا کہ پہلے تمکو جا کر نکاح کرنا چاہیے کیونکہ مین تمھاری پشت مین ایک ولی وحق پرست لڑکا دیکھتا ہون چنانچہ آپنے وطن پہونچکر اول شادی اپنے مامون کے یہان کی جنسے دو صاحبزادے سید نور الدہر و سید خلق محمد پیدا ہوے اول الذکر صغر سنی مین انتقال کر گئے سید خلق محمد کے بعد آپ کی بیوی صاحبہ کا انتقال

ملک اور اسکے مولف خلاصة العارفین ملفوظ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی مین حکایت ہے کہ ایکروز حضرت مخدوم سے ایک شخص نے پوچھا کہ آپ اپنا مجاہدہ بیان فرمائیے تو انھون نے فرمایا کہ ادنی ابتدائی مجاہدہ میرا یہ تھا کہ بیس برس تک مینے ایک دانگ پانی اور نصف دانگ روٹی سے روزہ افطار کیا اسکے بعد دس برس مردانہ مجاہدہ کیا وہ یہ کہ ہر شب ایک مادہ گاؤ خرزہ اور ایک خردار میدہ اور ایک من بوزن دہلی روغن کھاتا تھا اور جسقدر رکھا تا تھا سب ہضم ہوجاتا تھا جیسا لاغر مین تھا ویسا ہی رہتا تھا کچھ اسقدر رکھانے سے اثر نہین ہوتا تھا اور دس سال حاجت انسانی کا تقاضہ مجکو نہین ہوا ۱۲

ہوگیا جب سید خلق محمد کی عمر دس سال کی ہوئی اور آپ نے اُنمین کوئی خاص بات نہ پائی تو دوسری شادی کے لیے سید لعل محمد عرف لالہ میان ابن سید احمد بن سید اسماعیل بن سید لاڈ حسینی رضوی نیشاپوری متوطن برگاؤن کے یہان پیام دیا اُسوقت آپ کا سن اَسی سال کا تھا اُنکے اعزا نے اِسوجہ سے انکار کیا آپ نے فرمایا کہ یہ سب جوان مرجاوینگے اور مین مدتون زندہ رہونگا آخر آپ کا عقد وہین ہوا ان بی بی صاحبہ سے تین صاحبزادے پیدا ہوے اول حضرت معدن المعارف سید محمد وارث قلندر دوم حضرت کلید عرفان سید عبدالباسط عرف شاہ باسط علی قلندر سوم حضرت سید محمد واصل عرف شاہنشاہ قلندر۔ جب آپنے حضرت کلید عرفان مین غیر معمولی امور پلیے تو شکرانہ ادا کیا اور فرمایا کہ جو کچھ حضرت پیر و مرشد نے فرمایا تھا وہ اب واقع ہوا۔ آپ نے مدت العمر ریاضات و مجاہدات و اذکار شاقہ مین بسر کی کبھی پیر پھیلا کر نہین لیٹے اگر کسی نے پوچھا تو فرمایا کہ قبر ہی مین پیر پھیلانا کافی ہے اور مینے کون ایسے اعمال کیے ہین جنکے بھروسہ پر پیر پھیلا کر آرام کرون آپ کو قرب و حضوری حضرت سرور کائنات صلعم و جناب امیر شیر خدا کی ایسی حاصل تھی کہ جو شخص آپ سے انحضرت کی زیارت کی آرزو کرتا آپ اوسکو زیارت کرادیتے تھے حضرت کلید عرفان نے رسالہ نیشاپوریہ مین لکھا ہے کہ چھبیس جمادی الآخر روز چارشنبہ مجھ سے جناب امیر کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ تمھارے والد امیر سید محمد ماہ قلندر کا رتبہ غوث الثقلین امیر سید محی الدین عبدالقادر جیلانی کے برابر ہے آپ کا معمول تھا کہ جب خلوت مین جاتے

تو کھانے پینے کی کوئی چیز اپنے ساتھ نہین لیجاتے تھے اور خلوتخانہ کا دروازہ
بند کرا دیتے تھے بعد چالیس روز کے جب برآمد ہوتے تھے تو صحت و توانائی
پہلے سے زائد ہوتی تھی خلوت مین آپ کا جسم اقدس بالکل بحیس و حرکت ہوجاتا
تھا اور روح طیران و سیران کرتی تھی اور جب عروج کا وقت نزدیک آجاتا
تھا اور آپ کو معلوم ہوتا تھا کہ فلان روز سے عروج ہوگا تو پہلے ہی سے خلوت
مین چلے جاتے تھے اور تمام آدمیون کو جمع کرکے بآواز بلند بتاکید فرمادیتے تھے
کہ مین خلوتخانہ مین جاتا ہون نہ کچھ کھاؤنگا اور نہ پیونگا اگر کوئی مجکو مردہ سمجھکر دفن
کرنے کا قصد کریگا تو گنہگار ہوگا جب مرونگا تو سب سے کہہ کے مرونگا ایکبار
اسی طرح خلوت مین آپ تھے اور اٹھائیس فاقہ گذر چکے تھے اور حضرت معدن
العارف شاہ محمد وارث قلندر کی شادی مین تین روز باقی تھے سکو اضطراب ہوا
بعضون نے یہ سمجھکر کہ اٹھائیس فاقہ گذر چکے ہین کہین انتقال نہو گیا ہو رونا
شروع کیا آپ نے رونیکی آواز سنکر آواز دی کہ کیون روتے ہو لوگون نے عرض
کیا کہ شادی کے تین روز باقی ہین اور آپ کا یہ حال ہے کیسے شادی ہوگی
فرمایا کہ خلوتخانہ کا دروازہ (جو مٹی سے بند کر دیا گیا تھا) کھولدو جب کھولا گیا
تو آپ نکلے اور غسل کرکے فاتحہ پنجتن پاک و کل قلندران عظام پڑھ کے
کھانا نوش فرمایا اور کسی ضرورت سے الہ آباد جو موضع سونھ سے چار کوس
ہے اوسی روز پاپیادہ تشریف لے گئے اور دوسرے روز صبح کو واپس آئے
اور پھر دمگذھ گئے اور ایک دن مین دس کوس چلے پھر دوسرے روز جب
برات رخصت ہوئی تو گیارہ کوس اور چلے سب نے متعجب ہوکر عرض کیا کہ

اٹھائیس فاقہ کے بعد بیس کوس پاپیادہ آپ کیسے چلے کہ کچھ بھی تھکن نہوئی آپنے فرمایا کہ میری روح میرے مرکب جسم پر سوار ہے۔

جاننا چاہیے کہ اولیاء اللہ کو عروج بہت طرح ہوتا ہے شیخ محمد عزیز نسفی رسالہ مبداء و معاد مین لکھتے ہین کہ اے درویش سالکان سہ چیز را بغایت اعتبار کنند وجاے آنست کہ اعتبار کنند اول سلوک دوم جذبہ سوم عروج ہر کہ این سہ مقام دارد شیخ و شفیع است و ہر کہ این سہ مقام ندارد پیشوایی را نشاید سلوک عبارت از کوشش است و جذبہ عبارت از کشش و عروج عبارت از بخشش است اے درویش این عروج عبارت از آنست کہ روح سالک در حالت صحت و بیداری از بدن سالک بیرون آید واحوال کہ بعد از مرگ بر وے منکشف خواہد شد اکنون پیش از مرگ منکشف گردد و بہشت و دوزخ را مشاہدہ کند و احوال دوزخیان و بہشتیان را مطالعہ کند یعنی از مرتبہ علم الیقین بمرتبۂ عین الیقین برسد و ہرچہ دانستہ بہ بیند و روح بعضے بآسمان اول برود و روح بعضے بآسمان دوم و ہمچنین تا بعرش روح خاتم انبیا برود از جہت آنکہ ہر یک بمقام اول خود عروج تواند کرد اما از مقام اول خود در نتواند گذشت و ہر یک تا بدانجا کہ برود و آنچہ بہ بیند چون باز بقالب آید جملہ در یاد باشد و روح بعضے یک روز در آسمانہا باشد و گرد آسمانہا طواف کند و انگاہ بقالب آید و روح بعضے زیادہ ازین بماند و تا بدہ روز و بست روز ممکن است کہ بماند و شیخ ما میفرمود کہ روح من سیزدہ روز بماند انگاہ بقالب خود باز آمد قالب درین سیزدہ روز ہمچو مردہ افتادہ بود و ہیچ حرکت نمیکرد و خبر از خود نداشت روح بقالب چون باز آمد برخواست و خبر از خود نداشت کہ چند روز افتادہ بود و حرکت نداشت دیگران کہ حاضر بودند گفتند سیزدہ روز است کہ قالب شما چنین افتادہ بود و حرکت نداشت عزیز دیگر فرمود

کہ روح من دہ روز دران عالم بماند انگاہ بقالب باز آمد ہرچہ درین دہ روز دران عالم دیدہ بود جملہ یاد او بود واللہ اعلم انتہیٰ نقل ہے کہ ایک مرتبہ الہ آباد مین اسقدر برف گری کہ دریا کا پانی جم گیا اوسی زمانہ مین آپ نے ایک روز دریا مین غسل کیا برف کی تاثیر سے جسم بے حس ہو گیا قاضی غلام رسول جونپوری قاضی الہ آباد نے جنکے یہان آپ مقیم تھے حکماء کو بلایا اونھون نے دیکھکر کہا کہ اب علاج بیسود ہے ہان اگر کوئی ضروری بات کہلانا منظور ہو تو زہر بچہناگ دیدیا جاے اسکے بعد پھر بچنا ممکن نہین آپ نے زہر منگوا کر کھا لیا زبان کھل گئی پھر سورۂ مزمل پانی پر دم کر کے پی لیا اور اچھے ہو گئے اسی طرح ایک بار برساتی ہوا سے آپ کا جسم آماس کر گیا لوگون نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ وقت اخیر آپہونچا آپ نے فرمایا کہ میری وفات مین ابھی دو سال باقی ہین یہ آماس خود بخود دفع ہو جائے گا چنانچہ ویسا ہی ہوا۔

وفات آپ کی بعمر ایک سو پچیس سال کی سنہ گیارہ سو چالیس ہجری مین پانچ کی

قطعۂ تاریخ وصال آنحضرت از حضرت مولانا عبدالقادر قلندر واسطی سوکھرپوری

رفت از دنیا قلندر پاکباز نور حق / سید السادات مولانا محمد ماہ شہ

وقت تاریخ و ماہ و روز و سال فوت او بگو / سادس و عشرون ماہ صوم صبح یوم مہ

مزار آپ کا موضع برگانون ضلع الہ آباد مین اپنے مورث اعلیٰ حضرت میران سید فخرالاسلام شہید کے مزار کے قریب ہے راقم الحروف بھی زیارت فرار سے ذی الحجہ سنہ ۱۳۱۳ھ مین مشرف ہوا ہے ایک ٹیلہ کے اوتر جانب حضرت میران فخرالاسلام اور اُنکے بیوی صاحبہ کے مزار ہین اور اُسکے پچھم جانب آپکا مزار ہے

آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی زمانہ مین پختہ بنا ہوگا مگر ابتو صرف اینٹون کا ڈھیر ہے اور آپکے مزار کے پائین چند ڈھیر اور ویسے ہی ہین جنکے بابتہ معلوم نہین ہوسکا کہ کن کے مزار ہین آپ کے مزار کی اس حالت مین ہونیکی وجہ وہان یہ معلوم ہوئی کہ جب حضرت کلید عرفان کا روضہ شریفیہ بنایا گیا تب آپکے بھی روضہ بنانے کا قصد کیا گیا لیکن خواب مین آپ نے فرمایا کہ جو کوئی میری نمود وشہرت ظاہری چاہیگا وہ برباد ہوجائیگا اسی ڈر سے کسی نے کبھی آپکے مزار بنوانیکی بھی جراوت نہین کی واللہ اعلم مفصل حالات آپکے مناقب الاصفیا مین مذکور ہین ؛

ذکر حضرت شیخ محمد آفاق لکھنوی

خلیفہ حضرت سید العرفا۔ آپ اعیان صوبہ بہار سے تھے سکونت آپکی موضع تلانڈہ مضافات پٹنہ مین تھی اوائل کتب متداولہ آپنے شیخ وجہ الدین گوپاموی سے پڑھین جب جاذبہ الٰہی شامل حال ہوا تو سب چھوڑ کر حضرت شیخ پیر محمد لکھنوی کی خدمت مین پہونچے اور اُنکے مرید ہوے آپ نے بہت سے مشائخین زمانہ کی زیارت کی اور حضرت سید العرفا کی خدمت مین حاضر ہوے تو حضرت نے فرمایا کہ نصیبہ کشود وشہود تمھارا بیشک مجھ سے متعلق ہے لیکن مین تعلیم وتلقین اُسوقت کرونگا جب تمھارے پیر شاہ پیر محمد میرے پاس آکر تمکو میرے سپرد کردین چنانچہ جب اُنھون نے آپکو اُنکے سپرد کردیا تب اُنھون نے آپکی تعلیم وتلقین کی اور اجازت وخلافت بھی دی رسالہ مصباح الطالبین حضرت شیخ

عبدالرسول قلندر کچھوچھوی نے حسب الحکم حضرت سید العرفا آپ ہی کے لیے لکھا بعد وفات حضرت شاہ پیر محمد قدس سرہ کے آپ چند سال اونکے جانشین رہے عارف مجرد و محقق بلند ہمت اور کل علوم ظاہری و باطنی سے آراستہ و پیراستہ تھے مدت العمر مجرد رہے سنہ وفات وغیرہ آپکا دریافت نہین ہوا مزار آپکا لکھنؤ مین پائین مزار اپنے پیر و مرشد کے ہے۔

ذکر حضرت شاہ قاسم دہلوی

خلیفہ حضرت سید العرفا۔ آپ مریدین صادقین وخلفاے کاملین حضرت سید العرفا سے تھے منقول ہے کہ آپ کے مریدین مین اکثر عورتین عارفہ کاملہ تھین اور اونکو بودلیان شاہ قاسم کہتے تھے اس لیے کہ وہ سب ابدال کا مرتبہ رکھتی تھین حدیث مین ہے کہ الابدال اربعون رجلا واربعون امراۃً اور وہ سب حقایق ومعارف واسرار آلہی نہایت صاف بیان کرتی تھین اور اکثر بزرگان وقت سے امور کشفیہ مین مباحثہ کرتی تھین فقط

نفحۂ نہم ۹

ذکر صدر الواصلین رئیس العارفین حضرت سیدنا شاہ فتح قلندر جونپوری

ابن حضرت شاہ حسین ابن حضرت شاہ مظفر ابن حضرت شاہ ملک ابن حضرت شاہ محمود قطب ابن حضرت مخدوم قطب الدین بینا دل قلندر جونپوری۔ آپکے والد موضع جھکبہ توابع جونپور مین رہتے تھے۔ مگر آپ بچپن سے حضرت قطب العالم شاہ عبد القدوس قلندر کی خدمت مین علن پور مین رہے اور تربیت و تعلیم ہر طرح کی پائی اور کبھی جونپور مین رہ کر درسی کتابین پڑھین۔ حضرت قطب العالم آپ پر بہت مہربان تھے اور آپ کی تربیت و تعلیم مین زائد مصروف رہتے تھے ایک روز آپ کہین جا رہے تھے راستہ مین ایک جوگی سے ملاقات ہوئی اوسنے آپ سے کہا کہ تم میرے چیلے ہو جاؤ آپ نے انکار کیا اور سخت و سُست کہا اوسنے ناخوش ہو کر بقوت استدراج آپکو نقصان پہونچانا چاہا آپ اُسیوقت حضرت قطب العالم کیطرف متوجہ ہو گئے انھون نے اُسی وقت بصورت روحانی تشریف لاکر اوسکی قوت استدراجی سلب کر لی یہ واقعہ دیکھکر اوسنے آپ سے کہا کہ تم مین تو خود ابھی کچھ بھی نہین لیکن تمھارا مربی زبردست ہے حضرت قاضی عبد الرحمن عارف شترخی کمالپوری اور آپ ایک ہی جگہ رہتے اور پڑھتے تھے ایک روز آپ علیحدہ بیٹھے اذکار و اشغال مین مصروف تھے اتفاقاً

قاضی صاحب نے دیکھ لیا اور کہنے لگے کہ حضرت شاہ عبد القدوس قلندر
قطب وقت ہین تم اُن سے تعلیم و تلقین پاتے ہو اور ہم سے چھپاتے ہو ہمکو
بھی بتلاؤ آپ نے فرمایا کہ ابھی میری تکمیل نہین ہوئی بعد تکمیل وکشود کار تمکو
بھی بتلاؤنگا قاضی صاحب نے آپ سے وعدہ لیا جب آپ حضرت سید العرفا
کی خدمت سے فائز المرام واپس ہوے تو پہلے حسب وعدہ قاضی صاحب
کی تعلیم و تلقین کی۔
آپ اوّلاً حضرت قطب العالم ہی سے تعلیم و تلقین پاتے رہے جب اُنکا زمانہ
وصال قریب آیا تو آپ نے عرض کیا کہ اب مجکو آپ کے بعد کون تربیت و
تلقین کرے گا اُنھون نے فرمایا کہ مین بعد انتقال فلان مکان مین آکر تمکو تعلیم
کیا کرون گا چنانچہ بعد وفات اونکی روح مبارک مجسم ہو کر آتی تھی اور آپکو
تعلیم فرماتی تھی یہ کیفیت چالیس روز تک رہی بعد اسکے اونھون نے فرمایا کہ
اب تم اپنے نعمت خاندانی واجازت وخلافت سلاسل سبعہ شاہ محب اللہ قلندر
لاہرپوری سے جاکر حاصل کرو چنانچہ آپ حضرت سید العرفا کی خدمت مین
حاضر ہوے اور مطلب عرض کیا اونھون نے اس خیال سے کہ حضرت قطب
العالم نے اونکو رخصت کرتے وقت اپنی آستین جھاڑ دی تھی اور اُنکے اس فعل
سے حضرت سید العرفا یہ سمجھے تھے کہ دولت فقر خاندان حضرت قطب العالم سے
گئی آپ سے فرمایا کہ دولت فقر جو تمھارے خاندان مین تھی وہ حضرت قطب العالم
ہی پر ختم ہو گئی اب اگر تمکو طلب ہے تو حضرت شاہ میر لاہوری کے پاس جاؤ
آپ نے فرمایا کہ مین تو محض حسب ارشاد حضرت قطب العالم آپکے پاس

حاضر ہوا ہون اُنکے پاس کیون جاؤن مین اگر اپنی آستین جھاڑ دون تو تین سو ساٹھ شاہ میر لاہوری میری آستین سے نکل پڑین پھر وہان سے چلے آئے اور لاہرپور سے باہر ایک مندر مین بیٹھ کے حضرت قطب العالم کو یاد کر کے رونے لگے یہان آپ روے اور وہان حضرت سید العرفا کے جگر مین درد اوٹھا تا لوکی مصر نے جو حضرت کا دوست تھا نبض دیکھ کر کہا کہ کوئی مرض نبض سے تو معلوم نہین ہوتا شاید بزرگونکی طرف سے کوئی بات ہو حضرت سید العرفا عالم باطن کی طرف متوجہ ہوے تو حضرت قطب العالم کے برزخ سامنے آئے بمجرد اونکی زیارت کے آپ کا درد دفع ہو گیا پھر اونھون نے فرمایا کہ وہ میرے ہی بھیجے ہوے تمھارے پاس آئے تمنے کیون نہ تعلیم و تلقین کی اور کیون اسقدر اغماض کیا مینے جو تمکو خدمت کرتے وقت اپنے آستین جھاڑ دی تھی اُس سے میرا مطلب یہ تھا کہ تم میرے آخری خلیفہ ہو اسکے بعد جتنے لوگ داخل سلسلہ ہونگے وہ سب تمھارے واسطے سے ہونگے نہ یہ کہ یہ دولت میرے خاندان سے گئی بلکہ یہ دولت میرے خاندان سے ہرگز نہین جائیگی جب اونھون نے یہ حال دیکھا تو وہ اُسیوقت شب مین آپ کو ڈھونڈھتے ہوے وہان گئے اور آپ کو تسلی دیکر اپنے ساتھ لے آے اور تربیت و تعلیم بخوبی کی بعد تعلیم و تلقین اذکار و افکار بقیہ کتب معقول و منقول پڑھنے کے لیے آپ کو حضرت شاہ عبد الرسول قلندر کچھندوی کے پاس بھیجدیا آپ نے اُنسے پڑھ کر فراغ حاصل کیا۔ نقل ہے ایک روز حضرت سید العرفا نے ایک تصوف کا دقیق مسئلہ آپ کے سامنے بیان کیا اور مکرر سہ کرر سمجھایا لیکن آپکو اطمینان

نہوا تب اونھون نے سمجھنے کے واسطے آپ کو حضرت شاہ عبدالرسول قلندر
کچھندوی کے پاس بھیجا راستہ مین حضرت قطب العالم کی روح مبارک
نے آپ سے ظاہر ہوکر فرمایا کہ اس دقیق مسئلہ کا حل یون ہے اور فرمایا
کہ شاہ مجا قلندر نے اسقدر صاف تمکو سمجھایا اور تم نہ سمجھے شاید اسلیے کہ اُسکا
ذہن نشین ہونا میرے سمجھانے پر موقوف تھا آپ حضرت سید العرفا کی خدمت
مین واپس آئے اور تمام کیفیت بیان کی جب آپنے حضرت سید العرفا سے
تکمیل پائی تو انھون نے ایک روز آپ سے امتحاناً پوچھا کہ تمکو اتنی قدرت ہوگئی
ہے کہ حضرت عبدالعزیز مکی قلندر کو بیدار کرسکو گے آپ نے عرض کیا کہ آپ
ایک کے بیدار کرنے کو فرماتے ہین اگر حکم ہو تو مین لاہرپور سے جونپور تک
تمام مردون کو زندہ کر کے یہان سے وہان تک حشر برپا کردون اُنھون
نے فرمایا کہ بس کرو مین تو تمھارے آزمائش کرتا تھا خدا نے بیشک تمکو اتنی
قدرت دی ہے لیکن اسکا اظہار مصلحت نہین۔ خلفائے حضرت سید العرفا
مین آپ کے مثل کوئی نہین ہوا آپ خلیفۂ صاحب طبقہ وخلافت کبرے تھے
حضرت سید العرفا نے آپ کے اجازت نامہ مین یہ عبارت لکھی تھی کہ اخوی
اعزی شاہ فتح قلندر بمرتبہ رسیدہ است کہ بیش ازین اولیا را مرتبہ نیست ایشان را خلافت
دادہ ام ومجاز گردانیدہ مرید ایشان مرید من است ومردود ایشان مردود من است
پھر آپ بعد تربیت وحصول اجازت وخلافت کبرے حضرت سید العرفا
سے رخصت ہوکر جونپور تشریف لائے آپکے والد ماجد حضرت شیخ حسین نے
آپ سے کہا کہ علم فقر تو تم حاصل کرچکے اب فوجدار و مردمان پرگنہ سے

ملاقات کرد کیونکہ یہ موضع جھکبہ بعض متمردین کے زیر اثر ہے آپ نے فرمایا
کہ مجکو ایسے لوگون سے ملتے ہوے شرم و عار معلوم ہوتی ہے تعجب ہے
کہ آپ مجکو ایسے لوگون سے ملنے کا حکم دیتے ہین آپ کے والد نے طنز سے
کہا کہ تم تو ایسی باتین کرتے ہو کہ گویا حضرت شاہ قطب الدین بنیاد دل قلندر
کے مرتبہ کو پہونچ گئے ہو آپنے فرمایا کہ بیشک اُنھون نے کہا کہ پھر مجھے کیسے یقین
ہو آپ نے فرمایا جس طرح فرمائیے کہا کہ یہ امیر جو حال ہے مین اس ملک مین
آیا ہے کل تمھارے پاس آکر فرمان موضع سندھیہ نذر کر دے تو یقین ہو آپنے
فرمایا بہت بہتر انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا دوسرے روز اُس امیر نے حاضر ہو کر
فرمان معافی موضع سندھیہ آپکے نذر کیا۔ منقول ہے کہ رخصت کرتے وقت
حضرت سید العرفا نے آپ سے فرمایا تھا کہ تمکو اب سیر و سیاحت کا حکم ہے
لہذا سیر کرو اور اگر نہ کروگے تو اسباب ایسے پیدا ہو جائینگے کہ جن سے
خواہ نخواہ تم کو سیاحت کرنا پڑے گی جب آپ جونپور پہونچے تو آپ سے
اور حضرت شاہ فیض اللہ داماد حضرت قطب العالم سے اسبابت پر رنجش ہو گئی
کہ آپنے اون سے فرمایا کہ تم اپنا حصہ بحسب شریعت لے لو اور صاحب سجادگی
حضرت شاہ قطب الدین بنیاد دل قلندر و حضرت قطب العالم جو میرا حق ہے مجھکو
دیدو اوسوقت باشندگان شہر جونپور حضرت شیخ فیض اللہ کے طرفدار ہوگئے اور حسد
وعناد سے آپکے ٹھہرنیکے روادار نہوئے آپنے فرمایا کہ مین جہان جاکر بیٹھ جاؤنگا
اس جلن پور کے ایسے بہت موضع آباد کر لونگا پھر صفت جلالی و حالت کشفی
سے فرمایا کہ شیخ فیض اللہ کا وقت رحلت قریب ہے اب اُنکے سیوم کا فاتحہ

ہی پڑھ کر جونپور سے جاؤنگا دوسرے ہی روز اُنکا انتقال ہو گیا آپ اُنکا
سیوم کرکے جونپور سے تشریف لے گئے اور ایک جنگل مین جاکر استقامت
فرمائی اور وہین قلندر پور کے نام سے ایک موضع آباد کیا جو چندروز مین
خوب آباد ہو گیا پھر اُسکے علاوہ اور بھی بہت سے مواضع آپ اور آپ کے
صاحبزادون کو معاف ہوے۔ بعضے یہ کہتے ہین جب آپ بعد تکمیل کے جونپور تشریف
لاے تو فلج خان نامے ایک امیر جو وہین کا باشندہ اور عالمگیر کا مقرب تھا
آپ کا معتقد ہوا اور اُسنے آپ کے لیے خانقاہ بنانا چاہی اُسکے لیے زمین
بھی خریدی اور مسجد بھی بنائی شیخ محمد ماہ نامی ایک بزرگ نے آپ کے
رشد وارشاد پر حسد کرکے اُس سے کہا کہ تم یہ سب عمارت اُنکے لیے بنواتے
ہو جو عالمگیر کے دشمن داراشکوہ کے دوست ہین اور تم عالمگیر کے نوکر ہو اگر
وہ سُنے گا تو ناراض ہو گا وہ اُنکے ڈرانے سے ڈر گیا اور تعمیر موقوف کردی
اور وہ کل زمین بھی اونھین کے حوالہ کردی چنانچہ محلہ میان پورہ اوسی پر
آباد ہے اور اوسی تختہ پر اُنکا مقبرہ بھی ہے جب آپ کو معلوم ہوا تو فرمایا
کہ جب شیخ محمد ماہ مرجائین گے تب یہان سے جاؤنگا اوسی روز اُنکے گلے مین
ایک ایسا عارضہ پیدا ہو گیا کہ قریب بہ ہلاکت ہو گئے جب اُنکو آپ کے ارشاد
کی خبر ہوئی تو اُنکو اپنی موت کا یقین ہو گیا اور انھون نے اپنے ایک مرید سے کہا
کہ جسطرح ہو تم قلندر صاحب کو میرے پاس لے آؤ وہ بہت خوشامد سے آپکو
لے گیا اونھون نے آپ سے کہا کہ یہ مین جانتا ہون کہ جو کچھ آپ نے کہا ہے
وہ ضرور ہو گا مگر یہ چاہتا ہون کہ دنیا سے با ایمان جاؤن آپ نے فرمایا

کہ ایمان سلامت رہیگا مگر زندگی نہین ہوسکتی آخر کار دو تین روز مین اونکا انتقال ہوگیا پھر آپ جونپور سے چلے گئے اور موضع قلندرپور توابع نظام آباد ضلع عظمگڈہ مین آباد کیا اوس زمانہ مین راجہ اعظم خان و بابو عظمت خان وہان کے راجہ تھے ایک روز بابو عظمت خان شکار کھیلنے قلندرپور گیا تھا اور آپ بھی اپنے مریدین ومعتقدین کے ساتھ شکار کھیلنے گئے آپکے بھانجے کے پاس ایک نہایت عمدہ شکاری کتیا تھی اوسکا شکار کرنے کا قاعدہ یہ تھا کہ جسوقت اور شکاری کتے شکار پر حملہ کرتے تھے تو وہ الگ رہتے تھے جب شکار انکی طاقت سے باہر ہوجاتا تھا تب وہ حملہ کرکے شکار زندہ پکڑ لاتی تھی بابو عظمت خان کو وہ کتیا بہت پسند آئی اوسنے آپ سے کہا کہ یہ مجکو دیدیجیے آپنے فرمایا کہ یہ میرے بھانجے کی ہے اگر مین دیدون تو وہ ناخوش ہوگا اور اوسکی ناخوشی مجکو منظور نہین وہ اسکو بہانہ سمجھ کر ناخوش ہوگیا اور آپ کی ایذا رسانی کے درپے ہوا آپ قلندرپور سے نکل کھڑے ہوے چلتے وقت یہ فرمایا کہ انشاء اللہ جب یہ ظالم پانی مین ڈوب کر ہلاک ہوجاے گا تب آؤنگا بعد چند روز کے آپ سے خواب مین حضرت رسالتماب صلعم نے فرمایا کہ تمھارا دشمن سترہ روز مین غرق ہوجاے گا اور تعبیر اوسکی سترہ مہینہ مین ظاہر ہوئی اُتنے دنون آپ نظام آباد مین مقیم رہے سترھوین مہینہ نواب ہمت خان بہادر تسخیر اعظمگڈھ کے لیے الہ آباد سے کوچ کرتا ہوا اعظمگڈھ پہونچا بابو عظمت خان مقابلہ سے بھاگا اور کشتی پر سوار ہوکر کسی طرف روانہ ہوا مگر راستہ مین معہ اسباب کشتی ڈوب گیا ع باشیر دلان ہرکہ درافتاد برافتاد + پھر اُسکے دونون بیٹے

راجہ اکرام خان و بابو مہابت خان آپ کی خدمت مین حاضر ہو کر زمرۂ غلامان
وخدام مین شامل ہوے آپنے بابو مہابت خان کے حق مین جبکہ وہ چھوٹا تھا
فرمایا تھا کہ یہ لڑکا نہایت ذی وجاہت وصاحب شان وشوکت ہوگا اور بہت سا
ملک اسکے قبضہ مین آئیگا چنانچہ وہی ہوا۔

آپ کے کرامات وعجائبات سفر جو آپنے سیروسفر مین دیکھے بہت ہین چند حکایات
یہان پر لکھے جاتے ہین۔ نقل ہے آپ اوائل حال مین ایک پہاڑ پر تشریف
لے گئے اور وہان ایک پتھر سے ٹیک لگا کر مراقب ہوگئے ایک زمانہ تک
اسی طرح وہین بیٹھے رہے جب حضرت رسالتمآب صلعم کی جناب سے حکم ہوا
کہ پہاڑ سے اوتر کر لوگون کو ہدایت وارشاد کرو اسوقت آپ وہان سے اُٹھے
تو آپ کی پشت کی کھال اوسی پتھر مین چپک کر رہگئی جب آپ پہاڑ سے نیچے
اوترے تو پیاس بہت معلوم ہوئی اور شربت کی خواہش ہوئی وہان خدا
نے آپ کے پہاڑ سے اوترنے کے قبل ہی شربت کا سامان یون کردیا تھا
کہ اوسی پہاڑ کے دامن مین ایک متمول ہندو تھا جسکا لڑکا کسی شدید مرض
مین مبتلا تھا اوس سے خواب مین کسی نے کہا کہ کل مہادیو بشکل انسان تیرے
پاس آوینگے اور پیاسے ہونگے انکو شربت پلانا اور لڑکے کی صحت کے لیے دعا
کرانا خواب سے بیدار ہو کر اوسنے گھڑون مین شربت بنوا کر اپنے سامنے رکھ لیا
اور ہر آنے والے کو پلانے لگا آپ بھی وہان پہونچے اور بہت سا شربت
مقدار طاقت بشری سے زائد پی گئے اوسنے یہ دیکھکر آپ کی قدمبوسی کی اور
عرض کیا کہ آپ مہادیو ہین میرے لڑکے کو اچھا کر دیجیے آپ نے دعا کی وہ

اچھا ہو گیا نقل ہے ایک مرتبہ آپ دکن مین عالمگیر کے لشکر کے ساتھ تھے
اتفاقاً لشکر مین وبا پھیلی جسکے گلے مین گلٹی نکلتی وہ مرجاتا آپکے بھی گلٹی نکلی آپکو
خیال ہوا کہ شاید انتقال کا وقت آپہونچا فوراً عالم باطن کے طرف توجہ کی
اوسیوقت حضرت قطب العالم کی روح مبارک سنے آپ پر دعاے
اللھم یا ولی لولاء دم کی اور فرمایا کہ اس دعا کو پانی پر دم کر کے آدمیونکو
دو اور نقارون کی چوبون پر دم کرو اُن سے جو نقارے بجاے جائین گے
جہانتک آواز اونکی جائے گی وبا دفع ہو جائے گی آپنے ایسا ہی کیا کہ تمام فوج
کے لوگون کو دم کر کے پانی دیا اور چوبون پر دم کرا کے نقارے بجواے وبا بالکل
دفع ہو گئے نقل ہے ایک بار آپ اور حضرت امیر سید محمد ماہ قلندر الہ آبادی
خلیفہ حضرت سید العرفا مع دیگر یاران طریقت ایک سفر مین تھے اثناء سفر مین
ایک ایسی جگہ پہونچے جہان ایک جوگی رہتا تھا اوسکا طریقہ یہ تھا کہ ایک لکڑی
زمین پر رکھتا تھا اور جو فقیر وہان جاتا تھا وس سے کہتا کہ اسکو اوٹھاؤ چونکہ اوس
لکڑی کی محافظ صدہا شیاطین وخبیث تھے لہذا وہ اوٹھا نہین پاتا تھا وہ
جوگی اوسکو قتل کر ڈالتا تھا جب آپ وہان پہونچے تو اوس نے آپ سے بھی
کہا آپنے حضرت امیر سید محمد ماہ قلندر سے اشارہ فرمایا اونھون نے اوسکو
اوٹھا لیا یہ دیکھکر وہ جوگی مسلمان ہو گیا اور کہنے لگا کہ مین نے اتنے لوگون کو
قتل کیا یہ سمجھتا تھا کہ سب نام کے فقیر ہوتے ہین لیکن میرا خیال غلط نکلا مین
حضرت شاہ فتح قلندر کی تلاش مین ہون اور غالباً آپ ہی ہین آپ نے
فرمایا کہ ہان نام تو میرا بھی ہے مگر کیا معلوم کہ مین وہی ہون اس نام کے

دنیا مین بہت فقیر ہو نگے اوسنے کہا کہ جو اوصاف و حالات مینے سنے تھے وہ سب آپ مین ہین مجھے کسی اور سے کیا مطلب اسی طرح آپ ایک اور جگہ پہونچے جہان بہت سے ہندو تالاب کے کنارے اپنی ریاضتون مین مصروف تھے آپ نے اُن سے ریاضتون کا سبب پوچھا اُنھون نے کہا کہ بھوانی کی زیارت مقصود ہے آپ نے پوچھا کہ کبھی اوربھی دیکھا ہے کہا نہین فرمایا اگر مین دکھلا دون تو مجکو کیا دوگے کہا جو آپ مانگئے آپ نے ایک ٹھیکری پر کچھ دم کر کے تالاب مین پھینکی جسکے گرتے ہی تالاب مین جوش آیا پھر ایک رتھ اوسمین سے نکلا جسمین ایک بہت حسین عورت بیٹھی ہوئی تھی اوسنے آپ سے کہا کہ جسطرح اسوقت آپ نے مجھے بولایا اس طرح مجھے بہت اذیت پہونچی اب اگر کبھی بلانا منظور ہو تو یہ میرے سر کے چند بال لے لیجیے انھین آگ پر رکھدیجیے گا مین حاضر ہو جاؤنگی یہ کہکر پھر اوسی تالاب مین غرق ہو گئی وہ لوگ یہ کرشمہ دیکھکر بہت متحیر ہوے اور آپ سے پوچھنے لگے کہ یہ قدرت آپ کو کیسے حاصل ہوئی آپ نے فرمایا کہ ببرکت توحید و اسلام یہ سنکر اُسیوقت وہ سب مسلمان ہو گئے۔ بحر زخار مین ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے دریاے گنگا کے کنارے ایک ہندو کو چلم دی اور فرمایا کہ اسپر آگ رکھ لا اُسنے انکار کیا تب آپ نے فرمایا کہ اے گنگا یہان آ اوسیوقت دریا مین جوش آیا اور اُسمین سے ایک حسین عورت زیور و لباس فاخرہ پہنے نکلکر آئی آپ نے اُسے چلم دی وہ اوسپر آگ رکھ لائی اور پھر اوسی دریا مین چلی گئی نقل ہے کہ چند روز غلبۂ حال مین آپ سے نماز ترک ہو گئی تھی اونھین دنون مین

ایک روز خواب مین حضرت رسالتماب صلعم نے آپ سے فرمایا کہ باوجود
غلبہ حال خیال شریعت چاہیے اوسی روز سے آپ نے ایسی پابندی اختیار
کی کہ مرض الوصال مین بھی کسی وقت کی نماز آپ کی قضا نہین ہوئی کچے گھڑے
آپ کے پاس رکھے رہتے تھے اُسپر آپ تیمم کرکے نماز پڑھتے تھے نقل ہے
کہ ایک مرتبہ آپنے عظیم آباد پٹنہ جانے کا قصد کیا اور بسبب حالت جذب اکبرآباد
کی سڑک پر چل کھڑے ہوے اور اوسی جذب و مستی مین اکبرآباد پہونچ گئے
علاوہ فقر و کمال باطنی کے اسماء و ادعیہ و سور قرآنی کے بھی آپ عامل
زبردست و باقدرت تھے چنانچہ ایک مرتبہ ستارۂ زہرہ کو آسمان سے زمین
پر بلا لیا اور سبکو اپنی قدرت و تصرف دکھا کر پھر اُسکو واپس کر دیا ایک روز
آپنے زمانہ دعوت دعاے بانت العظمۃ مین گوشت کھایا اوس روز موکلونکو
دیکھا کہ دور کھڑے ہین اور اُنکے موںھ سے شعلے نکل رہے ہین آپ نے فرمایا کہ
کیا تم مجکو ڈراتے ہو اونھون نے کہا کہ ہماری کیا مجال مگر آپ نے خلاف شرائط
کیا ہمکو ایسے امور سے تکلیف ہوتی ہے آپ نے فرمایا کہ خیر اب نہ کھائین گے
ایک روز جونپور کے کسی بزرگ نے آپ کی نسبت کہا کہ وہ عامل ہین فقیری
کیا جانین آپ نے سنا مسکرا کر فرمایا کہ غنیمت ہے اُنھون نے میرے عامل
ہونیکا تو اقرار کیا کیونکہ فن دعوت اسماء و ادعیہ بھی ایک بہت بڑا فن ہے
اسوقت مین اسکے پورے جاننے والے بھی شاذ و نادر ہونگے اگرچہ فقیری اعلیٰ
ہی چیز ہے لیکن اسکو بھی کچھ کم نہ سمجھنا چاہیے۔ ایک روز بعض مریدین نے
عرض کیا کہ آپ کو کیمیا معلوم ہے ہمکو بھی بتلا دیجیے آپ نے فرمایا کہ رانگہ

گرم کرکے اوسمین بیگن کے پتون کا عرق ڈالدو چاندی بنجائیگی چنانچہ اُسوقت تو اسی طرح بنانے پر چاندی بنگئی لیکن پھر جو بنایا تو نہ بنی تب آپ سے عرض کیا آپ نے فرمایا کہ کیا مفت اوقات ضائع کرتے ہو اپنے وجود کی کیمیا بناؤ یعنی فقر حقیقی حاصل کرو تو بہتر بھی ہے اور یہ ظاہری کیمیا کون ایسی قابل قدر چیز ہے جسکے لئے اسقدر پریشان ہو

کیمیا و سیمیا و ریمیا	این نباشد جز بذاتِ اولیا

اسی طرح ایک روز لوگون نے حضرت شاہ علیم اللہ آپکے صاحبزادہ کو آپکے پاس یہ سکھا کر بھیجا کہ تمکو حضرت بہت چاہتے ہین تم جا کر کیمیا کا نسخہ حضرت سے پوچھو اونھون نے جا کر آپ سے پوچھا آپنے فرمایا کہ زراعت کیمیا ہے اور یہ شعر پڑھا

کیمیا خواہی زراعت کن چہ خوش گفت آنکہ گفت	زرع ثلثانش ز راست و ثلث باقی ہم زر است

نقل ہے کہ شاہزادۂ داراشکوہ نے چند سوالات ہندوستان کے اکثر بزرگون سے کئے تھے از انجملہ آپ کی خدمت مین بھی بھیجے تھے وہ سوالات مع آپکے جوابات کے درج ذیل ہین مینے اپنی سمجھ کے موافق اُنکی مختصر شرح بھی ساتھ ساتھ لکھدی ہے تاکہ ناظرین کو سمجھنے مین آسانی ہو۔

سوال طالب فانی گردد یا مطلوب **جواب** طالب فانی گردد یا مطلوب

شرح وصال کا نتیجہ یکتائی ہے جسکو اصطلاح مین کافری کہتے ہین یعنی طالب نے جب اپنے آپ کو عین مطلوب پایا تو یہ بھی کہہ سکتے ہین کہ طالب فنا ہو گیا اور یہ بھی کہہ سکتے ہین کہ وہ مطلوب اعتباری جسکو وہ اپنے سے علیحدہ

فرض کیے ہوے تھا فنا ہو گیا کیونکہ طالب و مطلوب دونون اعتباری نام ایک ہی شخص کے ہین بس اعتبار اوٹھ جانے پر نہ طالب کا اطلاق رہا نہ مطلوب کا اور یون اس لیے نہین کہا کہ ہم طالب فانی گردد و ہم مطلوب کہ اوسمین فنا کا وجود حقیقی کا گمان فاسد پیدا ہوتا تھا مختصر یہ کہ ایک رہجاتا ہے خواہ اوسکو طالب کہیے یا مطلوب۔

سوال چیست اندرین راہ نہایت کار و ہدایت کار جواب چیست اندرین راہ نہایت کار و ہدایت کار ؎

این راہ را نہایت صورت کجا توان بست		کش صد ہزار منزل بیش است از ہدایت

شرح حقایق خلقیہ مین ظہور ذات حق بترتیب اسماء و صفات ہے اور ابتدا و انتہا نہ ذات حق کی ہے اور نہ اسماء و صفات حق کے کیونکہ تمام کثرت کونیہ کا مخزن کنز مخفی ہے اور ذرہ ذرہ جملہ عوالم کا حالت کنزیت مین عین کنز مخفی ہے جو تمام کثرت کونیہ کا جامع ہے پس حق تعالیٰ کی توجہ الی المشاہدہ ہی کا نام عالم ہے جس مین ابتدا و انتہا کا اعتبار کیا جاتا ہے ورنہ یہ بے انتہا شیونات خلقیہ قبل از ظہور بھی کنز مخفی مین بجنسہ موجود تھے۔ اور من حیث السلوک ہدایت کار سیر الی اللہ ہے اور نہایت کار سیر فی اللہ ہے بعضون کے نزدیک ہدایت کار سلوک ہے اور نہایت کار جذب اور بعضون کے نزدیک ہدایت کار نفی و فنائے سالک ہے اور نہایت کار نفی و اثبات و فنا و بقا سے بھی گذر جانا اور بعضون کے نزدیک ہدایت کار عاشقی ہے اور نہایت کار معشوقی۔ جاننا چاہیے کہ حضرات صوفیہ محققین کے نزدیک مراتب ظہور

وجود بصورت دائرہ متصور ہے نقطۂ احدیت جو مبداء دائرہ ہے وہی منتہائے دائرہ بھی ہے نصف دائرہ نقطہ احدیت نقطہ مقابل کے ساتھ (یعنی مرتبہ جامعہ انسانیہ) موسوم بقوس نزولی ہے اور نصف دیگر اُسی مرتبہ انسانی سے نقطۂ احدیت تک معبر بقوس عروجی ہے جب دونون قوس مل گئے تو دائرہ پورا ہوگیا اور مبداء و معاد ایک ہوگیا[۱] هو الاول هو الآخر —

سوال چیست معنی آنکہ سید الطائفہ جنید بغدادی قدس سرہ در جواب ما النهاية[۲] فرمودهی الرجوع الی البدایة[۳] جواب یعنی درعین ذوق واحدیت سخن زوجیت گوید و دا من کلموا الناس علی قدر عقولهم[۴] را نگذارد ؎

زدریائے شہادت چون نہنگ لا برآرد سر

تیمم فرض گردد نوح را درعین طوفانش

شرح یعنی جسطرح کہ خلق قبل از ظہور عین حق اور حق بعد ظہور عین خلق ہوا اسیطرح سالک کے کمال کی انتہا یہ ہے کہ وہ بھی جسطرح قبل از ظہور (جو اوس کی ابتدا ہے) عین حق تھا اسی طرح بعد از ظہور عین حق ہوجائے یعنی قطرہ دریا مین اور فرع اصل مین ملجائے ؎

رفت ز مسعود یک جملہ صفات بشر | الخچہ ہمان ذات بود باز ہمان ذات شد

سوال ہرگاہ معدوم شدن موجود محال است پس اشیائے موجود را چون معدوم توان گفت جواب ہرگاہ معدوم شدن موجود محال است پس اشیائے موجود را چون معدوم توان گفت الموجود موجود والمعدوم معدوم فهم من فهم

[۱] وہی اول ہیہ وہی آخر ۱۲ [۲] انتہا کیا ہی ۱۲ [۳] ابتدا کیطرت رجوع کرنا ۱۲ [۴] لوگون سے اُنکی سمجھ کے موافق باتین کرو ۱۲

شرح اشیا سے اعیان ثابتہ مراد ہین جو ہمیشہ سے معدوم فی الخارج ہین جو کچھ موجود ہے وہ ذات حق ہے لہذا موجود موجود ہے اور معدوم معدوم موجود یعنی حق کا معدوم ہونا محال ہے اور اشیاء جو معدوم ہین انکا موجود ہونا محال ہے اور صور اشیاء جو اعتباری و اضافی ہین بدل جاتے ہین لیکن حقیقت اشیاء جو ایک ہے وہ ہر حال مین موجود ہے معدوم نہین جیسے لکڑی کہ جلکر خاک ہوگئی اور خاک عناصر مین ملکر بنور ذات واجب حامل صور و اشباح فتنہی ہوئی

سوال کدام علمست کہ گفتہ اند العلم حجاب الاکبر جواب علم خدا ے یعنے دانستن خدائے ے

علم حق در علم صوفی گم شود		این سخن کے باور مردم شود	

شرح حجاب اکبر علم حق ہے یعنی صور علمیہ کے تفصیلی ذوق نے ذات کو اپنی جانب اس ابتہاج کلی سے متوجہ کرلیا ہے کہ شاہ حقیقی کو اپنے ذات کے شیون و اعتبارات مین گم ہوجانا پسند آگیا ہے اسی لئے اگرچہ شیون و اعتبارات مین ظہور ذات ہی کا ہے لیکن ہر تجلی مین ذات کسی شیون و اعتبار کے ساتھ متجلی ہوتی ہے اور وہ تجلی اُس شیون و اعتبار کیطرف منسوب کیجاتی ہے نہ ذات کی طرف اسی لیے ذات مین تجلی ممنوع ہے پس ذات کی وصل بے حجاب کی کوئی صورت بجز اسکے نہین ہے کہ سالک ظلومی وجہولی مطلقہ مین قیام کرکے سب کیا دھرا کھو بیٹھے اور پھر مقام احدیت سے اولٹا لوٹ کر مقامات عالیہ کو خیرباد کہے اور خود بھی غیب الغیب کی تفصیل مین جسکو عالم شہادت کہتے ہین گم ہوجاے اب اسنے ذات کو مع العلم پایا اور ایسا پایا کہ ذات حق کو اپنی ذات

اور علم حقیقی کو اپنا علم اسی سے فرمایا ہے ؎

علم حق در علم صوفی گم شود	این سخن کے باور مردم شود

فرق یہ ہے کہ مشہد علمی مین بوجہ ذوق کثرت غلبہ تعین کا ہونا لازمی ہے اور یہی حجاب اکبر ہے اور مشہد ذاتی مین بوجہ تفرد وحدت غلبہ صرافت ہے جسمین نہ صفات وشیون کا ظہور حاجب ہے اور نہ عدم ظہور ؎

آنکھ موندی تو عدم کی سیر ہی گم ہی وجود	آنکھ کھولی تو وہی ہی ظاہر و باطن بھرا

سوال انبیاے سابق را معرفت بود یا نہ جواب بود ذلک[۱] فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

شرح انبیاے علیہم السلام کو معرفت تنزیہی بھی تھی اور معرفت تشبیہی بھی تنزیہ مین تنزیہی معرفت تھی اور تشبیہہ مین تشبیہی معرفت لیکن کمالات محمدی صلعم مین علاوہ اس معرفت کے ایک اور خاص طور یہ ہے کہ تشبیہہ مین تنزیہہ اور تنزیہہ مین تشبیہہ اسیوجہ سے آنحضرت صلعم کی معرفت معرفت تامہ ہے اور آپ پر یہ آیت نازل ہوئی الیوم[۲] اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی

سوال عاشق را بعد موت وصال معشوق ممکن باشد یا نہ جواب عاشق را بے موت وصال معشوق ممکن نباشد الموت[۳] جسر یوصل الحبیب الی الحبیب ؎

نے چنان مرگے کہ در گورے روی	مرگ تبدیلے کہ در نورے روی

شرح بلکہ وصال معشوق ہی موت عاشق ہے الحادث[۴] اذا قورن بالقدیم لم یبق لہ اثر اور در اصل یہی زندگی ہے یعنی فناے عاشق کا وصال

۱ یہ خدا کا فضل ہے جسکو چاہتا ہے دیتا ہے ۱۲ ۲ آج کے روز مین نے تمھارا دین پورا کیا اور اپنی نعمتین پوری کین ۱۲ ۳ موت ایک پل ہے کہ دوست کو دوست سے ملاتی ہے ۱۲ ۴ حادث جب قدیم کا مقارن ہوگا تو اسکا کوئی اثر نہ باقی رہیگا ۱۲

فناء الفنا ہے جسکو بقاے سرمدی وحیات ابدی کہتے ہین ولکم[1] فی القصاص حیات یا اولی الالباب کے یہی معنی ہین۔

سوال ظلوماً جہولاً در مدح انسان است یا ذم جواب بحسب ظاہر این الفاظ در مذمت انسان معلوم میگردد اما دیدۂ ناظر بنظر نور جز کمال وے چیزے دیگر مطالعہ نمیکند چراکہ خود از کمال دست خود بر داشتہ خود را از خود فراموش ساخت پس این مدح در قدح واقع است ؎

عجب حال این یامین راست بنگر	بہ صحرا ازد و در خانہ برادر

شرح ظلوم سے اشارہ ظلمت ذات کیطرف ہے جسکو سواد اعظم یا احدیت کہتے ہین اور جہول سے مراد بے کیفی حقیقی ہے جس سے علم کی ابتدا ہوئی اور یہ مقام ذاتی ما ورائے علم ہے پس اس سے زیادہ مدح اور کیا ہو سکتی تھی کہ اپنے ساتھ اوسکی عینیت و یکتائی کو ظاہر فرما دیا ہے۔

سوال تصور را اعتبار بود یا نہ جواب تصور یکہ تصدیق شہود مطلوب خود ذات بحسب واقع اعتبار ہا دارد۔

سوال شغلے باشد کہ بے اختیار از شاغل صادر شود جواب شغلے باشد کہ بے اختیار از شاغل صادر شود بلکہ نہایت اختیار ہر کار بے اختیاری آن کار ست فہم من فہم۔

شرح وہ شغل جو بلا کوشش و اختیار شاغل سے صادر ہوتا ہی سلطان الاذکار ہے جسکو صوت سرمدی و الہند بھی کہتے ہین۔

---

[1] اور تمھارے لیے قصاص مین زندگی ہے اے صاحبان عقل ۱۲

سوال نماز بے خطرہ کے بود جواب چون خطرہ خطرہ نباشد۔

شرح خطرہ کا مبداء تنزیہہ ہے جسکی تشبیہہ مولانا مغربی نے یہ دی ہے

زدریا موج گوناگون برآمد	زبیچونی برنگ چون برآمد

لیکن بمجرد اسکے کہ وہ خطرہ تنزیہہ سے متمیز ہوشیون تشبیہی اوسے اپنے مین لے لیتی ہین اور اپنے رنگ پر ظاہر کرتے ہین پس جو خاصیت اُس صفت تشبیہی کی ہوگی ویسا ہی اثر اُس خطرہ کا ہوگا نیک یا بد لیکن اگر متفکر اپنی فنا مین اسقدر لطافت پیدا کرلے کہ خطرہ کا احساس اُس حالت مین کرے کہ جسوقت وہ تنزیہہ مین ممیز ہوا ہے تو بھی خطرہ اسکو جاذبہ تنزیہی کا کام دیگا اور اوسوقت خطرہ کو خطرہ نہین کہینگے۔

سوال در انسان استعداد شناخت برابر بود یا نہ جواب برابر بود اگر ظہورش را موانع نبود۔

شرح استعداد ذاتی سب مین برابر ہے حدیث[1] کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ اور[2] مامن مولود الا وقد یولد علی فطرۃ الاسلام دلالت مساوات ذاتی پر کرتی ہے لیکن استعداد صفاتی مین بہت بڑا فرق ہے ایک متخلق باخلاق ربانی ہوکر زمرۂ ملائک مین شامل ہوجاتا ہے بلکہ اُس سے بھی گذر جاتا ہے اور دوسرا متصف باوصاف شیطانی ہوکر گروہ شر الدواب مین داخل ہوجاتا ہے۔

سوال از تربیت ارواح معرفت تام حاصل گردد یا نہ جواب بہ استعداد

[1] تم سب راعی ہو اور تم سب اپنی رعیت سے پوچھی جاؤگے ۱۲ [2] نہین ہے کوئی بچہ مگر وہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے ۱۲

کمال ظہور و حضور روح کہ کمال توجہ داشتہ از تربیتش معرفت تام حاصل گردد چہ سرگذشت این فقیر حقیر خاکپائے درویشان سبحانی آنست کہ ہر قدمے ذوقے و شوقے عبور میشود ترغیب و تحسین ہمان مذاق از روے کمال از ہر یک روح مشاہدہ میکند۔

شرح سالک کو بتربیت ارواح مقدسہ حضرات اولیاء کرام وانبیاء علیہم السلام معرفت اجمالی حق حاصل ہوتی ہے لیکن جبتک ظاہر مین کسی شیخ کامل و مکمل سے تعلیم و تربیت حاصل نہ کرے اُسوقت تک اُسکو معرفت تفصیلی حاصل نہین ہوتی اور نہ وہ دوسرون کی تعلیم و تکمیل و ارشاد و تلقین کے لائق ہوتا ہے جیسا کہ خود آپ کے حال مین مذکور ہے کہ آپ کی تربیت و تعلیم سب حضرت قطب العالم شاہ عبد القدوس قلندر کی روح اقدس نے فرمائی اور تربیت فرما کر کشود ظاہری و باطنی و نیز حصول نعمت خلافت کے لیے آپ کو حضرت سید العرفا شاہ محبا قلندر لاہرپوری کی خدمت مین بھیجا آپ وہان سے بعد تکمیل طالبین و سالکین کے ارشاد و تلقین کے لئے مجاز و مامور ہوے

سوال بے نہایت در دل چگونہ گنجد جواب بے نہایت در دل چگونہ گنجد ۵

حلول و اتحاد اینجا محال است		ز عین و حدتش این خود ظلال است	

شرح اس حیثیت سے کہ ذات بحت الٰہی بحسب اطلاق اشارات و عبارات و قیود و اعتبارات سے مبرا ہے اُسکا ادراک بالبصر و گنجایش بقلب محال ہے اِنَّ اللّٰہَ احتجب عن العقول کما احتجب عن الابصار و ان الملاء الاعلیٰ یطلبونہ کما تطلبونہ انتم

۵ے بیشک اللہ عقول سے پوشیدہ ہو جسطرح ابصار سے پوشیدہ ہو اور فرشتگان مقرب اسکی طلب اسطرح کرتے ہین جسطرح تم کرتے ہو ۱۲

اور اس حیثیت سے کہ اُسکا ظہور باعتبار تقید مراتب کونیہ و مظاہر حسیہ مین ہوا ہے اوسکا مدرک و مشاہد ہونا ممکن ہے کیونکہ جب آسمان باین وسعت پتلی مین سمانیکی گنجایش رکھتا ہے تو قلب انسان کامل تو بحکم قلب المومن عرش اللہ[۱] بطریق اولیٰ محل گنجایش حق ہے اور ہو سکتا ہے آیات و احادیث وفی انفسکم[۲] افلا تبصرون۔ وھو معکم اینما کنتم[۳] لا یسعنی ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی[۴] قلب عبدی المومن التقی النقی اس امر کے گواہ ہین۔

سوال درمیان درد و عشق چہ فرق است **جواب** درد عام است و عشق خاص۔

شرح عشق کی دو قسمین ہین مجازی و حقیقی عشق مجازی سے مراد تشبیہات مین سے کسی ایک تعین مین مشاہدہ ہونا اور اُس سے عشق ہو جانا ہے اور عشق حقیقی سے مراد صرف تنزیہہ کیطرف توجہ ہونا اور اوسکی طلب اور اُسکا شوق حد سے بڑھ جانا ہے اور یہ تعین و اطلاق دونون تقید ہین لہذا عشق کو خاص فرمایا ہے اگرچہ بوجہ یکتائی تنزیہہ و تشبیہہ اوسی ایک تعین تشبیہی کا مشاہدہ تنزیہہ کا بھی جامع ہے اور اسی بنا پر عشق مجازی و عشق حقیقی ایک ہے لیکن اعلیٰ ترین مقام یہ ہے کہ جملہ شیون ذاتیہ تنزیہی و تشبیہی کا مشاہدہ کامل بیکدفعہ ہو اور ہر ہر ذرہ تعینات تشبیہی کا اپنی دلکشی سے اور ہر ہر ہلہ جاذبات تنزیہی کا اپنے صرافت سے قلب مشاہد کو ریزہ ریزہ کردے اور اسکو درد کہتے ہین جو عام ہے یعنی نہ مقید بہ تعین و نہ مقید بہ اطلاق اور یہ انتہائی ہی

[۱] قلب مومن عرش خدا ہے ۱۲ [۲] اور تمھاری ذاتون مین پس کیون نہین دیکھتے ہو ۱۲ [۳] اور وہ تمھارے ساتھ ہے جہان تم ہو ۱۲ [۴] نہین وسعت رکھتی ہی میری زمین و آسمان لیکن میری وسعت بندۂ مومن برگزیدہ کا قلب رکھتا ہے ۱۲

چنانچہ فرمایا کہ انا عند المنکسرۃ قلوبھم لاجلی منکسر القلوب سے اہل درد مراد ہین اور اس درد کا نتیجہ عاشق و معشوق کا ایک ہو جانا ہے جسکو حیرت حسنہ کہتے ہین اور یہی مقام کافری یا مقام قلندری ہے۔ بعضون کے نزدیک سبب ترقی درد ہے اگر کسیکو عشق ہوا اور درد نہوا اوسکو ترقی ممکن نہین جسطرح کہ ملائکہ کو عشق ہے مگر درد نہین لہذا اُنکے لیئے ترقی بھی نہین ہے کلام مجید مین ہے کہ وما منا الا ولہ مقام معلوم درد بجز انسان کے کسیکو نصیب نہین

قدسیانرا عشق ہست و درد نیست	درد را جز آدمی در خورد نیست
ذرۂ عشق از ہمہ آفاق بہ	ذرۂ درد از دل عشاق بہ
کفر کافر را و دین دیندار را	ذرۂ درد دل عطار را

عشق کے لیے درد لازمی نہین اور درد کے لیئے عشق لازمی ہے عشق بلا درد موصل مطلوب نہین اور درد موصل مطلوب ہے درد مین ترفع ہے اور عشق مین تنزل عشق مین کسیقدر کثافت یعنی پیچیدگی بھی ہے تاوقتیکہ درد نہو انسان سلوک مین کچھ کر نہین سکتا۔

سوال عالم قدیم است یا حادث جواب عالم ہنوز بوے وجود نہ یافتہ تا بحدوث و قدم چہ رسد۔

شرح عالم سے مراد تفصیل اسماء و صفات ہے جو حضرت حق نے اپنے علم سے اپنے خیال مین فرمائی ہے ورنہ عالم من حیث العالم کوئی شے غیر ذات حق یا زائد علی الذات یا خارج از ذات نہین ہے پس جبکہ عالم خود اسماء و صفات

ل میں اون لوگونکے نزدیک ہون جنکے قلوب میری وجہ سے ٹوٹے ہین ۱۲ ۵ اور نہین ہے ہم مین کوئی مگر اسکا مقام معین ہے

کی تفصیل کا اعتباری نام ہے اور بالذات کوئی وجود ہی نہین رکھتا تو پھر حدوث و قدم کا کیا اطلاق ہو سکتا ہے العالم ماشمت رائحۃ الوجود

چہ باشد چنین عالم آرائیے	ہمانا خیالی و تنہائیے

سوال اگر قتل امام حسین در مشیت ایزدی است یزید درمیان کیست واگر یزید درمیان است یفعل اللہ مایشاء و یحکم مایرید[ل] چیست جواب اے شاہزادہ تا از شاہزادگی بیرون نیائی شاہ نشوی چون شاہ نشوی ازین معنی آگاہ نشوی۔

شرح سبحان اللہ کیا عمدہ و پرمذاق جواب آپ نے دیا جسکی تعریف نہین ہو سکتی یعنی جس طرح کہ شاہزادے کو بحالت شاہزادگی آغوش شفقت شاہ مامن وملجا ہوتی ہے کہ جبتک وہ اُس مامن مین رہتا ہو تمام آفات و ترددات سے فارغ رہتا ہے برخلاف اسکے مرتبہ شاہی مین ہر آفت کے لیے خود ہی سینہ سپر ہوتا ہے اوسیطرح مامن پمبیرزادگی بھی عشق حقیقی کے خونریز میدان کارزار مین حجاب ہے اور اُسکے لئے یہ ضروری تھا کہ حضرت امام علیہ السلام اس مظلومیت و بیکسی مین شہادت اختیار فرمائین تاکہ مشہد ناسوتی مین علی طولا پر آپکے تفرد باطنی کی تفصیل ہوجاے اور میدان عشق حقیقی مین آپکے مردانگی کے جوہر کھل جائین اور اس سلوک کیوجہ سے بجاے اُس نسبت جزویت کے جو آنحضرت صلعم کے ساتھ آپ کو نسبی حیثیت سے تھی وہ نسبت عینیت رسول اللہ صلعم کے ساتھ ظاہر ہو جاے جسکی بنا پر آپ کا مرتبہ شہادت مراتب نبوی

ل اللہ جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے اور حکم کرتا ہے جس چیز کا ارادہ کرتا ہے ۱۲

مین شمار ہوا پس اس شہادت سے حضرت امام علیہ السلام کے مراتب کمالات کی لاانتہا ترقی واقع ہوئی کہ جو خود مقصود حضرت امام علیہ السلام تھا اور یزید کہ مظہر جلال اور تابع شیطان تھا اپنے محل و مرتبۂ اصلی پر پہونچ گیا یعنی دوزخ مین اور خالق و مخلوق کی لعنت ازلی وابدی کہ جسکا اُسکا عین ثابت مستحق تھا اوسے حاصل ہو گئی جیسا کہ جناب باری عز اسمہ نے فرمایا کہ ان الذین یوذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعد لھم عذابا مھینا[۱] اور یہی معنی عدل حقیقی کے ہین کہ ہر شے و ہر شخص اپنے مرتبہ و محل پر قائم رہے فقط

وفات آپ کی بائیس شعبان سنہ گیارہ سو اٹھارہ ہجری مین ہوئی تاریخ وفات دخل الجنۃ ہے مزار شریف قلندرپور تحصیل نظام آباد ضلع اعظم گڈھ مین ہے۔ راقم الحروف ماہ ذیحجہ سنہ تیرہ سو تئیس ہجری مین وہان حاضر ہو کر زیارت مزار شریف سے مشرف ہوا ہے شہزادۂ داراشکوہ کا تعمیر کیا ہوا ایک وسیع اور بلند حریم ہے جسکے مشرقی جانب ایک خوشنما سہ درہ سنگین کھمبون اور کڑے کی چھت کا بنا ہوا ہے اسی مین حریم کا دروازہ ہے بیان کیا جاتا ہے کہ یہ سہ درہ بعد انہدام قدیم عمارت کے جو اس جگہ پر تھی دوبارہ تعمیر ہوا ہے اور مغربی سمت مین عالیشان سہ گنبدی مسجد ہے باقی اس چبوترہ حریم کے ہر چہار طرف فصیل بنی ہے تین طرف سے اس چبوترے کو ایک بہت بڑا تالاب گھیرے ہے جسے وہان نیر کہتے ہین اس تالاب مین سوتے بھی ہین اسیے

[۱] بیشک جن لوگون نے اللہ اور اُسکے رسول کو اذیت دی لعنت کی اُنپر اللہ نے دنیا و آخرت مین اور مہیا کر رکھا اُنکے لیے عذاب ذلت کا ۱۲

تالاب کو وہان پوکرا کہتے ہین تالاب کیوجہ سے مزار شریف آبادی سے دور ہوگیا ہے اور چکر کھاکر جانا ہوتا ہے اس تالاب پر مزار شریف کے سامنے قدیم سے ایک پل بھی تھا جو اب گر گیا ہے وسط چبوترہ مین مسجد کے سامنے مزار مبارک ہے جسکے گرد ایک اور چھوٹا سا حظیرہ دپت منڈیر کا بنا ہوا ہے اور چبوترہ کے بقیہ حصہ سے کچھ بلند ہے حضرت کے پہلو مین جانب مشرق پائین آپ کی ایک بی بی صاحبہ کا مزار ہے جو اوسی حظیرہ کے اندر ہے اور اسکے مشرق دو مزار حضرت کے دوسرے بیبیون کے ہین حظیرہ کے متصل دکھن جانب حضرت کے پائین حضرت شاہ محمد احسن قلندر کا مزار ہے اور مغرب طرف حضرت شاہ بہاء اللہ قلندر کا اونکے بعد حضرت شاہ محمد واصل قلندر کا مزار ہے اونکی بعد حضرت شاہ حلیم اللہ قلندر کا اونکے بعد حضرت شاہ پیر محمد قلندر کا حضرت رئیس العارفین کے مزار مبارک کے سرہانے بہت بڑا چراغدان بنا ہے جسمین یہ کتبہ لگا ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ روح و ریحان وجنۃ نعیم۔ یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی اس بڑے چبوترہ کے چارون گوشون مین بطور تہ خانے کے چار حجرے عبادت کیلئے تھے جو اب بخیال بے ادبی بند کردیے گئے ہین پائین مسجد ایک بڑا حوض بھی تھا جو اب بند کردیا گیا ہے مزار شریف کے قریب ایک پرانا درخت ہے جسے گلاچین کا درخت کہتے ہین مشہور ہے کہ حضرت کے زمانہ کا درخت ہے۔ آپکی درگاہ کی معافی مین پہلے باون موضع تھے جنمین اب صرف ایک ہی قلندر پور رہگیا ہے جو آپکے اولاد کے قبضہ مین ہے۔

حال ازواج حضرت رئیس العارفین

آپ کی چار بیبیان تھین پہلی بی بی صاحبہ حضرت شیخ محمد قطب قلندر قدس سرہ
کی اولاد سے تھین موضع کمال پور سونگر کے رہنے والے ان سے کوئی اولاد
نہین ہوئی۔ دوسری بی بی صاحبہ قاضی ابو الحسن عباسی ساکن سید پور بہیری
کی صاحبزادی تھین انکے ایک صاحبزادی مسماۃ شاہ بی بی پیدا ہوئین جو
شیخ نجیب عباسی ساکن سید پور کو بیاہی گئین۔ منقول ہے کہ شیخ نجیب
عباسی نے چاہا کہ بلا اجازت و اطلاع آپکے تمام ملک و معاش اپنی خوشدامن
کے نام لکھوا دین چنانچہ انھون نے یہ اپنا ارادہ اپنے بعض عزیز قاضیون
و مفتیون سے ظاہر کرکے انکو آمادہ کیا جب یہ خبر آپ کو ملی تو آپنے فرمایا کہ
میری صفت جلالی کا تو یہ مقتضا تھا کہ شیخ مجیب کا کلیجہ نکل پڑے لیکن
کیا کرون کہ میری لڑکی شاہ بی بی بیوہ ہو جائیگی اور میرے چار دن لڑکے
صغیر بچے ہین جو شخص انکو کسی قسم کی ایذا پہونچانیکا قصد کرے گا خواہ قاضی
ہون یا مفتی سب کا تدارک کرونگا اپنی زندگی مین بھی اور بعد وفات بھی
تیسری بی بی صاحبہ آپ کی اکبر آبادی تھین جنسے حضرت شاہ بہاء اللہ قلندر
و حضرت شاہ پیر محمد قلندر پیدا ہوے منقول ہے کہ حضرت سید العرفا نے
آپکو گھوڑے پر سوار کیا اور فرمایا کہ گھوڑے کی باگ چھوڑ دو اور کہین خود
سے نہ روکو جسکے دروازہ پر یہ گھوڑا از خود رک جاے اُسکے یہان شادی
کرو خدا تمکو اُس سے دو لڑکے دیگا آپ نے تعمیل ارشاد کی خدا نے دو

صاحبزادے عطا فرمائے اور یہ کیفیت اکبرآباد مین واقع ہوئی۔ چوتھی بی بی صاحبہ آپ کی بنارس کی تھین ان سے بھی دو صاحبزادے حضرت شاہ محمد واصل قلندرؒ و حضرت شاہ علیم اللہ قلندرؒ اور ایک صاحبزادی بی بی فاطمہ پیدا ہوئین جو حضرت امیر سید محمد عوض ساکن موضع نیک آمدی[۱] پور (معروف بہ نظام الدین پور) کو بیاہی گئین۔

ذکر صاحبزادگان حضرت شمس العارفین

ذکر حضرت شاہ بہاء اللہ قلندرؒ

آپ سترہ برس کے سن مین اپنے والد بزرگوار کے ہمراہ حضرت سید العرفا شاہ مجا قلندرؒ لاہرپوری کی خدمت مین حاضر ہوے اور بیعت کرکے اجازت و خلافت سے سرفراز ہوے وفات آپ کی ساتوین رمضان المبارک سنہ ۱۱۴۵ھ مین ہوئی سنہ ولادت و مزید حالات آپکے کہین سے دریافت نہین ہوے آپ کے مزار کا ذکر اوپر بیان ہو چکا۔

ذکر حضرت شاہ پیر محمد قلندرؒ

عرف شاہ پیرن ولادت آپ کی ۱۱۰۸ھ مین ہوئی آپ مرید و خلیفہ اپنے

[۱] یہ موضع سید پور بھتری کے پاس ضلع غازی پور مین ہے وجہ تسمیہ یہ ہے کہ حضرت امیر علی شیر مورث حضرت امیر محمد عوض جب اس مقام پر آئے تو ویران تھا حضرت سید...الم شقان صاحب سیر کرتے وہان پہونچے آپ نے فرمایا کہ مرحبا نیک آمدی اسوقت سے یہ موضع اس نام سے مشہور ہو گیا ۱۲

والد بزرگوار کے تھے اور طاعات وعبادات وریاضات ومجاہدات مین یکتائے زمانہ اور صاحب خوارق عادات وکشف وکرامات تھے۔ نقل ہے کہ حضرت امیر سید خدا بخش حسینی سرائے میری آپکے مرید وخلیفہ جب آپکی خدمت مین بغرض ارادت وطلب راہ حق حاضر ہوے تو آپ نے انکو کسی ضرورت سے دور بھیجدیا وہان اونھون نے خواب دیکھا کہ میری موت فلان وقت ہوگی خواب سے بیدار ہوکر متفکر ہوے کہ میرا ارادہ مرید ہونیکا تھا اب موت کا وقت آگیا کیا ہوگا آپ نے انکو ایک خط بھیجا تھا جو انکو اسی روز ملا اوسمین یہ تحریر تھا کہ موت سے مت ڈرو موت کی دوقسمین ہین ایک عرفی جسکا زمانہ ابھی بہت دور ہے اور دوسری حقیقی کہ حدیث موتوا قبل ان تموتوا مین اوسی کیطرف اشارہ ہے اور یہ موت تمھاری قریب آگئی ہے خواب دیکھنے سے متفکر مت ہو یہ خط دیکھتے ہی اونکا رنج وتفکر دفع ہوگیا نقل ہے کہ جب امیر مذکور شاہجہان آباد گئے تو وہان حضرت شاہ رحمت اللہ قطب کا شہرہ سنا اور یہ بھی سنا کہ بہت کم لوگ اونکے پاس جانے پاتے ہین اگرچہ اُنسے اور شاہ صاحب سے کبھی کی ملاقات نہین تھی مگر یہ گئے اثناے کلام مین گفتگوئے توحید آگئی اُنھون نے نہایت عمدہ طور سے بیان کیا جسکو سنکر اونھون نے کہا کہ یہ باتین تمنے نہین کین بلکہ حضرت شاہ پیرن نے کی ہین جو تمھاری آنکھون مین جلوہ گر ہین حالانکہ اونھون نے کبھی آپ کا نام بھی نہین سنا تھا۔ آپ کی وفات بارہ ربیع الاول سنہ گیارہ سو انتیس مین ہوئی مزار قریب مزار حضرت رئیس العارفین کے ہے آپکے خلفا یہ حضرات ہوے

حضرت سید شاہ محمد وارث قلندر برادر بزرگ حضرت کلید عرفان۔ حضرت سید شاہ خدا بخش۔ حضرت سید شاہ ولی اللہ برادر زادہ و داماد آنحضرت حضرت شاہ عبدالسبحان داماد آنحضرت۔

ذکر حضرت شاہ محمد واصل قلندر

ولادت آپ کی سنہ ایکہزار چھیانوے ہجری مین ہوئی آپ بھی اپنے والد کے مرید و خلیفہ تھے وہ آپ کو بہت دوست رکھتے تھے آخر آخر مین اُنکا معمول ہوگیا تھا کہ شیر برنج نوش فرماتے تھے اور اوسمین بجز آپ کے کسیکو شریک نہین فرماتے تھے ایک بار آپ سرائے میر تشریف لے گئے تو میر محمد منعم عاشقانی سے حضرت امیر سید علی قوام شاہ عاشقان کے مزار پر ملاقات ہوئی اونھون نے کہا کہ آپ محض لباس پہنکر فقیر ہوگئے ہین یا قدرت و تصرف قلندرانہ بھی رکھتے ہین آپ نے فرمایا کہ میری فقیری کا حال اپنے جد بزرگوار سے جاکر پوچھ لو میر محمد منعم حضرت شاہ عاشقان کے مزار پر حاضر ہوے اور مزار کے قریب بیٹھ گئے بیٹھتے ہی ایک غیبی طپانچہ اُنکے منھ پر پڑا اُسیوقت سے وہ آپکے معتقد ہوگئے اور انکار سے باز آئے اور پھر اکثر آپکی خدمتمین حاضر ہوتے رہے۔ وفات آپ کی دوسری شعبان سنہ گیارہ سو تریسٹھ مین ہوئی

ذکر حضرت شاہ علیم اللہ قلندر

ولادت آپ کی سنہ ایکہزار اٹھانوے ہجری مین ہوئی آپ بھی اپنے والد کے

مرید و خلیفہ تھے۔ منقول ہے کہ آپ اور حضرت شاہ محمد واصل قلندر ملا عبدالقادر
سے نظام آباد مین پڑھتے تھے حضرت رئیس العارفین نے آپ دونون کو
بلوا بھیجا اور فرمایا کہ علم ظاہر ہر جگہ پڑھ سکتے ہو لیکن علوم غیبیہ و اسرار قلندریہ
کس سے سیکھو گے پھر دونون حضرات کی تربیت و تلقین مین مشغول ہوے
اور خوب تربیت و تلقین فرمائی وہ فرمایا کرتے تھے کہ مینے بارہ سال اپنی عمر زائد
حق تعالی سے محض ان دونون کی تعلیم و تربیت کے لیے مانگ لی ورنہ آج
مجکو انتقال کیے بارہ برس ہو چکے ہوتے۔ وفات آپ کی سنہ گیارہ سو ترپن
ہجری مین ہوئی۔ باقی آنحضرت کی اولاد کا حال اصول المقصود مین مذکور ہے

بیان خلفائے حضرت رئیس العارفین

نقل ہے کہ آپکے چار ہزار مرید صاحب نسبت و تصرف و کشف و کرامات
مختلف ممالک مین تھے اور علاوہ صاحبزادون کے بائیس خلفاے کامل
جنسے سلسلہ عالیہ قلندریہ کا بہت شیوع ہوا علاوہ ان بائیس کے اور بھی
خلفا تھے جسقدر خلفا کے نام دریافت ہو سکے لکھے جاتے ہین۔

حضرت قاضی عبدالرحمن عارف شریحی قلندر۔ حضرت شاہ ابو محمد ساکن موضع
وندوہ۔ حضرت امیر سید محمد آصف قلندر گردیزی ساکن کٹرہ مانکپور۔ حضرت
سید محمد تقی حسینی ترمذی۔ حضرت امیر سید ابراہیم حسینی ترمذی۔ حضرت امیر
سید غلام حسن ترمذی عرف امیر سید بہادون۔ حضرت امیر سید ظہیر الدین محمد
حسینی ترمذی۔ حضرت امیر سید محمد عرب حسینی ترمذی۔ حضرت سید محمد ترمذی

حضرت شاہ بہاء الحق خیر آبادی۔ حضرت سید محمد عوض ذاباد آنحضرت حضرت سید میر محمد ساکن کڑہ۔ حضرت شاہ نصیب حضرت شاہ ابو القاسم۔ حضرت شاہ سیف اللہ چیریاکوٹی۔ حضرت شاہ فیض اللہ سرائے میری براور خالہ زاد آنحضرت۔ حضرت شاہ محمد فاضل ساکن موضع بروندہ۔ حضرت شاہ نور اللہ حضرت شاہ خان محمد۔ حضرت شاہ مظفر۔ حضرت شاہ محمد امین بہاری۔ راجہ اکرام خان راجہ اعظمگڈہ۔ حضرت شاہ سلطان بایزید امیٹھوی۔ حضرت شاہ غلام قلندر سنبھلی مرادآبادی۔ حضرت شاہ حفیظ دیوی۔ حضرت شاہ محمد علی صدر پوری حضرت مفتی غلام رسول برادر زادہ قاضی عبد الرحمن۔ حضرت شیخ عبد الصمد برادر قاضی صاحب۔ حضرت شاہ درویش محمد غال[1] حضرت شاہ الہدیہ احمد قلندر۔ حضرت شاہ الہدیہ احمد قلندر لاہرپوری حضرت حکیم شاہ رحمت اللہ حضرت شاہ عشق اللہ سنارگانوی حضرت میر حید رعارف ربانی قدست اسرارہم۔

ذکر بعضے خلفائے حضرت یٰسین العاشقین

ذکر حضرت قاضی عبد الرحمن عارف قلندر

شتر بحی کمالپوری بن شیخ ابراہیم بن یوسف بن محمود بن مجاہد بن محمد بن الہدیہ آپ ملا محمود جونپوری کے مشاہیر تلامذہ سے تھے اور کل علوم مین یکتا

---

[1] یہ حضرت شاہ عبد الرحمن قلندر ثانی خلف اکبر حضرت شاہ الہدیہ احمد قلندر کے خسر تھے مزار انکا متصل صدر پور چک جعفر پور مین ہے جو اب بنام تکیہ جعفر پور مشہور ہے ۱۲

[2] ابن شیخ ضیاء الدین بن شیخ نصیر الدین بن شیخ رکن الدین بن کمال الدین امام عبد الرحمن جانباز قلندر۔ گنجینہ مزار آپ کا لب تالاب کولیہ واقعہ چک محمد دسواد لاہرپور مین ہے ۱۲

حضرت رئیس العارفین کے بھی کچھ دنون ہم سبق رہے ہین اور اونسے اوسی زمانہ مین وعدہ لیا تھا کہ جب اپنے بزرگون کے نعمائے خاندانی سے مستفیض ہونا تو مجکو بھول نہ جانا حضرت اوسی ایفائے وعدہ کے لیے ایک روز آپ کے پاس گئے تو آپ شطرنج کھیل رہے تھے لیکن اوسوقت آپ نے اونکو پہچانا نہین اُنھون نے فرمایا کہ بازی قائم ہے شطرنج اُٹھاؤ آپنے کہا کہ تمنے عجیب بات کہی اگر بازی قائم تو شطرنج کیون اُٹھائی جائے انھون نے جواب مین ایک آیت پڑھی آپ نے کہا کہ آپ شاید حضرت شاہ فتح قلندر ہین اونھون نے فرمایا کہ ہان مینے جو تم سے عہد کیا تھا وہ پورا کرنے آیا ہون پھر خلوت مین اپنا حضرت سید العرفا سے خلافت پانے کا سب حال بیان کیا اور باتون باتون مین ایسی توجہ فرمائی کہ آپ بیخود ہو گئے کئی روز تک وہ حالت آپ پر طاری رہی جب افاقہ ہوا تو اونھون نے آپ کو تربیت و تلقین فرمانا شروع کی بعد تکمیل کے شاہ عبدالرحمن عارف کا لقب عنایت کیا قاضی آپکے خاندان مین کوئی نہین تھا صرف آپ اپنی ذات سے قاضی ہوے جسکا واقعہ یہ ہے کہ ایک روز حضرت رئیس العارفین نے آپ سے فرمایا کہ اگر پرگنہ سکری کا پروانہ قضا دہلی سے اپنے نام لے آؤ تو ہمکو شکار کھیلنے کو خوب ملے آپنے فرمایا کہ پہلے تو حضور نے مجکو نعمت فقر سے سرفراز فرمایا اب قاضی بنانا چاہتے ہین یہ مجھ سے نہو گا کیونکہ اسمین ذمہ داری بہت ہے اگر موافق شرع عمل نہوا اور حرص و طمع و دیگر اغراض نفسانی کو دخل دیا گیا تو بہت سخت گناہ ہو گا من جعل قاضیاً فقد ذبح

بغیر سکین والقاضی فی الجنة والقاضیان فی النار اونھون نے فرمایا کہ
نہین بلکہ تم ویسے قاضی ہوگے کہ جیسے محمد رویم بغدادی اور امام احمد
غزالی وعین القضاۃ ہمدانی قدست اسرارہم تھے آپ حسب ارشاد دہلی گئے
اور امتحان قضا دیا اور کامیاب ہوے علماے دہلی سے مباحثہ مین غالب
آئے پھر بادشاہ وقت کے پیر سے ملنے گئے اُنھون نے یہ شعر پڑھا ؎

پنجہ بر پنجۂ خدا دارم		بینوائے چو مصطفےٰ دارم	

آپ نے فوراً جواب مین فرمایا کہ ؎

پنجہ بر پنجۂ خودی داری		کے تو آگاہی از نبی داری	

آپ کے اس جواب سے سب علما بہت خوش ہوے اور کہنے لگے کہ اگر
خدمت قضا آپ لیتے ہین توکسی شہر کی لیجیے یہ پرگنہ کی قضا لیکر کیا کیجیے گا

سلہ ابو نعیم نے حلیہ مین حضرت عکرمہ سے ذکر کیا ہے کہ اونھون نے بیان کیا کہ بنی اسرائیل مین تین قاضی تھے اونمین سے ایک مرگیا اوسکی جگہ پر دوسرا مقرر ہوا وہ لوگ جو دلمین آتا تھا حکم دیا کرتے تھے تب اللہ تعالی نے اُنکے امتحان کیواسطے ایک فرشتہ کو بھیجا اوسنے ایک دکو دیکھا جو اپنی گاے کو پانی پلا رہا تھا اُس گاے کے ساتھ اُسکا بچہ بھی تھا اُسنے گاے کے بچہ کو اپنے پاس بلایا اور خود گھوڑے پر سوار تھا وہ بچہ اُسکے ساتھ ہولیا اب آپس مین دونو نکے جھگڑا ہوا آخر کو قضیہ طے کرنے قاضی اول کے پاس گئے تو فرشتہ نے ایک اشرفیون کا توڑا قاضی کو دکیر یہ کہا کہ میرے موافق فیصلہ کرو کہ یہ گاے کا بچہ میرا ہے اوسنے کہا کہ مین یہ کیسے حکم کرون اوسنے کہا کہ گھوڑے اور گاے معہ بچے کے ایک جگہ چھوڑ دیجئے اگر گاے کا بچہ میری گھوڑی کے ساتھ چلا آوے تو میرا ہے ورنہ اُسکا چنانچہ یہی کیا گیا وہ بچہ گھوڑی کے ساتھ ہوگیا قاضی نے بھی حکم دیا کہ جسکی گھوڑی اوسی کا بچہ ہے پھر دوسرے قاضی کے پاس گئے اوسنے بھی روپیہ لیکر یہی حکم دیدیا پھر تیسرے قاضی کے پاس گئے اوسکو بھی فرشتہ نے روپیہ دیکر اپنے موافق کرنا چاہا مگر اُسنے کہا کہ مین حایض ہون فرشتہ نے کہا کہ سبحان اللہ آجتک کبھی مرد بھی حایض ہوا ہے قاضی نے کہا سبحان اللہ آجتک کبھی گھوڑی کے بھی گاے کا بچہ پیدا ہوا ہے اور روپیہ واپس کرکے گاے کا بچہ گاے والے کو دلوادیا اسی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قاضیان فی النار والقاضی فی الجنة ۱۲ - الحیوة الحیوان دمیری

آپ نے کہا کہ مین خدمت قضائی پرگنہ محض حضرت پیر و مرشد کے حکم سے لیتا ہون ورنہ مجکو کوئی ضرورت نہین آخر اوسی پرگنہ کے قضا کا پروانہ لیکر چلے آیے اور نہایت خوبی سے اُسکو انجام دیا کیے آپ کا مزار بھی وہین ہے۔ آپ کے والد میان شیخ ابراہیم ابتدا مین آپ کی فقیری نیز حضرت رئیس العارفین کے کمال کے منکر تھے ایک روز آپ نے اپنی چادر انکو اوڑھنے کو دی جب وہ سوے تو خواب مین حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی زیارت سے مشرف ہوے اوںھون نے فرمایا کہ مینے تمسے پہلے ہی کہا تھا کہ تمھارے ایک لڑکا ہوگا عالم و عارف اب جبکہ وہ ایک بزرگ کی توجہ سے مراتب ولایت پر فائز ہوا تو تم منکر کیون ہوگئے جب وہ جاگے تو اپنے انکار سے تائب ہوکر حضرت رئیس العارفین کے مرید ہوگئے۔

آپ صاحب تصانیف تھے بیشتر تصنیفات آپ کے علم تصوف مین ہین ازانجملہ رموز المعارف عربی مین اور قصص الاسرار و مثنوی و رسالہ وجدانی و رسالہ تلقینیہ فارسی مین تصوف کی بیش بہا کتابین ہین انکے علاوہ قصائد و غزلیات و ترکیب بند اشعار فارسی مین متضمن بربیان توحید و مسائل تصوف بہت ہین مختصراً ایک قصیدہ اور کچھ اشعار آپکے لکھے جاتے ہین آپ رحمانی تخلص فرماتے تھے۔ قصیدہ

نداند کس مرا اسرار من آنم کہ من دانم	میان ظلمت و انوار من آنم کہ من دانم
منم رندیکہ میخانہ بناکردم بیک نشہ	ولی در جبہ و دستار من آنم کہ من دانم
بہر ساعت دگر گون میشود حسن و جمال من	برون از زیر تو تکرار من آنم کہ من دانم

به پستان جهان هیئم جمال خویشتن هر دم ⁂ زروی گل و هر خار من آنم که من دانم

گهی تسبیح غلطانم بشکل صوفیان ایدل ⁂ گهی دوش من زنار من آنم که من دانم

منم اول منم آخر منم ظاهر منم باطن ⁂ زما این رازها اظهار من آنم که من دانم

نمودم حسن خود را با هزاران صلوت زیبا ⁂ گهی یابم لذت دیدار من آنم که من دانم

کلامم با هزاران نکته سربسته شد ظاهر ⁂ منم گویا بهر گفتار من آنم که من دانم

گهی بیدین فی مذهب بمیخانه زجوش می ⁂ گهی دینم گهی دیندار من آنم که من دانم

منم روحی که آدم را بجوئی میکشم هر دم ⁂ منم نفسی که شد مکار من آنم که من دانم

جهان از روی من پیدا منم بر روی خود شیدا ⁂ نباشد کس مرا اغیار من آنم که من دانم

بروهم از کم و از بیش ایدل باز خود گشتم ⁂ گهی کمتر گهی بسیار من آنم که من دانم

بدم مخفی از چشم خود چو میل دید خود کردم ⁂ بدین صلوت شدم اظهار من آنم که من دانم

پرده بر رخ معشوق در انجم چرا انجم ⁂ منم پرده منم دلدار من آنم که من دانم

ثنای نفس گشتم تا بگویم حال وجد را ⁂ بضمن فصحت اشعار من آنم که من دانم

از آن تا باز گویم حال خود در بیتها گشتم ⁂ گهی رومی گهی عطار من آنم که من دانم

زخاک و باد و آب و آتش ایدل از ره حکمت ⁂ من آدم را زدم فخار من آنم که من دانم

گهی یوسف شدم گاه یعقوبم ز شیدائی ⁂ گهی گشتم زلیخا وار من آنم که من دانم

منم موسی منم هارون و هم من فرعون من هامان ⁂ منم اقرار و من انکار من آنم که من دانم

منم در نفس عیسای عیان گشته بحکمتها ⁂ زما شد مرده ها جاندار من آنم که من دانم

نبوت ختم کردم دین نیکو را نمودم من ⁂ شدم چون احمد مختار من آنم که من دانم

دیگر

قلندر با هزاران هوش اسرار هی گر دارد ⁂ میان نیک و رندی وضع و کرداری گر دارد

بدیوان حقیقت آن محاسب انیرہ داس
بدکان دلم بنشست وخالی کرد از اغیار
ببستان نیست حاجت عاشقان را بلبل نالان
اگرچہ بادہ را ہرکس را بمستی میکشد ہر دم
بروپیر مغان میخانہ رابر کن کہ رحمانی

نہانی در بغل اوراق طوماری دگر دارد
بیا برگیر سودا ئیس کہ بازاری دگر دارد
کہ دلدارم زتاب لف گلزاری دگر دارد
نگاہ چشم او با من سرو کاری دگر دارد
بجام دل مئے اسرار خماری دگر دارد

دیگر
طرفہ قلندرے کہ زجام شراب عشق
ہرچند بیخود است رہ مجتبےٰ گرفت

ایک مرتبہ حضرت سید العرفا شاہ مجا قلندر قدس سرہ نے حضرت رئیس العارفین کے پاس فرما بھیجا کہ مین اپنے آپ کو عالم باطن مین مثنوی پڑھتے پاتا ہون لہذا اگر کہین مثنوی شریف ملجائے تو بھیجدو حضرت رئیس العارفین نے آپکو تلاش کرنے کا حکم دیا آپ نے بہت تلاش کی لیکن اتفاق وقت سے کہین نہ ملی تب خود آپ نے ایک ہفتہ مین مثنوی تصنیف کرکے حضرت سید العرفا شاہ مجا قلندر کی خدمت اقدس مین بھیجدی اور لکھ بھیجا کہ اگر مثنوی مولانائے رومی مل گئی تو وہ بھی بھیجدونگا جب تک حضور اسی کو ملاحظہ فرمائین جب آپ کی مرسلہ مثنوی حضرت سید العرفا نے ملاحظہ کی تو جواب مین آپ کو تحریر فرمایا کہ عالم باطن مین مین نے یہی مثنوی دیکھی تھی اب مثنوی مولانائے رومی کی مت تلاش کرو۔

ایک مرتبہ آپ اپنی تصانیف ملاحظہ کر رہے تھے تو آپ کے ایک عزیز نے جو آپ کے معتقد نہین تھے حقارت سے کہا کہ تم یہ پھبان کیا لکھا کرتے ہو آپ نے جواب دیا کہ تم کو ان پوتھیون کی قدر کچھ دنون مین معلوم ہوگی

اتفاقاً ایک روز آپ کے گھر مین آگ جو لگی تو سب اسباب کے ساتھ کتابین بھی جل گئین مگر آپ کی تصانیف پر ذرا بھی آنچ نہ آئی اُسوقت آپ نے اون سے فرمایا کہ اب ان پوتھیون کی قدر کچھ تمکو معلوم ہوئی یا نہین وہ اپنے قول سے شرمندہ ہوے۔

علاوہ ان کتب مذکورۂ بالا وکلام نظم کے آپکے چند مکاتیب بھی ہین جو بحیثیت اپنے اعلی مضامین کے بہت عمدہ وبلحاظ زبان فارسی بہت خوب ہین۔

آپ صاحب قوت وتصرف قلندرانہ تھے دو تین حکایتین آپکی تصرف وکرامات کی یہانپر مناقب الاصفیا سے نقل کرکے لکھی جاتی ہین۔

ایک مرتبہ ایک ہندو مستدرج حضرت رئیس العارفین شاہ فتح قلندر کی خدمت فیضدرجت مین حاضر ہوا اور اونکے حضور مین اپنے کمالات باطنی کے متعلق فضول باتین بکنے لگا حضرت رئیس العارفین نے اوسکی تعلی سے ناراض ہوکر سخت جواب دیا اُسنے ناخوش ہوکر ایذارسانی کے قصد سے سفلی عمل اثر کیا حضرت قاضی صاحب اُسوقت دو منزل کے فاصلہ پر تھے وہین آپکو کشف سے یہ معلوم ہوا آپنے وہین سے اوسکی گردن پر گھونسہ مارا گھونسہ پڑتے ہی اُسکو معلوم ہوا کہ تمام عالم مین آگ لگ گئی اور کہین بجز حضرت رئیس العارفین کے قرب کے مفر نہین وہ اُنکے پیچھے کھڑا ہوکر کہنے لگا کہ تمھارے دوستون مین سے کوئی مجھے مارڈالنے کا قصد کرتا ہے انھون نے دیکھا تو قاضی صاحب کے برزخ موجود پائے جب اُنکو واقعہ معلوم ہوا تو اُنھون نے اُسکا قصور معاف کرادیا پھر وہ مسلمان ہوگیا۔ نقل ہے ایک ذاکر کو کشف کا دعوی تھا

اوسی کمتر حضرت رئیس العارفین کی خدمت مین حاضر ہوا کرتا تھا ایک وزاُسنے
بیان کیا کہ مین جس کتاب کی نقل کرتا ہون پہلے اوسکے مصنف کی وجہ سے
تحقیق کرلیتا ہون چونکہ وہ خوشنویس بھی تھا اسلیے انھون نے فرمایا کہ ایک
دیوان حافظ مجکو بھی لکھدو اوسنے لکھنا شروع کیا ایک روز ایک غزل غلط
لکھ لایا اونھون سنے ٹوکا اور فرمایا کہ اسی غلط نویسی پر دعوی کرتے ہو وہ بہت
خفیف و ناخوش ہوا لیکن اوسوقت خاموش رہا ایک روز وہ اور آپ چاندماری
کھیل رہے تھے اور وہ سنار بھی اوسوقت موجود تھا اوسنے سہو سے انکا تیر آپ
کی طرف واپس کیا جسوقت اُنکا تیر واپس ہوا تو آپنے اُس تیر کیطرف ایسے
نگاہ کی کہ تیر جل گیا پھر اُس سنار کیطرف قہر سے دیکھا اوسیوقت جذام اُسکو
ہوگیا کچھ دنون مین جب مرض زائد بڑھا تو وہ پھر حاضر ہوا حضرت نے
آپ سے اوسکی سفارش کی آپ نے توجہ فرمائی اُسکا مرض جاتا رہا پھر اُسنے
مرید ہونا چاہا لیکن آپ نے مرید نہین کیا چند روز کے بعد اُسنے نبوت کا
دعوی کیا اور اوسی حالت مین مرگیا نعوذ باللہ من ذلک

سن و تاریخ و ماہ وفات آپ کا دریافت نہین ہوا

ذکر حضرت سید محمد صبغت قلندر

حسینی گردیزی مانکپوری۔ آپ خوردسالی مین مرید کسی بزرگ کے ہو چکے
تھے ایک روز ایک فقیر سے ملاقات ہوئی اوسنے ایک ذکر آپ کو بتلایا
جسکے کرنے سے آپ پر ایسی بیخودی طاری ہوئی کہ دیر تک بیخود رہے

جب وہ حالت رفع ہوئی تو خواب مین حضرت رسالتمآب صلعم نے آپسے فرمایا
کہ تمھارے مرشد حقیقی شاہ فتح قلندر ہین اونسے جاکر تعلیم حاصل کرو تب آپ
انکی خدمت مین حاضر ہوے اور تربیت و تعلیم پاکر مراتب ولایت پر فائز ہوے
آپ فرقۂ ابدال سے تھے ارواح طیبہ حضرات ائمہ کرام و دیگر اولیاء اللہ کے
حضوری آپ کو بہت رہتی تھی آپ فرمایا کرتے تھے کہ حضوری حضرت رسالتمآب
صلعم بہ نسبت حضوری جناب امیر کرم اللہ وجہہ کے جلد میسر ہوتی ہی اوسکی
وجہ یہ ہے کہ حضرت رسالتمآب صلعم بمنزلہ باپ کے ہین کہ الرسول اب الامۃ
جسوقت کسی امتی کو کچھ نقصان پہونچتا ہے تو آپ جلد خبر لیتے ہین اور حضرت شیر خدا
محبوبین سے ہین جبتک اولیاء خانوادہ مدد نکرین وہ خبر نہین ہوتے۔ آپسے
کشف و کرامات بہت صادر ہوے۔ نقل ہے کہ جب حضرت رئیس العارفین
نے سیر و سفر اختیار کیا تو آپ کو قلندرپور مین چھوڑ دیا حوالی قلندرپور کے اکثر
باشندون نے آپ کو بہت ایذا دی آپنے تنگ آکر اونکو بد دعا دی حقتعالی
نے اونپر ایک دیوانہ سیار مسلط کر دیا اوسنے سب کو کاٹا جس سے وہ سب
مر گئے۔ نقل ہے ایک مرتبہ کسی نے آپ کو شراب پیتے دیکھا اعتراض کیا
آپ نے فرمایا کہ یہ شراب نہین ہے دودھ ہے اور اوسمین سے تھوڑا اوسکو
دیا تو خالص دودھ تھا۔ نقل ہے سید عظیم الدین نظام آبادی نے دو نکاح
کیے دونون بیویان یکے بعد دیگرے مرگئین آپ نے اونسے فرمایا کہ تیسرا نکاح
کرو اوسکی زندگی کا مین ضامن ہون اونھون نے حسب ارشاد نکاح کیا چند
روز کے بعد وہ بھی بیمار ہوئین جب زیادہ حالت خراب ہوئی تو انھون نے

آپ کو اطلاع دی آپ اوسوقت حضرت رئیس العارفین کی خدمت مین حاضر تھے آپ نے اُنسے رخصت مانگی اونھون نے کشف سے آپ کا ارادہ معلوم کر کے فرمایا کہ معاملۂ قضاؤ قدر مین مت دخل دو تامل کرو مینے بزرگونکی امانت تمکو اس لیے نہین سپرد کی ہے آپ نے عرض کیا کہ حضور کا فرمانا بجا ہی لیکن ایفاے وعدہ سے مجبور ہون غرض جب آپ نظام آباد پہونچے تو انکے بیوی کا انتقال ہو چکا تھا آپنے دیکھ کر فرمایا کہ سکتہ ہو گیا ہے ایک پیالہ مین زہر لاؤ لوگ زہر لاے آپنے پینا چاہا اتنے مین ایک ملامتی فقیر جو عرصہ سے وہین رہتے تھے آئے اور آپ سے کہنے لگے کہ تم اپنے پیر کے امین ہو یہ پیالہ مجکو دو اور پیالہ لیکر وہ پی گئے اودہر انکا انتقال ہوا ادہر وہ زندہ ہو گئین۔

اسی طرح ایکبار شیخ کرم اللہ بن قاضی محمد غوث نظام آبادی بہت سخت بیمار ہوے لوگون نے آپ سے عرض کیا کہ آپکے معتقد و مسترشد شیخ کرم اللہ بہت بیمار ہین دعا کیجیے کہ اچھے ہو جائین آپ نے فرمایا کہ مین کیا کرون اُنکی عمر ہی ختم ہو گئی پھر خود ہی فرمایا کہ مین بڈھا ہوا اور بہت سیر کر چکا اب جو کچھ عمر باقی ہے وہ اوسکو دیے دیتا ہون پھر حجرہ مین جاکر دروازہ بند کر لیا اور انتقال فرما گئے ایک شخص نے جو وہان موجود تھا دیکھا کہ حجرہ سے ایک نور کی چادر نکلکر آسمان کو گئی اوسیوقت وہ اچھی ہو گئی اور عرصہ تک زندہ رہی۔ وفات آپ کی سنہ گیارہ سو بیالیس ہجری مین ہوئی مزار آپ کا قلندر پور ضلع اعظم گڈھ مین ہے۔

ذکر حضرت شاہ ابو محمد قلندر

ساکن موضع دندوہ آپ حضرت رئیس العارفین کے مرید و جلیل القدر خلیفہ تھے سیر و سفر مین اُنکے ساتھ رہتے تھے اکثر اوقات آپ پر سکر و استغراق طاری رہتا تھا ایک روز لوگون نے اونسے عرض کیا کہ حضور کے اور سب مریدین تو پابند شرع ہین لیکن میان شاہ ابو محمد نماز نہین پڑھتے اوکھون نے فرمایا کہ وہ زمرۂ عشاق مین ہین ان اللہ لایواخذ العشاق بما صدر منھم[1] اور بیشتر محو و مستغرق رہتے ہین والسکاری معذور ون کیا اونکی نماز دیکھوگے سب نے عرض کیا کہ جی ہان تب وہ نماز پڑھنے کھڑے ہوے اور آپ کو امام کیا آپ پر جو سکر طاری ہوا تو کئی روز گذر گئے حضرت نے یہ دیکھکر کہ انپر استغراق طاری ہو چلا نیت توڑ دی اور خود امام ہو کر نماز پڑھا دی۔ نقل ہے امیر سید ابراہیم سرائے میری کی بی بی بیمار ہوئین آنحضرت نے آپ کو انکی خیریت دریافت کرنے بھیجا راستہ مین آپ کو کشف سے معلوم ہوا کہ اُنکا انتقال ہو گیا آپنے خیال کیا کہ مین تو خیریت دریافت کرنے جاتا تھا اب حضرت سے جا کر کیا بیان کرونگا یہ خیال کرکے چادر سر سے پیر تک تان کر لیٹ گئے اور اپنی جان اُنکے عوض مین دیدی وہ اُسیوقت وہان زندہ ہو گئین جب اس واقعہ کو دیر گذری اور حضرت کو کشف سے معلوم ہوا تو فرمایا کہ ناقص کے بدلہ کامل کو اپنی جان نہین دینا چاہیے حضرت کے اس ارشاد سے آپ زندہ اور وہ بیوی پھر مردہ

[1] بیشک اللہ عشاق سے ان امور کا مواخذہ نہین کرتا ہے جو اُنسے صادر ہوتے ہین ۱۲

ہو گئین تھوڑی دیر کے بعد پھر اونھون نے فرمایا کہ ناقص کا بدلہ ہینے ناقص ہی سے کر دیا یعنی اُن بیوی کا بدلہ اُنکی لونڈی سے کر دیا اوسیوقت اُنکی لونڈی مر گئی اور وہ پھر زندہ ہو گئین نقل ہے ایک شخص نے خواب دیکھا جسکی تعبیر آپ سے پوچھی آپنے فرمایا کہ اسکے تعبیر یہ ہے کہ فلان و فلان مرینگے اُسنے تمسخر سے کہا کہ تیسرا کون مریگا آپ نے جھلا کر فرمایا کہ تو چنانچہ وہ دونون اور شخص تینون اوسی روز مر گئے۔ ایکبار کسی سفر مین آپ حضرت رئیس العارفین کے ہمراہ تھے ایک روز ایک راہب سے ملاقات ہوئی اوسنے کہا کہ مجکو ہوا مین اوڑنیکی قدرت حاصل ہے آپ نے کہا کہ یہ قدرت تو چیل و کوے کو بھی ہے یہ کون عمدہ بات ہے طالب عرفان واسرار ہونا چاہیے یہ سنکر اوسکے دلمین درد طلب پیدا ہوا اور وہ مسلمان ہو کر حضرت رئیس العارفین کا مرید ہو گیا سنہ تاریخ وفات و مدفن آپ کا دریافت نہوا۔

ذکر حضرت شاہ محمد امین قلندر بہاری

آپ بھی حضرت رئیس العارفین کے مرید و خلیفہ تھے حضرت نے آپ کو سورۂ اخلاص کا عمل تسخیر کے واسطے تعلیم فرمایا تھا آپنے اُس عمل سے راجہ اکرام خان راجہ عظمگڈہ اور اُنکے بھائی بابو مہابت خان کو مسخر و مطیع کیا اور وہ آپکے مرید ہوے بابو مہابت خان اگرچہ امیر سید محمد یافث محمد آبادی کا مرید تھا لیکن خلوص و اعتقاد اوسکو حضرات قلندران عظام سے بہت تھا اور اُسنے اذکار و اشغال کی تعلیم و تلقین بھی آپ سے اور حضرت شاہ الہدیہ احمد قلندر لاہر پوری

وحضرت شاہ پیر محمد قلندر قدست اسرارہم سے پائی تھی نقل ہے جب آپ
راجہ اکرام خان سے ناخوش ہوکر سیر کرتے دہلی پہونچے تو وہان قطب
الملک نواب سید عبداللہ خان اور امام الملک امیر الامرا نواب سید حسین علیخان
ہفت ہزاری آپکے بہت معتقد ہوے ایسا کہ جب وہ آتے تھے اور آپ آرام
فرماتے ہوتے تو وہ منتظر بیٹھے رہتے تھے اور حسب مرضی آپ کے اونھون نے
یہ کوشش کی تھی کہ تمام سرکار جونپور مع پرگنہ جات متعلقہ خرچ خانقاہ
قلندر پور شریف کے واسطے وقف کر دی جائے اور یہ بھی ارادہ کیا تھا کہ
سنگ مرمر دہلی سے حضرت رئیس العارفین کے روضہ کے لیے بھیجین مگر
غیب سے ممانعت ہو گئی تب آپ اس ارادہ کو موقوف کرکے سیر وسفر
ممالک کو اوٹھ کھڑے ہوے اور بغداد شریف وغیرہ ہوتے ہوے مدینہ
منورہ پہونچے اور وہین وفات پائی لوگون نے آپ کو لاعلمی سے ایک ویرانہ
مین دفن کر دیا اوسی روز وہان کے ایک بزرگ سے خواب مین حضرت
رسالتمآب صلعم نے فرمایا کہ یہ فقیر ولی ہند تھا اُسکو وہان کیون دفن کیا
تب اونھون نے آپ کی لاش وہان سے لاکر جنت البقیع مین دفن کی۔
تاریخ وسنہ وفات معلوم نہوا۔

ذکر حضرت امیر سید ظہیر الدین محمد

حسینی ترمذی۔ آپ حضرت سید علی قوام شاہ عاشقان سرائے میری کی
اولاد مین تھے اور حضرت ابوالبرکات امیر سید محمد کی حسینی ترمذی خلیفہ

حضرت رئیس العارفین کے مرید وخلیفہ تھے اور بلا واسطہ بھی آپ کو حضرت رئیس العارفین سے اجازت وخلافت تھی۔ آپ نے ایک مرتبہ اپنے یہان لڑکا پیدا ہونیکی بشارت پائی جب عرصہ گذر گیا اور لڑکا نہوا تو آپنے حضرت سے عرض کیا اونھون نے فرمایا کہ مین حضرت شاہ عاشقان سے دریافت کرونگا چنانچہ بعد دریافت فرمایا کہ خود تمھارے کوئی پسر صلبی نہوگا البتہ سید خدا بخش ابن سید غلام حسن کو اپنی فرزندی مین لے لو تب آپ نے اونکی پرورش وپرداخت اپنے ذمہ لی اور اونسے فرمایا کہ تمکو تعلیم وتلقین حضرت شاہ پیر محمد قلندر یا حضرت شاہ الهدیہ احمد قلندر کرینگے بعد آپکے میر سید خدا بخش نے حضرت شاہ عاشقان سے رجوع کی وہان سے حکم ہوا کہ نصیبہ بیعت تو تمھارا شاہ پیر محمد صاحب سے ہے لیکن تعلیم وتلقین شاہ الهدیہ احمد قلندر سے مقدر ہے چنانچہ اونھون نے ویسا ہی کیا۔ سنہ وفات ومدفن معلوم نہوا۔

ذکر حضرت شاہ نصیب قلندر

آپ بھی حضرت رئیس العارفین کے مرید وخلیفہ تھے آپکا کشف کونی اسقدر بڑھا ہوا تھا کہ بلا تامل وتوجہ باطن ہزار کوس تک کا معائنہ کرتے تھے ایک روز حضرت کسی مرید کو کوئی ذکر بتا رہے تھے آپنے دیکھا اور کئی بار اونسے عرض کیا کہ فلان رکن ذکر اسطرح نہین بلکہ اسطرح چاہیے دو تین بار کہنے مین تو وہ کچھ نہ بولے آخر مرتبہ جھلا کر فرمایا کہ چپ رہ اوسیوقت سے آپ کا کشف کونی زائل ہوگیا لیکن بعد عفو تقصیر عرفان اونکی توجہ سے باقی رہا۔

ذکر حضرت شاہ ابوالقاسم قلندر

آپ بھی حضرت رئیس العارفین کے جلیل القدر خلیفہ تھے جب آپ کا وقت وصال قریب ہوا تو حضرت آپ کی عیادت کو تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اپنے حال و مقام سے اطلاع دو آپنے عرض کیا کہ یہ وقت حال و مقام بیان کرنے کا نہین ہے آپ خود میرے ساتھ چلکر میرا مقام ملاحظہ فرمالیجیے پھر حضرت اولا آپ کی روح نے طیران کیا اور پہلے آسمان پھر دوسرے و تیسرے یہانتک کہ چوتھے آسمان پر پہونچے دیکھا کہ کبیر داس وہان بیٹھے اپنے بھجن گا رہے ہین حضرت نے اونسے اُنکے اشعار کے معانی دریافت کیے اونھون نے بیان کیے پھر حضرت نے آپ سے فرمایا کہ اب سیر سموات سے فراغت کرنا چاہیے آپنے عرض کی کہ میری عمر تو ختم ہوگئی اب مین اوس عالم مین واپس نہین جاؤنگا آپ تشریف لیجائین۔

ذکر حضرت شاہ بہاء الحق قلندر

خیرآبادی آپ حضرت شاہ العبد احمد قلندر کے خالہ زاد بھائی اور حضرت رئیس العارفین کے مرید و خلیفہ اور عرفائے کاملین سے تھے استغراق آپ پر اکثر طاری رہتا تھا حلم و تقوے مزاج مین بہت تھا ایکبار ایک شخص نے آپ کو گالیان دین ہر سخت لفظ پر آپ فرماتے تھے کہ یہ تو میرا نام ہے تمکو کسنے بتایا ایک بار ایک شخص نے آپکے تقوے کے امتحان کے واسطے دو کسبیون کو آپکے

پاس سولادیا باوجود قوت ودسترس ہونیکے آپ کو مطلق خواہش نفسانی نہوئی
آپ تماشائے رقص وسرود کے بھی شایق تھے لیکن حضرت بایزید بسطامی
کیطرح حق تعالی نے لڑکون وعورتون کو آپ کی نظر مین مثل جمادات کے کردیا تھا
کہ خیال نفسانی نہین آتا تھا۔

ذکر حضرت امیر سید ابراہیم

حسینی زیدی ترمذی۔ آپ حضرت شاہ عاشقان سرائے میری کے
نواسون مین تھے اگرچہ مرید اپنے والد کے تھے لیکن تعلیم وتربیت واجازت
وخلافت حضرت رئیس العارفین سے پائی تھی ایک حجرہ خام اپنے ہاتھ سے
آپنے حضرت کے واسطے بنایا تھا اور ہر سال تحفۃً کچھ نہ کچھ اُنکے حضور مین پیش
کیا کرتے تھے ایک مرتبہ حجرہ درست کرنے کو دھنیان منگائین وہ چھوٹی پڑین
آپنے دھنیون سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ درخت مین تو تمکو نمو تھا اب کیون نہین
بڑھ جاتی ہو اسیوقت وہ دھنیان حسب ضرورت بڑھ گئین۔

ذکر حضرت امیر سید محمد مکی

حسینی ترمذی۔ آپ کی کنیت ابو البرکات تھی آپ اپنے والد امیر سید دیوان
شاہ ابو الحسن کے مرید وخلیفہ تھے اور وہ اپنے والد امیر سید عبد الحفیظ کے اور
وہ اپنے والد حضرت امیر سید محمود علی کے اور وہ اپنے والد حضرت سید علی
قوام شاہ عاشقان سرائے میری کے مرید وخلیفہ تھے۔ لیکن آپ کو اجازت

حضرت رئیس العارفین سے بھی تھے۔

ذکر حضرت امیر سیّد غلام حسن

حسینی ترمذی عرف امیر سید بہاون آپ حضرت امیر سید محمد مکی مسبوق الذکر کے صاحبزادے تھے اور اپنے بڑے بھائی حضرت امیر نور الدین علی کے مرید تھے لیکن اجازت وخلافت آپکو حضرت رئیس العارفین سے تھی۔

ذکر حضرت امیر سید محمد عرب

حسینی ترمذی آپ بھی حضرت رئیس العارفین کے خلفاے صاحب تصرف و کرامات سے تھے ایک مرتبہ ایک شخص کی برات مین گئے اتفاقاً میان بیوی دفعتہً بیمار ہو گئے اوسوقت آپ نے ایسا تصرف کیا کہ دونون اچھے ہو گئے اور برات ہنسی خوشی رخصت ہو گئی۔

ذکر حضرت امیر سید محمد عوض

حسینی ساکن موضع نیک آمدی پور۔ آپ حضرت رئیس العارفین کے داماد بھی تھے جس روز آپ مرید ہوے حضرت نے حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اسنے اسی وقت شناوری سیکھی اور اسیوقت دریا سے عبور کر گیا یعنی واصل ہو گیا آپ نے صرف تھوڑی سی گلستان پڑھی تھی لیکن باوجود کم پڑھے ہونے کے صاحب تصانیف فارسی وہندی تھے۔

ذکر حضرت شاہ سیف اللہ

چریاکوٹی۔ آپ حضرت رئیس العارفین کے مرید و خلیفہ و عارف و کامل تھے
بر قلب حضرت عیسی علیہ السلام حضرت نظامی گنجوی سے بھی آپکو اویسی فیض
تھا ایک ذکر سلسلۂ شطاریہ کا آپنے حضرت شاہ عبد الرزاق بانسوی سے اور
انھون نے حضرت شاہ دوست محمد سے اور انھون نے حضرت شاہ عاشقان
سرائے میری سے حاصل کیا تھا اور اوسکی اجازت بحکم غیبی امیر سید خدا بخش کو دی

ذکر حضرت شاہ محمد فاضل قلندر

ساکن موضع بروندہ برادر خالہ زاد و مرید و خلیفہ حضرت رئیس العارفین آپ
بھی اکثر سفرون مین انکے ہمراہ رہے حضرت شاہ پیر محمد قلندر نے کچھ تربیت
و تعلیم آپ سے بھی پائی تھی۔

ذکر حضرت شاہ محمد صالح قلندر

آپ بھی حضرت رئیس العارفین کے مرید و خلیفہ تھے مشائخین زمانہ مین مجاہدہ
و ریاضات مین آپ سب سے بڑھے ہوئے تھے محمد شاہ بادشاہ کو آپ سے
عقیدت تھی وزیر آباد متصل شاہجہان آباد مین آپ کا تکیہ تھا مزار بھی
وہین ہے آپ کے بعد حضرت شاہ محمد غوث آپکے صاحبزادہ جانشین ہوئے

ذکر حضرت سید شاہ غلام قلندر

آپ نسبًا سیّد عالیقدر تھے بعیت سلسلہ عالیہ قلندریہ مین آپکو حضرت یٰسین العارفین سے تھی اور خلافت بھی فرخ سیر شاہ دہلی آپ کا معتقد تھا لنگر و مصرف فقرا کے واسطے اُسنے پانچ گانون آپکی نذر کیے تھے چنانچہ وہ آپ کی اولاد کے قبضہ مین رہے آپنے عمر دراز پائی عہد نواب وندیا خان مین زندہ تھے وفات ماہ جمادی الآخر مین پائی مگر سنہ معلوم نہوا قبر مراد آباد محلہ قانونگویان مین ہے۔

ذکر حضرت شاہ شیر علی قلندر

مرید و خلیفہ حضرت شاہ نظیر محمد قلندر جنکا سلسلہ کئی واسطون سے حضرت یٰسین العارفین کو پہونچتا ہے آپ سادات دہلی سے تھے ابتدا لشکر شاہی مین ملازم رہے پھر اُسکو چھوڑکر بحالت توکل و تجرید لکھنو مین تمام عمر بسر کی اور ریاضات و مجاہدات شاقہ مین مشغول رہے حقایق آگاہی و تصوف مین بےنظیر تھے عمر بھی بہت پائی آپ کی بی بی صاحبہ بھی عارفہ کاملہ تھین اونھون نے مراد آباد مین عمر بسر کی مگر آخر عمر مین لکھنو آکر وفات پائی اور آپ کے دائرہ مین دفن ہوئین وفات آپ کی ماہ رجب سنہ بارہ سو ایک مین ہوئی روز وصال آپ اپنے دوستون کے گھرون پر جاکر رخصت ہوے جب گھر پر آئے تو ایک میراثن جو آپ کی عیادت کو آئی تھی اوس سے کچھ گانے کی فرمایش کی اُسنے گانا شروع کیا آپنے اوسی حال مین نعرہ مارکر انتقال فرمایا مزار آپ کا لکھنو مین ہے۔

نفحۂ دہم

ذکر حضرت قطب العارفین غوث العالمین شاہ علاء الدین عرف شاہ الہدیہ احمد قلندر لاہرپوری

خلف رشید حضرت شاہ یسین قلندر ابن شیخ مصطفےٰ و برادر زادہ حضرت سید العرفا
نقل ہے جب حضرت سید العرفا کی وفات ہونے لگی تو اعزہ نے رو کر عرض کیا
کہ افسوس آپکے کوئی لڑکا نہین جو آپ کا جانشین ہوتا تب اُنھون نے
حضرت شاہ یسین قلندر سے فرمایا کہ خدا نے میری قسمت مین ایک لڑکا لکھا
تھا وہ مینے تمکو دیا اور اپنا ہاتھ اُنکی پشت پر رکھ کر فرمایا کہ اُسکا نام الہدیہ احمد
رکھنا اور وہ شاہ فتح قلندر کا مرید ہوگا اور ایک روایت مین یون ہے کہ خود
آپکے والد نے اونسے اپنی تمنا ظاہر کرکے دعا چاہی جسپر اونھون نے فرمایا
تھا کہ تمھاری قسمت مین لڑکا نہین ہے البتہ میری تقدیر مین ایک لڑکا ہے
وہ مین تمکو دیتا ہون۔ صاحب بحر زخار یون لکھتے ہین کہ در حین حیات خود روزے
آنحضرت برادر خورد خود را فرمود کہ بہ پشت خود فرزندی دارم وجود آن از پشت تو
معین است و جانشینی من با و مقرر است پشت خود را بہ پشت برادر مالید بعد چندے
شاہ الہدیہ احمد بن یسین متولد شد چون دو نیم سالہ شد سائر امانت پیران و خرقۂ خلافت
بد و عطا نمودہ شاہ مجا وفات کردلنتھے اس روایت سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ آپ

اونکے سامنے ڈھائی برس کے ہو چکے تھے مگر نسب نامۂ حضرت سید العرفا
ومناقب الاصفیا وفصول مسعودیہ واصول المقصود سے اسکا پتہ نہین
چلتا بلکہ اُن سب مین یہی ہے کہ آپ بعد وصال حضرت سید العرفا پیدا ہوئے
غرضکہ جب آپ ہوشدار ہوے تو دوران طالب علمی ہی سے جستجوئے
مرشد بھی شروع کردی مگر عجب اتفاق تھا کہ جس درویش کے پاس جاتے
تھے وہ یا تو اس عالم سے رحلت کرجاتا تھا یا اوس سے لڑائی ہوجاتی
تھی جب کئی جگہ ایسا اتفاق ہوا تو لوگون نے حضرت سید العرفا کا ارشاد
آپ سے بیان کیا تب آپ حضرت رئیس العارفین کے جاکر مرید ہوے
اور تعلیم وتلقین پاکر اجازت وخلافت بھی پائی آپ قطب وقت تھے ایک
روز حضرت رئیس العارفین نے حضرت شاہ بہاء الحق قلندر خیرآبادی سے
فرمایا کہ تمکو مبارک ہو اسوقت حضرت رسالتمآب صلعم وجناب امیر کرم اللہ
وجہہ کے حضور سے تمھارے بھائی شاہ الہدیہ احمد کو خلعت قطبیت عطا
ہوا ہے اوسوقت آپ وہان موجود نہین تھے۔ نیز نقل ہے کہ جب قطب
زمان امیر ظہیر الدین کی وفات ہونے لگی تو حضرت امیر خدا بخش نے عرض
کیا کہ میرے لیے کیا حکم ہے اونھون نے فرمایا کہ میرے بعد تم حضرت شاہ الہدیہ
احمد قلندر وحضرت شاہ پیر محمد قلندر کی خدمت مین جانا اور پہلے کو غوث اور
دوسرے کو قطب سمجھنا چنانچہ پھر وہ حضرت شاہ پیر محمد قلندر کے مرید اور
آپ کے خلیفہ ہوے اکثر وہ کہا کرتے تھے کہ جیسا مینے حضرت جنید وشبلی کو
سُنا تھا ویسا ہی آپ کو دیکھا و پایا اور مینے جناب امیر کرم اللہ وجہہ سے

آپکے سخنان حقایق و معارف کی تصدیق کی تو انھونے تصدیق فرمائی حضرات پنجتن پاک سے آپ کا خطاب قطب العارفین و غوث العالمین تھا اور آپ کو تخلق نود و نہ نام باریتعالیٰ سے بہت تھا مناقب الاصفیا مین ہے کہ حضرت کلید عرفان فرماتے تھے کہ مجکو ایک ذکر کے رکن مین شک ہوا دلمین خیال آیا کہ اگر پیر و مرشد قلندر برحق ہین تو مجکو بلا کر خود ذکر بتا کر میرا شک رفع کر دینگے باوجود دیکہ اُن دنون بواسیر کی تکلیف آپ کو بہت تھی جیسے ہی مجھے یہ خطرہ آیا ویسے ہی آپ نے ایک آدمی بھیجا کہ محمد وارث و عبد الباسط کو بلا لاؤ جب ہم حاضر ہوے تو اوسوقت آپ وہی ذکر کر رہے تھے جسمین مجکو شک تھا دیکھتے ہی جاتا رہا۔ نقل ہے کہ حضرت کلید عرفان کے زمانہ طالب علمی مین آپ الہ آباد تشریف لے گئے اور سید خاصہ کی سرائے مین اوترے حضرت شاہ محمد ماہ قلندر روزانہ آپکی ملاقات کو شاہ غلام محی الدین کے دائرہ سے جاتے تھے چالیس روز کے بعد آپ نے دہلی کا قصد کیا اور انکو بھی ساتھ لیا جب کٹرہ مین پہونچے تو اُنھون نے مراقبہ مین آپکے آیندہ حالات عالم غیب سے دریافت کیے معلوم ہوا کہ فرخ سیر آپ کی ملاقات کو کئی بار آویگا آخر آپس مین ناخوشی ہو جاویگی یہ واقعہ اُنھون نے آپ سے بیان کر کے کہا کہ میرے جانے سے کوئی فائدہ نہین مجکو اجازت دیجیے تاکہ مین جا کر عبد الباسط کو آپ کی طرف سے تعلیم و تلقین کرون آپنے اونکو الہ آباد رخصت کر دیا اور خود دہلی چلے گئے وہان بادشاہ آپ کی ملاقات کو نہایت عقیدت و خلوص سے اکثی بار حاضر ہوا ایکروز ایسا اتفاق پیش آیا کہ بادشاہ ملنے آیا آپ اُسوقت

مراقب و مشغول تھے خدام نے نہایت خوشی سے خاص وقت سمجھکر اُسکے آنے کی خبر کی آپنے نہایت منغص ہوکر اوسکو بلا تو لیا لیکن جب وہ آیا تو اُس سے فرمایا کہ مین بھی عجب شامتی ہون جو تمھاری ملاقات کو آیا حالانکہ میرے کوئی بزرگ خاصکر کسی بادشاہ سے ملنے نہین گئے بادشاہ یہ سنتے ہی رنجیدہ ہوکر اوٹھ گیا اور دو تین روز نہ آیا خدام نے عرض کیا کہ حضور کا بادشاہ سے ایسا فرمانا اچھا نہوا آپ نے فرمایا کہ جو کچھ شاہ محمد ماہ قلندر نے کہا تھا وہ ہوا مین مجبور ہون پھر غصہ ہوکر فرمایا کہ بادشاہ ہے کہان جو آے ابھی مینے لوح محفوظ مین دیکھا کہ وہ قید ہوکر مر گیا اب یہان ٹھہرنا بہتر نہین اوسیوقت دہلی سے لاہر پور روانہ ہوگئے فرید آباد تک پہونچے تھے کہ اسکے قید ہونیکی خبر ملی نقل ہے کہ جب آپ دوبارہ دہلی تشریف لے گئے تو چند روز رہکر فرمایا کہ اخیر وقت آ پہونچا مکان چلنا چاہیے چنانچہ وطن واپس ہوے فرید آباد مین وفات پائی وہانسے آپ کی نعش مبارک لاکر لاہر پور مین حضرت سید العرفا کے مزار کے برابر دفن کیا چونکہ حاجی صفت اللہ محدث خیرآبادی نے خواب مین دیکھا تھا کہ آپ حضرت سید العرفا کی گود مین لیٹے ہین اسلیے آپ کا مزار اونکے پہلو مین کیا گیا۔ وفات آپ کی بائیس ماہ ذیحجہ سنہ گیارہ سو سینتالیس ہجری مین ہوئی قطعہ تاریخ وصال از شاہ عبد القادر باسطی ؎

شاہ الہدیہ احمد سیرت	وارث مرتبۂ قاب دو قوس
بہر سال سفر آنحضرت	خوان ز قران برشون الفردوس

آپکے تین صاحبزادے اور ایک صاحبزادی تھین جو سید غلام رسول

ہرگامی خواہرزادہ آنحضرت کو بیاہی گئین۔

آپکے خلفا یہ حضرات ہوے علاوہ ہرسہ صاحبزادون کے حضرت کلید عرفان شاہ باسط علی قلندر الہ آبادی۔ حضرت شاہ عاشق انور قلندر خیرآبادی ملا سید عصمت اللہ ہرگامی۔ شاہ عزت اللہ بہاری۔ مولوی محمد مقیم معروف رومی ثانی دہلوی۔ حضرت قاضی مبارک گوپاموی شارح سلم و محشی زواہد ثلاثہ شاہ عبدالواحد قلندر۔ میر سید مراد رسول۔ شاہ محمد معظم۔ امیر شاہ ضیاء اللہ تارک میر سید احمد عرف سید الہدیہ ہرگامی۔ میر سید حسین علی خواہرزادہ آنحضرت مولوی عبدالغفور الہ آبادی۔ شاہ محمد حسن قدوائی۔ شاہ محمد ظریف قدوائی شیر علیخان کنتوری۔ شاہ عزیز اللہ دہلوی۔ ملا نظام الدین دیوی۔ مولوی اکرام اللہ خان بھاگلپوری۔ شاہ ولی اللہ از فرزندان خواجہ باقی باللہ دہلوی شاہ رحیم اللہ بریلوی جنکے خلیفہ شاہ مراد اللہ ہوے۔

ذکر صاحبزادگان آنحضرت

ذکر حضرت حجۃ العارفین شاہ عبدالرحمن قلندر

ثانی لاہرپوری۔ ولادت آپ کی تقریبًا سنہ گیارہ سو سترہ ہجری مین ہوئی سات برس کے سن سے آپنے تحصیل علوم کرنا شروع کی آخر کو جملہ علوم مین

سلہ ابن مفتی سید غلام احمد خلیفہ حضرت شاہ یسین قلندر ابن مفتی سید معز الدین ولادت آپ کی سنہ [illegible] ھ مین ہوئی تلمذ آپ کو اپنے والد و سید الہدیہ اپنے یکجدی چچا سے تھا بیعت بھی آپکو حضرت ہی سے تھی وفات آپکی ۲۹ رجب سنہ [illegible] ھ مین ہوئی قبر شاہ عطاء اللہ صاحب ولایت ہرگام کے جوار مین اپنے جد کے مزار کے متصل ہے۔

طاق ہوگئے بچپن ہی سے آپ کے آبائے کرام کی ارواح طیبہ آپ پر بہت متوجہ تھین حضرت غوث العالمین نے اپنی بعض تحریرات مین لکھا ہے کہ ایک روز میرا ارادہ ہوا کہ بزرگون کے پارچہ تبرکات مین سے حضرت قطب جہان کا لباس اپنے لیے قطع کراؤن ہرچند درزی تلاش کرایا لیکن اوسوقت کوئی نہ ملا حالانکہ لاہرپور مین پچاس درزی رہتے تھے شبکو خواب مین حضرت قطب جہان نے مجھ سے فرمایا کہ مینے اپنی یہ دونون لباس تمھارے بیٹے عبدالرحمن کے لیے رکھ چھوڑے ہین یہ واقعہ مینے اپنے اکثر دوستون سے بھی اسلیے کہدیا ہے کہ وہ برخوردار عبدالرحمن سے یہ کہدین کہ اُنپر حضرت قطب جہان کی روح مقدس اسقدر متوجہ ہے حضرت کلید عرفان باوجود اپنے غلبہ حال وجلالت شان کے نہایت آپ کا ادب کرتے تھے جب وہ آپ کو اپنے یہان لے گئے اور آپ وہان ایک سال رہے تو اُنکا معمول تھا کہ صبحکو دولتخانہ سے تشریف لاکر اولاً آپ کو سلام کرتے تھے اور قلندر صاحب کہتے تھے اور اپنے صاحبزادے حضرت قطب الوقت اور اپنی بی بی صاحبہ و دو صاحبزادیون و بھتیجی و داماد حضرت شاہ مظفر علی قلندر کو مرید کرایا آپکی ذات اقدس حضرت غوث العالمین کے کمالات کا نمونہ تھی آپ اُنکی وفات کے بعد اکاون سال رونق افروز سجادہ آبائی رہے اور بہتونکو اپنے فیوض باطنی سے بامراد فرمایا اکثر علما و فضلاء زمانہ آپکے حلقہ بگوش تھے حقایق و معارف بیان کرنے مین آپ حضرت سید العرفا کی نظیر تھے جیسا کہ آپکے دو رسالون سے ظاہر ہے اول مصقلۃ الاولیا فی شرح مراۃ القلندریہ جو آپ نے

بپاس خاطر حضرت قطب الوقت تحریر فرمایا دوم شہود المقربین جو میر مخدوم بخش جوراسی کے لیے لکھا۔

وفات آپ کی بعمر بیاسی سال پچیس محرم روز پنجشنبہ سنہ گیارہ سو ننانوے مین ہوئی قطعہ تاریخ وفات ازجناب مولوی شریف الدین کاکوروی ٥

عبدالرحمن چو رفت ازجہان	شد ماتم او ز عرش تا فرش
چون عبد فنا شدہ برحمن	گفتم ہو استوی علی العرش

سنہ ۱۱۹۹ھ

مزار آپ کا درمیان صحن مسجد در روضہ حضرت سید العرفا ہے۔ آپکے خلفاو مجاز یہ حضرات تھے۔ حضرت قطب الوقت شاہ مسعود علی قلندر الہ آبادی حضرت شاہ سلطان مہدی قلندر۔ حضرت شاہ عبداللہ و حضرت شاہ عبداللطیف مولوی سید محمد حامد ہرگامی بن سید عصمت اللہ۔ شاہ فضل قلندر خیرآبادی شاہ مظہر کل قلندر۔ بحر الحقائق میر مخدوم بخش جوراسی شاہ غلام بندگی قدوائی سید فضل علی ہرگامی۔ سید مبارک ہرگامی۔ شاہ رحم قلندر ساکن پہانی جنکے خلیفہ سید غلام حسین ساکن پہانی ہوی۔

ذکر حضرت شاہ امین الدین قلندر

خلف اوسط حضرت غوث العالمین آپ کے حالات بجز اسکے کہ آپ

ا ٥ ولادت آپکی ماہ صفر سنہ ۱۱۶۰ھ مین ہوئی تلمذ آپکو اپنے والد سے تھا بعد وفات اُنکے مولوی غلام امام پرآبادی و مولوی ولی صاحب لکھنوی سے پڑھا آپ کی تصنیف سے رسالہ مختصرہ در علم توصیف و تیقظۃ النائمین تصوف مین اور قصائد وغیرہ عربی و فارسی مین ہین۔ اور بیعت و اجازت و خلافت حضرت حجۃ العارفین سے تھی وفات آپکی ... ذی الحجہ روز جمعہ سنہ ۱۲۰۰ھ مین ہوئی مزار احاطہ درگاہ حضرت سید العرفا مین ہی ۱۲ ٥٥ مزار آپکا حضرت سید العرفا کے مزار سے پچھم ... صلحا ... سے خلیفہ شاہ اسرار قلندر ہوی ۱۲ ٥٥ ساکن گڑھا کوٹ ضلع الہ آباد انکے خلیفہ شاہ معصوم اونکے خلیفہ قلندر شاہ انکے خلیفہ رمضان شاہ اونکے خلیفہ عاشق علی شاہ جلالپوری سندیلوی ہوے ۱۲

اپنے والد کے مرید وخلیفہ تھے اور درویش کامل اس سے زیادہ آپکے حالات کچھ بھی معلوم نہو سکے اور نہ سنہ ولادت ووفات ومدفن ہی دریافت ہو سکا

ذکر حضرت شاہ غلام مجتبےٰ قلندر

خلف اصغر حضرت غوث العالمین۔ آپ بھی مرید وخلیفہ اپنے والد ماجد کے تھے اور درویش کامل وبیان نکتہ ہائے تصوف مین یکتائے روزگار تھے آپ سے اجازت وخلافت حضرت شاہ محبوب انور قلندر خلف شاہ عاشق انور قلندر خیرآبادی کو تھی آپ کا مزار تکیہ جعفر پور متعلقہ صدر پور مین ہے آپکے بھی تفصیلی حالات معلوم نہو سکے۔

ذکر بعضے خلفاے حضرت غوث العالمین

ذکر حضرت شاہ ضیاء اللہ

تارک۔ آپ فرخ سیر شاہ دہلی کے مقرب امرا مین تھے جب وہ قید ہو گیا تو آپ گردش انقلاب زمانہ سے متاثر ہو کر ترک علائق کر کے دہلی سے مرشدآباد گئے اور فقراے زمانہ سے ملتے ہوے واپسی مین صدرپور آئے اور ایک ماہ رہ کر لاہرپور گئے اور حضرت غوث العالمین سے بیعت کی اور وہان دو ماہ رہ کر تعلیم وتلقین وفیوض باطنی حاصل کیے ایک روز عرض کیا کہ پہلے میرا ارادہ حرمین شریفین جانے کا تھا مگر اب ضرورت نہین معلوم ہوتی جسقدر حضور نے

نوازش فرمائی اوسیقدر بارگاہ نبوی صلعم سے ہوتی ہین مشیخت کا طالب نہین
خدا کا طالب ہون آپ نے میرے حسب مراد مجکو عنایت ہی فرما دیا پھر
خرقۂ خلافت سے سرفراز ہو کر رخصت ہوے اور سورت مین جا کر مقیم
ہوے اور اپنے ایک فقیر شاہ شرف کو جو بہت قوی التصرف تھے ایران مین
تسخیر خلائق کے لیے بھیجا اونھون نے مقام آتشگاہ متصل ایران تکیہ بنایا
سنہ و تاریخ وفات و تفصیلی حالات آپ کے معلوم نہوے۔

ذکر حضرت شاہ عبدالواحد قلندر

ولادت آپ کی سنہ ۱۱۱۵ھ مین ہوئی۔ درویشی مین نہایت رفیع القدر زہد و ورع
و فقر و فنا مین ممتاز زمانہ تھے محمد فاضل قدوائی نے آپ کو اپنی فرزندی مین
لیا تھا جب سن شباب کو پہونچے اور جاذبۂ حق شامل حال ہوا تو حضرت
غوث العالمین کے مرید ہو کر تعلیم و تلقین پائی اور ریاضات و مجاہدات مین
مشغول ہوے پھر بعد چندے اپنے والد کے ساتھ دہلی گئے اور وہان سے
زیارت حرمین شریفین و نجف اشرف و کربلاے معلے کو گئے پھر دہلی واپس
آئے آپ دو سال قبل جنگ نادرشاہی سے فرماتے تھے کہ فوج قاہرہ آرہی ہے
مگر سب کی آنکھون پر غفلت کے پردے پڑے تھے کسیکو یقین نہوا جب نادرشاہ
آیا اور دہلی تباہ ہوئی تب آپ کے ارشاد کی تصدیق ہوئی اسیطرح جب
احمد شاہ ابدالی دکھنیون کے ساتھ مشغول جنگ ہوا تو ایک روز آپ نے
لکھنؤ مین جوش مین آکر کہنا شروع کیا کہ مسلمانون نے بھی خوب مارا اور خوب

لڑے بعد چند روز احمد شاہ کے فتحیابی کی خبر ہوئی۔ وفات آپ کی بعمر ستر سال
پانچ رجب سنہ گیارہ سو پچاسی مین ہوئی قبر آپ کی حضرت شاہ پیر محمد
لکھنوی کے دائرہ مین ہے۔

ذکر حضرت سید احمد عرف سید الہدیہ ہرگامی

آپ کو تلمذ علوم مین اپنے بزرگون سے تھا اور اویسی تلمذ حضرت امام
زین العابدین علیہ السلام سے بھی تھا۔ رسالہ نادر البیان نحو مین اور
رسالہ حسابا تیسیر احساب مین اور شرح وجیز فرائض مین آپکی مصنفہ ہین
سید نعمت اللہ خلف آنحضرت وحضرت شاہ امین الدین قلندر وملا معز الدین
آپ کے شاگرد تھے آپ نے دہلی مین انیس شوال سنہ گیارہ سو چھپن ہجری
مین وفات پائی۔

ذکر حضرت قاضی مبارک

ثالث گوپاموی شارح سلم وزواہد ثلاثہ ابن قاضی محمد دائم بن قاضی عبد الحق
بن قاضی عبد الحلیم بن قاضی مبارک ثانی مرید وخلیفہ حضرت بندگی نظام الدین
امیٹھوی بن قاضی شہاب الدین بن قاضی علاء الدین بن قاضی حاتم بن
قاضی کبیر بن خواجہ قاضی مبارک اول معروف بقاضی مبارک اولیا مرید
وخلیفہ حضرت سلطان نظام الدین اولیا۔ آپ نسبًا فاروقی تھے حضرت شیخ
محمد اکرم بن شاہ محمد علی بن شاہ اللہ بخش صابری چشتی کے مرید تھے اور اجازہ

وخلافت آپ کو حضرت غوث العالمین سے تھی آپ ہندوستان کے اُن علما میں تھے جنپر ہندوستان کو ناز تھا افضل العلما ملا وجیہہ الدین گوپاموی جامع فتاوے عالمگیری و میر زاہد کے شاگرد تھے آپ نے علاوہ شرح سلم کے میر زاہد شرح مواقف و میر زاہد ملا جلال پر بھی حواشی لکھے اور بہت سے رسائل مختلف تصنیف کیے آپ کو اہل دہلی امام اعظم ثانی کہتے تھے آپنے پانچ شوال ۱۱۶۲ھ مین وفات پائی اور گوپامئو مین اپنے دادا کے مدرسہ مین دفن ہوے

ذکر بعضے خلفائے حضرت حجۃ العارفین

ذکر حضرت شاہ سلطان مہدی قلندر

خلف و خلیفہ جانشین حضرت حجۃ العارفین۔ آپ صفات و حالات مین اپنے والد کے قدم بقدم تھے ایک مختصر رسالہ تصوف مین آپ کی یادگار ہے ایک مدت تک ارشاد و تلقین فرماکر بارہ جمادی الآخر کو وفات پائی۔ آپ کا مزار حضرت حجۃ العارفین کے مزار کے پائین ہے آپکے خلفا یہ حضرات ہوے حضرت شاہ مظفر علی قلندر نبیرۂ حضرت شاہ محمد وارث قلندر۔ حضرت شاہ غلام علی و شاہ نجف علی و شاہ کرم علی و شاہ غلام حیدر قلندر از اولاد حضرت رئیس العارفین شاہ غلام حیدر و شیخ رکن الدین و شیخ غلام پیر ساکنان نیگو ضلع جونپور و شاہ تصور حسین ساکن ماہل۔ شاہ سلطان علی لاہر پوری۔

لـ ان سے اجازت وخلافت حضرت حاجی میان صاحب کو تھی ۱۲

بعد آپ کے حضرت شاہ علاء الدین عرف شاہ غلام حضرت قلندر آپکے صاحبزادہ جانشین ہوے جنکو بیعت و اجازت و خلافت اپنے چچا حضرت شاہ عبد اللہ قلندر سے تھی بعمر پچیس سال پندرہ جمادی الآخر روز پنجشنبہ سنہ بارہ سو بائیس مین اونھون نے انتقال کیا اور اپنے والد کے مزار کے برابر دفن ہوے۔

انکے بعد حضرت شاہ عبد الرحمن قلندر ثالث عرف حاجی میان سجادہ نشین ہوے انھون نے بتاریخ آٹھ ذیقعدہ روز دوشنبہ ۱۲۷۰ھ انتقال کیا انکا مزار حضرت حجۃ العارفین کے مزار کے برابر ہے۔ ان کے خلفا یہ حضرات ہوے حضرت شاہ حبیب انور قلندر خیر آبادی۔ مولوی شمس الدین مولوی محمد حامد ہرگامی و مرحبا شاہ و موجود شاہ۔ انوار شاہ۔ و بقا شاہ۔ و فنا شاہ۔

ذکر حضرت شاہ عبد اللہ قلندر

آپ درویش کامل و صاحب زہد و ورع تھے اپنے چچا حضرت حجۃ العارفین کے مرید و خلیفہ تھے آپکی وفات سترہ ذیقعدہ روز شنبہ سنہ بارہ سو پچیس مین ہوئی مزار آپ کا جانب مغرب برابر مزار حضرت شاہ سلطان مہدی قلندر کے ہے آپ کے مجاز و خلفا و فقرا یہ حضرت ہوے حضرت غوث ملت شاہ تراب علی قلندر کاکوروی حضرت شاہ خدابخش قلندر خلف اصغر حضرت کلید عرفان حضرت ابو الوقت شاہ علی مظہر قلندر الہ آبادی۔ شاہ قدرت علی لاہرپوری حضرت

ملف ولادت آپکی سنہ بارہ سو اکیس ہجری مین ہوئی آپ کو اجازت و خلافت سلسلہ عالیہ قادریہ و چشتیہ کی شیخ المحدثین حضرت سید ادریس مغربی سے تھی اور بیعت بھی اونھین سے تلمذ آپکو اپنے والد سے تھا آپکی وفات بعمر ترسٹھ سال ۱۱ ربیع الآخر ۱۲۸۴ھ مین ہوئی مزار احاطہ درگاہ حضرت سید العرفا مین ہے ۱۲

ملف آپکی وفات ۲ جمادی الآخر روز پنجشنبہ ۱۲۵۲ھ مین ہوئی قبر آپکی روضہ حضرت قطب جہان مین ہے ۱۲

شاہ علاء الدین عرف شاہ غلام حضرت۔ شیخ غلام اولیا ساکن دیوہ شیخ غلام امام ساکن بسوان۔ وجیہ اللہ شاہ۔ دولارے شاہ۔ غریب شاہ۔

ذکر حضرت شاہ عبداللطیف قلندر

آپ بھی صوفی بیمثیل و قلندر بے بدل تھے اور اپنے چچا کے مرید و خلیفہ تھے آپکی وفات آٹھ شعبان روز چہارشنبہ ۱۲۳۴ھ مین ہوئی مزار آپ کا جانب مغرب حضرت حجۃ العارفین کے مزار کے برابر ہے آپ سے خلافت حضرت حاجی میانصاحب و حضرت شاہ کبیر انور قلندر خیرآبادی کو تھی۔

ذکر حضرت میر شاہ مخدوم بخش

ابن حضرت میر سید منیر ابن حضرت میر حیدر عارف ربانی خلیفہ حضرت زین العارفین آپ حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلی کے ہمشیر کی اولاد مین تھے آپ اپنے پیر و مرشد کے حضور مین بہت مقبول تھے انھون نے مصقلۃ الاولیا مین آپکی نسبت حضرت قطب الوقت کو لکھا ہے کہ اگر مجھسے ملاقات نہو سکے تو میر مخدوم بخش سے تحقیق کرنا میرے نزدیک حقایق و معارف الہیہ کا سمجھانے والا اسوقت انسے بہتر کوئی نہین اسکے سوا آپکے کچھ بھی حالات معلوم نہوے۔

ذکر حضرت شاہ غلام بندگی

قدوائی عرف کرم شاہ وطن آپ کا قصبہ مسولی ضلع بارہ بنکی تھا پہلے آپ سپاہی پیشہ تھے

پھر طلب حق مین اوسے چھوڑ کر حضرت حجۃ العارفین سے سلسلہ قلندریہ مین بیعت کی اور فیوض حاصل کیے آپ صاحب کرامات تھے اکثر لوگون نے دیکھا کہ دریاے سرجو سے آپ عبور کرتے تھے مگر کبھی اُسکا پانی آپ کی پنڈلیون سے بلند نہین ہوتا تھا آپنے بحالت تجرید وطن مین بسر کی اور کبھی کسی سے نذر و نیاز نہین لی زائد حالات آپ کے معلوم نہین ہوے۔

ذکر حضرت شاہ کرک مجذوب

آپ سادات گرویزی مانک پور سے تھے بیعت آپکو حضرت حجۃ العارفین سے تھی کاملان روزگار و محققان صاحب اسرار سے تھے بحر زخار مین ہے کہ جذب آپ مین بہت تھا کسیکو اپنے پاس آنے نہین دیتے تھے مشاہدات حق کا مشغلہ رکھتے تھے بارہ ذیحجہ سنہ ۱۲ھ کو جب حضرت پیر میان خلف شاہ یسین بلگرامی نے وفات پائی اور آپکو معلوم ہوا تو کہا کہ ستر برس کی عمر مین پیر میان نہ رہے تو مین ایک سو کئی برس کا ہو کر رہ کے کیا کرون اب مجکو بھی جانا چاہیے چنانچہ ۱۹ ذیحجہ سنہ ۱۲ھ مین قطب نگر مین آپنے بھی انتقال کیا اور وہین دفن ہوے۔

نفحۂ یازدہم

ذکر حضرت کلید عرفان اسرار اللہ سیدنا عبد الباسط عرف شاہ باسط علی قلندر الہ آبادی

ابن حضرت شاہ محمد ماہ قلندر ابن سید فیروز بن سید سالم بن سید قاسم بن سید ناصر بن سید بہاء الدین بن سید خانمیر بن سید تاج الدین احمد بن سید بہاء الدین شہید ابن حجۃ المشایخ حضرت امیر سید فخر الاسلام شہید بن سید مسعود حسینی رضوی نیشاپوری بن سید عبد الواحد بن سید عبد الرشید بن امیر سید حسین بن حضرت امام علی نقی بن حضرت امام محمد تقی جواد بن حضرت امام علی رضا بن حضرت امام موسی کاظم ابن حضرت امام جعفر صادق بن حضرت امام محمد باقر ابن حضرت امام زین العابدین ابن حضرت امام حسین شہید ابن حضرت امیر المومنین علی بن ابیطالب کرم اللہ وجہہ

ولادت آپ کی سن گیارہ سو چودہ ہجری مین ہوئی آپ کے والد کو حضرت سید العرفا نے آپ کی ولادت کی بشارت دی تھی چنانچہ جب آپ کی ولادت ہوئی تو اونھون نے آپ کا قیافہ دیکھکر سجدۂ شکر کیا اور فرمایا کہ الحمد للہ جو کچھ حضرت پیرو مرشد نے فرمایا تھا وہ ٹھیک ہوا وہ آپ کو بہ نسبت اور صاحبزادون کے زیادہ چاہتے تھے حتے کہ سیر و سفر مین بھی اپنے ساتھ رکھتے تھے اور آپ کے

طالبعلمی کے زمانہ مین بھی وہ آپ کے ساتھ الہ آباد مین رہے الہ آباد مین آپنے
ایک مدت تک تحصیل علوم کی لیکن اسطرح کہ جس علم مین جو شخص مشہور تھا
اوس سے وہی علم حاصل کیا چنانچہ علم معانی وبیان ملا ابو القاسم الہ آبادی
سے اور معقولات شاہ تیمور الہ آبادی سے اور فقہ واصول فقہ مع ہدایہ جلدین
اولین ملا کمال الدین الہ آبادی سے پڑھا ایک روز ایک شخص نے آپکے
والد سے عرض کیا کہ باوجود اسقدر شفقت ومحبت کے آپ اپنے صاحبزادے
سید عبد الباسط کو اپنا مرید کیون نہین کر لیتے اونھون نے فرمایا کہ جو غیب سے
حکم ہوگا اور جہان انکا نصیبہ بیعت ہوگا وہین مرید کراونگا پھر ایک روز وہ
آپ کا نصیبہ بیعت ملاحظہ فرمانے کو عالم ارواح کیطرف متوجہ ہوے تو ایک
بزرگ کو دیکھا جو سر سے پیر تک نور مین غرق تھے آپکے والد نے اُنسے نام پوچھا
اونھون نے فرمایا کہ میر الہدیہ احمد نام ہے اور مین حضرت سید العرفا کا بھتیجا
ہون کہیئے آپکا مطلب اسوقت عالم ارواح کی سیر سے کیا ہے آپکے والد نے
نے فرمایا کہ مین اپنے لڑکے عبد الباسط کا نصیبہ بیعت دریافت کرنا چاہتا ہون
کہ کس بزرگ کے ہاتھ پر ہے اوںھون نے فرمایا کہ بحکم ایزدی انکا پیر ومرشد
مین ہون اُنکی امانت میرے پاس ہے جسوقت چاہین آکر لیجائین آپکے والد نے
بعد مراقبہ آپ سے سب واقعہ بیان کیا کچھ عرصہ کے بعد جب حضرت غوث
العالمین شاہ الہدیہ احمد قلندر الہ آباد تشریف لے گئے تو آپکے والد بھی اونسے
ملے اور فرمایا کہ الحمد للہ پھر حضرت سید العرفا کی بچشم ظاہر زیارت نصیب
ہوئی پھر جبتک حضرت غوث العالمین وہان رہے وہ روزانہ ملاقات کو

صبح سے تشریف لیجاتے تھے اور عصر کے وقت واپس آتے تھے بارہا حضرت غوث العالمین نے فرمایا کہ آپ کو روزانہ اس سردی میں آمد و رفت سے تکلیف ہوتی ہے بہتر ہوتا اگر یہین رہ جاتے مگر اُنھون نے ہر مرتبہ یہی عذر کیا کہ میرا دل دونون جگہ لگا رہتا ہے اگر آپکے پاس رہون تو بابا باسط کو کیسے دیکھون اور اگر وہان رہون تو حضرت سید العرفا کی کیسے زیارت کرون مجکو اسی آمد و رفت مین راحت ہے حضرت غوث العالمین نے فرمایا کہ خیر پھر مین یہان سے سواری بھیجدیا کرون اُنھون نے فرمایا کہ اتنی دیر انتظار سواری دشوار ہے آپ کچھ خیال نہ کیجیے مجھین ابھی پیادہ پا چلنے کی قوت ہے غرضکہ ایک مہینہ حضرت غوث العالمین وہان رہے پھر وہان سے دہلی گئے اتنے دنون مین کسی روز وہ آپ کو اُنکے پاس نہین لے گئے صرف آپ کا ذکر اُنکے حضور مین کر دیا۔ بعد وفات اپنے والد بزرگوار کے جب آپ حضرت غوث العالمین کی خدمت مین پہلی بار حاضر ہوے تو وہ اُس زمانہ مین آستانہ شریفہ قلندر پور مین تشریف فرما تھے وہان سے وہ آپ کو اپنے ساتھ سرائے میر لے گئے اور اذکار و اشغال تعلیم فرمائے پھر جب آپنے مرید ہونا چاہا تو یہ خواب دیکھا کہ ایک دریا ہے اور اوسمین کشتی بھی ہے مگر ملاح نہین ہے آپنے اونسے عرض کیا اور کہا کہ اسکی تعبیر میرے خیال مین یہ آتی ہے کہ دریا سے معرفت الٰہی مراد ہے اور کشتی سے امور طریقت لیکن بالفعل وقت بیعت نہین معلوم ہوتا ہے اُنھون نے فرمایا کہ سچ کہتے ہو ابھی جا کر الہ آباد مین پڑھو اور جتنے اذکار و اشغال مینے تعلیم کیے ہین اونھین کرتے رہو پھر آکر مرید ہونا

تب آپ سرائے میر سے الہ آباد آئے اور تین برس تک پڑھتے رہے اس مدت مین عجیب وغریب حالات آپ پر گذرے ایک روز ماہ رمضان مین بوقت شب ذکر مین مشغول تھے بعد نصف شب حجرے کے دروازہ پر آپ کو آفتاب دکھائی دیا جسکی روشنی سے تمام در و دیوار منور ہو رہے تھے آپ نے بذریعہ عریضہ یہ حال حضرت پیر و مرشد کو لکھ بھیجا اونھون نے جواباً تحریر فرمایا کہ بروقت ملاقات اسکا جواب دیا جائیگا اوسکے کچھ دنون کے بعد بروز عید وقت مغرب آپ پر خود بخود وجد طاری ہوا اوس حالت مین آپ کو ہر طرف نور ہی نور دکھائی دیتا تھا عشا کے وقت کچھ آپ مین سکون ہوا جب نماز عشا کی اذان ہوئی تو میان شاہ حبیب اللہ نے جنکے یہان آپ مقیم تھے تین مرتبہ آپ سے کہا کہ نماز کو چلو چوتھی مرتبہ کہنے پر آپ اوسی حالت مین اوٹھ کھڑے ہوے وہ امام ہوے اور آپ مقتدی نیت باندھتے ہی فاینما تولوا فثم وجہ اللہ[1] کے معانی نے جلوہ نمائی کی آپ بے اختیار ہو کر ہر طرف نیت باندھنے لگے اور ایسے بیخود ہوگئے کہ کسی جہت کا آپ کو شعور نہ رہا جب شاہ حبیب اللہ صاحب کو آپ کی حالت کا ادراک ہوا تو اونھون نے نیت توڑ دی اور آپ کو حجرہ مین بٹھا آئے پھر خود نماز پڑھی آپ کی وہ حالت بعد نصف شب کے کم ہوئی جب آپ کو حالت گذشتہ کا علم ہوا تو دوسرے روز آپ سونیہہ چلے گئے اور دو مہینہ تک اذکار و اشغال و درس چھوڑے رہے جب وہ حالت بالکل فرو ہوگئی تو پھر الہ آباد جاکر

[1] پس جدھر تم منہ پھیرو اُدھر اللہ کا منہ ہے ۱۲

پڑھنے لگے ہدایہ پڑھ رہے تھے کہ ایک روز شب مین حضرت غوث العالمین
کو خواب مین یہ فرماتے دیکھا کہ خدا کی راہ مین کیون دیر لگا رہے ہو آکر اپنی
امانت مجھ سے لیجاؤ جب کئی مرتبہ ایسے خواب دیکھے تو اعظمگڈہ مین آنکی خدمت مین
حاضر ہوے اونھون نے فرمایا کہ اب اپنی امانت مجھ سے لے لو سال آئندہ
کا انتظار نہ کرو میرا وقت انتقال قریب آپہونچا ہے سال آئندہ مجکو نہین
پاؤگے پھر آپ کی تعلیم و تربیت کیطرف متوجہ ہوے سات ماہ برابر تعلیم
فرمائی اس عرصہ مین آپ بارہا عالم غیب سے ندا سُنتے تھے کہ شاہ باسط علی قلندر
از خود رستہ بحق پیوستہ آٹھوین ماہ مین اُنھون نے پوچھا کہ کس سلسلہ مین بیعت
کا ارادہ ہے آپ نے عرض کیا کہ جسمین مرضی ہو فرمایا کہ شاید تم اُس واقعہ کو
بھول گئے جب مراقبہ مین حضرت غوث الاعظم نے تمھارا ہاتھ پکڑا تھا یہ فرماکر
سلسلۂ قادریہ رضویہ مین مرید کیا اور اجازت و خلافت سلاسل سبعہ عطا کی
اور فرمایا کہ اب کہین گوشہ نشینی کرو اوسی روز شام کو آپکے دل مین دو خیال
آئے ایک یہ کہ بقیہ علم بھی حاصل کرنا چاہیے دوسرے یہ کہ قیام کے لیے
اگر الہ آباد مقرر ہو تو بہتر ہے اونھون نے آپکے خطرہ پر مشرف ہوکر فرمایا کہ جبکہ
تم علم ظاہر اتنی محنت سے پڑھ رہے تھے تو اوسکو پورا ہی کر ڈالو لیکن اب
حاجی صفت اللہ خیر آبادی کے پاس جاؤ اسکے بعد نواح الہ آباد مین جاکر
قیام کرو دوسرے روز آپ رخصت ہوکر خیر آباد حاجی صاحب کے پاس
گئے اور پانچ برس وہان رہ کر جلدین اخیرین ہدایہ و بقیہ کتب حدیث و تفسیر
پڑھین جب فراغ حاصل ہوگیا تو حاجی صاحب نے پوچھا کہ اب کیا ارادہ ہے

اگر تحصیل معاش کرنا چاہتے ہو تو مین اسکی فکر کر سکتا ہون آپ نے فرمایا کہ میرا
ارادہ گوشہ نشینی کا ہے اونھون نے فرمایا کہ بہتر ہے لیکن میرے پیر و مرشد
حضرت حاجی عبداللہ سیاح فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص گوشہ نشینی اختیار کرے
اوسکو چاہیے کہ باوجود قلب ڈانواڈول ہو جانیکے اپنی جگہ سے نہ ہٹے اور
استقامت مین فرق نہ آنے دے بعد از فراغ جب ایک مہینہ گذرا تو آپکے
بڑے بھائی حضرت سید محمد وارث قلندر آپ کو تلاش کرتے ہوے خیر آباد
پہونچے اور آپ کو وہان سے مکان لے گئے اُس زمانہ مین صوبہ الہ آباد نواب
سربلند خان کے زیر حکومت تھا آپنے موضع دمگڈہ شریف مین استقامت اختیار
فرمائی اوسوقت آپ کی عمر چھتیس سال کی تھی اسی سال آپ کی شادی
میر فتح محمد صاحب کے یہان ہوئی جنسے دو صاحبزادے حضرت قطب الوقت
سیدنا شاہ مسعود علی قلندر و حضرت شاہ خدابخش قلندر اور دو صاحبزادیان
ہوئین۔ بڑی صاحبزادی حضرت شاہ عطا علی قلندر خلف حضرت شاہ محمد وارث
قلندر کو بیاہی گئین اور صاحب اولاد ہوئین انکی اولاد کا حال کتاب مستطاب
اصول المقصود و فیوض مسعودیہ مقدمہ فصول مسعودیہ مین مرقوم ہے اور
دوسری صاحبزادی حضرت شاہ مظفر علی قلندر خلف میر مقصود علی خلف
حضرت شاہ محمد وارث قلندر کو بیاہی گئین مگر کوئی اولاد باقی نہین رہی۔
الغرض تھوڑے زمانہ مین آپکی ولایت کی دھوم ہو گئی آپنے وہان قیام فرماکر
ریاضات و مجاہدات کرنا شروع کیے اور بہت سے چلے کئی کئی ماہ کے کیے
پہلا چلہ چھیتر روز کا تھا اس چلہ مین چھبیسوین روز بوقت عصر حضرت غوث العالمین

شاہ الهدیہ احمد قلندر کے برزخ عین بیداری مین آپ کے سامنے آئے اور فرمایا کہ دیکھو سب قلندر تشریف لائے ہین آپنے بچشم ظاہر دیکھا تو حضرت شاہ فتح قلندر سے لیکر حضرت شیخ عبدالعزیز کی قلندر تک سب بزرگ بشکل نوری مانند آفتاب نصف النہار دکھائی دیئے حضرت غوث العالمین نے سب کو نام بنام آپ کو پہچنوایا پھر فرمایا کہ حضرت قطب ربانی محبوب سبحانی مغرب وشمال سے اور حضرات امامین علیہ السلام مغرب وجنوب سے تشریف لاتے ہین جب وہ حضرات تشریف لائے تو آپ نے سب کی قدمبوسی کی جب سب واپس گئے تو دیر تک آپ پر سکر وجذب وجوش وخروش طاری رہا اوسکے بعد سے حضرت غوث العالمین کی حضوری چلہ پھر آپ کو ہر وقت رہی حالت چلہ مین اور بعد چلہ کے کچھ بھی ضعف آپ کو نہ ہوا بلکہ بہ نسبت قبل چلہ کے قوت زائد بڑھ گئی۔ اسیطرح ہر چلہ مین آپ کو حضوری ارواح طیبہ آنحضرت صلعم وحضرات ائمہ کرام وپیران قلندریہ ودیگر بزرگان دین کے حاصل ہوتی تھی اور ہر چلہ مین کوئی نہ کوئی بزرگ آپ کو کچھ نہ کچھ عنایت فرماتے تھے چنانچہ حضرات امامین علیہم السلام کے حضور سے آپ کو اسرار اللہ اور حضرات پنجتن پاک کے حضور سے لقب قطب العارفین وغوث العالمین بھی جو آپ کے حضرت پیر ومرشد کا لقب تھا مرحمت ہوا ایک روز آپ بعض دنیوی امور سے منغص خاطر تھے فوراً حضرات امامین کی ارواح طیبہ نے تشریف لاکر فرمایا کہ تمھارا تو لقب اسرار اللہ ہے پھر کیون منغص ہوتے ہو۔ حضرت شاہ بو علی قلندر کی روحانیت سے آپکو بابا صاحب کا

خطاب عطا ہوا تھا اور حضرت امیر سید علی قوام شاہ عاشقان کی روح مبارک
سے کلید عرفان کا لقب حاصل ہوا۔حضوری عالم ارواح آپ کو اسقدر
حاصل تھی کہ جب جس بزرگ کی روحانیت کی طرف متوجہ ہوتے تھے فوراً انکی
روح حاضر ہو جاتی تھی آپ کو جسطرح اسما و ادعیہ معمولات خاندانی کی اجازت
اپنے والد ماجد اور پیر و مرشد نیز حضرت شاہ لطف اللہ سورج کنڈی سے تھی
اسی طرح ارواح طیبہ دیگر بزرگان دین سے بھی تھی جیسا کہ آپ رسالہ تحفۂ
نیشاپوریہ مین تحریر فرماتے ہین کہ مجکو حضرت قبلہ گاہی سے عالم ارواح مین
چھبیس ذیحجہ سنہ گیارہ سو چھیاسٹھ ہجری مین طریقہ نصاب و زکوۃ سورہ
مزمل چند طرق سے عطا ہوا اور یہ بھی اونھون نے فرمایا کہ بابا باسط مینے تمکو
سورۂ مزمل کا عمل بحکم حضرت سید العرفا و جناب امیر علیہ السلام عالم ظاہر مین
دیا تھا اب پھر بحضور پنجتن پاک و حضرت غوث الاعظم و حضرت سید العرفا مع
عمل یا باسط کے اجازت دیتا ہون تمکو میرا عمل و حکم کافی ہے اور مینے تمکو کل
تکالیف اربعین مشہورہ معاف کیے پھر اوسی مہینہ کی چودھوین تاریخ حضرت
غوث پاک کی روحانیت سے طریقۂ نصاب و زکوۃ سورۂ مزمل عطا ہوا پانچ
طرق سے نصاب اصغر و نصاب صغیر و نصاب کبیر و نصاب اکبر و نصاب
اکبر الکبائر اور طرق و شرائط ہر ایک کے اور دس ربیع الآخر روز پنجشنبہ ۱۱۶۶ھ
مین حضرت غوث پاک سے عمل قصیدۂ غوثیہ کا تین طریقون سے مع شرائط
عنایت ہوا اور یہ ارشاد ہوا کہ بابا باسط یہ عمل تمکو مین بحکم جناب باری عزاسمہ دیتا
ہون بیقین اور تمھاری اولاد و طالبین کو میرے اس قصیدہ کا عمل کل مہمات

دینی و دنیوی کیواسطے کافی ہے اور میرا حکم بجاے نصاب و زکوٰۃ کے ہے یہ قصیدہ بھی بخشا اور تمام نعمات دینی و دنیوی بھی بخشین خدا شاہد ہے روز مرہ بطور وظیفہ کے ایکبار پڑھ لینا کافی ہے تمکو مینے سب تکلیفین معاف کین جسطرح چاہو پڑھو پھر ۲۴ ذیحجہ سنہ ۱۲۸۲ھ مین چند خاص خواص قصیدہ کے بھی مرحمت ہوے اور حضرت شاہ بو علی قلندر نے عمل یا بدیع العجائب بالخیر و بلطفہ مع طریق و آداب عنایت کیا اور فرمایا کہ تمکو میرا حکم بجاے نصاب کافی ہے اور میری سہ منی کا روپیہ اور کامون مین نہین خرچ کرنا چاہیے اور دعاے علیقاً ملیقاً کا حصار بھی مرحمت ہوا اور حضرت شاہ فتح قلندر نے طریقہ نصاب بانت العظمۃ معہ شرائط و آداب ارشاد کرکے فرمایا کہ تمکو مینے اس عمل کی اجازت دی اور میرا حکم بجاے نصاب و زکوٰۃ کے ہے اسیطرح پانچ جمادی الآخر روز دوشنبہ سنہ ۱۲۸۷ھ مین جناب غوث پاک سے اجازت اسم یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ مع طریقہ نصاب و زکوٰۃ و شرائط عنایت ہوئی اور اوسی روز جناب امیر کرم اللہ وجہہ کی روحانیت سے عمل ناد علی مع طریقہ نصاب و زکوٰۃ و عمل دعاے سیفی و یا باسط و چہل اسما و طریقہ وظیفہ چہل اسما عنایت ہوئی اور عمل سورہ یٰس و جملہ سور قرانی و نصاب دعاے سریانی کی اجازت بھی مرحمت ہوئی پھر حضرت غوث پاک کی روحانیت سے عمل دعاے شیخ کے معہ نصاب کے اجازت ملی اور اوسی روز حضرت سید العرفا کی روحانیت سے تکبیر قلندریہ اور علیقاً ملیقاً کے پڑھنے کا حکم ملا نیز طریقہ نصاب و زکوٰۃ دعاے اللّٰھم یا ولی الولا و عمل سورہ فاتحہ معکوس و غیر معکوس مرحمت ہوا انتہے

جب آپنے بہت سے چلہ کھینچے تو حضرت غوث العالمین کی روحانیت سے
حکم ہوا کہ اب تمکو ان باتون کی ضرورت نہین ہے جلوت و خلوت تمھاری
یکسان ہے آپ فرمایا کرتے تھے کہ مجکو اسقدر قدرت حاصل ہے کہ اسم قابض
سے اسم باسط اور باسط سے قابض کا کام لے سکتا ہون۔ آپ پر تجلی الوہیت
کا غلبہ بہت رہتا تھا فرمایا کرتے تھے کہ ہر روز الوہیت سے مجکو خطاب ہوتا ہے
کہ جو کچھ تیرا جی چاہے کر اور فقیر جواب مین کہتا ہے کہ تو جو چاہے کر آخر اسی امر
پر قرار پاتا ہے کہ جو کچھ فقیر چاہے کرے اور کبھی کبھی یہ شعر پڑھتے تھے کہ ؎

اولیا را ہست قدرت از آلہ	تیر جستہ باز آرندش ز راہ

فرمایا کرتے تھے کہ جب کبھی کوئی بلا اپنے کسی دوست پر نازل ہوتے دیکھتا
ہون تو فوراً اوس بلا کو اوس سے دفع کر کے دوسری جگہ منتقل کر دیتا ہون
فرمایا کرتے تھے کہ اہل دنیا و والیان ملک یہ سمجھتے ہین کہ مین انکی رعیت
ہون حالانکہ یہ لوگ میری رعایا ہین جب جسکو چاہون نکالدون۔ فرمایا کرتے
تھے کہ تمام عالم میری مٹھی مین ہے چاہون کھولدون اور چاہون بند رکھون
آپ صاحب نسبت جذبیہ اویسیہ و وجد و شوق و عشق و توحید تھے نغمہ و سرود
نہین سنتے تھے فرماتے تھے کہ میری آتش عشق تیز کرنے کے لیے کلام پاک قرآن
یادکش کا کام دیتا ہے۔ ایک بار مرثیہ سُنا تو سات روز تک بیخود رہے ؎

کسانیکہ یزدان پرستی کنند	بآواز دولاب مستی کنند

آنکو درجہ محبوبیت حاصل تھا۔ حقایق و معارف بیان کرنے مین آپ کی یہ حالت
ہوجاتی تھی کہ بحالت جوش وجد کرنے لگتے تھے اور کف منہ سے جاری

ہوجاتا تھا۔ دنیاوی باتین آپ کی مجلس مین لوگ بہت کم کرنے پاتے تھے اور ہر شخص کو آپ کی حضور مین دیر تک بیٹھنے یا باتین کرنیکی جرات نہین ہوتی تھی صرف حضرت قطب الوقت سیدنا شاہ مسعود علی قلندرؒ کا معمول تھا کہ وہ آپ کی پشت پر بیٹھتے تھے آپ فرمایا کرتے تھے کہ دنیا دار کے قلب کی تاریکی دلمین اثر کرتی ہے اسلیے اگر اس قسم کا کوئی آدمی خدمتمین حاضر ہوتا تھا تو دو ایک باتین اُس سے کرکے فرما دیتے تھے کہ اخونؔ جیو یا بابو صاحب کے پاس جاؤ فرماتے تھے کہ درویش کے لیے اغنیا و امرا کے گھرون پر جانا جائز نہین اور امرا کو درویشون کے پاس آنے مین کوئی مضائقہ نہین میرے والد حضرت شاہ محمد ماہ قلندرؒ فرمایا کرتے تھے کہ امرا و ملوک کی صحبت و درباداری درویشون کے لیے جائز نہین البتہ وہ فقیر کہ جو میرا ایسا ہو کہ ایک عصاے محمدی و مرتضوی اپنے پاس رکھے کہ جب کوئی سرتابی کرے تو وہین پر فوراً ایک عصا رسید کرکے اُسکو سرنگون کردے۔ آپ ہمیشہ باوضو مستقبل قبلہ بجلسہ قلندرانہ بیٹھتے تھے اور غلبۂ حال کے وقت کسی کو بلاکر باتین کرنے لگتے تھے جس سے اُس حالت کا غلبہ کم ہوجاتا تھا۔

ابتدا مین آپ کا لباس مثل حضرت غوث العالمین کے جامہ و دستار تھا بعد چند روز کے عین مشغولی مین آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ یہ لباس اُتار دو اور خرقہ پہنو چنانچہ دوسرے روز سے آپنے خرقہ پہنا۔

کشف و کرامات اُسکے کیا لکھے جائین جسکا ہر قول و فعل کشف و کرامت ہو

ملہ اخون جیو و بابو صاحب سے مراد حضرت شاہنشاہ قلندر و حضرت شاہ مسعود علی قلندر ہین ۱۲

لیکن اند کے از بسیار یہان پر تبرکاً لکھے جاتے ہین۔ نقل ہے کہ ایک روز کہین
حضرت شاہ بوعلی قلندر کا فاتحہ تھا آپ اپنے دولتخانہ پر تشریف فرما تھے
یکایک اُنکے برزخ نے آکر آپ سے فرمایا کہ میری سہ منی کا فاتحہ وہان ہے
اور تم یہان بیٹھے ہو فوراً وجد مین آپ اُٹھے اور ایک قوی ہیکل افغانی کا جو
حاضر خدمت تھا ہاتھ پکڑ لیا اور چل کھڑے ہوے ہر چند وہ نہایت قوی و
شہ زور تھا لیکن آپکے ساتھ چلنے مین تیر کیطرح اوڑا جاتا تھا جہان وہ تھک
جاتا تھا تو آپ تھوڑا ٹھہر جاتے تھے جب وہ بے طاقت ہو گیا تو آپ نے اُسے
چھوڑ دیا اور خود وہان جاکر شریک فاتحہ ہوے۔
نقل ہے ایک روز لڑکپن مین آپ تنہا کتاب لیے اُستاد کے یہان جا رہے
تھے راستہ مین ایک عورت نے کہا کہ میرے لڑکا نہین ہوتا ہے آپ اپنے
والد سے میرے لیے کہدیجیے کہ دعا کر دین آپنے فرمایا کہ اچھا مینے تجکو لڑکا دیا
یہ فرماکر چلے گئے کچھ دنون کے بعد پھر اوسی راستہ سے گذرے تو وہی عورت
ایک دوسری عورت کے ساتھ کھڑی تھی اُسنے آپ کو دیکھکر اُس پہلی عورت
سے پوچھا کہ کیا انھین کی دعا سے تیرے لڑکا ہوا شامت دامنگیر تھی اُسکی زبان
سے نکلا کہ انکی دعا کیا میری خود قسمت مین تھا آپنے یہ سُنکر فرمایا کہ اچھا اگر مینے
نہین دیا ہے تو نہ سہی یہ فرماکر چلدیے اور وہ لڑکا اُسکا مر گیا نقل ہے آپکے
حجرہ شریفہ کے دروازہ پر ایک کیلہ کا درخت تھا حجرہ سے تشریف لاتے
وقت اُسپر آپکی نظر فیض اثر پڑا کرتی تھی اسمین یہ تاثیر ہو گئی تھی کہ جو بیمار اُسکے
تھالہ سے خاک لیجاتا تھا فوراً اچھا ہو جاتا تھا خواہ کیسا ہی بیمار ہو ایک روز

حضرت سید محمد وارث قلندر نے آپ سے بیان کیا آپنے اُسے اوکھڑوا ڈالا نقل
ہے کہ نواب قاسم علیخان جس زمانہ مین صوبہ داری بنگال سے معزول ہوکر
الہ آباد آئے تو آپ کی شہرت سُنکر مشتاق زیارت ہوے مگر بدقسمتی سے حاضر
نہوسکے تب نذر آپکے حضور مین بھیجکر اپنی عدم حاضری کا عذر کہلا بھیجا آپنے فرمایا
کہ افسوس اوسکی قسمت مین نہین تھا ورنہ تین صوبہ داری بنگال اُسکو دیکر رخصت
کرتا بالآخر نواب مذکور کو انگریزون سے شکست کھاکر مفرور ہوجانا پڑا نقل
ہے کہ مرزا شریف بیگ مشہور بشاہ عاشق اللہ کاکوروی نے خواب مین
دیکھا کہ میرا نصیبہ بیعت شاہ باسط صاحب کے ہاتھ پر ہے وہ آپکی خدمت مین حاضر
ہوے آپنے اُنکو دیکھتے ہی فرمایا کہ تمھارے شاہ باسط دوسرے ہین مین نہین
ہون اور وہ اوسی ملک مین ہین جہان تم ہو تب وہ آکر حضرت شاہ باسط سندیلوی
سے کے مرید ہوے نقل ہے کہ شیخ زین العابدین کاکوروی حضرت حجۃ العارفین
شاہ عبدالرحمن قلندر ثانی لاہرپوری کے ہمراہ آپکی خدمت مین حاضر ہوے اور
امتحاناً اپنے دلمین کہا کہ اگر آپ مجکو میرے نام سے پکارین اور معانقہ کرین
اور ہفت اقلیم کی سلطنت مجکو دین تو مین کامل سمجھون جب آپنے حضرت
حجۃ العارفین سے ملاقات کی تو پوچھا کہ زین العابدین کہان رہگئے لوگ اُنھین
لائے جسوقت وہ حاضر ہوے تو آپ نے معانقہ کرکے فرمایا کہ کیا ہفت اقلیم
کے بادشاہ کی یہی صورت ہوتی ہے اُسکے لیے قسمت چاہیے۔ نقل ہے ایکبار
کاکوری کے بہت سے لوگ جو سوارون مین نوکر تھے بخشی رفعت اللہ خان کے
ساتھ حاضر ہوے جب رخصت ہونے لگے تو آپنے فرمایا کہ تم لوگ خالی رہجاؤ

کچھ کھالو اور کھانا منگایا جو دو تین آدمیون سے زائد کا نہ تھا آپ نے خادم
سے فرمایا کہ سبکو کھلانا شروع کرو چنانچہ کھلایا گیا سب نے خوب سیر ہو کر کھایا اور
کھانا بدستور باقی رہا گویا اسمین سے کچھ صرف ہی نہین ہوا اس قسم کے تصرفات
اکثر کاکوری کے لوگون کے ساتھ ہوئے نقل ہے کہ ایک روز صاحب لال
کایستھ کے حق مین جو آپکے مرید مخلص تھے آپنے فرمایا کہ جو کچھ تم کسیکے حق مین اچھا
یا بُرا کہدوگے خدا ویسا ہی کریگا اُسوقت سے جو کچھ وہ کہتے تھے وہی ہوتا تھا
اسیطرح ایک روز آپنے روشن شاہ زمیندار ملتھوہ سے فرمایا کہ محمد روشن تم ملتھوہ
چاہتے ہو یا خدا کو اُنھون نے عرض کیا کہ مین ملتھوہ لیکر کیا کرونگا مین خدا کو
چاہتا ہون آپنے فرمایا مبارک مبارک اُس روز سے اُنکی حالت بدل گئی جسکے
حق مین وہ جو کچھ کہدیتے تھے وہی ہوتا تھا نقل ہے ایکبار ایک شخص نے
آپ سے عرض کیا کہ مجکو فقر و فاقہ نے بہت تنگ و پریشان کر رکھا ہے دعا فرمایئے
کہ اللہ تعالی مجکو اس بلا سے نجات دے آپنے فرمایا کہ لوح محفوظ مین تیری تقدیر
مین چھ برس اور تکلیف لکھی ہے اتنے دنون اور صبر کر کچھ دنون کے بعد پھر وہ
حاضر ہوا اور نہایت اضطراب سے عرض کیا کہ اب مجھ مین طاقت صبر نہین آپنے
فرمایا کہ خیر مینے تیری خاطر سے چھ برس کے چھ روز کر دیے جا چھ روز کے بعد تجکو
فراغت نصیب ہوگی چنانچہ ویسا ہی ہوا سبحان اللہ اس طرح کے تصرفات
کو ترجیع الادوار کہتے ہین ہر ولی سے ایسے تصرفات ظاہر نہین ہوتے کہ زمانہ
طویل کو قصیر کر دین نقل ہے ایک روز ایک شخص نے حضرت شاہ محمد واصل
عرف شاہنشاہ قلندر کی بکری کا پیر توڑ ڈالا حضرت شاہنشاہ نے آپسے عرض کیا

آپنے فرمایا کہ افسوس باوجود تمھاری درویشی کے اوسنے تمھاری بکری کا بچہ توڑ ڈالا کیا دیوانہ ہوگیا ہے وہ شخص اسیوقت دیوانہ ہوگیا اُسکے اعزا نے حاضر ہوکر نہایت عاجزی سے عرض کیا آپنے فرمایا کہ مجھ سے کیا سروکار شاہنشاہ کے پاس جاؤ اور اُنھین سے معذرت کرو جب اونھون نے اُنکے پاس جاکر معذرت کی تب وہ اچھا ہوا۔ آپکی عادت شریف یہ تھی کہ اگر کوئی شخص حاضر ہوکر کچھ اپنا عرض حال کرتا تھا تو آپ فرمادیتے تھے کہ جاؤ شاہنشاہ کی درگاہ مین عرض کرو وہ جاکر عرض کرتا تھا وہان سے معلوم ہوجاتا تھا کہ مطلب ہوگا یا نہین ایک روز ایک خادم نے (جس سے اکثر آپ فرمادیتے تھے کہ جاکر شاہنشاہ قلندر کی درگاہ مین عرض کر) آپ سے عرض کیا کہ مین جب حضرت شاہنشاہ قلندر کی درگاہ مین جاتا ہون تو آپ ہی کی شبیہ مبارک سامنے آکر میری باتون کا جواب دیتی ہے پھر کیون آپ لوگون کو وہان بھیجکر خود بہانہ فرماتے ہین آپنے فرمایا کہ مصلحت یہی ہے کہ کریے آپ اور دھریے اور پر نقل ہے ایکبار بارش نہین ہوئی او قحط پڑا اتفاقاً ایک روز آپکے دولتخانہ مین آگ لگ گئی لوگون نے آکر بیان کیا اور یہ عرض کیا کہ تالابون میں اور کنوون مین پانی نہین آگ کس طرح بجھائی جائے آپنے فرمایا کہ خیر کتابون اُٹھالو اور یہان سے اُٹھ چلو حضرت عارف باللہ نے عرض کیا کہ صرف کتابین بچ گئین تو کیا فائدہ تمام گھر واسباب کا تو نقصان ہوگا اگر پانی برس جائے تو البتہ آگ سرد ہوجائیگی فرمایا بہتر ہے یہ فرماتے ہی ابر آیا اور بڑی بڑی بوندون سے پانی برسنے لگا جس سے آگ سرد ہوگئی اور سب بچ گیا نقل ہے ایکبار ایک شخص کے

سانپ نے کاٹا لوگ اُسکو لیکر آپکی خدمتمین حاضر ہوے آپ اُسوقت دولتخانہ مین وظیفہ پڑھ رہے تھے کسیکو عرض کرنیکی جراءت نہ پڑی آخر بخشی رفعت اللہ خان کاکوروی جراءت کر کے گئے جیسے نگاہ کے روبرو ہوے آپنے فرمایا کہ اُن لوگون سے کہو کہ اس لاش کو لیجائین وہ اولٹے بیرون واپس آے اتنی دیر مین وہ شخص مرچکا تھا باقی حکایات کشف وکرامات کتاب فصول مسعودیہ و مناقب الاصفیا و اصول المقصود مین مذکور ہین ابتداء مین آپ سے خرق عادات وتصرفات غلبۂ حالمین بیشمار ظاہر ہوتے تھے ایک روز روح اقدس حضرت غوث العالمین نے ظاہر ہو کر ناخوشی کے لہجہ مین آپ سے فرمایا کہ باسط علی اسقدر تصرفات وکرامات کا اظہار نچاہیے بندگی کرنا چاہیے نہ کہ خدائی اُس روز سے آپنے تصرفات فرمانا کم کردیے یہ حکایت آپنے خود حضرت عارف باللہ سے بیان فرمائی -

آپ کی تالیفات سے کئی کتابین ہین ایک رسالہ تحفۂ نیشاپوریہ اپنے خاندانی حالات مین دوسرے رسالہ بیعت الرضوان احکام بیعت واقسام خلافت وغیرہ کے بیان مین تیسرے مثنوی کشف الرموز مقامات طریقت ودیگر حقائق کے بیان مین انکے علاوہ اور بھی چند رسائل ہین بعض اعمال خاندانی کی تشریح وتوضیح اور اُنکے طریقۂ زکوۃ ونصاب کے بیان مین - نیز ایک رسالہ خاص آپنے اذکار واشکال قلبیہ کے بیان مین اپنے صاحبزادہ حضرت قطب الوقت کی تعلیم کے لیے بھی تحریر فرمایا تھا وفات آپ کی سترہ ذیحجہ سنہ گیارہ سو چھیانوے ہجری مین ہوئی - عمر شریف بیاسی سال کی ہوئی آپ کی بیوی صاحبہ کی بھی وفات اوسی روز دو تین

گھنٹہ قبل آپکے وصال سے ہوئی آپ کی کیفیت وصال عجیب ہے ایسی کم کسیکی ہوگی اپنے اختیار سے انتقال فرمایا تھا زمانہ حیات مین اکثر فرمایا کرتے تھے کہ فقیر مختار ہے چاہے انتقال کرے یا نکرے جسوقت آپ کی بی بی صاحبہ نے انتقال فرمایا تو آپ مکان کے باہر چارپائی پر قبلہ و مراقب بیٹھے ہوئے تھے اس خبر کو سنکر کچھ نہ فرمایا تھوڑی دیر کے بعد اوٹھکر اندر جانے کا قصد فرمایا تو حضرت شاہ خدابخش قلندر و شاہ مظفر علی قلندر آپکے ساتھ ہوے جب گھر کے صحن مین پہونچے تو شاہ مظفر علی قلندر سے استنجے کے ڈھیلے طلب کیے اونھون نے حاضر کیے آپنے فرمایا کہ حاجت بشری سے بھی فراغت کر لینا چاہیے بعد فراغ وضو کیا اور گھر کی دہلیز پر چارپائی بچھوا کر بیٹھے اور حضرت قطب الوقت شاہ مسعود علی قلندر کو جو اُسوقت اپنی والدہ صاحبہ کے نعش مبارک کے قریب بیٹھے تھے طلب فرمایا جب وہ تشریف لائے تو آپ نے اُنکے گلے مین ہاتھ ڈالدیے اور اپنی طرف گھسیٹ کر اپنی جگہ پر بٹھلا دیا اور اُنکے سینے پر سر رکھکے انتقال فرمایا قطعۂ تاریخ وفات آنحضرت از مولانا عبدالقادر قلندر باسطی خلیفہ آنحضرت

حضرت مظہر حق قطب زمان غوث جہان	رخت از دار فنا بست سوئے باغ ارم
وقت و روز و مہ و سال از تو چو پرسند بگو	شب شنبہ سحر آ مفد ہم عید دوم

سنہ ۱۱۹۷ھ

قطعۂ تاریخ وفات اہلخانہ آنحضرت ایضاً منہ

حضرت صاحبۂ قطب زمان	آنکہ نام از صفت عصمت یافت
چند دم پیشتر از غوث جہان	لیلۃ واحدۃ رحلت یافت
اتحاد ازلی داعی بود	در مکان ہمچو زمان وحدت یافت

سال اگر می طلبی باید گفت	پہلو قطب زمان جنت یافت ۱۲۰۹ھ

حسب وصیت قبر شریف حجرۂ مبارک مین ہوئی۔ جب قبرین کھودی گئین تو کافور کی خوشبو اُنمین سے آتی تھی اور نہایت روشن تھین آپکا جنازۂ مبارک مثل روئی کے ہلکا تھا اور چہرہ چودھوین رات کے چاند کیطرح روشن تھا بعد چند روز کے مہاراجہ ٹکیٹ راے دیوان نواب آصف الدولہ بہادر نے روضہ بنوایا تاریخ گنبد روضۂ مقدسہ سہ

تمام این بنای آسمان فرش	ملک تاریخ گفت العرش لعرش ۱۲۱۱ھ

اور اسکے ساتھ ہی ایک خانقاہ اور مسجد بھی بنائی اور بہت دھوم سے عرس کیا۔ راقم الحروف بھی سترہ ذی الحجہ سنہ تیرہ سو اکتیس ہجری مین تبقریب شرکت عرس زیارت روضۂ اقدس سے مشرف ہوا ہے فی الواقع نہایت عمدہ عمارت ہے اندرون روضہ شریفہ کا حصہ ابتک بالکل نیا معلوم ہوتا ہے روضہ کے گرد ایک مربع چبوترہ ہے اور اُسکے گرد بجاے دیوار حریم کے پست فصیل ہے یہ چبوترہ بہت خوبصورت و شاندار ہے روضہ کے درمیان دکھن جانب خانقاہ ہے مسجد سہ گنبدی اکہرے درجہ کی ہے مینار اسکے گر گئے ہین اسکے آگے ایک بہت بڑا چبوترہ ہے اس چبوترہ کے نیچے ایک دوسرا چبوترہ ہے جسمین ایک حوض بھی ہے اور اسی چبوترہ کے کونے پر ایک بہت بڑا کنوان ہے جسکا پانی نہایت شیرین و خنک ہے استرکاری مسجد کی نہایت مضبوط اور نقوش و منبت بہت عمدہ ہین درگاہ مین اندر باہر نہایت عمدہ منبت کھدی ہوئی ہے خصوصًا اندرون روضہ شریفہ کے روضہ کے اندر تین مزار ہین ایک

آپ کا اور دوسرا بی بی صاحبہ کا یہ دونون مزار تقریبًا ایک گز کے اونچے چبوترہ
پر نہایت بلند بنے ہوے ہین سرہانے چراغدان پر قاضی القضاۃ مولوی نجم الدین ۱۲۹۶
علیخان بہادر کاکوروی کی تاریخ فاسکن انت وزوجک الجنت ابدًا بخط نسخ
لکھی ہے تیسرا مزار آپکے مزار سے متصل داہنی جانب پہلو مین حضرت شاہ
خدابخش قلندر کا ہے یہ مزار اُن دونون مزارون سے پست ہے اسکے داہنے پہلو
مین دیوار پر بخط نسخ یہ کتبہ لگا ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۵

یا باسطیا علی حی القیوم انت الازل الابد فضم التوقیت		ما انت تموت قط لا انت تقوم من حاوله یقل خفی مکتوم ۱۲۹۶ھ

وہان یہ ایک حکایت سننے مین آئی کہ حضرت شاہ خدابخش قلندر نے جب
اپنے مزار کی جگہ لوگون کو تبلائی تو سب نے عرض کیا کہ حضرت کلید عرفان کے
پہلو مین جگہ کہان ہے اُنھون نے فرمایا کہ جب زندگی مین اپنے پہلو مین جگہ دیتے
تھے تو اب کیون نہ دینگے چنانچہ جب اُنکا مزار وہان کیا جانے لگا تو چبوترہ مزار
کا بائین طرف ہٹ گیا اور پہلو مین بہت کشادہ جگہ نکل آئی جسکا ثبوت یہ موجود ہے
کہ چراغدان جو مابین مزارین شریفین تھا صرف اب حضرت کلید عرفان کی بالین ہے
بعد وفات حضرت کلید عرفان ایک روز حضرت عارف باللہ کو اعتکاف مین
یہ مکشوف ہوا کہ حل مشکلات وانجاح مطالب کے لیے جو شخص آپکا توشہ مانے
فورًا اوسکی حاجت برآوے توشہ کی ترکیب یہ ہے کہ پانچ سیر مائدہ اور تین سیر
شکر اور تین سیر گھی اگر صاحب مقدرت ہو تو بوزن پختہ کرے ورنہ بوزن
خام بعد مطلب پورا ہونیکے مالیدہ بناکر آپکا فاتحہ کرے یہ عمل بہت مجرب ہے

توشہ حضرت کلید عرفان

اور ابتک سلسلہ باسطیہ کاظمیہ مین جاری ہے۔
آپکے خلفاء ومجاز وفقرا علاوہ حضرات صاحبزادگان یہ حضرات ہوے حضرت
مولوی شاہ فضل علی قلندر ساکن نروہ۔ حضرت شاہ کفایت اللہ آدمپوری
معروف بشاہ کونین۔ حضرت عارف باللہ صاحب سر شاہ محمد کاظم قلندر کاکوروی
حضرت مولانا عبد القادر قلندر سوگھرپوری جونپوری مولوی شاہ حفیظ اللہ امیٹھوی
شاہ روشن علی ساکن ملتھوا۔ سید غلام محمد ملقب بشاہ مسند علی فتحپوری۔ شاہ ولی اللہ
الہ آبادی۔ شاہ محمد ارشد ساکن کرھوان۔ شاہ سرمست ساکن دربھنگہ۔ میر شاہ
فضل علی بہڑایچی۔ شاہ مسند علی قدوائی۔ میر بشارت علی۔ میر شاہ حفیظ جاروی
شاہ محمد ارشد ملقب بمعشوق شاہ ساکن اٹاوا۔ شاہ فضل اللہ معروف بشاہ
غلام محمد خیرآبادی۔ شاہ غلام محمد ساکن دملگڈھ۔ شاہ محمد شفیع ساکن سورت۔ مرزا
شاہ محمد عاقل۔ شاہ کرم اللہ ساکن آدمپور۔ شاہ محبوب آدم پوری۔ سید شاہ
رحم علی ساکن ہنڈیہ۔ شیخ منگلے ابن شیخ ابومحمد۔ شاہ بھولا ابن سید محمد زمان آدمپوری
نعیم شاہ شاہجہانپوری۔ شاہ عاشق اودھی۔ شاہ مراد قلندرپوری
میر قطب علی ملقب بقطب شاہ۔ سید شاہ محمد عطا ساکن کرہی۔ مشتاق
شاہ آدمپوری و یقین شاہ و حضور شاہ و علیشاہ ساکن پہانی قدست اسرارہم

ذکر برادران حضرت کلید عرفان

ذکر حضرت معدن المعارف سید شاہ محمد وارث قلندر

برادر کلان حضرت کلید عرفان۔ حضرت کلید عرفان نے آپکے حال مین یہ رسالہ

نیشاپوریہ مین لکھا ہے کہ آپ نے حضرت قبلہ گاہی سے سورۂ مزمل کے عمل کی اجازت مانگی اُنھون نے فرمایا کہ جس محنت و ریاضت سے مینے اسکا عمل حاصل کیا ہے وہ بلا محنت و ریاضت کرائے بابا باسط کو دونگا اگر تم چاہتے ہو تو محنت و ریاضت کرو آخر آپکے اصرار سے اونھون نے طریقہ عمل سورۂ مزمل آپکو بتلایا جسکا سال بھر مین عمل پورا ہوتا ہے اور یہ فرمایا کہ ریاضت بہت کرنا پڑیگی جو کی بے نمک خشک روٹی وغیرہ کھانا چاہیے سوا اسکے اور احتیاطین بھی کرنا ہونگی آپنے سب قبول کیا اور جسطرح سے اُنھون نے فرمایا تھا ایکسال مین ختم کیا عمل کے تمام ہونے مین تین روز باقی تھے کہ آپنے بیداری مین مشاہدہ فرمایا کہ حضرت امیرالمومنین علی مرتضے و حضرت قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی و حضرت سید محمد ماہ قلندر تشریف لائے حضرت قطب ربانی کے دست مبارک مین خرقہ و عصا تھا آپ سے پوچھا کہ کیا چاہتے ہو دنیا یا فقر حقیقی آپنے فرمایا کہ فقر حقیقی حضرت قطب ربانی نے فرمایا کہ پھر یہ خرقہ و عصا لو اسوقت حضرت سید محمد ماہ قلندر نے فرمایا کہ یا قطب ربانی جبسے محمد وارث پیدا ہوا ہے تبھی سے اسکا لباس ایسا ہی رہا اسکو اسی حالپر رہنے دینا چاہیے اونھون نے فرمایا کہ بہتر اسکے بعد دوسرے روز آپ کا پہلا صاحبزادہ جسکی عمر پانچ سال کی تھی گذر گیا آپنے اوسے باستقلال تمام دفن کرکے بقیہ عمل شب مین تمام کیا اور صبحکو حضرت امیر سید محمد ماہ قلندر کیخدمت مین الہ آباد گئے اُنھون نے آپکو دیکھکر فرمایا کہ بابا محمد وارث تمنے محنت و راحت پائی جو کچھ مقدر مین تھا وہ ہوا صبر کرو جان جان اللہ مال مال اللہ تمنے عمل

نہایت محنت و ریاضت سے پورا کیا اب مین تمکو تمھاری محنت کا اثر دکھلانا
چاہتا ہون تاکہ تمھین معلوم ہو جائے کہ محنت ٹھکلنے لگی یہ فرماکر زہر منگاکر
کھالیا اور آپ سے فرمایا کہ سورۂ مزمل پانی پر دم کر کے مجکو دیدو آپنے دیدیا
اونھون نے پی لیا فوراً زہر کا اثر جاتا رہا۔ آپکو اوسیوقت سے جناب مرتضوی
کی حضوری بہت رہتی تھی اور تمام مشکلات آپ اُنھین سے حل کیا کرتے
تھے پھر حسب ارشاد اپنے والد ماجد کے آپ حضرت شاہ پیر محمد عرف شاہ پیرن
خلف و خلیفہ حضرت رئیس العارفین کے حضور مین حاضر ہو کر سلسلۂ قلندریہ
مین مرید ہوے اور اجازت و خلافت بھی پائی دس سال کامل اُنکی خدمتمین
رہکر اذکار و اشغال وغیرہ سیکھے آپ صاحب کشف و کرامات تھے نقل ہے
کہ جب نواب سعادت خان برہان الملک اور مہابت خان راجہ اعظمگڈھ
سے آپس مین لڑائی چھڑی تو اہل رمل و جفر نے جو اُسوقت حاضر تھے کہا کہ
بابو مہابت خان کی فتح ہو گی حضرت شاہ پیر محمد نے آپ سے دریافت کیا
کہ تمھاری کیا رائے ہے آپنے فرمایا کہ نواب سعادت خان کی فتح ہو گی اور ایک
گھنٹہ سے زائد جنگ نہو گی اُنھون نے فرمایا کہ اہل رمل و جفر تو اسکے خلاف کہتے ہین
ہین آپنے فرمایا کہ وہ سب غلط کہتے ہین اور مین اپنے یقین و کشف سے کہتا ہون
چنانچہ وہی ہوا آپنے پہلے ہی سے اپنے ایک دوست سے کہدیا تھا کہ تم اپنے
گھر بار کو لیکر یہانسے چلے جاؤ کیونکہ نواب کی فتح ہو گی نقل ہے کہ جس زمانہ مین
آپ کو تیراندازی کا شوق تھا تو ایک روز ایک لاہوری ساخت کی کمان
الہ آباد کے چوک مین بکنے آئی جسکی قیمت پانچروپیہ تھی آپ کے پاس قیمت

تھی نہین آپ اُس حلقہ کمان کے لیے حضرت امیر کرم اللہ وجہہ کیطرف متوجہ ہوے
وہانسے حکم ہوا کہ خاطر جمع رکھو وہ کمان تمھین کو ملیگی لیکن ایسی معمولی باتون کیلئے
رجوع نکیا کرو آپ اپنے ایک دوست کے یہان گئے اُسنے وہی لاہوری کمان
آپکے نذر کرکے کہا کہ مینے اسکو اپنے لیے خریدا تھا لیکن چونکہ آپکے پاس کوئی اچھی
کمان نہین ہے لہذا نذر کرتا ہون۔ آپ مدت العمر حضرت کلید عرفان کے ساتھ
خوردون کیطرح پیش آے حالانکہ اُن سے بڑے تھے حضرت کلید عرفان اپنے
دونون بھائیونکی اطاعت سے بہت آرام سے رہے وہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ
میرے دونون بھائیون نے میری بہت خدمت کی ایکروز آپ حضرت کلید عرفان
کے پاس اُنکے غلبہ حال کے وقت بیٹھے تھے اونھون نے آپ سے فرمایا کہ جو
کچھ مانگنا ہو مانگو آپنے فرمایا کہ فقر محمدی و مرتضوی چاہتا ہون اونھون نے فرمایا
کہ مبارک مبارک اُس روز سے آپ پر ایک روح غیبی متوجہ ہوگئی اور خواب
و بیداری مین تلقین کرنے لگی جب آپ اپنے مقصد پر فائز ہوگئے تب سے
اُس روح غیبی کا آنا بند ہوگیا۔ آپ اگرچہ امی محض تھے لیکن ایسے حقایق و
معارف بیان کرتے تھے جو بعینہ فصوص و فتوحات مین ہوتے تھے اور بلا
تکلف عبارت فصوص کے معانی کہہ لیتے تھے حضرت کلید عرفان نے رسالہ
نیشاپوریہ مین لکھا ہے کہ مجکو چھبیس جمادی الآخر روز چارشنبہ ۱۱۷۰ھ
مین جناب مرتضوی علیہ السلام سے یہ معلوم ہوا کہ میر محمد وارث سلطان العارفین
بایزید بسطامی کے رتبہ پر فائز ہین۔ وفات آپکی غرہ رمضان المبارک سنہ
گیارہ سو ستر یا اکھتر ہجری مین ہوئی۔ مزار آپکا دمگڈھ شریف ضلع الہ آباد حظیرہ

شیخ محمد وارث

نا سر بیم افسہ باغ نعیم
1743-2 17A1003

حضرت شاہنشاہ قلندر مین ہے۔

ذکر حضرت سید محمد واصل عرف شاہنشاہ قلندر

برادر خورد حضرت کلید عرفان۔ آپ مادر زاد ولی تھے مدت العمر مجرد رہے اور بہت سے ریاضات شاقہ کیے اکثر تین تین روزہ پے درپے رکھتے تھے اور مطلق اثر ضعف و اضمحلال نہین ہوتا تھا لڑکپن ہی مین آپ سے خرق عادات ظاہر ہونا شروع ہوے حضرت شاہ حبیب اللہ الہ آبادی کے دائرہ مین زمین پر ایک پتھر نصب تھا جسکے اوکھیڑنے کے لیے بہت آدمی جمع ہوے اور وہ کسی سے نہ اوکھڑا آپنے تنہا اوسکو اوکھاڑ کے ڈھیلے کیطرح دور پھینکدیا ابتداءً آپ مین جذب بڑھا ہوا تھا ایک وقت آپکو سرود کی آواز سنکر وجد آگیا اور دو منزلہ مکان سے زمین پر کود پڑے مجلس عرس تھی اور دو تین ہزار آدمیونکا مجمع تھا سبنے آپکو پکڑنے کا قصد کیا مگر آپ کسیکی گرفت مین نہ آے اور وجد مین رہے آخر لوگون نے آپکے والد ماجد سے عرض کیا تو اونھون نے آپ کا جذب کم کردیا۔ بعیت آپکو حضرت کلید عرفان ہی سے تھی لیکن حقیقتاً آپ اپنے والد کے مرید تھے دو تین مرتبہ اُنھون نے اپنی حیات مین آپ سے مرید ہونے کو فرمایا مگر بسبب لڑکپن کے آپکو اتفاق نہوا آخر وقت اُنھون نے فرمایا کہ بابا باسط کا ہاتھ میرا ہاتھ ہے جب انکی وفات کے بعد آپنے حضرت کلید عرفان سے بعیت کی تو انکا دست مبارک حضرت کلید عرفان کے دست مبارک پر متجلی ہوا اونھون نے آپ کو مرید کرکے اور تعلیم و تلقین فرماکر لباس فقر عطا کیا اور شاہنشاہ

قلندر کا لقب عنایت فرمایا۔ آپ عمر بھر اُنکے خدمت مین رہے آیند و روند آستانہ مقدسہ کی خدمت کیا کرتے تھے جب وقت وفات قریب ہوا تو جو کچھ آپکے پاس تھا وہ سب تقسیم کر دیا تین روز قبل وفات سے حضوری ارواح طیبہ حضرت رسالتمآب صلعم و جناب امیر کرم اللہ وجہہ و حضرت غوث الاعظم و حضرت خواجہ معین الدین چشتی وغیرہ کی آپ کو رہی وفات آپکی دوسری ذی الحجہ روز چارشنبہ وقت تین بجے شب کے سنہ گیارہ سوارسٹھ ہجری مین ہوئی اور دوسرے روز آپ دفن ہوے۔ قطعہ تاریخ وفات آنحضرت ؎

واصل حق عرف شاہنشاہ را	زین جہان بردند در دارالبقا
دومین ذیحجہ آمد در نمود	چارشنبہ روز جملہ رفتہ بود
آن زمان بگذشت شب دو پاس و نیم	کرد رحلت زین جہان سوئے نعیم
چون صباحش روز کیا پس آمدہ	فارغ از تکفین و تجہیزش شدہ
بود تاریخ سوم ذیحجہ را	پنجشنبہ روز کاین شد ماجرا
شصت و ہشت و یکصد با یکہزار	سال ہجری آمدہ اندر شمار

حضرت کلید عرفان نے بعد وفات کے آپ کو حضرات پنجتن پاک کا حضور بردار دیکھا اور اسطرح کہ پہلے حضرت رسالتمآب صلعم کی مگس رانی کرتے ہین پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا پھر حضرات امامین و حضرت شیر خدا کی اُنھون نے آپسے اسکی وجہ پوچھی آپنے فرمایا کہ حضرات پنجتن پاک خصوصًا حضرت سیدہ کی مگس رانی بجز مخصوص فرزندون کے کسیکو نصیب نہین ہوتی۔ نیز اُنھون نے رسالہ نیشاپوریہ مین لکھا ہے کہ مہینے بعد وفات کے ایک شب انکو خواب مین دیکھا

کہ نہایت شادان و فرحان ننگے سر و ننگے پیر صرف کمل اوڑھے آئے اور مجھ سے
معانقہ کیا جب مین جاگا تو دلمین خطرہ آیا کہ اُس عالم مین اُنکے برہنہ ہونیکا کیا
سبب ہے یہ خیال آتے ہی وہ بجسم روحانی آکر بیٹھ گئے اور میرے خطرہ کا جواب یہ دیا
کہ میرا لباس حلہ نوری و کافوری ہے اگر اوس لباس مین آتا تو آپ پہچان نہ سکتے
اسلیے مین اس طرح ظاہر ہوا۔ نیز حضرت کلید عرفان نے اُسی رسالہ مین لکھا ہے کہ
چھبیس جمادی الآخر روز چارشنبہ ۱۲۷۱ھ مین مجکو جناب مرتضوی علیہ السلام
سے معلوم ہوا کہ سید شاہنشاہ قلندر خواجہ اویس قرنی کا رتبہ رکھتے تھے تصرفات
آپکے قبل از وفات و بعد از وفات یکسان رہے چنانچہ نقل ہے کہ آپ کی حیات
مین شیخ منگلے جبوقت جنگل جاتے تھے تو آپ اُنکے ساتھ ہو لیتے تھے تاکہ وہ خوف
نہ کھائین آپ کی وفات کے بعد ایک روز وہ جنگل گئے راستہ مین اپنے دل مین
کہنے لگے کہ افسوس شاہنشاہ میان بھی اب نہ رہے اب میری ہمراہی و مدد
کون کرے گا فوراً آواز آئی کہ ڈرو مت خاطر جمع رکھو ہم تمھارے ساتھ ہین مزار
آپکا دمگڈھ شریف روضہ مبارک حضرت کلید عرفان کے جانب جنوب ایک حظیرہ مین ہے

ذکر حضرت شاہ عطا علی قلندر

ابن حضرت شاہ محمد وارث قلندر۔ ولادت آپکی سولہ ذی الحجہ روز سہ شنبہ وقت
چاشت سنہ گیارہ سو باون ہجری مین ہوئی۔ بیعت آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ
مین حضرت کلید عرفان سے تھی آپنے علوم ظاہری و باطنی کی تعلیم نیز اذکار و افکار
و مراقبات وغیرہ کی تعلیم اور خرقۂ فقر و اجازت و خلافت سلاسل سبعہ انھین سے

پائی حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے حضور سے قطب الوقت شاہ عطا علی قلندر کا لقب پایا تمام عمر آپ نے حضوری مرشد مین صرف کی حضرت عارف باللہ سے اور آپ سے بہت ربط وضبط تھا آپ نے اور اونھون نے ساتھ ہی ساتھ تعلیم وتلقین پائی تھی وہ آپکے قلندر منش اور بزرگ ہونیکے بہت معترف تھے جیسا کہ اصول المقصود مین مذکور ہے آپکی عمر اونتالیس سال دس روز کی ہوئی وفات آپ کی بچیسین ذی الحجہ روز یکشنبہ وقت اشراق سنہ گیارہ سو کانوے ہجری مین ہوئی قطعہ تاریخ وفات از مولوی شاہ عبد القادر قلندر باسطی سلمہ

ذبیح قربت قربان امر قطب الوقت	عطا علی کہ از و رشک داشت معدن و بحر
چو رفت سال و مہ و روز وقت باید گفت	پگاہ روز احد بست و پنجم این مہ سحر

مزار آپکا خطیرہ حضرت شاہنشاہ قلندر مین مابین مزار اپنے والد بزرگوار و عم نامدار کے ہے۔ دو چار روز کے بعد حضرت کلید عرفان نے آپکے حالات دریافت کرنا چاہے تو آپ کے برزخ حاضر ہوے اونھون نے پوچھا کہ قبر مین کیا حال ہوا اور رہنے کو کون مقام ملا آپنے عرض کیا کہ بعد انتقال فوراً ہی بتوجہ حضور حضرات پنجتن پاک کی حضوری حاصل ہوئی اور رہنے کو مجھے دار السلام مرحمت ہوا آپکی مصنفہ ایک کتاب فصول عطائیہ بیان شجرات سلاسل سبعہ مین ہے۔

ذکر صاحبزادگان حضرت کلید عرفان

ذکر حضرت قطب الوقت سیدنا شاہ مسعود علی قلندر

خلف اکبر و جانشین حضرت کلید عرفان۔ ولادت باسعادت آپکی تیئیس

محرم الحرام روز یکشنبہ سنہ گیارہ سو بیسٹھ ہجری مین ہوئی زمان ولادت ہی سے
آثار ولایت چہرۂ مبارک سے تابان تھے بچپن ہی مین آپ کو حضرت غوث پاک
رضی اللہ عنہ کے روحانیت سے ایک چادر مرحمت ہوئی تھی لڑکپن سے شباب
تک آپ حضرت کلید عرفان کی حضور مین رہے اور علوم ظاہری کی تحصیل کر کے
فراغ حاصل کیا حضرت کلید عرفان کو آپ سے بے انتہا محبت تھی وہ اکثر فرمایا
کرتے تھے کہ یہ قطب وقت ہوگا اور انھون نے اذکار قلندریہ کے بیان مین ایک
رسالہ بھی محض آپ کے لیے تحریر کیا تیس سال کامل آپنے اُنکے سایۂ عاطفت مین
رہ کر اعمال و اوراد و اشغال و اذکار و مراقبات وغیرہ کی تعلیم حاصل کی اور اس
مدت مین اُنھون نے آپ کو خوب نعماے خاندانی و ذاتی سے مالا مال کر دیا لیکن رسم
بیعت بپاس ادب و حفظ سنت کبائی اپنے مرشد زادہ برحق حضرت شاہ عبدالرحمن
قلندر ثانی لاہرپوری کے دست مبارک پر موقوف رکھی اور محض اسی ضرورت
سے اُنکو اپنے یہان بلا کر آپ کو مرید کرایا اجازت و خلافت آپکو اونسے بھی تھی اور
جسطرح آپ اپنے والد کے مقبول تھے اُسی طرح اپنے پیر و مرشد کے بھی تھے اُنھون
نے محض آپ کی خاطر سے رسالہ مصقلۃ الاولیا فی شرح مراۃ القلندر لکھا جیسا اُسکے
خطبہ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے حضرت کلید عرفان نے اپنی حیات ہی
مین آپ کو اجازت و خلافت دیکر اپنا جانشین فرما دیا تھا اور کچھ دنون اپنے
انتقال سے قبل آپ سے فرمایا کرتے تھے کہ اب میرا دل یہ چاہتا ہے کہ گوشہ
مین بیٹھ رہون اور کسی سے نہ ملون جو کوئی مجھ سے ملنے آوے وہ تمسے ملے
تمسے ملنا گویا مجھ سے ملنا ہے آپ خاموش ہو رہتے تھے بروز عید ضحیٰ موافق

معمول خانقاہ مین حضرت کلید عرفان رونق افروز ہوے آپ بھی مع حضرت شاہ خدابخش و دیگر صاحبزادگان حاضر خدمت تھے حضرت کلید عرفان نے موافق معمول پگڑیان منگا کر سب کے باندھین پھر آپ کیطرف متوجہ ہوے آپ اُنھین کے قریب پہلو مین بیٹھے ہوے تھے اپنے سر سے چادر اُتار کر آپکے سر پر باندھ دی اور فرمایا کہ یہ لباس شاہی تمکو مبارک ہو پھر فرمایا کہ اس چادر کو اور چادرون کی طرح نہ سمجھنا اور نہ مجکو واپس دینا پھر آپکو نماز عید پڑھانیکا حکم دیا آپنے باجماعت کثیر نماز پڑھائی حضرت کلید عرفان نے بھی آپ کی اقتدا کی آپ کی عادت یہ تھی کہ جب حضرت کلید عرفان آپکو چادر عطا فرماتے تھے تو آپ لے کر رکھ لیتے تھے پھر جب اُنکو ضرورت ہوتی تھی تو حاضر کر دیتے تھے اسلیے اُنھون نے اس مرتبہ فرمایا کہ اس لباس کو ویسا نہ سمجھنا بعد وفات حضرت کلید عرفان اونیس ذیحجہ روز سویم وقت فاتحہ قل آپنے اُس لباس کو زیب تن فرمایا اُس روز عجیب واقعہ پیش آیا کہ شیخ بہاون ساکن دگڈھ کسی کام سے قریب کے ایک گاؤن مین جو ایک کوس تھا گئے تھے وہان سے واپس ہورہے تھے راستہ مین اُنکو فقرا کی جماعت ملی جو ڈیڑھ ہزار کے قریب تھی اور قطب کیطرف سے جنوب کیطرف جدھر حضرت کلید عرفان کا مزار ہے جارہی تھے جب شیخ بہاون قریب پہونچے تو دیکھا کہ اُن فقرا کے حلقہ مین حضرت کلید عرفان ہوادار پر سوار ہین یہ فوراً سواری سے اوتر کر اُنکے قدمبوس ہوے اوںھون نے فرمایا کہ بہاون تو یہان کہان آج بابو میان کو خلعت شاہی قلندر صاحب سے مرحمت ہوا ہے ابتک تو قدمبوسی کو نہین گیا جلد جا

اور ایک درویش سے یہ فرمایا کہ اسکو یہان سے باہر کرو اُنھون نے باہر کر دیا
وہ وہان سے بدحواس دیوانہ وار افتان وخیزان اپنے گھر آئے اور لوگون سے
پوچھا کہ آج حضرت کے خانقاہ مین اسقدر مجمع کیون ہے لوگون نے بیان کیا
کہ حضرت کا سیوم ہے انھون نے کہا بالکل غلط ابھی تو راستہ مین مجھے حضرت
ملے تھے اُنکے ساتھ بہت مجمع تھا غرضکہ اُنکو جب کسی طرح یقین نہ آیا تب سب
لوگ اُنکو آپکے پاس لائے یہان آکر جب انھون نے آپکو خرقہ پوش دیکھا اور
حضرت کلید عرفان کا ارشاد یاد آیا تو اونکے حواس بجا ہوے اور بے اختیار
قدمبوس ہوے آپ قریب پچیس سال کے رونق افروز سجادہ باسطیہ قلندریہ
رہے اور عالم کو اپنے فیوض ظاہری وباطنی سے مالامال فرمایا کیے آپکے مرید
فرمانے کا یہ طریقہ تھا کہ جو کوئی سلسلہ قلندریہ مین مرید ہونا چاہتا تھا اُسکو بواسطہ
حضرت شاہ عبدالرحمن قلندر ثانی کے اُنکے حسب وصیت مرید فرماتے تھے اور
باقی سب کو سلاسل باسطیہ مین آخر آخر زمانہ حیات مین آپکو استغراق بہت
بڑھ گیا تھا چنانچہ مینے اپنے بزرگون سے سُنا ہے کہ جب حضرت غوث ملت
حسب وصیت حضرت عارف باللہ آپکی خدمتمین بعیت کے لیے حاضر ہوے
تو ایک روز آپکے دسترخوان پر وہ بھی موجود تھے جب آپکے سامنے بٹیر کا گوشت
رکھا گیا تو آپنے متعجبانہ پوچھا کہ یہ کیا ہے کسی نے عرض کیا کہ بٹیر کا گوشت ہے
آپنے فرمایا کیا بٹیر ایسی ہی ہوتی ہے حالانکہ مدت سے آپ نوش فرماتے تھے
آپکے خلفا مین ایک آپکے بڑے صاحبزادہ حضرت ابوالوقت سیدنا شاہ علی مظہر
قلندر اور دوسرے حضرت غوث ملت شاہ تراب علی قلندر کاکوروی تھے

باقی اور خلفا کے نام و حالات دریافت نہین ہوے۔
وفات آپ کی پچیس جمادی الاولی سنہ بارہ سو اکیس ہجری وقت شب ڈیڑہ
بجے یوم دوشنبہ کو ہوئی آپنے اپنے وصال کی خبر بھی قبل سے رمزین دیدی
تھی چنانچہ جب حضرت غوث ملت خلعت خلافت سے مخلع ہوکر عازم وطن ہوے
تو وقت رخصت دیگر ارشادات کے ضمن مین آپنے یہ بھی فرمایا کہ راستہ مین اگر
کوئی خبر سُننا تو سنکر واپس نہ ہونا وطن ہی چلے جانا یہ سنکر حضرت غوث ملت کو
تشویش لاحق ہوئی کہ آخر حضرت یہ کیا فرماتے ہین لیکن بمقتضاے ادب کچھ
عرض نہ کرسکے اور رخصت ہوکر وطن روانہ ہوے جب کئی منزلین طے کر چکے
تو سنا کہ مزاج مبارک کسلمند ہو گیا ہے چونکہ تعمیل حکم عالی واجب تھی اسلیے
مجبوراً وطن چلے آے یہان پہونچکر دو چار روز کے بعد آپ کی خبر وصال سنی
اُسوقت معلوم ہوا کہ ارشاد سابق سے اسی طرف اشارہ تھا قطعہ تاریخ وفات
آنحضرت از جناب مولوی شریف الدین کاکوروی ؏

بست و پنجم جمادی الاول	یوم دوشنبہ چون نمایان شد
شاہ مسعود علی قلندر را	ذوق گلگشت باغ رضوان شد
شش و پنجاہ سال در دنیا	ماند آن شاہ فخر دوران شد
شد برون از تعین آخر کار	چون بحق جذب وصل عریان شد
دیدہ افروختہ چون رُخ باسط	گفتمش در تراب پنہان شد

مزار شریف آپ کا حظیرہ حضرت شاہنشاہ قلندر مین ہے یہ حظیرۃ القدس
روضہ متبرکہ حضرت گنبد عرفان کے پائین ہے اسمین آپکا مزار شریف مشرقی

کنارہ پر سرہانے طرف اور حضرت شاہنشاہ قلندر کا مزار پچھم طرف سرہانے
ہے انکے علاوہ اور بھی مزارات ہین مگر آپکا مزار چبوترہ پر ہے۔

ذکر حضرت ابو الوقت سیدنا شاہ علی مظہر قلندر

خلف اکبر و جانشین حضرت قطب الوقت۔
ولادت باسعادت آپ کی تقریباً سنہ گیارہ سو نوے ہجری مین ہوئی تلمذ
علوم درسیہ مین آپ کو مولوی عبدالستار لکھنوی سے تھا بعد از فراغ علوم
ظاہری تعلیم اذکار و افکار و مراقبات خاندانی نیز اجازت و خلافت اپنے والد
بزرگوار سے پائی حضرت قطب الوقت و حضرت کلید عرفان کی آپ پر بہت نظر
عنایت و توجہ تھی ایک روز حضرت کلید عرفان آپ کو اپنے دوش مبارک پر
سوار کر کے حضرت شاہنشاہ قلندر کی درگاہ مین لے گئے راستہ مین اپنا تاج
آپ کو پہنا دیا اور رحجا میان کے خطاب سے مخاطب فرمایا حضرت قطب الوقت
نے اپنی زندگی مین کل کام آپکے سپرد کر دیے تھے حضرت غوث ملت اصول المقصود
مین تحریر فرماتے ہین کہ ایک روز میرے دلمین یہ خطرہ آیا کہ حضرت پیر و مرشد
سے دریافت کرون کہ آپکے جانشین کون صاحبزادہ ہونگے لیکن غیر مناسب
سمجھکر خاموش ہو رہا شب کو خواب مین دیکھا کہ مینے حضرت پیر و مرشد سے
پوچھا کہ آپکے چار صاحبزادے ہین اور سب نور علی نور لیکن آپ سب مین کسکو
زیادہ دوست رکھتے ہین فرمایا کہ علی مظہر کو صبحکو مینے حضرت سے عرض کیا
فرمایا کہ ایسا ہی ہے۔ بعد وفات حضرت قطب الوقت آپ کا ارادہ ہوا کہ لاہور

جاکر بعیت کرین اور لباس فقر پہنکر سادہ آرائے آبائی ہون تو پہلے آپنے اپنے
ارادہ کی اطلاع حضرت غوث ملت کو کی اُنھون نے جواب مین تحریر فرمایا کہ اگر
آپکو بعیت منظور ہے تو حضرت شاہ عبد اللہ قلندر لاہرپوری سے بعیت کیجیے
چنانچہ آپ بعد فاتحہ چہلم حضرت قطب الوقت بقصد لاہرپور وہان سے روانہ
ہوے پہلے کاکوری تشریف لاے اور بذریعہ خط حضرت غوث ملت لاہرپور
تشریف لے گئے اور وہان جاکر حضرت شاہ عبد اللہ قلندر کے مرید ہوے اور خرقہ و
خلافت پائی وہان سے پھر کاکوری تشریف لاے اور دو تین روز یہان رہے
حضرت غوث ملت نے بمقتضاے آداب و رسم معمولہ خاندانی اپنے بڑے
صاحبزادہ حضرت قطب الافراد مولانا شاہ حیدر علی قلندر کو آپکا مرید کرایا یہانپر
اونھون نے اصول المقصود مین تحریر فرمایا ہے کہ مخفی مباد کہ این رسم و سنت
از وقت حضرت شاہ محمد ماہ قلندر الی الآن درین خاندان جاریست چنانچہ از حالات حضرت
کلید عرفان مع فرزندان آنحضرت واضح شد و از حال والد بزرگوار خود تا ایندم نیز پیدا است
بہمین جہت حضرت والد بزرگوار من مولوی حمایت علی را در طفلی مرید خود ساختند و مرا براے
بعیت حضرت شاہ مسعود علی قلندر داشتند چون در حین حیات حضرت والد بزرگوار مقدر نبود
بعد از وفات فقیر رفتہ بمراد خود رسید و مرکوز خاطر عاطر والد بزرگوار را بجا آورد بہمین خوف
فقیر فرزند کلان خود را روبروے خود بعیت کنانید کہ مبادا چہ اتفاق افتد انتہی آپ
صاحب ریاضات و مجاہدات کثیرہ تھے جسوقت سجادہ باسطیہ پر رونق
افروز ہوے تو تین ماہ پیہم چلے کیے اور اُنہین فوائد و برکات اپنے بزرگون سے
حاصل کیے اڑتالیس سال آپ رونق افروز سجادہ آبائی رہے۔

خلفاء آپ کے یہ حضرات ہوے۔ حضرت قطب الافراد شاہ حیدر علی قلندر خلف اکبر و جانشین حضرت غوث ملت۔ حضرت شاہ علی اکبر قلندر برادر خورد آنحضرت حضرت شاہ رضا علی قلندر نبیرۂ حضرت شاہ بخشش علی قلندر خلف حضرت شاہ خدابخش قلندر۔ حضرت شاہ نظام علی قلندر نواسہ حضرت عارف باللہ کاکوروی حضرت شاہ منصب علی خلف شاہ نظام علی قلندر۔

وفات آپکی بیس رجب روز چارشنبہ وقت ظہر سنہ بارہ سو اُنھتر ہجری مین ہوئی قطعہ تاریخ وفات آنحضرت ؎

چارشنبہ و بست ماہ رجب	شہ علی مظہر از قضا و قدر
آمدہ از جہانیان بہ حجاب	سال رحلت شدہ علی مظہر ۱۲۶۹

مزار شریف آپکا موضع بڈگانون مین اپنے نصب کردہ باغ مین متصل مکان جانب مشرق و شمال زیارتگاہ خلایق ہے۔

ذکر حضرت شاہ علی اکبر قلندر

خلف اصغر حضرت قطب الوقت۔ ولادت آپکی سنہ بارہ سو پندرہ ہجری مین ہوئی۔ آپ سعید ازلی و مادر زاد ولی تھے آپکو ایک مناسبت جناب امیر کرم اللہ وجہہ کی روحانیت سے تھی حضرت غوث ملت اصول المقصود مین تحریر فرماتے ہین کہ مینے انکے حق مین حضرت پیر و مرشد سے یہ سُنا کہ بعد انکی ولادت کے اُنھون نے واقعہ مین دیکھا کہ حضرت عارف باللہ نے اُنسے فرمایا کہ بیائید حضرت سید خضر رومی قلندر ایک روز حضرت قطب الوقت بالاخانہ پر تشریف فرما تھے

آپ بھی کھیلتے ہوے وہان گئے اور دست بستہ عرض کی کہ میانصاحب
مجکو بھی کچھ عنایت کیجیے جب آپ نے مکرر عرض کیا تو حضرت نے بہت خوش ہو کر
فرمایا کہ مینے تجکو سب کچھ دیا اور گود مین لیکر بالاخانہ سے اتر آئے اور آپکی والدہ
سے فرمایا کہ یہ لڑکا بڑا ہوشیار ہے آج اسنے مجھ سے ایسی بات کہی آپنے کل
علوم متعارفہ کی تعلیم اپنے بزرگان خاندانی سے پائی اور بہت ریاضات و
مجاہدات کیے بیعت و اجازت و خلافت آپ کو اپنے بھائی حضرت ابوالوقت
سیدنا شاہ علی مظہر قلندر سے تھی اُنکے وصال کے بعد آپ اُنکے قائم مقام
ہوے طاعت وعبادت واخلاق وحلم وتواضع مین اپنے بزرگون کے قدم
بقدم تھے آپکے خلفا و مجاز یہ حضرات ہوے حضرت شاہ رحیم باسط نبیرہ حضرت
عارف باللہ حضرت شاہ علی اکبر قلندر نبیرۂ حضرت غوث ملت۔ حضرت شاہ
واجد علی قلندر نبیرۂ حضرت غوث ملت۔ حضرت قطب الاقطاب سیدنا حافظ
شاہ علی انور قلندر۔ حضرت سید شاہ اعجاز حسین نبیرۂ حضرت ابوالوقت۔ حضرت
سید شاہ قطب اعظم نواسہ آنحضرت۔ وفات آپکی بعمر بیاسی سال چھبیس ذیقعدہ
سنہ بارہ سو ستانوے ہجری مین ہوئی مزار آپکا بیرون حریم مزار حضرت شاہنشاہ
قلندر جانب مغرب خام ہے۔

ذکر حضرت سید شاہ قطب اعظم

ابن حضرت شاہ اشرف علی ابن حضرت شاہ بخشش علی ابن حضرت شاہ خدابخش
قلندر خلف اصغر حضرت کلید عرفان۔ ولادت آپکی سنہ بارہ سو ستاسی مین ہوئی

آپ حضرت شاہ علی اکبر قلندر کے نواسہ تھے اونھین کے سایۂ عاطفت مین پرورش پائی وہ بوجہ اپنے پسری اولاد نہونیکے آپ کو بہت عزیز رکھتے تھے آپنے اذکار و اوراد و اسمائے معمولہ خاندانی کی اجازت وخلافت سلاسل سبعہ مع خرقۂ فقر اونھین سے پائی علاوہ اسکے آپکو اجازت وخلافت سلاسل سبعہ مع خرقۂ فقر حضرت شاہ رکن الدین قلندر لاہرپوری وحضرت شاہ واجد علی قلندر کاکوروی سے بھی ملی آپ اپنے نانا کے بعد جانشین ہوے مگر افسوس کہ عمر نے وفا نہ کی بائیسوین سال آپنے سات ذیحجہ سنہ تیرہ سو نو مین وفات پائی اور اپنے نانا کے پائین دفن ہوے۔

آپکی وفات کے بعد آپکے چھوٹے بھائی سید شاہ علی ظفر صاحب لاہرپور جاکر سلسلہ قلندریہ مین حضرت شاہ ولایت احمد صاحب قلندر کے مرید ہوے اور خرقہ و خلافت بھی اُنھین سے پائی مگر افسوس کہ انکی عمر نے بھی وفا نہ کی غالبًا بائیس سال کی عمر مین دس رجب روز دوشنبہ سنہ تیرہ سو چھبیس کو وفات پائی اور قلندرپور شریف بڑگانون مین حضرت ابوالوقت کے پائین مزار دفن ہوے اور اپنی یادگار ایک صاحبزادہ سید علی مظفر چھوڑ گئے اللہ تعالیٰ اُنکو صاحب علم و عمر و اقبال درویشانہ کرے۔

ذکر حضرت سید شاہ خدابخش قلندر

خلف اصغر و خلیفہ حضرت کلید عرفان صغر سنی سے آپ اُنکے سایۂ عاطفت مین رہے اور کتب درسیہ اونھین سے پڑھین پھر سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ مین مرید ہوکر

تعلیم و اجازت و خلافت سلاسل سبعہ و اذکار و افکار و اوراد و مراقبات خاندانی انھین سے پائی اذکار قلندریہ جسقدر صحیح و درست آپ جانتے تھے کم کوئی جانتا ہوگا آپ دونون بھائیون مین بہت اتحاد تھا حضرت قطب الوقت اکثر فرمایا کرتے تھے کہ جسنے انکو راضی رکھا اُسنے مجکو راضی رکھا آپ بھی اُنکو بجائے مرشد کے سمجھتے تھے اسلیے اُنکی زندگی مین ادباً خرقہ پوش نہین ہوے بعد اونکے وصال کے خرقہ پہنکر بڈگانون شریف مین مقیم ہوے۔ آپکو اجازت و خلافت حضرت شاہ عبداللہ قلندر لاہرپوری سے بھی تھی بعد وفات حضرت قطب الوقت آپ سولہ سال زندہ رہے آپ سے اجازت و خلافت حضرت شاہ بخشش علی قلندر آپ کے صاحبزادہ و جانشین (متوفی ۱۱ شوال ۱۲۶۵ھ) و حضرت غوث ملت شاہ تراب علی قلندر قدس سرہما کو تھی۔ وفات آپکی اُنیس ربیع الاول روز شنبہ سنہ بارہ سو سینتیس ہجری مین ہوئی۔ مزار آپکا حضرت کلید عرفان کے پہلو مین ہے۔

ذکر بعضے خلفائے حضرت کلید عرفان

ذکر حضرت مولوی شاہ فضل علی قلندر

ابن شیخ محمد علی بن شیخ علی رضا از فرزندان حضرت مخدوم شاہ فریدالحق اسکندر القرشی الچشتی۔ آپ تحصیل علوم سے فراغت پاکر ایک عرصہ تک درس و تدریس مین مشغول رہے اکثر اوقات کتب تصوف فتوحات مکی و فصوص وغیرہ بھی دیکھا

کرتے تھے آخر ذوق وشوق فقر وطلب حق مین مرشد کامل کی جستجو پیدا ہوئی اکثر
حضرت مخدوم سید علی قوام شاہ عاشقان کے مزار پر سرائے میر جایا کرتے تھے
وہان کچھ تسلی ہو جاتی تھی ایک شب جناب امیر کرم اللہ وجہہ کی زیارت نصیب
ہوئی آپ نے عرض کیا کہ مجکو ذوق وطلب حق ہے لیکن اسکا حصول بلا مرشد
کے محال معلوم ہوتا ہے لہذا ارشاد ہو کہ کس بزرگ کے پاس جاؤن جناب
امیر علیہ السلام نے حضرت کلید عرفان کو بتلایا آپ نے عرض کیا کہ مین انکو کس
پتہ سے تلاش کرون فرمایا کہ ایک پتہ یہ ہے کہ اُنکے بڑے بھائی کا نام معدن المعارف
سید محمد وارث ہے چند روز کے بعد پھر جب آپکو اُنکی حضوری حاصل ہوئی تو آپنے
عرض کیا کہ کوئی اور پتہ ارشاد ہو فرمایا کہ اُنکے چھوٹے بھائی کا نام محمد فاضل عرف
شاہنشاہ ہے پھر جب تیسرے مرتبہ حضوری حاصل ہوئی اور آپنے جدید پتہ
دریافت کیا تو ارشاد ہوا کہ اُنکے فقرا مین ایک شاہ روشن علی ناخواندہ اور صاحب
تصرف ہین اسیطرح چوتھے مرتبہ حضوری مین استفسار پر ارشاد ہوا کہ اُنکے علم
ظاہر کے اُستاد کا نام حاجی صفت اللہ خیرآبادی ہے پھر پانچوین مرتبہ ارشاد
ہوا کہ اُنکے والد شاہ محمد ماہ خلیفہ شاہ مجا لاہر پوری ہین جب ان نشانات سے
آپکو آگاہی ہوئی تو اطمینان ہوا پھر از راہ مکرمت و نوازش جناب امیر کرم اللہ وجہہ
نے آپکو آپکی ابتداے عمر سے آخر تک کا سب حال بتلا یا تب آپنے جرأت کر کے
عرض کیا کہ پھر آپ ہی مجھے اپنی غلامی مین لے لین تو ارشاد ہوا کہ مجھ سے تمھین
اسیقدر ملنا تھا باقی امور ظاہری وکشود کار شاہ باسط علی قلندر کے ذریعہ سے
ہوگا آپنے اُسیوقت حاضر ہونیکا عزم کیا ارشاد ہوا کہ ابھی دو سال توقف کرو

اتنی مدّت ختم کرنے کے لیے آپنے عزلت اختیار کرنا چاہی اس اثنا مین حضرت شاہ محمد کامل کا خط مشعر بر طلب تعلیم اپنے صاحبزادہ کے پہونچا چونکہ آپکا ارادہ عزلت پہلے ہی سے تھا اسلیے صاحبزادگان قلندر پور شریف کی صحبت پسند کر کے وہان چلے گئے اسی اثنا مین حضرت کلید عرفان کو سیر عالم باطن مین آپکا حال معلوم ہوا تو اُنھون نے شاہ روشن علی سے فرمایا کہ کل ہم تمکو ایک خاص وجہ سے قلندر پور بھیجین گے چنانچہ دوسرے روز وہ گئے اور صاحبزادون سے ملے تو ایک صاحبزادہ نے اونسے پوچھا کہ تھارے پیر کا کیا حال ہے اُنھون نے کہا کہ مین جاہل ہون اور آپ لوگ ذی علم کتابون مین دیکھ لیجیے کہ حضرات ائمہ کرام کا کیا حال تھا اُنھین کا ایسا میرے پیر و مرشد کا بھی حال ہے وہ سب اُس جواب سے چپ ہو گئے ایک روز اُسی دوران مین صاحبزادون کو معلوم ہوا کہ آج راجہ اعظمگڈھ جسکے آبا و اجداد قدیم سے حضرت رئیس العارفین کے ارادتمند تھے بقصد زیارت نیز صاحبزادون سے ملنے آتا ہے خادمون نے اوسکی آمد سنکر فرش بچھایا تھا کہ پھر معلوم ہوا کہ وہ راستہ سے بوجہ کسی ضرورت شدید کے واپس گیا اب دوسرے روز آئیگا صاحبزادون کو فرش بچھوانے سے خفت ہوئی شاہ روشن علی نے کہا کہ اب فرش اُٹھا ڈالنا نا زیبا ہے اگر حکم ہو تو اُسے واپس بلا لون صاحبزادون نے یہ بات پسند کی اُنھون نے تصرف کر کے کہا کہ آتا ہے وہان راجہ کو یہ خیال آیا کہ اسقدر قریب پہونچکر بغیر صاحبزادون سے نیاز حاصل کیے چلا آنا خلاف ادب ہے تو پھر وہ واپس آیا اور صاحبزادون سے ملاقات کی سب اُنکے اس تصرف سے بہت خوش ہوے بعد دو چار روز کے وہ

حضرت کلید عرفان کی خدمت مین واپس گئے اُس زمانہ مین آپ بضرورت نکاح مکان گئے ہوے تھے جب واپس آئے تو حضرت شاہ محمد کابل نے پورا واقعہ بیان کیا یہ اُسیوقت صاحبزادون سے رخصت ہو کر حاضر آستانہ ہوے اُسوقت حضرت کلید عرفان حجرہ مین تشریف فرما تھے آپنے زیارت کر کے طواف کیا انھون نے پوچھا کہ ناخن اور بال اسقدر کیون بڑھے ہوے ہین آپنے عرض کیا کہ حضور جسطرح زیارت کعبہ شریفہ کے واسطے یہ سب شرائط احرام و آداب ضروری ہین اسیطرح زیارت کعبۂ دل یعنے مرشد کامل کے لیے بھی یہ باتین لازمی ہین پھر آپنے اپنے تمام واقعات معہ ارشادات جناب میر کرم اللہ وجہہ حضور مین عرض کیے چونکہ آپکا آنا ایک طرحکے دعوے سے تھا لہذا اُنھون نے بظاہر اعراض کر کے کئی مرتبہ فرمایا کہ میرے نام کے فقیر بہت ہونگے مگر آپنے بھی عرض کیا کہ ہونگے اورون سے مجکو کیا مطلب غرضکہ اونھون نے بہت آزمایش کے بعد آپکو سلسلہ عالیہ قادریہ مین مرید کیا اور اذکار و افکار و مراقبات وغیرہ تعلیم کر کے اجازت و خلافت عطا فرمائی اوسی زمانہ مین آپنے کتاب مناقب الاصفیا حالات پیران سلاسل سبعہ مین اور رسالہ کلمات الاسرار وکتاب خلاصۃ المعارف ورسالہ بعیث الرضوان ورسالہ مراتب الانسان ورسالہ اقسام اولیاء اللہ و رسالہ دربیان مسئلہ جبر و اختیار بحکم حضرت کلید عرفان تصنیف فرمائین پھر وطن گئے وہان چند روز کے بعد آپ پر سکر و جذب طاری ہو گیا گھر بار چھوڑ کر سیاحی اختیار کی اور بقیہ عمر سیر و سفر مین بسر کی دیگر حالات آپکے مع تاریخ و سنہ وفات و مدفن دریافت نہین ہوے۔

ذکر حضرت میر شاہ کفایت اللہ

المعروف بشاہ کونین آدمپوری۔ آپ سید علاء الدین کنتوری نیشاپوری کی
اولاد سے تھے۔ ابتدائے فوج مین نوکر تھے اوسی زمانہ سے آپکو خداطلبی کا شوق
ہوا ایک بار زمانہ ملازمت مین سلون جانیکا اتفاق ہوا وہان روزانہ حضرت
پیر اشرف سلونوی کیخدمت مین حاضر ہوتے رہے آخر ایک روز خیال آیا کہ
حضرت پیر اشرف سے بیعت کرنا چاہیے اوسی اثنا مین ایک قلندر صاحب
حال تشریف لائے اور اُنھون نے کہا کہ کہان جاتے ہو اور تمھارا کیا خیال ہے
جاؤ حضرت شاہ باسط علی قلندر کے جاکر مرید ہو اُنکے یہ فرماتے ہی آپکا خیال
بدل گیا اور حضرت کیجانب اعتقاد راسخ ہو گیا پھر حضرت کیخدمت مین حاضر ہوے
حضرت نے اُس روز ایک مصرعہ قصیدہ غوثیہ کا آپکو پڑھنے کو تبلایا آپ بہت
خوش ہوے کیونکہ آپ کا شوق پہلے ہی سے اس قصیدہ کو پڑھنے کا تھا چار ماہ
آپ وہین رہے ایک روز حضرت کلید عرفان کو مشغولی مین عالم غیب سے آپکے مرید
کر لینے کا حکم ملا اُسیوقت اُنھون نے آپکو سلسلہ قادریہ رضویہ مین عصر کے وقت
مرید کیا اور کچھ اذکار و اشغال بتا کر رخصت کیا آپنے کچھ دنون اور نوکری کی
اُسکے بعد پھر حاضر ہوے اور تین چار ماہ رہے پھر کچھ دنون اور نوکری کی پھر ترک
علائق کر کے حاضر حضور ہوے حضرت نے آپکو طالب صادق پاکر تربیت و تلقین
فرمائی تین سال حاضر خدمت رہے اس مدت مین اُنھون نے آپکو تمام اذکار و
اشغال و مراقبات سکھلائے اور رسائل سلوک پڑھلے اور بعد تکمیل آپ کو

اپنا ملبوس خاص پہناکر شاہ کونین کا لقب عطا فرمایا اور اجازت وخلافت
سلاسل سبعہ دیکر وطن رخصت فرمایا وہان آپنے ایک حجرہ بنالیا اور یاد الہی
مین مشغول ہوے بہت لوگ آپکے مرید ہوے زوجہ و دختر بخشی رفعت اللہ
خانصاحب خال حضرت عارف باللہ کاکوروی وشیخ زین العابدین وغیرہ
ساکنان کاکوری بھی آپکے مرید تھے بعد چندے آپ مین جذب وسکر زائد
بڑھ گیا صاحب بحر زخار آپکے حال مین لکھتے ہین کہ آپ ابتدائً سپاہی پیشہ
تھے آخر اوسکو ترک کرکے حضرت شاہ باسط علی قلندر کے مرید ہوے نہایت
صاحب حال تھے فقر و درویشی کی تصدیق آپ کی زیارت سے ہوتی تھی اپنے
پیر کے مریدون مین سب سے افضل تھے ایک روز آپ نے اپنے خادم کو پیر کی
خدمت مین بھیجا اور فرمایا کہ جلد وہان پہونچ خادم آپکے زبان مبارک کی برکت
سے بہت جلد تمام منازل طے کرکے پہونچ گیا مدتون آپنے جناب امیر کرم اللہ
وجہہ کے آستانہ پر رہکر مجاہدات کیے وہان سے آپکو حضرت کلید عرفان کی خدمت
مین حاضر ہونیکا حکم ہوا آپ حاضر ہوے تو اونکے تصرف سے مجذوب ہوگئے
ہر وقت زمین پر لوٹا کرتے تھے اور مطلقاً ستر پوشی کا خیال نہین کرتے تھے
ایک روز آپکے پیر نے فرمایا کہ اے خلاف شرع ستر پوشی کر اس کلمہ کے فرماتے
ہی آپکا جذب مبدل بسلوک ہوگیا انتہے تاریخ وماہ وسنہ وفات ومدفن آپکا
دریافت نہین ہوا۔

ذکر حضرت مولوی شاہ عبدالقادر قلندر جونپوری

آپنے علوم متعارفہ ملا محمد عسکری جونپوری سے حاصل کرکے سترہ سال کی عمر

مین فراغ حاصل کیا اور علم و فضل مین شہرۂ آفاق ہوے بعد چند سال کے بسبب سیر کتب تصوف آپکو ذوق و شوق و طلب حق پیدا ہوئی اور مرشد کامل کی ضرورت معلوم ہوئی آخر حضرت کلید عرفان کیخدمتمین حاضر ہوے حضرت نے آپ مین طلب صادق و استعداد کامل دیکھکر سلسلہ عالیہ قادریہ مین مرید کیا اور اذکار و افکار و مراقبات کی تعلیم و تلقین فرماکر اجازت و خلافت سلاسل سبعہ عطا فرمائی بعد اسکے آپ وطن تشریف لے گئے اور علوم ظاہری و باطنی کے افادہ مین مشغول ہوے اللہ تعالی نے آپکو طبع عالی و طالع ارجمند بخشا تھا۔ ہر علم مین طاق و تمام فضائل مین شہرۂ آفاق تھے برسبیل تذکرہ چند اشعار قصیدۂ مولوی فخرالدین قادری کے جو آپکی اوصاف مین ہے یہانپر لکھے جاتے ہین جنسے آپکے وفور علم و علو مرتبت کا اندازہ ہوتا ہے ؎

علم از عین تو زنده چو تن از جان گردد ۔ فضل از فیض تو پیدا چو زر از کان گردد
لوح محفوظ دل صاف تو باشد که دران ۔ نقش هر کار قضا کان نمایان گردد
عقل کل عجز بهر علم که آرد بعرض ۔ پیش تحقیق تو چون آئینه حیران گردد
غوطه در آب گهر چون نگه جوهریان ۔ میخورد عقل چو کلک تو درافشان گردد
فیض روح القدس است اینکه زخوان حکمت ۔ بیگمان عقل تو لقمه ده لقمان گردد
هر که دل صاف نباشد ز تو ای مهر منیر ۔ صبح او تیره تر از شام غریبان گردد
مصدر قدرت حق اسم تو باشد بخیرت ۔ که بهر فعل تو قادر دوران گردد

دیگر

صاحب علم و فضائل ملک تمکین بود ۔ شیخ عبدالقادر ابن شیخ خیرالدین بود
شان علمی ترا از بهر دفع چشم بد ۔ هر سر آتش سپند از نقطهای شین بود

کاسۂ چینی ستدش کاسۂ چوبین بود	ہر گدائے را کہ ہمت با صفای سینہ آت
نسبتی با نام تو حاصل بحق بین بود	قادری بہر ہمین کردند نامم تا مرا

نظم ونثر نویسی زبان عربی وفارسی مین بے نظیر تھے۔ آپکے مولفات یہ ہین۔ ترجمہ رسالہ مسعودیہ فرائض مین۔ رسالہ مختصر ماتہ عامل بطرز جدید نظم بزبان عربی جسکا پہلا مصرعہ یہ ہے الا ان للنحو عشرین لفظاً ترجمہ بوستان سعدی نظم از فارسی بعربی۔ رسالہ عروض بزبان عربی یہ رسالہ نہایت فصاحت واختصار کے ساتھ نظم کیا مصرعہ مطلع اُسکا یہ ہے الا یا من لہ نفسی فداہ رسالہ ربط المشائخ منظوم اس رسالہ مین آپنے شجرات پیران سلاسل سبعہ کو جسکی چوبیس قسمین ہین مفصلاً بیان کیا ہے۔ رسالۂ عربیہ مشتمل بر عقائد صوفیہ و امامیہ اثنا عشریہ واہلسنت والجماعت۔ خطبہ رسالہ کشف الرموز وغیرہ وفات آپ کی سنہ بارہ سو دو ہجری مین ہوئی۔ مزار آپکا سوگھر پورہ توابع جونپور مین ہے۔

ذکر حضرت میر شاہ حفیظ اللہ مٹھوی

آپ علوم ظاہری سے فراغت پاکر چند روز درس وتدریس مین مشغول رہے اکثر کتب تصوف آپکے مطالعہ مین رہتی تھین آخر ذوق وشوق وطلب حق مین سب چھوڑ کر مرشد کامل کی تلاش مین مشغول ہوے پھر حضرت کلید عرفان کا شہرہ ولایت سنکر الہ آباد پہونچے وہان سے آستانہ شریفہ کا قصد کیا اُس زمانہ مین گنگا بوجہ طغیانی بہت بڑھی تھی اور عبور بہت دشوار تھا لیکن بوفور شوق کچھ خیال نہ کیا اور عبور کر کے حاضر خدمت ہوے چند روز حاضر رہکر سلسلہ قادریہ مین بیعت کی اور اذکار وافکار ومراقبات کی تعلیم پائی حضرت کلید عرفان نے آپکو اجازت وخلافت دیکر وطن مین

اقامت کا حکم دیا چنانچہ آپنے وہین تعلیم و تلقین مریدین مین عمر بسر کی باقی حالات آپکے نیز سنہ ولادت و وفات دریافت نہین ہوے۔

ذکر حضرت شاہ عاشق اودھی

آپکا اصلی نام شیخ غلام علی تھا آپ بھی شہرۂ ولایت حضرت کلید عرفان سُنکر نہایت ذوق مین حاضر ہوے زیارت کرتے ہی آپ پر ایسی بیخودی طاری ہوئی کہ بیہوش ہو گئے حضرت کلید عرفان فوراً ہوش مین لاے آپ کچھ دنون وہان رہکر وطن چلے آے اور چند روز رہ کر پھر بسبب ولولۂ فقر و غلبۂ عشق الٰہی سب چھوڑ کر حاضر ہوے اور برسون حضرت کیخدمت مین حاضر رہ کر اذکار و اشغال وغیرہ سیکھے اور خرقہ فقر پاکر ملقب بعاشق شاہ ہوے جب جذب و سکر زیادہ بڑھا تو سیاحی اختیار کی تاریخ و ماہ و سنہ وفات و مدفن و مزید حالات آپکے دریافت نہین ہوے۔

نفحۂ دوازدہم

ذکر حضرت قطب الارشاد عارف باللہ صاحب سِر نصیر الملۃ والدین شاہ محمد کاظم قلندر کاکوروی

خلیفۂ اعظم حضرت کلید عرفان۔ آپ اعیانِ مخدوم زادگان قصبۂ کاکوری سے تھے نسباً آپ اپنے والد کیطرف سے علوی ہیں اس طرح سے کہ حضرت شاہ محمد کاظم قلندر ابن حضرت شاہ محمد کاشف[ملہ] چشتی ابن حضرت شیخ حافظ خلیل الرحمن شہید ابن حضرت

ملہ آپ بہت بڑے بزرگ صاحبدل و صاحب نسبت تھے بیعت و اجازت و خلافت سلسلۂ چشتیہ میں آپکو حضرت شاہ محمد عاقل سبز پوش چشتی لکھنوی سے تھی چنانچہ سبز دستار جو اس خاندان کا تمغہ تھا ہمیشہ آپ باندھتے تھے اور اسقدر اسکا ادب کرتے تھے کہ پاخانہ جاتے وقت اتار ڈالتے تھے۔ سپاہی پیشہ تھے اس زمانہ میں بھی وظائف و اوراد و عملیات کے نہایت پابند تھے بہت لوگ آپکے فضل و کمال کے باوجود آپکے صرف گمنامی کے معتقد تھے۔ بعضے عملیات از قسم تعویذات و تکثیرات بہت مجرب آپکے پاس تھے سپر و شمشیر کا تعویذ آپ کا بہت مشہور تھا حضرت عارف باللہ فرماتے تھے کہ جب بخشی ابوالبرکات خان و مرزا باقر ہمنی سے لڑائی ہوئی تو وہ تعویذ میرے بازو پر تھا اسکی برکت سے کوئی زخم نہیں لگا نیز تسخیر حکام کا بھی ایک عجیب سریع الاثر عمل آپکے پاس تھا کبھی کسی وظیفہ کا معینہ وقت نہیں ٹلتا تھا حتے کہ اگر کسی لڑائی میں بھی جاتے تھے تو سپر و شمشیر پاس رکھ کے اور وظائف سے فارغ ہو کر سوار ہوتے تھے۔ باوجود عیال داری۔ نہایت قانع و لاپروا تھے ایک روز گشائیں کرپا ندہان نے (جو فقیر کامل و صاحب تصرف و کیمیا گر و حضرت غوث پاک سے اویسی فیضیاب [illegible] تھا) آپسے کہا کہ میں آپکو ایک ایسی چیز کھلا دوں جس سے دس سیر کھانیکی قوت آجائے آپنے فرمایا کہ مجھکو ضرورت نہیں بلکہ [illegible] جاتی رہی اُسنے کہا کہ آپ محض اپنی تنگدستی سے پس و پیش کرتے ہیں میں اسکے ساتھ کیمیا بھی بتلا دونگا آپنے انکار کر دیا نقل ہے کہ آپ [illegible] نوکری چھوڑ کر الہ آباد میں ٹھہرے تو نوکر سے فرمایا کہ جبتک تیری پاس کچھ ہے تب تک خرچ کر پھر قرض نہ لانا اور خود مثلث تعویذ لکھنا شروع کیا [illegible] اور بقال کے یہاں سے جنس آئی تو اُسنے نوکر سے وجہ پوچھی اُسنے بیان کر دی بقال نے کہا کہ میری طرف سے شیخصاحب سے کہدینا کہ جسقدر خرچ کی ضرورت ہو مجھ سے لے لیجیے میں تقاضا نکرونگا جب نوکر ہو جائیگا تب دیجیئیگا نوکر نے آپسے کہا آپنے فرمایا کیا مضائقہ ہے اسی زمانہ میں آپکی عزلت و توکل کا شہرہ سنکر شاہ عالم بادشاہ ملاقات کیواسطے آیا خواجہ سرائے شاہی نے بیرونی اجازت باریابی مانگی آپنے فرمایا کہ میں فقیر نہیں ہوں سپاہی ہوں یقین نہ ہو تو دیکھ لو ڈھال تلوار رکھی ہوئی ہے میری ملاقات سے بادشاہ کا کیا فائدہ غرضکہ بہانہ کر کے اسکو اپنی ملاقات سے روکدیا پھر کچھ دنوں کے بعد وطن چلے آئے اور گوشہ نشین ہو گئے کرشن جی (اہل ہنود کے یہاں کے اوتار) سے اور آپسے بہت دوستی تھی حضرت عارف باللہ فرماتے تھے کہ ایکبار میں ایک خاص وجہ سے بہت منغص و زندگی سے بیزار تھا ایک روز میں نے کرشن کو دیکھا کہ وہ میرے پاس آئے اور حال پوچھا میں نے کہا کہ بوجہ انتہائی انقباض موت چاہتا ہوں انہوں نے کہا یہ مت کہو امر ہو یعنی باقی رہو اس پھر بہت تسکین ہو گئی [illegible] دو بڑے بڑے لڈو دیے ایک شخص نے پوچھا کہ یہ کون تھا انھوں نے کہا کہ یہ میرے دوست [illegible] وفات سے آپکو [illegible] کی بیماری ہو گئی تھی جس سے الکا نشست و برخاست [illegible] ہو گئی تھی باوجود [illegible] پھر فائدہ نہوا [illegible] وفات ہوئی [illegible] نہوا مزار آپکا بالیں مزار حضرت عارف باللہ ہے

شیخ عبدالرحمن ابن حضرت شیخ غلام محمد ابن حضرت شیخ سیف الدین ابن حضرت شیخ ضیاء اللہ ابن حضرت شیخ ملا عبدالکریم ابن حضرت حافظ شہاب الدین عرف

سلف چونکہ آپکے والد کی وفات حضرت مخدوم کے سامنے ہوگئی تھی لہذا اُنھون نے آپکو بجاے فرزند کے پرورش کیا تیرہ برس کے سن مین آپنے کتب درسیہ سے فراغ حاصل کیا تربیت و تعلیم ظاہر و باطن و نیز اجازت و خلافت اپنے جد بزرگوار حضرت مخدوم ہی سے پائی وہ آپکو بے انتہا عزیز رکھتے تھے چنانچہ آخر وقت اُنھون نے یہ تجویز کی کہ آپ دہلی جاکر پروانجات معانی جہانگیر بادشاہ کے یہانسے اپنے نام لے آوین کیونکہ اُس زمانہ مین معمول تھا کہ بلاحصول پروانہ جدید شاہ وقت معانی جاری نہین ہوتی تھی لہذا عہد جہانگیر مین (جو نیا بادشاہ ہوا تھا) حضرت مخدوم نے آپ کو اپنا قائم مقام کرکے دہلی رخصت فرمایا جس روز آپ کرہین پہونچے اُسی روز حضرت مخدوم کی طبیعت علیل ہوگئی اُنھون نے آپکو واپس بلالیا اور بیات روز خلوت مین لیکر تمام دولت باطنی آپ سے آپکو مالامال کردیا پھر رخصت کرکے فرمایا کہ راستہ مین اگر کوئی خبر سُننا تو واپس نہونا چنانچہ اُدھر آپ تشریف لیگئے ادھر تاریخ ۲ ذیقعدہ سنہ ۱۰۱۹ حضرت مخدوم نے وفات فرمائی جب آپ دہلی پہونچے تو مرزا غیاث مغل کے یہان ٹھہرے اُس زمانہ مین وہ کچھ زیادہ ذی مقدرت نہ تھا اُسکی لڑکی علی قلی بیگ مخاطب بہ شیر افگن خان صوبہ دار بنگالہ کے عقد مین تھی آپ دہلی ہی اور کسی عہدہ دار شاہی سے ملاقات نہین کی لیکن وہ مغل آپکی خدمت بہت کرتا تھا اور یہ کہتا تھا کہ افسوس میرا دخل بادشاہ کے یہان نہین ورنہ مین خود آپکے پروانجات درست کرا دیتا اُسی زمانہ قیام مین آپسے اور حافظ محمد حسن یگانہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے بہت رسم و ملاقات ہوگئی تھی اکثر وہ انھین کے ساتھ آپ حضرت خواجہ باقی باللہ نقشبندی کی ملاقات کو گئے وہ نہایت اخلاق سے پیش آئے دو روز آپ اُنکے حلقہ مین شریک ہوے اور اپنی نسبت قادری مین محو رہے تیسرے روز حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی سرہندی نے حضرت خواجہ سے عرض کیا کہ دو روز سے برابر مین دیکھتا ہون کہ آپ بواسطہ نسبت قادری اہل حلقہ پر توجہ دیتے ہین اُنھون نے ہنسکر فرمایا کہ بیشک مگر اس نسبت کا ظہور ان صاحبزادہ کی وجہ سے ہے جو حضرت مولانا قاری نظام الدین قادری کے پوتے و جانشین ہین اکثر محامد و مناقب مولانا ممدوح کے اپنے پیر حضرت خواجہ امکنگی سے سنے ہین حضرت مجدد نے یہ سنکر آپسے معانقہ کیا اور فرمایا کہ مجکو آپکے خاندان سے نسبت تلمذ ہے مینے تفسیر بیضاوی وغیرہ مولانا سید عبدالرشید ملتانی خلیفہ حضرت مخدوم سے پڑھی ختم چلہ پر آپنے حضرت خواجہ سے رخصت ہونا چاہا مگر اُنھون نے رخصت کیا اور تین روز آپکی دعوت کی تیسرے روز وقت رخصت اُنھون نے آپکو پانچ مصری کوزے دیے اور بکمال عزت رخصت کیا آپ وہانسے مرزا غیاث کے یہان آئے اور اُس سے فرمایا کہ مین صبحکو وطن جاؤنگا یہ پروانجات تم رکھو جب بنیگے بھیجنا اور کوزے کھولکر دکھا دیا اُسکو بہت تعجب ہوا آپنے فرمایا تعجب کیا خدا کی قدرت سے کچھ بعید نہین پھر آپ کاکوری آکر درس و تدریس و ارشاد و تلقین مین مصروف ہوگئے ادھر آپکے ارشاد کا ظہور یون ہوا کہ چند سال کے بعد مرزا غیاث کا داماد مارڈالا گیا اُسکی لڑکی نورجہان کو جہانگیر نے (جو اُسپر پہلے سے عاشق تھا) اپنے محل مین داخل کرنا چاہا اُسنے یہ شرط کی کہ میرے باپکو وزارت اور بھائی کو منصب ہفت ہزاری دیجیے جہانگیر نے منظور کیا اور اُسکے ساتھ نکاح کرکے اُسکے باپکو وزیر کیا اور اعتماد الدولہ کا خطاب دیا اور بھائی مرزا ابوالحسن کو آصف خان کا خطاب اور ہفت ہزاری منصب دیکر صوبہ دار بنگالہ کردیا جب وہ دہلی سے بنگالہ جانے لگا تو اُسکے باپ نے کہا کہ کاکوری جاکر حضرت شیخ عبدالکریم کی خدمت مین حاضر ہونا اور یہ پرچے قدیم اور پانچ ہزار بیگہ زمین جدید معانی کا پروانہ نذر کردینا اُسنے حاضر ہوکر یہ پرچے نذر کیے آپنے معانی قدیم یہ فرماکر قبول کرلی کہ فقیر کو یہی کافی ہے اور جدید معانی کا پروانہ واپس کردیا وقت رخصت اُسنے عرض کیا کہ میری تقویت و برکت کے لیے اگر کوئی صاحبزادے ساتھ کردیے جائین تو بڑی نوازش ہو آپنے اپنے ایک صاحبزادے ملا عزیز اللہ کیطرف دیکھکر اُس سے فرمایا کہ درین طفل رغبت دنیا می بینم اینرا ہمراہ خود ببر چنانچہ آصف خان انکو لیگیا اور بہت خدمت کی آپ بعد حضرت مخدوم اٹھاون سال مسند آرائی ارشاد و تلقین رہے وفات آپکی تیسری ربیع الاول سنہ ۱۰۳۹ مین ہوئی مزار آپکا حضرت مخدوم کے مزار سے کچھ فاصلہ پر ہے مسقف خطیرہ بنا ہوا ہے اُسکے سامنے مسجد بھی ہے ۱۲

سوندھن ابن حضرت مخدوم نظام[1] الدین قاری معروف بشاہ بھیکہ قادری ابن حضرت قاری امیر سیف الدین ابن حضرت امیر حبیب اللہ عرف امیر کلان ابن حضرت قاری امیر نصیر الدین وکیل اللہ ابن حضرت قاری محمد صدیق عرف امیر ابو محمد خانی بن حضرت قاری عبید اللہ ابن حضرت قاری عبد الصمد بن حضرت امیر شمس الدین خورد عرف قاری محقق جامع جمع الجوامع کبیر لغت احادیث وتفسیر بن حضرت قاری عبد المجید بن حضرت حاجی سلطان حسین بن حضرت قاری امیر ابراھیم نواسہ وخلیفہ حضرت سید عبد الرزاق خلف وخلیفہ حضرت غوث پاک بن حضرت حاجی قاری سلطان عبد اللطیف بن حضرت قاری امیر عبید اللہ بن حضرت قاری امیر شمس الدین صابر خال خالاتی حضرت غوث پاک بن حضرت قاری مجید الدین خانی بن حضرت

---

[1] ولادت آپ کی سنہ آٹھ سو نوے ہجری مین ہوئی آپ سے رویاے صادقہ مین حضرت رسالتمآب صلعم نے فرمایا تھا کہ تمھاری تکمیل ظاہری وباطنی سات کاملین سے ہوگی جنمین پانچ سے ظاہر مین اور دو سے عالم ارواح مین مرشد اول آپ کے آپ کے والد ماجد تھے جنسے آپنے علوم معقول وتفاسیر وتجوید واعمال واذکار حاصل کیے دوسرے مولانا ضیاء الدین محدث مدنی جنسے آپنے حدیث پڑھی تیسرے حضرت حاجی عبد اللطیف ہراتی جنھوننے بیس سال گذشتہ وآیندہ کے حالات کے آپکو بشارت دی تھی اور وہ سب پورے ہوے اونسے آپنے ذکر پاس انفاس وغیرہ حاصل کیے چوتھے حضرت امیر حافظ سید ابراھیم نبیرہ وصاحب سجادہ حضرت غوث پاک اونسے آپنے بہت تعلیم پائی پانچوین حضرت سید ابراھیم ایرجی اور دو بزرگون سے نسبت اویسی حاصل تھی اول حضرت غوث پاک دوسرے حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی اسطرح بواسطہ رجال سبعہ کاملین آپکو فیض الٰہی پہونچا چونکہ آپکے مفصل حالات کشف المتواری فی حال نظام الدین القاری مین موجود ہین لہذا صرف عبارت منتخب التواریخ ملا عبد القادر بدایونی پر اکتفا کرتا ہون۔ بدانکہ شیخ بھیکہ کاکوروی کہ قصبہ ایست از توابع لکھنو علم علماے روزگار ومتورع ومتشرع ودر تقوی امام اعظم ثانی بود سالہا بدرس وافادہ خلق اشتغال داشت حافظ کلام مجید بہفت قراءت بود وشاطبی را درس میفرمود خلافت از سید ابراھیم ایرجی داشت وہرگز سخن تصوف بمجلس نمیگفت مگر در خلوت با محرمان راز وسخن وی ایست کہ اگر کلمۂ توحید علانیہ گویند رجعت برگوینده یا بر اہل عالم کند سرود نشنیدے وبظاہر منع فرمودی اولاد واحفاد بسیار صاحب کمال دارد کہ ہمہ بحلیۂ صلاح وتقوے ودانش وعلم وفضائل آراستہ بودند جامع این منتخب بملازمتش مشرف شدہ ماہ مبارک رمضان بود شخصے کتابے از علم منطق آورد فرمود کتابے از علم دین باید خواند انتہے آپ فرمایا کرتے تھے کہ میری اولاد مین حافظ قرآن وعلماء وفقراے کامل قیامت تک ہوتے رہینگے۔ آپکی عمر شریف اکانوے سال کی ہوئی وفات آٹھ ذیقعدہ سنہ نوسو اکاسی ہجری مین ہوئی مزار آپکا کاکوری محلہ جھنجھری روضہ مین ہے ۱۲

قاری امیر سلیمان بن حضرت مولانا وجیہہ الدین احمد بن حضرت قاری محمد بن حضرت قاری احمد بن حضرت علی بن ابو القاسم محمد بن الحنفیہ بن سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ۔

اور والدہ ماجدہ کیطرف سے عباسی ہین اس طرح کہ حضرت شاہ محمد کاظم قلندر نواسہ قاضی عبدالاحد بن قاضی محمد حافظ بن قاضی عبدالحلیم بن قاضی مسعود بن قاضی حسین بن قاضی بایزید بن قاضی شیخ کوچک بن قاضی پیاری بن قاضی شیخ کلان بن شیخ فضل اللہ بن شیخ عنایت اللہ بن شیخ فخر الدین بن ابو الحرکات بن شیخ طاہر بن شیخ علی رابع بن شیخ منہاج الدین بن شیخ مظفر بن شیخ علی ثالث بن شیخ حسین بن شیخ تاج الدین بن شیخ محمد بن شیخ ضیاء الدین بن شیخ منیر بن شیخ عین الدین بن شیخ کمال الدین بن مسعود بن محمود بن صدر الدین ابن حامد بن محمد بن قاضی علی عرف خواجگی بن احمد بن قاضی یحیی بن علی بن قاسم بن عبد الملک بن قاضی محمد بن ابراہیم بن موفق بن ابراہیم بن اسمعیل بن محمد بن علی بن عبداللہ ابن عباس بن عبد المطلب۔

ولادت باسعادت آپ کی سترہ رجب روز دوشنبہ سنہ گیارہ سو اٹھاون ہجری بزمانہ سلطنت محمد شاہ ابن جہاندار شاہ شاد ہوئی صغرسنی ہی سے انوار ولایت چہرۂ مبارک سے تابان وفروزان تھے سہ سالیکہ نکوہت از بہارش پیدا است چنانچہ منقول ہے کہ آپکے والد بزرگوار ایکبار حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی کے عرس مین کچھوچھہ تشریف لیگئے وہان بوجہ ہجوم روضہ شریف مین نجاسکے یہ خیال کرکے ٹھہر گئے کہ فلان وقت نزول ارواح کا ہے اسوقت جاؤنگا اتفاق

سے وہان ایک بزرگ صاحب کمال حضرت شیخ علاء الحق پنڈوی کی اولاد
سے بھی موجود تھے اونھون نے اُنکے خطرہ پر مشرف ہوکر فرمایا کہ اب زیارت
کیلیے جاؤ وہ وقت آگیا وہ گئے اور بعد فاتحہ خوانی انھین کے پاس آکر بیٹھ گئے
اُسوقت ایک اور اہل وطن اُنکے ساتھ تھے انھون نے اُن بزرگ سے عرض کیا
کہ میرے لڑکے کو پڑھنے کا شوق بالکل نہین کچھ دعا فرمایئے جسپر انھون نے حضرت
یہی کہا کہ من شقی شقی فی بطن امہ اور آپکے والد ماجد کو ایک دعا بتلا کر کہا کہ
تم اپنے لڑکے کے لیے یاد کرلو اور کہا کہ من سعد سعد فی بطن امہ نقل ہے کہ زمانہ
شیر خوارگی مین ایک روز آپ اپنے دادی صاحبہ کی گود مین تھے وہ کسی ضرورت
سے اُٹھین تو آپکے والد بزرگوار کو آپکے پاس بٹھلا گئین لیٹنے مین حق حق کی آواز
آپکے منھ سے نکلی وہ متحیر ہوکر پہلے تو سمجھے کہ یہ آواز لڑکے کے منھ سے نکلی مگر چونکہ
وہ گویائی کا زمانہ نہ تھا اسلیے انھین یقین نہوا ایکروز خواب مین اُنسے کسی نے
کہا کہ اُس روز حق حق اس لڑکے نے کہا تھا جب آٹھ نو سال کے ہوے اور کلام
مجید پڑھ چکے تو نماز و وظائف مین مشغول ہوے اگرچہ بمقتضاے لڑکپن کھیلتے بھی تھے
لیکن نہ کبھی نماز قضا ہوئی اور نہ وظیفہ ناغہ ہوا ایکبار اتفاق سے نماز جمعہ ناغہ ہوگئی
آپکو بہت رنج ہوا اُسی رنج مین سو گئے خواب مین دیکھا کہ حضرت رسالتمآب صلعم کی
مجلس شریف ہے اور نماز کی تیاری ہو رہی ہے حضرت رسالتمآب صلعم نے آپ سے
پوچھا کہ کیا نماز پڑھ چکے ہو آپنے عرض کیا نہین ارشاد ہوا کہ اچھا میرے ساتھ
شریک ہو جاؤ آپنے صف کے پیچھے کھڑا ہونا چاہا مگر جناب امیر کرم اللہ وجہہ نے
اپنے برابر داہنی طرف کھینچکر آپ کو شریک صف کر لیا نقل ہے کہ ایکبار آپ

لڑکپن مین حضرت حق عزاسمہ کی زیارت سے خواب مین مشرف ہوے دیکھا کہ بہشت مین ایک نہایت مکلف تخت پر جلوہ فرما ہے اور آپکو اپنے حضور مین طلب کرکے ایک انار دیا چونکہ آپ جانتے تھے کہ بہشت مین بلا موت کے کوئی نہین پہونچتا اسلیے تعجب سے عرض کیا کہ کیا مین مرکر یہان آیا ہون ارشاد ہوا کہ نہین تو زندہ ہے پھر آپ جاگ پڑے۔

بعد ختم کلام مجید تحصیل علوم کیطرف متوجہ ہوے اوّلاً کچھ حافظ عبد العزیز خلیفہ حضرت شاہ محمد عاقل سبز پوش چشتی سے جو آپکے عزیز تھے پڑھا پھر جناب مولانا حمید الدین کاکوروی سے پڑھنا شروع کیا اُس زمانہ مین اُنکے یہان ایک طالبعلم مولوی عشق اللہ نہایت متقی و پرہیزگار رہتے تھے وہ آپکی ذاتی خوبیون پر گرویدہ ہوکر خود آپکی تعلیم پر مستعد ہوگئے کیمیاے سعادت و منہاج العابدین و زاد الآخرت وغیرہ اُنھون نے آپکو پڑھائین اُنکی اس تربیت و تعلیم سے جو طلب معرفت حق کی آگ آپکے سینۂ مبارک مین دبی ہوئی تھی وہ اور بھڑک اوٹھی آپ ذہین و طباع ایسے تھے کہ باوجود بے شوقی و کم توجہی کے اپنے ہمعصر طلبہ سے جو نہایت محنتی و جفاکش تھے سبقت لیجاتے تھے جناب مولانا حمید الدین غائبانہ آپکی ذیرکی و جودت طبع کی تعریف کرکے فرمایا کرتے تھے کہ یہ لڑکا اگر محنت سے پڑھے تو ہمعصرون سے بڑھ جائیگا اوائل کتب آپنے اُنھین سے پڑھین اور اواسط و اواخر ملا حمید اللہ سندیلی شارح سلم و ملا غلام یحیی بہاری سے پڑھین مگر حقیقتاً آپکو کل علوم وہبیہ تھے عنفوان شباب مین آپ علاوہ اور علوم کے علم موسیقی مین طاق اور خصوصاً خوش آوازی مین شہرۂ آفاق تھے ہر شخص آپکا نغمہ سنکر بیقرار ہوجاتا تھا آپکا دستور تھا

کہ بعد از فراغت سبق مکان پر اکثر وقت گایا کرتے تھے ایکبار دریا کے کنارے گانا شروع کیا تاثیر نغمہ سے ایک سانپ زمین سے نکلکر نغمہ سُننے لگا جب آپ چُپ ہو گئے تو وہ بھی اپنی بانبی مین چلا گیا۔ ایک روز ملا قدرت اللہ بلگرامی رائے سوبنس رائے کے مکان پر بیٹھے تھے اتنے مین آپ بھی اپنے دوستون کے ساتھ آستین چڑھائے کمان ہاتھ مین لیے وہان پہونچے اور پھاٹک مین کھڑے ہوکر دروازہ پر ہاتھ رکھکر عاشقانہ ملار گانا شروع کردی اُسوقت نہایت ذوق سے گارہے تھے گاتے گاتے ایسے بے اختیار ہوے کہ پیر زمین سے اُٹھ گئے اور جسم کانپنے لگا قریب تھا کہ بیہوش ہوکر گر پڑین کہ لوگون نے سنبھال لیا آپکے نغمہ مین اللہ تعالی نے یہ تاثیر دی تھی کہ پانی برسنے لگتا تھا ایکبار ماہ پھاگن کی چاندنی رات مین آپ شیخ جار اللہ چکلہ دار کے پھاٹک پر اپنے دوستون کے ساتھ بیٹھے تھے ایک نے کہا کہ نغمہ مین ایسا اثر ہونا چاہیے کہ پانی برسنے لگے آپنے جوش مین آکر ملار شروع کی آپکے گاتے ہی ابر آگیا اور بوندیان پڑنے لگین اُسوقت عجب سمان تھا ایک طرف چاندنی پھیلی ہوئی تھی اور ایک طرف بوندیان پڑ رہی تھین گاتے وقت ولولہ درد و محبت حق آپ مین بہت بڑھ جاتا تھا اور یہ حال تھا کہ دو دو تین تین روز مسلسل گاتے تھے اور پھر دو دو تین تین روز چپ رہتے اور مرشد کامل کی یاد و جستجو مین بیقرار رہتے تھے گویا یہ راگ و رنگ و نغمۂ و چنگ سامان عشق حقیقی تھا اکثر فرمایا کرتے تھے کہ مجکو دو چیزون نے فقیر کیا ایک گانے کے شوق دوسرے موت کے خوف نے۔ اور باوجود حسن صوت حسن صورت مین بھی آپ اپنے اقران و اماثل سے ممتاز تھے اصول المقصود

یہین ہے کہ سبحان اللہ آواز چنان شیرین و مرغوب و صورت چنین نمکین و محبوب ہر طرف از حسن و شمائل حکایتہا و ہر جا از وضع و خصائل روایتہا بود کم کسے از ایشان رنجیدہ و عیبے در ذات ایشان دیدہ باشد بہر مشغلہ کہ در طفولیت توجہ مینمودند گوے سبقت از ہمسران می ربودند در علم تیراندازی و فن شناوری نیز طاق و یگانہ آفاق بودند۔

جب آپ سن رشد کو پہونچے تو آپکے والد بزرگوار نے آپکو سوارون مین نوکر رکھا کر آپکے ماموں نواب مظفر الدولہ تہور جنگ بخشی ابوالبرکات خان بہادر کے ساتھ کر دیا اُس زمانہ مین بخشی صاحب ناظم سرکار گورکھپور تھے وہان بھی آپکا یہ دستور رہا کہ جہان کسی فقیر و درویش کو سُنتے جاکر ملاقات کرتے اور جو کچھ اُس سے سیکھتے اُس پر عمل کرتے لیکن قلب کو کسی طرح تسکین نہین ہوتی تھی اور برابر مرشد کامل کی تلاش مین رہتے تھے آخر بمقتضائے جوئندہ یابندہ ایک روز بخشی رفعت اللہ خان نصرت جنگ برادر بخشی ابوالبرکات خان کی زبانی حضرت کلید عرفان سیدنا شاہ باسط علی قلندر کی تعریف سنی سنتے ہی نہایت مشتاق ہوے اور بلا اطلاع بخشی صاحب وغیرہ موقعہ پاکر خفیہ پیادہ پا گورکھپور سے دمگڈہ شریف روانہ ہو گئے اور افتان و خیزان وہان پہونچے اتفاقاً اُس روز حضرت کلید عرفان دولتخانہ پر تشریف فرما نہین تھے بلکہ کسی مرید کے یہان تشریف لیگئے تھے آپ بھی وہین گئے اُنھون نے آپ کو دیکھتے ہی فرمایا کہ بیا بیا دوران باخبر در حضور و نزدیکان بے بصر دور اور بہت نوازش فرمائی اور دوسرے ہی روز سلسلہ عالیہ قادریہ مین مرید کر کے ذکر جہر دہو تعلیم کیا (حالانکہ اسقدر جلد وہ کسیکو مرید نہین کرتے تھے) کچھ دنون کے بعد پھر آپ بخشی صاحب کے پاس واپس آئے اور جو اذکار بتلائے گئے تھے اُسمین مشغول ہو

اور فوائد حاصل کیے چنانچہ فرمایا کرتے تھے کہ مینے ذکر مجرد ہو کو ستر دم تک پہونچایا تھا
اور ہر دم مین ستر مرتبہ کرتا تھا اُس زمانہ مین میری حالت یہ تھی کہ اگر شب مین
رضائی اوڑھ کر چھت کے نیچے سوتا تھا تو آسمان کے تارے بے حجاب ظاہر مین دیکھتا
تھا۔ کچھ دنون کے بعد جب بخشی صاحب کو بکسر مین انگریزون سے شکست ہوئی تو آپکو
بہت عبرت و وحشت ہوئی اُسیوقت سب چھوڑ کر بغیر اطلاع وہان سے تنہا حضرت
کلید عرفان کیخدمت مین روانہ ہوگئے حافظ معز اللہ صاحب جو آپکے ہمدم و ہمراز تھے
اور پیشتر ہی آپ اُنسے فرما چکے تھے کہ مین ایک لڑائی کا اور انتظار کرتا ہون اوسکے
بعد حضرت پیر و مرشد کے پاس چلا جاؤنگا آپکے پیچھے پیچھے روانہ ہوے اور ساتھ ہی
ملکر حضرت کلید عرفان کیخدمت مین حاضر ہوے چندروز کے بعد وطن آکر حسب اصرار
والدۂ ماجدہ و فرمان حضرت کلید عرفان نکاح کیا۔

شادی آپکی میٹھی مین اپنے پھوپھی کی صاحبزادی سے ہوئی جنسے چار صاحبزادیان
اور تین صاحبزادے حضرت غوث ملت شاہ تراب علی قلندر و حضرت باقی باللہ
شاہ حمایت علی قلندر و حضرت شاہ حکیم باسط صاحب پیدا ہوے بڑی صاحبزادی
کا نکاح حضرت شاہ بہرام علی قلندر خلف شیخ حمید اللہ ابن شیخ محمد نواز ابن حافظ
خلیل الرحمن شہید سے ہوا اور دوسری صاحبزادی کی شادی شیخ غالب علی بن
شیخ غلام صفی ابن شیخ محمد نواز ابن حافظ خلیل الرحمن شہید کے ساتھ ہوئی اور تیسری
صاحبزادی کی شادی حافظ مظہر حسین ابن شیخ عماد الدین حسین بن شیخ عزیز الرحمن
برادر حقیقی حافظ خلیل الرحمن شہید کے ساتھ ہوئی اور چوتھی صاحبزادی کی شادی
شیخ عبد العلیم بن شیخ عبد الوہاب بن شیخ عبد الفتاح نبیرۂ حضرت ملا احمد معروف بہ

ملاجیون امیٹھوی کے ساتھ ہوئی آپ کی پھوپھی امیٹھی مین شیخ عبد الفتاح کو بیاہی تھین شادی کے چند دنون بعد اور سوارون مین نوکری کی پھر وہ بھی چھوڑ کر بیٹھ رہے اور اذکار و افکار و اعمال مین مشغول ہوے ہر سال ایکبار حضرت پیر و مرشد کیخدمتمین حاضر ہوتے تھے اور پاپیادہ جاتے تھے اور چار پانچ ماہ رہکر چلے آتے تھے اور جو برسات کا زمانہ قریب ہوتا تو حضرت کلید عرفان فرمادیتے تھے کہ اب مکان جاکر جو کچھ بتلایا گیا ہے کرو آپ وطن آکر اپنے یاران طریقت کو اُن اذکار و افکار کی تعلیم فرماتے تھے جیسا کہ مثنوی باغ و بہار مصنفہ منشی فیض بخش کاکوروی مین ہے

دران عالم زیاران چند کس داشت	کہ ہر یک دردل از عشقش ہوس داشت
نخستین ازدل و جانش ہواخواہ	جوان بلگرامی قدرت اللہ
دگر حافظ معز اللہ مشہور	کہ حال او بہالا گشت مسطور
طفیل آن زیرک و ہوشیار و دانا	بحسب ظاہر و باطن توانا
چہارم شیخ فضل اللہ تو خیز	کہ بود اندر جوانی بس دل آویز
جوان صالح و نیکو حسن دور	متین و خوب نامش بود با تسم
دگر زان شیخ زین العابدین ہم	کہ دنیا را پئے دین کرد برہم
زہندو زادگان ہم چند اطفال	کہ بودندش ہمہ ہم عہد و ہم سال
یکے زان جملہ مجلس رائے ذیہوش	ہمیشہ از شراب عشق در جوش
دگر زانجملہ بینی رام بے عیب	کہ حقانی خطابش آمد از غیب
بدیسانش کسانے چند بودند	ہمیشہ زلہ از خوان می ربودند

دس برس تک اسی طرح حاضر ہوتے رہے پھر حضرت پیر و مرشد سے بخلعت خلافت
مخلع ہو کر اور اجازت سلاسل سبعہ و خلافت کبرے پاکر مامور بہ اقامت وطن
ہوے وطن آکر گوشہ نشین ہو کر طریقۂ زہد و توکل و فقر و قناعت اختیار کیا اور
ریاضات و مجاہدات مین مشغول ہوے اسی عرصہ مین زکوۃ اسماء و ادعیہ خاندانی
بھی دی جن اسماء و ادعیہ کی اجازت آپکو حضرت کلید عرفان سے تھی اور آپنے
اُنکی زکوتین بھی دی تھین وہ یہ ہین سورہ فاتحہ سورہ مزمل دعاے سیفی
چہل اسما بشیخ قصیدہ غوثیہ دعیوم دعاے مغنی بانت العظمۃ علیقًا ملیقًا و دعاے
اللہم یا ولی الولاء تکبیر جلالی ناد علی چہل کاف دعاے سریانی قصیدہ بردہ حروف
تہجی اسم یا باسط اسم یا وہاب یا بدیع العجائب یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئًا للہ
الحمد معکوس اوراد فتحیہ دعاے حیدری حزب البحر۔ اور اکثر ادعیہ و اسماء کی انکے
علاوہ آپ کو اور خاندانون سے اجازت تھی اور یہ سب آپکے ورد شریف مین
تھین کما فی ملہم الصواب۔ اوسوقت تک عمارت خانقاہ عالم پناہ تعمیر نہین ہوئی
تھی دن مین آپ حضرت شیخ عبد الرقیب قدس سرہ کی مسجد مین (جو آپکی آبائی
محلسرا کے قریب ہے) اور شب کو اپنی محلسرا مین رہتے تھے اور وہین مسجد مین
مریدین و طالبین کو تعلیم فرماتے تھے پھر کچھ دنون حضرت شاہ شکر اللہ قلندر
کاکوروی کے خانقاہ مین رہے وہان بھی مریدین جمع ہو کر فیوض حاصل کیا کرتے
تھے جب آپ کسی اسم کی زکوٰۃ دیتے تھے تو حضرت شاہ صبغت اللہ قلندر آپکے
خدمت کرتے تھے اور دریا سے پانی سر پر رکھ کے لاتے تھے آپکو بھی اُنسے بوجہ
انکے حسن خدمت کے بہت محبت تھی ہر شخص کو اونسے بیعت کرنیکی ترغیب دیتے تھے

تھی کہ حضرت شاہ میر محمد قلندر اور اپنی بی بی صاحبہ کو بھی انھین کا مرید کرایا پھر
کچھ دنون کے بعد آپنے حسب مصلحت وقت اپنے جدّی باغ مین جو آپکے بزرگون کا
قبرستان ہے ایک مختصر مکان بناکر سکونت اختیار کی صبح سے عصر تک وہان
رہتے اور شب کو مکان چلے جاتے تھے آخر کچھ دنون کے بعد وہ مکان بے مرمت
رہنے سے منہدم ہوگیا ایک روز ایک بزرگ اُدھر سے گذرے انھون نے
مکان ویران دیکھکر قبرستان کے محافظ فقیر غنی شاہ سے پوچھا کہ یہ مکان کیون
ویران پڑا ہے اسکے مالک سے کہدینا کہ اسے ویران نہ کرین اسکی زمین مجکو روشن
و آباد نظر آتی ہے تب آپنے اپنے چچا شیخ محمد بقا صاحب سے فرمایا کہ اسے بنوا دیجیے
انھون نے بنوا دیا آپ پھر وہین رہنے لگے چونکہ شب کو وہ خالی رہتا تھا ایک دن
چور اُسکا دروازہ کھودلے گئے آپنے منغص ہوکر اُنسے فرمایا کہ باقی لکڑیان بھی
منگوا لیجیے ورنہ چور کھود لیجائینگے انھون نے لکڑیان نکلوالین جب آپ حضرت
کلید عرفان گنجد متمین حاضر ہوے تو عرض کیا کہ مینے ایک مختصر مکان بنایا تھا
وہ بھی نہ رہا ویران ہوگیا انھون نے کہا کہ ویران نہ کہو آباد ہے اور ہوگا اس
ارشاد کے کچھ دنون بعد مہاراجہ ٹکیت رائے دیوان نواب آصف الدولہ بہادر
جو اُنکے خادم و معتقد خاص تھے آپکے معتقد ہوے جب وہ یہان حاضر ہوے
تو آپ کی ظاہری حالت دیکھکر عرض کیا کہ میرا ارادہ آپکے لیے خانقاہ بنانیکا ہے
جہان ارشاد ہو لیکن آپنے منظور نہ کیا اور فرمایا کہ خانقاہ کی کیا ضرورت صرف ایک
مختصر کوٹھری کافی ہے تب مہاراجہ نے ایک پختہ دالان مع چار دیواری اور
کنوین کے تیار کرا دیا اُسوقت سے آپنے مستقل سکونت وہین اختیار کی جب

معتقدین و مسافرین کی کثرت مہاراجہ کے معتقد ہونیسے زائد ہوئی تو آپ کے حسب خواہش شیخ طفیل علیصاحب نے اُسی دالان پر کمرہ بنوادیا جسمین آخر عمر تک آپ رہے جس زمانہ مین وہ کمرہ بنتا تھا تو حضرت غوث ملت نے خواب مین دیکھا کہ جناب رسالتمآب صلعم مزدورون کے ساتھ ٹوکری سر مبارک پر رکھکر بالاخانہ پر لیجاتے ہین یہ واقعہ اونھون نے آپسے بیان کیا آپنے خوش ہوکر فرمایا کہ یہ بہت بڑی بشارت ہے یقین ہے کہ یہ مکان نہایت متبرک و پائدار و آباد ہوگا۔

آپ کا لقب عالم غیب سے صاحب سر اور حضرت پیرو مرشد کے حضور سے عارف باللہ تھا اور حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلی کی روحانیت سے آپکو نصیر الدین نام عطا ہوا اکثر قرابت دار بیبیان آپ کو یہی کہا کرتی تھین حضرت قطب الوقت سیدنا شاہ مسعود علی قلندر خلف و جانشین حضرت کلید عرفان آپکو خطوط مین یہ القاب تحریر فرمایا کرتے تھے کہ واقف اسرار سبحان کاشف رموز یزدان مخزن الاسرار معدن العرفان عارف باللہ ملقب الغیب بصاحب سر شاہ محمد کاظم قلندر اصول المقصود مین ہے کہ جب آپ کو حضرت کلید عرفان نے خلعت خلافت عطا فرمایا تو آپنے عرض کیا کہ اسکا بوجھ مجھ سے نہین اُٹھے گا اونھون نے فرمایا کہ برداشتن از تو ونگاہداشتن از ما اور یہ بھی فرمایا کہ غلغلہ برآرند زروم و شام آپنے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو کوہستان مین جاکر بیٹھ رہون ارشاد ہوا کیا مجذوب ہونا چاہتے ہو مین یہ ہرگز نہین ہونے دونگا تمسے سلسلہ بہت جاری ہوگا پھر عرض کیا کہ خیر اگر یہ مرضی نہین ہے تو حضور ہی مین حاضر رہنے کی اجازت دیجئے ارشاد ہوا یہ بھی نہین ہوسکتا دو آفتاب ایک جگہ نہین چمکتے اور نہ دو بادشاہ ایک ملک مین رہ سکتے ہین ہنیہ

وطن جاؤ اور وہین رہو تمھارے لیے غیب سے یہی حکم ہوا ہے آپنے پھر عرض کیا
کہ وطن مین بعض لوگ میرے مخالف ہین ارشاد ہوا کون کون ہین نام بتاؤ مین
ابھی سب کو نکال باہر کرون ہرکہ با تو درافتد برافتد وہرکہ دگر کند جگر خورد آپ یہ سنکر
نام بتانے مین متامل ہوے کہ مبادا حضرت اسوقت کیا فرماوین اور ٹالدیا ارشاد
ہوا کہ نہین ہونگے کیون نہین جب رسول اللہ صلعم ہی کے اعزہ مخالف تھے
تو تمھارے کیسے نہونگے چارو ناچار آپنے وطن مین رہنے کا اقرار کیا اور عرض
کیا کہ میرے بھائی کو میرے ساتھ رہنے کا حکم دیجیے جیسے حضرت ہارون حضرت
موسی علیہما السلام کے ساتھ تھے ارشاد ہوا نہین بلکہ جیسے حضرت علی مرتضی جناب
رسول مقبول صلعم کے ساتھ تھے۔

آپ کو اگرچہ اپنی مشیخت وشہرت وجاہ ورشد سے نفرت وانکار تھا لیکن چونکہ
مقام قطب لارشادی عطا ہو چکا تھا لہذا حضرت کلید عرفان نے جو فرمایا تھا
وہی ہوا منقول ہے کہ آپ ایک مرتبہ حضرت کلید عرفان کیخدمت مین حاضر ہوے
انھون نے دیکھتے ہی فرمایا کہ آؤ آؤ خوب آئے مین تمھارا چندروز سے منتظر تھا غیب
سے تمھارے لیے قطب لارشادی کی بشارت مجکو ملی ہے اور اُسکا خلعت بھی
مینے رکھ چھوڑا ہے یہ فرماکر اپنا ملبوس خاص آپ کو پہنایا اور فرمایا کہ قطب لارشادی مبارک
قطب لارشادی مبارک دو رکعت نماز شکرانہ پڑھو آپ قدمبوس ہوکر نماز شکرانہ ادا کی جاننا چاہیے
کہ قطب لاشاد اُس شخص قلندر کو کہتے ہین جسپر نظام عالم کا انحصار ہو اور وہ
باوجود اپنے استغناے ذاتی وشان لاابالی کے بجامعیت تامہ ہر جزو کل کے
حقوق ذاتی کو جو بمناسبت ظہور اسماے وصفاتی ہوتے ہین ادا کرتا رہے اور

تمام کاروبار ظاہر و باطن اُسکے متعلق ہون اور کسی چیز کا ظہور یا موجودیت بلا اوسکے علم و وسیلہ کے عالم مین نہو یہانتک کہ سالکین پر افاضہ باطنی بھی بلا اوسکے ارادہ و ہمت کے نہو اور وہ سبکا سردار ہے جملہ ملک و ملکوت اوسکے اختیار مین ہین ہر شے کو بمناسبت اوسکے تقاضہ کے چلاتا ہے اسیکی طرف اس آیۂ کریمہ وسخر لکم ما فی السموات وما فی الارض جمیعاً منہ مین اشارہ ہو قطب الارشاد خاص ہے اور قلندر عام قلندر کے لیے قطب الارشادی ضروری نہین مگر قطب الارشاد کے لیے قلندر ہونا ضروری ہے قلندر ایک وقت مین کئی ہو سکتے ہین مگر قطب الارشاد ایک ہی ہوتا ہے حضرت غوث ملت اصول المقصود مین تحریر فرماتے ہین کہ حضرت شاہ فقیر احمد صاحب سجادہ حضرت مخدوم عبد الحق ردولوی جنسے آپ سے بہت اتحاد تھا ایک مرتبہ تشریف لائے اور بیان کیا کہ مینے آج کی شب یہ خواب دیکھا کہ آپ مثل ایک عظیم الشان درخت کے ہین اور تمام عالم شاخون کیطرح آپ سے مربوط ہی آپ نے مجھ سے فرمایا کہ انکا یہ خواب ایک بہت بڑی بشارت ہے اور اس سے مقام قطب الارشادی کیطرف جو حضرت پیر و مرشد نے مجھے عطا فرمایا ہی اشارہ ہے حضرت شاہ فقیر احمد صاحب سے اور آپ سے بہت اتحاد تھا اُنھون نے آپ سے بعض اسماء و سیفی وغیرہ کی اجازت لی تھی اُنکے والد حضرت شاہ احمد زمان بھی آپکے حال پر بہت شفیق تھے ایک مرتبہ آپ ردولی گئے اور اُنکے یہان ٹھہرے اُنھون نے پانچ روپیہ نذر دیے آپنے انکار کیا مگر اُنھون نے نہ مانا اور کہا کہ اسکو

سلہ اور مسخر کیا تمھارے لیے جو کچھ آسمانون و زمینون مین ہے سب ۱۲

بھی بشارت سمجھو۔ نقل ہے ایک روز آپ حضرت کے بعد عرفان کی حضور مین حاضر تھے یکبارگی بحالت جذب انھون نے نہایت جوش مین آپ سے فرمایا کہ عارف باللہ مانگ کیا مانگتا ہے آپنے عرض کیا کہ بجز مقام عبودیت کچھ نہین چاہتا انھون نے نعرہ مارا اور فرمایا کہ مبارک مبارک عبدہ ورسولہ۔

یہان پر مجکو کچھ عبودیت کی تعریف لکھدینا مناسب معلوم ہوتی ہے تاکہ ناظرین کو معلوم ہوجائے کہ عبودیت کسکو کہتے ہین اور یہ مرتبہ کسقدر اعلیٰ ہے جاننا چاہیے کہ الوہیت متعارفہ سے عبودیت کا مقام اعلیٰ ہے کیونکہ الوہیت جملہ اسماد صفات حق کے حاوی ہونیکو کہتے ہین اور عبودیت بھی اسماد صفات حق مین ہے اگر الوہیت کو بلا عبودیت کے جیسا کہ متعارف ہے خیال کرین تو عبودیت اُس سے نکل جاتی ہے یعنی جامعیت الوہیت مین فرق آتا ہے اور عبودیت مین جامعیت فوت نہین ہوتی۔ دو سلوک ہین خواہ سالک اپنے آپ کو آئینہ حق مین دیکھے خواہ حق اپنے کو آئینہ عبد مین ملاحظہ فرمائے جسوقت سالک اپنے کو آئینہ حق مین دیکھے گا تو حق ہوگا سالک نہوگا اور جسوقت حق آئینہ سالک مین خود کو ملاحظہ فرمائے گا اُسوقت انانیت سالک حق کی انانیت ہوگی سالک نہوگا اسی معنی مین حضرت مولانا روم کا شعر ہے ؎

علم حق در علم صوفی گم شود	این سخن کے باور مردم شود

اور یہی مقام رسول اللہی ہے اور انانیت دونون صورت مین فوت نہین ہوتی صرف فرق یہ ہے کہ اول صورت مین بمناسبت تعین سالک انانیت حق محتجب رہتی ہے اور دوسری صورت مین کوئی حجاب نہین ہوتا چونکہ انانیت حق بعینہ

لہذا انانیت سالک دوسری صورت مین انانیت حق مین مندمج ہیگی اسیلیے
کلام مجید مین سله ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی اور سله ید اللہ فوق ایدیھم
اور حدیث من رآنی فقد رای الحق اور رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اگر اعلی علیین سے تحت الثریٰ
تک ایک ڈول ڈالا جائے تو خدا ہی پر گریگا یہ آفاق کی نسبت فرمایا ہے اور نفس
کی نسبت ارشاد ہے کہ من رانی فقد رای الحق اور دوسرا سلوک عشقی ہے تصوف
کا مسئلہ ہے کہ العشق ھو اللہ اس توحید کو توحید ایجادی و آفاقی کہتے ہین اور
اسی لیے جناب باری عز اسمہ نے کلام مجید مین فرمایا ہے کہ ھو معکم اینما
کنتم اور اینما تولوا فثم وجہ اللہ اور ان اللہ بکل شئ محیط و سله ما
تشاؤن الا ان یشاء اللہ ۔ و سله ما من دابۃ الا ھو آخذ بناصیتھا ان ربی علی
صراط مستقیم اور حدیث قدسی ہے کہ سله کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف
فخلقت الخلق لکی اعرف اور تخلیق یون فرمائی ہے کہ سله انما امرہ اذا اراد شیئا
ان یقول لہ کن فیکون تخلیق مین آفاق و نفس دونون ہین جیسے ارادہ کرنیوالے
کے ارادہ مین ہوتی ہے وہ اُس سے باہر نہین ہوتی لیکن نفس ارادہ کرنیوالے سے
نفس ارادہ ممتاز ہوتا ہے اگرچہ فی الخارج نہین ہوتا اسی طرح ہمارا اعلی علیین سے
اسفل السافلین تک جو آفاق و نفس ہے ارادہ کرنیوالے سے فی الخارج نہین ہے
اور چونکہ کن ارادہ کلی جناب باری کو کہتے ہین لہذا کسی ذرہ کی حرکت بلا ارادہ

سله اور تو نے نہیں پھینکا جبکہ پھینکا تو نے لیکن اللہ نے پھینکا ۱۲ سله اللہ کا ہاتھ اُنکے ہاتھ پر ہے ۱۲ سله جسنے مجکو دیکھا اسنے خدا کو دیکھا ۱۲ سله اللہ ہر چیز
کو محیط ہے ۱۲ سله اور نہیں چاہتے ہین لوگ مگر جو کچھ چاہے اللہ ۱۲ سله اور نہیں ہے کوئی جانور مگر اللہ پکڑنے والا ہے بال اُسکی پیشانی کے بیشک
پروردگار میرا سیدھے راستہ پر ہے ۱۲ سله مین خزانہ پوشیدہ تھا پس دوست رکھا مینے اس امر کو کہ پہچانا جاؤن لہذا خلق کو
پیدا کیا تاکہ پہچانا جاؤن ۱۲ سله جز این نیست حکم اُسکا جب چاہتا ہے کسی چیز کے پیدا کرنے کو تو کہتا ہے اُسکو کہ ہو جا
پس ہو جاتی ہے وہ چیز ۱۲

واذن حق نہین ہوسکتی اور جب ارادہ کرنیوالا کسی چیز کا ارادہ کرتاہے تو وہ چیز یا
محبوب ہوتی ہے یا مغضوب کیونکہ جمال وجلال اُسکی شانین ہین اور مغضوب
بھی محبوب ہے اسلیے کہ اپنے حُب کی وجہ سے شے مغضوب کو اُسنے پیدا کیاہے
جو نفس وتوحید حالی کہ بیان کی گئی اُسکی معیت اسی توحید عشقی یعنی ایجادی مین
ہے پس اس توحید ایجادی مین نفس کا اجمال وآفاق کی تفصیل معہ انفس کی
معیت کے پوری پوری ہے اور عابد ومعبود کا خفا وظہور بھی پورا پورا ہے معیت جامعیت
سے ایک ذرہ فروگذاشت نہین ہواہے اور اُسکا مظہر تام معہ تنزیہ نفسی
وتشبیہ آفاقی مرشد ہے لہذا سے کبھی اللہ سے واصل کبھی مخلوق مین شامل
خواص اس برزخ کبریٰ مین ہے حرف مشدد کا مرشد نائب رسول ہے اور
یہ مجموعی بیان وجود ہے اس وجود کو سالک کے انانے ادراک کیاہے لہذا انا
فی نفسہ حق ہے لا الٰہ الا انا فاعبدون اور اسیکو عبودیت کہتے ہین اسلیے جناب
باری نے فرمایا کہ میری سمایے بجز قلب انسان کے کہین نہین اور معرفت اسی
عبودیت کے مقام سے حاصل ہوتی ہے جسمین تفرقہ بھی توحید ہے توحید باب
تفعیل سے ہے اسکے معنے سبکو ایک کردینے کے ہین بندہ بندہ نہین ہے بلکہ
حق ہے جو بصورت عبد ظاہر ہواہے اور بصورت حق پوشیدہ ہے ھل اتی
علی الانسان حین من الدھر لم یکن شیئا مذکورا قلب حقائق ہو نہین سکتا
کہ عدم موجود ہوجائے سے

عدم موجود گردد این محال است		وجود از روی ہستی لایزال است		

سے کیا آیاہے انسان پرکوئی وقت ایسا کہ نہ تھا کوئی چیز ذکر کیا گیا ۱۲

اور خود فرماتے ہین ؎

جب سے بھئی ست گر کی کرپا	پیا پائی ڈارے گر سے باہین
گھر باہر اب وہی ہے کاظم	ہم سم ناہین ناہین ناہین

اور ظاہر ہے کہ شریعت مین عبد کا تن من دھن سب مالک کا ہوتا ہے حق ملک عبد کا بنفسہٖ علی الاستحقاق ہے ؎ دانی ہمہ اوست وگر ندانی ہمہ اوست ۱۲ دانی ہمہ اوست توحید موسوی ہے وگرنہ دانی توحید ابراہیمی ہے کہ لا احب الافلین اور ہو الاول والاخر دونون کے جامع ہے فقط

اوائل مین آپ پر عشق و توحید و ترک و تجرید کا نہایت غلبہ تھا بعد حضرت رئیس العارفین کے دربارہ غلوی توحید سلسلہ عالیہ قلندریہ مین آپ کا مثل کوئی نہین ہوا جب کسی سے توحید مین گفتگو آجاتی تھی تو دو دو پہر یکلخت تقریر فرماتے تھے اور اثناء تقریر مین بحالت وجد و شورش نعرے مارتے تھے اور یہ کیفیت خواب و بیداری مین یکسان تھے اکثر خواب مین آپ کی زبان سے کلمات حقایق لوگ سُنتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ شاید آپ بیدار ہین بعد کو معلوم ہوتا تھا کہ وہ خواب کی حالت تھی

آپ کے حالات و مقامات

ایک بار آپ حضرت کلید عرفان کی خدمت مین جا رہے تھے اتفاقاً مصطفےٰ آباد کے راستے سے گذرے وہان ایک بزرگ صاحب کشف و کرامات مداریہ خاندان کے ملے اور آپ کو اپنے پاس بلایا آپ کا دل اگرچہ نہین چاہتا تھا مگر گئے انھون نے بہت مہربانی و توجہ فرمائی اور انتقال روح کا

ـــــــــــــــــــــــــــــــ
لہ مین ڈوب جانیوالو تلو نہین پسند کرتا ہون ۱۲

عمل بتلایا آپ اسوقت تنزیہہ صرف کا شغل فرما رہے تھے اُنھون نے کہا کہ بابا آفتاب کو بے پردہ نہین دیکھنا چاہیے آنکھین چوندھیا جاتی ہین تب آپکو اُنکا صاحب کشف ہونا معلوم ہوا اُنھون نے یہ بھی کہا کہ تمکو یہ نعمتین اپنے مرشد سے ملین اور کچھ باقی ہین وہ ابکی ملینگی اور یہ شعر پڑہا ؎

جسوقت اے تنزیہن تو بیحجاب ہوگا		ہر ذرہ تجھ جھلاکے جیسے آفتاب ہوگا	

آپ نے پوچھا کہ یہ کب ہوگا اُنھون اپنی داڑھی پر ہاتھ رکھکر کہا کہ جب اس سن کو پہونچو گے (اسوقت اُنکی داڑھی کے بال سیاہ و سفید تھے) چلتے وقت اُنھون نے کہا کہ اسی راستہ سے پھر پلٹنا لیکن آپ کو پھر اُدھر سے واپسی کا اتفاق نہوا جب حضرت پیر و مرشد کی خدمت مین پہونچے تو واقعی تازہ نعمت پائی وہ یہ کہ جب آپ پہونچے تو اُن دنون اُنکی آنکھ مین ایسا آشوب تھا کہ کچھ نہین لکھ سکتے تھے اُنھون نے اپنی وظیفہ کی کتاب کھولکر آپکے سامنے رکھدی اور فرمایا کہ یہ عبارت میری طرف سے اپنے نام لکھو آپنے عبارت پڑہکے لکھنے مین تامل کیا اُنھون نے پوچھا کیون آپنے فرمایا مین اس عبارت کے لایق نہین ہون ارشاد ہوا کہ اگر مین تمھارے حق مین جھوٹ بھی کہون تو سچ ہو جائے چہ جائیکہ بحکم غیبی کہتا ہون تب آپنے مجبوراً لکھی وہ عبارت یہ تھی کہ اخوی اعزی شاہ محمد کاظم قلندر بمرتبۂ رسیدہ است کہ بیش ازین اولیاء اللہ را مرتبہ نیست ایشانرا خلافت دادہ و مجاز گردانیدہ مرید ایشان مرید منست و مردود ایشان مردود منست برحق برحق یہی عبارت بعینہٖ حضرت سید العرفا نے حضرت رئیس العارفین کو لکھی تھی اسکو خلافت کبرے کہتے ہین جو ہر شخص کو نہین دیجاتی اور صاحب

اس مقام کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ اگر چاہے تو مقبول پیر کو مردود
اور مردود پیر کو مقبول کردے کیونکہ اُسکو اپنے پیر کے مرید و نیز تصرف و اختیار
دیا جاتا ہے۔ غرضکہ آپکے کمالات و علو حالات کہاں تک لکھے جائین آپکے
ایک مسترشد خاص سے منقول ہے اُنھون نے کہا کہ مجھے ایک روز معلوم
ہوا کہ کسی نے کہا کہ شاہ محمد کاظم کو معراج ہو گی جاننا چاہیے کہ اولیاء اللہ کو بھی
روحانی معراج ہوتی ہے جیسا کہ حضرت سید العرفا نے اپنے ایک مکتوب مین
مولانا علی خوشنویس اپنے خلیفہ کو مفصل تحریر فرمایا ہے مجملاً اُسکا مضمون
یہ ہے کہ اے برادر بمقدار درجہ ہر کس را معراج شدہ است معراج موسی طور و ابراہیم آتش
و یوسف چاہ و یونس شکم ماہی و ادریس بہشت و عیسی چہارم آسمان و معراج محمد صلعم قاب
قوسین او ادنیٰ ہمچنین بمقدار درجہ اولیا را ہم معراج شدہ است و میشود و خواہد شد لیکن
انبیاء را باجساد و اشخاص و اولیا را بہمت و اسرار انبیا را در بیداری و اولیا را در خواب و مراقبہ
کہ بہ از بیداری است کہ معراج عبارت از قرب است و دوستان حق لامحالہ مقرب اند اگرچہ
موہوبت مسدود است اما در ولایت مفتوح تا قیامت ہر کہ ولی مقرب است صاحب
معراج است اے برادر اگر معراج اولیا مفصل شنیدہ از من بشنو انتہی اس مقام پر
اُنھون نے معراج حضرت بایزید بسطامی و حضرت غوث الاعظم و حضرت حسین
ابن منصور حلاج و حضرت شیخ نجم الدین کبری و حضرت فرید الدین عطار و حضرت
مجد الدین بغدادی و حضرت بہاء الدین ذکریا ملتانی و حضرت فرید الدین گنجشکر
و حضرت قطب الدین بختیار کاکی و حضرت سلطان نظام الدین اولیا و حضرت
شیخ قطب الدین بینا دل قلندر و حضرت امام عبد الرحمن جانانہ و حضرت شیخ

عبد القدوس قلندر کو بیان فرمایا ہے الخ پھر اُنھون نے بیان کیا کہ ایک دن
مینے اپنے مشاہدہ مین ایک بہشت نہایت عمدہ دیکھی مجھ سے کسی نے کہا کہ
یہ بہشت حضرت شاہ محمد کاظم کے متوسلین کی ہے۔ پھر ایک مرتبہ دیکھا کہ ایک
شخص کہہ رہا ہے کہ ہر ولی ایک نبی کے قدم پر ہوتا ہے اور شاہ محمد کاظم
بر قلب محمدی صلعم ہین جسطرح کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ تھے نقل ہے
کہ جس زمانہ مین آپ اعظمگڈھ مین بسلسلۂ ملازمت مقرر تھے وہان ایک مجذوب
نے آپ کو دیکھکر نہایت استعجاب سے کہا تھا کہ سبحان اللہ اس روح نے سو
برس کے بعد ظہور کیا ہے گویا یہ اُنکا ارشاد آپکے قطب الارشادی کی طرف
مشعر تھا غرضکہ اسی قسم کی اور بھی بشارات ہین جو آپ کے حق مین حضرت
کلید عرفان نے فرمائین لیکن آپکو نہ کبھی ایسی باتون کا خیال ہوا اور نہ زائد قابل
وقعت سمجھے اس لیے کبھی کسی سے اس قسم کی باتین نہین فرمائین بلکہ اگر کسی
بزرگ کی نسبت کوئی شخص دریافت کرتا تو آپ فرما دیتے تھے کہ مجکو اولیاے
اہل خدمت کے متعلق گفتگو نہین کرنا چاہیے کیونکہ مجکو تو حضرت پیر و مرشد کے
حضور سے مقام قطب الارشادی عطا ہو چکا ہے مجھے امید ہے کہ اس زمانہ
کے اولیاء اللہ کو میری روح سے فیض ہوگا اور حسب استعداد خود مین اولیاے
وقت کے حالات سے مطلع ہوتا ہون اور اُنکا حفظ مراتب کرتا ہون۔ ایکمرتبہ
وقت رخصت آپ اور حضرت قطب الوقت شاہ مسعود علی قلندر حضرت
کلید عرفان کے حضور مین حاضر تھے کہ اُنھون نے آپ سے فرمایا کہ تمکو علم
اولین و آخرین منکشف ہوگا اور کوئی ولی اس زمانہ کا تم سے پوشیدہ نہین رہیگا

تم ہر ایک کی علی قدر مراتب پاسداری کروگے تمکو حق تعالیٰ سے قدرت عطا ہوئی ہے جو چاہو سو کرو۔ پھر فرمایا کہ جس طرح تمہاری قطب الارشادی کی محبکو بشارت ملی ہے اُسی طرح انکے (یعنی حضرت شاہ مسعود علی قلندر) لیے بھی قطبیت کی محبکو بشارت ملی ہے اُسوقت حضرت شاہ مسعود علی قلندر نے آپ سے اشارہ کیا کہ پوچھو ریاضت بھی کرنا پڑیگی آپنے پوچھا ارشاد ہوا کہ تمکو ریاضت کی ضرورت نہین ہوگی مگر اُنکو البتہ ہوگی۔ جاننا چاہیے کہ حضرت کلید عرفان نے یہ جو فرمایا کہ تمکو حق تعالیٰ نے قدرت دی ہے اسکے معنی یہ ہین کہ تم صاحب تصرف ہو عالم مین جو چاہو کرو تصرف و کرامت مین فرق یہ ہے کہ ولی سے بقصد جو کوئی خرق عادت ظاہر ہو اُسکو تصرف کہتے ہین اور جو بلا قصد ہو اُسکو کرامت۔ کرامت مین یہ لازمی نہین کہ صاحب کرامت اُس کرامت سے مطلع ہو بخلاف تصرف کے کہ اُسکے لیے لازمی ہے۔ نقل ہے کہ آپ اپنے ابتدائے حال مین ایک روز حضرت کلید عرفان سے قصیدہ حضرت عین القضاۃ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ پڑھ رہے تھے اثناء درس مین اُنھون نے لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار کے معنے بیان فرمانے مین ارشاد کیا کہ اس سے تجلی قہری کی طرف اشارہ ہے جسکی کیفیت تمکو بھی ایک روز منکشف ہوگی اُسی دوران مین ایک روز آپ اُنکے حجرہ شریفہ مین دائرہ غوثیہ کے شغل مین مشغول تھے یکایک اُسی مشغولی مین قرنا کی ایسی ایک نہایت بلند اور مہیب آواز سنائی دی جسکے سننے سے آپ کانپنے لگے اوسی حالت مین آپنے دیکھا کہ ایک جسم لطیف اس جسم عنصری سے نکلا اور اُس سے بھی ویسی ہی مہیب آواز آرہی تھی اور وہ جسم اُس آواز کی دہشت سے کانپ رہا تھا پھر

پھر اُس جسم نوری سے ایک اور جسم اُس سے بھی الطف نکلا اوسکی بھی وہی حالت تھی پھر وہ ایک نور مین غرق ہو گیا اگرچہ آواز بدستور آتی رہی مگر خوف کم ہو گیا پھر دیکھا کہ اُس نور کے نیچے ایک چھوٹا سا دائرہ گردش مین ہے اور اُس دائرہ سے آواز آرہی ہے کچھ دیر کے بعد آپ کو اُس حالت سے افاقہ ہو گیا آپ نے حضرت سے عرض کرنا چاہا مگر موقعہ نہ ملا دوسرے روز پھر وہی مشاہدہ ہوا تب حضرت سے عرض کیا اونھون نے فرمایا کہ تجلی قہاری یہی تھی اور اسی کی بابت مینے تمسے کہا تھا وہ دائرہ دائرۂ عرش تھا جو تمکو اسقدر چھوٹا معلوم ہوا اور وہ اُسکی گردش کی آواز تھی۔

آپ پر حضرت کلید عرفان کی بہت نوازش تھی اُنکے یہان آپ بسبب کمال محبوبیت صاحبزادون کے برابر سمجھے جاتے تھے اور اُنکے گھر مین کوئی آپ سے پردہ نہین کرتا تھا حضرت کی بی بی صاحبہ اکثر فرمایا کرتی تھین کہ کاظم شاہ بابو میان (یعنے حضرت شاہ مسعود علی قلندر) میری بائین آنکھ ہے اور تم داہنی بعض اوقات وہ اپنے سامنے آپ کو بٹھلا کر کھانا کھلاتی تھین اور خود مکھیان جھلتی جاتی تھین۔ اگر اتفاق سے کوئی وہان پر آجاتا تھا تو وہ اپنے دوپٹہ کی آڑ کر لیتی تھین تاکہ اُسکی نظر نہ لگے جب کبھی آپ حضرت کے حضور مین حقائق و معارف کی گفتگو کرتے تھے تو وہ بہت خوش ہوتے تھے اور اُسی خوشی مین فرماتے تھے کہ عارف باللہ آفتاب ہے اُسکو اپنے پاس کیسے رکھون کہ دو آفتاب ایک جگہ نہین رہ سکتے ایک مرتبہ اُنھون نے کئی مرتبہ فرمایا کہ کاش محمد کاظم یہان ہوتے اُن دنون آپ کاکوری مین تھے یہان آپ کے دل مین بھی خود بخود شوق قدمبوسی پیدا ہوا اور

پاپیادہ چل کھڑے ہوے جب آستانہ شریفہ کے قریب پہونچے تو ایک شخص نے
پہلے سے جاکر آپ کے آمد کی اُنکو خبر دی چونکہ وہ آپ کے منتظر تھے اسلیے یہ سنکر
نہایت خوش ہوے چنانچہ اُس مخبر کو اوسی وقت اس خوشخبری کے انعام مین
ایک اسم کی اجازت عنایت کی اور باوجودیکہ خود بیمار تھے بلا توقف دولتخانہ سے
باہر تشریف لائے جب آپ قدمبوس ہوے تو اُنھون نے جوش مین آپ کو لپٹا لیا
اور فرمایا کہ نقاء الخلیل شفاء العلیل مرحبا مرحبا خوش آمدی دیر وقت رسیدی ای محا قلندر
وای عبد السلام قلندر وای نجم الدین غوث الدہر قلندر وای سید خضر رومی وای شیخ عبد العزیز
مکی تا این مدت تو طالب بودی و من مطلوب حالا تو مطلوب شدی و من طالب غرض اُس روز
اسقدر عنایت و مرحمت فرمای جو بیان نہین ہو سکتی اسکے بعد حکم ہوا کہ میری فلان
فلان مریدین و مسترشدین خاص کو تم حقائق و معارف تعلیم کرو پس آپ اُن لوگونکو
حسب ارشاد آنحضرت تعلیم فرماتے تھے۔ نقل ہے کہ ایک روز حضرت کے وظیفہ
کے وقت آپ حاضر تھے اُنھون نے آپ سے فرمایا کہ تم ذرا دور بیٹھو مین وظیفہ
پڑھ لون آپ دور بیٹھے کچھ دیر کے بعد پھر اُنھون نے فرمایا کہ دیکھو محمد کاظم اب بھی
نزدیک ہے جاکر کہو کہ اور زائد دور بیٹھے اوسکی گرمی مجکو وظیفہ نہین پڑھنے دیتی
نقل ہے کہ ایکبار آپ نے وہین آستانہ پر اسم یا باسط کی زکوۃ دی جب میعاد چلہ
بہتر روز کی ختم ہوئی تو حضرت کلید عرفان کو اسقدر مسرت ہوئی کہ اُس روز غسل
کر کے پوشاک بدلی اور نہایت خوش ہو کر سب سے فرماتے تھے کہ آج حج اکبر ہے
عارف باللہ کی زیارت ہوگی اور آپکے پاس کہلا بھیجا کہ یہان آنے مین جلدی نکرو
ابھی چلہ سے فارغ ہوے ہو آپکو یہ ارشاد بوجہ شوق زیارت شاق گذرا وہان

انکی خدمت مین حضرت شاہ میر محمد قلندر حاضر تھے اتنے مین ایک سپاہی رنگین لباس پہنے حاضر ہوا وہ آپکے دعو کہ مین اُٹھے اور فرمایا کہ بسم اللہ بسم اللہ بعد کو پہچانا تو اُن سے فرمایا کہ تمنے دیکھا مجکو بھی اسوقت کیسا دھوکہ ہوا۔ جب آپ حاضر ہوے تو انھون نے نہایت جوش مین لپٹا لیا اور دعائین دیکر فرمایا کہ گھر مین ہو آؤ قدم ور دیشان ردیلا آپ گئے حکم ہوا کہ کوٹھون پر بھی جاؤ وہان بھی میرے لڑکے بالے رہتے ہین آپ گئے پھر انھون نے فرمایا کہ میری اولاد کے لیے ہاتھ اُٹھا کر یہ دعا مانگو کہ جو انکا مخالف ہو وہ خراب ہو آپ نے دعا کی پھر خود عرض کیا کہ میری اولاد کے لیے بھی آپ ایسی ہی دعا فرمائین ارشاد ہوا کہ تم اور تمھاری اولاد مطلبین سب کے لیے یہی دعا ہے۔ پھر ایک مرتبہ فرمایا کہ اولاد عارف باللہ ہیچو اولاد اما مین خواہد شد غرضکہ بہت کچھ عنایت فرما کر رخصت کیا یہ آخری ملاقات و زیارت تھی وقت رخصت اُنھون نے اپنا عصاے مبارک عنایت کرکے فرمایا کہ اب تمکو کچھ ضرورت نہین تمھارا مطلب ہو گیا۔ عصا عنایت فرمانا بظاہر مقام مقتدائی و شیخی عطا کرنے کی دلیل ہے اگرچہ خاندان قلندریہ مین ان باتون کا معمول نہین ہے مگر اور خاندان چشتیہ وغیرہ مین معمول ہے کہ جسکو مشیخت عطا کرتے ہین اُسکو عصا یا مصلے یا تسبیح دیتے ہین جیسا کہ آداب السالکین مولفہ شیخ قاسم اودھی مین مفصلاً مذکور ہے آپ فرماتے تھے کہ اس چلہ مین مجکو بہت برکات حاصل ہوے پورے چلہ بھر عالم ارواح میرے پیش نظر رہا اور ہر شخص بولنا چاہتا تھا مگر بول نہین پاتا تھا جب مینے حضرت پیر و مرشد سے عرض کیا تو ارشاد ہوا کہ عالم ارواح تو تکلم سے مین ہی مانع تھا ورنہ وہ سب باتین کرنے پر مستعد تھے اگر کہین و

وہ تمسے باتین کرتے توتمکو اسقدر ذوق وشوق ومستی وشورش پیدا ہوتی کہ چلہ پورا نہ کرپاتے لہذا مین اُن سب کو تکلم سے مانع رہا۔

آپ اکثر واقعات مین حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوے ایک روز آپنے آنحضرت صلعم سے تناسخ کے متعلق پوچھا ارشاد ہوا کہ امم سابقہ مین تھا مگر میرے زمانہ سے موقوف ہوگیا اسیطرح ایک روز وقت قیلولہ آپنے خواب مین آنحضرت صلعم کی زیارت کی آنحضرت صلعم نے بہت سی باتین ارشاد فرمائین ازانجملہ یہ فرمایا کہ مونچھون مین سبالہ رکھو اور اپنے دست مبارک سے مقدار معین فرمائی اس سے قبل آپ اپنی مونچھین بہت باریک کترتے تھے اسکے بعد پھر آپ زیارت سے مشرف ہوے تو عرض کیا کہ حضور مجھ سے علاوہ مسلمانون کے اہل ہنود بھی بہت ربط رکھتے ہین مین اُنکو درود شریف بتاتا ہون ارشاد ہوا کسقدر عرض کیا کہ ہزار بار ارشاد ہوا کہ اُنکی نجات کے لیے اسقدر کافی ہے اسیطرح ایکبار آپنے آنحضرت صلعم کے حضور مین توحید بیان کی ارشاد ہوا کہ علانیہ نہین کہنا چاہیے یہ فرماکر استراحت کی آپ پیر دابنے اور مصاحبانہ عرض ومعروض کرنے لگے آخر مین عرض کیا کہ فقر محمدی ومرتضوی مین میرا حصہ ہے اُنھون نے آپ کی پشت پر ہاتھ رکھکر فرمایا کہ ہان میرے فقر مین تمھارا حصہ ہے اسی طرح ایک مرتبہ اور آپکو حضوری ہوئی آنحضرت صلعم کے حضور مین اور بھی چند حضرات تھے آپکے دلمین گذرا کہ اگر تخلیہ ہوتا تو مین کچھ عرض کرتا آنحضرت صلعم نے آپکے خطرہ پر مشرف ہوکر سبکو ہٹا دیا اور آپ کو اپنے روبرو بٹھا کر فرمایا کہ قلب کے گرد نور سفید دیکھنا چاہیے تم کیسے دیکھتے ہو آپنے عرض کیا کہ مین سب محو کردیتا ہون

ارشاد ہوا کہ یہ بہت اعلیٰ ہے ایکبار آپنے درمیان خواب و بیداری حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کو اپنی داہنی طرف کھڑے دیکھا اُنھون نے فرمایا کہ ہین مظہر ولایت مقیدۂ محمدی ہون آپنے فرمایا ہو لیجیے پھر وہ آپ مین سما گئے جس سے خفیف گرانی آپکو معلوم ہوئی پھر دیکھا کہ وہین پر دو شخص کھڑے کہتے ہین کہ یہ ولایت تم مین آئی۔ ایکبار آپنے حضرت مخدوم شاہ صفی چشتی کی روح مبارک سے ملاقات کی اُنھون نے آپکو اجازت سلسلہ چشتیہ و دعائے سیفی کی دی اور ایک تسبیح بھی عنایت فرمائی۔ ایکبار واقعہ مین آپ حضرت مخدوم شاہ مینا لکھنوی کی درگاہ پر گئے اور اعتکاف کرنے کا ارادہ کیا اتنے مین حضرت مخدوم نے مزار سے نکلکر مصافحہ کیا اور فرمایا کہ چلو مین تمکو اور بھی بزرگون کی زیارت کرادون اور ایک تہ خانے مین لیگئے وہان آپنے دیکھا کہ چند بزرگ لیٹے ہین ہر ایک سے اُنسے پوچھا کہ یہ ہمارے خاندان کے ہین یا دوسرے خاندان کے اُنھون نے فرمایا کہ تمکو اس سے کیا کام اُٹھو اور اُنسے مصافحہ کرو ہر ایک نے آپ سے مصافحہ کیا اور آنکھون پر بوسہ دیا۔ آپکو سلسلۂ چشتیہ کی اویسی اجازت حضرت مخدوم شاہ مینا سے بھی تھی۔

آپ نے خواب مین جس بزرگ سے ملاقات کی تو ہمسرانہ ملے اور بے تکلفانہ باتین کین اور جس نئی کتاب کو آپ ملاحظہ فرماتے تھے تو اُسکے مُصنّف سے بحضور ملاقات واقعہ مین ہوتی تھی چنانچہ ایکبار آپنے حضرت مجدد الف ثانی کی تصانیف ملاحظہ فرمائے چونکہ وہ شہودی اور تنزیہہ صرف کی قائل تھے اور آپکو اُنکے مشرب مین کچھ کلام تھا ایک روز واقعہ مین دیکھا کہ خود ایک پیر پھیلائے اور

ایک سمٹے بیٹھے ہین اتنے مین حضرت مجدد الف ثانی تشریف لائے اور آپکے مقابل
مین بیٹھ گئے آپنے ادبًا پیر سمیٹنا چاہا لیکن اُنھون نے منع کیا اور خود بھی اُسطرح
بیٹھ گئے آپنے قدمبوسی کرکے پوچھا کہ آپ جو تنزیہہ صرف کے قائل اور صفات
حق کو ذات پر زائد کہتے ہین اسکا کیا مطلب ہے اسلیے کہ کوئی ذات بلا صفات
کے ہو نہین سکتی شاید یہ تنزیہہ آپکی اختراعی و فرضی ہے وہ خاموش ہو گئے پھر آپنے
فرمایا کہ میری مشغولی ایسی ہے جہان کسی وجود و شہود کا خیال نہین اُنھون نے
فرمایا کہ میری مشغولی بھی ایسی ہی ہے پھر اونھون نے اپنے پاس سے ایک روغنی
روٹی نکالی اور نصف آپ کو دی آپنے لینے مین تامل کیا مگر اُنھون نے نہ مانا
اور فرمایا کہ نہین نصف تم لو اور نصف مین کھاؤنگا پھر آپکی آنکھ کھل گئی ایکبار
آپنے واقعہ مین دیکھا کہ قیامت قائم ہوئی اور ہر شخص کا نامۂ اعمال آپکو دکھایا جانے
لگا آپکے خیال مین آیا کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا نامۂ اعمال دیکھنا
چاہیے دیکھا تو اوسمین صرف دو عمل ریائی تھے باقی تمام اعمال خالصًا للہ تھے آپنے
اُنسے عرض کیا اُنھون نے فرمایا کہ واقعی ایسا ہی ہے مشاہدہ نامۂ اعمال بجز افراد
واقطاب کے کسیکو میسر نہین ہوتا جیسا کہ حضرت شیخ اکبر نے اپنے بعض مصنفات مین لکھا ہی
آپ کا معمول تھا کہ درود شریف و نوافل ماہ محرم مین بہت پڑھتے تھے اور حضرت
امام عالیمقام کی روح اقدس پر نذر کر دیتے تھے ایک روز اوسی زمانہ مین دیکھا
کہ قیامت قائم ہے اور مین بصورت حضرت امام علیہ السلام معہ اہلبیت اطہار
میدان حشر مین اپنے سر کو ہاتھ مین لیے خدا سے فریاد و مناجات کر رہا ہون آپکے
نزدیک رویاے صالحہ و واقعات و کشف و کرامات کی کوئی وقعت نہین تھی

بہت ہی کم ظاہر فرماتے تھے۔
آپ کا طریقہ ظاہری و باطنی سب موافق کتاب وسنت تھا متقدمین حضرات صوفیہ کی کتابین مثل تعرف و قوت القلوب و رسالہ قشیریہ و کشف المحجوب وغیرہ اور متاخرین مین حضرت غوث پاک و حضرت شیخ اکبر و امام حجۃ الاسلام و مولانا جامی کی کتابین آپکے مطالعہ مین رہتی تھین تعظیم حضرت شیخ اکبر اور اُنکے مشرب کی تحقیق و تصویب مین آپ کو بہت غلو تھا اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اگر اعتساف سے قطع نظر کیجائے تو اُن علوم کو بر سر منبر اسطرح بیان کرنا چاہیے کہ مخالفین کو مطلقًا انکار کی مجال نرہے چنانچہ اکثر منکرین متفقہین و متکلمین منتسبین طریقہ نقشبندیہ شہودیہ سے آپسے توحید وجودی کے متعلق بحثین ہوئین آخر اُنھون نے علوم و معارف حضرت شیخ اکبر متعلقہ حقیت مسئلہ توحید وجودی مان لینے کے سوا چارہ نہ دیکھا اور اپنے انکار سے تائب ہوے۔
آپ کا طریقۂ تربیت و تعلیم طالبین و مریدین اسطرح تھا کہ اولًا علوم شرعیہ سے بقدر اہلیت و استعداد طالب کو آگاہ فرماتے پھر سلوک حسب قواعد اہل سلوک شروع کراتے تھے اور ہر وقت و ہر لحظہ اُسکے حالات کے نگران رہتے تھے۔ آپکا معمول تھا کہ بعد نماز ظہر و عشا کسی کتاب کا علوم دینیہ سے خواہ تفسیر ہو یا حدیث فقہ ہو یا تصوف۔ درس دیتے اور تمام حاضرین تکیہ شریف کو اُسکی سماعت کا حکم فرماتے تھے خصوصًا صاحبزادون اور دوستون کو نہایت تاکید فرماتے تھے اور مرید کرنے مین بھی بہت تامل فرماتے تھے اور خلافت دینے مین اُس سے زائد تامل اور احتیاط کرتے بہت سے مسترشدین ایسے تھے جو دس

دس اور بیس بیس برس حضور ہی مین رہے اور کمالات علمی و عملی حاصل کیا گیے
مگر انمین سے مجاز و ماذون ارشاد بہت کم ہوے ایک حکایت مناسب مقام
یاد آئی ایک روز ایک صاحب کتاب مناظر اخص الخواص شاہ محب اللہ
الہ آبادی کی حضرت غوث ملت کیخدمتمین پڑھ رہے تھے اوسمین ایک بزرگ
کی نسبت لکھا تھا کہ وہ ذکر سہ پایہ معمولہ خاندان چشت چالیس ہزار بار کرتے
تھے اور اسقدر کوئی دوسرا شخص انکی خانقاہ مین نہین کر پاتا تھا حضرت شاہ
انشاء اللہ قلندر آپکے خلیفہ اس مقولہ کو سنکر بولے کہ اگر اتنا کرتے تھے تو کچھ بہت
نہین کرتے تھے مینے اس ذکر کو ساٹھ ہزار بار روزانہ کیا ہے اور مدتون کرتا رہا
مگر باایہمہ حضرت پیر و مرشد کے نزدیک اس مقدار کی کوئی وقعت نہین تھی۔
آپ کو علاوہ حضرت کلید عرفان سے اجازت و خلافت کے سلسلہ نقشبندیہ کی
اجازت حضرت مولوی شاہ احمدی کرسوی خلیفہ حضرت سید محمد عدل عرف شاہ
لعل بریلوی سے بالمعاوضہ تھی یعنے اونکو سلسلۂ قلندریہ کی اجازت آپنے دی
تھی۔ پھر آپ کو جب بعض مسائل حضرت مجدد الف ثانی مین کچھ شبہات واقع
ہوے تو آپ اس سلسلہ کے اکثر مشائخ سے ملے۔ ایک مرتبہ راے بریلی تشریف
لے گئے اور حضرت شاہ ابو سعید راے بریلوی خلیفہ حضرت شاہ محمد عاشق پھلتی
خلیفہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے ملی اور اپنے شکوک بیان کیے
انھون نے فرمایا کہ آپ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی تصانیف ملاحظہ
کیجیے اور اپنے پاس سے پانچ رسالہ دیے ہمعات سطعات الطاف القدس
انتباہ قول الجمیل۔ آپ انکو ملاحظہ کرکے نہایت خوش ہوے اور سب کی خو

نقلین فرمائین۔ فرماتے تھے کہ میرے اکثر شبہات ان رسائل کے دیکھنے سے جلتے رہے متاخرین مین آپ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے نہایت معرف تھے اور اُنکے طریقہ کے اشغال واذکار و سلسلہ کی اجازت بھی آپنے حضرت شاہ ابو سعید صاحب مسبوق الذکر سے لی تھی۔

آپ کی تصنیف سے دو کتابین ہین ایک رسالہ **معمور داشتن اوقات** کہ جسکو آپنے اپنے ایک مسترشد خاص محب علیخان زمیندار کگرہ تحصیل ملیح آباد کی تعلیم کے لیے تحریر فرمایا تھا اس رسالہ کو حضرت غوث ملت نے کتاب مستطاب اصول المقصود و مطالب رشیدی مین تمامہا نقل فرمایا ہے اور اسکی شرح مولوی محی الدین خان ذوق کاکوروی نے اردو مین لکھی جسکا نام توثیق المقاصد ہے یہ شرح حامل المتن تیس چالیس سال ہوے جب چھپی تھی مگر اب نادر الوجود ہے دوسری کتاب **نغمات الاسرار** معروف بہ سانت رس ہے کہ جس مین حقائق و معارف ٹھمریون وغیرہ مین بیان فرمائے ہین پوری کتاب بھاشا زبان مین ہے جس زمانہ مین آپنے یہ ٹھمریان تحریر فرمائین تو معترضین نے بہت اعتراضات کیے چنانچہ آپنے اپنے ایک صحیفہ مین اپنے منجھلے صاحبزادہ حضرت باقی باللہ مولانا شاہ حمایت علی قلندر کو اسکی بابتہ تحریر فرمایا ہے شنیدہ شد کہ بعضے مردم آنجا طعن ما عمال اینجانب رنجے میرسانند خصوصًا از تصنیف خیالات واقعی محل طعن است برخوردار من اکثر از حرکات خود ندامت می آید از خیالات گوئی و صحبت مطربان الہ آباد و کاکوری و دیگر احداث چہ سخنہا کہ نشنیدم از ہمنشین وا ہلخانہ و دیگر مردم اینجا اگر خیالات است ہمین ست کہ شما یان بارنج میشود بسبب محبتے کہ دارند نمیدانم کہ خدا با ما چہ خواستہ است امید داشتم کہ کتابے

در فن تصوف تصنیف کنم اینچه شد اسپ گفتم خر بر آمد مشغولی سی ساله را حاصل این شد انا لله وانا الیه راجعون بشارات پیر و مرشد آنچنان بود و افعال مبشر این چنین انچه که از ما دیده میشود اگر با کسے گوییم که ما را با آن هیچ تعلق نیست از ما انچه می کنانند میکنم نه رغبت سود دارم و نه رغبت دیگر که باور کند ما را معامله با خدا افتاده است بر تقدیر او میگردم و بر مذهب او میباشم از سی سال همین مشغولی ست که من ذاتاً و صفتاً و قولاً نیستم اوست که باین صورت است عالم پیش ازین در بطون عین او بود چنانچه در ظهور او عین انسان ست عقیده همین و مشق برین و کیفیت همین خود را حواله او کرده ایم هر چه در حق ما نیک داند بکند و میکنم انچه میدانم که از کجا ست و چرا ست در صحبتے که شما اید آنجا غیر از ابی حنیفه و هدایه کتابے و علمے نیست در دین و نزد ما مردم سند هر چیز از پیران خود است محی الدین ابن عربی در حقایق و غزالی در طریقت از طعن این مردم ما را پروائے نیست در هر چیز که مردم مرا طعن کنند خواهش آن چیزها در نفس نماند مگر حکمت الهی است که ما را برین آورده اند ؎

گر طمع خواهد ز من سلطان دین	خاک بر فرق قناعت بعد ازین

اس کتاب کے اخیر مین صرف یہ دو اُردو غزلین ہین ؎

جبھی دل پہ اُس کا کرم دیکھتے ہین	تو دل کو بہ از جام جم دیکھتے ہین
کبھی اوس جام مین حرف عالم کی صورت	دل اپنے مین حق دمبدم دیکھتے ہین
سلف مین جو یارون نے دیکھا بہت کچھ	نہین اُس سے کچھ ہم بھی کم دیکھتے ہین
کبھی حق کو عالم سے دیکھین منزّہ	کبھی عالم و حق بہم دیکھتے ہین
ہے علما پہ مشکل سخن یہ کیونکر	حوادث مین نور قدم دیکھتے ہین
یہ تمثیل خاطر مین اُنکے نہ آئی	بہم جسطرح موج و یم دیکھتے ہین

کھلا جسپہ جلوہ صفاتِ خدا کا
وہ اس دیر کو بھی حرم دیکھتے ہین
گمان بد نگر حق پرستی مین اُنکی
وہ دیکھین صمد کب صنم دیکھتے ہین
وجود و عدم دونون شانین ہین اوسکی
پرے دونون شانون سے ہم دیکھتے ہین
ہمین حق سے ہے ابر و چشم کاظم
شب شوق جب چشم نم دیکھتے ہین

دیگر

ہم اس دلکو بیت الحرم دیکھتے ہین
تمام اسمین نور قدم دیکھتے ہین
جسے دیکھنا یار مشکل کہین سب
اُسے ہم خدا کی قسم دیکھتے ہین
ہمین مت سمجھ شاد و غمگین کسی سے
ہم اُس ہی سے شادی و غم دیکھتے ہین
جہان مین کرین کسکا شکوہ جہا تکی
یہ ہستی ہی ساری عدم دیکھتے ہین
عداوت گئی دل سے یکطرف اب ہم
محبت ہی کو یک قلم دیکھتے ہین
محبت ہی تجکو حجاب اس جہا مین
یہ عرفان ہم تجھ مین کم دیکھتے ہین
محبت سے عالم مین تجکو خلل ہے
لگے دل کسی سے تو سم دیکھتے ہین
کیا جب کرم حق نے کاظم کے دل پہ
اُسی سے اُسے دمبدم دیکھتے ہین

دیگر بطور ٹھمری

ز لطف ار نمودی کسے را جمالے
دُکھے تو کہ ساتھ گھر اُسکا گھالے
مرا نیز بنما بشارت کنم جان
بہت دن بنا درس پاے کسالے
سُئے دہ کہ دارد نہ رنگے نہ بوے
پیاؤ سدا اور رہو نت سنبھالے
نشہ مست کاظم نہ ہے ظرف عالی
پُے مدہ کی دن رات بھر بھر پیالے
خورد ساقی و مے و خمخانہ جملہ
تبھی عارفون مین ہی وہ سر نکالے

انکے علاوہ فارسی مین آپکے مکتوبات بھی مریدین راسخین وطالبین صادقین وغیرہ کے نام بہت ہین جنکو اب معہ مکاتیب حضرت غوث ملت کے حضرت وارث الانبیا مولانا شاہ محمد حبیب حیدر قلندر مدظلہ صاحب سجادہ کاظمیہ نے بطور ایک کتاب کے مدون کرکے **مفاوضات** ۱۳۲۸ھ تاریخی نام رکھکر طبع کرادیا ہی آپ کو دو چار سال قبل وصال سے عارضہ ضیق النفس پیدا ہو گیا تھا جس سے بہت سخت تکلیف رہتی تھی علاج برابر ہوتا رہتا تھا دو چار ماہ قبل وصال سے ارشادات مشعر وصال ہوتے تھے بارہ ربیع الآخر کو شب مین آپکے درد شکم ہوا اُسکے دفعیہ کے لیے استفراغ کیا جسمین مادہ صفراوی خارج ہوا مگر طبیعت بحال نہوئی بلکہ تپ آگئی اور خارشت دفعۃً تمام جسم مین پیدا ہو گئی دو تین روز کے بعد اُسی بخار مین یرقان شدید ہو گیا تپ رفتہ رفتہ باوجود علاج اسقدر بڑھی کہ تپ محرقہ ہو گئی چار چار گھنٹہ آپ بیہوش رہتے تھے آخر اوسی حالت مین آپنے حسب مرضی خود بعمر ترسٹھ سال آخر شب بستم ربیع الآخر سنہ بارہ سو اکیس ہجری زمانہ سلطنت شاہ عالم بن عالمگیر ثانی وعہد وزارت نواب سعادت علیخان ابن نواب شجاع الدولہ بہادر مین وصال فرمایا اور اکیس تاریخ دفن ہوے اُسی روز ایک بزرگ نے لکھنؤ مین خواب دیکھا کہ حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عالم سے رحلت فرمائی اور بہت مجمع ہے اسکی تعبیر مین وہ متحیر تھے کہ اُنکو آپکی خبر وصال پہونچی مزار شریف آپکا اندرون احاطہ خانقاہ پائین مزار اپنے والدین ماجدین کے ہے۔ قطعہ تاریخ وصال آنحضرت از حضرت غوث ملت قدس سرہ سہ

شاہ کاظم قدوۂ اہل صفا	صاحب سرّ و امام عارفان
چون ز دنیا رفت و واصل شد بحق	از فراقش ہاتفی شد الامان
شد بفکر سال تاریخش تراب	از برائے یادگار طالبان
ہاتف غیب از سر افسوس گفت	حیف لہ حلت کرد آن قطب زمان

دیگر از شیخ محمد معظم اکبرآبادی ہ

قدوۂ اہل یقین زبدۂ ارباب سداد	واقف کنہ ازل کاشف سر ایجاد
شمع ایوان تصوف مہ برج عرفان	گل بستان ہدیٰ بلغ صفا را شمشاد
ہر کہ شد طالب او غایت مطلب دریافت	ہر کہ گردید مریدش شدہ فائز بمراد
حضرتِ عارفِ باللہ محمد کاظم	ذات او بود امامِ صف اصحاب وداد
چید از نخل جہان میوۂ تقویٰ و برفت	کہ بود در سفر عاقبتش خیر الزاد
ہاتف غیب بتاریخ وفاتش فرمود	قبلۂ حق طلبان قطب سپہر ارشاد

ایضاً از قاضی القضاۃ قاضی محمد نجم الدین علیخان بہادر ثاقب کاکوروی

ہو خالد فی الجنات

وفات کے آٹھ نو سال کے بعد شیخ لعل محمد آپکے مرید مخلص نے آپ کا روضہ متبرکہ بنوایا جو اب تک فیض بخش قلوب ارباب ارادت و نظارت بخش دیدہ اہل بصیرت و بصارت ہے قطعہ تاریخ تعمیر روضہ شریفہ از حضرت غوث ملت ہ

خدا بلعل محمد جزائے خیر دہد	بسعی او چو بنا گشت روضۂ پیرش
تراب خوش شد و از بہر یادگار دہر	بگفت گنبد پر نور سال تعمیرش

و در روضۂ شریفہ کی حریم مولوی مسیح الدین خان بہادر سفیر شاہ اودہ و میر منشی

گورنر جنرل نے بنوائی اسکی بھی تاریخ حضرت غوث ملت نے لکھی ؎

ده چه خوش رقیه بنا کرد مسیح الدینخان — گرد این روضه نه هی شان عظیم روضه
فکر تاریخ بنایش چو بدل کرد تراب — بے سر جهد خرد گفت حریم روضه

کرامات و تصرفات آپ سے بہت صادر ہوئے جو مفصلاً اصول المقصود مین مذکور ہین انمین سے چند لکھی جاتی ہین۔

کرامت شیخ ہدایت اللہ ابن شیخ محمد تقی (جو آپکے ناناہالی عزیز اور آپکے مرید صاحب نسبت تھے) بیان کرتے تھے کہ ایک مرتبہ مین بیمار ہوا بیماری یہ تھی کہ فم معدہ پر ایسی سوزش ہوگئی تھے جو قابل بیان نہین یہ معلوم ہوتا تھا کہ آگ جل رہی ہے مین سخت پریشان تھا لیکن حضرت سے اس لیے عرض نہین کیا کہ آپ پر خود سب روشن ہے آخر ایک روز خود ہی آپنے پوچھا مینے کیفیت عرض کی آپ خاموش ہورہے اوسی روز ظہر کے وقت سے مجھ پر عجب کیفیت طاری ہوئی کہ بجاے سوزش کے یہ معلوم ہوتا تھا کہ کسی نے فم معدہ پر برف رکھدی ہے اور پھر تھوڑی دیر کے بعد یہ معلوم ہوا کہ کسی نے سارے جسم کو برف مین غوطہ دیدیا مجکو تعجب بلکہ اسکا خوف ہوا کہ کہین فالج و لقوہ نہو جاے تب مین جسم کی حفاظت کرنے لگا لیکن سوزش و گرمی فم معدہ جو مہلک تھی بالکل جاتی رہی مگر مین اسکا سبب بھی کچھ نہین جانتا تھا تیسرے روز حضرت نے پوچھا کہ اب سوزش کا کیا حال ہے تب مجکو خیال آیا کہ یہ حضرت ہی کی توجہ کا اثر تھا عرض کیا کہ حضور کی توجہ سے اب آرام و خنکی ہے آپ مسکراکر چپ ہورہے

کرامت حضرت شاہ شیر علی قلندر خلیفہ آنحضرت کا بیان ہے کہ ایکبار

مجھ پر حالت قبض اسقدر شدید طاری ہوئی کہ دل بیقرار ہوگیا شدت بیقراری
مین ادہر اُدہر دوڑتا اور روتا تھا بہت دیر تک یہ حالت رہی اتنے مین
آپ دولتخانہ سے تکیہ شریف پر تشریف لاے اور میرا حال پوچھا مینے عرض
کیا کہ اسوقت میرے دل پر اسقدر سوزش وگرمی وبیقراری ہے کہ جان پر
آبنی ہے جینے سے مرجانا اچھا معلوم ہوتا ہے فرمایا کہ کہان سوزش ہے
مینے قلب کی طرف اشارہ کیا آپنے دو انگلیان میرے قلب پر رکھین رکھتے
ہی یہ معلوم ہوا کہ کسی نے برف کا ٹکڑا میرے دلپر رکھدیا اور ایک ایسی عجیب
کیفیت سے متکیف ہوا کہ جیسے کسی کے منھ مین مصری کی ڈلی ہو اور وہ اُس
سے ذائقہ لے۔ عجب سرور وحلاوت بیچون وبے کیف مجھے حاصل ہوئی کہ جسکی
وجہ سے مین دیر تک نعرے مارتا رہا۔

کرامت نیز انکا یعنی حضرت شاہ شیر علی قلندر کا بیان ہے کہ ایک بار
اعتکاف مین مجکو حضرت نے اپنے پاس طلب فرمایا مین حاضر ہوا اور تخت پر
روبرو آپکے بیٹھ گیا آپ حقہ پی رہے تھے اُسی حالت مین آپ میری طرف
بباطن متوجہ ہوے یک بیک مجھ پر ایک عظیم حالت طاری ہوئی یہ معلوم
ہوا کہ جیسے پہاڑ پھٹ پڑا جسکی بوجہ سے مین بے طاقت ہوگیا جس تخت پر
مین بیٹھا تھا اُس سے ایسی آواز ہوئی کہ قریب تھا کہ ٹوٹ جاے مین نعرہ
مارکر بیخود ہوگیا تھوڑی دیر کے بعد آپ قضاے حاجت کو تشریف لیجانے
لگے مینے اُٹھنے کا قصد کیا فرمایا کہ ابھی ٹھہرو جانے مین جلدی مت کرو مبادا
سیڑھیون پر سے گر پڑو مین بیٹھا رہا جب آپ واپس تشریف لائے تو پھر

کچھ فرمایا اور وہ حالت میری فرو کر دی اور فرمایا کہ اب جاؤ حضرت غوث ملت اصول المقصود مین تحریر فرماتے ہین کہ مین بھی اُس وقت موجود تھا اور اُنکی حالت بچشم خود دیکھی اور تخت کے صدمہ کی آواز بھی سنی تھی۔

کرامت حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچی صاحب مقامات مظہریہ خلیفہ حضرت میرزا مظہر جان جانان شہید دہلوی سے آپ سے بہت ربط وضبط تھا ایکبار وہ بیمار ہوے ہونٹھ پر ایک آبلہ پڑگیا اور اسقدر اُسکا ورم بڑھگیا کہ کھانے پینے سے بالکل مجبور و معذور ہوگئے اور بہت حالت ردی ہوگئی اُسی زمانہ مین اتفاقاً آپ لکھنؤ تشریف لے گئے وہان اُنکا حال سنکر عیادت کے واسطے بنگالی باغ جہان وہ تھے گئے اُنکی بی بی نے آپکے پاس کہلا بھیجا کہ ایسی توجہ فرمائیے کہ اسی وقت یہ آبلہ ٹوٹ جائے اور اسپر بہت مصر ہوئین ہر چند آپنے تسلی دی اور کلمات عجز فرمائے مگر اُنھون نے نہ مانا اور یہی کہتی رہین کہ بلا حصول صحت انکے مین آپ کو جانے نہ دونگی بلکہ پردہ سے نکلکر آپ کے قدمون پر گر پڑونگی اور اسی ارادہ سے وہ دروازہ پر آکر کھڑی ہوگئین تب آپنے مجبور ہوکر فرمایا کہ خیر مین جاتا ہون انشاء اللہ صحت ہوئی جاتی ہے کھچڑی تیار کر رکھو جب آبلہ ٹوٹ جائے تو کھلا دینا یہ فرماکر چلے آئے تھوڑی دیر کے بعد وہ آبلہ خود بخود ٹوٹ گیا گویا نشان ہی نہ تھا شاہ صاحب کی طبیعت بحال ہوگئی اور اُنھون نے کھچڑی کھائی۔

کرامت میان محمد روشن خان خادم خاص آنحضرت کا بیان ہے کہ ایک آپ اپنے حضرت پیر و مرشد کے زمانہ حیات مین دیگدھہ تشریف سے وطن

روانہ ہوے اور لالہ شتاب راے اور نیز ایک دوسرے شخص کے اصرار سے
الہ آباد کی طرف چلے اوس روز ہولی کی صبح تھی آپنے مجھ سے فرمایا کہ اگر ہندو
راستہ مین گھیر کر دھول اڑائین تو کیا کروگے مینے عرض کیا کہ حضور اُنکی کیا
طاقت و کیا مجال آپنے فرمایا کہ خیر بہتر ہے ہم چلتے ہین ذرا تمھاری طاقت
بھی دیکھین۔ جب دملگڈھ شریف سے چلکر اوترا وان پہونچے تو بہت سے ہندوون
نے آکر آپ کا میانہ گھیر لیا آپ نے میری طرف دیکھ کر فرمایا کہ اب کیا کروگے
تمھاری طاقت کا وقت آپہونچا مینے عرض کیا کہ ان لوگون کی کیا مجال آپ
یہ سنکر مسکرا دیے پھر آپ نے اُن لوگون سے فرمایا کہ تمھین کیا منظور ہے انھون
نے کہا کہ ہم آپ کے ساتھ ہولی کھیلین گے اور آپکو رنگین گے آپ نے فرمایا
کہ بہتر ہے اتنے مین اونھین مین سے ایک بڈھے نے مجمع سے نکلکر کہا کہ آپ
فقیر ہین ہم لوگون کی کیا مجال کہ آپ کو دق و پریشان کرین آپ معاف فرمائیے
یہ کہکر وہان سے چلے گئے آپ کا میانہ بھی وہان سے روانہ ہوا پھر آپنے رستہ مین
مجھ سے فرمایا کہ اگر کوتوال گھاٹ پر تنگ کرے دریا مین کشتی پر سوار نہونے
دے اور میرا فقیری لباس اُتار لے تو کیا کروگے مین نے پھر عرض کیا کہ حضور
کوتوال کی کیا مجال جو ایسی گستاخی کر سکے آپنے ہنسکر فرمایا کہ خیر یہ بھی دیکھنا
ہے جب دریا کے کنارے گھاٹ پر پہونچے اور کشتی پر سوار ہونا چاہا تو کوتوال
نے آکر محصول کے واسطے تنگ کیا اور اپنی نامعقولیت سے کہنے لگا کہ مین
ایسے فقیرون کا قائل نہین ہون مینے بھی اپنی اس عمر مین ایسے بہت سے فقیر
دیکھ ڈالے ہین اور خود میرے پاس فقیری لباس موجود ہے جسوقت چاہون

اسی طرح فقیر ن جاؤن مین اُسکے اس بیہودہ گفتگو اور تشدد بیجا سے سخت غصہ
اور پریشان ہوا سوچ رہا تھا کہ کس طرح اس سے گلو خلاصی ہو اور کشتی پر سوار
ہونے کو ملے اسی فکر مین تھا کہ اُسوقت آپنے مسکرا کر پھر میری طرف دیکھکر
فرمایا کہ اب وہ دعوی کہان گیا مینے کہا کہ ایک گھڑی مین معلوم ہو جاے گا
اور یہ سب مین آپکے بھروسہ پر کہتا تھا تھوڑی دیر کے بعد وہ کوتوال خودبخود
آپکے قدمون پر گر پڑا اور ایسی عاجزی و خوشامد سے پیش آیا جسکی امید نہ تھی
خیر کشتی پر سوار ہوے پھر فرمایا کہ اگر وہ نہ آنے دیتا تو کیا کرتے مینے کہا کہ کیا
طاقت تھی اگر حکم ہوتا تو مین دریا مین ڈالدیتا فرمایا کہ اب دریا کا بھی حال
معلوم ہو جائیگا جب کشتی بیچ دریا مین پہونچی تو خودبخود اُسکا سوراخ کھلگیا
اور پانی کشتی مین بھرنے لگا زانو تک پہونچ گیا اور کشتی ڈوبنے لگی سبکے چہرے
زرد ہوگئے اور ہر شخص زندگی سے مایوس ہو گیا آپنے فرمایا کہ اب وہ طاقت
کہان گئی مین چپ ہو گیا تاہم آپ کی قدرت سے امیدوار خلاصی رہا تب
آپنے ملاح سے فرمایا کہ کسی طرح کشتی چلاؤ اُسنے کہا کہ حضرت کس طرح چلاؤن
کوئی تدبیر بن نہین پڑتی فرمایا کہ جس طرح ممکن ہو وہ حیران ہو گیا یکایک خودبخود
کشتی کنارہ پر پہونچ گئی جب سب لوگ مع اسباب کے کشتی سے کنارہ اُتر گئے
تو اُسیوقت کشتی وہین ڈوب گئی۔

کرامت ملا محمد مبین فرنگی محلی لکھنوی جو آپکے دوست اور نہایت معتقد تھے
وہ بیان کرتے تھے کہ میری پہلی بی بی سے جو ملا محمد حسن کی بیٹی تھین کوئی اولاد
نہین ہوتی تھی ایک روز مینے آپ سے کہا کہ ان بیوی سے کوئی اولاد نہین

ہوئی ہے اگر دوسرا نکاح کرنے سے اولاد ہو تو نکاح کرون بشرطیکہ آپ متوجہ
ہو کر حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم دریافت کر کے بتلائین اور بہت
اصرار کیا فرمایا کہ خیر تمھاری خاطر دریافت کرونگا چنانچہ دریافت کر کے فرمایا
کہ بہتر ہے دوسرا نکاح کرو اوس سے بہت اولاد ہوگی مینے پھر بتکرار و حجت
طالبعلمانہ کہا کہ خوب تحقیق کر کے فرمائیے ورنہ یہ سمجھ لیجیے کہ درصورت دیگر مین
آپکو بہت رسوا کرونگا آپنے فرمایا کہ کیا مضائقہ اگر غلط ہو تو جو چاہنا کہنا تب
مینے نکاح کیا اوس سے اولاد ہوئی۔

کرامت نیز مولوی صاحب موصوف کا بیان ہے کہ آپکے صاحبزادے
مولوی حکیم باسط کے ابتدا مین ایک مدت تک کوئی اولاد نہین ہوئی اونکے سسرالی
اعزہ نہایت ناامید و بدظن ہو کر طعن و تشنیع کرتے تھے ایک بار مین آپ کی
خدمت مین راجہ ہو لاس راے کے مکان پر حاضر ہوا تنہا پا کر عرض کیا کہ حکیم
باسط کے ابتک کوئی اولاد نہین ہوئی اونکی خوشدامن نہایت پریشان و بیتاب
ہین آپ سچ سچ بتلائیے کہ انکی قسمت مین اولاد ہے یا نہین آپنے فرمایا کہ ہے
پھر مینے کہا کہ انھین بی بی سے یا دوسری شادی کرنے سے فرمایا کہ انھین بی بی
سے مینے مکرر دریافت کیا اور پھر جا کر سب کی تشفی کر دی آخر ایک سال کے اندر
ہی اونکے یہان لڑکا پیدا ہوا اور پھر کچھ دنون کے بعد ایک لڑکی۔

کرامت شیخ لعل محمد آپکے مرید کا بیان ہے کہ جس زمانہ مین مین بیگمات کی
ڈیوڑھی پر نوکر تھا ایک میرے مخالف نے مجکو سحر سے ہلاک کرنا چاہا اور
ایک کوری سے مجھپر سحر کرایا جس روز اوس ساحر نے سحر کیا تو مین اپنے گھر مین

سورہا تھا رات کا وقت تھا دیکھتا کیا ہون کہ آگ کا شعلہ دور سے ظاہر ہوا اور
میرے سامنے آیا یکایک حضرت کے برزخ میرے سامنے آئی اور مجکو جگا کر فرمایا
کہ اوٹھو اور سات بار درود شریف اور سات بار آیۃ الکرسی ماش کے سات دانون
پر پڑھکر اس شعلہ پر مارو مین اوٹھا دلمین خیال آیا کہ فورًا اسوقت ماش کہان پاؤن اتنے
مین اپنی ہی چارپائی پر مجکو تھوڑے سے ماش پڑے ہوے نظر پڑے فی الفور اٹھا کر
جیسا فرمایا تھا کیا صبحکو جسنے سحر کرایا تھا اُسنے ایک شخص کو میرا حال دریافت کرنے
بھیجا اُسنے جاکر بیان کیا وہ کوری اُسیوقت مرگیا مینے جاکر اُسکے گھر پر پوچھا تو معلوم
ہوا کہ فلان وقت مرگیا دوسرے روز مین کاکوری حضرت کے حضور مین حاضر ہوا
آپ بالاخانہ پر تشریف فرما تھے میری صورت دیکھکر مسکرائے اور فرمایا کہ خدا نے
فضل کیا کچھ کھانا پکوا کر محتاجون کو کھلا دو اور کسی سے کچھ نہ کہو مینے مکان پر آکر کھانا
پکوا کر محتاجون کو کھلوا دیا۔

ابتداء حال مین آپ کو توحید مین بہت غلو تھا اوسی زمانہ مین ایک بار آپ سلمہ
شریف دمگڈھہ مین تھے اور حقائق و معارف حضرت شاہ عطا علی قلندر وغیرہ سے
بیان فرما رہے تھے ایکروز سب نے کرشن کا ذکر کیا آپنے فرمایا کہ وہ بھی میری صورت
سے ہے دانشاہ مرید حضرت کلید عرفان نے کہا کہ جبتک ہم نہ دیکھ لین ہمکو اسکا اعتبار نہین
آپنے فرمایا کہ دیکھ ہی لوگے اوسی شبکو واقعہ مین انھون نے آپکو کرشن کی صورت پر
دیکھا صبحکو آکر بیان کیا کہ واقعی آپنے سچ کہا تھا مینے کرشن کو آپکی صورت پر دیکھا
اسی قسم کے دو تین واقعات اور بھی کہ امانت رائے و ٹھاکر پرشاد نے بھی آپکو کرشن
کی صورت پر دیکھا اصول المقصود مین مذکور ہین آپکی وفات کے بعد آپکے وصال کا

صدمہ اعزہ و مریدین و مسترشدین کو بہت ہوا کسی طرح سے تسلی نہوتی تھی آپکے مزار پر متوجہ ہونے سے اور صرف حاضر ہونے سے خود بخود تسکین ہو جاتی تھی حافظ نجیب صاحب مرید آنحضرت کا بیان ہے کہ مین حضرت کی وفات کے دو تین روز بعد ایک روز مزار مبارک پر حاضر تھا اور آپکے فراق مین بیتابی سے رو رہا تھا یکایک میرے کان مین آواز آئی کہ کیون روتے ہو ہم موجود ہین اس آواز کو سنکر میرا اضطراب جاتا رہا اور اطمینان ہو گیا شیخ فیض بخش صاحب کا بیان ہے کہ جب مینے آپ کی خبر وصال سنی تو مجکو یقین نہین آتا تھا رات کو مینے آپ کو خواب مین دیکھا آپنے فرمایا کہ میری وفات کی خبر صحیح ہے تب مجکو یقین ہوا۔ مفصل حالات و کرامات کیلیے اصول المقصود ملاحظہ ہو۔

آپکے خلفا و مجاز یہ حضرات ہوے۔ حضرت شاہ میر محمد قلندر برادر خورد آنحضرت حضرت غوث ملت شاہ تراب علی قلندر خلف اکبر و جانشین آنحضرت۔ حضرت باقی باللہ مولانا شاہ حمایت علی قلندر خلف اوسط آنحضرت۔ حضرت شاہ بہرام علی قلندر کاکوروی داماد آنحضرت حضرت شاہ انشاء اللہ قلندر ہاشمی کاکوروی حضرت شاہ عاشق اللہ قلندر حضرت شاہ شیر علی قلندر شاہ امید علی جونپوری شیخ طفیل علی کاکوروی۔ ملا قدرت اللہ بلگرامی اوستاد حضرت غوث ملت۔ مولوی شفاعت علی سندیلی۔ حضرت مولوی شاہ احمدی کرسوی۔ شاہ محمد محفوظ ساکن نیوتنی۔

ذکر صاحبزادگان حضرت عارف باللہ

ذکر حضرت باقی باللہ مولانا شاہ حمایت علی قلندر خلف اوسط حضرت

ولادت باسعادت آپ کی سن گیارہ سو چیاسی ہجری مین ہوئی آپ حضرت
غوث ملت شاہ تراب علی قلندر قدس سرہ سے تقریباً چار سال چھوٹے تھے۔ آپ سے
قبل آپکے ایک اور بھائی پیدا ہوے تھے جنکا نام حضرت عارف باللہ نے باقی اللہ
رکھا تھا انکی ولادت کے وقت یکبارگی تمام گھر مین ایسی روشنی پھیل گئی کہ گویا
کسی نے مشعل روشن کردی سب یہ کیفیت دیکھکر سمجھے تھے کہ کسی ولی کی روح نے
ظہور کیا ہے لیکن پانچ چھ روز کے بعد انکا انتقال ہوگیا اُنکے بعد آپکی ولادت
ہوئی حضرت عارف باللہ نے واقعہ مین دیکھا کہ یہ لڑکا کہتا ہے کہ باقی باللہ مین
ہون اور مین ستر ہزار حجابات حق قطع کرونگا اس واقعہ سے وہ اور دیگر اعزہ
بہت خوش ہوے۔ زمانہ طفولیت ہی سے آثار سعادت و انوار ولایت
آپکے چہرۂ مبارک سے تابان و فروزان تھے پانچ چھ برس کے سن مین آپ کا
یہ حال تھا کہ جسکے حق مین جو کچھ فرما دیتے تھے وہی ہوتا تھا اکثر مستورات آکر
آپسے اپنی اُن اعزہ کا جو کہین باہر ہوتے تھے حال پوچھتی تھین آپ فورا بتا دیا
کرتے تھے ایکبار اُسی زمانہ مین قحط پڑا اور پانی بالکل نہین برسا تمام قصبہ کے
لوگ نماز استسقا کے لیے تکیہ شریف کے متصل باغ مین جمع ہوے آپ بھی
کھیلتے ہوے اُدھر جا نکلے اور مجمع کا سبب پوچھا کسی نے بیان کیا آپنے فرمایا

فضول ہے اپنے اپنے گھر جائین اور کنوین کھودین پانی نہین برسے گا ویسا ہی
ہوا غرضکہ اُس زمانہ مین اکثر طرح کے خرق عادات آپسے واقع ہوے جب سن
تمیز کو پہونچے تو یہ حالت فرو ہوگئی اور لکھنے پڑھنے مین مشغول ہوے دس برس
کے سن سے حضرت عارف باللہ آپ کی تعلیم کیطرف متوجہ ہوے اور تبلیغ اذکار
و افکار خاندانی و کتب تصوف وغیرہ سکھائے پڑھائے چودہ برس کے سن مین
نصاب اسم باسط کے بشرائط ترک حیوانات ایک سال تک زکوۃ دی پھر شباب
مین تحصیل علوم عربیہ کا شوق ہوا اولاً کتاب میزان و منشعب حضرت غوث ملت
سے پڑھین اور کچھ کتابین فصول اکبری وغیرہ حکیم محمد حیات ساکن بدہہ سے
لکھنو مین پڑھین پھر سندیلہ جاکر مولوی قاسم علی ابن مولوی حمد اللہ شارح سلم
سے پڑھنا شروع کیا اُسکے بعد لکھنو مین مہاراجہ ٹکیت راے کے مدرسہ مین
مولوی عبد الواجد خیر آبادی سے پڑھتے رہے جب وہ عدالت دیوانی مین
نوکر ہوگئے اور آپکے سبق مین حرج ہونے لگا تو دیوہ جاکر مولانا ذو الفقار علی
خلیفہ حضرت سید شاہ لعل بریلوی نقشبندی سے ہدایہ و دیگر کتب بقیہ پڑھ کر
فراغ حاصل کیا آپکو اُنسے طریقہ نقشبندیہ کی اجازت بھی تھی پھر وہان سے وطن
آے اور مشغلہ درس تدریس کے ساتھ حضرت عارف باللہ کی خدمتمین رہنے لگے
اوسی زمانہ مین آپنے کتاب رکاز الاصول شرح فصول اکبری لکھی حضرت عارف
باللہ نے آپکو صغر سنی ہی مین اپنا مرید کر لیا تھا اور جب ہی سے بانواع طرق قولاً
و فعلاً تربیت و تعلیم فرماتے رہے اور رموز و اسرار محمدی و مرتضوی سے آگاہ فرماکر
تمام سلاسل کی اجازت و خلافت عطا کی آپ کو اجازت و خلافت سلسلہ نقشبندیہ

کی حضرت مولانا حاجی امین الدین محدث خلف مولانا حمید الدین محدث کاکوری سے بھی تھی باوجودیکہ سماع کا آپ کو بہت ذوق تھا مگر بموجب وصیت اپنے اوستاد مولانا ذوالفقار علی نقشبندی کے سماع ترک کر دیا تھا حضرت عارف باللہ بھی اسقدر پاسداری آپکی کرتے تھے کہ اگر کوئی شخص اُنکے حضور مین گاتا ہوتا تھا اور آپ آجلتے تھے تو وہ یہ فرماکر موقوف کرا دیتے تھے کہ چپ رہو حمایت علی آتے ہین آپکی مقبولیت و محبوبیت جو اُنکے حضور مین تھی وہ اُنکے اُن مکاتیب سے جو آپکے نام ہین ظاہر ہے بلکہ ایک مکتوب مین اُنھون نے علم اولین و آخرین کی بشارت جو اُنکو حضرت کلید عرفان نے دی تھی آپکو دی ہے جسکے الفاظ یہ ہین کہ خط شما رسید بسیار محظوظ گردانید فہرست کتابہا نگاہداشتہ ام انشاء اللہ ہمہ میسر خواہد آمد بلکہ ام الکتاب را امیدوار باشند کہ ہمہ علوم از انجاست ما را از جناب عالی محمدی علیہ الصلوۃ والسلام واز زبان مبارک حضرت مرشدی علم اولین و آخرین را بشارت شدہ است ہمہ در شما ظہور خواہد کرد خاطر جمع دارند و خدا را یاد دارند انتہیٰ بعد وفات حضرت عارف باللہ حضرت غوث ملت نے آپ سے بھی ترک لباس کرایا اور خرقۂ فقر پہنا کر اپنی طرف سے بھی اجازت و خلافت عطا کی بعد وفات حضرت عارف باللہ آپ کم و بیش پانچ سال زندہ رہے لیکن اس تھوڑی سی مدت مین آپکے اوصاف و محامد و علم و فضل و فقر و کمال کا بہت شہرہ ہو گیا اور سلسلہ بیعت و ارشاد و طریقہ کاظمیہ آپ کی ذات با برکات سے خوب جاری ہوا پانچ سال اسیطرح گذرے چونکہ مرضی الٰہی اس سے زائد کی نہ تھی کہ دفعتاً چھبیس رجب المرجب روز جمعہ سنہ بارہ سو چھبیس کو سانپ کے کاٹنے سے

بعمر اکتالیس سال آپنے انتقال فرمایا قطعۂ تاریخ وفات از حضرت خواجہ حسن چشتی مودودی لکھنوی سے

بر رضا رُخ بنمودی بقضا	ہا شمم ہاشمی من تو آه
بیتو دل بند شده اے دلبند	چون بتو بند اجل زد ناگاه
سال تاریخ وفاتش زخرد	بسکہ جستم بچنین حال تباه
گفت ہاتف کہ بگو با افسوس	آه دلبند رضینا باللہ
	سنہ ۱۲۲۶ ھ

مزار آپ کا حضرت عارف باللہ کے پہلو مین جانب مغرب ہے دیوار پہ اُسکے جانب غرب یہ تاریخ لگی ہوئی ہے۔ قطعہ تاریخ از جناب مولوی شریف الدین صاحب کاکوروی سے

حضرت مولوی حمایت علی	این کاظم شہ خجستہ نہاد
روز آدینہ بست پنج رجب	آن قلندر منش بزرگ نژاد
دید از چشم دل چو عالم قدس	سنہ ۱۲۲۶ ھ
	گشتہ از بند عنصری آزاد
	سنہ ۱۲۲۶ ھ

آپ کی وفات کے ایک ماہ کے اندر حضرت خواجہ حسن صاحب نے خواب مین آپکو حضرات حسنین علیہما السلام کی مجلس مین باریاب پایا اور حضرت عارف باللہ کو حضرت سرور انبیا صلعم کی بارگاہ عرش اشتباہ مین چنانچہ انھون نے اسکے اطلاع مین حضرت غوث ملت کو خط لکھا باین عبارت کہ آن مرحوم را صحبت با برکت سید الشہدا سرور اولیا یعنے سید اشباب اہل الجنۃ ۰ والد شریف صاحب حقائق ۰ دقائق بیش منقو اند محفل خیر منزل سید الانبیا صلعم دیدم اور پھر اوسی مکتوب مین چند سطر کے بعد یہ تحریر تھا کہ طرفہ ترا ینکہ امشب کہ شب سید الایام شب شعبان المعظم کہ از شہور حرم سنہ ۱۲۲۶ ھ

حین صلوٰۃ الفجر دیدہ شد آن مرحوم سید شہید را در مجلس سید الشہدا ہشاش وبشاش با لباس فاخرہ برصورت جوانی بالغ باجمال کامل پرسیدہ شد از وے ایہا الحمایت علی ما عالک گفت در جواب تبسم کنان اے فلان بخشید مرا او سبحانہ بتصدق حبیب خویش صلعم و سورا نے را براہے نمود و گفت کہ ازین راہ نعلے کریمہ داطعمہ لذیذہ عظیمہ چنان ریزش میفرمایند کہ گاہے دیدہ نمدیدہ وگوش ہوشے ازان نشنیدہ ہیچیکا حدسے بران مطلع نمیشود بلکہ این بشارات را ہم اطلاعے ازان نیست وبشارت مردے جوان میانہ بالا با لباس خوب وصورت مرغوب خدا گاہے از وے دیدہ شد متصور از صورت اعمال صالحہ وے با غلامان چند کہ معروف بخدمات آن مرحوم ا

الحمد للہ علی ذالک الحمید المجید آپ کی تصنیف سے یہ کتابین ہین رسالہ نور لاریب فی ترجمۃ فتوح الغیب فارسی۔ رکاز الاصول فی شرح الفصول کتاب مستطاب ملہم الصواب فی انحاء طریقۃ اولی الالباب اس کتاب مین آپنے سلاسل ثمانیہ کا سلوک بالتفصیل جو آپنے اپنے والد ماجد سے کیا تھا لکھا ہے حق یہ ہے کہ اس کتاب کو لکھکر آپنے وہ احسان خاندان کاظمیہ پر عموماً اور دیگر سلاسل قادریہ و قلندریہ وغیرہ پر خصوصاً کیا ہے جو بیان نہین ہو سکتا۔ کتاب معدن علوی اس کتاب مین آپنے اعمال واوراد وادعیہ واسمائے تعویذات خاندانی وغیر خاندانی سبکو مدون فرمایا ہے یہ ضخیم کتاب دو جلدون مین تھی مگر افسوس کہ ایک جلد تلف یا گم ہو گئی۔ آپکے تلامذہ بھی بہت ہوے منجملہ اونکے حضرت مولانا شاہ حسین بخش شہید خلف اکبر حضرت شاہ میر محمد قلندر حضرت قطب الافراد مولانا شاہ حیدر علی قلندر خلف اکبر وخلیفہ جانشین حضرت غوث ملت جناب مولوی رضا علی خلف اکبر آنحضرت حضرت شاہ نظام علی قلندر نبیسہ حضرت عارف باللہ

حضرت مقتدائے جہان مولانا شاہ تقی علی قلندر خلف اصغر و خلیفہ حضرت غوث ملت حضرت شاہ کرامت علی قلندر کاکوروی خلیفہ حضرت شاہ میر محمد قلندر عرف میرن میان تھے۔

ذکر حضرت شاہ حکیم باسط قلندر

خلف اصغر حضرت عارف باللہ قدس سرہ آپ بدو شعور سے نہایت نیک بخت و شائستہ تھے جیسا کہ بزرگ زادون کو ہونا چاہیے بیعت آپکو اپنے برادر بزرگ حضرت غوث ملت سے تھی تئیس ربیع الاول سنہ بارہ سو تئیس ہجری مین آپنے اُنسے سلسلۂ کاظمیہ قادریہ مین بیعت کی۔ پیشتر حضرت عارف باللہ نے ایک شغل آپکو تعلیم فرمایا تھا جسکے اثر سے آپ نہایت رقیق القلب ہو گئے تھے اکثر اوقات مثل حضرت یحیی علیہ السلام کے رویا کرتے تھے آخر رفتہ رفتہ آپکے حالت جذب و بیخودی زائد بڑھ گئی اسی حالت مین آپنے تئیس صفر روز چہارشنبہ سنہ بارہ سو پینتیس ۳۵ ہجری مین دفعتہ وقت شب وفات پائی قطعہ تاریخ وفات آنحضرت از جناب مولوی شریف الدین صاحب کاکوروی ؎

والا حضرت حکیم باسط	بستہ رخت سفر ز عالم
دِ ر فکر سن وصال پاکش	بس مضطر و بیقرار بودم
دیدم بسر محمد نوشتہ	در ماہ صفر بہ بست سوم ۱۲۳۵ھ

مزار آپ کا حضرت غوث ملت کے روضۂ شریفہ مین پائین مزار اپنی والدۂ ماجدہ کے جانب مشرق ہے۔

ذکر خلفائے حضرت عارف باللہ

ذکر حضرت شاہ بہرام علی قلندر کاکوروی

ابن شیخ حمید اللہ ابن شیخ محمد نواز ابن حافظ خلیل الرحمن شہید ابن شیخ عبد الرحمن بن حافظ غلام محمد بن شیخ سیف الدین بن شیخ ضیاء اللہ بن حضرت ملا عبد الکریم بن حافظ شہاب الدین بن حضرت مخدوم نظام الدین القاری القادری کاکوروی آپنے پندرہ برس کی عمر سے حضرت عارف باللہ کی خدمت مین حاضر رہکر حضرت غوث ملت کے ساتھ ساتھ کل امور معمولہ خاندان عالیشان قلندریہ کی تعلیم پائی اور کچھ کتابین فقہ و تصوف کی بھی پڑھین اور شب و روز حضوری مین رہ کر فیوضات بے نہایت حاصل کیے اور انھین کے حکم سے اکثر ادعیۂ اسماء اللہ کی جو اس خاندان کے معمول بہا ہین زکوۃ بھی دی بیعت آپ کو سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ مین تھی حضرت عارف باللہ کا معمول تھا کہ جب وہ خود چلہ فرماتے تھے تو آپ کو بھی اعتکاف کا حکم دیتے تھے خانقاہ شریف مین آپ کے لیے ایک حجرہ علیحدہ مقرر تھا اُسی مین آپ عزلت فرما کر شب و روز ذکر و فکر مین مشغول رہتے تھے۔ عمر کا بہت زائد حصہ حضرت عارف باللہ کی خدمت گذاری مین صرف کیا مگر اُنکے وصال کے وقت آپ موجود نہین تھے قبل سے کہین تشریف لے گئے ہوے تھے حضرت عارف باللہ نے آپ کو اجازت و خلافت عطا فرمائی تھی مگر لباس خرقہ کی نوبت نہین آئی تھی لیکن پھر بھی آپ درویشانہ وضع مین رہتے

بعد وصال حضرت عارف باللہ جب بہت افسردہ خاطر ہوے اور سفر سے مکان
واپس آئے تو کئی مرتبہ اپنے گوشہ گزینی و ترک لباس کے لیے حضرت غوث
ملت سے عرض کیا مگر انھون نے روکا آخر آپ جب زیادہ کاروبار دنیاوی سے
پریشان ومتنفر ہوے وعزم مصمم ترک لباس کا کر لیا تو حضرت غوث ملت سے
عرض کیا کہ اب قطعی اس لباس دنیاوی مین رہنے اور تضیع اوقات کرنیکا
جی نہین چاہتا اور زندگی کا کچھ اعتبار نہین لہذا مین چاہتا ہون کہ ترک لباس
کر کے بقیہ عمر خدا کی یاد مین بسر کرون حضرت غوث ملت نے فرمایا کہ استخارہ
کرو اور حضرت عارف باللہ کیطرف متوجہ ہو جیسا وہ فرمائین ویسا کرو اور خود
بھی حضرت عارف باللہ کیطرف متوجہ ہوے آخر آپ نے اور انھون نے
اس امر مین غیب سے حسب مدعاے دلی بشارتین پائین الغرض وصال حضرت
عارف باللہ کے چار سال بعد انھین کے عرس شریف کے روز بیسوین ربیع الآخر
سنہ ۱۳۲۵ھ مین حضرت غوث ملت نے آپکو خرقہ پہنایا اور خود بھی اجازت وخلافت
دیگر سلاسل سبعہ کی مثال تحریر فرما دی۔ علاوہ حضرت عارف باللہ وحضرت
غوث ملت سے اجازت وخلافت کے آپکو حضرت باقی باللہ مولانا شاہ حمایت
علی قلندر سے بھی اجازت تھی آپنے بعد ترک لباس موضع دہورہرہ توابع
قصبہ امیٹھی ضلع لکھنو مین لب دریاے گومتی تکیہ بنایا تھا اور وہین رہتے تھے
انتقال سے کچھ روز پہلے وہان سے کاکوری چلے آے اور یہین انتقال فرمایا
وفات آپکی پندرہ ربیع الاول روز دوشنبہ سنہ بارہ سو چھپن ہجری مین ہوئی
مزار آپکا پیش دروازہ درگاہ حضرت غوث ملت ہے قطعہ تاریخ وفات از جناب

مولوی شریف الدین صاحب کاکوروی ہ

چون شہ بہرام علی صاحب ز فتنہ زین جہان	پارہ پارہ شد دل خرد و کلان اندر غمش
پانزدہ ماہ ربیع الاول آن تاریخ بود	کاندران شد ناگہان صد حیف عزم رحلتش
در تلاش سال رحلت ہاتفے آواز داد	بود ہجری یکہزار و دو صد و پنجاہ و شش

آپ سے اجازت وخلافت آپکے صاحبزادہ حضرت شاہ نظام علی قلندر کو تھی اس سے زائد آپکے حالات دریافت نہو سکے اور نہ یہی معلوم ہوا کہ کسقدر مریدین آپکے اور کون کون مجاز وخلفا ہوے۔

ذکر حضرت شاہ نظام علی قلندر کاکوروی

ابن حضرت شاہ بہرام علی قلندر و نبیسہ حضرت عارف باللہ آپکو بیعت حضرت غوث ملت سے تھی اور اجازت وخلافت علاوہ اپنے والد بزرگوار کے حضرت ابوالوقت سیدنا شاہ علی مظہر قلندر الہ آبادی سے بھی تھی انھون نے آپسے فرمایا تھا کہ اور سب سلسلون مین تو اپنے والد کیطرف سے مرید کرنا مگر سلسلۂ قلندریہ مین میرے نام سے مرید کرنا اور الباس خرقہ آپکا دونون حضرات یعنی حضرت غوث ملت و حضرت ابوالوقت قدس سرہما کے دست مبارک سے ہوا پھر جب آپ لاہرپور گئے تو حضرت شاہ عبدالرحمن قلندر ثالث عرف حاجی میان نے ایک تاج سوزنی کا ملبوسہ حضرت شاہ عبداللہ قلندر آپکو عطا کیا۔ آپنے علاوہ اپنے صاحبزادہ حضرت مولوی مقصود علی کے اپنے چارون پوتون یعنی مولوی عظمت علی و مولوی حشمت علی و مفتی اکرام اللہ افسون و مولوی انعام اللہ صاحبان کو بھی بشرط لیاقت اجازت لبس خرقہ دی

بعیت دی تھی۔ کتب درسیہ آپنے حضرت باقی باللہ مولانا شاہ حمایت علی قلندر سے
پڑھی تھین۔ آپ بہت بڑے عامل تھے تمام اسماء اللہ وادعیہ خاندانی کی
زکوتین دی تھین تمام عمر سوا جو کی روٹی اور گوکھرو کے ساگ کے کچھ نہین کھایا
اسکے علاوہ طرح طرح کے ریاضات شاقہ ومجاہدات کیے۔ فقر ودرویشی مین
اپنے والد بزرگوار کے قدم بقدم تھے تمام عمر خمول وگمنامی وفقر وفاقہ مین بسر
کردی آپکے سلسلہ رشد وارشاد وبعیت لینے کے متعلق مفصل حالات دریافت
نہین ہوے۔ مزاج مین ضبط وتحمل اسقدر تھا کہ روز وفات صبحکو درد سینہ شدید
تھا مگر اعزا کو آپکی تکلیف کی مطلق خبر نہوئی اور نہ حاضرین خدمت مین سے آپنے
کسی سے کہا آخر کو پشت کے ہر بن مو سے خون جاری ہوگیا جو کسی طرح بند نہ ہوا
اوسی حال مین بعد نماز مغرب آپ نے مردانہ وار جان دی قبر مین جب آپکی
نعش رکھی گئی اُسوقت تک جسم سے خون جاری تھا۔ آپکی تالیف سے دو کتابین
ہین اول کتاب بحر مواج کہ جو اعمال مین نہایت ضخیم تھی مگر افسوس کہ اب سوا
چند اجزا کے اور دستیاب نہین دوسری کتاب منتخب الاسماء ہے جو
حقیقتاً بحر مواج کا ملخص دو جلدون مین ہے۔ تاریخ وفات آپ کی اُنیس ربیع الاول
روز دوشنبہ ۱۲۹۵ھ ہے قطعہ تاریخ وفات از جناب مولوی شریف الدین صاحب
کاکوروی ہے

حیف شاہ نظام علی صاحب	زین جہان رفت ودر لحد خفتہ
بوصالش زبان ہاتف غیب	فانی ذات ایزدی گفتہ
	۱۲۹۵ھ

مزار آپکا اپنے والد ماجد حضرت شاہ بہرام علی قلندر کے پہلو مین ہے۔

ذکرِ حضرت شاہ عاشق اللہ قلندرؒ

آپ کا اصلی نام منگل خان تھا آپ قوم کے افغان و موضع پیوائین پرگنہ اکبرپور ضلع کانپور کے زمینداروں مین تھے آبا و اجداد آپکے ذی وجاہت و اثر و صاحب منصب و جاگیردار شاہی تھے بچپن ہی سے آپکی طبیعت وارستہ اور درویشی کی طرف مائل تھی ہمیشہ فقرا کی صحبت مین رہے اور مرشد کامل کی جستجو کیلیے آخرکار بمقتضائے من طلب وجد فوجد جس زمانہ مین شیخ محمد حیات صاحب کاکوری المباس علیخان نواب ناظر کیطرف سے اکبرپور کے عامل تھے میر رحم علی فیض آبادی سے آپسے ملاقات ہوئی جو حضرت عارف باللہ کے معتقد خاص اور خود بھی صاحب دل وصاحب ذوق تھے اتفاقاً ایک روز میر صاحب نے حضرت عارف باللہ کا تذکرہ کیا آپ نہایت مشتاق ہو کر حاضر خدمت ہوے چونکہ طالب صادق تھے بمجرد زیارت آنحضرت فرط محبت و مسرت مین رونے لگے حضرت نے آپکو قیام کا حکم دیا پھر چند یوم کے بعد سلسلہ عالیہ قادریہ مین مرید کر لیا اور لباس فقر عنایت کیا اور اذکار و افکار و اوراد و اشغال کی تعلیم فرما کر اکثر رسائل تصوف بھی پڑھلے حضرت کی توجہ آپ پر بوجہ آپکے حسن استعداد کے بہت تھی اور وہ ہمیشہ سفر و حضر مین آپکو اپنے ساتھ رکھتے تھے جس زمانہ مین وہ اسم یا باسط کی زکوۃ دینے حسب طلب حضرت کلید عرفان آستانہ عالیہ دمگڈھ شریف تشریف لے گئے تب آپ بھی ہمراہ تھے اور لوح دھونیکی خدمت سپرد تھی حضرت کلید عرفان کی بھی بہت عنایت آپ پر تھی و آپکو عارف باللہ کا فقیر فرمایا کرتے تھے۔ آپکو ابتدا مین ایک روز حضرت سالکمائب

صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی آنحضرت نے اپنی کلاہ مبارک آپکے سر پر رکھی اور منعم شاہ نام رکھا اور فرمایا کہ مینے تمکو ہلاکت کونین سے نجات دی۔ آپ جملہ امور فقر و سلوک مین حضرت عارف باللہ سے مجاز تھے تمام عمر اونھین کیخدمتمین بسر کی جب سے حاضر ہوئے بجز دو مرتبہ کے پھر اپنے مکان نہین گئے ریاضات و مجاہدات مین نیز ترک و تجرید مین اپنے اقران و اماثل مین یکتا تھے اور نہایت صاحب حال اور قوی التصرف۔ کہا کرتے تھے کہ مینے خدا سے یہ دعا کی تھی کہ مجکو مرشد صاحب شرع و جامع جمیع کمالات و شفیق و جوان ملے چنانچہ سب باتین مراد کے موافق ملین مگر اسقدر فرق ہوا کہ آنحضرت نے مجھسے پہلے وصال فرمایا۔ آپنے حضرت عارف باللہ کے وصال کے چھ ماہ بعد انتقال کیا وفات آپکی چوتھی رمضان المبارک روز یکشنبہ سنہ ۱۲۲۱ھ کو ہوئی مزار آپکا قریب درگاہ حضرت عارف باللہ بیرون دروازہ مسجد زیر درخت انبہ ہی قطعہ تاریخ وفات از جناب مولوی شریف الدین صاحب کاکوروی

از شاہ کاظم یافتہ تاج خلافت عارفی
چون رابع رمضان شدہ بعد سحر بنہفت رخ
تا چار دل گفتہ زمن در فکر سال رحلتش

روح روان عاشقان شہ عاشق اللہ نام او
در پردۂ معشوقیت آن عاشق پاکیزہ رو
سنہ یکہزار و دو صد و بست و یکم ہجری بگو ۱۲۲۱ھ

ذکر حضرت شاہ انشاء اللہ قلندر کاکوروی

آپ قاضی محمد حافظ جد مادری حضرت عارف باللہ کی اولاد مین تھے بچپن سے بخشی رفعت اللہ خانصاحب کے ہمراہ رہے دنیا کیطرف ابتدا ہی سے بالکل توجہ نتھی قلندرانہ روش مین وارستگی و بے پروائی سی رہتی تھی ایک مدت تک قرآن شریف

یاد کرنے مین محنت کی نصف حفظ کر لیے تھے کہ دلمین طلب حق سمائی سب چھوڑکر حضرت عارف باللہ کیخدمتمین حاضر ہوے او بعیت کی حضرت عارف باللہ نے آثار سعادت وانوار ولایت آپ کے چہرۂ دلفروز سے تابان و درخشان دیکھکر آپکی تعلیم و تلقین ظاہری و باطنی مین نہایت کوشش فرمائی اوّلا کتاب کیمیاے سعادت شروع کرائی مگر بوجہ لکنت زبان آپکو مجبور دیکھکر فرمایا کہ تم صرف سماعت کیا کرو چنانچہ بتوجہ و تصرف آنحضرت آپنے مجرد سماعت و کتب بینی سے تمام دقایق تصوف پر عبور حاصل کیا او جملہ اذکار و افکار و اوراد و اشغال و مراقبات علی وجہ الاتم حاصل کیے تب حضرت عارف باللہ نے آپکو خلافت و اجازت سلاسل عطا کی۔ وہ آپکی نسبت فرمایا کرتے تھے کہ اعتکاف مین جو حالات و کیفیات مجھپر گذرتے ہین اُنکا پرتوہ انپر بھی پڑتا ہے ایک مرتبہ ایک ہی جلسہ مین تین مرتبہ آپنے دیکھا کہ اُنھون نے آپکا سر کاٹ ڈالا اور پھر زندہ کیا۔ ایک مرتبہ آپنے واقعہ مین دیکھا کہ مین حضرت عارف باللہ کے روبرو بیٹھا ہوا عرض کر رہا ہون کہ مجھ پر توجہ فرمائیے اُنھون نے توجہ دی ایسی جس سے جسم محو ہو گیا پھر مینے عرض کیا کہ اس کیفیت کو جبتک مین اپنی آنکھ سے نہ دیکھ لون تب تک میری دلجمعی نہوگی اُنھون نے دوسری مرتبہ پھر توجہ فرمائی تو معلوم ہوا کہ جسم بالکل معدوم ہوگیا اُسوقت دھوین کے سوا کچھ نظر نہ آیا تیسری مرتبہ ایسی توجہ فرمائی کہ مطلقا جسم محو ہوکر روح مجرد رہگیا۔ ایک مرتبہ حضرت عارف باللہ معتکف تھے اور آپ پر کیفیت قبض شدید طاری ہوئی تین روز تک ایک حالت رہی چوتھے روز آپنے دلمین خیال کیا کہ آج حضرت صاحب سے اپنی حالت عرض کرکے فیصلہ کر لینا چاہیے اگر اس حالت کو دفع کر دین تو خیر ورنہ اپنے کو ہلاک کرنا بہتر ہے ظہر کے وقت حاضر

ہوئے مگر عرض نکر سکے پھر عصر کے وقت عرض کرنا چاہا اُسوقت بھی عرض کرنے کی
جرات نہوئی بالآخر مغرب کے وقت عرض کرنیکو حاضر ہوئے حاضر ہوتے ہی عرض
کرنیکو تھے کہ یکبیک وہ کیفیت انقباضی بالکل جاتی رہی پھر اُسوقت سے تادم مرگ
آپکو قبض نہین ہوا۔ آپ خدمت حضرت عارف باللہ مین نہایت عزیز و مقبول تھے
نیز حضرت غوث ملت کی حضور مین بھی بہت مقبول اور محرم راز تھے چونکہ اذکار و
اشغال سلسلہ علیہ قلندریہ آپ اپنے ہمعصرون مین سب سے بہتر جانتے تھے اس لیے حضرت
غوث ملت نے اپنے صاحبزادون حضرت قطب الافراد مولانا شاہ حیدر علی قلندر و
حضرت مقتدائے جہان مولانا شاہ تقی علی قلندر کو اذکار و اشغال کی تعلیم آپ سے
دلوائی سلسلۂ ارشاد و اخذ بیعت آپنے زمانہ حیات حضرت عارف باللہ ہی مین
اُنکے حسب ارشاد شروع کر دیا تھا جسکا قصہ یہ ہے کہ ایک شخص بچپن ہی سے آپکا
معتقد تھا اور یہ کہا کرتا تھا کہ جب آپ فقیر ہو جیے گا تب مین آپ سے بیعت کرونگا
جب آپکو حضرت عارف باللہ نے خرقہ فقر معہ اجازت و خلافت عطا فرمایا تو اُسنے آپ سے
تقاضا و اصرار شروع کیا جسقدر آپ عذر کرتے تھے اوتنا ہی وہ اصرار کرتا تھا جب
حضرت عارف باللہ کو اسکی خبر ہوئی تو اُنھون نے فرمایا کہ مرید کیون نہین کر لیتے
آخر بمقتضائے الامر فوق الادب آپنے اُسکو مرید کر لیا۔ بعد وصال حضرت عارف باللہ
کے پھر بہت لوگ لکھنو و کاکوری و سندیلہ کے آپکے مرید ہوئے۔ آپ سے خلافت
حضرت مولوی شاہ جمیل الدین سندیلی کو تھی۔ خلفائے حضرت عارف باللہ مین
کوئی بے پروائی و وارستہ مزاجی و قلندر مشی مین آپکا مماثل نتھا وفات آپ کی
دوسری رجب روز یکشنبہ سنہ ۱۲۵۰ھ مین ہوئی مزار آپکا حضرت شاہ عاشق اللہ

قلندرؒ کے مزار کے برابر جانب مشرق ہے مزار ویتبرک ہے۔

ذکر حضرت شاہ شیر علی قلندرؒ

آپ نواب شجاع الدولہ بہادر کے غلام تھے ابتدا مین میر رستم علی فیض آبادی کے ساتھ جو حضرت عارف باللہ کے معتقد خاص تھے آتے جاتے تھے حضرت عارف باللہ کو آپکے حال پر بہت توجہ تھی ابتدا مین آپکے حسب حال وعظ و نصایح فرماتے تھے بعد چندے سلسلہ عالیہ قادریہ مین مرید کرکے اوّلاً شغل ذکر قلبی تعلیم کیا اُس زمانہ تک خانقاہ شریف کی عمارت نہین بنی تھی آپ اکثر لکھنؤ سے صبح کو آتے تھے اور شام کو واپس جاتے تھے جب عمارت خانقاہ حسب ضرورت تیار ہو گئی تو پھر آکر چند روز رہکر چلے جاتے تھے اور جبتک حاضر خدمت رہتے تھے تو قولاً و فعلاً و علماً و عملاً تعلیم پاتے تھے باوجودیکہ آپنے بجز قرآن مجید کے کچھ اور نہین پڑھا تھا لیکن حضرت عارف باللہ نے اکثر رسائل تصوف مثل مراتب ستہ و گلشن راز وغیرہ آپکو نہایت محنت سے پڑھائے اور یاد کرائے چنانچہ رفتہ رفتہ ببرکت توجہ آنحضرت آپ بآسانی فارسی پڑھ لینے لگے غرضکہ تیس سال آپ حضرت عارف باللہ کی خدمت اقدس مین رہے جب خوب حقایق و معارف و علوم و تصوف و اذکار و افکار و مراقبات معمولہ خاندان قلندریہ سے آگاہ ہو گئے تو حضرت عارف باللہ نے آپکو لباس فقر و اجازت سلاسل عطا کی ابتدا مین نسبت عشق و وجد و سماع آپ پر غالب تھی حضرت عارف باللہ آپکو مجلس سماع مین شریک نہین ہونے دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ جس مجلس مین اپنی کیفیت متغیر ہو جائے ہمین کیون جانا چاہیئے

اور عشق مجازی وصورت پرستی سے بھی منع فرماتے تھے جب آپ مین اس نسبت
کا غلبہ دیکھا تو حکمۃً نکاح کا حکم آپ کو دیا جس سے فی الجملہ آپکی اُس نسبت مین کمی ہوگئی
اکثر حضرت عارف باللہ آپکے قلب پر افاضہ کیفیت فرماتے تھے بلکہ حقیقتًا آپ پرورش
یافتہ توجہات آنحضرت ہی تھے اُن کا معمول تھا کہ بعد مغرب یا اور کسی وقت آپکو
توجہ دیتے تھے خواہ آپ کاکوری مین ہوتے یا لکھنؤ مین اس بارہ مین اُنکے خلفا مین
آپ کی مثل اس توجہ باطنی کا کوئی خوگر نہ تھا باین ہمہ وہ آپ سے فرمایا کرتے تھے
کہ فقیر علی میری توجہ کے بھروسہ پر نہ رہو خود ایسی کوشش کرو کہ پھر میری توجہ کے
محتاج نہ رہو آپ فرمایا کرتے تھے کہ مین اور بھی اکثر بزرگان نقشبندیہ کے حلقہ مین
شریک ہوا اگر جو تاثیر مینے آپکی توجہ مین دیکھی کسی بزرگ کی توجہ مین نہ پائی دوسرون
کی توجہ مین صرف بیخطرگی وجریان ذکر قلبی محسوس ہوتا تھا اور آپکی توجہ مین استغراق و
غفلت از ماسوا و لذت تام جو بیان مین نہین آسکتی محسوس ہوتا تھا اور میری تربیت
صرف توجہ سے ہوئی مینے اس راہ مین اور کوئی محنت کی ہی نہین۔ ایک بار آپ
معتکف تھے واقعہ مین دیکھا کہ مین معلق ہوا مین اُڑتا ہون اوسی حالت مین خیال آیا
کہ حضرت پیر و مرشد کے بالاخانہ پر بھی جا کر اُنکو بحالت اعتکاف دیکھنا چاہیے چنانچہ
گیا اور اُنکے روبرو ہوا پر معلق کھڑا ہوا دیکھا کہ حضرت پیر و مرشد بیٹھے ہین اور چہرہ
مبارک آفتاب کیطرح چمک رہا ہے اور گرد و پیش نور ہی نور ہے جسکی شعاعین
آفتاب کی کرنون کیطرح حجرہ کے روزنون سے باہر نکل رہی ہین اور خود حضرت
پیر و مرشد نور مین از سر تا پا غرق ہین ناگاہ حضرت نے میری طرف نہایت تیزی
سے دیکھا مجکو خوف ہوا کہ فرمائینگے تو اعتکاف مین بغیر بلائے کیون چلا آیا بے انتہا

خوف زدہ ہوکر دست بستہ عرض کیا کہ یہ جو مین حضور کے روبرو حاضر ہون عالم
واقعہ ہی بیداری نہین ورنہ میری کیا مجال تھی یہ سُنکر انھون نے مسکرا کے سر جھکا لیا
اور کچھ نفرمایا جب اُس حالت سے افاقہ ہوا تو رات کو جب حضور مین حاضر ہوکے
اور گذشتہ واقعہ بیان کیا تو انھون نے فرمایا کہ شائد تمنے آج کوئی عبادت یا کوئی
کام خالصًا للہ کیا ہے جس کا یہ نتیجہ تھا عرض کیا کہ دو رکعت نماز پڑھنے کا دل
چاہا صرف وہی پڑھی تھی فرمایا کہ یہ اوسی نماز کا ثمرہ تھا جو شخص خالصًا لوجہ اللہ ایسے
اعمال کریگا اُسکو ایسی کیفیات حاصل ہونگی۔ آپ بعد وصال حضرت عارف باللہ کے
ایک مدت تک زندہ رہے مفصل حالات آپکے نیز آپ سے سلسلۂ قلندریہ کاظمیہ
کی اشاعت کی معلوم نہو سکی۔ آپکو علاوہ اُنسے اجازت وخلافت کے حضرت غوث
ملت سے بھی سلسلۂ قادریہ کی اجازت تھی اور اُنھون نے حسب اشارہ روحانیت
حضرت عارف باللہ آپکو دی تھی آپ کا سنہ وتاریخ وفات ومدفن بھی دریافت نہوسکا
زمان تالیف اصول المقصود یعنی ۱۲۶۰ھ مین آپ زندہ تھے۔

ذکر حضرت مولوی شاہ احمدی نقشبندی کرسوی

خلف رشید قاضی محمد نعیم بن مولوی عبد القادر کیقبادی قاضی گورکھپور و تلمیذ رشید
ملا احمد المعروف بہ ملاجیون امیٹھوی۔ آپکے جد اعلیٰ ایران سے ہندوستان آئے
اور شاہان دہلی کے زمانہ مین عہدہ ہائے جلیلہ پر ممتاز رہے دہلی مین آپ پیدا ہوئے
اور وہین کے علما سے علوم متعارفہ پڑھے اور پچیس سال کی عمر مین تکمیل حاصل کرکے
بنارس کے قاضی مقرر ہوگئے۔ آپکی ذات جامع فضائل صوری ومعنوی تھی تمام

عمر بھر شغل درس و تدریس و عبادت کے کوئی مشغلہ نہین رکھا حنفی مذہب و صوفی مشرب تھے صبح سے چاشت تک اپنا وقت تعلیم علوم عربیہ مین صرف کرتے تھے اور شب مین افاضۂ فیوض باطنی مین مشغول ہوتے تھے اکثر جنات آپکے مرید تھے بہت سے ہندو آپکے دست حق پرست پر مسلمان ہوے متوکل ایسے تھے کہ بادشاہ وقت نے چند مواضع آپکو معاف کیے لیکن آپنے سب تقسیم کردیے آپکو بیعت سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مین نیز اجازت و خلافت حضرت سید محمد عدل معروف بشاہ لعل بریلوی سے تھی اور حضرت عارف باللہ سے آپکو خاص خلوص تھا کبھی وہ آپسے ملنے کرسی تشریف لیجاتے تھے اور اکثر آپ کاکوری آتے تھے اور بوجہ اسی خلوص و ارتباط خاص کے اُنھون نے آپکو سلسلۂ عالیہ قلندریہ کی اجازت دی اور آپ سے سلسلۂ نقشبندیہ کی اجازت لی آپ آخر زمانہ حیات مین اپنے مریدین و طالبین سے فرمایا کرتے تھے کہ جسکو میرے بعد بیعت و ارادت کا شوق ہو وہ کاکوری حضرت عارف باللہ کے پاس جلائے میرے نزدیک اسوقت مین کوئی اُنکا ہمپلہ نہین ہے عمر آپکی سرسٹھ سال کی ہوئی مزار قصبۂ کرسی ضلع بارہ بنکی محلہ قاضی ٹولہ مین ہے

ذکر حضرت شاہ امید علی جونپوری

آپ قصبۂ بانی ضلع جونپور کے باشندے تھے اور مولانا عبد القادر قلندر رباطی خلیفۂ حضرت کلید عرفان کے مرید تھے اُنھون نے اذکار قلندریہ سیکھنے کیلیے آپکو حضرت کلید عرفان کیخدمت مین بھیجدیا تھا اذکار و اشغال کی تعلیم آپنے وہین پائی حضرت کلید عرفان کے وقت وصال آپ وہین تھے جب حضرت عارف باللہ فاتحہ ختم

کو وہان حاضر ہوے تب آپ سے ملاقات ہوئی چونکہ آپ کو ایک خاص خلوص
اُنکے ساتھ ہو گیا تھا اسلیے آپ اُنکے ساتھ کاکوری چلے آئے کچھ دنون رہکر پھر آستانہ
شریف واپس گئے جب بعد چندے آپ کی طبیعت وہان سے برخاستہ ہوئی تو
پھر آپ حضرت عارف باللہ کیخدمت مین چلے آئے چند سال رہے اس مدت مین حضرت
عارف باللہ نے اذکار قلندریہ آپکو بخوبی تعلیم کیے اور اسم یا باسط کی زکوٰۃ بالقصد
بھی دلوائی اور رسائل حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی وفتوح الغیب وغیرہ
پڑھائی پھر آپ اپنے وطن چلے گئے اور بعد مدت دراز کے پھر حاضر ہوے اور حضرت
عارف باللہ کے دست مبارک سے خرقہ فقر پہنا اور سلسلہ قادریہ مین بیعت وارشاد
کی اجازت پائی اور اقامت وطن پر مامور ہوے حضرت غوث ملت اصول المقصود
مین تحریر فرماتے ہین کہ ۱۲۶۸ھ مین جب مین جونپور حضرت شاہ قطب الدین بینادل
قلندر کے مزار پر بغرض فاتحہ خوانی حاضر ہوا تو وہان سے اُنکے یہان بھی گیا تھا
وقت ملاقات بہت عزت وحرمت سے پیش آئے مین انکے ذوق وشوق وکیفیت
عرفان کو دیکھکر بہت خوش ہوا اللہ تعالیٰ انکو اپنی یاد مین زندہ وخوش رکھے اور
انکی ذات سے سلسلہ کاظمیہ قادریہ کو جاری کرے انتہے باقی آپکے حالات زندگی
وشیوع سلسلہ وسنہ وتاریخ وفات ومدفن دریافت نہین ہوے۔

ذکر حضرت شیخ طفیل علی کاکوروی

ابن شیخ محمد بن شیخ غلام نبی ابن شیخ جاراللہ بن ملا عظمت اللہ ابن شیخ
عزیز اللہ ابن حضرت ملا عبدالکریم نبیرۂ حضرت مخدوم نظام الدین القاری نقادی

آپ بچپن سے نہایت مہذب وخلیق تھے کل درسیات عربی وفارسی پڑھکر
فارغ التحصیل ہوے حضرت عارف باللہ سے شرف بعیت سب سے پہلے آپ
ہی کو حاصل ہوا حضرت غوث ملت اصول المقصود مین لکھتے ہین کہ مینے حضرت
صاحب قبلہ کو بارہا یہ فرماتے سنا کہ جب یہ خورد سال تھے تو مینے انکے والد سے
کہا تھا کہ تم اس لڑکے کو مجھے دیدینا مین اسکی تربیت وتعلیم کر کے پھر تمھارے حوالہ
کر دونگا آپ صغر سنی ہی سے اُنکے منظور نظر تھے پہلے اُنھون نے آپکو کتب ورسائل
تصوف پڑھلاے اور اشغال واذکار ومراقبات خاندانی سب سکھلاے پھر استعداد
صحیح ولیاقت صریح دیکھکر اجازت وخلافت دیکر تمام امور فقر کا مجاز کر دیا چونکہ
آپ اُنکے منظور نظر تھے لہذا ہر شخص آپکے اخلاق وعادات واعمال وصلاحیت
کا ثناخوان تھا آپ نہایت ظریف الطبع وبذلہ سنج وپرگو وعقیل وفہیم تھے اور
ظاہر بشریعت آراستہ وباطن بحقیقت پیراستہ وبصورت باخلق وبمعنی باحق
کے پورے مصداق تھے اگرچہ دنیا دارون کے لباس مین رہتے تھے لیکن
فی الحقیقت بڑے بڑے تارکین وخداپرستون سے اچھے تھے ایکبار حضرت کلید
عرفان کی زیارت سے بھی مشرف ہوے تھے ابتدا مین نواب مظفر الدولہ تہور
جنگ حبشی ابوالبرکات خان بہادر کاکوروی کے رسالہ مین نواب شجاع الدولہ
کے نوکر تھے بعد ازان راجہ جھاؤلال اور الماس علیخان نواب ناظر کے یہان
ملازم رہے آپکے حالات دیکھ دیکھ کر سبکو یہ حیرت ہوتی تھی کہ باوجود دنیاوی تعلقات
کے بندگی وخداپرستی سے کسیوقت غافل نہین ہوتے تھے عادت یہ تھی کہ جب
تک کچہری مین بیٹھتے تھے تب تک اسطرف متوجہ رہتے تھے اور جب واپس آتے

پھر اشغال باطنی مین مصروف ہو جاتے تھے شب بیداری و وظائف آپکے کبھی ناغہ
نہین ہوتے تھے حضرت عارف باللہ کے مزار کا چبوترہ اول آپ ہی نے بنوایا
اور مسجد و روضہ شریفہ بنانیکا بھی ارادہ تھا اور ایک سال عرس بھی آپ نے
انکا کیا تھا مگر افسوس کہ زندگی نے وفا نہ کی جسوقت سے حضرت عارف باللہ کا
وصال ہوا تھا بہت افسردہ رہتے تھے یہی چاہتے تھے کہ نوکری چھوڑ کر بیٹھ رہین
چنانچہ جس سال وفات ہوئی اُس سال یہ ارادہ مصمم ہو گیا اور اپنی مسجد کے قریب
ایک حجرہ بھی اس ارادہ سے بنوایا کہ ترک لباس کرکے وہین بیٹھ رہین حضرت غوث
ملت اصول المقصود مین تحریر فرماتے ہین کہ اسی زمانہ مین مینے انکو خواب مین
دیکھا انھون نے مجھسے کہا کہ حضرت پیر و مرشد کے تبرکات مین سے کوئی چادر دو مجھے
مینے کہا کہ چادر تو کوئی نہین ہے البتہ ایک اور تبرک ہے جب وقت آئیگا تب
دیدونگا اور یہ سوچا تھا کہ حضرت صاحب کا فرغل جو میرے پاس ہے دیدونگا
مگر خدا کو منظور ہی نہوا کہ اُنکی یکایک وفات ہو گئی انتہے آپکی وفات بھی عجیب
طرح ہوئی وہ یہ کہ شب وفات اول وقت معاملات فوجداری ختم کرکے لیٹے جب
رات زیادہ گئی تو کچھ تنفس شروع ہوا اسی حال مین جب صبح ہوئی تو آپ چارپائی
سے اوتر کر زمین پر آئے اور نماز پڑھی جیسے مصلے سے اُٹھنے کا قصد کیا روح پرواز
کر گئی وفات آپ کی سات ربیع الاول ۱۲۲۶ھ مین ہوئی۔

ذکر حضرت شاہ محمد محفوظ ساکن نیوتنی

آپ حضرت شاہ حمایت اللہ قلندر خلیفہ قاضی محمد تقی قلندر موہونی کے مرید تھے

کاکوری کے لوگون سے آپ سے قرابت تھی آخر عمر مین آپ نے حضرت عارف باللہ سے درخواست تعلیم و تلقین کی انھون نے آپکے استعداد کے موافق آپکو تعلیم دیکر لباس فقر پہنایا آپ بزرگ و صاحب ذوق و شوق و حاجی تھے اکثر حضرت عارف باللہ کی خدمتمین حاضر ہوکر رہا کرتے تھے یہین بیمار ہوے جب حالت متغیر ہوئی تو مکان چلے گئے اور وہین انتقال کیا تاریخ و ماہ و سنہ وفات دریافت نہوا۔

ذکر حضرت ملا قدرت اللہ بلگرامی

آپ قصبہ بلگرام ضلع ہردوئی کے رہنے والے تھے ہوشدار ہوتے ہی طلب علم کی دھن مین کاکوری آئے یہان عربی مولانا حمید الدین محدث کاکوروی سے اور فارسی منشی فیض بخش کے چچا شیخ غلام مرتضےٰ صاحب سے پڑھی ابتدا مین راے سونبس راے کے یہان رہتے تھے اوسی زمانہ مین آپ سے حضرت عارف باللہ سے ربط و ضبط بڑھا فارسی مین آپ اُنکے استاد بھی تھے اور حضرت غوث ملت نے بھی آپ سے فارسی کی ابتدائی کتابین پڑہین آپ نہایت خوش طبع و نکتہ سنج تھے کاکوری کے تمام لوگون مین نہایت عزت کی نظرون سے دیکھے جاتے تھے علاوہ مسلمانون کے بہت سے ہندو بھی آپکے شاگرد تھے جب حضرت عارف باللہ کو حق تعالی نے مرتبہ قطب الارشادی عطا فرمایا تو آپنے بھی اونکی خدمتمین حاضر ہوکر کتب تصوف پڑہین اوراد و اذکار و اشغال وغیرہ سیکھے اگرچہ مرید کسی اور بزرگ کے تھے لیکن تعلیم و تلقین و اجازت و خلافت حضرت عارف باللہ ہی سے پائی آپکا معمول تھا کہ بعد عصر حضرت قاضی رضی علیہ الرحمۃ

کے مزار پر جایا کرتے تھے اور ایک گھڑی رات تک وہان اذکار و اشغال مین مشغول رہتے تھے اس معمول کے آپ بہت پابند تھے استعداد آپکی بہت اچھی تھی ایک روز مشغولی مین دیکھا کہ ایک شخص نہایت مہیب سامنے آیا آپکو تعجب ہوا پھر خود کو دیکھا کہ سر آسمان مین اور پیر زمین مین لگے ہین اسی قسم کے واقعات دیکھتے تھے اور حضرت عارف باللہ سے عرض کرتے تھے اُنھون نے ایک روز فرمایا کہ اس سے بھی اعلی حالتین ہین آپنے متعجبانہ کہا کہ جبتک مشاہدہ نہو کیسے یقین کرون اُنھون نے فرمایا کہ دیکھ ہی لوگے اتفاقاً ایک روز حسب معمول آپ حضرت قاضی رضی صاحب کے مزار پر گئے وہان ایسی حسین صورت مین آپ کو تجلی ہوئی کہ تمام رات بیہوش رہے صبحکو اوسی بیخودی مین اُٹھکر مکان چلے ننگے سر ننگے پیر اور بہت سرشار راستہ مین ایک شخص نے پکار کر کہا کہ میانصاحب یہ کیا حال ہے دیکھیے آپکے ساتھ دو بھیڑیے چلے آرہے ہین مگر آپکو خبر نہوئی آخر بھیڑیے خود بھاگ گئے مکان پر جب آئے تو لوگون نے پوچھا کہ پگڑی آپنے کیا کی جب آپکو کچھ افاقہ ہوا تو پگڑی جاکر اُٹھا لائے پھر لوگون نے کہا کہ لوٹا کیا کیا آپنے فرمایا کہ ہاتھ مین اتنی طاقت کہان تھی جو لوٹا لاتا پھر جاکر وہ بھی لے آئے قصہ مختصر آپ کی عجیب و غریب حالت تھی آخر عمر مین جذام کی بیماری آپکو ہو گئی تھی مگر اس حال مین بھی نہایت صابر و شاکر رہے اور ایک لحظہ بھی یاد الٰہی سے غافل نہین رہے ایک روز اوسی بیماری مین ایک شخص آپکے پاس آکر بیٹھ گیا آپ اپنی حالت مین مبتلا رضائی سے منھ بند کیے لیٹے تھے جاڑون کے دن تھے وہ شخص سردی سے پریشان ہو رہا تھا آپکو کشف سے اُسکا حال معلوم ہوا کہنے لگے کہ میر صاحب تم

سردی کھارہے ہو مینے ایک نئی رضائی بنوائی تھی وہ رکھی ہوئی ہے تم لیکر اوڑھ لو
وہ شخص بہت متعجب ہوا کہ انکو میری سردی کا حال کیسے معلوم ہو گیا یہ تو خود آنکھ
بند کیے منہ سے رضائی لپیٹے پڑے ہین جب مرض نے طول کھینچا تو وطن چلے گئے
کچھ روز کے بعد وہین انتقال کیا انتقال سے قبل ایک روز یہ ہوا کہ آپ بیہوش
ہوگئے لوگ سمجھے کہ انتقال ہو گیا وہان بیہوشی مین آپنے یہ دیکھا کہ آسمان کے
دروازے کھل گئے اور آپ کی روح عروج کر کے حضرت رسالتمآب صلعم کے
حضور مین پہونچی انھون نے فرمایا کہ ابھی واپس جاؤ آپ کی روح پھر جسم مین
آگئی آنکھ کھولکر آپنے اپنے صاحبزادہ سے فرمایا کہ کاکوری جاکر حضرت صاحب سے
عرض کرنا کہ مین اس حالتمین بھی خوب یاد حق مین مشغول ہون اور نہایت
کامیابی کے ساتھ اس عالم سے جارہا ہون بعد وفات کے انکے صاحبزادہ نے
حاضر ہو کر سب حال حضرت عارف باللہ سے عرض کیا وہ خوش ہوئے وفات
کے دو تین روز بعد جب پختہ بنانے کے لیے قبر کھولی گئی تو لوگون نے دیکھا
کہ آپ قبر مین سر جھکائے مراقب بیٹھے ہوئے ہین تاریخ و ماہ و سنہ وفات دریافت نہو

ذکر مولوی شفاعت علی کاکوروی

ابن شیخ غلام مرتضی ولادت آپکی قصبہ سندیلہ مین ۱۲۵۸ھ مین ہوئی اصلی نام آپکا
فصاحت علی تھا مگر گھر کی ماماؤن اور لونڈیون نے جہالت سے بجائے فصاحت
شفاعت کہنا شروع کیا پھر اور لوگ شفاعت کہنے لگے آخر آپ اسی نام سے مشہور
ہو گئے آپ حضرت عارف باللہ کے ننہالی اعزہ مین تھے بچپن ہی سے نہایت صالح

دینک بخت تھے چونکہ آپکے والد کا آپکی صغر سنی مین انتقال ہوگیا تھا اسلیے آپ سندیلہ اپنے نانہال مین رہتے تھے جب سن تمیز کو پہونچے تو کاکوری آنے جانے لگے اور بسبب جذب باطنی و محبت قلبی حضرت عارف باللہ کیخدمتمین اپنے اوراعزہ کے ساتھ حاضری دینے لگے بسبب آپکے سعید ازلی و صاحب استعداد ہونیکے حضرت عارف باللہ کو آپکی طرف خاص توجہ ہوئی جب وہ آپکو دیکھتے تھے تو بے اختیار انکے دلمین یہ خیال آتا تھا کہ اگر یہ شخص مرید ہو جاوے تو بہتر ہے ایک روز حسن اتفاق و خوش قسمتی سے جو آپ انکی خدمتمین حاضر ہوے تو انھون نے خود بخود آپ سے فرمایا کہ آؤ متقاعلی ہم تمکو مرید کرلین آپ اسیوقت سلسلۂ قادریہ مین مرید ہوگئے یہ بھی محض آپکی کمال مقبولیت کی دلیل تھی اسلیے کہ انھون نے بہت کم کسیکو اپنی مرضی سے مرید فرمایا چنانچہ بعد مرید کرلینے کے فرمایا کہ مینے اسوقت تک کسیکو اپنی خواہش سے سوا تمھارے اور شیخ طفیل علی کے مرید نہین کیا جتنے ہوے وہ اپنی آرزو و خواہش سے ہوے اسکے بعد سے آپ زیادہ حاضر ہونے لگے اکثر تکیہ شریف پر شب مین رہجاتے تھے اسی زمانہ مین آپنے اذکار و اشغال وغیرہ کی تعلیم بھی انسے پائی وہ جب اعتکاف فرماتے تھے تو آپکو بھی خلوت کا حکم دیتے تھے اور اسماء و ادعیہ کی زکوتین دلواتے تھے آپ انکے برزخ شریف سے نہایت ارتباط و مناسبت رکھتے تھے ایسا کہ اکثر مرتبہ انکی برزخ آپ سے گویا ہوئی۔ آپ اور حضرت غوث ملت ہم عمر تھے اور آپ سے انسے بہت اتحاد تھا آپ ہی کی فرمائش سے انھون نے مثنوی اصل المعارف تحریر فرمائی۔ اپنے اوصاف ذاتی صلاحیت و خوش خلقی سے آپنے ہر عام و خاص کے دل مین گھر کرلیا تھا اور ہر شخص بہت ادب و نیاز سے پیش آتا تھا اور آپکو درویش سمجھتا تھا بہت سے

لوگ سندیلہ کے آپکے بچپن سے معتقد تھے اور کہتے تھے کہ اگر آپ فقیر ہونگے تو ہم آپکے مرید ہونگے جب آپ حضرت عارف باللہ کے فیض صحبت سے اس قابل ہوے تو اُن لوگون نے مرید ہونیکے لیے اصرار کرنا شروع کیا آپ اُن لوگون سے عذر کرتے تھے اور کہتے تھے کہ خاطر جمع رکھو مین تمکو اپنے پیر و مرشد کا مرید کرا دونگا آخر ایک روز آپنے اُن لوگون کی بیعت کیواسطے حضرت عارف باللہ کی حضور مین عرض کیا اُنکو حضرت شاہ انشاء اللہ قلندر سے اُن لوگون کی محبت و عقیدت جو آپکے ساتھ تھی معلوم ہو گئی تھی اُنھون نے فرمایا کہ تم خود اُن لوگون کو اپنا مرید کرلو مین تمکو اجازت دیتا ہون پھر دوسرے موقعہ پر آپکو بلا کر تھوڑی دیر تامل کر کے فرمایا کہ جو لوگ تمھارے معتقد ہین انکو مرید کرلو مین اجازت دیتا ہون غرضکہ مکرر اُنھون نے آپکو اجازت عطا فرمائی اس سے زائد اور آپکی مقبولیت کی کیا دلیل ہو سکتی ہے مگر آپنے نہ ترک لباس کیا اور نہ کسیکو مرید ہمیشہ دل بیار و دست بکار رہے مدت العمر ملازمت مین بسر کی ایک عرصہ تک گورکھپور مین منصف رہے آخر وہین بحالت ملازمت نوین ماہ ربیع الآخر [illegible]ھ مین انتقال کیا عمر پینسٹھ سال کی ہوئی قبر آپکی وہین گورکھپور مین ہے فقط

نفحۂ سیزدہم ۱۳

ذکر حضرت غوث ملت لسان الحق شاہ تراب علی قلندر
خلف اکبر و خلیفۂ جانشین حضرت عارف باللہ

ولادت باسعادت آپکی ۱۱۸۱ھ مین ہوئی نسب مادری آپکا حضرت شیخ عبد العزیز
مکی معروف بعبداللہ علمبردار قلندر کو پہونچتا ہے اسطرح سے کہ آپ کی والدۂ ماجدہ
بنت شیخ عبد الفتاح ابن شیخ عبد الصمد بن حضرت ملا احمد معروف بملا جیون مصنف
تفسیر احمدی و نور الانوار بن مولوی ابو سعید ابن مولوی عبید اللہ ابن حضرت شیخ
عبد الرزاق ابن حضرت مخدوم بہاء الحق خاصۂ خدا ابن خضر ابن کدن بن خلیل الدین
بن مکرم بن عبید اللہ بن عارف بن عبد الحفیظ بن نصیر بن معروف بن غلام اللہ
بن ابو تراب بن عالم بن عبد الکریم بن منصور بن معین الدین بن عبد القادر بن
عبد العزیز بن ابو المکرم ابن ابو الیسر بن شیخ عبد اللہ مکی صالحی منسوب بحضرت صالح پیغمبر
علیہ السلام آپ بدو شعور سے تحصیل علم و فضل مین منہمک اور صلاح و تقوی سے
آراستہ و پیراستہ تھے اور بچپن ہی سے بسبب اپنے حسن ادب و سلیقہ و عالی استعداد کی
کے حضرت عارف باللہ کے محبوب و مقبول تھے سات برس کے سن سے انھون نے
آپکو تعلیم شروع کر دی ذکر سہ پایہ و نماز تہجد جب ہی تعلیم فرمائی اور جب آپ بارہ
سال کے ہوے اور تکیہ پر آنے جانے اور رہنے لگے تو انھون نے اولاً آپکو کتاب

تیسیر الاحکام شہاب الدین ملک العلما کی پڑھائی بعد اسکے کتاب زاد الآخرت و منہاج
العابدین و کیمیاے سعادت وغیرہ اُسکے بعد تصانیف حضرت شاہ ولی اللہ محدث
دہلوی مکرر پڑھائی اور اُسکے مضامین دلنشین کرلے علاوہ اسکے زبانی تعلیم بھی اسی
اخلاق و تصوف کی فرماتے رہتے تھے خصوصًا مسائل معرفت و توحید کی بہت تاکید
فرماتے تھے آپکے بھی ذہن سلیم و فہم مستقیم کی یہ حالت تھی کہ جو کچھ وہ فرماتے تھے فوراً
سمجھ جاتے تھے کبھی کبھی وہ آپ سے امتحانًا سوال کر بیٹھتے تھے کہ اگر سب حق ہے
تو دوزخ و بہشت و ثواب و عقاب کسلیے ہے آپ اسکا جواب ایسا دیتے تھے کہ وہ
سنکر نہایت خوش ہو جاتے تھے ایک مرتبہ آپ نے عرض کیا کہ حقیقت توحید و
معرفت کا مع حفظ شریعت مجکو ایسا یقین ہو گیا ہے جو کسی سوال و اعتراض سے
جا نہیں سکتا آپکا معمول تھا کہ اُس زمانہ مین حضرت عارف باللہ جب کسیکو کوئی
نماز یا خواص اسماء و ادعیہ تبلاتے تھے آپ فوراً سنکر یاد کر لیتے تھے روض الازہر مین
ہے کہ در کثرت عبادت از صبا تا شیخوخت بریک حال بودہ اند و از آنروز کہ شعور بہم رسانیدند نماز را
بقضا نخواندند۔ بارہ سال ہی کی عمر مین اذکار قلندریہ آپکو حضرت عارف باللہ نے
تعلیم فرمائے اور ہر سال اُن سبکا جائزہ لیا کرتے تھے۔ زمانہ خورد سالی مین آپ
دو بار حضرت جبرئیل علیہ السلام کی زیارت سے بھی خواب مین مشرف ہوے ایکبار
قحط کے زمانہ مین دیکھا کہ ایک صاحب سبزپوش آے معلوم ہوا کہ حضرت جبرئیل
علیہ السلام ہین اُنھون نے آپسے فرمایا کہ میرے پاس آؤ مین تمکو ایک ایسی نماز
بتاؤن جسکے پڑھنے سے گرانی دفع ہو جائے فرمایا کہ دو رکعت وقت ظہر شب
برات کے روز اسطرح پڑھنا چاہیے کہ ہر رکعت مین بعد سورہ فاتحہ چودہ بار

اقراء پڑھے آپنے اسی طورسے پڑھی قحط دفع ہوگیا۔ پھر دوبارہ اوسی زمانہ مین دیکھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لاے اور فرمایا کہ آؤ تمکو ایک اور نماز بتادون پھر چار رکعتین بتائین جسمین سورۂ والشمس والیل وغیرہ پڑھنے کو بتایا اور فرمایا کہ اس نماز کو عید الضحیٰ کے روز بیٹھکر پڑھنا چاہیے اور اُسکا جلسہ بھی بتایا جب آپ اور زیادہ ہوشدار ہوے تو حضرت عارف باللہ نے تمام کاروبار خانہ داری آپکے سپرد کردیا اُسوقت آپکی عمر پندرہ سال کی تھی تب سے تمام کام آپ سے متعلق رہے حتے کہ شجرہ نویسی و دستخط بھی آپ ہی کیا کرتے تھے اور باوجود ان سب باتون کے آپکے کسی شغل یا وظیفہ مین کسی طرح کی کمی یا تاخیر نہین ہوتی تھی حضرت عارف باللہ کا معمول تھا کہ ہرسال جاڑون مین دو چلہ فرماتے تھے اور آپکو بھی اُس زمانہ مین خلوت کرنیکا حکم دیتے تھے چنانچہ آپکے لیے علیحدہ حجرہ مقرر تھا جسمین بیٹھکر آپ اذکار و افکار فرمایا کرتے تھے اور وہ بحالت اعتکاف آپکو توجہ دیتے تھے یہ فرمادیا تھا کہ بعد مغرب میری طرف متوجہ ہوکر بیٹھا کرو آپ بیٹھتے تھے اور وہ بالاخانہ سے القاء ذکر وغیرہ آپکے قلب پر فرمایا کرتے تھے ایسا کہ اُنکی ہر حرکت ذکر قلبی پر آپکا جسم جنبش کرتا تھا غرضکہ آپکی تعلیم و تربیت جس طرح سے اُنھون نے فرمائی کم کسی نے کی ہوگی وہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ مینے اپنے لڑکون کو کسی امر مین کسیکا محتاج نہین رکھا ہے تا حقہ تعلیم کی اور سب امور کی اجازت دی ہے۔

آپ نے فارسی و عربی کی ابتدائی کتابین ملا قدرت اللہ بلگرامی خلیفہ حضرت عارف باللہ و مولوی معین الدین بنگالی سے اور بقیہ قدوۃ العلما مولانا حمید الدین محدث کاکوروی سے پڑھین اور بعضے رسائل عروض قاضی القضاۃ قاضی محمد

نجم الدین علیخان بہادر سے اور جلدین اخیرین ہدایہ مولوی فضل اللہ ساکن نیوتنی سے پڑھین اور حقائق و معارف و علوم عالیہ صوفیہ کی کتابین مثل تصانیف حضرت شیخ اکبر و عوارف المعارف شیخ سہروردی و تعرف مع شرح وسائل فخرالدین عراقی و مولانا جامی وغیرہ حضرت عارف باللہ سے پڑھین جیسا کہ اوپر بیان ہوچکا اوسی زمانہ مین باصرار جناب مولوی شفاعت علی کاکوروی ثم السندیلی خلیفہ حضرت عارف باللہ مقامات عشرۂ طریقت رسالہ تعرف کو نظم فرمایا اور اصل المعارف نام رکھا جسکو حضرت عارف باللہ نے ملاحظہ کرکے پسند فرمایا چالیس سال آپنے انکی سایہ عاطفت مین ہر طرح کی ظاہری و باطنی تعلیم پائی اور ریاضت و مجاہدے کیے اور ادعیہ و اسماء اللہ مثل اسم باسط و سورۂ فاتحہ و یا رحیم و حروف تہجی با موکلات و دعاے سیفی وغیرہ وغیرہ کی زکوتین دین جیسا کہ کشف المتواری مین خود تحریر فرماتے ہین کہ تربیت و تعلیم من در علم طریقت و تصوف ہمہ از والد خود است تمام عمر در صحبت آنحضرت گذرانیدم و از طفلے تعلیم اذکار و اشغال قلندریہ وغیرہ یافتم ہمیشہ در صحبت آنحضرت میگذشت از علم سلوک و تصوف و حقایق و معارف خود آگاہ میفرمودند و بارہا از زبان مبارک خود فرمودند کہ ترا اجازت این ہمہ میدہم و مکرر کتاب انتباہ وغیرہ مصنفہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کہ مشتمل بر بیان طرق و سلاسل بود خوانانیدہ ارشاد کردند کہ شمارا برین ہمہ سلاسل اجازت میدہم و محتاج تربیت کسے نمی گذارم فقط بیعت کردن از حضرت شاہ مسعود علی قلندر کہ پیرزادہ و صاحب سجادہ مرشد من اند باید کہ این ہم پیران من ہست در سالی کہ قصد بردن من بدمگدھ مصمم بود خود از ین جہان فانی بعالم جاودانی رحلت فرمودند۔

حضرت عارف باللہ کے وصال سے چودھوین روز آپ حضرت شاہ انشاء اللہ قلندر کو ساتھ لیکر حضرت قطب الوقت سید تاشاہ مسعود علی قلندر کی خدمت بابرکت مین روانہ ہوے ساتوین روز بڑگانون شریف ضلع الہ آباد پہونچے وہان حضرت شاہ خدابخش قلندر خلف صغر حضرت کلید عرفان کی قدمبوسی کی دوسرے روز صبحکو وہان سے روانہ ہوکر سہ پہر کو حضرت قطب الوقت کی شرف ملازمت سے مشرف ہوے وہ بقیہ دن تو پرسش حالات و حضرت عارف باللہ کی تعزیت مین صرف ہوا دوسرے روز چاشت کے وقت بعیت کے لیے آپ نے عرض کیا ارشاد ہوا کہ بہت بہتر چنانچہ اوسی روز بعد نماز مغرب سلسلہ علیہ باسطیہ قادریہ مین مرید ہوے سات روز آپ انکے حضور مین حاضر رہے ہر روز وقت چاشت سے حاضر خدمت ہوتے تھے اور جبتک حاضر رہتے تھے وہ آپ ہی کی طرف زائد متوجہ رہتے تھے اکثر زبان مبارک سے ارشاد فرماتے تھے کہ تم کاظم شاہ کی برزخ ہو تمنے بہت اچھا کیا جو وقت پر آگئے آپ روزانہ دو وقتہ حاضر ہوتے تھے ایک روز آپ حاضر تھے اُنھون نے فرمایا کہ اس خاندان مین بعض اشغال ایسے ہین جو مرید کو وقت خلافت دینے کے بتاے جاتے ہین انشاءاللہ تمکو بھی تعلیم کیے جائینگے آپنے عرض کیا کہ غالبًا فلان فلان اشغال ہونگے اُنھون نے فرمایا کہ ہان شاید تمکو عارف باللہ نے بتلادیے ہین آپنے عرض کیا کہ بارہا تعلیم فرماے ارشاد ہوا کہ اب تمکو کسی تعلیم کی ضرورت نہین جو کچھ عارف باللہ نے تمکو تعلیم کیا وہی میری تعلیم ہے حضرت شاہ مظفر علی قلندر نے جو اُسوقت حاضر تھے عرض کیا کہ حضور عارف باللہ نے انکو سب کچھ تعلیم و تلقین کردیا تھا کچھ

اوٹھا نہیں یہ کہا تھا صرف بیعت آپ پر موقوف رکھی تھی الغرض ساتوین روز
بعد کو جب آپ حاضر خدمت ہوئے تو اُنھون نے اپنے وظیفہ کی کتاب کھولکر
آپ کے سامنے رکھدی اور فرمایا کہ جسطرح سے اس کتاب مین مثال لہائے
سلاسل لکھے ہین آپ اُنکی نقل کر لو مین بوجہ ضعف و بیماری سب لکھ نہین سکتا ہون
آپنے پہلے ایک مثال لکھکر ملاحظہ کرائی جسکو اُنھون نے پسند فرمایا اور ارشاد کیا کہ اسی
طرح سب لکھ جاؤ اور اُس مثال مین آپکے نام پر اُنھون نے لفظ شاہ لکھدیا
گویا یہ آپکے خطرہ کا جواب تھا کہ آپنے ایک روز قبل حضرت شاہ انشاء اللہ قلندر
سے فرمایا تھا کہ اگر حضرت پیر و مرشد اجازت و خلافت کے ساتھ مثال بھی لکھکر
عطا فرمائین تو زیادہ اچھا ہو تو اُنھون نے کہا تھا کہ ہان اگر ایسا ہو تو بہتر ہے
اور نہو تو کوئی حرج بھی نہین حضرت صاحب سے تو تم سب سلسلون مین
مجاز ہی ہو وہی کافی ہے فقط اسی اثنا مین ایک شخص نے حاضر ہو کر حضرت
قطب الوقت سے عرض کیا کہ حضور مین نے آج شبکو یہ خواب دیکھا کہ حضرت
کلید عرفان ایک چوکی پر بیٹھے ہین اور اُسکے پائین حضرت شاہنشاہ قلندر بیٹھے
ہین اور اُنکے مقابل درویشون کی صف ہے اُس صف مین سب سے آگے
حضرت عارف باللہ کھڑے ہین اور اُنکے ہاتھ مین خرقہ ہے جسکو اُنھون نے حضرت
شاہنشاہ قلندر کے روبرو رکھکے اشارہ کیا کہ آپ حضرت کلید عرفان سے
عرض کیجیے وہ اُس خرقہ کو حضرت کلید عرفان کے سامنے لیگئے اور عرض کیا کہ
عارف باللہ کے لڑکے کو یہ خلعت عنایت کیا جاے اُنھون نے فرمایا کہ بلا پوچھنا
کو بلاؤ جب آپ آئے تو حضرت کلید عرفان نے فرمایا کہ یہ خلعت عارف باللہ کے

لڑکے کو اپنے ہاتھ سے دو آپنے دیا جب اُنھون نے یہ خواب سُنا تو فرمایا کہ سچ ہے
اور ایسا ہی ہوگا۔ الغرض جب آپنے سب مثالین لکھکر نظر سے گذرانین تو فرمایا
کہ رکھ لو سہ پہر کے وقت مین اپنے دستخط کر کے اس پر کچھ لکھون گا سہ پہر کو جب
آپ حاضر ہوے تو ارشاد ہوا کہ وہ کتاب لاؤ آپنے حاضر کی تب اُنھون نے
اپنے دست مبارک سے اسقدر عبارت اُن مثالون پر زیادہ لکھدی کہ در
طریق قلندری و جملہ طرق سلاسل سبعہ بشاہ تراب علی قلندر ابن عارف باللہ صاحب الکشف
والکرامات حضرت شاہ محمد کاظم قلندر خلیفۂ رشید شیخنا و مولانا موصوف خلافت دادہ و مجاز کردہ
کہ طالب راہ حق را خرقہ بدہند و بیعت از و بگیرند و ارشاد کنند و اہل را داخل طریق و نا اہل اخراج
نمایند مرید ایشان مرید منست و مردود ایشان مردود من الحق الحق دستخط فقیر مسعود علی قلندر
خلیفہ ابی و شیخی و مولائی قطب الاقطاب فرد الاحباب غوث الدہر حضرت سید شاہ باسط علی قلندر
پھر اپنے دست مبارک سے خرقہ ملبوسۂ خاص جسمین ٹوپی و قمیص و چادر تھی
پہنایا اور بہت نوازش فرمائی اور بشارتین دین اور فرمایا کہ یہ عبارت ہر شخص
کو نہ لکھنا سوا اُسکے جو تمھارا ایسا ہو بعد الباس خلعت خرقہ میانہ پر سوار ہو کر
اور آپکو اور حضرت شاہ خدا بخش قلندر کو ساتھ لیکر حضرت کلید عرفان کے روضۂ
اقدس پر گئے فاتحہ پڑھ کر آپسے فرمایا کہ تمکو حضرت کلید عرفان کیطرف سے مبارک کیا
دیجاتی ہے اُسوقت آپنے عرض کیا کہ جو کچھ میرا حال ہے وہ آپ پر روشن ہے
میرے والد کو جب حضرت کلید عرفان نے لباس عطا فرمایا تھا تو اُنھوننے عرض
کیا تھا کہ اس بوجھ کے اُٹھانے کی طاقت و لیاقت مجھ مین نہین ہے جسکے جواب
مین حضرت کلید عرفان نے ارشاد فرمایا تھا کہ برداشتن از تو و نگاہداشتن از ما خاطر جمع دار

یہ سنکر حضرت قطب الوقت نے ارشاد فرمایا کہ تمھارے حق مین فقیر یہ کہتا ہو کہ برداشتن
ہم از ماو گذاشتن ہم از ما خاطر جمع رکھو اور کچھ اندیشہ نکرو آپنے قدمبوسی کی پھر آپکو
حضرت شاہنشاہ قلندر کے مزار پر لیگئے اور فاتحہ پڑھکر فرمایا کہ حضرت شاہنشاہ
کیطرف سے بھی تمکو مبارکباد دیجاتی ہے پھر وہان سے خود دولتخانہ تشریف
لے گئے اور آپ سے فرمایا کہ مسجد مین جاکر دوگانہ شکرانہ پڑھو
بعد ادائے نماز شکرانہ آپ پھر حاضر خدمت ہوے اسوقت حکم ہوا کہ گھر مین ہو آؤ آپ
گئے اور سب کی قدمبوسی کر آئے تب ارشاد ہوا کہ ان مناسک کا عارف باللہ
کو بھی اتفاق ہوا تھا صبح سے اسوقت تک ہمہ تن تمھارے کام مین متوجہ رہا
الحمدللہ کہ بخیر وخوبی فراغت ہو گئی حضرت شاہ خدابخش قلندر کو بزرگانون سے
محض آپ ہی کے لیے بلایا تھا آپ کے لیے چادر انھین نے رنگی تھی دوسرے
روز جمعرات کو علی الصباح آپ رخصت ہوے وقت رخصت حضرت قطب
الوقت نے یہ فرمایا کہ مینے یہ لباس تمکو بحکم غیبی دیا ہے نہ اپنی طبیعت سے اول
بالفعل تمھارا اپنے گھر چلا جانا بہت ضروری ہے توقف نہین چاہیے آپ قدمبوس
ہوکر حضرت عارف باللہ کے چہلم کے روز مع الخیر وطن پہونچے۔
آپ کو حضرت عارف باللہ سے سلاسل سبعہ یعنی قادریہ وقلندریہ وچشتیہ وسہروردیہ
وفردوسیہ وطیفوریہ ومداریہ ونقشبندیہ کی اجازت تھی اور لباس فقر بھی
اُنھون نے پہنایا تھا چنانچہ ایکبار جب آپ صغیر السن تھے اُنھون نے تاج
جعفری اور کفنی پہنائی اوس زمانہ مین وہ خود لباس آزادیہ پہنتے تھے پھر جب
ہوشیار ہوے تو اُنھون نے مکرر آپسے فرمایا کہ مین تمکو لبس والباس خرقہ کی

اجازت دیتا ہون تاکہ وقت پر دوسرے کی محتاجی نہو جب اُنکی وفات ہو گئی اور آپ دیگدھ شریف روانہ ہوئے تو راستہ مین خواب مین دیکھا کہ حضرت عارف باللہ تکیہ شریفہ کے بالاخانہ پر بیٹھے آپ سے فرما رہے ہین کہ اب تمکو کیا منظور ہے آپنے عرض کیا کہ جو آپکو منظور ہو ارشاد ہوا کہ نہین خود تمکو جو کچھ منظور ہو کہو تب آپنے عرض کیا کہ میرا دل خرقہ پوش ہونیکو چاہتا ہے فرمایا بہتر ہے اور محمد روشن خادم سے فرمایا کہ حجرہ مین جو تاج رکھا ہے اُسے لاؤ اُنھون نے جاکر ڈھونڈھا جب نہ ملا تو دوسرا جو ایک تہ دو رنگین تھا حاضر کیا فرمایا کہ یہ مستعمل ہے دوسرا لاؤ غرضکہ وہ تلاش کر کے تاج سبز جعفری لائے اُنھون نے آپکو پہنایا اور اپنی چادر عنایت کی پھر کئی مہینہ کے بعد آپنے خواب مین دیکھا کہ حضرت عارف باللہ گھر مین بیٹھے آپ سے فرما رہے ہین کہ مینے اُس روز تمکو پورا لباس نہین دیا تھا آج وہ بھی دیتا ہون آپنے عرض کیا کہ یہان لباس کہان ہے فرمایا کہ تمھاری والدہ کے پاس ہے آپ جاکر لائے اُنھون نے پہنایا اور سر پر شملہ باندھا اور نہایت خوش ہو کر حاضرین سے فرمایا کہ دیکھو یہ شاہانہ لباس اسپر کیسا زیب دیتا ہے پھر فرمایا کہ میرے یہان ایک اور کاکریزی رنگ کا لباس ہے وہ بھی دیتا ہون اکثر لوگون نے آپکے ترک لباس کے بعد جب حضرت عارف باللہ کو خواب مین دیکھا تو آپکے ترک لباس سے بہت ہی خوش پایا آپ خود بھی اُنکی روح اقدس کو اپنے حالپر بہت متوجہ پاتے تھے ایک روز خواب مین دیکھا کہ ایک کاغذ پر مثال لکھی ہوئی آپکے آنکھونکے سامنے دیوار پر چسپان ہے اور وہ مثال آپکے نام لکھی لکھنے مین آواز آئی کہ اولاً یہ مثال ایک دوسرے کے لیے لکھی گئی تھی

لیکن بوجہ اُسکے بعض امور مین حجت و انکار کے موقوف کیگئی پھر ایک تیسرے کے نام تجویز کیگئی مگر اُسکو بھی نہین دیگئی اب تمکو دیجاتی ہے۔

آپ کو علاوہ حضرت عارف باللہ و حضرت قطب الوقت سے اجازت و خلافت کے سلاسل سبعہ کی اجازت حضرت شاہ خدابخش قلندر الہ آبادی و حضرت شاہ عبداللہ قلندر برادرزادہ و خلیفہ حضرت حجۃ العارفین شاہ عبدالرحمن قلندر ثانی لاہرپوری سے بھی تھی۔

اور سلسلہ چشتیہ نظامیہ و قادریہ و قادریہ اویسیہ کی حضرت خواجہ حسن چشتی مودودی لکھنوی سے تھی اور اُنکو قادریہ کی حضرت شاہ علی اکبر مودودی چشتی سے تھی اور قادریہ کی اویسیاً حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کی روحانیت سے بھی تھی اور خرقہ چشتیہ بھی پایا جسکا قصہ یہ ہے کہ ایک روز آپ نے حضرت عارف باللہ کے زمانہ حیات مین یہ خواب دیکھا کہ حضرت خواجہ حسن صاحب ایک مجلس مین تشریف رکھتے ہین اور آپ بھی موجود ہین یکایک خواجہ صاحب نے تاج اپنے سر سے اوتار کر رکھدیا وہ تاج خودبخود سبکے سامنے روان ہوا اور آپ کے سامنے پہونچکر رک گیا خواجہ صاحب نے فرمایا کہ اگر تمکو خواہش ہو تو لیلو آپنے کہا کہ جی ہان اور اُٹھانیکا قصد کیا اتنے مین اُنھون نے خود ہی اُٹھا کر آپکو پنھادیا حضرت عارف باللہ نے اس خواب کو سنکر فرمایا تھا کہ تمکو اُنسے کچھ ملیگا اتفاقاً ایک روز آپ حضرت عارف باللہ کے ہمراہ خواجہ صاحب کے یہان گئے حضرت عارف باللہ نے فرمایا کہ تم اپنا خواب اُنسے بیان کردو آپنے بیان کیا وہ خوش ہوکر کہنے لگے کہ مین خود کیا ہون لیکن جو کچھ میرے پاس ہے حاضر ہے ہرچہ

در بغداد دست گرد سر خلیفہ بعد ایک مدت جب وہ حضرت عارف باللہ کے فاتحہ سیوم مین تشریف لائے تو رخصت ہوتے وقت آپ سے فرمایا کہ جو کچھ تمنے خواب مین دیکھا تھا وہ حاضر ہے جب جی چاہے لے لینا پھر چند مہینے کے بعد آپ کو خط لکھ کر بلا بھیجا آپ گئے تو اُنھون نے دونون سلسلون کی اجازت دیکر شال لکھدی اور اپنا خرقہ یعنی تاج معہ انگرکھی عنایت فرمایا

آپ بعد حضرت عارف باللہ کے پچپن سال سجادہ نشین رہے آپکے مریدین بہت ہوے اور ہر سلسلہ مین یعنی چشتیہ وطیفوریہ ومداریہ وسہروردیہ ونقشبندیہ وقادریہ وقلندریہ سب مین اگرچہ سہروردیہ وطیفوریہ مین کم ہوے مگر نقشبندیہ ومداریہ مین اوس سے زائد اور چشتیہ وقلندریہ مین اُس سے زائد اور قادریہ مین سب سے زائد گویا فیصدی ستر مگر سلسلہ قلندریہ مین آپ اس طرح مرید کرتے تھے کہ لاہر پور وخیر آباد کے لوگون کو سلسلہ قلندریہ رحمانیہ مین بواسطہ حضرت شاہ عبداللہ قلندر نبیرہ حضرت غوث العالمین لاہرپوری مرید کرتے تھے اور الہ آباد وجونپور و اعظمگڈھ اور اوسکی اطراف کے لوگون کو سلسلہ مسعودیہ قلندریہ مین بواسطہ اپنے پیر ومرشد حضرت قطب الوقت کے مرید کرتے تھے اور کاکوری ولکھنو وغیرہ کے لوگون کو سلسلہ قلندریہ کاظمیہ مین بواسطہ اپنے والد ماجد حضرت عارف باللہ مرید کرتے تھے۔ علاوہ مسلمانون کے بہت سے ہندو بھی آپسے تعلیم پاکر اپنے مقصود پر فائز ہوے۔

تصنیف وتالیف بھی آپنے باوجود کثرت مشاغل ارشاد وتلقین وفرائض سجادگی بہت فرمائے سب سے پہلے تالیف مثنوی اصل المعارف ہے جو آپنے

حضرت عارف باللہ کے ارشاد سے تحریر فرمائی جسکا ذکر پہلے ہو چکا۔

(۲) کتاب مستطاب وصول المقصود ہے جو دراصل حضرت عارف باللہ کا مفصل ملفوظ ہے اور ضمناً کل حضرات مرشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا سنہ تالیف اسکا بارہ سو چھبیس ہے حجم مین تینتیس جزو کی کتاب ہے اسکو منشی امتیاز علی صاحب کاکوروی وزیر بھوپال مرید آنحضرت نے ۱۳۱۲ھ مین چھپوایا مگر اب نادر الوجود ہے۔

(۳) کتاب مجمع الفوائد ہے جسکی بابتہ آپ کشف المتواری مین تحریر فرماتے ہین کہ بعد وفات چون بیاضہائے حضرت والد ماجد ملاحظہ کردم در ہر بیاض چیزہائے مختلف و نکات عجیب و غریب بخط خاص آنحضرت از ہر قسم نوشتہ یافتم پس آنرا مفید دانستہ یکجا کردہ بترتیب کتابے پرداختم و مجمع الفوائد نامش نہادم یہ پانچ چھ جزو کا رسالہ ہے مشتمل بر مضامین مختلف تصوف و سلوک وغیرہ اور غیر مطبوع۔

(۴) رسالہ فتح الکنوز ہے اسمین آداب شیخ و مرید و بعضے مضامین حقائق و معارف کتاب مرصاد العباد و یواقیت والجواہر امام شعرانی و حضرت شیخ اکبر وغیرہ کی کتابون سے حضرت عارف باللہ نے ملخص فرمائے تھے بعد اُسکے آپنے سبکو جمع کرکے ماہ رمضان المبارک ۱۲۴۲ھ مین مرتب فرمایا یہ رسالہ پانچ جزو کا ہے اسکی تصحیح کرکے ۱۳۲۶ھ مین حضرت وارث الانبیا مولانا شاہ محمد حبیب حیدر قلندر نے چھپوا دیا۔

(۵) کتاب مقالات صوفیہ ہے اسمین آپنے مقالات حضرات اولیاء کرام تذکرۃ الاولیا و نفحات و رشحات وغیرہ سے لیکر جمع فرمائے ہین مقالات مین

ابتک ایسی کوئی کتاب نہین دیکھی گئی پندرہ جزو کی کتاب ہے کئی مرتبہ بوجہ
اپنی عام مقبولیت وزیادتی اشاعت کے مطبع نولکشور لکھنو مین طبع ہو چکی ہے

(۶) کتاب **شرائط الوسائط** ہے اسمین آداب پیر و مرید و مسائل بیعت و
خلافت مشایخ و طریق و آداب زیارت مزارات بزرگان دین کو بہت ہی
تحقیق و وضاحت سے تحریر فرمایا ہے اس کا حجم دس جزو کا ہوگا آپ کی وفات
تقریبًا پندرہ بیس سال کے بعد یہ کتاب مطبع علوی لکھنو مین چھپی تھی مگر اب نہین ملتی

(۷) کتاب **کشف المتواری فی حال نظام الدین القاری** ہے اسمین آپ نے
اپنے حضرت مخدوم نظام الدین معروف بشیخ بھیکہ کاکوروی اور انکی اولاد امجاد
کے مفصل حالات نیز اپنے سلسلہ نسب وغیرہ کے بیان تحریر فرمائے ہین بارہ جزو
کی یہ کتاب ہے سنہ تالیف اسکا بارہ سو چون ہے اور سنہ طبع تیرہ سو اٹھارہ۔

(۸) کتاب **مطالب رشیدی** ہے اسے آپنے اپنے مرید بامراد جناب مولوی
رشید الدین خان خلف مفتی خلیل الدین خان بہادر کاکوروی سفیر شاہ اودھ
کی تعلیم و تربیت کیلیے پچھتر سال کی عمر مین ۱۲۵۸ھ مین تصنیف فرمائی یہ انیس
جزو کی کتاب ہے اسکے بابتہ اسیقدر لکھنا کافی ہے کہ یہ کتاب خود اپنی نظیر ہے
کوئی ایسے مسائل معاش و معاد و شریعت و طریقت و حقایق و معارف نہین جو
اسمین نہون آپکی تصانیف مین جسقدر اس نے شہرت تامہ و قبولیت عامہ پائی
وہ محتاج بیان نہین پہلی مرتبہ یہ کتاب ۱۲۸۰ھ مین مطبع نولکشور لکھنو مین چھپی تھی
اسکے بعد سے ابتک چھہ سات مرتبہ چھپ چکی ہے۔

(۹) کتاب **مجاہدات الاولیا** ہے اسمین آپنے اولیائے متقدمین و متاخرین

و حضرات قلندران عظام کے حالات ریاضات و مجاہدات تحریر فرمائے ہین یہ کتاب بھی حجم مین قریب پندرہ سولہ جزو کی ہے غیر مطبوع۔

(۱۰) کتاب مستطاب اسناد المشیخت ہے احکام بیعت و اقسام خلافت و مقراض رانی و کلاہ پوشی وغیرہ کے بیان مین۔

(۱۱) کتاب مستطاب تعلیم الاسما ہے اسمین آپنے تمام ادعیہ و اوراد و اعمال و اسما و سور قرآنی وغیرہ وغیرہ کے طرق دعوت و نصاب و زکوۃ و شرائط عامل وغیرہ نہایت شرح و بسط سے تحریر فرمائے ہین اور وہ اعمال بھی جنپر آپ خود عامل تھے یہ بھی ضخیم کتاب ہے۔

علاوہ ان کتابون کے آپکے مکاتیب بھی فارسی مین ہین بیشتر بنام امیر عاشق علیخان بہادر کاکوروی در بیان مراقبہ معیت و تصور ذات بحت و طریق وصول الی اللہ و تعلیم شغل برزخ مع تلقین پاس انفاس و تعریف قطب الارشاد و اقسام رابطہ سلسلہ المشائخ و فوائد مشروعیت بیعت و بیان ضرورت مرشد و ذکر مسئلہ وحدت وجود و فرق درمیان وجودی و شہودی و اقسام توحید وغیرہ۔

قسام ازل نے شعر و سخن مین بھی آپکو کافی حصہ دیا تھا آپکا کلام اردو و فارسی و ہندی تینون زبانون مین ہے مگر زائد حصہ اردو مین اور لطف یہ کہ آپنے کسیکو نہ اپنا کلام دکھایا اور نہ اصلاح لی اور عجیب تر یہ کہ ایک شعر بھی آپنے تکیہ شریف پر بیٹھکر کبھی نظم نہین فرمایا بلکہ قاعدہ یہ تھا کہ جب بستی تشریف یجاتے تھے تو آنے جانے مین دو دو غزلین کہہ لیا کرتے تھے اور تکیہ شریف پر آکر اپنے مرید مخلص و حضرت عارف باللہ کے پیرو تہ جناب مولوی عبد الباسط صاحب کو سنا دیا کرتے تھے اور وہ فوراً

لکھ لیا کرتے تھے آپکے دیوان اردو مین دیوان حافظ کی طرح فال بھی دیکھی جاتی ہی
کلیات فارسی آپ کا اب پھر سہ بارہ مطبع سرکاری رامپور مین طبع ہوا ہے اسمین
علاوہ دیوان کے مثنوی اصل المعارف وترجیع بند ومخمس کبریا بھی شامل ہے - اور
کلیات اُردو سات آٹھ مرتبہ مطبع نولکشور مین طبع ہو چکا ہے پہلی مرتبہ یہ کلیات
مطبع مصطفائی لکھنو مین سنہ ۱۲۸۰ھ مین چھپا تھا اسمین علاوہ دیوان کے مثنوی عاشق
وصنم وشجرات منظوم وٹھمریان بھی ہین - کچھ مختصر آپکا اُردو و فارسی کلام یہانپر تبرکاً
بنظر استفادہ ارباب ذوق لکھا جاتا ہے ؎

جلوہ اش ہر دم بشانی دیگر است
ہر کسے را زو بیانی دیگر است

او بہر شانی دہد از خود نشان
بے نشان را کی نشانی دیگر است

گرچہ الآن وکما کان است او
دایم او را کن فکانی دیگر است

وصل او بے جذبہ نتوان یافتن
بام او را نردبانی دیگر است

من بہر صورت نظر دارم بحق
خلق را با من گمانی دیگر است

می زند دم از نفخت فیہ یار
در تنم روح روانی دیگر است

کے انا الحق غیر حق گوید تراب
کلمۃ الحق را زبانی دیگر است

دیگر

جز بحر چہ در شکل حباب است بہ بنید
بیرون و درونش ہمہ آب ست بہ بنید

ظاہر بنمود و بحقیقت ہمہ نابود
این صورت وہمی چہ سراب ست بہ بنید

چون خواب و خیال است غم و شادی عالم
بل جملہ جہان عالم خواب است بہ بنید

از پردہ غفلت بجہ تدبیر برآئیم
خود یار ردا دار حجاب ست بہ بنید

در پردہ او شخص دگر نغمہ سرا نیست
چون نے نہی از خویش ترا ب ست بہ بنید

دیگر

رند بدمست وخراب باده ام
پیر مغ را صاحب سجاده ام

ساقی مشفق که هوشم برده است
سر فرو بر پاے او افتاده ام

زاهد از حالم اگر واقف بود
از ادب ننهد قدم بر جاده ام

وحشی از عالم شدم حالم مپرس
همچو آهو سر بصحرا داده ام

عکس شاهد هست در من هر چه هست
زانکه چون آئینه لوح ساده ام

آبرو دهم کے نیفزاید تراب
خاکراه پیر و مرشد زاده ام

دیگر

تا چو آئینه صفائی یافتم
بیخودی در خودنمائی یافتم

همچو نے خاموشیم گویا کند
صد نوا از بے نوائی یافتم

بد نمودن هر کمال غیر را
پیش یاران خوشنمائی یافتم

رندی و مستی نه بگذارم تراب
صد بلا در پارسائی یافتم

دیگر

برد شوخی دل مرا چه کنم
بیدلم کرد دلربا چه کنم

مرض عشق را علاجے نیست
یارب این درد را دوا چه کنم

تا صبا از دلم برد زلف
مو بمو گشت مبتلا چه کنم

بیوفائی شعار خوبان است
شکوه یار بیوفا چه کنم

او بدشنام یاد کرد مرا
عوضش من بجز دعا چه کنم

تا بزلف سیاه او نرسید
ہاے از دست نارسا چه کنم

خود بشکل بتان تو جلوه گری
بت پرستم نه اے خدا چه کنم

اندکے در برم نشسته بگو
بیش ازین خاطر شما چه کنم

اے که حال کسے نمی پرسی
با تو اظهار مدعا چه کنم

رخ بسوی تراب کرده بگو | پرسش حال این گدا چه کنم

دیگر

نه غمخوارم نه غم دارم نه دلدارم نه دلدارم | نه در خیرم نه بی خیرم نه در کارم نه بیکارم
نه مجبورم نه مختارم نه منصورم نه عطارم | نه مخمورم نه سرشارم نه بیهوشم نه هشیارم
نه باکس الفتی دارم نه برکس شفقتی آرم | نه خود با هیچکس یارم نه خود از هیچ بیزارم
نه در شهرم نه ویرانه نه در مسجد نه بتخانه | نه در بزمم نه کاشانه نه در دارم نه دیوارم
نه شیرینم نه فرهادم نه قمری ام نه شمشادم | نه پابندم نه آزادم نه در دامی گرفتارم
نه مجنونم نه دیوانه نه نادانم نه فرزانه | نه چون شمعم نه پروانه نه گلچینم نه گلزارم
نه باشم بلبل بوی گل نه ریحانیم بی سنبل | نه ساغر گیرم و نی مل نه میخوارم نه خمارم
نه بی صبرم نه تسکینم نه در تلوین و تمکینم | نه در دنیا نه در دینم نه تسبیحم نه زنارم
تراب از خود همه محوم نه در سکر و نه در صحوم | نه اهل منطق و نحوم نه از علمای احبارم

دیگر

نباشد خالی از تو هیچ بزم و منزل و خانه | ز رست آبادی عالم جهان بی تست ویرانه
تویی ساقی تویی شارب تویی باده و پیمانه | تویی رند خراباتی تویی مخدوم میخانه
مسلمان بندهٔ رویت برهمن بستهٔ مویت | تویی در کعبه و مسجد تویی در دیر و بتخانه
بجز تو کیست معشوق و کدام عشق است کو عاشق | تویی بر صورت شمع و تویی بر شکل پروانه
تراب از راه معنی گر ببینی جمله عالم را | همه با هم یگانه اند یک کس نیست بیگانه

دیگر

قلق از سوزش پروانه داری | ز سوز عاشقان پروا نداری
نبود آشفته لیلی بجز قیس | تو صد عاشق دیوانه داری
بیا لب جام خواهم ساقی از می | چرا خالی لب پیمانه داری
دلم قربان این مژگان و ابرو | عجب تیر و کمان ترکانه داری

نوای ما گدایان کے خوش آید
تراب آوازۂ عشقت فزون باد
زہی بیدل کہ دلدارش تو باشی
متاع قیمتے جان است در تن
دلا خود یار گردد طالب تو
نمی خواہد تراب از خلق امداد

دیگر

دماغ عالی و شاہانہ داری
کہ ہای و ہوی خوش مستانہ داری
خوشا غمگین کہ غمخوارش تو باشی
دہم مفت ار خریدارش تو باشی
اگر اندک طلبگارش تو باشی
خداوند امددگارش تو باشی

غزلیات اُردو

عاشق ہون ترا طالب دیدار ہون تیرا
تو یار ہے غیرون کا مین کب یار ہون تیرا
کچھ اب سے نہین مین تری الفت مین پھنسا ہون
ازل سے مین گرفتار ہون تیرا
کرتا ہے عبث مجکو طبیبون کے حوالہ
خود نبض مری دیکھ مین بیمار ہون تیرا
جاؤن مین تراب اور کہان چھوڑ کے تجکو
بندہ ہون ترے در کا نمکخوار ہون تیرا

پردہ تو نہ کر مجھ سے کہ مین یار ہون تیرا
اک بار مرا ہو تو مین سو بار ہون تیرا
واللہ

دیگر

جب دل منصور پر حق چھا گیا
لب پہ اقرار انا الحق آ گیا
یارو تم کہتے ہو جسکو عرش ہم
مین تو اپنے دلمین اُسکو پا گیا
کون دیکھے اُسکو غیر از اہل دل
آفتاب اندھے سے کب دیکھا گیا
حیف سر حق نہ پوچھا ایک نے
پاس اپنے اک جہان آیا گیا
دم بخود ہو رہیے کچھ کہیے نہ اب
حق جو کوئی بولا جھٹ مارا گیا
مرشد بر حق کے صدقہ جائیے
راہ حق کی جو ہمین دکھلا گیا

کہدے طالب سے کہ سب حق ہی تراب ۔ کلمۃ الحق وہ یہی فرما گیا

مجھے تو مارا حیلانے تیری کریگا مجھ سے حجاب کبتک ۔ دکھا دے مکھڑا اُٹھا دے پردا رکھیگا منھ پر نقاب کبتک
بھلا یہ پوچھے کوئی صنم سے ہوئی ہے تقصیر کیا یہ ہمسے ۔ جو باز آتا نہین ستم سے یہ ظلم و جور و عتاب کبتک
وہ سورہ یوسف کی پڑھکے تفسیر لگا یہ ملا سے کہنے تقریر ۔ میانجی یوسف سے ہو بغلگیر بغل مین جزو کتاب کبتک
جہان تو فانی حباب سا ہے کسیکو ہرگز نہین بقا ہے ۔ وجود دریا کو دیکھو کیا ہے شہود بحر و حباب کبتک
دلا سراپا سرور ہو جا نکل کے ظلمت سے نور ہو جا ۔ خدا کے نشہ مین چور ہو جا رہیگا مست شراب کبتک
مجھے تو آتی ہے دل پہ رقت کہ عشقبازی ہے اُسکی خلقت ۔ تو دام صورت مین فی الحقیقت پھنسا رہیگا تراب کبتک

دیگر

بدن جسکا فقط دل ہو مین ایسے تیر کے قربان ۔ بدن جس سے نہ گھائل ہو مین اُس شمشیر کے قربان
جو لیلی نے کہا ہنسکر کہ بیڑی ڈالدو اسکے ۔ گیا ابن قیس دیوانہ ہوا زنجیر کے قربان
اُٹھا کر برقع مکھڑے سے ذرا صورت تو دکھلا دے ۔ حجاب اتنا نہ کر مجھ سے تری تصویر کے قربان
تو خاک اپنے قدم کی دے نہ کر محتاج کندن کا ۔ کسے ملتی ہے یہ دولت مین اس اکسیر کے قربان
تو اپنے عشق کا طغرا مرے ماتھے پہ کر دے نقش ۔ نہ منھ موڑون کبھی تجھ سے تری تشہیر کے قربان
تراب اُسنے جو یہین مجھے پیرونکی نعمت دی ۔ بنایا پیر مجکو مین تو اپنے پیر کے قربان

دیگر

نشان اُسکا کسی سے کب بیان ہو ۔ وہی پاوے نشان جو بے نشان ہو
منزہ وہ تو ہے کون و مکان سے ۔ مکان اُسکا کہان جو لامکان ہو
کوئی جاگہ نہین ہے اُس سے خالی ۔ زمین ہو عرش ہو یا آسمان ہو
سوا اُسکے نہین کوئی جہان مین ۔ تلاش اُسکی کرو یارو جہان ہو
ٹھکانا اُسکا مین کیونکر بتاؤن ۔ خدا جانے وہ ہرجائی کہان ہو
تراب اُستاد سے معلوم کر لو ۔ طریق معرفت گر قدردان ہو

دلیل کاروان بانگ جرس ہے
گواہ درد دل اک نالہ بس ہے
بت ظالم نہین سنتا کسیکی
غریبون کا خدا فریادرس ہے
گلستان عیش باغ بلبلان ہو
ہمین تو یا دین کنج قفس ہے
رکھو تیار توشہ آخرت کا
سفر درپیش ہونیکا ہر نفس ہے

عبث ہے آرزو دنیا و دین کی
تراب اللہ بس باقی ہوس ہے

دیگر

عاشقی کان نامرادی ہے
عشق دوکان نامرادی ہے
کون اس راہ مین قدم رکھے
یہ تو میدان نامرادی ہے
اوسکی بے الفتی و استغنا
ساز و سامان نامرادی ہے
اور سے حکم ہے کہ مانگ مراد
ہم سے فرمان نامرادی ہے
ہاتھ اٹھائین نہ کیون دعا سے ہم
وہ تو خواہان نامرادی ہے
یار کو عمر بھر ہمارے ساتھ
عہد و پیمان نامرادی ہے
نامرادی کی بھی طلب نہ ہی
یہی پایان نامرادی ہے
اہل فقر و فنا ہین جو اون پر
نت نئی شان نامرادی ہے
ہے عجب ان دنون تراب کا حال
دست و دامان نامرادی ہے

دیگر

کوئی ایسی ذات کو کیا کہے جو نہ فرد ہے نہ وحید ہے
صفت اوسکی ہوگی کسی سے کیا نہ وہ دید ہے نہ شنید ہے
وہی محض مطلق مت کہو کہ مقید آپ ہوا ہے وہ
وہی ایک ہے کہ بنا ہے دو نہ وہ مختفی ہے نہ پدید ہے
وہی کعبہ ہے وہی دیر ہے وہی قدر شر و خیر ہے
نہ وہ عین ہے نہ وہ غیر ہے نہ مراد ہے نہ مرید ہے
اگر کوئی میری رقم پہ صاد مجھکو دے یہ سخن کی داد
نہ تو شبلی ہے نہ جنید ہے نہ نظام ہے نہ فرید ہے
نگاہ کاظم رہنما بطفیل باسط مقتدا
ہے وہی شہود تراب کا کہ قلندروں کی جو دید ہے

المختصر آپکی ذات سراپا برکات اکابر دانشمندان صوفیہ سے تھی آخر آخر زمانہ حیات مین
غلبہ وحالت نے جسم اقدس کو اسقدر نحیف کر دیا تھا کہ بلا اعانت کروٹ لینا مشکل ہو گیا تھا
مگر پھر بھی نماز پنجگانہ کے وقت اور آخر شب سے چاشت و اشراق تک اور مغرب سے عشا تک ایک
جلسہ سے بیٹھا رہنا آپکا معمول رہا اور نوے سال کی عمر تک برابر آپ شبانہ روز مین
دوسو رکعتین نفل کی پڑھتے رہے فرمایا کرتے تھے کہ وظیفہ صوفی رات دن مین دوسو رکعتون
سے کم نہین ہونا چاہیے اور مریدین وطالبین کو بھی اسکی ہدایت فرماتے تھے اور کل اذکار
واوراد بہ تخصیص اوقات جو کتب احادیث ومشائخ طریقت مین ہین آپکے ورد زبان رہے
باوجود اس ضعف وبڑھاپے کے برابر عرس شریف کی مجلسون مین آپ دو دو گھنٹہ ایک نشست سے
بیٹھے رہتے تھے۔ عرس شریف ماہ ربیع الآخر ۱۳۰۵ھ کے بعد ہی سے ہر وقت ہر لحظہ اشارات
مشعر مضمون ع میخرامم تا نہایات الوصال ۔ ہونے لگے اسی اثنا مین دوسری
جمادی الاولی روز پنجشنبہ کو وقت دوپہر داہنی جانب فالج گرا اکثر اطباء کاکوری ولکھنؤ
علاج مین مصروف ہوے جب اطبا نے آپکی نبض دیکھی تو باوجود ضعف ونحافت
ظاہری آپکی نبض جوانان صحیح المزاج سے زائد قوی پائی آخر اوسی مرض مین آپنے شب
شنبہ چوتھی جمادی الاولی کو قید تعلقات ہستی سے آزاد ہو کر مقام احدیت مین قرار لیا
فسبحان الذی بیدہ ملکوت کل شیٔ والیہ ترجعون[1] پانچوین تاریخ بعد ظہر آپ
وسط حظیرہ مین مابین قبر اپنی والدہ ماجدہ واہلیہ صالحہ حسب وصیت خود دفن ہوے
آپکے سیوم کے روز حضرت قطب الافراد مولانا شاہ حیدر علی قلندر نے آپکا عطیہ خرقہ
فقر زیب تن فرما کر سجادہ کاظمیہ باسطیہ قلندریہ کو رونق بخشی اسوقت حضرات مقتدرین کے

[1] پس پاک ہے وہ شخص جسکے قبضہ قدرت مین ہر شے کی روح ہے اور اسی کی طرف سب پلٹینگے ۱۲

جہان مولانا شاہ تقی علی قلندر نے آپکا منشور خلافت یعنی اجازت نامہ جو حضرت قطب الافراد کے نام تھا مجمع عام مین حاضرین کو سنایا و ہو ہذا بسم اللہ الرحمن الرحیم حامدًا و مصلیًا و مسلمًا۔ انچہ فقیر تراب علی راکہ جانشین و خلیفہ پدر خود است از خدمت والد بزرگوار خود حضرت شاہ محمد کاظم قلندر قدس سرہ در سلاسل سبعہ و ہم از خدمت پیر بیعت خود حضرت شاہ مسعود علی قلندر کہ آن ہر دو خلیفہ حضرت شاہ باسط علی قلندر قدس سرہ بودند رسیدہ و ہم از خدمت شاہ عبداللہ قلندر برادر زادہ و خلیفہ حضرت شاہ عبدالرحمن قلندر ابن شاہ الہدیہ احمد قلندر لاہرپوری درین سلاسل سبعہ رسیدہ و دیگر انچہ در سلسلہ نقشبندیہ از خدمت والد خود کہ مجاز از طرف مولوی احمدی خلیفہ شاہ عدل بریلوی بود رسیدہ و دیگر انچہ از حضرت خواجہ حسن[لہ] چشتی مودودی در سلسلہ قادریہ و چشتیہ معہ اجازت سلسلہ رسیدہ آنہمہ را بفرزند کلان خود مولوی حیدر علی سلمہ اجازت و خلافت داد و خرقہ فقر پوشانید و قائم مقام خود گردانید و ملقب بخطاب قلندر گردانید باید کہ آن برخوردار بر وقت طالب راہ حق را خرقہ دہد و بیعت گیرد موافق طریقہ

[لہ] آپ کا نسب بیس واسطون سے حضرت امام ہمام علی موسی رضا علیہ السلام کو پہونچتا ہے بیعت و اجازت و خلافت آپ کو حضرت شاہ علی اکبر مودودی چشتی فیض آبادی سے (جنکا سلسلہ طریقت چودہ واسطون سے حضرت سلطان نظام الدین اولیا کو پہونچتا ہے) تھی اسکے علاوہ سلسلہ قادریہ کی اجازت اویسیًا بھی آپ کو حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی سے تھی آپ کو یون تو علم تصوف مین عمومًا مگر اُنکے تصانیف پر خصوصًا عبور تھا نیز جملہ علوم مین مہارت تامہ تھی آپ اپنے زمانہ کے مشہور بزرگون مین گذرے ہین غازی الدین حیدر شاہ اودھ کو آپ سے بہت عقیدت تھی آپ کا ایک معتدبہ وظیفہ اُسکے یہان سے ماہوار مقرر تھا۔ آپ کو حضرت عارف باللہ شاہ محمد کاظم قلندر سے خاص خلوص و محبت تھی اُنکی وفات کے بعد آپ ہی نے اُن کا عرس شریف قائم کیا آپ نے حضرت غوث ملت کو اپنے سلاسل کے اجازت تحریری عطا فرمائی تھی اور خرقہ متبرکہ بھی۔ غرضکہ آپ بہت عالی مرتبت بزرگ تھے علم تصوف مین آپ کے بہت سے بیش بہا تصانیف بھی ہین جنمین سے اکثر یہان موجود ہین منجملہ اُنکے ایک کتاب لطائف اکبری ہے یہ طرز لطائف اشرفی اپنے پیر و مرشد کے ملفوظ مین یہ بہت ضخیم اور مشتمر ادق مسائل تصوف پر حاوی ہے مگر افسوس کہ کوئی تصنیف چھپی نہین آپکو شعر و شاعری سے بھی ذوق تھا تخلص فرماتے تھے حسن تخلص تھا ایک مرتبہ لکھنو دہلی دروازہ پر مجلس سماع ہو رہی تھی آپ بحالت وجد اُسکے اوپر سے پھاند پڑے اتفاقًا ایک مرید نیچے کھڑا تھا اُسنے اپنے ہاتھون پر آپکو روک لیا آپ تو بچ گئے مگر اسکی نجات ہو گئی آپکی وفات [illegible] ۱۲ھ مین ہوئی روضہ لکھنو مین حضرت عباس کی درگاہ کے متصل ہے آپکے مزار کے سرہانے محراب مین شجرہ عالیہ چشتیہ بخط طغرا بہت عمدہ منقوش ہے اور جابجا آیات قرآنی بھی قطعہ سے تیرہ گردید جہان در نظر اہل یقین ٭ گشت خورشید ہدایت چو نہان در تہ خاک ٭ گفت از روے بکا سال وفاتش ہاتف ٭ جانشین علی اکبر حسن عارف پاک ٭ ۱۲

۱۲۴۱ھ

که در ملهم الصواب و تعلیم الاسماء مذکور است تربیت و تعلیم نماید و اہل را داخل طریق نماید و نااہل
را خارج کند مرید وے مرید منست و مردود وے مردود منست حق ست حق ست ۵۵۵
تحریر ششم رمضان المبارک یوم سہ شنبہ ۱۲۳۷ ہجری مقدسہ و برخوردار مولوی
تقی علی را نیز ہمچنین در ہر سلسلہ اجازت و خلافت است ولبس والباس خرقہ نیز امادر حق ایشان
وصیت آنست کہ بعد من برادر کلان خود را بجاے من بزرگ خود دارند و در ہر امور دینی
و دنیوی استصواب و استرضاے اوشان مرعی دارند و برخود در ہر چیز مقدم پندارند
و خود خرقہ بطوریکہ قمیص حضرت شیخنا شاہ مسعود علی قلندر قدس سرہ بمن عنایت کردہ اند
پوشند و برادر کلان بطور حضرت والدم قدس سرہ مختار خود کنند باقی در تربیت و تعلیم
طریقہ بموجب کتاب ملہم الصواب و تعلیم الاسماء معمول دارند و بر اشغال و اعمال ہر دو کتاب
مجاز اند این کتب را عزیز دارند و ہم نسخہ اسناد المشیخۃ را سند گیرند و از غیر جز فرزندان این
ہر سہ کتب را مستور دارند ۵۵۵۔
وصال کے دوسرے روز آپکا مزار شریف گر گیا جناب مولوی عبدالباسط خلف
حضرت شاہ رحیم باسط صاحب جو آپکے مخلص مرید تھے مزار صاف کرنیکو قبر میں اوترے
جب مٹی صاف کر چکے یہ خیال کر کے کہ ایک مرتبہ اور زیارت کر لینا چاہیے کفن
مبارک کے چادر کا لفافہ کھولا دیکھا کہ آپکا چہرۂ مبارک خندان و شادان نہایت
ہی منور ہے اور موچھین چڑہی ہوئی ہین اور شجرہ جو دفن کے وقت سرہانے طاق
مین رکھا گیا تھا سینہ مبارک پر کھلا رکھا ہے اور انگشت شہادت حضرت قطب
الوقت شاہ مسعود علی قلندر اپنے پیر و مرشد کے نام نامی پر رکھی ہوئی ہے اور
کفن مبارک پہلے ہی روز کیطرح صاف و ستھرا تھا تب انھون نے اور حاضرین

آستانہ کو بھی بولا کر زیارت کرائی عمر آپکی چورانوے سال کی ہوئی قطعہ تاریخ وصال
از رشک سحبان مولوی محی الدین خان ذوق کاکوروی سے

سوز کدام حادثہ سر زد کہ این سپہر ۱۲۷۵ھ — جان حزین بشعلۂ ماتم کباب کرد
دائم کہ بد بیاوج حقیقت تراب شاہ ۱۸۵۹ء — زینجا بعزم خلد مگر پا تراب کرد ۱۲۶۶ف ۱۹۱۴ سمت

دیگر از جناب مولانا مولوی امجد علی علوی کاکوروی سے

رخت بربست ازین دار فنا — سوے جنت شہ والا درجات
پنجم ماہ جمادی الاولےٰ — بود شب وقت نزول برکات
وہ چہ شہ حامل شرع نبوی — صوفی صافی پاکیزہ صفات
قول و فعلش ہمہ صدق و اخلاص — ذکر و فکرش ہمہ خیر و حسنات
سینہ اش مخزن اسرار وجود — واصل بارگہ حضرت ذات
عارف و واقف کنز مخفی — رمز توحید عیان از حالات
کان فی الزہد عدیم الامثال — بلغ الفقر باقصی الغایات
کاشف سر اذا تم الفقر — فہو اللہ رفیع الدرجات
کان فی اللیل طویل الاشتغال — وہو فی الیوم کثیر الطاعات
لطفہ کان عمیم الفیضان — ورد ہ کان قضاء للحاجات
بیت یک تعمیہ برجستہ — نظم کردیم پے سال وفات
یافت از حضرت رحمٰن و رحیم — شاہ ایوان ولایت جنات ۱۲۷۵ھ

دیگر از مولوی اجیر الدین محمد ساکن پھولباڑی ضلع سلہٹ سے

چو فرمود رحلت ز دنیا تراب — سوے خلد آنشاہ جنت نشین

بتاریخ ترحیل آن قطب حق | فلک گفت شاہ بہشت برین

وصال کے تین برس کے بعد قاضی احمد علیخاں صاحب کاکوروی نے آپ کا روضہ شریفہ بنوایا ہے

بنایا مقبرہ ایسا خوش اسلوب | کہ ہاتف نے کہا کیا خوب کیا خوب

قطعات تاریخ تعمیر روضہ از رشک سحبان مولوی محی الدین خاں فائق کاکوروی ہے

صد مژدہ جاوید بہ ارباب طلب باد | کامد ز گلگشت جنان خصت عامی
شوریست درین گنبد افلاک کہ امروز | افگند فلک قرعۂ بنیاد بنامے
یعنی کہ حدیقے زد رشاہ تراب ست | سلطان ارم منزل و فردوس مقامے
از دور خط دائرہ بر مرکز انوار | یا دور فلک چرخ زد امروز بکامے
حقا چہ بنائے کہ بسر قبۂ افلاک | در پہلوی رفعت بودش سایہ بامے
این گنبد پر نور کہ کوہی ز تجلی است | خورشید کمال است ملو ماہ تمامے
نے نے مگر این ساغرستان بہشت است | معکوس فگندند ز کوثر زدہ جامے
نے مرقد والا ہست درین قصر مشبک | گوئی کہ مگر طائر قدسی است بدامے
خوش گفت تراب آنکہ ز ہر خم محراب | آمد بنظر ہمچو ہلال سر شامے
اے ذوق چو تاریخ بنایش بہ بسیجی | جستند ز مجموعۂ آن پاک کلامے
فرمود تراب آبسر مرقد و بنگر | نیکوتر ازین نیست مقرری مقامے

دیگر تواریخ کہ از ہر مصرعہ باصنعت انتضاد از لفظ بستن و کشودن لفظ الف وابد بر می آید ہے

نقشی نو بستہ اند بتعمیر قبۂ | یا بر رخ مراد بگو در گشودہ اند
۱۲۶۱ ۱۸ ۶ | ۱۹ ۱۹ سمبت

	الحق زبارگاہ ازل خیل قدسیان	ابواب رحمت ابدی بر کشودہ اند	
دیگر	وہ خیمے جائے کہ بہر عارفان چون خلق اینجا کند قصد طواف	منزل حل مقامات ست این قبلہ ارباب حاجات ست این	
دیگر	زطرح نوبلی احمد علیخان وصف اقران سزد ذوقا بگویم سال این بنیان والا کے	زتشریف قبول لطف یزدان سرفرازآمد درعالی زیارتگاہ ارباب نیازآمد	
دیگر	ازطرح خانہ کہ نہادند درجہان برصحن جان زدند ملک خیمہ جلال	دائم رہے ہے بسوے تمنی کشودہ اند یا پردہ زروے تجلی کشودہ اند	

دیگر بتخرجہ عدد لفظ جہد۔

زائر این روضہ ابی الجد عرش برین	میر سدآواز طبتم فادخلوہا خالدین

اسکے علاوہ اور بھی تاریخین ہین جو روضہ کے چہار سمت کندہ ہین۔

کرامتین آپکی بہت ہین یہانپر انمین سے چند لکھی جاتی ہین۔

کرامت لالہ گوبند سہاے مختار امیر عاشق علیخان بہادر کاکوروی سے مسیح الزمان نامے ایک شخص کو عداوت تھی اُسنے مختار پر سحر کرایا جس سے وہ بیمار ہوے جب ساحر کو اپنے سحر پر پورا بھروسہ ہو گیا تو اُسنے اُنکے پاس کہلا بھیجا کہ ہوشیار ہو جاؤ مین فلان روز تمھارا کام تمام کردونگا اُنھون نے فوراً آپکی حضور مین اطلاع دی آپنے لکھ بھیجا کہ مجکو دعا سے غفلت نہین ہے تم اون سے کہلا بھیجو کہ اب مین بھی ایک شخص کا دست گرفتہ ہو چکا ہون تم خود ہوشیار ہو غرض جب وہ دن آیا تو معلوم ہوا کہ مسیح الزمان کا دفعتہ انتقال ہو گیا جس سے

سلہ اس تاریخ مین شاعر نے لفظ خانہ مین بجاے ہ کے ہمزہ کے عدد اور لفظ کہ مین بجاے ہ ... کے ... لیے ہین

وہ سب منصوبے خاک مین مل گئے ع باشیر دلان ہر کہ در افتاد بر افتاد۔

کرامت مولوی حسن الدین خان مغفور کاکوروی بیان کرتے تھے کہ جب مین اپنے والد مولوی رضی الدین خان کے ساتھ کول علیگڈھ مین تھا اوس زمانہ مین وہان ایک برہمنی کو ایک جن ستایا کرتا تھا ایک روز اوسکے باپ نے جو میرا دوست تھا مجھ سے سب حال بیان کیا مینے کہا پریشان نہو مجھے عمل معلوم ہے انشاءاللہ دفع کردونگا چنانچہ مینے وہ عمل کیا وہ اوتر تو گیا مگر یہ کہہ گیا کہ مین اوسکو کبھی نچھوڑتا مگر تم حضرت شاہ تراب علی قلندر کے مرید ہو اسلیے رعایت کرتا ہون کوئی اور ہوتا تو مزا چکھا دیتا جب مین وطن آیا تو پورا واقعہ آپ سے عرض کیا فرمایا کہ خیر جو کچھ ہوا ہو گیا مگر آیندہ سے احتیاط کرنا کیونکہ حضرت عارف باللہ قدس سرہ اور شہنشاہ جنات سے یہ معاہدہ ہو چکا ہے کہ ہم تمھاری اولاد و منتسبین سے تعرض نکرینگے اور نہ تم ہمسے۔

کرامت ایک مرتبہ آپ میانہ پر سوار سنجر خان کی گڈھی (جو ملیح آباد کے قریب ہے) تشریف لیے جاتے تھے جب گڈھی کے قریب ایک باغ مین جو قبرستان تھا پہونچے تو کہارون سے فرمایا کہ جلدی یہان سے نکل چلو چند روز کے بعد حاجی حسن علی شاہ نے جو اوس روز ہمراہ تھے اسکی وجہ پوچھی آپنے پہلے سکوت کیا پھر اونکے اصرار پر فرمایا کہ مینے وہان کے مردون کو دیکھا کہ کتون کی صورت مین میری پالکی کے پیچھے دوڑے چونکہ قلب ماہیت سخت عذاب ہے لہذا مینے وہانسے فوراً گذر جانے کا حکم دیا۔

کرامت آپکے مرید شاہ عبدالغنی صاحب کا بیان ہے کہ آپکے مرید چودھری

مصاحب علی ساکن کرسی کے کوئی اولاد نہین تھی مین حسب معمول آمون کی فصل مین
جب حاضر ہوا تو ایک روز دوپہر کے وقت آپ نے مجھے بلاکر ایک آم دیا اور
فرمایا کہ یہ جاکر چودھری مصاحب علی کی بی بی کو دو انشاء اللہ اُنکی مرتبہ اونکے یہان
طالب علی پیدا ہوگا مین نے دوسرے روز جاکر وہ آم دیا اور آپ کا ارشاد بیان کیا اونھون نے
خوش ہوکر وہ آم اپنی بی بی کو دیا کیفیت بیان کی نوین مہینہ اونکے لڑکا ہوا جسکا وہی
نام رکھا گیا جب آپ کو اطلاع ہوئی تو فرمایا کہ چودھری صاحب خدا کا شکر کرین اور اُسی
کی عنایت سے دوسرے لڑکے غالب علی کے بھی امیدوار ہین چنانچہ ویسا ہی ہوا کرامت
جناب مولانا مولوی امجد علی صاحب نے خود مجھ سے بیان کیا کہ اوائل عمر مین جبکہ مین
حضرت عم اکرم مولانا تقی علی صاحب سے عربی پڑھتا تھا مجھکو آپ کی خدمت مین
اعتقاد جیسا ہونا چاہیے نہین تھا ایک روز مین نے خواب مین دیکھا کہ احاطہ کے
دروازہ کے قریب ایک خرمہ کا باغ ہے جس کی خندق اسقدر بلند ہے کہ کوئی شخص
بآسانی اندر نہین جا سکتا مین وہین موجود ہون کہ اسی اثنا مین جناب جد امجد حضرت شاہ
تراب علی قلندر تکیہ شریف سے بغرض بستی تشریف لیجانے کے وہان تشریف لائے
او مجھ سے پوچھا کہ یہان کیون کھڑے ہو مین نے عرض کیا کہ باغ مین جانا چاہتا ہون
مگر خندق مانع ہے آپ میرا ہاتھ پکڑ کے باغ مین لے گئے اور خود ایک خرمہ کے درخت پر
چڑھ گئے اور اُس کی شاخین ہلائین جس سے بکثرت خرمہ گرے مجھ سے فرمایا کہ جس قدر
چاہو دامن مین بھر لو مین نے بھر لیے آپ درخت سے اُترے مین جاگ پڑا لیکن
اس خواب سے میرے قلب پر متعلق بہ اعتقاد کوئی خاص اثر نہین پڑا کچھ عرصے کے بعد دوسرا
خواب یہ دیکھا کہ ایک بہت بڑے میدان مین جا رہا ہون جس مین بغیر آفتاب

وماہتاب کی کثرت سے روشنی پھیلی ہے اُسی میدان مین مجھکو ایک بہت بڑا خیمہ نہایت عمدہ نظر پڑا جس کے دروازہ پر چوبدار کھڑے تھے جب مین نے اندر جانا چاہا تو وہ مانع ہوئے مین اُنسے پوچھا کہ یہ کس کی محفل ہے اُنھون نے کہا کہ حضرت شاہ تراب علی قلندر رح کی مین نے کہا کہ پھر تم روکتے کیون ہو مجھکو تو اون سے نسبت فرزندی ہے یہ کہکر مین خیمہ کے اندر چلا گیا دیکھا کہ کثرت سے مجمع ہے اور صدر مین ایک تخت باعظمت پر آپ جلوہ افروز ہین اور آپ کے روبرو ایک شمع روشن ہے اُسی کی روشنی غالبًا میدان مین بھی پھیلی تھی اور تمام اہل محفل بے ریش و بروت ہین صرف آپکی ریش مبارک ہی مین اس خیال سے کہ شاید حضرت عارف باللہ کے عرس کی محفل ہے اور ابھی سماع شروع نہین ہوا ہے باہر چلا آیا چوبدارون نے مجھ سے چلے آنے کی وجہ دریافت کی مین نے بیان کی پھر میری آنکھ کھل گئی اسپر بھی مجھے چندان بیعت کا خیال نہوا اُسی کے بعد تیسرا خواب پھر مین نے یہ دیکھا کہ مین محلہ تھبیا تلہ مضافات کاکوری مین اپنے قدیم مکان کے پھاٹک کے آگے بیٹھا ہون اور آپ حسب معمول بستی سے تکیہ شریف واپس جا رہے ہین مین اُٹھکر بطور متابعت آپ کے ساتھ ہولیا کچھ دور پہونچکر آپ نے فرمایا کہ تم میرے ساتھ کیون آتے ہو تمھین تو اعتقاد میری ساتھ ہی نہین پھر فرمایا کہ ہمین اتنی قدرت ہے کہ ہم اپنی آنکھین نکال لیتے ہین یہ فرما کر اپنی آنکھین نکالکر ہتیلی پر رکھکر دکھلائین وہ دونون ہتیلی پر ہنسنے لگین پھر پٹ آنکھ پڑ گئی اب سمجھا کہ یہ بیعت کرنے کی طرف اشارہ ہے چنانچہ صبح کو جمعہ کے روز مین حافظ واحد علی اپنے چچیرے بھائی کو لیکر بارادہ بیعت حاضر ہوا آپ اسوقت بالاخانہ پر تھے مجھ سے پوچھا کیون آئے ہو مین نے عرض کیا فرمایا کیون مرید ہوتے ہو مجھ سے تمھین اعتقاد تو ہے نہین مینے کہا اب ہے پھر آپ نے ہم دونون کو مرید کیا۔

کرامت۔ ایک مرتبہ آپ مرزا گنج باستدعائے محمد یعقوب خان کمیدان اُن کے یہان تشریف لیگئے اوس زمانہ مین وہان مرض ہیضہ بشدت پھیلا تھا اور خود اُنکے یہان بھی کوئی اُنکا عزیز خاص اسی عارضہ مین مبتلا تھا اُنکی بیوی نے آپ سے اُسکی صحت کے لیے بہت الحاح وزاری سے عرض کیا آپ نے فرمایا کہ انشاءاللہ اچھا ہو جائے گا پھر اُنھون نے عرض کیا کہ یہ بلا اس قصبہ سے دفع ہو جائے آپ نے فرمایا کہ اچھا جسوقت کہار میری پالکی اوٹھائین اُسوقت سب لوگ آواز بلند کہین کہ الیتا الیتا جات ہے سب نے متحیر و متعجب ہو کر عرض کیا کہ ہماری اتنی مجال نہین فرمایا کہ جب تک ایسا نہ کروگے یہ بلا ہرگز دفع نہو گی آخر سب نے مجبور ہو کر تعمیل ارشاد کی جیسے آپ کی سواری آبادی سے نکلی ویسے ہی وہ بلا قصبہ سے دفع ہو گئی۔

کرامت مولوی فریدالدین خانصاحب محدث مولوی احد علی کاکوروی کی زبانی یہ بیان کرتے تھے کہ اس قصبہ کاکوری کو بفضلہ تعالے ابتک یہ شرف حاصل رہا ہے کہ یہان تین چیزین نہین ہوین نہ توکبھی سرائے تعمیر ہوئی اور نہ روافض ہوی نہ کوئی طوائف آکر رہی ایک مرتبہ ایک طوائف نے یہان آکر رہنا چاہا آپنے ممانعت کی اُس نے نمانا دوبارہ پھر منع فرمایا پھر بھی اُس نے نمانا تیسری مرتبہ بسختی منع کیا اُسنے پھر اپنے شامت اعمال سے نمانا تب آپنے فرمایا کہ اچھا پھر اب مین آپنے خدا سے کیئون اور چپ ہو رہے اُسی شب کو اُسپر یہ قہر آلہی نازل ہوا کہ اُس کے تمام سامان واسباب مین خود بخود آگ لگ گئی جسقدر بجھانے کی کوشش کیجاتی تھی وہ اور زیادہ بڑھتی تھی آخر اُسکا کل اسباب معہ گاڑی وبیلون کے جل گیا تب وہ روتی ہوئی آپ کی خدمت مین حاضر ہوئی آپ نے فرمایا کہ اسی مین خیریت ہے کہ تم بھی ابھی فوراً

چلی جاؤ ورنہ جلجاؤ گی چنانچہ وہ اُسیوقت یہان سے بھاگ گئی پھر جب سے کسی وطوائف نے ادھر کا رخ نہین کیا۔

کرامت خواجہ عطاء اللہ کشمیری بیان کرتے تھے کہ ایک مرتبہ مین سخت علیل ہوا ہر وقت موت وتاریکی قبر وسوال منکر ونکیر کے خیال سے ڈرتا تھا ایک شب خواب مین دیکھا کہ مین مرگیا دل مین سوچا کہ جس چیز سے ڈرتا تھا وہی بات پیش آئی اب سب مجھکو دفن کردین گے دیکھون کیا ہو آخر سب مجھکو دفن کر آئے مین اپنے انجام پر رو رہا تھا اتنے مین دیکھا کہ آپ سرہانے کھڑے فرماتے ہین کہ عطاء اللہ مت ڈرو مین آخر کس دن کے لیئے ہون مین فوراً اس بشارت سے جاگ پڑا اور یقین کرلیا کہ اب اچھا ہو جاؤنگا اُسیوقت سے مجھکو صحت ہونے لگی اور چند روز مین اچھا ہو گیا۔

کرامت ایک مرتبہ کچھ لوگ آپکی خدمت مین حاضر ہوئے راستہ مین باہم کہنے لگے کہ حضرت صاحب رخصت کرتے وقت کچھ نہ کچھ تبرک ضرور عطا فرماتے ہین ایک نے کہا کہ اس مرتبہ مجھکو مصلّے کی خواہش ہے دوسرے نے کنٹھل تیسرے نے کسی اور چیز کی خواہش ظاہر کی جب وہ سب حاضر ہوئے تو آپنے مسکرا کر اونکو وہی چیزین عنایت کین

کرامت شیخ احمد علی ولد شیخ اکبر علی کاکوروی کو کرامات الاولیاء حق کا عقیدہ نہین تھا وہ اسکو غلط سمجھتے تھے اور بزرگان دین کی شان مین کلمات نامناسب کہا کرتے تھے چنانچہ آپ سے بھی انکو عقیدت نہین تھی اتفاقات زمانہ سے وہ اپنے لڑکے امید علی کو تلاش کرتے ہوئے لاہور گئے اور وہان سے ملتان وہان اون کو معلوم ہوا کہ اونکا لڑکا ڈیرہ غازی خان مین نوکر ہے اونھون نے وہان کے حکام سے ملکر اس امر مین مدد چاہی اونھون نے ایک راہبر ساتھ کر دیا یہ چلتے چلتے

ایسی جگہ پہونچے جہان سے دریاے بیاس پانچ کوس تھا اور بلا عبور دریا منزل مقصود پہ
پہونچ نہین سکتے تھے وہان راہبرانسے جدا ہو گیا یہ پریشان ہو کر بقصد عبور دریا گھڑی دن رہے
ایک طرف چل کھڑے ہوے راستہ بھول کر ایک ہولناک جنگل مین جہان درندون کے
سوا کسیکا پتہ نتھا پہونچ گئے چونکہ شام ہو گئی تھی اور ہر طرف ہولناک منظر و مہیب آوازین
نظر آتی اور سنائی دیتی تھین یہ بہت پریشان ہو کر رونے اور کہنے لگے کہ یا حضرت شاہ
تراب علی صاحب اب وقت مدد ہے للہ مجھکو بچائیے اور یہان سے نجات دیجئے کہ دفعتہً
آپ ایک طرف سے تشریف لاتے ہوے نظر آئے قریب آکر فرمایا کہ کیون گھبراتے ہو
یہان دریاے بیاس قریب ہے پھر راستہ بتلا کر غائب ہو گئے انکو سکون ہوا اور وہ فورًا
آپکے بتائے ہوئے راستہ پر چل کھڑے ہوے تھوڑی دیر مین شارع عام پر پہونچ گئے
وہان معلوم ہوا کہ دریاے بیاس یہان سے ڈیڑھ کوس ہے یہ بخیریت عبور کر کے منزل
مقصود پر پہونچ گئے اور اپنی بد اعتقادی پر نہایت شرمندہ ہوے توبہ کی اور پھر آکر مرید ہوگئے

کرامت حضرت قطب الاقطاب اعظم اللہ ذکرہ فرماتے تھے کہ جس زمانہ مین مین پڑھتا تھا
تو ایک روز بیٹھا سبق کا مطالعہ کر رہا تھا یکبارگی خیال آیا کہ چلکر آپکے مزار پر فاتحہ پڑھ آنا
چاہیئے چنانچہ مزار پر حاضر ہوا جسوقت روضۂ مقدسہ کے دروازہ پر پہونچا تو معلوم ہوا
کہ روضہ شریف مین کوئی شخص سورہ واقعہ پڑھ رہا ہے فورًا مین نے دروازہ کھولا دیکھتا
کیا ہون کہ آپ اپنے مزار کے پائین مسہری سے تکیہ لگاے سورہ واقعہ پڑھ رہے ہین
میرے دلمین خطرہ آیا کہ یہ سب وہم ہے اور کچھ نہین یہ خطرہ آتے ہی آپنے باواز بلند پڑھنا
شروع کیا جب مین نے اُسکے دو رکوع آپ کی زبان مبارک سے سن لیے تو دفور شوق
سے قدمبوسی کو بڑھا تھا کہ فورًا وہ سمان نظر سے غائب ہو گیا دیکھا کہ مزار شریف بدستور

مسہری مین ہے پھر مین فاتحہ پڑھ کر واپس آیا اور دیر تک اس واقعہ سے محظوظ ہوتا رہا

اسامی خلفا و مجاز و فقراء حضرت غوث ملت

حضرت قطب الافراد مولانا شاہ حیدر علی قلندر خلف اکبر خلیفہ جانشین آنحضرت حضرت مقتدائے جہان مولانا شاہ تقی علی قلندر خلف اصغر آنحضرت جناب مولوی رضا علی خلف اکبر حضرت باقی باللہ جناب مولوی باسط علی خلف اصغر حضرت باقی باللہ حضرت مرشدی و مولائی قطب الاقطاب مولانا حافظ شاہ علی انور قلندر خلف رشید حضرت مولانا شاہ علی اکبر قلندر نبیرۂ آنحضرت۔ مولوی شاہ علی نقی یاور خان کاکوروی مولوی حافظ شاہ وجیہ الدین کاکوروی مولوی شاہ اطہر علی سندیلی۔ مولوی شاہ جمیل الدین سندیلی۔ سید شاہ خادم حسین آدمپوری۔ سید شاہ غلام مرتضے قلندر ساکن چھپرہ ضلع باندہ۔ شاہ کریم بخش بن شیخ امام علی مچھلی شہری۔ مولوی سالار بخش محدث کرسوی مولوی ہادی علی ہفت قلم لکھنوی سید شاہ جلال الدین ابن میر شاہ فضل حسین لکھنوی شاہ اسد علی لکھنوی شاہ قدرت اللہ کرسوی میر شاہ محمد امین ابن میر فضل اللہ ساکن

۱؎ ولادت آپ کی انیس رمضان روز پنجشنبہ سنہ بارہ سو گیارہ ہجری مین ہوئی آپ حضرت قطب الافراد سے عمر مین چھوٹے اور حضرت مقتدائے جہان سے بڑے تھے کتب درسیہ آپ نے اپنے والد بزرگوار ہی سے پڑھیں آپ حضرت غوث ملت کے مرید و مجاز بھی تھے بیعت آپنے اون سے چار شعبان بروز جمعہ ۱۲۲۸ھ مین سلسلہ قادریہ مین کی صغر سنی مین اپنے جد بزرگوار کی زیارت سے بھی مشرف ہوئے تھے اور اونکی حضور مین مقبول تھے جیسا کہ اونکے مکاتیب سے ظاہر ہے باوجود مجاز ہونے کے آپ نے کبھی درویشی کی طرف توجہ نہ فرمائی مدۃ العمر ملازمت مین بسر کی دل بیار و دست بکار کے مصداق تھے بعد غدر تحصیلداری سے پنشن پاب ہو کر خانہ نشین ہو گئے وفات آپ کی بعمر اٹھاون سال چھ رمضان روز چارشنبہ ۱۲۶۹ھ مین ہوئی۔ قطعہ تاریخ وفات از جناب منشی ارتضا علی شہر کاکوروی ۲؎ طالب حق رضا علی صاحب * روئے خود راز ماسوا بہ نہفت * قرب دریافتم زہاتف غیب * بجوار جنان بگاظم گفت * مزار آپکا باہر مزار و بیرون روضۂ اپنے جد بزرگوار حضرت باقی باللہ کے ہے ۱۲ ۳؎ آپ ۲۰ ربیع الآخر ۱۲۴۰ھ مین سلسلہ قادریہ کاظمیہ مین مرید ہوئے ۱۲ ۴؎ آپ سلسلہ علویہ قلندریہ مین غرہ رجب روز سہ شنبہ ۱۲۸۳ھ مین مرید ہوئے اور خرقہ پایا ۱۲ ۵؎ آپ ۱۹ ربیع الآخر ۱۲۵۶ھ مین سلسلہ قادریہ مین مرید ہوئے اور اجازت و خلافت معہ خرقہ پایا ۱۲

علاقہ بریلی۔ شاہ امداد قلندر لکھنوی۔ مرزا شاہ یار علی بیگ قلندر۔ نعمت اللہ شاہ۔ صادق شاہ۔ محبوب شاہ۔ محمد شاہ۔ بیدار شاہ کاکوروی۔ بادل شاہ خیاط۔ قاسم شاہ۔ بیخود شاہ۔ محمدی شاہ۔

ان حضرات کے علاوہ آپ سے جن خلفائے گرامی قدر حضرت عارف باللہ نے تجدید خلافت کی اور خرقہ پہنا انکے اسمائے گرامی یہ ہین۔ حضرت شاہ میر محمد قلندر برادر خورد حضرت عارف باللہ۔ حضرت باقی باللہ مولانا شاہ حمایت علی قلندر خلف اوسط حضرت عارف باللہ۔ حضرت شاہ بہرام علی قلندر۔ حضرت شاہ انشاء اللہ قلندر حضرت شاہ شیر علی قلندر۔

ذکر بعضے خلفائے حضرت غوث ملت

ذکر مولوی شاہ علی نقی یاور خان کاکوروی

ابن شیخ غلام حسن بن حکیم محمد روشن شہید۔ بن حکیم عبداللہ بن شیخ ولی محمد ابن شیخ زین العابدین ابن شیخ احمد بن شیخ محمود برادر حضرت مخدوم شیخ سعدی کاکوروی ابن مخدوم بندگی من اللہ صدیقی خلیفہ حضرت مخدوم شیخ سعد خیرآبادی چشتی۔ آپکے اجداد مین اکثر حضرات زمرہ اولیاء اللہ مین تھے آپکے پردادا حکیم عبداللہ بھی بہت بڑے بزرگ صاحب نسبت وکشف وکرامات تھے جنکا مزار محلہ ولی نگر قصبہ کاکوری مین ہے اسوقت تک اُنکے مزار کی یہ برکت مشہور ہے کہ امساک باران کے زمانہ

سلہ یہ ۲ جمادی الآخر ۱۲۸۵ھ مین سلسلہ کاظمیہ قلندریہ مین مرید ہوئے اور لباس پایا ۱۲

مین اگر پانی مزار پر چھڑک کر دعا مانگی جاتی ہے تو بہت جلد نزول باران ہوتا ہے
آپ کے والد بھی حضرت غوث ملت کے مرید تھے آپ متوسط درجہ کی علمی قابلیت
فقہ وعقائد و حدیث وغیرہ مین رکھتے تھے قبل خرقہ خلافت پانیکے آپکی وجہ معاش
ملازمت سرکار انگریزی رہی چنانچہ ترقی کرکے آپ عہدہ صدر الصدوری
تک پہونچے تھے اور اسی سے وظیفہ یاب ہوئے ابتدا ہی سے آپ نہایت متشرع
ومتورع تھے عفیف ایسے تھے کہ زمانہ ملازمت مین بوقت آمد و رفت کچہری پالکی کے
پٹ بند کر لیتے تھے تاکہ کسی غیر محرم پر نظر نہ پڑے اور نہ مدت العمر کسی زن اجنبیہ سے
پنکھا جھلوایا۔ معاملت با خلق کی کیفیت یہ تھی کہ ایکمرتبہ آپ پالکی پر سوار کہین جاتے
تھے کہار آپکی پالکی ایک کھیت کے اندر سے لیکر گذرے آپنے فورًا پالکی رکھوادی اور اُس
کھیت کے مالک کو بُلا کر معافی مانگی اور کہارون کے پیرون کے نیچے غلہ کے دبنے سے
اپنا جسقدر نقصان ہونے تشخیص کیا آپنے زبردستی اوسکو دیا آپکو خدا طلبی کا ذوق
ابتدا ہی سے تھا اور طلب حق مین مرشد کامل کے متجسس رہتے اور یہ چاہتے تھے
کہ جس بزرگ کو اپنے خیال کے موافق جمیع صفات سے متصف پائین اوس سے
بیعت کرین اسلیے اکثر بزرگان زمانہ سے ملے اور متعدد سفر کیے اس اثنا مین کئی
واقعات ایسے پیش آئے جو حضرت غوث ملت سے بیعت کے مشعر تھے منجملہ اُنکے
ایک یہ تھا کہ پھلواڑی شریف مین وہانکے صاحب سجادہ حضرت شاہ ابوالحسن
فرد کی ہدایت سے آپنے حضرت تاج العارفین شاہ مجیب اللہ قلندر کے مزار پر مراقبہ
انکشاف امر بیعت کے لیے کیا تو دیکھا کہ اُنکے مزار سے ایک ہاتھ بر آمد ہوا اور یہ
معلوم ہوا کہ یہ اُن بزرگوار کا ہاتھ ہے جنسے بیعت ہوگی زیادہ غور کے بعد پہچانا

کہ وہ حضرت غوث ملت کا ہاتھ تھا لہذا وہان سے بغیر بعیت کیے واپس آے اسی
طرح کرسی مین حضرت شاہ نجات اللہ قدس سرہ کے مزار پر نیز اُنکے صاحب سجادہ
کی خدمتمین حاضر ہوے اور حلقہ مین بھی شریک ہوے لیکن تسلی نہونے سے وہان سے
بھی واپس آے چونکہ حضرت غوث ملت سے ابتداءمین آپکو عقیدت نہین تھی اسلیے
مرید نہین ہوے پھر حج کرنے گئے تو وہان ہر ہر مقام پر حضرت غوث ملت کی
برزخ آپکے پیش نظر رہی آخر وہان سے آکر شرف بعیت حاصل کیا اور پھر ایسی
مقبولیت پائی کہ حضرت غوث ملت نے مکرر فرمایا کہ مجھ سے اگر اللہ تعالیٰ قیامت کے
روز پوچھے گا کہ دنیا سے تم میرے لیے کیا تحفہ لاے، تو مین نقی یاور خان کو پیش کرونگا
جب حضرت غوث ملت نے آپکو لباس عطا فرماکر اجازت و خلافت دی اور تکیہ
شریف سے آپ وہ لباس پہنکر اپنے مکان گئے تو دو روز تک قضاے حاجت کو
نہ گئے محض اس خیال سے کہ لباس سے بے ادبی ہوگی جب حضرت غوث ملت
کو اطلاع ہوئی تو کہلا بھیجا کہ اوس لباس کو تبرکاً رکھ چھوڑین اور دوسرے کپڑے
بنوا کر پہنین جب دوسرا لباس پہن لیا تب قضاء حاجت کو گئے شیخ سعید الدین
صاحب بیان کرتے تھے کہ ایک مرتبہ مین آپ کی خدمتمین حاضر ہوا آپ اپنے نواسہ
منشی عبد الباقی مرحوم کو گود مین لیے بیٹھے تھے ایکبار اوںھون نے آپکی داڑھی
پر ہاتھ پھیر کر کہا کہ ہائین آپکی داڑھی تو حضرت صاحب کی داڑھی سے بھی بڑی
ہے آپنے حجام کو بلا کر فوراً کم کرادی ایکبار آپ تکیہ شریف پر شبانہ روز رہنے
کی غرض سے حاضر ہوے حضرت غوث ملت نے مسجد کے قریب حجرہ مین قیام
کرنیکی اجازت دی دو تین گھنٹہ کے بعد ایک عورت اپنے بچہ کو لیے ہوے آئی

اور یہ سمجھکر کہ آپ ہی حضرت غوث ملت یا اونکے صاحبزادہ ہین عرض کیا کہ بچہ پر پھونک ڈالدیجیے آپنے اوس وقت پھونک تو ڈالدی لیکن فورًا حضرت غوث ملت سے یہ عرض کرکے کہ یہانکے قیام مین مجکو لوگ حضور سے مشابہت دیتے ہین اور مین اسے خلاف ادب سمجھتا ہون اپنے مکان چلے گئے آپکے معمولات سے تھا کہ حضرت غوث ملت کے حضور مین جب نذر پیش کرتے تھے تو اونکی کفش مبارک پر رکھدیا کرتے تھے کسی نے وجہ پوچھی تو کہا کہ حدیث شریف مین ہے کہ دینے ولے کا ہاتھ لینے والے کے ہاتھ سے اونچا رہتا ہے مین اسکو سوء ادب سمجھتا ہون کہ میرا ہاتھ حضرت پیر و مرشد کے ہاتھ سے اونچا رہے دوسرے یہ کہ روپیہ ذلیل چیز ہے اوسکی جگہ پاپوش سے اونچی نہین ہوسکتی۔

نیز معمول تھا کہ جب کوئی خطرہ پیر و مرشد کے کسی فعل کی نسبت آپکو آتا تھا تو فورًا توبہ کرتے حاضر ہوتے اور کفارہ مین نذر پیش کرتے اور اوسکو بیان کرکے عفو تقصیر چاہتے آخر عمر مین آپکی آنکھون مین پانی آگیا تھا اور بصارت بالکل جاتی رہی تھی اتفاقًا اوسی زمانہ مین کسی ستھیا یعنی معالج چشم کا کاکوری مین گذر ہوا بہت لوگون کی آنکھین اوسنے قدح کین حضرت مقتدائے جہان مولانا شاہ تقی علی قلندر نے آپسے فرمایا کہ خانصاحب آپ بھی آنکھین قدح کرا لیجیے آپنے رو کر عرض کیا کہ ان آنکھون سے حضرت پیر و مرشد کی زیارت ہوچکی اب کسکی زیارت باقی ہے جسکے لیے مین آنکھین کھلواؤن حضرت مقتدائے جہان کو آپکے اس محبت و خلوص خالصہ پر رقت آگئی اور بہت تحسین و آفرین فرمائی آپنے بپاس ادب اپنے پیر و مرشد و مرشد زادگان کے کسیکو مرید نہین کیا نہ خلافت دی لیکن فیض باطنی

آپ سے جناب منشی وہاج الدین صاحب آپکے حقیقی نواسہ کو تھا۔ وفات آپ کی شب
شنبہ چھٹی ربیع الآخر سنہ بارہ سو اسی ہجری مین ہوئی غفر تاریخ وفات ہے وقت انتقال
ذکر مجرد ہو بالجہر ایسا جاری تھا کہ دیوانخانہ کے بیرونی دروازہ سے آواز سنائی
دیتی تھی حضرت مقتدائے جہان عیادت کو تشریف لے گئے آپکی حالت دیکھکر
انکو رقت آگئی اور فرمایا کہ نقی یاور خان بالا مار لے گئے۔ آپکی اعلی مقامی اس سے
بھی ظاہر ہے کہ مرض الموت مین آپکی زبان پر جاری تھا کہ جس گھر مین ہم ہین
یہی بیت اللہ شریف ہے نیز اس سے کہ حضرت فخر الکاملین مولانا شاہ علی اکبر قلندر
اکثر فرمایا کرتے تھے کہ محلہ ولی نگر مین قدم رکھتے ہی نقی یاور خان کی نسبت کا اثر ہوتا ہے
آپ سے اکثر کرامتین بھی ظاہر ہوئین دو واقعہ یہان لکھے جاتے ہین۔ شیخ
سعد الدین صاحب بیان کرتے تھے کہ میرے بڑے بھائی آپکے داماد ہفتہ مین
ایکبار آپ سے ملنے جایا کرتے تھے اُس زمانہ مین ہم دونون تنگی معاش سے
پریشان تھے ایک روز آپ نے انکو چالیس روپیہ دیے اُسکے چندروز بعد وہ چالیس
روپیہ ماہوار کے نوکر ہوگئے۔ دوسرے یہ کہ آپنے کبھی کوئی خلاف شرع چیز اپنے
گھر مین رکھنا پسند نہین کی ایک مرتبہ آپ سے چھپا کر گھر مین کسی نے نقرئی ظروف
بنوائے تھے آپکو شب مین بارہ بجے کے بعد اوسکا حال مکشوف ہوا اوسی وقت
آپنے سبکو جگا کر کوٹھری کھلوائی اور صندوق سے ظروف نکالکر پھینک ڈالے اور کہا
کہ مجھے حیرت تھی کہ اس کوٹھری مین آگ لگی ہوئی کیون نظر آتی ہے معلوم ہوا
کہ یہ خلاف شرع چیز اس مین رکھی ہوئی تھی۔
مزار آپ کا محلہ ولی نگر مین اپنے مکان کے زیر دیوار جانب مشرق پائین مزار

اپنے جد حکیم عبد اللہ صاحب کے ہے۔ آپ مذاق شاعرانہ بھی رکھتے تھے کبھی سلیم اور کبھی ہیچ تخلص کرتے تھے آپ کا مختصر دیوان فارسی مسمی بہ نگارستان معرفت رامپور مین اب چھپ گیا ہے۔

ذکر حافظ شاہ وجیہہ الدین کاکوروی

خلف چارمی قاضی علیم الدین خان بہادر صدر الصدور ابن قاضی القضاۃ قاضی نجم الدین علیخان بہادر متخلص بہ ثاقب خلف اکبر مولانا حمید الدین محمد شاہ کاکوروی ولادت آپکی ۱۲۰۹ھ مین ہوئی کتب فارسی و عربی اپنے بزرگون سے پڑھین اگرچہ تکمیل کی نوبت نہین آئی لیکن فقہ وغیرہ مین کافی استعداد ہو گئی تھی علم ہیئت کے دو ایک سالہ اپنے چھوٹے چچا مفتی حکیم الدین خان صدر الصدور سے پڑھے اور عمل بالاصطرلاب پر خوب مشق کی۔ فارسیت مین نظم و نثر پر بخوبی قادر تھے مگر بجز ایک مثنوی مختصر متضمن بر بنائے روضہ و وصال حضرت قطب الافراد شاہ حیدر علی قلندر اور کبھی شعر موزون نہین کیے آپ نہایت ہوشیار و لائق با ہمہ و بے ہمہ اور عالی ہمت شخص تھے امور انتظامیہ تعمیرات و حساب مین آپکو خاص مہارت تھی اوراد و وظائف و اشغال کے پابند تھے شب و روز مین بہت کم وقت استراحت کیلئے ملتا تھا۔ آپنے کلام مجید صرف چھہ روز مین حفظ کیا تھا اور وہ ایسا پختہ ہو گیا تھا کہ آخر عمر تک ہر سال ماہ رمضان المبارک مین پڑھتے تھے باوجودیکہ دور کرنیکا موقعہ بوجہ کثرت اوراد و وظائف بہت کم ملتا تھا صرف ماہ شعبان مین البتہ کچھہ دور ہو جاتا تھا جناب مولانا فرید الدین خان آپکے بھتیجے بیان

کرتے تھے کہ عبداللہ شاہ ابدال کمل پوش نے جو اکثر کاکوری تشریف لایا کرتے تھے ایکبار آپ سے ایک کلام مجید مانگا آپنے فرمایا کہ میرے پاس صرف ایک ہی کلام مجید ہے جسمین مین یاد کرتا ہون اُنھون نے کہا کہ اچھا تم یہ ہمکو دیدو تمکو قرآن شریف بہت جلد یاد ہو جاویگا آپنے وہ اُنکی نذر کردیا اُنکے ارشاد ہی کی برکت سے اس قدر جلد قرآن شریف آپ کو یاد ہو گیا۔

بیعت آپکو حضرت غوث ملت سے تھی آپ ستائیس رجب ۱۲۶۲ھ روز چارشنبہ سلسلہ قادریہ مین اُنکے مرید ہوے اور خرقہ خلافت مع اجازت اُنھون نے آپکو عطا فرمایا تھا آپنے بھی بپاس ادب اُنکے کسیکو مرید نہین کیا اور نہ خلافت دی

وفات آپکی بعمر چھتر سال یکم ماہ ربیع الاول روز پنجشنبہ ۱۳۰۵ھ مین ہوئی قطعۂ تاریخ وفات از نواب تفضل حسین خان شیدا کاکوروی۔

پنجشنبہ یکم ربیع اول	رفت آن متقی بخلد برین
بہر سال وفات شد شیدا	از الم سرنگون بسوے زمین
گفت ہاتف مرا بہین بجنان ۱۳۰۵ھ	مولوی حافظ جہۃ الدین ۱۳۰۵ھ

مزار آپکا کاکوری مین اپنے خاندانی بزرگون کے حظیرہ مین قریب روضہ منورہ حضرت مخدوم نظام الدین قاری واقع ہے۔

ذکر مولوی شاہ اطہر علی سندیلی

ابن مولوی اکبر علی ابن مولوی حمد اللہ شارح سلم۔ آپکو بیعت اپنے والد ماجد مولوی اکبر علی سندیلی مرید و خلیفۂ حضرت شاہ قدرت اللہ صفی پوری سے

سے تھی آپ صوفی بے بدل و عالم اجل تھے علوم متعارفہ اپنے خاندانی بزرگون سے حاصل کیے آپکو علاوہ اپنے والد کے حضرت غوث ملت سے بھی اجازت و خلافت تھی آپ بعد اپنے والد کے سجادہ نشین ہوے اور ایک مدت تک مریدین و طالبین کو فیوض ظاہری و باطنی سے مالامال فرماتے رہے سنہ ولادت و وفات و زائد حالات آپکے دریافت نہین ہوے مزار آپکا سندیلہ ضلع ہردوئی محلہ مہتوانہ مین ہے آپکے مزار کا حظیرہ پہلے خام تھا مگر سنہ ۱۳۱۱ھ مین اُسکو چودھری نصرت علی صاحب رئیس سندیلہ مرید حضرت غوث ملت نے پختہ بنوا دیا۔

ذکر مولوی شاہ جمیل الدین سندیلی

ابن مولوی اظہر علی ابن مولوی اصغر علی ابن مولوی حمد اللہ شارح سلم ولادت آپکی سنہ بارہ سو بیس یا اکیس ہجری مین ہوئی ابتداءً لکھنؤ مین سوارون مین نوکر تھے حضرت شاہ انشاء اللہ قلندر خلیفہ حضرت عارف باللہ سے آپکو بہت عقیدت و خلوص تھا اور وہ بھی آپ سے محبت کرتے تھے اوسی زمانہ میں انھون نے آپکی تربیت و تعلیم فرمائی اور دعاے بانت العظمۃ وغیرہ کی زکواتین دلوائین جب جاذبۂ الٰہی آپکے شامل حال ہوا تو آپنے لکھنؤ مین اپنا کل اسباب لٹا کر اور نوکری سے استعفا دیکر سندیلہ کا راستہ لیا اور لاکاکوری آئے یہان سے حضرت شاہ انشاء اللہ قلندر کو اپنے ساتھ سندیلہ لیگئے اور اپنے عم بزرگوار مولوی شاہ اظہر علی کے مرید ہوے اور اجازت و خلافت پائی۔ آپکو اجازت و خلافت حضرت غوث ملت و حضرت شاہ انشاء اللہ قلندر سے بھی تھی آپ علوم ظاہری و باطنی دونون مین طاق و یگانہ آفاق تھے

بعد مرید ہونے اور اجازت وخلافت پانے کے آپ گوشہ نشین ہو گئے۔ عمل دست غیب بھی آپکو معلوم تھا اگرچہ خود کبھی نہین کرتے تھے لیکن مریدین خاص مین سے کسی کسیکو بتا دیتے تھے معمول تھا کہ ہر مہینہ مین یا جب اور کبھی دل چاہتا تھا تو آپ اپنا تمام اسباب خانہ داری لٹا دیا کرتے تھے جب مستورات کو معلوم ہوتا تھا تو وہ سب چیزون سے کنارہ کش ہو کر ایک چارپائی پر بیٹھ جاتی تھین آپ اندر جاکر نقد وجنس جو کچھ ہوتا تھا باہر لیجا کر خیرات کر دیتے تھے اور اگر کسی روز مستورات کو معلوم نہوا تو آپ دفعتہ جاکر چارپائی وغیرہ بھی اٹھا کر لٹا دیتے تھے۔ مریدین آپکے بہت ہوے منجملہ انکے سید مردان علی شاہ اکبرآبادی تھے جو خلیفہ بھی تھے اونکو آپ سے بہت خلوص تھا اکثر وہ آپ کی خدمت مین رہتے تھے جب کبھی آپ سندیلہ مین ہوتے تو وہ بحالت وجد وشوق اکبرآباد سے آپکا نام لیتے چلتے تھے اور یہان آپ کہتے تھے کہ مردان علیشاہ آتے ہین اونکو آپکے ساتھ خاص حبی نسبت تھی چنانچہ بعد آپ کی وفات کے جو شخص سندیلہ کا اکبرآباد جاتا خواہ وہ ہزارون آدمیون کے انبوہ مین ہوتا وہ اوسکو پہچان لیتے تھے اور خاص کیفیت طاری ہو جاتی تھی کہ کلو میان کلو میان کہہ کر اُسکا طواف کرنے لگتے تھے۔

آپکی عمر بہت کم ہوئی پینتیس یا چھتیس سال کی عمر مین گیارہ یا بارہ شعبان روز دوشنبہ سنہ بارہ سو چھپن مین وفات پائی۔ مزار آپکا سندیلہ ضلع ہردوئی مین اپنے پیر و مرشد و عم بزرگوار مولوی شاہ اطہر علی کے پہلو مین ہے۔

آپکے جانشین آپکے بڑے بیٹے مولوی عبد القادر ہوے پھر اونکے چھوٹے بھائی مولوی اکرام اللہ جانشین ہوے جو اپنے بڑے بھائی کے مرید تھے ان دونون کے تفصیلی

حالات معلوم نہین ہوے۔

ذکر میر شاہ خادم حسین آمپوری

آپ خاندانی سید تھے اور حضرت شاہ کفایت اللہ معروف بشاہ کونین آمپوری خلیفہ رشید حضرت کلید عرفان کے نواسہ تھے۔ ابتدا ہی سے آپ موصوف بصفات حمیدہ و خصائل پسندیدہ تھے جب طلب حق دامنگیر ہوئی تو آپ حضرت غوث ملت کے حضور مین حاضر ہوے اور اکیس ماہ ذیحجہ سنہ بارہ سواڑتیس ہجری مین سلسلہ علیہ قلندریہ مسعودیہ مین بیعت کر کے اذکار و اشغال قلندریہ کی تعلیم حاصل کی چونکہ ذوق و شوق و فقر و معرفت آپکا موروثی تھا اور استعداد بھی عالی تھی لہذا بعد تعلیم و تربیت حضرت غوث ملت نے آپ کو خرقہ فقر و اجازت و خلافت سلاسل سے سرفراز فرمایا بقیہ عمر آپنے یاد حق وارشاد و ہدایت خلق مین بسر کی۔ زائد حالات آپکے دریافت نہین ہوے۔

ذکر سید شاہ غلام مرتضی قلندر

عرف بھینی میان ابن سید محمد یسین ابن سید صلاح الدین ابن سید محمد مسعود ابن سید لطف اللہ ابن سید محمد ناصر ابن سید سراج الدین ابن سید روح اللہ کالپوی سید سراج الدین قاضی محمد عرف شیخا میان ابن قاضی محمد داؤد حسینی کے نواسہ تھے جو قصبہ سیونڈھا تحصیل نرینی ضلع باندہ کے قاضی تھے چھنیرہ کی سکونت انھین نے اختیار کی تھی غرضکہ آپ سادات چھنیرہ ضلع باندہ سے تھے آپکے نانا سید احت علیشاہ

سلسلہ قادریہ قلندریہ کی کسی بزرگ کی مرید و خلیفہ اور بڑے بزرگ صاحب کشف و کرامات تھے کہا جاتا ہے کہ جامع مسجد چمنیرہ مین ایکبار وضو کر رہے تھے کسی نے عرض کیا کہ یہانپر اگر کوئی سایہ دار درخت ہوتا تو بہت اچھا تھا اُنھون نے اپنی مسواک وہین پر نصب کر دی جسنے بہت جلد جڑ پکڑ لی اور چند دنون مین وہ بہت بڑا نیب کا درخت ہو گیا اونکا مزار اوسیکے سایہ مین ہے گیارہ جمادی الآخر سنہ ۱۲۲۶ھ مین آنکی وفات ہوئی۔

آپکا سنہ ولادت بارہ سو بائیس ہے آپکے زمانہ مین کاکوری کے بہت سے لوگ بسلسلہ ملازمت ضلع باندہ مین مقیم تھے نیز آپ سے اور نقی یاور خانصاحب خلیفہ حضرت غوث ملت سے محبت مراسم تھے غرض کسی نہ کسی سلسلہ سے آپ حضرت غوث ملت کے حضور مین حاضر ہو کر بروز پنجشنبہ چھبیس ذیقعدہ سنہ بارہسو اسٹھ سلسلۂ قلندریہ علویہ مین مرید ہو کر اجازت و خرقۂ خلافت سے سرفراز و فیضیاب ہوے اور پھر ایک عرصہ تک یہین آستانہ عالیہ کاظمیہ پر مقیم رہے ایکبار کوئی مکان تعمیر ہو رہا تھا دھنیان چڑھانے کا قصد کیا گیا اتفاق سے دھنیان والان کے عرض سے چھوٹی نکلین کسی نے حضرت غوث ملت کی حضور مین اطلاع دی اُنھون نے آپکو حکم دیا کہ جاکر دھنیان چڑھوا دو آپ گئے مزدورون نے تاپ کر بتایا کہ دھنیان چھوٹی پڑتی ہین آپنے فرمایا کہ اچھا جاؤ تم لوگ روٹی کھا آو سہپہر کو جب مزدور آئے اور دھنیان دیکھی گئین تو پھر وہی عرض عمارت سے بڑھی نکلین چنانچہ چڑھوا دی گئین جب حضرت غوث ملت کو معلوم ہوا تو اُنھون نے ہنسکر فرمایا کہ خداوند امرتضے شاہ کی ایسی کرامات مجکو بھی عطا کر آپکو اپنے اسس

فعل سے کچھ ایسی شرمندگی ہوئی کہ بلا اطلاع اپنے مکان چلے گئے آپ بہت بڑے
بزرگ صاحب نسبت و کرامات اور نہایت وارستہ مزاج تھے اکثر قرب وجوار کے
لوگ آپکو مجذوب سمجھتے تھے۔ زہد و تقویٰ و کسب حلال مین اپنے اطراف وجوار مین
مشہور تھے مزاج مین تقوے ایسا تھا کہ غیر کے کھیت سے بلا اجازت استنجے کا
ڈھیلے نہین اُٹھاتے تھے۔ اور لقمہ حلال کے بارہ مین اتنا اہتمام تھا کہ سودخوار
و راشی و عیاش کے یہان کھانا نہین کھاتے تھے کسب حلال کے لیے آپ دو تین
کھیت کی کھیتی کیا کرتے تھے ایکبار کپاس بوئی تھی اُسکا کھیت تیار تھا قریب
مکان مین دو لڑکے کسی کسان کے رہتے تھے ایک روز ان دونون نے آپس مین
مشورہ کیا کہ جب دوپہر کو آپ سو جائین تو چلکر کھیت سے تھوڑی کپاس چرا لائین
چنانچہ جب آپ سو گئے تو ایک اُنمین سے آپکے قریب کھڑا ہو گیا کہ جب جاگین گے
تو فوراً اپنے بھائی کو اطلاع کر دون گا اور دوسرا کھیت پر کپاس چرانیکے لیے
روانہ ہوا وہان پہونچا تو دیکھتا کیا ہے کہ آپ ڈنڈا لیے کھیت کے کنارے کھڑے
ہین وہ دوڑا ہوا واپس آیا اور بھائی سے بیان کیا بھائی نے کہا کہ وہ تو یہان
سو رہے ہین تجھے دھوکا ہوا اب تو یہان کھڑا ہو مین جاتا ہون وہ گیا اُسنے بھی
یہی تماشا دیکھا کہ مکان پر تو آپ سو رہے ہین اور وہان ڈنڈا لیے کھیت بچا رہے
ہین غرضکہ وہ دونون آپکے خوف سے چوری کرنے سے باز رہے۔ آپ سماع کے
بھی شایق تھے اکثر سماع مین تڑپتے لوٹتے بیہوش ہو جاتے تھے ایکبار ایک قوال
نے ہندی کا یہ گیت گایا ؎ مچھلیا بندیا لیگئی موری رے ٭ آپ کو بہت وجد
ہوا ایک سادہ لوح نے کہا کہ ہماری سمجھ مین نہ آیا کہ اس گیت مین کیا ایسی بات ہے

جبپر آپکو اتنا اثر ہوا آپنے پہلے ٹالا پھر کہا کہ مچھلی سے مراد شیطان ہے اور بندیا سے
مراد ایمان پس مین ڈرتا ہون کہ کہین شیطان میرا ایمان نہ لیجاے آپکو علاوہ حضرت
غوث ثلثہ سے اجازت وخلافت کے حضرت قطب الافراد سے بھی اجازت وخلافت
تھی آپکے اکثر اطراف جھینرہ والے مرید تھے از انجملہ آپکے ایک عزیز میر شاہ احمد حسین
خلیفہ بھی تھے اور اُنکے بھی چند مرید تھے مگر خلافت اُنھون نے کسیکو نہین دی۔
وفات آپ کی بعمر ترسٹھ سال اُنیس ماہ ربیع الآخر روز یکشنبہ سنہ بارہ سو چاسی
ہجری مین ہوئی۔ کئی روز بیمار رہے وفات سے آٹھ روز پہلے کہدیا تھا کہ مین
فلان روز مرونگا روز وفات یہ ہوا کہ آپنے سب سے کہا کہ کھانا کھاؤ سب کھانے
مین مصروف ہوے آپنے کلمہ طیبہ پڑھا اور چادر اوڑھ کر انتقال کیا اثناء طعام
مین لوگون کو خیال ہوا دوڑ کر دیکھا تو وفات ہو چکی تھی۔ آپکی وفات کے بعد
ایکبار آپکے ایک عزیز کو حالت امامت مین محسوس ہوا کہ اقتدا مین آپ نماز پڑھ
رہے ہین چنانچہ بعد سلام کے اُنھون نے اچھی طرح آپ کو دیکھا آیۃ الکرسی ودعا
کے بعد جو آپ کیطرف بڑھنا چاہا تو غائب اسی طرح ایکبار بعد وفات کے ایک
خادم سے وضو کو پانی مانگا وہ وضو کے لیے پانی لے گیا اور اُسنے اچھی طرح آپکو
دیکھا اور پہچانا کہ آپنے وضو کیا تب آپنے اوس سے کہا کہ کسی سے کہنا نہین
نہین تمکو ملا کر دونگا مگر اوس سے ضبط نہو ا اُسنے لوگون سے بیان کر دیا پھر اُسے زیارت نہوئی
مزار آپکا صحن جامع مسجد جھینرہ مین اپنے نانا کے پہلو مین ہے مزار خام ہے اور
اوسپر پھول کے درخت لگے ہین آپنے وصیت کی تھی کہ میری قبر پختہ نہ بنائی
جاے خام رہے اور اوسکی مرمت بھی نہ کیجاے قبر تا قیام قیامت قائم رہیگی

چنانچہ بجز ایکبار کے پھر ابتک مرمت نہین کیگئی اور قبر اوسی طرح مضبوط زیارتگاہ
خلائق ہے ایکبار مرمت اس طرح پر کیگئی تھی کہ آپکی وفات سے چودہ برس
بعد مسجد کے گرد احاطہ اوسوقت تک نہونیکے سبب ایک بیل قریب آگیا گڈہا چونکہ
فورًا بارش ہو چکی تھی کچھ مٹی گر گئی اوس روز یہ دیکھا گیا کہ قبر مین آپکا کفن بدستور
موجود ہے اور جسم بھی صاف و سالم موجود پھر وہ سوراخ بند کر کے اوپر سے
مٹی ڈالدی گئی آپنے ایک عزیز سے خواب مین کہا کہ میری قبر کی مرمت کیون
کیگئی مین نے تو منع کیا تھا تب سے پھر مرمت نہین ہوئی۔
آپکے دو بیٹے تھے ایک میر عطا حسین دوسرے میر مظہر حسین ثانی الذکر لاولد فوت
ہوئی اور اول الذکر کے دو بیٹے سید محمد ابراہیم و سید امداد حسین موجود ہین اول
ملازمت پیشہ رہے اب زمینداری خرید لی ہے اور بفراغت بسر کرتے ہین

ذکر مولوی شاہ کریم بخش مچھلی شہری

بن شیخ امام علی۔ آپ قصبۂ مچھلی شہر ضلع جونپور کے باشندہ تھے ابتدا ے عمر
مین وطن چھوڑ کر سفر اختیار کیا اور سیر کرتے ہوے کاکوری آے یہان چند
دنون کے بعد قاضی غلام مصطفے خان رئیس کاکوری کے یہان ملازمت کر لی
اور حضرت مقتداے جہان مولانا شاہ تقی علی قلندر کی خدمتمین حاضر ہو کر اونکے
حلقہ درس مین داخل ہوے اور بیشتر کتب درسیہ تمام کین آپ نہایت مہذب
و صالح متقی و متورع تھے ۱۲۰۵ھ مین آپنے سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ مین حضرت
غوث ملت سے بیعت کی اور تعلیم اذکار و اشغال پاکر اجازت و خلافت سے بھی

سرفراز ہوے زائد حالات آپکے دریافت نہین ہوے۔

ذکر مولوی ہادی علی ہفت قلم لکھنوی

ابن مولوی محمد مہدی خوشنویس روزینہ دار بنارس سرکار انگلشیہ بن مولوی محمد عظیم ولادت آپکی سنبارہ سوچودہ ہجری مین بمقام بنارس محلہ گلی دیلو متصل پورانی عدالت ہوئی جب آپ سن تمیز کو پہونچے تو آپکے والد نے آپکو بغرض تحصیل علم لکھنو مین علمائے فرنگی محل کیخدمت مین بھیجدیا وہان آپنے مختلف علماء سے تحصیل علم کر کے فراغ حاصل کیا بعدہ مشق خوشنویسی جناب حافظ محمد ابراہیم صاحب خوشنویس سے کی اور پھر اس فن مین وہ شہرت حاصل کی جو محتاج بیان نہین بڑے بڑے لوگ آپکے اس فن مین شاگرد ہوے آپ حافظ و حاجی بھی تھے ۱۲۳۴ھ مین آپنے لکھنو مین ایک مکان خرید کر اوسی مین بود و باش اختیار کی پھر ۱۲۴۹ھ مین دو مکان اور خرید کیے اُس زمانہ مین خاندان حافظ الملک نواب حافظ رحمت خان بہادر والی ملک بریلی مین سے نواب حیدر علیخان و نواب اصغر علیخان و نواب علی حسین خان و نواب کاظم علیخان سے اور آپسے ایسے مراسم اتحاد بڑھ گئے تھے کہ انھین کی وجہ سے آپ نے اپنا وطن مالوف بنارس بالکل ترک کر دیا اور مستقل لکھنو مین قیام کر دیا۔

بیعت آپکو سلسلہ چشتیہ مین حضرت خواجہ حسن چشتی مودودی لکھنوی سے تھی انھین کے ہمراہ آپنے خانقاہ عالم پناہ کاظمیہ پر آمد و رفت شروع کی آخر پھر اوسی سلسلہ حسنیہ چشتیہ کی اجازت آپنے حضرت غوث ملت سے حاصل کی اور پھر مدۃ العمر

یہان کی حاضری اپنے اوپر لازم کرلی اور اپنے بڑے صاحبزادہ مولوی محمد حسن صاحب کو حضرت قطب الافراد کا مرید کرایا۔

وفات آپ کی پندرہ رجب شب جمعہ ۱۳۰۶ھ مین ہوئی قطعہ تاریخ وفات از مولوی لطف اللہ صاحب اعظ لکھنوی ؎

ہائے مولائے ہادی مہدی	کہ ندیدش ندید صادق و بہ درد
ناخن کلک حسن تعلیمش	مشق خطاط را بخاک سپرد
خوشنویسی کہ نسخ نستعلیق	ہمہ با خود بہ بہشت و با خود برد
شب آدینہ بعد نیم رجب	چون براہ عدم ستدم بفشرد
لطف جستیم سال تاریخش	عنبم دل گفت خوشنویسی مرد
	۱۳۰۶ھ

آپ اپنے حسب وصیت کاکوری مین تکیہ شریفہ پر حضرت غوث ملت کے روضہ منورہ سے کچھ قدم کے فاصلہ پر ڈپٹی منصور علی صاحب کے کنوین کے قریب دفن ہوئے اس سے زائد آپکے حالات معلوم نہوسکے۔

ذکر شاہ قدرت اللہ کرسوی

آپ قصبہ کرسی ضلع بارہ بنکی کے رہنے والے تھے بیعت آپکو سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ مین حضرت باقی باللہ مولانا شاہ حمایت علی قلندر سے تھی زہد و قناعت و استقامت امور شرعیہ مین آپ یکتائے روزگار تھے۔ ابتدائے امارت ہی سے آپکو درویشی کیطرف میلان خاص رہتا اکثر قیام آپکا کاکوری مین رہتا تھا اُسی زمانہ مین آپنے اذکار و اشغال سیکھے اور انپر پابندی اختیار کی بعد وفات

حضرت باقی باللہ لباس فقر معہ اجازت وخلافت سلاسل آپکو حضرت غوث ملت نے عطا فرمایا۔ اس سے زائد آپکے حالات دریافت نہین ہوے قبر آپکی کرسی مین ہے

ذکر شاہ امداد قلندر

آپکو اجازت وخلافت حضرت غوث ملت سے تھی اور لباس فقر بھی آپنے اونھین کے دست مبارک سے پہنا تھا۔ بیشتر وقت آپکا انھین کی خدمت مین صرف ہوتا تھا اذکار واشغال بہت پابندی سے کرتے تھے اکثر فقرائے آستانہ سے حالات ومقامات عرفانیہ مین ممتاز تھے باوجود امی محض ہونیکے برابر اشعار کہتے تھے جو نہایت معنی خیز وپر درد ہوتے تھے اگرچہ بعض اشعار مین قواعد عروض سے بوجہ امیت تجاوز ہو جاتا تھا اکثر غزلین آپکی اوسی طرح پر ہوتی تھین کہ جنپر حضرت غوث ملت فرمایا کرتے تھے۔ حضرت غوث ملت آپکو اکثر اپنا کلام سنایا کرتے تھے جسکے سننے سے آپکو ذوق وشوق ہوتا تھا اور آپ بیحد متاثر ہوتے تھے اوسی حالت مین آپ اشعار موزون کرکے دوسرے وقت اونکے ملاحظہ مین پیش کرتے تھے۔ آپکا کوئی دیوان مرتب ومجتمع نہین چند غزلین آپکی یہان پر لکھی جاتی ہین ؎

خم مہتاب مین ہے کسی کجکلاہ کا	پھیلا ہی آسمان پہ دھوان کسکی آہ کا
نرگس کیطرح آنکھونکو وا کرکے رہگیا	کشتہ ہے یہ غریب کسیکی نگاہ کا
بوسہ دیا کہ مہر سلیمان تھی تکو دہی	رتبہ ملا گدا کو ترے آج شاہ کا
امداد عرض کرتا ہے بہر خدا علی	بار گناہ اوتار لو سر سے گناہ کا

تیرے جانے سے یہ میرا حال جاناں ہو گیا
تیرے جاتے ہی مرے جاتے رہے ہوش و حواس
ہے عبادتگاہ میری آستانہ یار کا
فصل گل آئی تو پھر امدادیہ اُسنے کیا

دیگر

جس طرح بیمار کوئی یا دیوانہ ہو گیا
ایک دل اپنا تھا سو وہ بھی بیگانہ ہو گیا
مجکو لازم اب یہاں سر کا جھکانا ہو گیا
نیم بسمل کر کے وہ مجکو روانہ ہو گیا

غم نہیں اسکا مجھے اپنا بیگانہ ہوجائے
لے شکار انداز یہ کیا رسم ہے
میرے گلرو کو جو دیکھے عندلیب
کیا حقیقت اُسکو میں اپنی لکھوں
شاہ تراب امدادی اتنی چاہیے

دیگر

پر نہیں ممکن کہ تجکو یہ دیوانہ بھول جائے
قتل تو سبکو کرے میرا نشانہ بھول جائے
چھوڑ دے سیر چمن اور آشیانہ بھول جائے
نامہ بھی خط لیکے جائے کوئے جاناں بھول جائے
یاد بس تو ہی رہے سارا زمانہ بھول جائے

تصور جسکا ہر شام و سحر ہے
بنا قبلہ نما کیا دل ہمارا
نہو عاشق کسی پر کوئی کہدو
رہو پردے میں تم گھر گھاپ پیاری
یہ بازی عشق کی بھی گنجفہ ہے
نگہ دزدیدہ نے تو دل لیا ہے
ہوا ہے دل ہی دل میں کام اپنا

دیگر

بتا دے کوئی مجکو وہ کدھر ہے
جدھر ہو یار دل بھی یہ اُدھر ہے
محبت میں بڑا خوف و خطر ہے
نہیں آتا مرے دل کو صبر ہے
جو سر دیجے تو پھر بازی یہ سر ہے
یہ جان حاضر ہے سو تیری نذر ہے
بھلا امدادیہ کیسا ہنر ہے

بیعت بھی آپ لوگوں سے لیتے تھے مریدین آپکے بہت ہوئے سلسلہ آپکا اب تک جاری ہے آپسے اجازت وخلافت داتا یقین شاہ کو بھی نیز انکو حضرت غوث ملت سے بھی اجازت وخلافت تھی۔
ایک مرید آپکے بلاقی شاہ تھے جنکو اجازت وخلافت سلسلۂ قادریہ کی حضرت

مقتدائے جہان نے عطا فرمائی تھی۔
زائد حالات آپکے دریافت نہین ہوسے اور نہ سنہ ولادت و وفات ہی معلوم ہو سکے
قبر آپکی لکھنؤ مین ہے یزار و متبرک ہے۔

ذکر مرزا شاہ یار علی بیگ قلندر

آپ اطراف دہلی کے رہنے والے تھے بیعت آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ مین حضرت باقی باللہ مولانا شاہ حمایت علی قلندر سے تھی یوم بیعت و ارادت سے آپ یہین رہے وطن نہین گئے اذکار و اشغال کچھ ان سے اور بعد اُنکے وصال کے حضرت غوث ملت سے سیکھے اور لباس فقر معہ اجازت و خلافت سلاسل سبعہ بھی حاصل کیا آپ نہایت خوش اوقات و قوی الہمت خالص الارادت قلندر منش صاحب نسبت بزرگ تھے بعد اذکار و اشغال کے جو وقت آپ کو ملتا تھا فرصت سوت آپ جوتے کی اوگی بنایا کرتے تھے جب وہ تیار ہوتی تھی تو اُسکو فروخت کر کے اپنے صرف مین لاتے تھے چونکہ بیشتر امرائے قصبہ آپکے حالات سے واقف تھے لہذا وہ فوراً خرید لیتے تھے آپ اپنی کمال راستبازی سے جو کچھ اُسمین صرف ہوتا تھا وہ سب پہلے بیان کر دیتے تھے مولانا امجد علیصاحب قبلہ فرماتے تھے کہ جب زمانہ بچپن مین آستانہ شریفیہ پر پڑھنے جاتا تھا تب آپ زندہ تھے وہ آپکے قوی التصرف ہونیکی ایک یہ حکایت بیان کرتے تھے کہ اُس زمانہ مین حضرت شاہ بہرام علی قلندر و حضرت شاہ انشاء اللہ قلندر بھی زندہ تھے ایک دن بیان ہم ان تینون بزرگون کے تصرف کے متعلق تذکرہ تھا کہ معلوم کرنا چاہیے کہ کون قوی التصرف ہے چنانچہ کانسی

یا ساوُنی کے درخت پر جو صحن خانقاہ مین تھا اور اب بھی ہے اوسکی جانب حضرت
شاہ بہرام علی قلندر متوجہ ہوے تو اُسکی پتیون مین جنبش پیدا ہوئی پھر حضرت
شاہ انشاء اللہ قلندر متوجہ ہوے تب اُسکی پتیون اور شاخون مین جنبش آئی
پھر آپ متوجہ ہوے اوسوقت پورا درخت ایسا ہلنے لگا کہ اوکھڑنیکے قریب ہوگیا
تب آپنے فرمایا کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ یہ بالکل کھیل ہے اور توجہ اُسطرف
ہٹالی۔ زائد حالات آپکے دریافت نہین ہوے وفات آپکی سنہ بارہ سو چھپن یا
ستاون ہجری مین ہوئی قبر آپکی احاطہ تکیہ شریفیہ مین مولوی حافظ حاجی ہادی علی
ہفت قلم لکھنوی کی قبر سے متصل ہے۔

ذکر شاہ صادق قدس سرہ

آپ نہایت صوفی منش و قلندر روش شخص تھے وطن اصلی آپکا نہین معلوم کہان
تھا جس زمانہ سے آپنے وطن چھوڑا اُسوقت سے زائد آپکا قیام آستانہ عالیہ کاظمیہ
پر رہا نہایت خوش اوقات و ذاکر و شاغل تھے اور تجرید و تفرید مین یکتا لباس فقر
اُنکو حضرت غوث ملت نے عطا فرمایا تھا آپ اپنا قوت یومیہ بذریعہ گدائی حاصل
کرتے تھے مگر کبھی دو روٹیون سے زائد کے طالب نہین ہوسے جبوقت دو روٹیان
بھر آتا یا غلہ لجاتا تھا فورا واپس آجاتے اور دو روٹیان پکاکر ایک مین سے
نصف کتے کو اور نصف قمری کو کھلادیتے اور دوسری مین سے نصف کسی اور
فقیر کو دیکر نصف خود کھا لیتے اور جس روز نہین سے کھانا آجاتا یا کوئی لے آتا
اوس روز پھر گدائی کو نہین جاتے تھے تمام عمر آپنے یہین بسر کی مزار آپکا احاطہ

تکیہ شریفہ مین قریب مزار مرزا شاہ یار علی بیگ قلندر رہے۔

ذکر شاہ محمد قدس سرہ

ابن شیخ احمد علی ساکن نگینہ آپ ابتدائ توپخانہ لکھنؤ مین گولہ اندازون مین ملازم تھے اُس زمانہ مین بزرگون سے آپکو چندان اعتقاد و نیاز نہ تھا اکثر بزرگون سے ملے مگر کسی سے عقیدت نہوئی بلکہ بجاے عقیدت اُن سے ایک طرح کا سوء پیدا ہو جاتا تھا اتفاقًا اُسی زمانہ مین ایک مقام پر لشکر شاہی و توپخانہ پڑا ہوا تھا وہان آپنے ایک مجذوب کو دیکھا جو ندی کے کنارے رہتے اور انکی کیچڑ کھایا کرتے تھے آپکو اُنکے اس حال سے سخت تکدر ہوا اپنے ساتھیون سے یہ واقعہ بیان کر کے بہت اظہار نفرت کیا لوگون نے اگرچہ منع کیا مگر آپنے نہ مانا اور سخت سست کہے گئے دوسرے یا تیسرے روز پھر آپکا اُدھر سے گذر ہوا تو پھر وہی دیکھا اور بھی نفرت پیدا ہوئی کچھ دور آپ گئے تھے کہ اُنھون نے آپکو پکارا جب آپ گئے تو اُنھون نے تھوڑی کیچڑ آپکو بھی دی پہلے تو آپکو نفرت ہوئی مگر ضبط کیے لنگی کے کنارہ مین باندھ لی اور دلمین کہا کہ یہ چلکر اپنے ساتھیون کو جو انکے معتقد مین دینا چاہیے پھر وہان سے چلے راستہ مین آپکو اپنے کمر و شکم پر گرمی ایسی معلوم ہوئی کہ جیسے کسی بہت گرم چیز کے باندھنے سے ہوتی ہے لشکر مین پہونچکر آپنے سارا واقعہ تمسخرًا ساتھیون سے بیان کیا اور کہا کہ وہ تحفہ بھی لایا ہون یہ کہکر آپنے لنگی کے کنارہ کو کھولا تو دیکھا کہ بجاے کیچڑ کے نہایت عمدہ رویکا حلوا گرم گرم ہے متحیر ہو گئے آخر تھوڑا تھوڑا سب کو دیکر خود بھی کھایا کھاتے ہی انکار و طعن دل سے جاتا رہا

اور عقیدت پیدا ہوئی بعد کئی روز کے اُنکی خدمتمین بارادہ درخواست بیعت گئی اُنھون نے دور ہی سے دیکھکر کہا کہ مین اس جھگڑے مین نہین پڑتا تمکو اگر مرید ہونا ہی تو کاکوری مین حضرت شاہ تراب کے پاس جاؤ وہ بڑے کامل بزرگ ہین اور بہت تعریف کی آپ حضرت غوث ملت سے واقف تو تھے مگر معتقد نتھے مگر اُنکے کہنے سے آپکو ذوق حاضری پیدا ہوا آپ وہانسے بخیال حاضری روانہ ہوے لکھنو پہونچکر معلوم ہوا کہ وہ دو ایک روز سے وہین تشریف فرما ہین آخر آپ تلاش کر کے میان نظامی کے مکان پر اُنکی خدمتمین حاضر ہوے اُنھون نے موافق معمول اولاً اغماض کر کے دوسرے بزرگونکے نام بتاے آپنے سب واقعہ بیان کر کے عرض کیا کہ مین سوا آپکے اور کسیکے پاس نہین جاؤنگا کوئی بزرگ کسی مرتبہ کا کیون نہو آخر آپنے وہین سلسلہ قادریہ مین سترہ ذیحجہ روز دوشنبہ ۱۲۶۲ھ مین بیعت کی بعد چند دنونکے نوکری چھوڑکر آستانہ پر چلے آئے اذکار و اشغال کی تعلیم حاصل کی پھر اُنھون نے آپکو لباس فقر عطا کیا بقیہ عمر آپنے یہین آستانہ پر بسر کی نقل ہے کہ وقت وفات آپ اُٹھکر بیٹھ گئے اور اپنی روح سے مخاطب ہو کر کہنا شروع کیا کہ نکل کمبخت نکل نالائق کیون میری یکسوئی مین فرق ڈالتی ہے پھر الا اللہ کی ضربین قلب پر لگا کر مردانہ وار جان دی۔ آپکی وفات بعمر زائد از صد سال ۱۲۹۹ھ مین ہوئی قبر آپکی متصل مزار مرزا شاہ یار علی بیگ قلندر قدس سرہ کے ہے یزار و یتبرک بہ۔

نفحۂ چہاردہم

ذکر حضرت سلطان العارفین قطب الافراد مولانا شاہ حیدر علی قلندر و حضرت مقتدائے جہان مولانا شاہ تقی علی قلندر قدس سرہما الاطہر

ذکر حضرت قطب الافراد

خلف اکبر و خلیفۂ جانشین حضرت غوث ملت۔ ولادت باسعادت آپ کی آٹھ
ماہ شعبان المعظم ۱۲۰۸ھ مین ہوئی۔ علوم درسیہ تفسیر و حدیث و فقہ و منطق وغیرہ
اپنے حضرت باقی باللہ مولانا شاہ حمایت علی قلندر سے پڑھے اور علم اخلاق و تصوف
کی کتابین اپنے والد ماجد حضرت غوث ملت سے پڑھین اولا کتاب تیسیر الاحکام مصنفہ
شہاب الدین ملک العلما دولت آبادی پھر زاد الآخرت و منہاج العابدین
و کیمیائے سعادت و سطعات و لمعات و الطاف القدس وغیرہ وغیرہ پڑھین
بعد اسکے عرصہ تک طلبا کو درس دیتے رہے درس و تدریس کے آپ بھی بہت
شائق تھے جب حضرت غوث ملت کی پیرانہ سالی کا زمانہ آگیا اور انھون نے
انتظام خانقاہ وغیرہ آپکے سپرد کر دیا نیز حضرت مقتدائے جہان فارغ التحصیل
ہو چکے اسوقت آپ اس مشغلہ علمی سے دستکش ہوگئے اور حضرت مقتدائے جہان
کے سپرد کر دیا۔ آپکے سب شاگردون کے نام تو دریافت نہوسکے صرف چند معلوم
ہوئے جنکے جانتے ہین حضرت مقتدائے جہان مولانا شاہ تقی علی قلندر۔ مولوی

حسن بخش مصنف تفریح الاذکیا وغیرہ نبیرۂ حضرت شاہ میر محمد قلندر، مفتی رشید الدین
خان خلف مفتی خلیل الدین خان بہادر سفیر شاہ اودھ مولوی مہدی حسن علوی
کاکوروی۔ مولوی احمد علی کاکوروی والد حکیم یاد علی مولوی حکیم اکرام علی کاکوروی
اذکار و اشغال و مراقبات و وظائف و اعمال و اوراد خاندانی وغیرہ کی
تعلیم آپنے حضرت غوث ملت سے پائی اور اجازت و خلافت و خرقہ فقر بھی حضرت
غوث ملت نے ایک اجازت نامہ خاص آپکو اور بھی علاوہ اجازت نامہ مذکور
نفحۂ سبز دہم کے عنایت فرمایا تھا جو یہ ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم حامداً ومصلیاً ومسلماً
بعد حمد و صلوٰۃ میگوید فقیر حقیر تراب علی کہ جانشین و خلیفہ پدر خود است کہ ہرچہ بندہ را
از خدمت والد بزرگوار خود حضرت شاہ محمد کاظم قلندر قدس سرہ در سلاسل سبعہ دہم
از خدمت پیر بیعت خود سید شاہ مسعود علی قلندر کہ آن ہر دو حضرات خلیفہ حضرت شاہ
باسط علی قلندر قدس سرہ بودند رسیدہ دہم از خدمت شاہ عبد اللہ قلندر برادر زادہ
وخلیفہ حضرت شاہ عبد الرحمن ابن حضرت شاہ الہدیہ احمد قلندر لاہرپوری درین سلاسل
سبعہ رسیدہ و دیگر انچہ در سلسلہ نقشبندیہ از خدمت والد بزرگوار خود کہ مجاز از طرف
مولوی احمدی خلیفہ شاہ عدل بریلوی بود رسیدہ و دیگر انچہ از خواجہ حسن چشتی مودودی
در سلسلہ قادریہ و چشتیہ معہ اجازت سلسلہ رسیدہ آنہمہ بفرزند کلان خود مولوی حید علی
سلمہ اجازت و خلافت داد و خرقہ فقر پوشانید و قایم مقام خود ساخت و ملقب بخطاب
قلندر گردانید باید کہ برخوردار مذکور بر وقت خود طالب راہ حق را خرقہ دہد و بیعت گیرد
وموافق طریقہ کہ در رسالہ ملہم الصواب و تعلیم الاسماست بتربیت و تعلیم نماید و اہل را
داخل طریق نماید و نااہل را خارج کند مرید وے مرید منست و مردود وے مردود منست

حق اسرتا حق است حق ہمت و کتاب شرائط الوسائط و اسناد المشیخت یہ مستند خود دانی
تحریر نوزدہم رمضان المبارک یوم شنبہ سنہ ۱۳۴۲ھ مقدسہ۔

جملہ اذکار و اشغال عموماً اور اذکار قلندریہ خصوصاً آپ خوب جانتے تھے
ان اذکار کی تعلیم آپنے حضرت شاہ انشاء اللہ قلندر سے بھی پائی تھی۔ حضرت
قطب الاقطاب قدس سرہ اکثر بسبیل تذکرہ فرماتے تھے کہ مجکو اذکار و اشغال کی
تعلیم زائد آپ ہی نے فرمائی جس زمانہ مین مجھے ذکر نفی و اثبات آپنے تعلیم فرمایا
تو چند روز کے بعد فرمایا کہ آج بعد مغرب تم کوٹھے پر آنا ذرا مین دیکھونگا کہ تم ذکر
کس طرح کرتے ہو مین حاضر ہوا تو مجھ سے فرمایا کہ ذکر کرو مینے کیا آپنے اسکے متعلق
کچھ اصلاح کرکے فرمایا کہ اچھا اب مین ذکر کرتا ہون تم اُسے بغور دیکھو چنانچہ
آپنے جسوقت لفظ لا کھینچکر داہنے مونڈھے تک لاکر لفظ الٰہ کہا اُسوقت مینے دیکھا
تو آپکو موجود نپایا بلکہ دھوان ہی دھوان کمرہ مین بھرا معلوم ہوا تھوڑے ہی
وقفہ کے بعد الا اللہ کی ضرب کی آواز معلوم ہوئی دیکھا تو آپ اسی کمرہ مین تھوڑے
فاصلہ پر دکن جانب تشریف فرما تھے اُسوقت ارشاد فرمایا کہ اسطرح ذکر کرنا چاہیے
کہ جب لفظ لا الٰہ کہے تو اپنی ہستی کو معدوم کردے اور جب الا اللہ کہے تو حق کا اثبات کرے
ابتدائے شعور و آغاز شباب سے آپکی صفائی باطن و جلائے قلب اسقدر بڑھی ہوئی
تھی کہ ایک شب حضرت قطب الاقطاب نے مسجد کے کنوین کی جگت پر (جو اندرون
مسجد و حریم روضہ حضرت عارف باللہ ہے) آفتاب کے پرتوہ کی ایسی روشنی دیکھی
چونکہ اندھیری رات تھی اسلیے اُنکو بہت تعجب ہوا دیکھا تو آپ حجرہ مسجد مین مراقب
تھے اور سینہ مبارک محاذی قلب آفتاب عالمتاب کیطرح روشن تھا اور اسیکا عکس پڑتا تھا

بیعت آپ کو حضرت ابوالوقت سیدنا شاہ علی مظہر قلندر سے بھی حضرت غوث
ملت نے آپکو جب کہ حضرت ابوالوقت یہاں تشریف لائے تھے حسب دستور
خاندانی کہ اپنے جانشین کو اپنے مرشد زادہ کا مرید کراتے تھے مرید کرایا انھوں نے
بھی آپکو اجازت وخلافت سلاسل سبعہ خاندانی معہ اپنے خرقہ متبرکہ کے دیکر یہ
اجازت نامہ بدستخط خاص عطا فرمایا بسم اللہ الرحمن الرحیم
بعد حمد وصلوٰۃ میگوید فقیر علی مظہر قلندر ابن حضرت شاہ مسعود علی قلندر کہ انچہ این فقیر را
در ارشاد وتلقین واجازت وخلافت اشغال واسمائے خاندانی خود از حضرت شاہ عبداللہ
قلندر واز حضرت والد خود شاہ مسعود علی قلندر قدس سرہما در سلاسل سبعہ یعنی قلندریہ
وقادریہ وسہروردیہ وچشتیہ وطیفوریہ ومداریہ وغیرہا رسیدہ آنہمہ طرق را بہ برخوردارم
مولوی حیدر علی کہ ملقب بہ مولوی شاہ حیدر علی قلندر ابن عارف باللہ صاحب الکشف
والکرامات حضرت شاہ تراب علی قلندر خلیفہ رشید ومکمل حضرت شیخنا ومولانا موصوف
شنشند رخصت اجازت وخلافت دادم پس چنانکہ فقیر از طرف حضرت والد خود در ہمہ
سلاسل سبعہ بارشاد وتلقین ولبس والباس خرقہ باجازت وخلافت اشغال واسمائے
وغیرہ طرق مجاز است این فقیر نیز مجاز وخلیفہ خود گردانید ہر کرا خواہند خرقہ دہند
وبیعت گیرند اہل را داخل طریق نمایند ونااہل را خارج از طریق کنند مرید ایشان مرید منیست
ومردود ایشان مردود منست الحق الحق ۃ ۃ ۃ علاوہ برین ان سے آپکو سورۂ
مزمل وقصیدۂ غوثیہ ودعائے تشبیح ودعائے یا بدیع العجائب ودعائے بانت لعظمتہ
ودعیوم کے اجازت بھی تھی ان سب اسناد ادعیہ کی نقولین بھی آپنے دیدی تھیں
یہ بھی ایک خاص بات تھی کہ جسطرح حضرت غوث ملت کو حضرت عارف باللہ

حضرت قطب الوقت سے خلافت کبرے تھی اوسیطرح آپکو بھی بمصداق الولد سر لابیه والخلیفة فی حکم المستخلف یه شرف حاصل ہوا کہ حضرت غوث ملت و حضرت ابو الوقت سے خلافت کبرے عطا ہوئی ذلک فضل الله یوتیه من یشاء ریاضات و مجاہدات مین آپ آیة من آیات الله تھے۔ نسبت مع اللهی آپ کی قدرتاً ایسی قوی واقع ہوئی تھی کہ حضرت غوث ملت اکثر فرمایا کرتے تھے کہ جیسی نسبت انکی بارہ برس کی عمر مین تھی ویسی ہی اب بھی ہے باوجودیکہ آپ کی عمر اُسوقت ساٹھ سال سے متجاوز ہو چکی تھی یعنی بچپن ہی سے ایسی استعداد و نسبت قوی و اعلی تھی جسمین پھر زیادتی کی ضرورت ہی نہ پڑی۔ سلوک مین حضرت فخر الدین عراقی و حضرت مولانا جلال الدین رومی و حضرت شمس تبریز و حضرت سعدی شیرازی و حضرت سرمد کی روش آپکو بہت پسند تھی انحضرات کی اکثر تعریف فرمایا کرتے تھے آپ فرمایا کرتے تھے کہ میری نسبت مع اللهی مین ایک شوق و شورش ایسی قوی تھی جس سے قلبی حالات و واردات چھپانے مین بہت دقت پڑتی تھی اور بسبب حرارت عشقی و طپش باطنی جاڑون مین بھی موٹے لباس پہننے کی ضرورت نہین ہوتی تھی مگر مجبوراً اسلیے پہنتا تھا کہ لوگون کو معلوم نہو اور بتوجہ مرشدی و خیال فنائے محض سب ضبط کر لیتا تھا چنانچہ بوجہ حرارت اشغال و اذکار و طپش باطنی روزانہ صبحکو آپ کا معمول تھا کہ وظائف سے فراغت کے بعد شربت ترش یا شیرین نوش فرمایا کرتے تھے اور ہنسکر فرماتے تھے کہ مین بھی کسقدر حریص ہون کہ صبح صبح سوائے کھانے پینے کے کسی چیز سے سروکار نہین رکھتا حالانکہ یہ شربت پینا محض دفع حرارت کے لیے ہوتا تھا جو باوجود

ستر سال سے متجاوز ہونیکے بھی ویسی ہی تھی جیسے زمانہ شباب مین ہونا چاہیے تھی
آپکے روزانہ کے عادات و اوقات شریف یہ تھے کہ صبحکو بعد از فراغ اوراد و
وظائف و نماز اشراق بالاخانہ سے اوترکر اور مزارات مقدسہ پر فاتحہ پڑھ کے
اُس کمرہ مین جہان حضرت مقتدائے جہان درس دیتے تھے تشریف رکھتے اور بعد
فراغت دیگر ضروریات کے صدر دالان خانقاہ شریفہ مین تشریف لیجا کر تفکر و مراقبہ
مین دوپہر تک مشغول رہتے تھے اور بعد دوپہر کے کھانے اور قیلولہ کی نماز
ظہر جماعت کے ساتھ پڑھ کے دو پارہ کلام مجید کی تلاوت فرماتے تھے اُسکے
بعد کوئی نہ کوئی تصوف کی کتاب آپ کے حضور مین پڑھی جاتی تھی اور آپ
معہ جملہ حاضرین سُنتے تھے اور اس قرات و سماعت کتب تصوف کا بعد ظہر
سے نماز عصر تک حضرت قطب الارشاد عارف باللہ کے وقت سے معمول تھا اور
بحمد اللہ ابتک ہے پھر مغرب تک بظاہر فارغ رہتے اس اثناء مین جو کوئی قدمبوسی
کے لیے حاضر ہوتا تو آپ مزاج پرسی اور دو ایک مختصر مفید باتین کر کے
سکوت فرماتے تھے۔ آپ لوگون سے بات چیت اور از خود تخاطب بہت کم
کرتے اور اکثر اوقات مراقبہ و اذکار مین صرف فرماتے تھے جناب منشی تاج الدین
صاحب فرماتے تھے کہ آپ کثیر السکوت اس سبب سے تھے کہ روز و شب برابر سیر
عروجی و نزولی کرتے تھے اور اسی شہود مین مست و مستغرق رہتے تھے اور کل
مراتب ذات ہر وقت طے کرتے رہتے برابر یہی رہتا تھا کہ مقام احدیت[1] سے تنزل

[1] احدیت سے مراد ہستی محض بلا تعین ہے جسکو اصطلاح مین لابشرط شے اور احدیت مطلقہ و غیب ہویت و غیب الغیب وغیرہ کہتے ہین اور مقام حیرت بھی کہتے ہین اس مرتبہ مین فقط یافت ذات ہے بلا اعتبار اجمال و تفصیل صفات ۱۲

فرما کر جملہ مراتب طے کرتے ہوئے مقام عبودیت یعنی مرتبہ جامعہ انسانیہ پر پہونچے تھے اور پھر عروج کر کے مرتبہ احدیت پر پہونچتے اور قلب قوسین او ادنے سے دنی اور پھر مستند ظاہر ہو کر نزول فرماتے اور بعد مغرب سے عشا تک خلوت مین رہتے اور فرمایا کرتے تھے کہ التزام خلوت کو صفائے وقت مین بہت دخل ہے اور خاموشی مین اکثر بلاؤن سے نجات ہے۔

اور تمام شب بیدار رہتے تھے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ستر برس ہوے کہ مجکو غفلت کی نیند نہین آئی اور کبھی ایسا نہین ہوا کہ آدمیون کے پیرون کی چاپ میری کانون تک پہونچی ہو اکثر اوقات گوٹ مار کر بیٹھتے تھے اور از انتہائے ادب و حیلے کبھی پیر نہین پھیلاے صغر سنی ہی سے آپکی اوقات شریف منضبط تھی اکثر فرمایا کرتے تھے کہ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہین ۔ اپنے نقد وقت کو کبھی بیجا صرف نہین کرنا چاہیے بظاہر آپکے اوقات شریف تین قسم پر منقسم تھے ایک طاعت و عبادت حق دوسرا ہدایت و ارشاد خلق مین تیسرا انصرام مہمات وابستگان دامن دولت مین۔

موٹے اور سخت کپڑے پہننے کی آپکو عادت تھی اگر کوئی شخص قیمتی و نفیس کپڑا لاتا تو اوسے آپ دوسرون کو عنایت فرما دیا کرتے تھے فطرتاً آپ کی طبیعت صفائی و لطافت پسند تھی۔

؎ اسکا بیان حالات حضرت عارف باللہ مین ہو چکا ۱۲ ؎ فرق دو کمانون کے برابر یا اس سے بھی نزدیک جاننا چاہیے کہ قاب قوسین لغت مین قبضہ کمان کو کہتے ہین کہ جو دو قوسون کے درمیان ہوتا ہے اور اصطلاح حضرات صوفیہ مین قاب قوسین کہتے ہین [illegible] تقابل کو اور ایسی ہے کہ جسکو دائرۃ الوجود بھی کہتے ہین اور یہ اتحاد ہے حق کیساتھ یا بقائے تمیز و اثنینیت اعتباریہ اور اسی مین ابداع و اعادہ و نزول و عروج و فاعلیت و قابلیت ہے اور او ادنے تمیز و اثنینیت اعتباریہ کے ارتفاع کی طرف اشارہ ہے کیونکہ [illegible] ہے بدونیت [illegible] انقطاع تعدد دوم اثبات تعدد باعتبار [illegible] تعدد و وحدت کے او ادنی ہے اور باعتبار [illegible] تعدد قاب قوسین ہے حضرات صوفیہ کے نزدیک قاب قوسین سے اعلی مرتبہ کوئی نہین مگر مقام او ادنی اور اسی مین احدیت جمع ذاتیہ ہے کیونکہ [illegible] او ادنی ہے کیونکہ اسمین تمیز اور اثنینیت اعتباریہ بسبب فنائے محض اور طمس کلی مرتفع ہو جاتی ہے ۱۲ منازل [illegible] دیکھیے ۱۲

صفت استغنا آپ مین ایسی تھی کہ کبھی کسی قسم کی کوئی خواہش آپ کو نہین ہوئی اور رضا و تسلیم کی حالت یہ تھی کہ کبھی اپنے لیے کسی طرح کی دعا نہین مانگی اور اسکی وجہ یہ فرماتے تھے کہ جب بندہ کو خداوند تعالی پر ہر امر مین خواہ دینی ہو یا دنیاوی اعتماد ہو جاتا ہے تو اوسکو کسی چیز کی ضرورت نہین رہتی اور نہ اوس کی مقدر چیز کوئی دوسرا لے سکتا ہے۔

ترک و تجرید کا حال یہ تھا کہ کئی مرتبہ مخلصین و معتقدین نے نہایت تمنا و آرزو اس امر کی ظاہر کی کہ کچھ رقم ماہواری صرف روزمرہ خانقاہ عالم پناہ کے لیے مقرر کر دین لیکن آپ نے کسی طرح منظور نہین فرمایا اور ہر مرتبہ مخلصین و معتقدین کے اصرار پر یہی فرمایا کہ ہمارا معین و کفیل پروردگار عالم ہے اور وہ رزق کا وعدہ اپنے کلام پاک مین فرما چکا ہے کہ وفی السماء رزقکم وما توعدون[1] ہمکو اوسی کے ارشاد پر توکل کرنا چاہیے ؎

مین توکل کن ملرزان پا و دست	رزق تو بر تو ز تو عاشق تر است

اور حدیث شریف مین بھی ارشاد ہے کہ لو توکلتم علی اللہ حق توکلہ لرزقکم کما یرزق الطیر تغدو خماصا وتروح بطانا[2] مجھے یہان پر اسکے متعلق ایک قصہ یاد آیا حضرت قطب الاقطاب اعظم اللہ ذکرہ فرماتے تھے کہ بعد وفات حضرت عارف باللہ آستانہ شریف پر عسرت بہت تھی اور متواتر فاقہ ہوا کرتے تھے حضرت خواجہ حسن مودودی چشتی لکھنوی نے جو حضرت عارف باللہ کے دوست اور غازی الدین حیدر بادشاہ اودہ کے یہان باریاب تھے ایکبار روز حضرت غوث ملت سے از راہ قلق د

[1] اور آسمان مین تمہاری روزی ہے اور جسکا تمسے وعدہ دیا ہے۔ [2] اگر تم پورا توکل کرو تم خدا پر البتہ رزق دیگا تمکو مثل پرندہ کے کہ صبح کرتا ہے بھوکا ہوکر اور شام کرتا ہے بحالت سیری۔

ہمدردی ارشاد کیا کہ یہان بسراوقات بہت عسرت سے ہوتی ہے میرے
نزدیک ایک درخواست شاہ اودہ کے یہان اس مضمون کی بھیجدینا چاہیے کہ
یہان توکل محض ہے اور کوئی ظاہری مشاہرہ یا خدمت کہین سے مقرر نہین ہے
اور نہ کوئی جائداد ہے لہذا اگر خزانہ شاہی سے ازراہ مراحم خسروانہ کچھ مقرر کردیا جاے
تو باعث شکریہ و دعاگوئی ہوگا چونکہ حضرت غوث ملت بوجہ اونسے مجاز ہونیکے
اونکا بہت ادب کرتے تھے اسوجہ سے جوابا کچھ نہین کہہ سکے صرف یہ کہا کہ عرضداشت
مین بجاے میرے کسی اور کا نام ہو تو اچھا ہے خواجہ صاحب نے اس سے اتفاق
کرکے آپکی نسبت فرمایا کہ پھر اُنکی طرف سے ہو حضرت غوث ملت نے فرمایا کہ آپ ہی
اُنسے ارشاد فرمائین خواجہ صاحب نے آپکو علیحدہ لیجاکر تجویز بیان کی آپ نے
تھوڑا سکوت کرکے فرمایا کہ خواجہ صاحب اگر بادشاہ اسکے جواب مین سائل سے
یہ دریافت کرے کہ تمنے مجھپر توکل کیا تھا یا خدا پر تو اسکا کیا جواب ہوگا میرے
نزدیک اس تجویز سے کچھ فائدہ نہین جسطرح ابتک توکل رہا اسیطرح اب بھی ہے
خدا رزاق ہے خواجہ صاحب یہ سُنکر چپ ہوگئے اور کہنے لگے کہ اس فقرہ کا کوئی
جواب نہین اور واقعی توکل خدا پر ایسے ہی کرنا چاہیے چنانچہ پھر کبھی اس بارہ مین
اُنھون نے آپ سے کچھ نہین فرمایا۔

الغرض جسقدر اوصاف و کمالات نفس انسانی مین ہونا چاہیے وہ سب آپکی
ذات قدسی صفات مین جمع تھین ایک بار بروز عید الفطر اولیاے متقدمین کا
تذکرہ ہورہا تھا اثناے تذکرہ مین قاضی احمد علیخان صاحب و منشی عبدالحی
عرشی نے پوچھا کہ حضور اب بھی حضرت جنید و حضرت شبلی کے مثل لوگ ہوتے ہین

یا نہین آپنے فرمایا کہ اب بھی ویسے لوگ ہوتے ہین کچھ ولایت ختم تو ہو نہین گئی
حضرت مقتدائے جہان مولانا شاہ تقی علی قلندر نے اُسوقت اپنے خلاف عادت
آپکے اس ارشاد سے انکار کیا فرمایا کہ نہین اب ویسے لوگ کہان آپنے پھر وہی
ارشاد فرمایا اونھون نے پھر انکار کیا جب تین مرتبہ ایسا ہوا تو آپ منقبض ہو کر
وہان سے اُٹھ گئے تب قاضی صاحب نے اُنسے پوچھا کہ اسوقت حضور نے ایسے حضرت
کو کیون ناراض کر دیا اُنھون نے فرمایا کہ اسوقت بھائی حضرت جنید و شبلی کے مقام
پر فائز تھے اگر مین اسوقت اُنکے ارشاد کو رد نکرتا تو اُنکی روح پرواز کر جاتی کیونکہ اسوقت
کوئی حجاب اُنھین مانع نہ تھا اسوقت کی ناگواری نے اُنکو متوجہ الی الناسوت کر دیا
وہ ٹھہر گئے یہی ناگواری سبب حجاب اور حجاب سبب قیام ناسوت ہو گیا۔

جناب مولانا امجد علی صاحب قبلہ مجھ سے فرماتے تھے کہ ایکبار مین خواب مین آپکی زیارت سے
مشرف ہوا عرض کیا کہ کچھ اپنے حالات و مقامات سے مجکو بھی مطلع فرمائیے آپنے
ارشاد فرمایا کہ حالات و مقامات کو دریافت کرکے تم کیا کروگے صرف اسقدر مین
تمسے کہے دیتا ہون کہ میری روح اور میرے دادا صاحب حضرت عارف باللہ کی
روح مبارک ایک ہے جیسے کہ حضرت بایزید بسطامی اور حضرت ابو الحسن خرقانی
کی روح ایک تھی۔ آپکے اس ارشاد سے ظاہر ہو کہ جسطرح حضرت عارف باللہ
قطب الارشاد تھے ویسے آپ بھی قطب الافراد تھے۔ نیز آپکی قطب الافرادی کا ثبوت
اس واقعہ سے ملتا ہو کہ جناب منشی دہاج الدین صاحب فرماتے تھے کہ مینے آپکی
خواب مین زیارت کی آپنے مجھسے فرمایا کہ چلو اور ایک طرف روانہ ہوے آگے
آگے آپ اور پیچھے پیچھے مین نہایت تیز روی سے ہزارون نشیب و فراز طے کرتے

ایک نہایت بلند و اعلیٰ مقام پر پہونچے آپنے مجھسے فرمایا کہ یہ مقام فرد کا ہے
ور یہاں لاکھوں مین ایک پہونچتا ہے اور اس جملہ کی تین مرتبہ تکرار فرمائی پھر اور
بلند ہوے مینے بڑھنا چاہا تو ایک چھوٹی کھڑکی حائل ہوئی جسمین نہ جا سکا وہیں رہ گیا
اور آپ غائب ہوگئے اس سے آپکے علو مرتبت کا اندازہ کرنا چاہیے سلوک مین فردیت
سے اعلےٰ کوئی مقام و مرتبہ نہین آپنے مجکو اوس مقام پر لیجا کر اپنے مرتبہ سے آگاہی
بخشی پھر اوس سے بھی بالاتر چلے گئے اور بالاتر چلے جانے سے یہ بھی مراد ہے کہ فرد کا
مقام و مرتبہ لانہایہ ہے حضرت شیخ عبدالکریم جیلی نے انسان کامل مین لکھا ہے کہ جناب
باری خود اپنے کمال ذاتی کا احاطہ نہین کر سکتا اسیطرح فرد بھی اپنے مرتبہ کا احاطہ
نہین کر سکتا۔ نیز انھون نے کبریت الاحمر مین لکھا ہے کہ آپکا کمال قلندری مجکو اس سے
ظاہر ہوا کہ بارہا واقعات مین مینے آپکو یہ قدرت بنتے اور پھر یہ قدرت ہوکر زمین و
آسمان و پہاڑ وغیرہ بنتے دیکھا ہے اور ہر شان مین آپکو کلام کرتے سنا اگرچہ جمادات
وغیرہ کی شان کیون نہو ؎

نطق آب و نطق خاک و نطق گل ۔۔ ہست محسوس حواس اہل دل

آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب مینے تحصیل مقامات سلوک پر بہت توجہ کی تو جو مقامات
ہین ان سو مقام پر جو حضرت فرید الدین عطار نے منطق الطیر مین لکھے ہین عبور کر گیا
اگرچہ نعمات الٰہیہ بہت ہین لیکن توفیق یاد و ادراک حالات و کیفیات جو ثمرات
دوام شغل باللہ ہین انسے بہتر کوئی چیز نہین جسکو خدا دے اگرچہ دنیا مین ظاہر
نہون مگر قیامت مین کیفیات عمل و اخلاص ضرور ظاہر ہونگے ؎

تو بندگی چو گدایان بشرط مزد مکن ۔۔ کہ خواجہ خود روش بندہ پروری داند

حضرت غوث ملت کا ارشاد ہے ۵

کوئی کمتر عبادت خالصًا للہ کرتا ہے		بہت امید جنت پر بہت زنگی دہشت ہے

اور اسلیے آپ فرمایا کرتے تھے کہ مین نے کبھی اپنے لیے خاتمہ بخیر ہونیکی بھی دعا نہین مانگی یہ معلوم ہے کہ جو کچھ مقدر ہو چکا ہے وہ ضرور ہو گا مین اپنے اوقات کیون مفت ضائع کرون ان اوقات مین بھی فکر و ذکر ہی کرنا بہتر ہے۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ میرے نزدیک مرد بیکار گنہگار سے بدتر ہے اسلیے کہ اپنا وقت مفت ضائع کرتا ہے اور وہ پھر ایک کام مین مشغول ہے۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ افراط و تفریط ہر کام مین خواہ دینی ہو یا دنیوی قطعی معیوب ہے ہر امر مین حدیث خیر الامور اوسطھا پر عمل کرنا چاہیے۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ لفظ فقر مین فاے فنا اور قاف قرب اور راے رافت ہے فقیر کو چاہیے کہ قرب و رافت حق مین طالب فنا رہے یعنی بجاے اور مجاہدات و ریاضات کے اس ریاضت کو کہ خطرۂ غیر نہ آنے پاے زیادہ سخت سمجھے ورنہ پھر بجاے فنا و قرب و رافت فضیحت و قہر و رسوائی ہے۔ ایک مرتبہ شیخ سعید الدین صاحب نے آپ سے پوچھا کہ فنا کسے کہتے ہین فرمایا کیون پوچھتے ہو عرض کیا کہ نجاننے سے جاننا بہتر فرمایا کہ فنا یہ ہے کہ جو کچھ جانتا ہو اُسے نجانے۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ خلاصہ کار حضرات قلندریہ بعد ادائے فرائض و تخریب عادات بجز خلیت القلب مع اللہ و عجز و نیستی و حسرت و ندامت کے کچھ نہین اور درحقیقت یہی اصل جملہ ارکان و شرائط ہے جسے خدا دے۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ طالب ذوق و شوق و کرامت طالب حق نہین ہے اسلیے

کہ وہ بھی اگرچہ بہتر ہین مگر حجاب ہین اور کرامت محض موہبت الٰہی ہے جو بندہ کے
ذریعہ سے ظاہر ہوتی ہے بندہ وہی ہے جو بحالت مخدومی بھی خادم رہے سہ

بود مرد آنکہ در حال تمامی		کند با خواجگی کار غلامی	

آپ فرمایا کرتے تھے کہ عارف کا ادب دوسرون کے ادب سے بالاتر ہے اسلیے کہ اُسکی
مودب خود اُسکی معرفت ہوتی ہے۔
آپ فرمایا کرتے تھے کہ حقیقت اخلاص تک پہونچانیوالی کوئی چیز خلوت سے بہتر نہین
آپ فرمایا کرتے تھے کہ اعلیٰ ترین مقامات مقام عبودیت ہے اور نشان عبودیت
یہ ہے کہ اپنے ہوا و ہوس کو ترک کرکے ہر حال مین حق کا ہو رہے فی الواقع اعلیٰ
ترین مقامات مقام عبودیت ہے کیونکہ یہ بوجہ اپنی جامعیت کے الوہیت متعارفہ
سے بھی اعلیٰ ہے جیسے مین حضرت عارف باللہ کے حال مین لکھ چکا ہون۔
آپ فرمایا کہتے تھے کہ پکا دیندار وہ ہے جسے حضرت سرور کائنات صلعم سے کمال محبت ہو
آپ فرماتے تھے کہ توکل یہ ہے کہ ہر حال مین حق سبحانہ کی طرف متوجہ رہے اور اس
یکسوئی کو کسی خیال سے نہ ملاوے جو کچھ اُسنے کہا ہے وہ کریگا اور جو دینے کو کہا ہے
وہ دیگا اگر دینے کے بعد اوس سے طلب کیا تو حریص و طامع کہلائیگا۔
آپ فرماتے تھے کہ عارفین کو بہشت کی خواہش نہین ہوتی ان لوگون کا کام یہ ہے
کہ جاگین خواہ سووین ہر حال مین طالب مطلوب رہتے ہین اور طلب سے بھی فارغ
اسلیے کہ مشاہدۂ معشوق مین محو ہوتے ہین۔
آپ فرماتے تھے کہ تفکر ساعۃ خیر من عبادۃ الثقلین ملہ کے معانی اکابر نے خوب

ملہ ایک گھڑی کا تفکر دونون جہان کی عبادت سے اچھا ہے ۱۲

خوب بیان فرمائے ہین مگر سب کا خلاصہ یہ ہے کہ اپنے فنائے کامل کا خیال جسمین علم فنا بھی باقی نرہے یہ اپنے خیالات کی پرستش سے بہتر ہے ؎

تا روے ترا بدیدم اے شمع طراز	نے کار کنم نہ روزہ دارم نہ نماز
چون با تو بوم مجاز من جملہ نماز	چون بے تو بوم نماز من جملہ مجاز

آپ فرماتے تھے کہ حالت وصول مین تفرقہ ضلالت ہے بہتون کے قدم ڈگمگا گئے مقام ہاہوت مین بجائے ہو کے آنا نہ کہنا چاہیے اور ناسوت مین بجائے آنا کے ہو نہ کہنا چاہیے۔

آپ فرماتے تھے کہ شکر ہر حالت مین خواہ ظاہری ہو یا باطنی سرمایہ حصول جاذبہ رحمانی ہے۔

آپ فرماتے تھے کہ جبتک ظاہر مرتب شریعت پر نہو تو سمجھنا چاہیے کہ باطن غیر مرتب ہے اور اصل کار سے حرمان و نقصان بھی ہے اور احکام شرعیہ پر عمل خود جاذب رحمت الٰہی ہے اور جب یہ دولت حاصل ہو جائے تو دوام توجہ الی الحق پر استقامت چاہیے۔

آپ فرماتے تھے کہ سرمایۂ عرفان بجز تحیر کے کچھ نہین جسقدر عرفان بڑھتا جائیگا تحیر بڑھتا جائیگا۔ حضرت قطب الاقطاب قدس سرہ فرماتے تھے کہ جس زمانہ مین مین رسالہ منہاج العابدین پڑھتا تھا تو مجھے یہ شبہہ واقع ہوا کہ نفس جبکہ معدن شر ہے اُسکے پیدا کرنیکی کیا ضرورت تھی یہ کیون پیدا کیا گیا اس شبہہ کو مینے آپ سے عرض کیا آپنے فرمایا کہ علم عقائد سے یہ بات ثابت ہے کہ ہر چیز کا پیدا کرنا بدنہین بلکہ مقتضیات ان جامعیت سے ہے کہ ہر قسم کے چیز کی تخلیق ہو اب یہ کہ ضرورت کیا تھی اُسکو

یون سمجھو کہ پونڈے کے کھیت مین جسقدر زائد بانس جس پونڈے کی جڑ پر رکھی جاتی ہے وہی زائد شیرین ہوتا ہے پس یہ اسلیے پیدا کیا گیا کہ جسقدر اس سے احتراز کیا جلے اوسیقدر حقانیت کا ظہور ہو اور انسان کو عرفان حاصل ہو جو اوسکی تخلیق کا اصلی مقصود ہے۔

آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ نسبت بحق وہی بہتر ہے جسمین ذوق و شوق و جذب پیدا ہو اور یہ شعر اکثر پڑھتے تھے ؎

رفتم از میکدہ اما بد عاصی خواہم	کہ ازین در نروم لغزش مستان مددے

اور آخر زمانہ مین آپ کو اس رباعی سے بہت ذوق ہو گیا تھا ؎

ہر مد کہ ز جام عشق مستش کردند	بالا بروند و باز پستش کردند
میخواست خدا پرستی و ہشیاری	مستش کردند و بت پرستش کردند

خود آپکے ذوق و شوق و جوش و خروش عشقیہ باطنیہ کی حالت یہ تھی کہ اگر کوئی صاحب استعداد آپکے قریب بیٹھتا تھا تو آپکے سینہ مبارک کے جوش کی آواز سنتا تھا مگر بظاہر اسقدر ضبط فرماتے تھے کہ کبھی وہ حالت سماع و غیر سماع مین ظاہر نہین ہوتی تھی اکثر فقرای صاحب ذوق و شوق یہ پوچھا کرتے تھے کہ آپکو ذوق و شوق کیون نہین ہوتا ہے تو آپ اوسکے جواب مین منکسرانہ فرمایا کرتے تھے کہ ہم مین اتنی قابلیت ہی نہین جو کیفیت ہو چنانچہ ایکبار مسکین شاہ صاحب لکھنوی جو فقیر صاحب نسبت تھے اور بہت باذوق و شوق عرس شریف حضرت عارف باللہ و حضرت غوث ملت مین خانقاہ آستانہ شریفہ ہوئے بائیس تاریخ صبح کو ملاقات کیلیے حاضر ہوئے تھوڑی دیر کے بعد اُنھون نے تذکرہ کیا کہ سنا گیا ہے کہ آپ کو سماع مین کچھ ذوق و شوق

نہین ہوتا ہے اور نہ کیفیت ہوتی ہے اسکی وجہ سمجھ مین نہین آتی آپنے فرمایا کہ شاہ
صاحب مین بڈھا آدمی ہون یہین ہی نشست و برخاست مین تکلیف ہوتی ہی
اور کیفیت کیلیے قابلیت ہونا چاہیے مجھ مین وہ قابلیت کہان اُنھون نے پھر کہا
کہ نہین آج ہونا چاہیے آپنے سکوت کیا تھوڑی دیر کے بعد وہ اپنی فرودگاہ پر
واپس گئے چونکہ صبحکو کچھ دیر سماع درگاہ شریف پر بھی ہوا کرتا ہے وہ اُسوقت ہوتا
تھا اُنکے مریدین مین سے ایک نوجوان شخص معہ اور ہمراہیون کے وہان چلا گیا
اور شاہ صاحب بھی وہان تشریف لے گئے قوال حضرت غوث ملت کا یہ شعر اُسوقت
گا رہا تھا کہ ؎

تو شیخ جام کر مجکو قسم ہے پیر مغ تجکو	سقاہم ربہم پڑھکے شراب آ گے مرے دھر دے

اسپر اوس نوجوان کو کیفیت ہوئی اور اس قدر بڑھی کہ دیوانگی و مدہوشی مین وہ
اپنا سر پختہ فرش پر پٹکنے لگا شاہ صاحب خود ذوق مین تھے اوسکی حالت ایسی
دیکھکر اوسکے فرو کرنیکی طرف متوجہ ہوے مگر فرو نہوئی جسقدر وہ کوشش کم کرنیکی
کرتے تھے اوسیقدر شورش مین اور زیادتی ہوتی تھی اوسی عرصہ مین آپکا وقت
مجلس سماع مین تشریف لیجانیکا آگیا آپ بالاخانہ سے اوترکر مجلس مین جانے لگے
جب دروازہ خانقاہ شریف سے اُترے تو خلاف معمول بجاے مجلس مین تشریف
لیجانیکے درگاہ شریف کیطرف بڑھے حضرت مقتداے جہان نے عرض کیا کہ اسوقت
درگاہ پر جانیکا ایام عرس مین معمول نہین ہے آپنے فرمایا کیا مضائقہ ہے جب
درگاہ شریف مین داخل ہوے تو وہان اوس نوجوان کو نہایت جوش و خروش
تھا وہ کسی طرح فرو نہین ہوتا تھا مسکین شاہ صاحب نے آپسے دست بستہ

عرض کیا کہ آپ ہی توجہ فرمائین تو اسکی جان بچ سکتی ہے مینے بہت زور لگایا مگر
اب یہ میری طاقت سے باہر ہو گیا ہے اگر میرا وہ فقرہ وقت حاضری والا کچھ ناگوار
ہوا ہو تو معاف فرمائیے آپنے فرمایا کہ یہ حالت کچھ بھی نہین ہے ابھی فرو ہوئی جاتی
ہے یہ کہکر فاتحہ پڑھنے لگے معًا اوسکی کیفیت مین سکون ہونا شروع ہوا اور جب
آپ فاتحہ پڑھ کے اندر روضہ سے آئے تو وہ ساکت ہو گیا تھا آپنے اُسکے سر پر
ہاتھ پھیرا اور پانی دم کرکے پلوا دیا اور شاہ صاحب سے فرمایا کہ گھبرائیے نہین بقیہ
حالت بھی فرو ہوئی جاتی ہے انکو اسوقت مجلس مین نہ لائیگا پھر خود مجلس تشریف
لے گئے تقریبًا دو ڈیڑہ گھنٹہ کے بعد اوسے بالکل ہوش آگیا۔ ایکمرتبہ کسی نے
آپ سے عرض کیا کہ حضور میرے لیے خاص وقت مین دعا فرمائین آپنے مسکرا کر
فرمایا کہ اول تو میرا کوئی خاص وقت ہے نہین پھر تف ہے اوس خاص وقت پر
جسمین غیر حق یاد آئے۔ نقل ہے کہ شیخ جعفر علیصاحب کاکوردی جو آپکے مرید
و عزیز خاص اور انسپکٹر پولیس تھے ایک مرتبہ حاضر ہوے اثناء تذکرہ مین
اُنھون نے منجملہ اپنی کارگذاریون کے ایک یہ بیان کی کہ ایک بہت نامی ڈاکو
تھا اور وہ گرفتار نہین ہو پاتا تھا اُسکو مینے اس مرتبہ بہت کوشش سے گرفتار
کیا اوسمین اسقدر انعام ملنے کی امید ہے آپ نے سنکر فرمایا کہ میان جعفر علی
تمنے اپنا چور بھی جو تم مین ہے گرفتار کیا یا نہین انکو اس ارشاد سے اسقدر تنبہ
ہوا کہ وہ نہایت خوش اوقات و ذاکر و شاغل ہو گئے۔
آپ کو آخر آخر زمانہ حیات مین بسبب غلبہ جاذبات الٰہیہ و شہود حق استغراق
بہت بڑھ گیا تھا پانچ چھہ ماہ قبل وصال سے خلاف معمول عشا کے قبل کوٹھے

سے اوتر کر کمرہ مین تشریف لے آتے تھے اور تھوڑی ہی دیر مین شہود حق مین
ایسے مستغرق ہو جاتے تھے کہ سب لوگ تو نماز کے لیے تیار ہوتے تھے اور آپ
اُسی طرح مستغرق رہتے تھے جب حضرت مقتدائے جہان آپکو ہوشیار فرماتے اسوقت
آپ آنکھین کھولکر محض اخفائے حال کے لیے فرماتے تھے کہ افوہ مین کسقدر اوس
کیسا نا وقت سویا بعض اوقات عند التذکرہ بیساختہ اپنے قلبی حالات کے بابتہ
فرماتے تھے کہ ایک جنگل ہے جسمین چارون طرف سے آگ لگی ہے اور وہ جل
رہا ہے غرضکہ اکثر کنایۃً اپنے وصال کی خبر دیا کرتے تھے چودھوین شوال المکرم
روز یکشنبہ کو مولوی رشید الدین خانصاحب کی عیادت کو تشریف لیگئے تو گھر مین
بیبیون سے فرمایا کہ کیا عجب اب ہمارے تمھارے ملاقات نہو سب نے پریشان
ہوکر عرض کیا کہ للہ آپ ایسا نہ فرمائین پھر منشی رسول بخش شہید کے یہان تشریف
لے گئے اور وہان بھی یہی فرمایا دوپہر کو واپس آکر کھانا نوش فرمایا اور تھوڑی دیر
قیلولہ کرکے نماز ظہر پڑھنے مسجد تشریف لے گئے نماز پڑھ کر بڑے دالان مین آکے
اور کلام مجید لینے صحنچی مین گئے وہان پیر کو لغزش ہوئی گرنے لگے تو شرباتی
خانسامان منشی علی حسین صاحب نے سنبھال لیا آپنے کلام مجید لاکر مصلے پر کھدیا
اور خاموش تھوڑی دیر تکیہ پر سر رکھے رہے پھر بدقت تمام دو ایک رکوع پڑھے
اوسکو بند کر دیا اور کمل اوڑھ کر بیٹھ گئے اتنے مین حضرت مقتدائے جہان مسجد
سے نماز پڑھ کر تشریف لائے اور یہ حالت دیکھکر مزاج پرسی کی آپنے فرمایا
الحمد للہ طبیعت اچھی ہے لیکن اتنا فرمانے مین انکو کچھ آپ کی زبان مین لکنت
محسوس ہوئی فورًا اونھون نے حکیم اکرام علی و حکیم بخشش علی صاحبان کو بلایا

اوںھون نے نبض دیکھکر گل سیوتی وغیرہ تجویز کی آپنے مسکرا کے فرمایا کہ اب
اس سے کیا ہوتا ہے جو کچھ ہونا تھا وہ ہوچکا تھوڑی دیر کے بعد وہ کیفیت
زائل ہوگئی ایسا کہ آپنے نماز عصر وضو کر کے پڑھی اور شبکو بالاخانہ پر جانیکا قصد
فرمایا حضرت مقتداے جہان نے جانے ندیا اوسوقت پھر سبکا ہجوم ہوا ہر ایک سے
آپنے یہی فرمایا کہ دیکھتے ہو مینے اپنے کو کیسا بیمار بنایا ہے سب نے عرض کیا کہ معاذ اللہ
آپکی نسبت کسکو گمان ہوسکتا ہے خدا آپکو شفا دے آپنے فرمایا کہ شفا اشارات
سے بھی اب نہین معلوم ہوتی نماز عشا تک ہجوم رہا آپ سبکی تسکین و دلدہی فرمایا
کیے جب سب رخصت ہوگئے تو آپنے حضرت مقتداے جہان کو بلا کر وصیت امور
مشروعہ و الباس خرقہ اپنے صاحبزادۂ عالیقدر حضرت فخر الکاملین مولانا شاہ
علی اکبر قلندر و نبیرۂ والاگہر حضرت قطب الاقطاب مولانا حافظ شاہ علی انور قلندر
کی نسبت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ مین اون کو بھی اجازت و خلافت معہ خرقہ کے
دیتا ہون مگر تمھین اختیار ہے جسوقت جسطرح مناسب سمجھنا اسکا اظہار کردینا
جسکے جواب مین انھون نے فرمایا کہ اکبر کے لیے تعمیل ارشاد وقت پر کیجائیگی لیکن
انور کو میرے لیے چھوڑ دیجیے حسب اتفاق حضرت فخر الکاملین اوسوقت مسجد جاتے
تھے وہ بعض ارشادات کو سنکر بیسا نہ رونے لگے حضرت مقتداے جہان نے
انھین تسکین دیکر فرمایا کہ تم کیون روتے ہو جو کچھ مصیبت ہوگی میرے لیے ہوگی
اور تمھارے لیے مین تو موجود ہون جب تنہائی ہوئی تو آپ نے دریافت فرمایا
کہ اوسوقت کون روتا تھا حاضرین ذرا ساکت ہوے تھے کہ خود ہی فرمایا کہ رونا
کس لیے ہے خیال کرنیکی بات ہے کہ سبکی مثال مسافرون کی ہے جو تھوڑی دیر

سایہ مین ٹھہر کر پھر چل کھڑے ہوتے ہین ع

اگر بدانستی کہ ظل کیستی	فارغی گر مردۂ دگر زیستی

پھر حضرت فخر الکاملین کیطرف متوجہ ہوے اور اپنے بازو کے تعویذ خاندانی حسب معمول اپنے بزرگون کے کھولکر عنایت فرماے اور فرمایا کہ لو اب انھین تم باندھو تھوڑی رات باقی تھی کہ دوبارہ فالج گرا جس سے صاف بات زبان سے نکلنا مشکل ہو گئی اور روز بروز مزاج متغیر ہوتا گیا۔ اونیس شوال روز پنجشنبہ آخر شب مین آپنے دفعتًا بلا اعانت اوٹھ کر صاف الفاظ مین فرمایا کہ ہمکو لیچلو لوگون نے پوچھا کہان آپنے حضرت عارف باللہ کی درگاہ کی طرف اشارہ کیا سب نے عرض کیا کہ اسوقت رات ہے کل لیچلین گے آپنے فرمایا کہ کل ہم خود جائینگے یہ فرماکر لیٹ گئے صبح ہوتے ہی بیخودی طاری اور پاس انفاس بالجہر جاری ہو گیا شب بستم روز جمعہ ڈیڑھ گھنٹہ رات باقی تھی کہ آپنے شاہد حقیقی کے آغوش مین آرام کیا اور شنبہ کے روز بعد نماز ظہر حریم حرم تعظیم روضہ حضرت غوث ملت مین جانب مغرب دفن ہوے۔ عمر شریف آپ کی اوناسی سال کی ہوئی آپکی وفات سے ایک روز قبل مقصود علیشاہ صاحب شاہجہانپوری نے خواب مین دیکھا کہ دو کلام اللہ ایک شنجرفی حروف اور دوسرا سیاہ حروف کے رکھے ہین اور شنجرفی کلام اللہ کے حروف خود بخود آسمان کیطرف اوڑے جاتے ہین وہ اس خواب کی ہیبت سے جاگ پڑے اور تعبیر مین متحیر تھے کہ اوسی روز انکو آپکے وصال کی خبر پہونچی۔ حافظ عنایت اللہ ساکن کھیری کہ صالح و باخدا شخص تھے بیان کرتے تھے کہ آپکے وصال کے روز مینے یہ خواب دیکھا کہ حضرت مخدوم شاہ مینا قدس سرہ کے متصل مزار

مسجد مین بہت مجمع ہے اور سب نماز کے لیے تیار ہین اتنے مین آپنے تشریف لاکر وضو کیا اور نماز پڑھائی مینے بعد نماز پوچھا کہ حضور یہان کب تشریف لائے فرمایا کہ اب مین یہین آگیا ہون جب مین جاگا تو آپکی خبر وصال سنی اور ایسا ہی کچھ مولوی حکیم لطف اللہ لکھنوی نے بھی دیکھا۔

حضرت قطب الاقطاب اعظم اللہ ذکرہ فرماتے تھے کہ مینے بھی شب وصال آنحضرت یہ خواب دیکھا کہ ایک بہت بڑا لق و دق میدان ہے اوسمین مین پھرتا ہون اور سوچتا ہون کہ کدھر جاؤن اتنے مین بہت سے سبز پوش حضرات جنمین آپ بھی تھے نظر آئے مینے قدمبوسی کی اور پوچھا کہ آپ یہان کہان فرمایا کہ بہت دیر ہوئی مینے آبادی چھوڑ دی ویرانہ مین جاتا ہون تم میرے ساتھ مت آؤ اور ایک سمت اشارہ فرمایا کہ وہ شاہراہ ہے چلے جاؤ مین خواب سے جو بیدار ہوا تو دیکھا کہ آثار وصال آپکے چہرۂ مبارک سے نمایان ہین اور تمام حاضرین پریشان ہین مولوی رشید الدین خان صاحب بیان کرتے تھے کہ آپکی خبر وصال سنکر دفن کے وقت جب مین حاضر ہوا تو دفن مین کچھ دیر تھی مین حضرت پیرومرشد غوث ملت کے روضہ مین پائین مزار جاکر بیٹھ رہا جب آپ دفن ہو گئے تو لوگون نے مجھے اطلاع دی مین متعجبانہ روضہ شریفہ سے نکلا تو دیکھا کہ ایک نور آپکے مزار سے نکلکر آسمان کو چلا گیا۔

قطعات تاریخ وفات آنحضرت۔ قطعہ تاریخ از منشی ناظم حسین متخلص کاکوروی ؏

رفت در جنت ز دنیائے دنی	مرشد من کانتخاب ہند بود
نام پاکش بود حیدر یا علی	ذات اقدس بوتراب ہند بود

چون نگریم منتظم در تماشش	گر زوجودش آب و تاب هند بود
جان نثر شد اف بگو سال وصال	فی الحقیقت آفتاب هند بود ۱۲۸۴ھ

دیگر مشتمل بر تاریخ وفات و تعمیر روضۂ آنحضرت از مولوی حافظ وجیہ الدین کاکوروی خلیفہ حضرت غوث ملت ؎

سمی بو تراب ابن تراب آن نور وجدانی	کہ بد حیدر علی شہ نام و شیخ اکبرش خوانی
بدریای محیط شغل کلی داشت غواصی	بدان تربت کہ نتوان رفت آنجا جز بعرفانی
بہ تفرید و تجرد با علایق ہای بی پایان	چنین بود ست فرد عہد و یکتا مرد میدانی
کہ در یکدم بیامیزد دو عالم در تنغصہا	چو پیش آید بناگہ در امور دین و ایمانی
بسکر بادۂ وحدت ز خود گم گشت در ظاہر	نداند تا کہ حال او کسے از جہل و نادانی
مسخر بود عالم با ہمہ عزلت گزینی ہا	توان گفتن کہ فقرش بہ ز دارای و خاقانی
بجسن خلق رنگین داشت تا دہ سال سجادہ	خلافت را مزین گرد از علم و ہمہ دانی
نہ و ہفتاد از عمر عزیزش چون گذشت آخر	گزید از جوش دل راہ بقا زین عالم فانی
رسیدہ نیم شب بستم ز ماہ عید و جمعہ در	ہزار و دو صد و ہشتاد و چار این آفت جانی
بپای مرقد پیر و پدر ہم ام و عم جدہ	معین گشت جایش پر ز نور حور و غلمانی
چو تابع بود در عرفان اسلاف گرامی را	بشد مصداق الحقنا بہم از نص قرانی
خدایا ضعف اعمالش کن و امداد موعودے	ز ہم وفا کہ مرغوب طیرانی و بستانی
بیاد لطف و تمکین و وقارش رفت از دلہا	قرار و صبر و ہوش و فرح و راحت از پریشانی
چہ گویم حال زار آن جناب حضرت اصغر ؏	ہمہ حیرت شد او از رنج تنہائی و پنہانی

؎ مراد از حضرت مقتدائے جہان قدس سرہ ۱۲

بتعمیل وصیت او ز سیوم حسب معمولات — مزین سلخت مسند را شه اکبر علی دانی
که پور باکمالات است مرد الاجابتش را — جلدی بارک الله خاست از هر سو فراوانی
خدایا تقاضای طور آباد و رزشش بادا — بدامان کمالاتش بریزد علم حقانی
چو از ماتم سکون شد وفق تسلیم و رضا ما را — بهم کردیم در تجویز تعمیرے سخن رانی
بنا گر این بنای غیب شد منظور در دلها — بزیر گنبد شاه تراب این گنبد ثانی
که تا احمد علیخان قلندر روش سخاجو شد — بطور روضهٔ پیر خودش این روضه ابانی
بصرف چارصد هفده زر از روی تحقیقی — بنا گردید این بنیان سنگین و سلیمانی
سهیلش خیمه و در جنب زهره یا که شعرائین — غلط کردم مگر ماه است تحت شمس فوقانی
بجستم سال تاریخش ز هاتف غیب دان برخواند — بلطف تعمیه این قطعه از الهام ربانی
چو نسبت بوترابی داشت این فرزند دل پیوند — ظهورش شد بطور چند اتقدیر ربانی
بپای تربت شاه تراب آمد ترابش هم — بزیر قبهٔ پر نور و نور افشان و نورانی
شو او وصل در پای تراب این طرفه تاریخش — مطهر قبهٔ پاک علی و حیدر ثانی
چو در بیت نهم کان میکند اشعار تاریخی — بادل قدر دل قدر حروف بلے در ثانی
بر اسم تعمیه افزون کنی در هر دو مصرع عش — شین هندی از اول شمو ز دم نصرانی
چنین تاریخ گفتن از تو آید ای محی الدین — بارشاد تراب مرشد برحق باآسانی

نظم دیگر در تاریخ وفات آنحضرت از مولوی محی الدین خان ذوق کاکوروی باردو

کہو اے ساکنان عرش یہ پیغام رضوان کو — کہ جھاڑیں دامن رحمت سے جنت کے ہر ایوان کو
لگائے پردۂ در دیدۂ حوران جنت سے — بچھائیں چاندنی کی جا بیاض چشم غلمان کو
کہے کوثر نشینوں کو کہ ہوں مصروف سقائی — کریں صرف صفائے رہگذر جاروب مژگان کو

طناب گیسوی حوران بنا کر باغ جنت مین — کرین پیش ہر اوان سائبان رحمت کے دامان کو
دو رویہ روشنی کی ٹٹیان گاڑین ثوابت سے — رکھین آمادہ مشعل نیر روز ہی ماہ تابان کو
لگا کر باگڈور ین نور کی درہاے جنت پہ — رکھے تیار ہر ساعت براق برق جولان کو
سواری کو رکھین تیار فیل ابر گردون پہ — کرین وہ صرف جُل زرین شعاع مہر تابان کو
فلک کی کس عماری کہکشان سے زردبالائین — گجک لین ماہ نوسی فیلبانی دیوین کیوان کو
بہ عرصۂ عالم ملائک فوج فوج آئین — فلک ہر دے صف آرائی کا حکم ارواح پاکان کو
نقیبانہ جسارت دم بصدا ہو دور باشی کی — سواری کی جلو مین قمریان باغ رضوان کو
کرے انہار جنت کو مقرر آبداری مین — رکھے تیار دیکر مروحہ باد بہاران کو
چنور بردار سنبل کو کرے گلزار جنت مین — عصا برداری پر قائم کرے سرو چراغان کو
صلاے عام دے قدوسیان عرش کو یعنی — کہ راہ پیشوائی مین بچھائین اپنے دامان کو
لب فرش زمین تک آئین استقبال کو اُسکے — برائے نذر دے نقد خلوص اور گوہر جان کو
بعزم خلد آمد آج ہے اوس شاہ کی جسنے — کیا بازوے ہمت سے مسخر ملک عرفان کو
ہوا حاصل عدم کو افتخار آج اُسکے مقدم سے — رہا ہستی پہ جسکی ایک مدت ناز دوران کو
جناب شاہ حیدر قدوۂ اولاد آدم نے — کیا ملک قدم آباد ویران شہر امکان کو
بھرا از بس شراب عدۂ ساقی سے جام اُسکا — پیا پیمانہ وصل اور بنا ہا اپنے پیمان کو
دریغا کچھ پتہ ملتا نہین اوس شمع عرفان کا — بہت ڈھونڈھا بنا کر مشعلہ داغ حرمان کو
نظر آتی ہے بے نور آج بزم دہر آنکھون مین — مگر روشنگر جنت کیا اوس شمع یزدان کو
پڑھون وہ مطلع و شعار چند اب سال رحلت مین — کہ ہر مصرع پہ جسکے وجد ہو سنکر سخندان کو
سنین مختلف ہے دون ہر اک مصرع کو زیبائی — ہنر تاریخ گوئی کا دکھاؤن نکتہ سنجان کو

چو پایا وقت طوفان خیزی اس سیلاب امکان کو (مطلع)	ملا یہ قطرہ مہجور جاکر بحر عمان کو
عجب کیا بات ہاتھ آیا ہی مصرعہ سال عیسوی مین	ہم آغوش قدم الحق کیا ہی موج امکان کو (۱۸۶۶ع)
ہی یون روشنگر بزم معانی سال بنگلہ کا	کیا ہی شمع افروز جنان اس نور یزدان کو (۱۲۷۳ بنگلہ)
ندای غیب آئی از روی الہام آئی سمت مین	لباس نور رحمت ہان ملا اس شاہ عرفان کو (۱۹۲۴ سمبت)
بسال فارسی نکلا زبانون سے دم رحلت	روانی ہی مگر یان قطرہ دریای امکان کو (۱۲۷۵ فصلی)
لحد افروزی حضرت مین پڑھ کر مطلع روشن	ہنر فہمون پہ پھر ظاہر کردن صنع نمایان کو
کہون کیون چاہ مین اخوان نے دی جا ماہ کنعان کو (مطلع ثانی)	کیا مقدم نے ہان یوسف کی زینت گنج زندان کو
لحد مین دیکھ اوسکو از سر افسوس ہاتف نے	کہا زیر زمین گردون نے سونپا گنج عرفان کو (عیسوی)
دہان گور سے آئی ندا سال مسیحی مین	کیا آرای ودیعت جسم خاکی مین ہی ہر جان کو (۱۸۶۶ع)
سن فصلی بیان وقتی ہے ایسے حرمان کا	کہ ڈہانکا گرد ناکامی نے ایسے مہر تابان کو (۱۲۷۵ فصلی)
خبر سمبت سے دیتا ہی مگر یہ مصرع روشن	کیا ہی زینت بزم عدم شمع شبستان کو (۱۹۲۴ سمبت)
خمش ای ذوق غمگین شغل کبتک آہ و زاری کا	تنور چشم کو کر بند روک اس جوش طوفان کو
نہو مایوس اوسکے زور بازوی دعا سے تو	کہ دی زیر زمین طاقت خلانی روح پاکان کو
تہو موقوف زیر خاک فیض ارباب باطن کا	کہونے باطل نہ گرد خستہ نور مہر تابان کو
فروغ کاملان زیر زمین زائل نہین ہوتا	کب اندیشہ فنا کا ہی چراغ زیر دامان کو
عجب کیا گر لحد دیوانی ارباب تصرف ہو	دو بالا تن مین ہو قوت تصرف کی اگر جان کو

ایضاً منہ تاریخ تعمیر روضہ شریفہ آنحضرت

خواستم از سن طرحی کہ زد احمد علی	خان ذیشان کہ نثار شہ حیدر علی است
گفت ہاتف مدد از روی دعا جوی وبگو	گنبد کعبہ حاجات ومقام ولی است (۱۲۸۴ھ)

دیگر در اُردو ایضاً منہ ؎

بنائے روضۂ حیدر علی شہ کے تصدق سے	بگر احمد علیخان مورد لطف الٰہی ہے
سن تعمیر میں اُسکے کہلائے ذوق ہاتف نے	نہ کہیے گنبد عالی بنا یہ چتر شاہی ہے

آپ نے بسبب عدم شہرت پسندی و اخفاء و کتمان کے لوگون کو بہت کم مرید فرمایا جو شخص مرید ہونے کے لیے حاضر ہوتا تھا تو آپ اُس سے حضرت مقتدائے جہان مولانا شاہ تقی علی قلندر قدس سرہ الاطہر کی نسبت فرما دیتے تھے کہ اُنکے پاس جاؤ اگر وہ بہت زائد اصرار کرتا تھا تو مجبوراً مرید فرما لیتے تھے اسی طرح اجازت وخلافت سلاسل ثمانیہ خاندانی بھی بجز اپنے صاحبزادہ حضرت مولانا شاہ علی اکبر قلندر و نبیرۂ عالیقدر حضرت قطب الاقطاب مولانا حافظ شاہ محمد علی انور قلندر کے کسیکو عطا نہین فرمائی حضرت غوث ملت کی فاتحہ شریفہ چہلم کے روز البتہ یہ ہوا کہ حضرت مقتدائے جہان نے حضرت غوث ملت کے چند ملبوسہ ٹوپیان آپکے سامنے لاکر رکھدین اور عرض کیا کہ آپ مجکو و نیز خلفائے موجودین حضرت غوث ملت کو اپنے دست مبارک سے یہ ٹوپیان پہنا دیجیے نیز خود بھی اجازت وخلافت سلاسل ثمانیہ خاندانی سے سرفراز فرمائیے اُسوقت آپ نے اُنکے اصرار سے خلفائے موجودین حضرت غوث ملت کے بمصداق الوضوء علی الوضوء نور علی نور تجدید خرقہ واجازت وخلافت کر دی۔ اُن حضرات کے اسمائے گرامی یہ ہین

حضرت مقتدائے جہان مولانا شاہ تقی علی قلندر قدس سرہ۔

مولوی شاہ علی نقی یاور خان کاکوروی۔

مولوی حافظ شاہ وجیہ الدین کاکوروی۔

سید شاہ غلام مرتضے قلندر ساکن جھنیرہ ضلع باندہ۔
شاہ امداد قلندر۔ انحضرات کے علاوہ آپنے حاجی حسن علی شاہ و مرزا کمال الدین بیگ لکھنوی کو بھی خرقۂ فقر عطا فرمایا تھا۔
آپکے بعد حضرت فخر الکاملین جدنا و مولانا شاہ علی اکبر قلندر سجادہ نشین تکیۂ شریفہ کاظمیہ باسطیہ قلندریہ ہوئے۔

ذکر کرامات حضرت قطب الافراد قدس سرہ

عم مکرم جناب مولوی محمد حبیب علی کاکوروی مرید آنحضرت بیان کرتے تھے کہ مین بلین پوری سے بہل پر سوار اٹاوہ جارہا تھا راستہ مین قصبۂ کربل ضلع مین پوری کے قریب جب خواب سے بیدار ہوا اور اسباب دیکھا تو حمائل کلام مجید جسکے جزوہ دان مین بعض تبرکات حضرت پیر و مرشد قطب الافراد مولانا شاہ حیدر علی قلندر قدس سرہ رکھے ہوے تھے نپائے سخت پریشان و غمگین ہوا اور یہ سمجھکر کہ راستہ مین کہین گر گئے بکمال حسرت و رنج واپس ہوکر اوسے ڈھونڈھنے چلا اور بہت دور تک تلاش کرتا چلا گیا جب نہ ملے تو تھک کر ایک جگہ پر ٹھہر گیا اور افسوس کرنے لگا اتنے مین دیکھتا کیا ہون کہ آپ (یعنے حضرت قطب الافراد) گھوڑے پر سوار تشریف لاے اور مجھ سے فرمایا کہ ایک بہشتی یعنے سقہ کے پاس تمھاری حمائل کلام مجید ہے اور اوسمین اور سب چیزین بھی ہین اور وہ تمھارے بہل کے قریب ہے مین یہ سنتے ہی فوراً روانہ ہوا اور بہل کے قریب پہونچکر اوس سقہ کو پایا مین نے اوس سے دریافت کیا اوسنے حمائل مجکو دیکر کہا کہ مین نے اسے سر راہ پڑا

پایا تھا مینے جزو دان کھولکر دیکھا تو حمائل معہ تبرکات بجنسہ پائے۔
کرامت نیز وہ بیان کرتے تھے کہ ایک مرتبہ مین بچپن مین وطن مین سخت بخار مین مبتلا ہوا اور بہت دنون مبتلا رہا کئی مسہل ہوے لیکن بخار کسی طرح نہ گیا علاوہ مسہل اور جسقدر تدبیرین اُسکے دفعیہ کی کیجاتی تھین اوتنا ہی وہ اور بڑھتا جاتا تھا ایکروز حضرت قطب الافراد شیخ امید علیصاحب مرحوم کے مکانمین تشریف لیگئے اور چاء نوش فرمائی مین بھی موجود تھا آپنے اوسمین سے تھوڑی مجکو دی اور فرمایا کہ پی لو مینے پی لی اُسیوقت سے مجکو صحت ہونے لگی اور ہفتہ بھر مین بالکل اچھا ہوگیا
کرامت۔ نیز وہ بیان کرتے تھے کہ زمانہ شباب مین مین پوری مین مبتلاے تپ ولرزہ ہوا اور عجب حال لرزہ کے وقت ہوجاتا تھا کہ ایک ایسا درد اٹھتا تھا جو بیتاب کر دیتا تھا پھر لرزہ آتا تھا اس مرتبہ بھی بہت علاج کیا لیکن کچھ بھی فائدہ نہوا آخر ایک شب خواب مین حضرت قطب الافراد کی زیارت سے مشرف ہوا دیکھا کہ آپ پلنگ پر تشریف فرما ہین اور یہ درود شریف مجکو تعلیم فرما رہے ہین کہ اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد بارک وسلم بعدد کل داء ودواء وبعدد کل مرض وشفاء جب صبحکو بیدار ہوا تو یہی درود شریف زبان پر تھا جسکو مینے اپنے وظیفہ مین داخل کیا اوسی روز سے مجکو صحت ہونے لگی رفتہ رفتہ مین بالکل اچھا ہوگیا۔
کرامت حکیم اطہر حسین صاحب مرحوم بیان کرتے تھے کہ زمانہ طالبعلی مین مین لکھنو مین شیخ خورشید علی مختار عام راجہ جہانگیر آباد کے یہان رہتا تھا اور میرا معمول تھا کہ ہر روز صبحکو بعد نماز کے کلام مجید اور ایک منزل دلائل الخیرات

کی اور دیگر وظائف پڑھکر شجرہ عطیہ حضرت پیر و مرشد پڑھتا تھا اور پڑھکر جزدان
مین مین رکھدیتا تھا ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ جب صبحکو نماز کے واسطے اوٹھا تو
خود بخود منقبض و پریشان تھا لوگون نے وجہ دریافت کی مینے کہا کہ بظاہر تو اچھا ہون
لیکن قلب خود بخود پریشان ہے آخر بعد نماز و وظائف جب شجرہ پڑھنا چاہا تو وہ
جزدان مین نہ ملا اور کتابون مین جو گرد و پیش رکھی تھین تلاش کیا اسمین بھی نملا
سخت پریشان ہوکر ہر جگہہ ڈھونڈھنے لگا جب کہین پتہ نہ چلا تو انتہائی پریشانی
سے رونے لگا مختار صاحب بھی بمقتضائے عنایت شریک تلاش و جستجو ہو گئے انھون
نے بھی تمام کاغذات اولٹے لیکن اُسکا پتہ نہ چلا دوسرے طرہ یہ ہوا کہ اس دو تین روز
کی جستجو مین وظیفہ کے وقت خیال کیا کہ لاؤ جسقدر اسمائے پیران سلسلہ مجکو یاد ہین
اونھین کے نام لون وہ بھی یاد نہ آئے اس سے اور زائد پریشان ہوا تیسرے روز
بعد نماز عشا دعا کے وقت رونے لگا اور بیساختہ یہ کہنے لگا کہ یا حضرت پیر و مرشد
میرا شجرہ گم ہو گیا ہے پریشان ہون اگر مجھ سے کوئی خطا ہوئی ہو تو معاف فرماکر
آیندہ کے لیے ہدایت فرمائیے یہ کہکر مین سو رہا خواب مین دیکھا کہ حضرت پیر و مرشد
آگے آگے اور بہت سے بزرگان دین داہنے بائین سبکی داڑھیان سفید و لباس سبز
اور سب کے ساتھ روشنی اس شان سے تشریف لائے مینے قدمبوسی کی اور حسب اشارہ
آنحضرت اُن سبکی بھی قدمبوسی کی آپنے فرمایا کہ تمھارا شجرہ یہ حضرات لے گئے ہین
محض اسوجہ سے کہ تم بعد شجرہ انکا فاتحہ نہین پڑھتے تھے مین شرمندہ ہوا اسیوقت
توبہ کی تب آپنے اُن حضرات سے شجرہ لیکر مجکو دیا جب آنکھ کھلی تو دیکھا کہ شجرہ میری
مٹھی مین ہے جسقدر مسرت ہوئی وہ کیا بیان کیجائے۔

کرامت - نیز وہ بیان کرتے تھے کہ بعد ختم کتب درسیہ طبیہ مین صاحبزادہ نواب ابوالحسن خان مرحوم رئیس لکھنو کے ساتھ بانس بریلی گیا وہان چند دنون مین میرا مطب جاری ہوگیا ایک روز عبدالعزیز خان رسالدار اپنے داماد کے ساتھ آے اور اپنے بیٹی کی حالت و اطباے شہر کے علاج کا حال بیان کیا مینے مریضہ کو طلب کیا جسکو وہ چارپائی پر ڈالکر لاے مینے نبض جو دیکھی تو ساقط اور بلمس سرد پایا خاموش ہوگیا وہ میرے سکوت پر آبدیدہ ہوکر حال پوچھنے لگے مینے تسکین دیکر کہا کہ کل نسخہ لکھونگا وہ چلے گئے اور دوسرے روز نسخہ لینے آے چونکہ حالت مریضہ بالکل ردی تھی مین متحیر تھا کہ ایسی حالت مین کیا علاج کرون لیکن میرے احباب شیخ امین الدین احمد و عزیز الدین احمد ہمشیر زادگان منشی وجیہ الدین رئیس فرخ آباد نے نہایت اصرار کیا مجبوراً اوس روز بھی دوسرے روز کا وعدہ کیا اور اونسے کہا کہ کیفیت ردیہ مریضہ سب پر ظاہر ہے میری سمجھ مین نہین آتا کہ ایسے وقت مین کون نسخہ لکھون لیکن اونھون نے نمانا اور باصرار مریضہ کی پھر نبض دکھائی وہی کیفیت تھی سخت پریشان ہوا اور باوجود فکر کے کچھ سمجھ مین نہ آیا تب مینے اپنے اُستاد حکیم نبا صاحب کی بیاض دیکھی اوسمین بھی کوئی نسخہ نہ نکلا حیران ہوا کہ کیا کرون اور اب کل کیا عذر کرونگا اوسی خیال مین شبکو سورہا خواب مین حضرت پیر و مرشد کی زیارت ہوئی آپنے فرمایا کہ متردد کیون ہو جیسا تمھارے اُستاد نے کیا ویسے تم بھی نسخہ لکھدو مینے عرض کیا کہ حضور مجھے یاد نہین آتا فرمایا کہ خیر قلم دوات لاؤ مین لکھدون مینے پیش کیا آپنے نسخہ لکھکر میرے سامنے ڈالدیا اور فرمایا کہ علاج کرو انشاء اللہ صحت ہوجائیگی یہ فرماکر میری نظر سے غائب ہوگئے مین فرط مسرت سے جاگ پڑا تو

صبح کی نماز کا وقت تھا اوٹھکر تکیہ کے نیچے ٹوپی تلاش کرنے لگا دیکھا کہ ٹوپی کے نیچے نسخہ آپکا لکھا ہوا رکھا ہی اور زائد مسرت ہوئی خوشی خوشی مطب مین آکر بیٹھا اور مریضہ کو بلاکر پھر معائنہ کیا اوس روز بھی پہلے روز کی طرح حالت تھی مگر بتائید مرشدی مینے وہی نسخہ دو تین روز پلوایا چوتھے روز شام کو خود بخود دھکوڑ لیسے اجابت ایسی سخت متعفن ہوئی کہ تیماردار نہ بیٹھ سکے مجکو اطلاع ہوئی مینے نسخہ مین خفیف تغیر کرکے پھر پلوایا اُس سے کئی بڑے بڑے دست اور آئے اور روز بروز طبیعت سنبھلنے لگی یہانتک کہ مریضہ کو ایک ماہ مین بالکل صحت ہو گئی۔

کرامت۔ مولوی فریدالدین خانصاحب محدث کاکوروی بیان کرتے تھے کہ جس زمانہ مین مین اپنے چچا مفتی ریاض الدین صاحب مغفور کے ساتھ رامپور مین تھا تو میرے ایک دوست پٹھان کی لڑکی پر وہان جن آتا تھا اور سخت پریشان کرتا تھا اونھون نے اوسکے دفعیہ کی تدبیرین کین مگر کچھ فائدہ نہ ہوا ایک روز مجھ سے کہا کہ اگر آپ چلکر اُسکو دیکھ لین تو بہت اچھا ہو کیا عجب جو خدا اُسکو نجات دیدے مینے کہا کہ مجکو عملیات مین مطلق دخل نہین میرے لیجانے سے کیا فائدہ ہوگا۔ مگر اُنھون نے نہ مانا اور مجکو لے گئے مینے جو مریضہ کی حالت دیکھی تو فی الواقع وہ سخت اذیت مین مبتلا تھی مینے اوس جن سے کہا کہ تمکو اسکے ستانے سے کیا فائدہ چھوڑ دو اور چلے جاؤ اوسنے کہا کہ اسنے میری نشستگاہ خراب کی وہان نجس پانی ڈالدیا اسلیے مینے اسکو ستایا مینے کہا کہ بوجہ لاعلمی اسکو معاف کرو اب مین وہ جگہ صاف کرائے دیتا ہون آیندہ تمکو تکلیف نہو گی اُسنے کہا کہ فی الحال کوئی ضرورت نہین ہین مسجد مین ٹھہر جاؤنگا اور خیر مین آپکی خاطر سے جاتا ہون مینے آپکو اپنے پیر و مرشد تیجدین قسمین

دیکھا ہے مینے کہا کہ تمھارے پیر و مرشد کون ہین کہا کہ حضرت شاہ حیدر علی قلندر
کاکوروی مینے کہا کہ وہ میرے مرشد زادہ ہین قصہ مختصر وہ چلا گیا اور پھر اُسکو نہین ستایا۔

کرامت۔ خان بہادر منشی تاج الدین صاحب بیان کرتے تھے کہ لڑکپن مین ہم
تینون بھائیون کا معمول تھا کہ ساتوین آٹھوین روز حضرت قطب الافراد کی خدمت مین
حاضر ہوا کرتے تھے ایکبار عجب اتفاق پیش آیا کہ ہم لوگ اپنے پھوپھا مولوی ممتاز الدین
صاحب مرحوم سے ملنے مولوی محلہ گئے تھے اُنکے مکان سے ماموں صاحب منشی
عبدالحی عرشی کا مکان ملحق ہے باغیچہ مین نارنگیان نہایت عمدہ لگی ہوئی
تھین ہم لوگون نے بلا اجازت ماموں صاحب کے چار نارنگیان توڑ لین جب
حضرت قطب الافراد کی خدمت مین حاضر ہوے تو آپنے دوسرون سے مخاطب
ہو کر فرمایا کہ چوری کبھی نہ کرنا چاہیے خواہ اپنے ماموں کے باغ سے چار نارنگیان ہی
توڑنا کیون نہو پھر بھائی مرحوم سے فرمایا کہ کیون سراج الدین اور ہم دونون کیطرف
بھی دیکھا ہم سب سمجھ گئے اور ماموں صاحب سے اجازت نہ لینے پر اپنے دلمین
سخت نادم ہوے آخر ماموں صاحب سے سب واقعہ بیان کر کے معافی مانگی۔

کرامت۔ شیخ سعید الدین صاحب بیان کرتے تھے کہ ایکبار مین شاہ آباد ضلع
ہردوئی سے ریل پر کاکوری آرہا تھا راستہ مین کسی اسٹیشن پر عصر کا وقت آگیا
مینے مصلے بچھا کر نماز پڑھی پھر ریل پر سوار ہو کر چلا دفعتہً خفیف غنودگی آئی اور
حضرت قطب الافراد کی زیارت ہوئی آپنے فرمایا کہ نماز جس جگہ پڑھی اُس زمین کا پاک
ہونا شرط ہی صرف کپڑے کی پاکی کافی نہین مینے خیال کیا تو واقعی وہ جگہ پاک
نہین تھی مگر عجلت مین مینے لحاظ نہین کیا تھا۔ یہ ہین آپ کی چند کرامات باقی کتاب

حوض الکوثر تکملہ روض الازہر مین دیکھنا چاہیے۔

ذکر حضرت مقتدائے جہان قدس سرہٗ

خلف اصغر و خلیفہ حضرت غوث ملت۔ آپ کی ولادت باسعادت سترہ ماہ رجب المرجب سنہ بارہ سو تیرہ ہجری مین ہوئی۔ کتب درسیہ ابتدائی آپ نے حضرت باقی باللہ مولانا شاہ حمایت علی قلندر سے و مختصرات عربیہ وغیرہ حضرت قطب الافراد مولانا شاہ حیدر علی قلندر سے پڑھین اور متوسطات سے اخیر تک حضرت اوستاد الوقت مولانا محمد مستعان کاکوروی تلمیذ رشید حضرت ملا محمد اعلم سندیلی سے پڑھین اور اونھین سے دلائل الخیرات کی بھی اجازت لی اور کتاب صدرا شرح ہدایۃ الحکمۃ ملا محمد عظیم اصفہانی سے کہ جو اوس زمانہ مین اس قصبہ مین شیخ محمد حیات صاحب کے مکان پر ایک عرصہ تک مقیم رہے تھے پڑھا اور اجازت کتب صحاح ستہ و حزب البحر و دلائل الخیرات وغیرہ مولانا حاجی معین الدین محدث خلف مولانا حمید الدین کاکوروی سے حاصل کی حاجی صاحب نے مدینہ طیبہ مین حضرت شیخ ابو الحسن سندی مدنی سے اجازت حاصل کی تھی اور اونھون نے شیخ محمد حیات سندی مدنی سے اور اونکو معنعن مولفین رحمہم اللہ سے سند تھی حاجی صاحب نے جو آپکو اجازت مختصر رسالہ اسناد مولفہ حضرت شیخ ابو الحسن مدنی پر تحریر فرمائی وہ یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وبعد[ا] حمد الله علی جزیل نوالہ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وصحبہ وآلہ فیقول الفقیر حاجی امین الدین عفا اللہ عنہ ان الفاضل الذکی الفطن المولوی محمد تقی علی ابن شاہ تراب علی ابن شاہ محمد کاظم المرحوم لما طلب منی الاجازۃ المعتادۃ فاجزتہ ان یروی عنی جمیع ما اشتمل علیہ فہرستی والمرجو منہ ان لا ینسانی من صالح دعائہ نفع اللہ بہ المسلمین آمین وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین حررہ الفقیر حاجی محمد امین الدین عفا عنہ فی شہر المحرم سنۃ اثنتین واربعین ومائتین بعد الالف من الہجرۃ النبویہ

پھر کثرتِ مطالعہ ونیز درس تدریس سے بہت شہرت حاصل کی اکثر آپکے معاصرین علما مثل مولانا رکن الدین ابو البرکات مولوی تراب علی لکھنوی ومفتی عنایت احمد ساکن دیوہ نزیل کاکوری وغیرہ جو آپکے خاص احباب تھے کہا کرتے تھے کہ مولانا تقی علی علم وعمل مین حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے کسی طرح کم نہین ہین اگر یہ بھی کسی مشہور مقام پر ہوتے تو اُنسے زائد مشہور ہو جاتے اور مفتی عنایت احمد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ مینے علم وفضل مین ابتک کسیکو مولانا تقی علی کا ہم پلہ نہین پایا اگر سفر حج سے واپس آیا تو انھین سے بیعت کرونگا مگر افسوس کہ انکی نوبت نہین آئی سمندر مین اُنکا جہاز غرق ہو گیا۔

مولوی تراب علی لکھنوی اکثر کہتے تھے کہ ہند سے عرب تک مینے سفر کیا مگر ان دونون بھائیون یعنی حضرت قطب الافراد وحضرت مقتدائے جہان کی نظیر نپائی اکثر جگہ

[ا] اور بعد حمد الٰہی کے جسکی بے انتہا نعمتین ہیں اور صلوٰۃ وسلام کے اُسکے رسول محمد صلعم اور اُنکے اصحاب وآل پر فقیر حاجی امین الدین عفا عنہ کہتا ہے کہ مجھ سے فاضل ذکی فطین مولوی محمد تقی علی ابن شاہ تراب علی ابن شاہ محمد کاظم مرحوم نے جب اجازت مانگی تو مینے انکو اجازت دی کہ وہ مجھ سے روایت کرین وہ کل احادیث وغیرہ جو میری فہرست مین شامل ہین اور اُن سے مجکو امید یہ ہے کہ وہ مجکو اپنے عمدہ دعاؤن سے نہ بھولینگے اللہ اُنسے مسلمانون کو فائدہ پہونچائے آمین اور سلام مرسلین پر اور حمد پروردگار عالمین کے لیے۔ حررہ فقیر حاجی امین الدین عفا عنہ ماہ محرم سنہ ۱۲۴۲ھ

دو بھائی دیکھے مگر اُنمین باہم ایسا اتفاق و محبت و شرافت حسبی و نسبی و کمالات علمی و عملی نہوئی اور اگر یہ بھی ہوئی تو وجیہہ الصلوت و وسیع السیرت نظر نپڑی اور اگر یہ بھی ہوا تو فقیر نپائے۔

مولوی حکیم لطف اللہ لکھنوی مُصنّف تفسیر مظہر العجائب و قبقاب وغیرہ و مولوی حیدر علی صاحب منتہی الکلام و ازالۃ الغین و مولوی عبد الحکیم فرنگی محلی و ملا معین و ملا جمال الدین فرنگی محلی و مولوی سراج الدین و مولوی سعد الدین لکھنوی و مولانا حسین احمد محدث ملیح آبادی و مولوی عبد الغفار خالصپوری یہ سب آپکے خاص احباب سے تھے صاحب تفسیر مظہر العجائب تو آپکو خطوط مین بلفظ استادی یا استادنا مخاطب کرتے تھے اور ویسی ہی تعظیم بھی کرتے اکثر یہ لوگ آپکی خدمتمین حاضر ہوا کرتے اور کبھی کبھی آپ بھی ان لوگون کے یہان تشریف لیجاتے تھے مولانا حسین احمد محدث ملیح آبادی شاگرد رشید حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے عوارف المعارف حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کی اجازت روایت بھی آپسے حاصل کی تھی اس خاندان مین اس کتاب کی سند و اجازت بوسائط قلیلہ ہے اس طرح سے کہ حضرت مقتدائے جہان کو اسکی اجازت بروایت والد ماجد حضرت غوث ملت سے اور اُنکو اپنے والد ماجد حضرت عارف باللہ سے اور اُنکو اپنے پیر و مرشد حضرت کلید عرفان سے اور اُنکو بطور اویسی حضرت مُصنّف کتاب سے ملی۔

آپکی ذات بابرکات ہر علم مین عموماً و علوم صوفیہ صافیہ مین خصوصاً یکتا تھی قوت حافظہ بھی بہت قوی تھی زمانہ غدر مین مولوی حافظ شوکت علیصاحب سندیلی نے اپنا کتبخانہ بغرض تحفظ کاکوری مین رکھا تھا جسمین مختلف علوم کی کئی ہزار کتابین تھین بعد ہنگامہ

غدر جب وہ اپنا کتبخانہ لینے آئے تو تذکرہ آپ سے دریافت کیا کہ آپنے بھی اسمین سے کچھ
کتابین دیکھین آپنے فرمایا کہ بعض کتابون کو تو کئی بار ابتدا سے انتہا تک اور کل کتابونکو
بالاستیعاب ایک ایک مرتبہ دیکھ چکا ہون۔ مولوی فریدالدین خانصاحب محدث
کاکوروی بیان کرتے تھے کہ ایکبار آپنے مجھ سے فرمایا کہ جس زمانہ مین مین مثنوی شریف
حضرت غوث ملت سے پڑھتا تھا تو پچاس شرحین اسکی میرے پیش نظر تھین اُنکو دیکھکر
مین پڑھتا تھا مگر حضرت غوث ملت وہ مطالب بیان فرماتے تھے جو اُن شروح سے
بالکل علیحدہ ہوتی تھی حضرت قطب الاقطاب اعظم اللہ ذکرہ فرماتے تھے کہ آپ تحصیل
علم مین اسقدر محنت و کوشش فرمانیکی وجہ خود مجھ سے یہ فرماتے تھے کہ جب حضرت
مولانا شاہ حمایت علی قلندر کی وفات ہوئی اُسوقت مین تیرہ سال کا تھا اُنکا جنازہ
مبارک املی کے نیچے رکھا تھا مین بھی وہین موجود تھا اتفاقاً حضرت عارف باللہ کے
دو مریدون نے آپس مین اُنکے واقعۂ وفات پر افسوس کرکے کہا کہ افسوس حضرت پیر و مرشد
کے خاندان سے علم گیا کیونکہ حضرت غوث ملت کو رشد و ارشاد کے مشاغل سے اسقدر
فرصت کہان ملیگی جو درس و تدریس کیطرف متوجہ ہونگے مجکو یہ سنکر اسقدر غیرت معلوم
ہوئی کہ مینے دلمین کہا کہ زمین پھٹے اور مین سما جاؤن اور اس واقعہ کے بعد مینے جناب
مولانا محمد مستعان سے پڑھنا شروع کیا اور محنت و جفاکشی سے اسقدر قابلیت حاصل
کی کہ جبتک انھین لوگون سے یہ نہین سن لیا کہ واقعی ہمارا خیال غلط تھا بیشک اب
اُس زمانہ سے زائد تکیہ شریفہ پر علم کا چرچا ہے چین نہین لیا۔ طالبعلمی کے زمانہ مین مدتون
چاندنی مین آپنے مطالعہ کیا اور بعد از فراغت تحصیل علوم ساٹھ برس طلبہ کو درس دیا
اور کمالات باطنی علم کے پردے مین چھپائے رہے خود فرمایا کرتے تھے کہ مینے اس

طریقہ کو اسلیے اختیار کیا ہے کہ لوگ مجکو محض مولوی سمجھکر پریشان نہ کریں۔
باوجود اس علم و فضل کے آپکو تصنیف و تالیف کیطرف زیادہ توجہ نہین ہوئی صرف
ایک کتاب اور ایک رسالہ لکھا کتاب تو روض الازہر فی مآثر القلندر ہے جسکو
حضرت غوث ملت شاہ تراب علی قلندر کا ملفوظ کہنا چاہیے یہ ضخیم کتاب ہے آپنے
اسمین بضمین ملفوظ بہت سے مباحث علمیہ تحریر فرمائے ہین اکثر حاضرین مجلس سے فرمایا
کرتے تھے کہ اس کتاب کے لکھتے وقت میرے قلب پر مضامین کا اسقدر ہجوم ہوتا ہے
کہ اگر لکھ نڈالون تو غالباً قلب شق ہوجائے۔ مگر افسوس کہ آپکو اس کتاب کی تکمیل
کی نوبت نہ آئی مسئلہ سماع تک تحریر فرمایا تھا کہ وصال ہوگیا بعد آپکے وصال کے
اسکی تکمیل حضرت قطب الاقطاب عظم اللہ ذکرہ نے کی۔ دوسرا رسالہ آپکا خصائل عشرہ
فطرۃ کے بیان مین ہے جو تقریباً ڈیڑھ جزو کا ہے اسکو آپنے اپنے شاگرد خاص مولوی
امام الدین کاکوروی کے فرمائش سے جلسۂ واحد مین تحریر فرمایا تھا۔
آپ کے تلامذہ بکثرت ہوے اور اکثر اونمین سے فاضل جید و ذی استعداد و صاحب
تصنیف ہوے سبکے نام تو معلوم نہو سکے مگر جن لوگون نے آپ سے پڑھ کر فراغ
حاصل کیا اونکے نام یہان لکھے جاتے ہین۔
مولانا حسن بخش نبیرہ حضرت شاہ میر محمد قلندر قدس سرہ مصنف کتاب تفریح الاذکیا
فی احوال الانبیا و تذکیر العارفین وغیرہ۔ مولانا منصب علی کاظمی ابن حضرت شاہ نظام
علی صاحب نبیسہ حضرت عارف باللہ۔ مولانا امجد علی علوی کاظمی مصنف وقایع
کابل وغیرہ۔ جناب مولانا عابد علی خلف اکبر آنحضرت۔ حضرت مولانا شاہ واجد علی قلندر

ﻠﮧ ولادت آپکی تخمیناً ۱۲۳۸ھ مین ہوئی کتب درسیہ اپنے والد ماجد سے پڑھین اور جد بزرگوار حضرت غوث ملت کے گیارہ ربیع الآخر روز دوشنبہ ۱۲۵۰ھ کو
مرید ہوے سلسلۂ عالیہ قادریہ مین۔ بعمر چوبیس سال چوتھی ماہ صفر روز یکشنبہ ۱۲۶۲ھ کو آپنے بعارضہ تپ سرسامی انتقال کیا اور باغ مقابر مین متصل درگاہ حضرت غوث ملت دفن ہوئے

خلف اوسط آنحضرت جناب مولانا حامد علی صاحب خلف اصغر آنحضرت حضرت

سلطہ ولادت آپکی تخمیناً سنہ بارہ سو اڑتالیس ہجری مین ہوئی آپ اور حضرت فخر الکاملین رضاعی بھائی بھی تھے اسلیے آپ مین اور ان مین بہت اتحاد تھا اور وہ اور آپ یک ہی روز ایک ساتھ حضرت غوث ملت کے سلسلہ عالیہ قادریہ مین مرید ہوے تھے کتب درسیہ غیرہ آپنے اپنے والد بزرگوار سے پڑھین آپ نہایت ہی ذکی و فہیم و صاحب استعداد و آشنا دانش مند و روش قلندر مشرب بزرگ تھے مدت العمر آپنے بھی درس و تدریس کا مشغلہ رکھا چنانچہ اب بھی کاکوری مین اکثر صاحب آپکے شاگرد موجود ہین بعد درس کے جسقدر وقت آپکو ملتا تھا وہ سب آپ حضرت غوث ملت کی خدمتگذاری مین صرف کرتے تھے بوجہ اسی حسن خدمت کے انکی حضور مین ایسی مقبولیت حاصل کی کہ اکثر تبہ انھون نے حضرت مقتدائے جہان سے فرمایا کہ حامد کی خدمت نے تمہارے سامنے میرا سر جھکا دیا انکو اس قسم کے ارشادات و توجہ و نیز بوجہ ذاتی خوبیون کے آپکو حضرت مقتدائے جہان بھی بہت عزیز رکھتے تھے خلقتاً آپ بہت سخی و فیاض تھے اکثر یہ ہوتا تھا کہ اپنے سرمائی کپڑے محتاج و مساکین کو دیدیتے اور خود شب مین مسجد کی جانمازین اوڑھکر سو رہتے آپ شجاع و دلیر بھی بہت تھے اور جملہ فنون سپہگری مین طاق اور انتظامی معاملات و حساب غیرہ مین بھی بہت واقفکار حضرت غوث ملت کا روضہ شریفہ آپھی کی نگرانی و اہتمام مین تیار ہوا۔ ریاضات و مجاہدات مین بھی اپنے اقران سے فائق تھے اور اکثر اسماء اللہ و سور قرآنیہ کے زکوتین بھی دی تھین آپکا معمول تھا کہ بعد نماز مغرب مسجد کی چھت پر اور اکثر حضرت غوث ملت کے روضہ عالیہ کی پشت پر نماز عشا تک مراقب رہتے تھے حضرت قطب الاقطاب اعظم اللہ ذکرہ فرماتے تھے کہ مین آپکی خدمت مین بہت گستاخ تھا ایکروز بہت پانی برسا بعد نماز مغرب کے آپ حسب معمول مسجد کی چھت پر تشریف لیگئے دیر کے بعد مین بھی گیا پانی اُسوقت برس رہا تھا دیکھا کہ آپ چٹائی کے مصلے پر مراقب بیٹھے تھے اور بارش کا اثر نہ آپکے جسم پر تھا اور نہ مصلے پر اور مصلے کے ہر چہار سمت پانی بہ رہا تھا مگر مصلے اور آپکے جسم پر ایک بوند بھی نہین گرتی تھی مجکو بہت تعجب ہوا مینے حضرت مقتدائے جہان سے بیان کیا انھون نے فرمایا خدا خیر کرے آثار اچھے نظر نہین آتے ورع و تقوی بھی آپ مین ایسا تھا کہ آپنے ایک خاص عزیز کے گھر انکو کلام مجید پڑھانے جاتے تھے مگر کبھی انکی کوئی چیز ہدیتاً بھی نہین لی حتی کہ پان بھی نہین کھایا لباس بہت ہی سادہ و معمولی پہنتے تھے اور فرماتے کہ مجکو شرم معلوم ہوتی ہے کہ عالمانہ یا صوفیانہ لباس پہنون اور اُسکا مصداق نہون بجائے قمیص انگرکھا زائد پہنتے اور فرماتے کہ قمیص پہننے مین بجز اسکے کچھ فائدہ نہین کہ لوگ مقدس بزرگ سمجھین آپکو اپنے والد ماجد کیخدمت مین اپنے اور بھائیون سے زائد مقبولیت حاصل تھی وہ اکثر باتون مین فرماتے تھے کہ جیسی تمہاری رائے ہو ویسا کیا جائے چنانچہ جس زمانہ مین حریم روضہ حضرت غوث ملت تعمیر ہوتا تھا تو ایکروز صبح کو حضرت قطب الافراد کیخدمت مین عرض کیا کہ شب کو مینے حضرت سرور انبیا صلعم کو وہان (جہان اب دروازہ حریم ہے) تشریف فرما دیکھا یہ سنکر حضرت مقتدائے جہان نے حضرت قطب الافراد سے عرض کیا کہ میری رائے بھی یہی ہے کہ دروازہ حریم وہین نصب کیا جائے کیونکہ یہ جوان صالح ہین اور انکا خواب بشارت ہے چنانچہ وہین پر دروازہ قائم کیا گیا۔ چوبیس ماہ ربیع الآخر سے آپ بیمار ہوے اولاً معمولی تپ و لرزہ آیا دو ایک روز کے بعد اسمین شدت ہوئی علاج بھی ہوتا رہا لیکن اُس سے کوئی فائدہ نہوا تپ کے ساتھ غشی ہونا شروع ہوئی یہانتک کہ سرسام ہو گیا اور اوسی مرض مین چودہ جمادی الاول روز پنجشنبہ ۱۲۸۲ھ مین بعمر چونتیس سال آپنے انتقال فرمایا اس واقعہ قیامت خیز سے حضرت مقتدائے جہانکو اسقدر صدمہ ہوا کہ وہ اپنی مسجد تک خود نماز کیلیے نجاسکے کھٹولے پر بیٹھکر گئے بعد نماز ظہر تجہیز و تکفین سے فراغت ہوئی مزار آپکا پیش دروازہ حریم روضہ حضرت غوث ملت حسب تجویز حضرت مقتدائے جہان کیا گیا کہ انھون نے بحالت گریہ حضرت قطب الافراد سے عرض کیا تھا کہ اگر اس مرحوم کی قبر یہان کیجائے تو زیادہ بہتر ہے کہ میرے پیش نظر رہیگی اور مین سمجھونگا کہ مینے جسقدر سرمایہ علم نہایت محنت و مشقت سے اسوقت تک حاصل کیا تھا وہ سب یہان پر دفن کر دیا جب ہی سے انھون نے درس دینے مین بہت کمی کر دی بلکہ بجز حضرت قطب الاقطاب اعظم اللہ ذکرہ کسیکو نہین پڑھایا آپکے بالین مزار حضرت وارث الانبیا مولانا شاہ حبیب حیدر قلندر نے کتبہ لگا دیا ہے جسپر یہ تاریخ طبعزاد مولوی شریف الدین حسین صاحب کاکوروی کندہ ہے

چاردہ ماہ جمادی الاول یوم خمیس ۔ مولوی حامد علی صاحب بخواب رفت ۔ سال تاریخ وفاتش ہاتف ازطرح جدید ۔ یکہزار و دو صد و ہشتاد و دو ہجری گفت

۱۲۸۲ھ

فخر الکاملین مولانا شاہ علی اکبر قلندر مصنف رسالہ اصل الاصول فی بیان السلوک
والوصول و رسالہ ہدیۃ المتکلمین خلف اکبر حضرت قطب الافراد۔ جناب مولانا علی اصغر
خلف اصغر حضرت قطب الافراد۔ مولوی حافظ ذاکر علی علوی کاظمی برادر زادہ عمزاد
و داماد آنحضرت۔ مولوی اکرام اللہ متخلص بافسون علوی کاظمی۔ مولوی فضل علی
علوی نبیرہ عمۂ آنحضرت۔ مولوی شیخ وزیر علی علوی داماد حضرت غوث ملت۔ مولوی
منشی حافظ عبد الصمد شہید متخلص بیوسفی کاکوروی۔ ملا محمد نواب ولایتی مہاجر مدینہ طیبہ
استاد مولوی ارشاد حسین رامپوری۔ مولوی امیر شاہ خان خالصپوری۔ مولوی کریم
بخش مچھلی شہری خلیفہ حضرت غوث ملت۔ مولوی حیدر علی اول۔ مولوی حیدر علی ثانی
مولوی محمد علی اعظمگڈھی۔ مولوی قاضی حلیم الدین خان ابن قاضی وحید الدین خان
کاکوروی قاضی عظیم آباد پٹنہ۔ مولوی حافظ محمد حسین ساکن بڑا گانون نزیل کاکوروی
مولوی امام الدین علوی کاکوروی۔ مولوی امیر الدین خان ابن مفتی خلیل الدین خان
بہادر سفیر شاہ اودھ۔ مولوی نعیم الدین خان ابن مفتی حکیم الدین خان کاکوروی مولوی
بشیر الدین نبیرۂ حاجی امین الدین محدث کاکوروی۔ مولوی احسان علی بیگ کاکوروی
مولوی ریاست علی کاکوروی۔ مولوی سید حسین ابن شیخ عبد الحسیب ساکن دیوہ نزیل کاکوروی

لہ ولادت آپکی تقریباً ۱۲۴۲ھ مین ہوئی آپ نہایت صالح و لائق و ہونہار شخص تھے بیعت آپکو حضرت غوث ملت سے سلسلہ عالیہ قادریہ مین
تھی آپ چھبیس جمادی الاول روز یکشنبہ ۱۲۵۲ھ مین مرید ہوئے کتب درسیہ آپ حضرت مقتدائے جہان سے پڑھتے تھے جو قریب ختم پہونچ چلی تھین
مگر افسوس کہ عمر نے وفا نہ کی چوتھی شعبان روز پنجشنبہ ۱۲۶۷ھ کو بعمر بیس سال بعارضہ خناز یروتپ انتقال فرمایا اور باغ مقابر متصل روضہ
حضرت غوث ملت مین دفن ہوئے اس وقت انتقال کا صدمہ آپکے والدین کو بہت ہوا چنانچہ حضرت قطب الافراد کی کمر اسی صدمہ سے جھک گئی
اگرچہ حضرت غوث ملت حضرت قطب الاقطاب عظم اللہ ذکرہ کا ہاتھ پکڑکے آپکی والدہ صاحبہ کو دیا اور فرمایا کہ اب علی اصغر اسکو سمجھو چند سال
ہوئے کہ آپکے مزار کے گرد حضرت وارث الانبیا نے پختہ حظیرہ بنوا دیا اور کتبہ بھی لگا دیا جسمین یہ تاریخ مولوی شریف الدین صاحب کی اعزاد کندہ ہے
علی اصغر کہ بد نسیرہ زندہ حیدر | برفتہ زین جہان در باغ رضوان | بسال رحلتش گفتہ سروشے | کہ روز پنجشنبہ چار شعبان
۱۲۶۷ھ

مولوی ضامن حسین سندیلی۔ مولوی صلاح الدین عباسی کاکوروی۔ مولوی محمد مہدی کاکوروی۔ مولوی ہدایت اللہ ملیح آبادی۔ مولوی سید علی کسمنڈوی۔ مولوی عنایت اللہ سندیلی خال خالاتی قاضی احمد علیخان کاکوروی۔ مولوی رکن الدین نبیرہ حاجی امین الدین محدث حضرت قطب الاقطاب مولانا حافظ شاہ علی انور قلندر اعظم اللہ ذکرہ

بیعت آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ مین حضرت غوث ملت سے تھی آپ چوتھی شعبان روز جمعہ ۱۲۶۲ھ مین مرید ہوے اور اجازت وخلافت سلاسل ثمانیہ و اوراد و اعمال معمولہ خاندانی بھی اونھین سے تھی نیز اجازت وخلافت آپنے حضرت قطب الافراد سے بھی حاصل کی اوراذکار واشغال کی تعلیم حضرت غوث ملت وحضرت شاہ انشاء اللہ قلندر خلیفہ حضرت عارف باللہ سے پائی۔

اویسی فیض آپ کو حضرت محبوب الٰہی سلطان المشایخ نظام الدین اولیا بدایونی قدس سرہٗ سے بھی تھا۔

سلوک وتحقیقات مین آپکو حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی وحضرت مرزا مظہر جانجان شہید۔ وحضرت شیخ فخر الدین عراقی وحضرت شیخ اوحد الدین کرمانی وحضرت شیخ احمد غزالی قدست اسرارہم کی روش بہت پسند تھی۔

ادائے عبادات نافلہ وصوم وصلوٰۃ والتزام آداب شریعت وطریقت مین آپ یکتائے دہر تھے علاوہ اوراد واشغال معمولہ خاندانی سو رکعت نافلہ روزانہ پڑھتے تھے جو زمانہ وفات تک ناغہ نہین ہوئین حتی کہ جس روز آپکے چھوٹے صاحبزادہ جناب مولانا حامد علی قدس سرہ کی وفات ہوئی تو یہ کیفیت آپکی تھی کہ نیت باندھتے تھے اور وہ شدت صدمہ ورنج سے ٹوٹ جاتی تھی مگر آخر پوری ہی کی۔ بیشتر اوقات

روبقبلہ بیٹھتے تھے حضرت قطب الاقطاب عظم اللہ ذکرہ فرماتے تھے کہ ایک روز آپکے
حضور مین مینے ایک کتاب مین یہ پڑھا کہ جو شخص دس برس قبلہ رو بیٹھے اُسکو جنت
میگی تو آپنے مجھ سے فرمایا کہ مُصنّف کتاب تو یہ لکھ رہے ہین اور یہان پینسٹھ سال روبقبلہ
بیٹھتے ہو چکے ہین محض اس خیال سے کہ شاید خدا اسی عمل سے مغفرت کردے۔
باوجود وفور کمالات علمیہ و عملیہ انکسار نفس و تحمل آپ مین اسقدر تھا کہ یاد و شاید
کبھی کسی خادم و ملازم پر بھی کسی طرح کی حکومت نہین کی عوام الناس سے
انھین کیطرح ملتے تھے اور اکثر فرمایا کرتے تھے کہ مین شیخی بلا تشیخ کو زیادہ اچھا جانتا
ہون اور میرے نزدیک ہر طالب حق کو یہی طریقہ اختیار کرنا چاہیے منقول ہے کہ
ایکمرتبہ حضرت عارف باللہ قدس سرہ کے عرس شریف مین آپ مکان تشریف لیے
جاتے تھے دوکاندار اپنی دوکانین لگا رہے تھے انھین مین ایک عورت بھی اپنی
دوکان درست کر رہی تھی آپنے ہمراہیون سے پوچھا کہ اسکی کس چیز کی دوکان ہے
اُنھون نے عرض کیا کہ یہساقن ہے اور گانجہ و چرس پلاتی ہے یہ سنکر آپکو بہت غصّہ
آیا اور فرمایا کہ سبحان اللہ ایسی باتون سے حضرت صاحب کی روح مبارک کسقدر
خوش ہوگی فوراً اسکو یہان سے نکالو اُس عورت نے یہ سُنکر گستاخانہ کہا کہ خیر اگر ایسا
ہی اختیار ہے تو خدا کے یہان سے بھی نکلوا دینا آپ یہ سنتے ہی چپ ہو گئے اور تکیہ
شریف پر واپس چلے آئے یہان آکر بہت روے اور فرمایا کہ افسوس اسوقت ہدایہ
و شرح وقایہ کے حجاب مین پڑکر مین اوس عورت پر غصّہ ہوا اور اوسکا دل دکھایا پھر
منتظم مطبخ سے فرمایا کہ روزانہ اوسکو کھانا بھیجدیا کرو۔
اخفاء و کتمان اسقدر بڑھا ہوا تھا کہ کبھی آپنے اپنے حالات و مقامات عالیہ کی بابت

کسی سے کچھ بھی نہین فرمایا البتہ یوم وصال حضرت قطب الافراد وقت تجہیز و تکفین
بحالت رقت شدید اپنے ایک مخلص خاص سے مجمع عام مین اتنا فرمایا کہ مجھ سے
اور بھائی سے دس برس یہ مشورہ ہوتا رہا کہ اس عالم سے پہلے انتقال کسکو کرنا
چاہیے اگر آپ پہلے انتقال فرمائین تو تکیہ کی کیا حالت ہوگی اور اگر مین پیشقدمی
کرون تو کیا ہوگا بالآخر یہی طے پایا کہ بھائی پہلے انتقال کرین چنانچہ وہی آج
ہوا اور مینے اپنے لیے خدا سے پانچ برس زائد اور عمر مانگ لی تاکہ اس مدت مین
جو میرے ذمہ چند امور واجب ہین اونسے فراغت ہوجاے منجملہ اُنکے اس لڑکے
(یعنے حضرت قطب الاقطاب) کی تکمیل تعلیم بھی ہے۔ غرضکہ ذات اقدس اوصاف
وکمالات انسانیہ مین اپنی آپ نظیر تھی۔

آپکے ارشادات متعلق بسلوک و فقر بہت کثرت سے ہین جنھین حضرت قطب الاقطاب
اعظم اللہ ذکرہ نے تکملہ روض الازہر مین مفصلاً تحریر فرمایا ہے اُنمین سے کچھ یہانپر
بنظر استفادہ طالبین وسالکین لکھے جاتے ہین۔

آپ فرماتے تھے کہ مقتضاے فطرت نفس آزادی ہے اگر شرع شریف کی قید
نہوتی تو خدا معلوم یہ کیا کرتا اسکی خاصیت یہ ہے کہ اپنی قسمت پر راضی نہین
رہتا اور زائد مانگتا ہے اور ظاہر ہے کہ طلب مین کسقدر ذلت ہے چہ جائیکہ طلب
غیر مقسوم لہذا اسکے خواہشات پر نچانا چاہیے اور جو کچھ پیش آوے اوسپر صبر و تحمل اور
اوسکی مخالفت کرنا چاہیے ؎

نفس اژدرہاست این کے مردہ است	از غم بے آلتی افسردہ است

آپ فرماتے تھے کہ اصل ونشاء ریاضات ومجاہدات تہذیب نفس ہے

باخلاق نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر اتباع کامل حاصل ہوگیا تو اتباع حال بھی نصیب ہوگا کہ المواہب[1] آثار المکاسب

آپ فرماتے تھے کہ توکل جو کل مراتب کا اصل الاصول ہے اس سے مخالفت نفس مراد ہے جسکو خدا توفیق دے ومن[2] یتوکل علی اللہ فھو حسبہ پس توکل مین حق سبحانہ کی طرف توجہ رکھے اور غیر توکل مین خلق کیطرف اور قوت کفاف پر قناعت کرے اور طمع دفع کرکے مادہ تشویش رفع کرے۔

آپ فرماتے تھے کہ آدمی کا سب سے زائد دشمن نفس ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ یہ ہرگز نافرمانی وخلاف ورزی کرنے سے باز نہین آتا اسی لیے کہتے ہین کہ نفس سے بڑھکر کوئی چیز پیدا ہی نہین کیگئی اور نہ کسی مخلوق نے بجز نفس کے دعوی خدائی کیا۔

نفس راہفصد سرست وہر سرے	از فراز عرش تاتحت الثرے

آپ فرماتے تھے کہ اصول درویشی تین چیزین ہین کم کھانا کم سونا کم خلق سے ملنا کم کھانے کے فوائد بہت ہین ایک بزرگ سے منقول ہے کہ انھون نے کہا کہ صوم دہر مینے اسلیے اختیار کیا کہ چھہ آدمیون سے مینے کم کھانے اور پینے کے متعلق دریافت کیا سبنے ایک ہی جواب دیا اطباء کے نزدیک اصول صحت جسمانی یہی ہے حکماء کے نزدیک طلب حکمت مین بڑی چیز یہی ہے۔ زاہدین وعابدین بھی عبادت حق کے لیے نافع ترین اشیاء اسیکو کہتے ہین۔ علماء حفظ علم مین افضل اشیاء اسیکو سمجھتے ہین۔ بادشاہان وقت بھی لطیف ترین اشیاء اسیکو جانتے ہین اور عشاق بھی وصل معشوق کا قوی ذریعہ اسیکو خیال کرتے ہین۔

---

[1] بخششین علامات مکاسب ہین ۱۲ [2] جو شخص اللہ پر بھروسہ رکھے وہ اوسکو کافی ہے ۱۲

آپ فرماتے تھے کہ دنیا راحت کی جگہ نہیں اور چونکہ سب دنیا مین اسکے طالب
ہین اسلیے پریشان ہین حضرت سیدنا امام جعفر صادق نے فرمایا جسنے وہ چیز مانگی
جو پیدا ہی نہین کیگئی اسنے اپنی جان عذاب مین مبتلا کی لوگون نے پوچھا وہ کون چیز
ہے فرمایا کہ دنیا مین راحت جو پیدا ہی نہین کیگئی۔

آپ فرماتے تھے کہ عمدہ ترین صفت درویش و طالب حق ادب ہے رسول اللہ
صلعم نے فرمایا ادبنی ربی فاحسن تادیبی[1]

ادب تاجیست از فضل الٰہی		بنہ بر سر برو ہر جا کہ خواہی	

آپ فرماتے تھے کہ بلا عمل و طلب باتون سے کچھ نہین ہوتا حضرت غوث پاک کا ارشاد ہے
کہ التصوف ما اخذ من القیل والقال ولکن اخذ عن الجوع وترک[2]
الدنیا وقطع المالوفات والمستحسنات

کار کن کار بگذر از گفتار		کاندرین راہ کار دارد کار	

آپ فرماتے تھے کہ جفا و ایذائے خلق پر تحمل کرنا چاہیے جہان کہ آفتاب نبوت تابان تھا
وہین یہ ارشاد ہے کہ لقد اوذیت فی اللہ مالم یوذ احد[3]

آپ فرماتے تھے کہ بنائے ہر طریقہ طرق سبعہ مین سے چار امر پر ہے خاموشی و عزلت
و گرسنگی و شب بیداری اور طریقہ عالیہ قلندریہ مین ذلت و انکسار نفس و خوف شدید
از حق و محبت شیخ ہے فمن مال الیہ نال مطلوبہ ووصل الی مشاہدۃ ربہ[4]
آپ فرماتے تھے کہ اگر قیامت کے روز بارگاہ خداوندی مین مجکو کچھ بھی رسوخ ہو

---

[1] ادب سکھایا مجکو میرے پروردگار نے پس خوب ادب سکھایا ۱۲ [2] تصوف نہین پایا گیا گفتگو سے لیکن حاصل کیا گیا بھوکا رہنے اور دنیا کے مالوفات و محبوبات چھوڑنے سے ۱۲ [3] اللہ کی راہ مین جسقدر مجکو اذیت دیگئی کسیکو نہ دی گئی ۱۲
[4] پس جسنے میلان کیا اوسکی طرف مطلوب اپنا حاصل کیا اور مشاہدہ پروردگار کو پہونچا ۱۲

تو مین سب سے پہلے پیرزادگان جاہل سے دوزخ بھرونگا۔
چند روز قبل وفات آپنے باوصف شوق بیحد پڑھانا چھوڑ دیا اور لوگون سے ملنا بھی
کم کردیا فرماتے تھے کہ اب ان سب سے نفرت معلوم ہوتی ہے کیونکہ یہ سب بکھیڑے
ہین کہان مین کہان یہ تعلقات ؎

مین ملک بودم و فردوس برین جایم بود	آدم آورد درین دیر خراب آبادم

ہر وقت عبادات و وظایف مین مشغول رہتے تھے اور ذرا سی توجہ الی الغیر مین
منقبض ہوجاتے تھے بیشتر سکوت و تحیر مین رہتے اور اذکار رحلت و کلمات شوق
وصال معشوق حقیقی کہنا اور مخلصین صادقین کو اسی طرح کے فقرات لکھنا دستور ہوگیا
تھا چنانچہ مولوی شاہ رکن الدین قلندر الاہرپوری کو تحریر فرمایا کہ فقیر کی عمراب ستر
سال کی ہوئی وقت نزدیک آگیا اس مرتبہ حضور در عرس شریف مین شریک ہو کر آپس
کی ملاقات غنیمت سمجھنا چاہیے اسی طرح پانچوین جمادی الاول یوم فاتحہ حضرت غوث
ملت مجمع عام مین ایک مخلص سے ارشاد فرمایا کہ اگلی عرس شریف مین بہت لوگ
سلسلہ عالیہ قلندریہ مین مرید ہوے نہین معلوم ہمین گیا بھید ہے کہین مجکو حضرت
سید نجم الدین غوث الدہر قلندر کا مقام تو نہین ملا ہے۔ اوسی زمانہ مین قاضی احمد
علیخانصاحب کاکوروی نے یہ خواب دیکھا کہ ایک ماہ کامل بیچ آسمانپر روشن ہے
پھر وہ حضرت غوث ملت کے پائین مزار جہانپراب آپکا مزار ہے گر کر غروب ہوگیا اور
بجاے اُسکے آسمانپر ایک ہلال نمایان ہوا وہ اس واقعہ سے بہت پریشان ہوے
اور عریضہ بھیجکر آپ سے تعبیر چاہی آپنے جواب مین تحریر فرمایا کہ ماہ باوجود فقیر ست
غالبًا زمان حین قریب رسیدہ است و مراد از ہلال وجود نور نظرم حافظ علی انور راست۔

الغرض اسی قسم کے واقعات پیش آتے رہے بارہ رجب روز جمعہ ۱۲۹۰ھ کو کچھ آپکی طبیعت کسلمند ہوئی آپنے خلاف معمول بعد نماز جمعہ قیلولہ فرمایا حضار نے مزاج پوچھا فرمایا کہ کئی روز سے بخار کی صورت سامنے آتی ہے خیال ہوتا ہے کہ کہیں بیمار نہو جاؤں پھر تھوڑی دیر کے بعد اٹھ بیٹھے رات کو بالکل نیند نہین آئی صبح کی نماز کے بعد پھر آرام فرمایا جب ذرا روز روشن ہوا تو حضرت قطب الاقطاب اعظم اللہ ذکرہ حسب معمول واسطے سلام کے حاضر ہوے آپنے اُنسے شب کی کیفیت بیخوابی بیان فرمائی اُنھون نے آپکی آنکھین سرخ پائین اور اضطراب رقت بھی اسی اثنا مین حضرت فخر الکاملین مولانا شاہ علی اکبر قلندر بھی بالاخانہ سے اوتر کر حاضر خدمت ہوے اور یہ حال دیکھکر کیفیت مزاج دریافت کی آپنے سب حال بیان فرمایا پھر تھوڑی دیر سکوت کرکے اونسے پوچھا کہ حضرت غوث الاعظم وحضرت کلید عرفان وحضرت عارف باللہ کی وفات کسطرح ہوئی سبکو اس سوال سے تعجب ہوا پھر حکیم بخشش علیصاحب بلاے گئے اُنھون نے نبض دیکھکر کہا کہ کوئی اندیشہ کی بات نہین صرف ہضم کا فتور ہے تنقیہ مناسب تھا لیکن بنظر ضعف پیرانہ سالی تامل ہوتا ہے بعد اسکے اگرچہ بظاہر زیادہ بخار نہین معلوم ہوتا تھا لیکن کیفیت غشی ہونا شروع ہوئی ایک روز زائد ایک روز کم اور روز بروز طبیعت گرتی گئی خبر علالت سنکر احمد علیخانصاحب مولوی حکیم لطف اللہ صاحب کو لیکر لکھنؤ سے آے اُنھون نے بھی علاج کیا مگر کچھ فائدہ نہوا اور زیادتی ہی ہوتی گئی دوشنبہ کی رات سے بیخودی زیادہ بڑھ گئی اُسی بیخودی مین آپ بھائی ہاے بھائی فرماتے تھے حضرت فخر الکاملین نے پوچھا کہ کیا حضور کو بھائی نظر آتے ہین فرمایا ہان پھر اونھون نے عرض کیا کہ کچھ ارشاد فرمایئے

فرمایا کہ قل اللہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون ان ارشادات سے اور بھی سب
لوگ مایوس و پریشان ہو گئے بالآخر سترہ رجب روز چارشنبہ کو جو یوم ولادت
حضرت عارف باللہ و تاریخ وصال حضرت سید خضر رومی قلندر قدس سرہما تھی
ڈیڑھ بجے ونکو آپنے وصال فرمایا بعد نماز عصر تجہیز و تکفین ہوئی اور شب پنجشنبہ
وقت نماز عشا کے جانب مشرق پائین روضہ حضرت غوث ملت دفن ہوے انا للہ
وانا الیہ راجعون مولوی رشید الدین خانصاحب نے مقالات رشیدی مین لکھاہے کہ
روز وفات حضرت مولانا جب مینے سنا کہ آپ پر حالت سکرات طاری ہے تب مجھے
اسکا بہت رنج ہوا کہ افسوس ہین بوجہ معذوری علالت زیارت سے محروم رہا جاتا ہون
اسی رنج مین کچھ غنودگی سی آگئی تو دیکھا کہ مین تکیہ شریف پر حاضر ہوا وہان برآمدہ کے
نیچے ایک شیر ٹہل رہاہے کل زنجیرین توڑا چکاہے صرف گلے کی ایک زنجیر باقی ہے
مین خوف زدہ ہو کر زینہ پر چلا گیا وہان کمرہ مین آپکو آرام کرتے دیکھا مین بھی ہین
قریب تخت پر لیٹ گیا تھوڑی دیر کے بعد دیکھا کہ لوگ مجکو جبراً زینہ کے نیچے لیے
جلتے ہین اور مین شیر کے خوف سے نہین جانا چاہتا آخر سب نے مجھے پلنگ پر ڈالکر
زینہ کے نیچے چھوڑ دیا مینے ڈرتے ڈرتے آنکھین کھولین تو بجاے شیر کے مجمع کثیر پایا
جنمین بعض لوگ وضو کر رہے تھے مینے آپکا حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ آپنے
وصال فرمایا جب میری آنکھ کھلی تو زائد پریشان تھا اتنے مین آپکی خبر وصال سنی
مینے دلمین کہا کہ واقعی مولانا صاحب خود اسد اللہ تھے اور حضرت اسد اللہ الغالب
کی اولاد سے بھی ھ

ھ کہو تو اللہ پھر چھوڑ دے اونکو باطل مین کہ کھیلین ۱۲

نور سرش علم را از ذات حق بہیم گرفت	قوت علمش بمعنی صورت ضیغم گرفت
آنکہ چندے از پے تکمیل در بزم خیال	جوہر روحش ہمانا پیکر آدم گرفت
شد فروزان از جمالش بزمگاہ عنصری	عالم امکان ز فیضش رونق اعظم گرفت
از نشیب عنصری بپرید سوئے لامکان	مرزبان مرز عرفان عرش را مخیم گرفت
چون ترقی کرد از ناسوت سوئے نور ذات	در مقام قدس جای شبلی و ادہم گرفت

تواریخ وفات آنحضرت۔ تاریخ از مولوی غلام امام شہید امیٹھوی ؎

جنید زمان شبلی عہد خویش	تقی علی مرشد اہل دین
بہار گلستان ازو مستفیض	گل از خرمن فیض او خوشہ چین
دم فکر سال وصالش ز غیب	رسید این ندا کامی شہید حزین
سزد گر بگوئے بتاریخ او	جنید آمدہ در بہشت برین ۱۲۹۰ھ

دیگر از خان بہادر منشی تاج الدین صاحب جذب کاکوروی ؎

حضرت شاہ تقی مرشد خلق	صاحب فیض و رفیع الدرجات
جب ہوئے آپ جہان سے رخصت	لفظ رخصت ہوئے سے ملا سال وفات ۱۲۹۰ھ

آپ کا روضہ شریفہ منشی عبدالحی عرشی کاکوروی نے بنوایا۔ زارو تبرک بہ آپکے خلفا و مجاز و فقرا یہ حضرات ہوے۔ حضرت فخر الکاملین مولانا شاہ علی اکبر قلندر۔ حضرت قطب الاقطاب مولانا حافظ شاہ علی انور قلندر۔ حضرت شاہ علی احمد معروف بشاہ حبیب انور قلندر خیرآبادی سرگروہ فقرائے آزاد لاہرپور و خیرآباد حضرت مولوی شاہ رکن الدین قلندر لاہرپوری۔ قاضی خواجہ محمد ابن قاضی خواجہ مظفر ملکاپوری۔ میر شاہ منصب علی۔ طالب شاہ کرسوی۔ شاہ عبدالغنی کرسوی۔

ہدایت شاہ کاکوردی۔ یولاقی شاہ۔

آپکے سویم کے روز حسب وصیت آپکے آپکا خرقہ حضرت قطب الاقطاب مولانا حافظ شاہ علی انور قلندر کو پہنایا گیا اور حسب اصرار مولوی حافظ شاہ وجیہ الدین خلیفہ حضرت غوث ملت حضرت فخر الکاملین نے اپنا لباس حضرت مولانا شاہ واجد علی قلندر کو دیا اور حافظ صاحب موصوف سے فرمایا کہ بھائی چونکہ مجھ سے عمر مین بڑے ہین اور آپ مجھ سے اور اُنسے دونون سے عمر مین زیادہ ہین اور حضرت غوث ملت کے خلیفہ بھی لہذا مناسب ہے کہ اسے آپ ہی اپنے ہاتھ سے بھائی کو پنہا دیجئے چنانچہ اونھون نے وہ لباس حضرت شاہ واجد علی قلندر کو پنہا دیا ہکذا سمعت عن مولوی فرید این خان المحدث الکاکوری

پھر جب برسم تعزیت حضرت شاہ رکن الدین قلندر تشریف لاے تو اونھون نے حضرت شاہ واجد علی قلندر کے سر پر دوپٹہ باندھا اور لاہور سے جا کر اُنکو ویسی ہی مثال جیسی خود اُنکو حضرت مقتداے جہان نے عطا کی تھی لکھکر بھیجدی۔

کرامات آنحضرت

کرامت محمد احمد خان خلف فقیر محمد خان رسالدار ملیح آبادی کے گھر مین جنکو علاوہ خصوصیت قدیمہ خاندانی حضرت مقتداے جہان سے ایک خاص نیاز و خلوص تھا والدہ محمد اسحاق خان کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا جسکو وہ بعد غسل چہل روزہ آپکے حضور مین لائے اور قدمون پر ڈالدیا آپنے ازراہ شفقت تسبیح جو آپکے ہاتھ مین تھی اُسکے مونھ کے سامنے کرکے فرمایا کہ پٹھان کہو اللہ اوسنے بآواز بلند و فصیح اللہ کہا جسکو سنکر خود خانصاحب و دیگر حاضرین نے متعجب ہوکر عرض کیا کہ یہ حضور کی بین کرامت ہے

ورنہ اتنا سا بچہ یہ کب کہہ سکتا تھا تھوڑی دیر ٹھہر کر وہ چلے گئے کچھ دنون کے بعد وہ لڑکا مر گیا خانصاحب کو ایسا سخت صدمہ ہوا کہ تین روز تک وہ اُسکو سینہ سے لگائے رہے اور دفن نہونے دیا بعد فہمایش بسیار اپنی ڈیوڑھی مین دفن کیا اوسی شدت پریشانی مین چند عرائض بھی آپ کی حضور مین اوسکو زندہ کردینے کی درخواست مین بھیجے پھر اوس پر بھی تاب نہ لاکر خود حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ معجزہ احیائے میت حق ہے اور اکثر اولیاء اللہ سے ایسی کرامتین ظاہر ہوئین کیا اس زمانہ مین اب کوئی ایسا نہین ہے آپنے فرمایا کہ ہین کیون نہین کچھ دنیا خالی تھوڑی ہے دیکھنے والا چاہیے اللہ تمکو صبر جمیل اور نعم البدل عطا کرے غرضکہ اسی قسم کی باتین کرکے اونکو رخصت کردیا بمصداق ع

اولیا را ہست قدرت از الٰہ	تیر جستہ باز آرندش ز راہ

آپکی دعائے بابرکت نے یہ اثر دکھایا کہ اوسی زمانہ مین اُنکے گھر مین امید ولادت بہم ہوئی جس سے فی الجملہ اونکا اضطراب کم ہوا اور خوش ہوکر سمجھے کہ اُسوقت کے ارشاد کا مطلب یہ تھا تب اونھون نے یہ اصرار شروع کیا کہ جس طرح یہ امید محض ببرکت ارشاد ہوئی ہے اسیطرح یہ بھی ہو کہ اولاد نرینہ ہی پیدا ہو جسکے جواب مین آپنے تحریر فرمایا کہ یہ کیا قید لگاتے ہو اور امور خداوندی مین کیون دخل دیتے ہو جسنے اس نعمت کی امید دی ہے وہ کیا یہ نہین کرسکتا ہے جب ایام حمل منقضی ہوئے تو لڑکا پیدا ہوا عجیب بات یہ ہوئی کہ یہ لڑکا بھی اوسی روز وماہ وساعت مین پیدا ہوا کہ جسوقت پہلا لڑکا ہوا تھا خانصاحب بہت خوش ہوئے اور آپکی عقیدت اور بھی بڑھ گئی اُسیوقت اُنھون نے آپکی حضور مین اطلاع کی آپنے بشیر احمد نام رکھا

کرامت۔ شیخ تصدق حسین ساکن اونام مرید حضرت غوث ملت جو حاضرین آستانہ شریفہ سے تھے اور آپکی اجازت سے اکثر اسماء کی زکوٰۃ دے چکے تھے خود بیان کرتے تھے کہ ایکبار مینے اسم یا رحیم۔ یا تکبیر عاشقان کی زکوٰۃ دی اور ایسے عملیات مین ترک حیوانات مشروط ہے زکوٰۃ کے دوسرے روز آپنے مجکو بلا کر گلبے کے کباب عنایت کیے اور فرمایا کہ کھاؤ مجھے اتنی قدرت حاصل ہے کہ باوجود ممانعت سخت تمکو کباب کھلاؤن اور کچھہ نقصان نہو مین تمکو کھلائے دیتا ہون مگر تم ایسا نکرنا کہ خود کھالو یا اور کسیکو کھلا دو مینے کباب کھائے اور زکوٰۃ پوری کی اور کسی قسم کی مضرت و رجعت نہوئی۔

کرامت مولوی فریدالدین خانصاحب محدث کاکوروی بیان کرتے تھے کہ جس زمانہ مین مین رامپور مین اپنے چچا مفتی ریاض الدین خانصاحب کے ساتھ تھا وسی زمانہ مین نواب کلب علیخان والی ریاست رامپور کا عزم مصمم زیارت حرمین شریفین کا ہوا اور اُنھون نے ترتیب فہرست ہمراہیان سفر حجاز کا حکم دیا چونکہ عرصہ سے مجکو بھی زیارت حرمین شریفین کا شوق تھا اور دل سے چاہتا تھا کہ اگر نواب صاحب بلا خود میری استدعا کے مجکو اپنے ساتھ لیجلیتے تو بہت اچھا ہوتا اُسی زمانہ مین وطن آیا اور حاضر حضور ہو کر مدعائے دلی عرض کرنا چاہا تھا کہ خود فرمایا کہ تم حج کو ضرور جاؤ گے وہان پندرہ مقام پر دعا قبول ہوتی ہے جیسا کہ حصن حصین مین لکھا ہے اُن مقامات پر میرے خاتمہ بخیر ہونیکی ضرور دعا مانگنا بھول نجانا جب مین رامپور گیا تو معلوم ہوا کہ مین بھی مع مفتی صاحب نواب صاحب کے ہمراہیون مین منتخب ہوا ہون مجکو نہایت مسرت ہوئی بعد اُسکے زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوا

جب حسب وعدہ مینے اُن مقامات پر آپکے لیے دعا مانگنا چاہی تو ہر مقام پر آپکو اپنے سامنے سبز عمامہ باندھے دیکھا مگر بوجہ کمال رعب وہیبت کے بات نکر سکا جب وطن واپس آیا تو آپ سے سب واقعہ عرض کیا آپنے مسکرا کر فرمایا کہ خیر جو کچھ ہوا وہ ہو گیا لیکن اب کسی سے ذکر نکرنا مینے عرض کیا کہ مین اس واقعہ کو تو ضرور بیان کرونگا آپ خاموش ہوگئے

کرامت شیخ عبدالعزیز مرحوم جو آپکے مرید تھے بیان کرتے تھے کہ مین ضلع سلطانپور مین ملازم تھا وہان عملہ والون نے مجھپر مقدمہ قائم کرادیا اور جیلخانہ بھجوانے کی فکر مین ہوے مینے بہت کوشش کی مگر مقدمہ درست نہوا پیشی کے روز بہت عاجزی سے روکر مینے آپکو یاد کر کے عرض کیا کہ یا حضرت مدد فرمائیے یہی مدد کا وقت ہے یہ عرض کر کے مین کچہری روانہ ہوا راستہ مین ایک پل پڑتا تھا جب اُس پار گیا تو دیکھا کہ آپ دوش مبارک پر چادر ڈالے دور سے تشریف لا رہے ہین جب میرے قریب آئے تو چند قدم کے فاصلہ سے باواز بلند فرمایا کہ عبدالعزیز بیدل نہو مقدمہ تمھارے موافق ہوگا یہ فرما کر آگے بڑھ گئے مین اسقدر مضطرب تھا کہ قدمبوسی بھی نکر سکا جب کچہری مین مقدمہ پیش ہوا تو وکلاے سرکار نے میرے مخالف خوب تقریرین کین اور مجکو سزا دلانے مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھا لیکن بتوجہ مرشدی کسی کی بات نہین مانی گئی اور مین صاف بری ہو گیا۔

کرامت۔ خواجہ عطاء اللہ کشمیری لکھنوی جو آپ کے مرید تھے بیان کرتے تھے کہ ایک روز مین اپنے افلاس سے بہت پریشان ہوا ہر طرح کے خطرے دل مین آتے تھے آخر یہ خطرہ آکر جم گیا کہ تبدیل مذہب کر دینا چاہیے اسی خیال مین مین آپکی خدمت مین حاضر ہوا آپ برآمدہ مین تشریف فرما تھے اور کسی سے باتین کر رہے

تھے مین جاکر خاموش بیٹھ گیا۔ دفعتہً آپ نے مجھسے فرمایا کہ میان عطاء اللہ تبدیل آمد سے کیا ہوگا کبھی ایسا خیال بھی نہ کرنا خدا مسبب الاسباب ہے تنگی و آسانی تو آدمی کے ساتھ لگی رہتی ہے مین یہ جانتا ہون کہ آجکل تم بہت پریشان ہو مین دعا سے غافل نہین ہون خدا غیب سے سامان کر ہی دیگا گھبراؤ مت مین یہ سنکر نہایت شرمندہ ہوا اور دل مین توبہ کی اوسی ہفتہ مین خداوند تعالےٰ نے ببرکت دعاے آنحضرت مجھ پر رزق کا دروازہ کھول دیا چنانچہ ابتک اطمینان سے بسر کرتا ہون علاوہ انکے اور بھی بہت سی کرامتین ہین جو کتاب مستطاب حوض الکوثر فی تکملۃ روض الازہر مولفۂ حضرت قطب الاقطاب عظم اللہ ذکرہ مین مذکور ہین

ذکر قاضی خواجہ محمد ملکاپوری

آپ کا نام خواجہ محمد بن خواجہ مظفر ہے آپکے آباء و اجداد شہر برہانپور قدیم دار الحکومت صوبہ خاندیس کے باشندے تھے آپکے مورث اعلےٰ حضرت شیخ محمد ابن فضل اللہ نائب رسول اللہ اپنے زمانہ کے فضلا و کملاء مین ممتاز خیال کیے جاتے تھے اونکے کمالات ظاہری و باطنی سے کتب ملفوظات و تواریخ مملو و مشحون ہین آپکا سلسلہ نسب حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی تک منتہی ہوتا ہے آپکی ولادت ۱۲۳۲ھ مین بمقام ملکاپور مضاف صوبہ برار کے ایک ایسے خاندان مین ہوی جسمین ہمیشہ سے علم و فضل کا چرچا اور ذکر و اشغال کا شغل رہا کرتا تھا۔ آپ عالم و متقی و فقیہ تھے اور صالحانہ زندگی بسر کرتے تھے اگرچہ ابتدا مین سلسلۂ پیری و مریدی جاری رہا اور فیوضات ظاہری و باطنی سے خلق اللہ فیضیاب ہوتی رہی مگر جب قاضی عبداللہ قاضی ملکاپور کی

بیبی سے آپکا نکاح ہوا اور قضا و خطابت پرگنات ملکاپور و ناندورہ آپ سے متعلق ہوئین تب سے ان مشاغل کے باعث سلسلۂ رشد و ارشاد کم ہوتا گیا سنہ ۱۲۸۸ھ مین آپ بہمراہی منشی تاج الدین حسین خان کاکوروی اسسٹنٹ کمشنر صوبۂ برار یہان آکر حضرت مقتدائے جہان کے سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ مین پندرہ محرم روز سہ شنبہ کو مرید ہوے اور خرقۂ فقر معہ اجازت و خلافت حاصل کرکے فائز المرام واپس وطن مالوف ہوے۔ وفات آپکی بعمر ستر سال تئیس جمادی الآخر سنہ ۱۲۹۳ھ مین ہوئی۔

چون محمد صاحب الاصفت حامی دین ॥ شہر ملکاپور را قاضی بزہد و اتقا
در شریعت پر فضیلت در طریقت بے نظیر ॥ از حوالش ہوے جنت گشت از دار الفنا
بست و سوئم بود تاریخ جمادی الآخرین ॥ گفت رضوان بہر استقبال او صد مرحبا
من چہ گویم حال ملکاپوریان در ہجر او ॥ ہر یکے میگفت ہیہات و دریغا بر بلا
چون بجستم با ہزاران درد سال انتقال ॥ گفت ہاتف ادخل الجنۃ تعی المادی ہرا
۱۲۹۳ھ

مزار آپکا ملکاپور مین ہے۔ آپکے تین بیٹے خواجہ بدیع الدین و خواجہ اکرام الدین و خواجہ منیر الدین زیور علم و ہنر سے آراستہ تھے جنمین اول الذکر دو کا انتقال ہوگیا اور آخر الذکر ابتک زندہ ہین

ذکر حضرت شاہ رکن الدین قلندر لاہرپوری

ابن مولوی سید معین الدین بن مولوی سید محمد حامد ہرگامی (خلیفہ حضرت شاہ حمید العارفین لاہرپوری) بن مفتی سید عصمت اللہ (خلیفہ حضرت غوث العالمین لاہرپوری) بن مفتی سید غلام احمد (خلیفہ حضرت شاہ یسین قلندر لاہرپوری) بن ملا سید معز الدین (خلیفہ حضرت سید العرفا لاہرپوری) بن مفتی سید محمد شفیع (خلیفہ حضرت شیخ ابو سعید نبیرہ حضرت

قطب جہان لاہرپوری) بن مفتی سید اسداللہ (خلیفہ حضرت شاہ عبدالسمیع قلندر)
خلف حضرت قطب جہان) بن مفتی سید اسماعیل (خلیفہ حضرت شاہ عبدالسمیع قلندر)
ابن حضرت سید خضر قلندر ہرگامی (خلیفہ وشاگرد و داماد حضرت قطب جہان)
ولادت آپکی غرہ ماہ محرم الحرام روز دوشنبہ ۱۲۴۴ھ مین ہوئی تلمذ علوم درسیہ مین
آپکو مولوی محمد فضل لاہرپوری (از بنا بر حضرت قطب جہان) مولف نسب نامہ
حضرت سید العرفا قدس سرہ سے تھا۔
بیعت آپنے سلسلہ عالیہ قادریہ مین آٹھ جمادی الآخر روز دوشنبہ ۱۲۴۸ھ مین حضرت
قطب الافراد مولانا شاہ حیدر علی قلندر سے کی اور اجازت و خلافت معہ خرقہ ہفتم
اٹھائیس ذیحجہ ۱۲۸۰ھ مین حضرت مقتداے جہان مولانا شاہ تقی علی قلندر سے پائی
اور صاحب طبقہ ہوے حضرت غوث ملت نے اصول المقصود مین اس لفظ کے معنے
یہ تحریر فرماے ہین کہ جس سے اوسکی شیخ کی اولاد خلافت پاے چنانچہ انکی وفات کے
بعد اسکا ظہور یون ہوا کہ انکے منجھلے صاحبزادے حضرت مولانا شاہ واجد علی قلندر نے
آپ سے لباس فقر پہنا اور اجازت و خلافت پائی۔ چونکہ آپکے نانا حضرت شاہ عبدالرحمن
قلندر ثالث عرف حاجی میان جانشین حضرت سید العرفا کے کوئی پسری اولاد نہین
تھی لہذا اونھون نے اپنی وفات سے کچھ دنون قبل آپکو آپکی حسب خواہش اپنے بعد
اجازت سجادہ نشینی و تولیت درگاہ حضرت شاہ علاء الدین احمد چرمینہ پوش
سہروردی و حضرت قطب جہان و حضرت سید العرفا قدست اسرارہم لکھدی تھی
چنانچہ بعد انکی وفات کے آپکو روز فاتحہ چہلم اندرون روضہ حضرت قطب جہان
روبرو سب حضرات مشایخ خیرآباد و کھیری حضرت شاہ علی احمد عرف شاہ حبیب النور نے

قلندر خیرآبادی خلیفہ حضرت مقتدائے جہان وخلیفہ حضرت حاجی میانصاحب
نے خرقہ حضرت قطب جہان پنہایا۔
آپنے اپنے زمانہ سجادگی مین اشاعت احکام شریعت وصوم وصلوۃ مین بہت کوشش
کی اور بہین زائد کامیاب ہوئے نقل ہی کہ ایک شخص نوریاف ساکن ہرگام سے آپنے
دربارہ صوم وصلوۃ تاکید کی لیکن جسقدر آپ تاکید کرتے تھے اُسیقدر وہ انکار کرتا تھا
حتی کہ اُسکے لڑکون نے اُسکو علیحدہ کر دیا جب اسپر بھی وہ تائب نہوا تو پھر آپنے تاکید کی
اور کہا کہ جب مریگا تو کوئی مسلمان تیری تجہیز وتکفین نکریگا اوسنے کہا کہ نہ سہی زمین تو
مجھے پوچھ لیگی آپنے کہا کہ زمین بھی تجھے قبول نہ کریگی چنانچہ جب وہ مرا تو اوسکے ورثا
نے اوسکو دفن کر دیا جب رات گذری تو صبحکو اُسکی نعش قبر سے باہر پڑی ملی حتی
کہ دو تین مرتبہ اوسی وارثون نے دفن کیا ایک مرتبہ ایک ٹھاکر آپکے پاس کسی
ضرورت سے آیا اور اپنا مدعا عرض کیا آپنے کہا کہ کل آنا اوسکے ساتھی نے کہا کہ کل
ٹھاکر کہین اور جانیوالے ہین آپنے کہا کہ ٹھاکر زندہ کب ہین جو کل جائینگے دوسرے
روز معلوم ہوا کہ ٹھاکر آپکے پاس سے جاکر اوسی روز مر گیا۔
آپنے تقریباً بیس سال تک خدمت سجادگی کو باحسن وجوہ انجام دیکر بعمر تر سٹھ
سال انیس ماہ شعبان روز شنبہ وقت ظہر ۱۳۰۶ھ مین وفات پائی مزار آپ کا
چبوترہ مزارات حضرات صاحب سجادگان لاہرپور پر جو درمیان مسجد و روضہ
منورہ حضرت سید العرفا کے ہے واقع ہے۔
آپکے خلفاء یہ حضرات ہوئے حضرت مولانا شاہ واجد علی قلندر۔ شاہ برکت علی
قلندر پوری از اولاد حضرت رئیس العارفین۔ شاہ قطب اعظم الہ آبادی حسیم

ذکر حضرت شاہ واجد علی قلندر

خلف اوسط حضرت مقتدائے جہان - ولادت آپکی تقریبًا ۱۲۳۲ھ مین ہوئی کتب درسیہ آپنے اپنے والد بزرگوار سے پڑھین اور اوائل مین درس بھی دیا بیعت سلسلہ عالیہ قادریہ مین آپکو حضرت غوث ملت سے تھی آپ گیارہ ربیع الآخر ۱۲۵۹ھ روز دوشنبہ مین مرید ہوے - اذکار و اشغال کی تعلیم آپنے اپنے والد بزرگوار سے پائی - اور اوراد و وظائف کے بہت پابند تھے تصنیف و تالیف کا آپکو اتفاق نہین ہوا سیاحت بہت آپنے کی اور اُسکی وجہ سے آپکا قیام وطن مین بہت کم رہتا تھا کیفیت جذبی آپ مین بڑھی ہوئی تھی اکثر باتین جذب آمیز ہوتی تھین - آپکو اجازت و خلافت سلاسل سبعہ اپنے والد بزرگوار و عم عالیمقدار[1] وجد نامدار سے نہین تھی بلکہ حضرت شاہ رکن الدین قلندر لاہرپوری و حضرت شاہ علی اکبر قلندر الہ آبادی سے تھی - آپکے مریدین بہت کثیر التعداد ہوے - عمر آپکی قریب اُنھتر سال کے ہوئی ماہ ربیع الاولی ۱۳۰۱ھ مین ایک سخت بخار آیا اور باوجود علاج علالت مین زیادتی ہوتی گئی ماہ ربیع الآخر مین بعد اختتام عرس شریف آپنے حضرت قطب الاقطاب اعظم اللہ ذکرہ سے جو حاضر خدمت اور تیمار داری مین مصروف تھے اپنے قریب بلا کر فرمایا کہ ہم تمھاری سعادت و خدمت کی وجہ سے تم سے بہت راضی و خوش ہین اور تمکو اپنے وظائف کی کتابین مع اجازت و خلافت سلاسل کے دیتے ہین ہمارے مریدین کی خبر گیری کرنا اور ہمارا فاتحہ

[1] حضرت مقتدای جہان قدس سرہ کے کسی صاحبزادہ کو اون سے اجازت و خلافت نہین تھی اور نہ کسی اور بزرگ خاندانی سے تحصیل مجاز ہونیکا اتفاق ہوا ۱۲

بھی کرنا اوھون نے فرمایا کہ مین آپکے ورثا کی حق تلفی نہین چاہتا مجکو جو کچھ حضرت
مقتدائے جہان عنایت فرماگئے ہین وہی کافی ہے آپنے پھر فرمایا کہ مین بحکم دیتا ہون
از خود نہین دیتا اور ورثا کے حقوق سے کیا بحث کچھ مین اپنی املاک تھوڑے
دے رہا ہون اس ارشاد کا اوھون نے کچھ جواب نہین دیا اور آپکی کتابین وغیرہ
سب حجرۂ مسجد شریفہ مین رکھوا دین خود نہین لین چنانچہ بعد وفات آپکے اکثر عمائدین
کاکوری نے اونسے آپکی جگہہ پر بیٹھنے کیلیے اصرار کیا اور آپکے ارشادات یاد دلائے
مگر اُنھون نے منظور نہ فرمایا۔ بعد ایک ہفتہ کے تیسری جمادی الاولی روز جمعہ وقت
دو بجے شب کے آپنے انتقال کیا دوسرے روز صبحکو تجہیز و تکفین کے بعد ایک بجے
حریم روضہ حضرت غوث ملت مین جانب مغرب دفن ہوے اُس روز عجیب بات
یہ ہوئی کہ چونکہ آپکی وفات بارہ دری واقع تکیہ شریفہ مین ہوئی لہذا حضرت فخر الکاملین
کی یہ رائے ہوئی کہ نعش مبارک وہان سے خانقاہ مین اوٹھا لیچلنا چاہیے کسی نے
کہا کہ بارہ دری سے خانقاہ مین جانیکا دروازہ وسیع نہین ہے چارپائی نہ نکلے گی
لہذا صدر دروازہ سے لیچلنا چاہیے یا چارپائی بدل دیجائے چارپائی و دروازہ
کا عرض جو ناپا گیا تو چارپائی کچھ بڑی نکلی مگر حضرت فخر الکاملین نے فرمایا کہ نہین
ادھر ہی سے لیچلنا چاہیے چنانچہ تعمیل ارشاد کیگئی بتصرف آنحضرت اوسی دروازہ سے
چارپائی نکل گئی قطعۂ تاریخ وفات آنحضرت از شاہ عزیز اللہ چشتی صفی پوری

روز شنبہ چارمین شب از جمادی الاولین — آن قلندر رفت در فردوس اعلی چون ولی
مصرع تاریخ او گفتم بفرمایش عزیز — در مقام خلد عابد مولوی واجد علی

آپکے خلفاء و مجاز یہ حضرات ہوے حکیم سید مشرف حسین خیرآبادی صاحب خلافت

الہ بری۔ حافظ شاہ محمد اکبر لاہرپوری۔ شاہ التفات حسین لاہرپوری۔ حافظ شاہ امیر احمد نواسۂ حضرت شاہ رکن الدین قلندر لاہرپوری۔ شاہ قطب اعظم الہ آبادی۔ شاہ عبد الرحمن عرف قناعت علی شاہ لاہرپوری۔ حافظ نوازش حسین لاہرپوری۔ محمد خان لکھنوی

ذکر حضرت شاہ محمد اسماعیل قلندر

لاہرپوری۔ ولادت آپکی اٹھائیس شعبان روز شنبہ ۱۲۷۴ھ میں ہوئی۔ تلمذ علوم درسیہ مین آپکو حافظ سید اولاد حسین سندیلی و مولوی حافظ سید نبی بخش خیرآبادی و مولوی حاجی مظہر علی ساکن غازی پور زمانیہ و مولوی حاجی نذیر علی فتحپوری سے تھا بیعت آپ کو سلسلہ عالیہ قلندریہ علیہ تکیہ مین حضرت مقتدائے جہان سے تھی آپ بائیس ربیع الآخر روز شنبہ ۱۲۸۹ھ مین مرید ہوئے۔ اور اجازت وخلافت آپ کو اپنے والد ماجد سے تھی اونھون نے آپکو اجازت وخلافت سفر حجاز سے واپس آکر ۱۲۹۱ھ مین عطا کی۔ نیز اجازت وخلافت آپکو حضرت شاہ واجد علی قلندر سے بھی بعد وفات اپنے والد بزرگوار کے اُنکے جانشین ہوئے آپکی ذات بہت باخیر وبرکت وایثار وسخاوت تھی جسکی ایک مثال معاملہ وقف املاک کثیرۂ دیہات ہی ہے جسکو آپنے بغرض مصارف اعراس وفواتح پیران سلسلہ عالیہ قلندریہ و مرمت مساجد لاہرپور و مدرسہ درگاہ شریفیہ و دیگر امور خیر وقف فرمایا۔ آپنے اپنے زمانہ جانشینی مین درگاہ حضرت سید العرفا مین جدید عمارتین بنوائین مسجد درگاہ مین بھی بہت وسعت دیدی۔ تقریباً ۱۳۱۰ھ مین فریضۂ حج بھی ادا کیا اور زیارت مدینہ طیبہ سے مشرف ہوئے۔ آپنے بعمر اونچاس سال بارہ ماہ شعبان المعظم روز چارشنبہ

سنہ ۱۲۷۲ھ مین ایک عرصہ تک مبتلاے قلج رہ کر وفات پائی۔ مزار آپکا اپنے والد بزرگوار کے مزار سے متصل ہے۔ چونکہ آپکے کوئی اولاد نہین تھی اسلیے آپنے اپنے بھانجے حضرت شاہ ولایت احمد صاحب کو مرید کرکے خرقہ خلافت عطا کیا اور اپنا قائم مقام کیا پھر انکو حضرت قطب الاقطاب عظم اللہ ذکرہ کی خدمت اقدس مین بھیجکر باصرار اجازت و خلافت دلوائی اور خرقہ فقر پہنوایا۔

آپکے خلفاء و مجاز یہ لوگ ہوے۔ مولوی حاجی حافظ شاہ امیر احمد و مولوی حاجی شاہ ولایت احمد سجادہ نشین و مولوی حاجی امین احمد ہمشیرزادگان آنحضرت مولوی حاجی ولی اللہ ساکن آسیون مقیم لاہرپور۔ شیخ محمد اسلم مچھلی شہری جونپوری۔ مولوی جلیس احمد ہمشیرزادہ آنحضرت۔ مولوی ادریس احمد ہمشیرزادہ آنحضرت۔

نفحۂ پانزدہم

ذکر حضرت فخر الکاملین اکبر العلما مولانا شاہ علی اکبر قلندر

خلف اکبر و خلیفۂ جانشین حضرت قطب الافراد۔

ولادت باسعادت آپکی گیارہ ماہ ربیع الاول روز دوشنبہ ۱۲۴۹ھ مین ہوئی آپنے جملہ کتب درسیہ تفسیر و حدیث و فقہ و منطق و کلام و ادب و فلسفہ و اخلاق و تصوف وغیرہ حضرت مقتدائے جہان مولانا شاہ تقی علی قلندر سے پڑھین اور احادیث و اوراد کی اجازت بھی اُنھین سے پائی۔ علاوہ اُسکے آپکو اجازت صحاح ستہ وغیرہ کی حضرت شاہ آل احمد محدث پھلواروی سے بھی تھی اور یہ سند خود اُنکے ہاتھ کی لکھی ہوئی آپکے وظیفہ کی کتاب مین موجود ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین مولانا محمد وعلی الہ واصحابہ الطیبین الطاہرین اما بعد فیقول خادم الفقراء والمحدثین ال احمد بن محمد امام بن نعمت اللہ فلواروی البہاری وطناً جعفری الطیاری نسباً حنفی مذہباً قادری طریقتاً وارادۃً ان اعلم العلماء افضل الفضلاء قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین سیدنا ومولانا شاہ علی اکبر بن شاہ حیدر علی بن شاہ تراب علی قلندر قدس اللہ اسرارہم لما طلب منی اجازۃ کتب الاحادیث فاجزت لذاتہ القدسیۃ بصحاح الستۃ والمسانید الاربع وحصن الحصین کما اجازنی بہا اسناد المحدثین عمدۃ العلماء قدوۃ الفضلاء شیخی ومولائی محمد یحیی سندہ

بصحیح البخاری عن سلیمان محمد بن موسیٰ عن عبد الحفیظ العجیمی مفتی مکہ عن صالح الفلانی عن احمد بن سنہ عن احمد العجل عن قطب الدین محمد بن احمد مفتی مکہ عن حافظ نور الدین ابو الفتوح عن بابا یوسف الہروی عن محمد بن شاذ بخت عن ابی اللقمان الختلانی عن الفربری عن الامام الحافظ المتقن ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری فارجو من جنابہ ان لا ینسانی من دعائہ المستجاب ان جعل اللہ تعالیٰ راضیاً عند الموت وبعد الموت ویحشرنی فی القیامۃ فی زمرۃ اولیائہ الکرام آمین والصلوۃ والسلام علی حبیبہ وآلہ واصحابہ اجمعین رضی اللہ عنہم اکرام

اور تعلیم اذکار واشغال ومراقبات وادراد اپنے جد بزرگوار حضرت غوث ملت واپنے والد ماجد حضرت قطب ا فراد سے پائی اذکار واشغال میں آپ خاص ملکہ رکھتے تھے علی الخصوص ذکر اسدی میں جو اذکار قلندریہ میں نہایت صعب ہے۔

بیعت آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ مسعودیہ میں حضرت غوث ملت سے تھی آپ پچیس جمادی الاول روز سہ شنبہ ۱۲۷۰ھ میں مرید ہوئے اور اجازت وخلافت اپنے والد بزرگوار و عم نامدار سے نیز حضرت شاہ علی اکبر قلندر آلہ آبادی نبیرہ حضرت کلید عرفان سے بھی تحریری اجازت حاصل تھی جو یہ ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

بر ضمیر منیر محرمان اسرار ربانی و مکاشفات سبحانی مخفی ومحتجب نماند کہ چون این فقیر را نعمت بیعت و اجازت وخلافت خاندان عالیہ قلندریہ علویہ وہم سلاسل سبعہ مثل خاندان قادریہ رضویہ وچشتیہ وطیفوریہ وغیرہم از عم بواسطہ والد بزرگوار حضرت سید شاہ مسعود علی قلندر بواسطہ حضرت شاہ عبد اللہ قلندر لاہرپوری از برادر عالی القدر یعنی غوث الدہر حضرت شاہ علی مظہر قلندر قدس سرہ حاصل است لہذا حسب خواہش مولوی شاہ اکبر علی را اجازت سلاسل سبعہ معہ انواعہا دادم ہر کرا در ہر سلسلہ کہ خواہند بیعت گیرند واجازت وخلافت دہند وطالب راہ حق را داخل طریق نمایند ونااہل را خارج از طریق کنند مقبول ایشان مقبول نیست مردود ایشان مردود نیست برحق برحق برحق ۵ ۵ ۵ فصاحت و بلاغت و لطافت ظرافت

آپکا خاص حصہ تھا ہر کلام معجز نظام لطیفہ غیبی و عطیہ لاریبی ہوتا تھا بچون اور جوانون اور بوڑھون سے اُنکے مناسب حال تکلم فرماتے اور نصائح اس خوبی سے کرتے کہ کسیکو ناگوار نہوتے ہر ایک سے بکمال وسعت اخلاق پیش آتے خلق و مدارات و عنایت عام کا ایک ابر تھا کہ ہر وقت برستا تھا ترک و تجرید و تفرید مین آپکا حال مطابق ارشاد حضرت غوث الاعظمؓ کے تھا کہ العافیۃ فی ترك العافیۃ والغناء فی ترك الغناء والدواء فی ترك الدواء کل الدواء فی التسلیم الی الحق عزوجل وقطع الاسباب وقطع الاسباب من حیث قلبك ظاہر آپکا اعراض سے مجرد اور باطن اغراض سے مبرا تھا ہر وقت آثار بشاشت و فرحت و انوار ولایت بمصداق العارف ہش بش

عارف ہنسنے اور خوش رہنے والا

و فرحان آپ کے چہرۂ مبارک سے جلوہ افروز تھے۔ ایک مرتبہ حضرت مقتدائے جہان کے حضور مین ایک شخص آپکی کثرت بشاشت و فرحت کے متعلق خطرہ آیا فوراً وہ خوان سے اوسکے خطرہ پر مشرف ہوکر فرمایا کہ بہت سے اولیا اللہ ایسے گذرے ہیں کہ جنپر ہنسی و خوشی کی کیفیت زیادہ طاری رہتی تھی۔ کیسے حق مین کبھی بددعا کی کوئی کیسا ہی ہوا اور کچھ کرے نہ کسی پر الزام شرک و کفر و نفاق لگایا نہ کسیکے ظاہری و باطنی حال پر کبھی اعتراض فرمایا خواہ کسی خیال کا کوئی شخص کیون نہو آپ اُن سے بکمال لطف و مرحمت پیش آتے ہر کس و ناکس سے بے تکلف ملنا اور گفتگو کرنا اعلیٰ درجہ عارف و موحد ہونیکی دلیل ہے حضرت غوث پاک کا ارشاد ہے کہ اشد الاشیاء علی من عرف اللہ تعالی النطق مع الخلق والقعود معہم ولھذا یکون

سلہ عافیت ترک عافیت مین ہے اور غنا ترک غنا مین اور دوا ترک دوا مین پوری دوا ہے اپنے کو سپرد کردینا حق عزوجل کی اور قطع کرنا اسباب کا اور دور کرنا اسباب کا اپنے قلب سے ۱۲ سلہ سخت ترین چیز عارف حق کے لیے خلق سے باتین کرنا اونکے ساتھ بیٹھنا ہوا اسی لیے ہزار در ہزار عارف منعم ہوتے ہین اور خلق سے باتین کرنیوالا ایک ہوتا ہے ۱۲

الف الف ہاتف والمتکلم معہم ولہذا اخفائے اسرار مین آپکا پورا پورا عمل اس حدیث پر تھا کہ من کتم سرہ فقد حصل امرہ دعوی وانانیت کی بات سے کبھی لب آشنا نہوے اور بے نفسی وخاکساری اسقدر تھی کہ اگر آپکو سلطان خاکساران ہنسم کہین تو بیجا ہے۔

آپ بعد وفات آپنے والد بزرگوار حضرت قطب الافراد کے سجادہ نشین خانقاہ کاظمیہ ہوے حضرت قطب الافراد نے وقت وصال اپنے بازو کے تعویذ کھولکر عنایت فرمائے اور فرمایا کہ انکو باندھ لو اور اپنے چھوٹے بھائی حضرت مقتدائے جہان مولانا شاہ تقی علی قلندر سے آپکو خرقہ پہنانیکی وصیت فرمائی چنانچہ بروز سیوم حضرت قطب الافراد حضرت مقتدائے جہان نے آپکو مجمع عام مین خرقہ پہنایا اور خود کھڑے ہوکر نذر دی اور فرمایا کہ یہ خادم آستانہ کی نذر ہے آپ اسوقت تو رسما و نیز بخیال الامر فوق الادب اپنے عم بزرگوار کے سامنے سجادہ کاظمیہ پر تشریف فرما ہوے مگر پھر تا حیات اُنکے ادبا نہین بیٹھے بلکہ سجادہ سے کچھ ہٹکر بیٹھا کرتے تھے۔ انتظام خانقاہ و دیگر امور متعلقہ سجادگی مین حضرت مقتدائے جہان مداخلت نہین فرماتے تھے یہ سب بعد وفات حضرت قطب الافراد سے آپ ہی کے ذمہ رہا حضرت مقتدائے جہان کی حیات مین آپکو جسقدر وقت بعد ادائے فرایض سجادہ نشینی ملتا تھا وہ آپ درس و تدریس مین صرف کرتے تھے۔ تلامذہ آپکے یون تو بہت ہوے لیکن یہان پر اُن چند حضرات کے نام لکھے جاتے ہین جنھون نے آپ سے پوری تعلیم پاکر فراغ حاصل کیا مولوی عبد الباقی صاحب کاکوروی صوبہ دار گلبرگہ دکن۔ مولوی محمد ر الدین جانقصاحب کاکوروی

سلہ جسنے اُنکا بھید چھپایا اوسنے اپنا مطلب پایا ۱۲

مولوی حاجی فریدالدین خانصاحب محدث کاکوروی۔ مولوی شاہ سکندر علیخان واصل خالصپوری نزیل بمبئی۔ مولوی
حکیم علی حیدر خان خالصپوری۔ منشی نظیر حسن ساکن دیوا نزیل کاکوروی۔ مولوی
حکیم عبدالحفیظ کاکوروی۔ حکیم عبدالنور خان خالصپوری۔ منصف عظیم الدین
کاکوروی۔ مولوی محمد علیشاہ لکھنوی۔ جنکا مزار لکھنو محلہ رسی بٹون مین ہے انمین سے
بعض لوگون نے اگرچہ حضرت مقتدائے جہان سے بھی پڑھا ہے مگر بیشتر آپ ہی سے
پڑھ کر فراغ حاصل کیا مولوی شاہ سکندر علیخان کے حال مین اونکے ملفوظ مفید الصالحین
مولفۂ شیخ داؤد ساکن بمبئی مین ہے کہ فاضل واصل نے بعض کتب درسیہ حضرت
شاہ تقی علی قلندر کاکوروی سے اور نیز بعض غیر درسیہ مثل عوارف وعین العلم معہ
شرح علامہ ملا علی قاری وملتقط احیا وغیرہ پڑھین اور اُنکے صاحبزادہ سے تفسیر
جلالین وتفسیر بیضاوی سورۂ بقر تک پڑھین اور میبذی ومختصر معانی وشرح عقائد
نسفی کے بھی چند سبق پڑھے لیکن اکبر العلما مولانا شاہ علی اکبر قلندر سجادہ نشین حضرت
شاہ تراب علی قلندر کاکوروی سے زائد پڑھنے کا اتفاق ہوا کہ شرح جامی سے
لیکر ہدایہ تک سب کتابین پڑھین۔ انتہی۔ آپکا یہ سلسلہ درس تدریس زمان وفات
حضرت مقتدائے جہان تک جاری رہا۔ اُسی زمانہ مین آپنے دو رسالہ بھی لکھے۔ پہلا
رسالہ موسومہ بہ **اصل الاصول فی بیان السلوک والوصول** ہے
فارسی مین ڈھائی جزو کا اسمین آپنے شرائط وآداب شیخی واجازت وخلافت ومسائل
بیعت نہایت وضاحت سے تحریر فرمائے ہین سنہ تالیف اسکا ۱۲۶۰ھ ہے یہ رسالہ
دو بار چھپا پہلی مرتبہ ۱۲۸۳ھ مین مطبع گلزار اودھ اور دوسری مرتبہ ۱۲۸۴ھ مین
مطبع علوی مین۔ دوسرا رسالہ **ہدیۃ المتکلمین** ہے اردو۔ اثبات قیام مجلس

مولود شریف مین۔ یہ ڈیڑھ جزو کا رسالہ آپنے ۱۲۸۰ھ مین تالیف فرمایا جو اُسی سال معہ آپکے ایک دوسرے رسالہ **تحفۃ المسلمین** ورسالہ سرور المومنین مصنفہ مولانا حسن علی محدث لکھنوی ونقول استفتاے علماے حرمین کے مطبع علوی مین اور پھر دوبارہ وہ صرف معہ استفتاے علماے حرمین کے ۱۲۹۰ھ مین مطبع مصطفائی مین چھوٹی تقطیع پر چھپا مگر اب یہ دونون رسالہ نہین ملتے۔ تحریر عبارت مین آپکو خاص طور پر مہارت تھی فارسی واردو عبارتین خصوصًا بہت رنگین ومقفی ومسجع لکھتے تھے آپنے اپنے کو اسقدر خمول وگمنامی مین رکھا کہ کوئی شخص آپکو باوجود آپکے علم وفضل کے عالم وفقیر کبھی نہین سمجھا الا ماشاء اللہ۔

بعد وصال حضرت قطب الافراد آپ تین برس زینت بخش سجادہ کاظمیہ رہے اوقات شبانروزی بعد وفات حضرت مقتداے جہانیہ یہ تھی کہ بعد نماز صبح وفراغ از وظائف بالاخانہ سے اوتر کر اولًا سب مزارات پر فاتحہ خوانی فرماتے پھر خانقاہ شریفیہ مین سجادہ پر تشریف فرما رہتے یا اکثر بستی مین تشریف لیجاتے تھے (بجز ماہ صیام کے کہ اس ماہ مین آپکا خاص معمول تھا کہ بہت کم لوگون سے ملاقات فرماتے اور خانقاہ شریفیہ سے باہر دولتخانہ تک تشریف نہ لیجاتے تھے) اور دوپہر کو واپس تشریف لاکر بعد فراغ طعام وقدرے قیلولہ نماز ظہر پڑھکر تلاوت کلام مجید حسب دستور حضرت قطب الافراد فرماتے اور تصوف پڑھاتے اور نماز عشا تک سجادہ ہی پر تشریف فرما رہتے پھر حسب معمول حضرت عارف باللہ وحضرت غوث ثالث وحضرت قطب الافراد بالاخانہ پر تشریف لیجاتے او صبح تک کسی سے ملاقات نہ فرماتے مگر بحالت مجبوری۔

صورتاً آپ بہت وجیہ تھے رنگ سرخ وسپید نقشہ بہت پاکیزہ قد میانہ نحیف عفیف باسقدر تھے کہ مدت العمر غسل مین کبھی کسی نے جسم نہین ملوایا حلم و بے نفسی آپ کی اس حکایت سے بخوبی واضح ہوتی ہے کہ ایک صاحب آپ کے بہت مخالف تھے اور ہمیشہ آپکی شان مین کلمات سخت کہا کرتے تھے جب انکا انتقال ہونے لگا تو کچھ دیر پیشتر آپ انکے پاس تشریف لیگئے اور کلمہ شہادت تلقین فرماتے رہے اور بعد انکے انتقال کے خود کھڑے ہو کر غسل دلایا اور تجہیز و تکفین مین مثل انکے اعزہ کے بلکہ انسے زائد [illegible] رہے اور بعد انکے دفن کے فرمایا کہ یہ فلان صاحب کے بیٹے تھے الحمد للہ کہ خدا نے مغفرت کی۔ آپکا معمول تھا کہ اپنے اوپر جب کسی معترض کا اعتراض سنتے تو ایک خاص طرح کا شکر خند فرما کر ٹال دیتے اور مطلقاً برا نہ مانتے۔ لیکن جو بات ناگوار ہوتی تھی اسپر ہنستے نہ تھے بلکہ سکوت فرماتے یا کوئی لفظ منکسرانہ فرما دیا کرتے۔ پہلی صورت مین معترض کو کوئی نقصان نہین پہونچتا تھا مگر دوسری صورت مین ضرور نقصان پہونچتا تھا چنانچہ معترضین مین اکثر مثالین ایسی گذرین کہ جسکے کسی فقرہ پر آپنے سکوت فرمایا اوسنے جو لفظ آپکی شان مین کہا تھا بجنسہ وہی لفظ بہت جلد اوسپر صادق آیا سچ ہے ع باسوختگان ہر کہ در افتاد بر افتاد ؎

چراغے را کہ ایزد بر فروزد	کسے گر تف زند ریشش بسوزد

آپ اپنے وقت مین بالکل مصداق قول مشہور صوفی آن بود کہ نبود کے تھے حد درجہ کے منکسر النفس ومتحمل المزاج اور ہمیشہ شہرت سے متنفر و محترز رہے اور بہ مفہوم الخمول راحة والشهرة آفة تمام عمر اخفا و کتمان و طریق ملامت مین بسر کی اور ملامت بھی ایسی اختیار کی کہ باید و شاید حضرات قلندریہ مین عموماً اور خاندان

کا ظہور باسطیہ مین خصوصاً جسقدر خمول و گمنامی و ملامت آپنے اختیار کی کسی نے
نہین کی منشی حسن رضا صاحب بیان کرتے تھے کہ مولوی عبد الباقی صاحب کو
ایک مرتبہ آپکی نسبت باطنی ہر کے معلوم کرنیکا ذوق ہوا مگر باوجود کوشش معلوم
نکر سکے شب مین حضرت منتہائے جہان کی زیارت ہوئی آپنے فرمایا کہ میان
اکبر کی نسبت آجتک بہت سے اولیاء اللہ کو بھی معلوم نہین ہوئی ہر تو تم کیا ہو۔
جناب منشی وہاج الدین صاحب آپنے رسالہ کبریت احمر مین لکھتے ہین کہ حضرت شاہ
علی اکبر قلندر کا کمال قلندری مجھے اسطرحسے معلوم ہوا کہ مین آپسے فیضیاب ہوا ہون
اور آپ مثل حضرت عمر فاروق لومۃ لائم کی کچھ پروا نہین کرتے تھے یہ بات عین مقام
قلندریت پر دلالت کرتی ہے اور آپسے فیضیاب ہونے کا قصہ اپنے مقدمہ کتاب
الکہف والرقیم مین یون لکھتے ہین کہ ایکبار دونکا قصہ ہے کہ جب میری دیوانگی و
مدہوشی حد سے تجاوز کر گئی اور قصبہ مین سختی سے مجھے بدنامی پھیل گئی تب
مجھے میرے حضرت یعنی حافظ شاہ علی انور قلندر نے حکم دیا کہ صبح سے آدھی رات
تک تم تکیہ شریفہ پر روزانہ حاضری کو ترک کردو صرف عصر کی نماز تکیہ پر پڑھو
اور بعد نماز کے ہمارے ساتھ بستی چلا کرو اور واپسی مین تکیہ پر ہمکو پہونچا کر اپنے
گھر چلے جایا کرو مگر جمعہ کو نماز جمعہ کے وقت آیا کرو اور بعد نماز ہمارے ساتھ بستی چلا کرو
تب سے یہی عملدرآمد رہا مگر ایکروز جمعہ کو مجھے جمعہ کا خیال نہین رہا مین حسب
معمول عصر کے وقت تکیہ شریفہ پر حاضر ہوا وہان مینے اپنے حضرت کو نہین پایا صرف
آپ تشریف رکھتے تھے مین پہونچا تو آپنے فرمایا کہ تمہارا فاقہ گیا میری سمجھ مین نہ آیا
کہ آپ کیا فرماتے ہین تب آپنے فرمایا کہ اندھے ہو گئے آج جمعہ ہے مینے یہ سنکر واپس ہو جانا چاہا

کہ جہان بستی مین حضرت تشریف رکھتے ہون وہان جاؤن تب آپنے فرمایا کہ دیکھو یہان
تکیہ خالی ہے تم ذرا ٹھہر جاؤ ہم مسجد مین نماز پڑھ آئین تب چلے جانا مجھے اتنا توقف
بہت شاق ہوا مگر ارشاد کی تعمیل کرنا پڑی جتنی دیر مین آپ نماز سے فارغ ہوے
مین ٹہلتا رہا بعد نماز آپنے مجھ سے فرمایا کہ خانقاہ کا صدر دروازہ بند کردو اور باورچیخانہ
کے دروازہ سے چلے جاؤ مین دروازہ بند کرنے چلا پھر آپنے فرمایا کہ اچھا ہم ہی
بند کیے دیتے ہین تم جاؤ اس اثنا مین مینے دیکھا کہ آپکی آنکھون مین دو بجلیان چمکین مین
سمجھا کہ یہ بجلیان چمکنا بے سبب نہین بہر حال مین وہان سے بستی مین اپنے حضرت کے
پاس جانیکو چل کھڑا ہوا اور تکیہ شریف کے پھاٹک تک پہونچا تھا کہ بالکل بیخود ہو گیا
اور عصر کے بعد کا تکیہ سے چلا ہوا منشی عبد الحی صاحب کی کوٹھی مین جو تکیہ شریف
سے ربع میل سے بھی کم ہے جہان حضرت تھے بہزار دقت وخرابی افتان وخیزان بعد
مغرب پہونچا وہان معلوم ہوا کہ حضرت اوپر منشی عبد الحی صاحب کے پاس تشریف
رکھتے ہین سیدھا اوپر چلا گیا وہان حضرت تشریف رکھتے تھے اور منشی صاحب بھی تھے
چند باتین مجھ سے منشی صاحب نے پوچھین مینے اُسکا جواب غیر منتظم دیا وہ ہنسنے لگے
حضرت نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم ابا کے پاس گئے تھے مینے عرض کیا کہ جی ہان فرمایا
کہ جاؤ سو رہو مین نیچے اوتر کر برادر عزیز عبد القیوم کے کمرہ مین سو رہا اُسوقت تک
خمار کی حالت تھی اسلیے اتنا یاد بھی رہا اور جب پلنگ پر لیٹا تو پھر مجکو ہوش نہین رہا
حضرت اپنے معمولی وقت پر تکیہ شریف واپس تشریف لے گئے لوگون نے میرے
جگانیکی کوشش کی لیکن مجکو خبر نہوئی تمام شب گذری اور صبح ہو گئی صبح کو بھی نہین
اوٹھا یہانتک کہ دوپہر ہو گئی تب سبکو تشویش پیدا ہوئی بہر حال نہین معلوم کہ

آخر مین کیا ترکیب کیگئی جس سے مجکو ہوش آیا مینے جاگتے ہی پوچھا کہ حضرت اوپر نظر رکھتے ہین یا اندر یعنی مین سمجھتا تھا کہ ابھی سو یا ہون معلوم ہوا کہ تمام شب او نصف دن گذر گیا ہے مین سخت متعجب ہوا پھر وہان سے اوٹھکر اپنے مکان چلا آیا اور اپنے کمرہ مین آکر چپ چاپ مبہوت بیٹھ گیا اوسی مستی مین آپ ہی آپ بلا شور و شغب کے بلا کسی روشنی یا تجلی یا نورانیت کے دیدۂ دل سے دیکھتا تھا کہ مین پہلے آسمان پر گیا اور جسم یہین نیچے تھا اور اسیطرح دوسرے آسمان اور تیسرے آسمان پر یہانتک کہ ساتوین آسمان تک گیا اشیاء آسمانی و ملائکہ وغیرہ سب دکھائی دیتے تھے اور میرا جی نہین چاہتا تھا کہ کسی سے مخاطب ہون اور نہ کسی سے مخاطب ہوا بالآخر آسمانون کی دید ختم ہونیکے بعد ایک عظیم الشان تاریکی نظر آئی کہ جس سے ایک عجیب و غریب ہیبت قلب پر طاری ہو گئی اگر مستی و بیخودی کی حالت نہوتی تو دل و دماغ پھٹ جاتے تاہم بے انتہا گھبراہٹ پیدا ہوئی اور تشویش نے گھیر لیا کہ یہ ہی کیا اور کچھ سمجھ مین نہین آتا تھا سخت پریشانی کے بعد مین نے آپ ہی مین سے حق کا کلام بآواز بلند یہ سُنا کہ ہذا الامر اس آواز کے سنتے ہی مجھپر سخت رقت طاری ہوئی اور مین زار و قطار رونے لگا بہت رونے کے بعد بالآخر میری مستی کم ہو گئی اور ہوش مین آگیا اب اسکی حسرت شروع ہوئی کہ اگر مین نہ روتا تو اور آگے ترقی کرتا مگر خدا کو منظور یہی تھا میرا عقیدہ و ایمان اس بات پر مضبوط ہو گیا کہ اولیاء اللہ مین بڑی قدرت ہے جو چاہے کرین اور بزرگان دین کے واقعات و تصرفات جسقدر کتابون مین مذکور ہین یا زبان زد خاص و عام ہین بالکل سچے ہین اور اگر کسی بزرگ کیخدمت مین سلوک کرنے سے اُس بزرگ کی عنایت

بذریعہ خدمت وعقیدہ برقرار رکھی جائے تو بہت کچھ کمال حاصل ہو سکتا ہے انتہی
آپنے کبھی اپنے کمال باطنی کو بوجہ اپنے خمول وگمنام پسندی کے کسی پر ظاہر نہیں
ہونے دیا اور اسیوجہ سے زائد کشف وکرامات آپکی اہل ظاہر کی نظر مین نہیں آ
مگر پھر بھی آپکا ہر ارشاد اعجاز اور ہر فعل کرامت تھا چند حکایات بطور مشتے نمونہ
از خروارے یہانپر لکھے جاتے ہین۔ خان بہادر منشی تاج الدین صاحب بیان
کرتے تھے کہ ایک روز خواہ مخواہ میرے دل مین آپکی طرف سے اعتراضات وسو
ظن پیدا ہوے اور اسمین اسقدر ترقی ہوئی کہ مجھے معاذ اللہ آپ سے نفرت ہوگئی
اور مینے یہ قصد کر لیا کہ تکیہ شریفہ کی حاضری ترک کر دون اس خیال مین مستغرق
تمعلوم کیونکر تکیہ شریف پر پہونچ گیا چونکہ قلبًا اسوقت آپکی طرف سے بیزاری بہت
تھی مینے ارادہ کیا کہ آپکے پاس نہ بیٹھونگا بلکہ حضرت حافظ صاحب کے پاس بیٹھونگا
مگر دستور قدیم وآداب ظاہری کے مطابق طوعًا وکرہًا سلام کرنا پڑا کیونکہ اسوقت
آپ خانقاہ شریف کے کمرہ مین تشریف فرما تھے اور جناب حافظ صاحب برآمدہ مین
اور بالا اُس برآمدہ کا کوئی راستہ نہین تھا سلام کے جواب مین آپنے مسکرا کر فرمایا
آؤ منشی تاج الدین یہان بیٹھو پھر اودھر جانا اور اپنے قریب ایک جگہ پر اشارہ فرمایا
میرا دل تو کسی طرح نہین چاہتا تھا مگر ظاہری رکھ رکھاؤ نے مجبور کیا بیٹھ گیا آپنے
فرمایا کہ تمھارے لیے آج ہمنے حضرت عارف باللہ کے مکتوبات نکالے ہین ذرا انکو
دیکھو تو کیا اچھا مضمون لکھا ہے یہ فرما کر ایک بیاض قلمی اوٹھائی اور اوسمین ایک
مکتوب حضرت عارف باللہ کا جو اونھون نے بجواب اپنے صاحبزادہ مولانا شاہ
حمایت علی قلندر کے چند شکوک کے لکھا تھا نکالکر مجھ سے فرمایا کہ اسکو پڑھو اسمین تحریر

تھا کہ لوگ جو مجھپر اعتراض کرتے ہین وہ اپنے خیال مین بجا کرتے ہین لیکن مجکو جو کچھ حکم ہوتا ہے وہ کرتا ہون یہ فعل میرا چاہے کسیکی نظر مین قابل تحسین ہو یا لائق نفرین مجھے خدا سے کام پڑا ہے اوسکی تقدیر پر نقل وحرکت کرتا ہون تیس سال سے یہی مشغولی ہے کہ ذاتاً وصفتاً وقولاً مین نہین ہون وہی ہے کہ اس صورت مین ہے قبل اسکے عالم بطون مین اسکا عین تھا چنانچہ اب ظہور مین وہ عین انسان ہے یہی عقیدہ ہے اور اسکی مشق ہے غرض یہی مضمون دور تک تحریر فرمایا تھا اور آگے چلکر لکھا تھا کہ تم جس صحبت مین ہو وہان ہدایہ اور امام ابی حنیفہ کے سوا نہ کوئی کتاب ہے اور نہ کوئی عالم دین اور ہمین ہر چیز کی سند اپنے پیرون سے ہے محی الدین ابن عربی حقائق مین اور غزالی طریقت مین ان لوگونکے طعن کی ہمین پروا نہین ہے

گر طمع خواہد ز من سلطان دین	خاک بر فرق قناعت بعد ازین

اور ایک دوسرا مکتوب دکھایا جسمین لکھا تھا کہ افسر ملامتیان رسول ما بود صلعم اوسکے بعد آپنے میری طرف دیکھکر اور اپنے عادت کے موافق شفقت آمیز طریقہ پر ہنسکر فرمایا کہ جی اور کیا جناب بمجرد اس ارشاد کے مجھپر بے اختیاری طاری ہوگئی اور یہ حالت ہوئی کہ کبھی تو ایسی ہنسی آتی تھی کہ سانس نہین سماتی تھی اور کبھی ایسی رقت ہوتی تھی کہ ہچکیان آنے لگتی تھین اور سسکیان بندھ جاتی تھین یہ حالت ایک گھنٹہ تک قائم رہی اور اسکے ساتھ ہی نہایت ذوق ولطف رہا تمام حضار میری حالت سے متاثر ہوے جب بیقراری بہت بڑھی تب آپنے پانی منگاکر تھوڑا خود پیا اور باقی مجھے پلایا جسکے بعد فوراً میری حالت اعتدال پر آگئی اوسوقت طبیعت ایسی ہلکی تھی کہ معلوم ہوتا تھا مینے کبھی کوئی گناہ ہی نہین کیا ہے اور بہت ہشاش بشاش تھا

کرامت جناب ممدوح کا بیان ہے کہ آپنے مجھسے ایکبار فرمایا تھا کہ تم اپنے نانا
کے عہدہ پر پہونچوگے چونکہ میرے نانا صاحب مرحوم صدرالصدور تھے اور مین
کہین ملازم نہ تھا مجھے تعجب معلوم ہوا اور معمولی بات سمجھکر یاد بھی نہین رہا لیکن
آپکے علم باطن وکشف صریح کا ظہور اس ارشاد کے ایک مدت بعد ہوا مین سب جج
ہوا اور مدتون سب جج رہا جو اب عہدہ صدرالصدوری کا انگریزی لقب ہے
پھر اس عہدہ سے ترقی پاکر جج خفیفہ ہوا اور اب ججی خفیفہ سے پنشن یاب ہوا ہون
دیگر جناب ممدوح کا بیان ہے کہ حضرت خداوندنعمت جناب حافظ صاحب کا
معمول تھا کہ رمضان المبارک مین ایک قرآن شریف تراویح مین ضرور پڑھتے
تھے اور اڑتالیس برس تک کسی سال ناغہ نہین ہوا چنانچہ آٹھ رمضان المبارک
سنہ ۱۳۱۱ھ کا ذکر ہے کہ حافظ صاحب نے قرآن شریف ختم فرمایا بعد ختم تراویح مین
اُنکے پاس حاضر تھا کہ آپنے مجھے پکارا اوھون نے فرمایا کہ جاؤ جاؤ والد کچھ کہینگے
مین حاضر ہوا اور قریب بیٹھ گیا آپنے فرمایا کہ الحمدللہ میان انور کا قرآن شریف آج
بخیروخوبی ختم ہوگیا جسدن انکا قرآن شریف ختم ہوتا ہے ہمکو بڑی خوشی ہوتی ہو
خدا جانے آیندہ سال ہم ہون یا نہون بالفعل ہمنے تمھارے لیے تین دعائین کی
ہین کہو کیا مینے عرض کیا کہ ارشاد ہو فرمایا کہ پہلی دعا یہ ہے کہ صحت قلبی وقالبی
رہے دوسری یہ کہ حاکم حقیقی ومجازی راضی رہین تیسری یہ کہ فلاح دارین
نصیب ہو۔ اور کچھ۔ مینے عرض کیا کہ دعا مین کہین فرمائش ہوتی ہے یہ سنکر میری
پیٹھ ٹھونکی اور مجھے لپٹا لیا پھر فرمایا کہ اچھا اب اپنے قافلہ مین (حافظ صاحب کے پاس
جاؤ مین چلا آیا حضرت نے پوچھا کہ کیا فرمایا مینے بیان کیا فرمایا کہ یہ تو ہمکی ہے

ان ارشادات کا پہلا ظہور تو یہ ہوا کہ اوس سال کے بعد پھر آپکو رمضان شریف دیکھنے کی نوبت نہین آئی کیونکہ رجب سنہ ۱۳۱۲ھ مین وفات ہو گئی منجملہ دعاؤن کے حسب ذیل امور کا ظہور ابتک ہو چکا ہے۔ مین اس ارشاد سے قبل اکثر علیل رہا کرتا تھا درد گردہ و سنگ مثانہ کا مرض مجھے ۱۴ برس تک رہا لیکن اسکے بعد مین تندرست ہو گیا اور ابتک بفضلہ مجھے کوئی جسمانی مرض نہین ہوا صحت قلبی سے مراد پاکیزگی باطن ہے اسکا حال خدا کو معلوم حاکم مجازی کی رضامندی کا باحسن وجوہ ظہور ہوا فنتیس برس چند ماہ مینے انگریزی ملازمت کی اور مختلف المزاج حکام سے سابقہ رہا کبھی مجھ سے کوئی حاکم ناراض نہین ہوا بلکہ ہمیشہ سب بہت خوش رہے یہانتک کہ مجھے خان بہادری کا خطاب ملا اور حاکم حقیقی کی رضامندی حاکم حقیقی ہی کو خوب معلوم ہے فلاح کا ظہور بھی یہ ہوا کہ اس عالم مین مجھے اپنے ہمچشمون اور اعزہ مین اچھی خاصی عزت حاصل ہوئی اُس عالم کی فلاح خدا کے ہاتھ ہے۔

کرامت شاہ ارادت اللہ مرحوم بیان کرتے تھے کہ مین باجازت آپکے حج و زیارت مدینہ منورہ کو گیا مکہ معظمہ سے بوجہ تنگدستی مدینہ منورہ کو پیادہ روانہ ہوا راستہ مین مجھے دست آنا شروع ہوے اور اسقدر کثرت سے دست آئے کہ امید زیست مفقود ہو گئی بمشکل تمام مقام رابغ تک پہونچا وہان کچھ ہموطن اہل قافلہ ملے اونسے ساتھ لیچلنے کی درخواست کی مگر اونھون نے حالت ردی دیکھکر لیجانیکی جرأت نہین کی تین روز تک ایک لکڑی والے کی دوکان پر بے آب و دانہ پڑا رہا تیسرے روز دست موقوف ہوے تو نہایت ضعف ہوا مگر مینے خیال کیا کہ

اجتبک سانس ہی جو قدم اوٹھے مدینہ منورہ ہی کیطرف اوٹھے چنانچہ لکڑی والے سے
خوشامد کرکے مینے راستہ پوچھا وہ کھانے کے لیے اصرار کرتا رہا مگر مینے احتیاطاً
نہین کھایا اور لاٹھی کے سہارے چل کھڑا ہوا راستہ مین ایک جگہ کچھ بدو ملے میرے
پاس جو کچھ نقد تھا چھین لے گئے مینے حضرت پیر و مرشد کو یاد کیا تھوڑی دیر کے بعد
ایک عورت نمودار ہوئی اور اوسنے بدوؤن کو پکارا مین تو سمجھا کہ اب میرے قتل کا
سامان ہے مگر اوسنے بدوؤن سے خدا معلوم کیا کہا کہ فوراً وہ میرا مال واپس دیگئے
پھر وہ عورت غائب ہوگئی اس اثناء مین عشا کا وقت آگیا مینے اپنی بیکسی و مجبوری
سے پریشان ہوکر بعد نماز عشا دعا مانگی اور پیر و مرشد کیطرف متوجہ ہوکر استدعاے
امداد کی اور بقصد روانگی کمر باندھی دفعتہً میری آنکھونمین ایسا شدید درد ہوا کہ معلوم
ہوتا تھا کہ آنکھون کے ڈھیلے نکل پڑینگے کپڑے کی گدی بنا کر باندھی مگر کمی نہوئی
اس بیقراری مین آنکھونکو ہتیلی سے داب کر بیٹھ گیا دفعتہً ایک آندھی نہایت زور
شور سے آئی اور چار پانچ جھوکون کے بعد کم ہوگئی ادھر آنکھ کا درد بھی کم ہوگیا
شوق روانگی مین آنکھون سے پٹی کھولی تو دیکھا کہ ایک شہر مین پہونچ گیا ہوں
دس بجے شب کا وقت ہے اور روشنی ہو رہی ہے لوگون سے پوچھنے پر معلوم ہوا
کہ یہی مدینہ منورہ ہے یقین نہ آیا متواتر دریافت کیا آخر پوچھتے پوچھتے روضہ مبارک
پر پہونچا اور جھنجھریون کو بوسہ دیکر درود خوانی مین مصروف ہوگیا کئی شبانہ روز
اسیطرح حسب آب و دانہ بیخود و بیہوش وہان درود شریف پڑھا کیا پہلے روز دربانون
نے شبکو وہان سے چلے جانیکا حکم دیا مگر مینے اپنی مدہوشی مین جنبش تک نہ کی
نہ کچھ بولا ایک خادم کو غصہ بھی آیا اور اوسنے مارا بھی بالآخر مجھ سے تعرض کرنا

چھوڑ دیا اور مین شادان شاد ایک مدت تک وہان رہکر بخیر و خوبی وطن واپس آیا
اور قدمبوس ہوا حضرت مولوی شاہ رکن الدین قلندر لاہرپوری بھی اسی سال
حج و زیارت کو تشریف لیگئے تھے اس واقعہ کی تصدیق اون سے بھی ہوئی چنانچہ
بعد واپسی وطن اونھون نے بوقت ملاقات اکثر لوگون سے بیان کیا کہ ہمین یہ راہ
مین بیمار وضعیف ملے تھے اور بوجہ حالت ردی ہونیکے پیچھے رہگئے تھے مگر مدینہ
منورہ پہونچکر معلوم ہوا کہ یہ ہمسے تین روز قبل وہان پہونچ گئے تھے اس بیان
کے شاہد اب بھی اکثر حضرات موجود ہین حافظ وجیہ اللہ خان رئیس شاہجہانپور اس
واقعہ کو دیکھکر شاہ صاحب کے مرید و معتقد ہوگئے۔

کرامت منشی شکور احمد صاحب اٹھوی ثم الکاکوروی بیان کرتے تھے کہ جب
مین ریاست ملاپور ضلع سیتاپور مین ملازم تھا وہان کے راجہ و دیگر اشخاص میری
زبانی حالات معلوم کرکے آستانہ شریفہ کاکوری کے بزرگون کے معتقد ہوگئے ایکبار
کا ذکر ہے کہ ملاپور خاص مین ہیضہ کی بیماری بہت شدت سے ہوئی کہ جسمین
چار سو سے زیادہ آدمی مرگئے اُس بیماری مین اہل ہنود ایک دوسرے کی عیادت
کو نہین جاتے تھے اور نہ تجہیز و تکفین مین شریک ہوتے تھے ایسی حالت مین ایک
میرے عنایت فرما منشی متھرا پرشاد کی زوجہ مبتلائے ہیضہ ہوئین بیچارے کی نہ تو
کوئی اولاد تھی نہ کوئی رشتہ دار اوسوقت ساتھ تھا جب حالت زیادہ خراب ہوئی
تو بخیال فراق و نیز یہ کہ تجہیز و تکفین کون کریگا اور گورستان تک کون لیجائیگا کیونکہ
یہان جب کوئی یہین کے باشندون کا شریک نہین ہوتا تو مجھ غریب الوطن کو
کون پوچھیگا وہ بہت پریشان ہوے اُنکا بیان ہے کہ اوسی پریشانی مین ہمرکے

مکان مین آکر لیٹ گیا اور شدت غم مین بیخود سا ہوگیا دیکھا کہ حضرت تشریف لاے اور کچھ ہاتھ مین لیے ہوے ہین فرمایا کہ یہ کھلا دو اچھی ہوجائیگی دفعتہ میری آنکھ کھل گئی اور مین اوٹھکا اندر گیا مریضہ کے ہاتھ کی مٹھی بند تھی اوسنے مجھ سے کہا کہ مین غافل ہوگئی تھی تمھارے گرو جی یعنے کاکوری کے بابا ابھی آئے تھے مجکو یہ دے گئے ہین مین کھالون مینے کہا کہ دیکھون کیا ہے اوسنے مٹھی کھولی تو اسمین سفید سفید دو دانہ تھے مینے کہا کھالو اوسنے کھالیے اُسی وقت سے صحت شروع ہوگئی شام کو اوسنے غسل کرکے کپڑے بدلے اور کھانا کھایا جو حلیہ اُن بزرگ کا مریضہ نے بتلایا وہ آپکا تھا

کرامت مولوی محمد ہاشم صاحب کاکوروی کے گھر مین اوائل مین دو تین ولادتین ہوئین مگر زندہ نہین رہین آنکی والدہ بہت رنجیدہ رہا کرتی تھین اور آنکی اولاد کے واسطے دعا کرنیکے بارہ مین اکثر آپسے عرض کیا کرتی تھین ایکبار آپنے اُنسے فرمایا کہ گھبراؤ نہین تم اپنے چار پوتے پوتی چھوڑ کر اس عالم سے جاؤ گی چنانچہ جب ۱۳۱۲ھ مین انکا انتقال ہوا تو مولویصاحب کے چار اولادین موجود تھین جو اب بھی بفضلہ موجود ہین

کرامت خان بہادر منشی تاج الدین صاحب بیان کرتے تھے کہ ربیع الآخر ۱۳۱۲ھ کے عرس شریف مین آپ حسب معمول میرے خیمہ مین تشریف لاے اور مجھ سے فرمایا کہ تاج الدین یہ سال بہت سخت ہے اس سال کاکوری کے اکثر ارکان اوٹھ جائینگے ہم تو بوڑھے ہی ہین خدا ہمکو وہ نہ دکھلاے جو ہونیوالا ہے اسکے بعد باتونکا رُخ بدلکر فرمایا کہ خدا حافظ جی (حافظ سراج الدین صاحب مرحوم) کو زندہ رکھے انکا نذر کیا ہوا خیمہ ہمین خوب پسند آیا اس ارشاد کے بعد اسی سال رجب مین آپنے خود وفات فرمائی اور ماہ صفر مین بھائی صاحب کا انتقال ہوا اور اکثر عمائد کاکوری کا

اوسی سال انتقال ہوا۔

کرامت سنہ ۱۳۰۰ھ مین جناب منشی وہاج الدین صاحب نے آپکو خواب مین دیکھا کہ آپنے انکو پانچ یا چھ اشرفیان عنایت کین اور فرمایا کہ یہ معراج الدین کو دیدو چنانچہ اوسکے چندروز بعد منشی معراج الدین صاحب تحصیلدار قایم مقام مقرر ہوے آنکی تنخواہ مین اوسیقدر رقم ملی جسقدر اُن اشرفیون کی قیمت حساب سے ہوتی تھی۔

دیگر جب وہ ڈپٹی کلکٹر ہوکر بہرائچ گئے اُس زمانہ مین اونھون نے بیان کیا کہ میرے بہرائچ پہونچکر چارج لینے کے دو تین روز بعد ایکروز مین بیٹھا ہوا تھا کہ دفعۃً مین بیداری مین آپ تشریف لائے (یہ واقعہ ۱۳۰۷ھ کا ہے) اور نہایت تیز چال سے اُسوقت چلتے تھے اور نہایت عجلت سے بولتے تھے ایسا کہ سمجھنا دشوار تھا آپ نے تشریف لاکر فرمایا کہ وہاج الدین چلو تمکو حضرت سید سالار مسعود غازی سے ملادین مین فوراً اوٹھا اور آپکے ساتھ چلا درگاہ مین پہونچکر بجاے مزار کے حضرت سید صاحب کو بیٹھے دیکھا جو نہایت خوبصورت و کمسن و بی ریش و برہنہ تھے اور وہین آپ غائب ہوگئے

کرامت مولوی شریف الدین صاحب کاکوروی ایکسال امتحان مین ناکام ہو دوسرے سال بوجہ مایوسی امتحان مین شریک ہونا نہین چاہتے تھے آپنے فرمایا کہ مین بحکم خدا کہتا ہون کہ امتحان دو ضرور کامیاب ہوگے مولوی صاحب نے اوس سال ایک کتاب بھی نہین دیکھی اور امتحان دیدیا تمام ممالک مغربی و شمالی کے طلبہ مین دوسرے نمبر پر کامیاب ہوے۔

دیگر مولوی امتیاز الدین صاحب کاکوروی بیان کرتے تھے کہ ایکبار میرے بھتیجے اعتماد الدین حیدر کو ہیضہ ہوگیا مین نہایت پریشان ہو آپ عیادت کو تشریف

لیکن جیتے آپکی پاپوش مریض کے تمام جسم سے مس کردی اوسکو اوسیوقت سے صحت ہونا شروع ہوگئی۔

دیگر اہلیہ منشی وہاج الدین صاحب سخت علیل تھین اور امید زیست نتھی آپنے مرض سلب فرماکر ایک مرچ کے درخت پر اوتار دیا درخت خشک ہوگیا اور وہ اچھی ہوگئین

کرامت مولوی رضی علیصاحب علوی کاکوروی مرید حضرت ایکمرتبہ بحالت پریشانی و کسمپرسی اپنے کسی مخالف کے خوف سے نبجے دنکو موسم گرما مین اٹاوہ سے آگرہ کی سڑک پر چلدیے اور تقریباً پندرہ کوس نکل گئے راستہ مین شدت پیاس سے مجبور ہوکر پانی کے متلاشی ہوے ایک پل کے نیچے پانی نظر آیا خراب تھا نہ پی سکے تھکے ماندے ایک درخت کے نیچے لیٹ کر سورہے خواب مین آپکو دیکھا کہ فرماتے ہین اب واپس چلے آؤ آنکھ کھل گئی تو خیال آیا کہ تھک گیا ہون پانچ بج گئے ہین مکان پندرہ کوس ہے کیسے پہونچونگا تو پھر آپکو بچشم ظاہری دیکھا کہ آپ فرماتے ہین کہ چلے جاؤ راستہ جلد کٹ جائیگا تعمیلاً للحکم واپس ہوے دو گھنٹہ مین رستہ طے ہوگیا اور اپنے مکان پہونچ گئے۔

کرامت۔ مولوی سلطان الدین صاحب کاکوروی کے والد مولوی محمد یحیی صاحب کانپور سے کسیطرح کاکوری نہین آتے تھے اور نہ چودہ سال سے پنشن لی تھی مولوی صاحب نے پریشان ہوکر آپسے عرض کیا آپنے فرمایا کہ آجائینگے چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ مین وہ کانپور سے کاکوری آگئے اور پھر کل پنشن بھی وصول ہوگئی۔

دیگر زمانہ مرض الوصال مین صاف گوئی بہت بڑھ گئی تھی ایکروز اہلیہ منشی امتیاز علیصاحب وزیر بھوپال عیادت کو آئین تھوڑی دیر کے بعد آپنے اونسے فرمایا

کہ اب تم جاؤ وہ فدا دیر ٹھہرنا چاہتی ہین مگر آپنے کسی طرح نمانا اور باصرار رخصت
کردیا اُنکے چلے جانیکے بعد آپکی چھوٹی صاحبزادی نے عرض کیا کہ اسوقت آپنے اُنسے
چلے جانے کا بہت اصرار کیا شاید اُنکو اپنے دلمین رنج ہوا ہو فرمایا کہ تھین کیا معلوم
منشی امتیاز علی کا بھوپال مین انتقال ہو گیا ہے اُنکے گھر مین تار آنے چاہتا ہے یہ
بیچاری یہان بیٹھی تھین انکی صورت دیکھ دیکھ کر مجکو قلق آتا تھا چنانچہ ایسا ہی ہوا
کہ اُنکے مکان پہونچنے کے بعد بھوپال سے منشی صاحب کے انتقال کا اطلاعی تار آیا ہنوز
تکیہ شریفہ پر اطلاع نہین ہوئی تھی کہ آپنے حضرت مرشدی و مولائی حافظ شاہ
علی انور قلندر سے فرمانا شروع کیا کہ جاؤ تعزیت کر آؤ تھوڑی دیر کے بعد جب خبر
تمام قصبہ مین مشتہر ہو گئی تب وہ تعزیت کو تشریف لے گئے غرضکہ آپ کی اس قسم
کی بہت کرامتین ہین کہانتک لکھی جائین۔

ایکسال قبل از وصال آپنے بعض ارادتمندان مخلصین سے اشارۃً اپنے وصال کی
خبر دیدی تھی اور اپنے مزار مبارک کے لیے بھی جگہ تجویز فرمادی تھی آٹھ ماہ جمادی
الاول روز جمعہ سنہ ۱۳۱۲ھ کو وقت شب کے آپ بعارضہ فالج مبتلا ہوئے داہنی جانب
جسم شریف پر مادہ کا اثر معلوم ہوا اور زیادہ زبان پر لیکن نہ ایسا کہ جس سے تکلم
مین دقت ہوتی علاج شروع کیا گیا آخر جمادی الآخر تک مرض لاحقہ سے اسقدر
صحت ہو گئی کہ چلنے پھرنے لگے دس رجب کو شب کے وقت قریب تین بجے کے پھر مادہ
فالج دوسری جانب گرا اور اپنے چند وصایائے ضروری کے بعد سکوت اختیار فرمایا
منجملہ وصایا کے آپنے حضرت قطب الاقطاب عظم اللہ ذکرہ سے یہ فرمایا کہ الحمدللہ تم
خود کامل ہو اور چچا میان نے تمہاری تعلیم و تکمیل مین کوئی دقیقہ اٹھا نہین رکھا

انکو میری کیا ضرورت مگر پھر بھی مین تمکو اپنا خلیفہ وجانشین کرتا ہون اور اپنے نبیرۂ
والاگہر حضرت وارث الانبیا مدظلہ کے بارے مین فرمایا کہ انکو بھی اجازت وخلافت
دیتا ہون تم خرقہ دیدینا آپنے حضرت وارث الانبیا کو فرزندی مین لیا تھا اور بہت
عزیز رکھتے تھے دو ایکمرتبہ اپنا تاج بھی اُنکو پہنایا تھا اور یہ بھی فرمایا تھا کہ دنیا سے
کوئی تمنا مجکو سوا ے تمھارے نہین باقی ہے۔ دو روز قبل از وصال آپکی صورت
حضرت مقتداے جہان کی ایسی ہو گئی تھی ایام حیات مین جب اُنکا نام زبانپر آتا
تو آپکے چہرہ کا رنگ بدلجاتا تھا اور صاف ظاہر ہوتا تھا کہ آپکو اُنکے ساتھ نسبت
عشقی تھی اور اوسی نے آپکو بالکل صورتًا وسیرتًا وقت وصال اُنھین مین فنا کردیا
اور ویسا ہی کر دکھایا ایک روز قبل از وفات شب مین بعد بارہ بجے کے یکایک
یہ معلوم ہوا کہ آپ مین کچھ حس وحرکت نہین باقی ہے حکیم عبدالرحیم خانصاحب نے
نبض دیکھی تو وہ بھی محسوس نہین ہوئی مگر سارا جسم گرم تھا اونھون نے حضرت
قطب الاقطاب عظم اللہ ذکرہ سے عرض کیا ہون نے فرمایا کہ یہ وقت اُنکی مشغولی کا ہی
غالبًا اسیوجہ سے یہ حالت ہے بمجرد اس کہنے کے آپکی سانس حسب معمول برقرار پاس
انفاس چلنے لگی اور وہ صبح تک بدستور بے فتور رہی۔ سولہ ماہ رجب روز سہ شنبہ
صبح آٹھ بجے سے اُسمین تغیرات پیدا ہونا شروع ہوے آخر آپنے بھی مثل حضرت مقتداے
جہان قدس سرہ کی اوسی شان وشوکت سے پاس انفاس فرماتے ہوے شب
سترہ رجب المرجب روز چہارشنبہ ۱۳۰۳ھ کو عالم بقا کی طرف رحلت فرمائی
انا للہ وانا الیہ راجعون ہ

چشم بست اندر زمان آن محو ہو		روح اللہ تعالے رحمہ	

داد جان اندر فروغ روئے ہے	قدس اللہ تعالیٰ سرہ
روح سلطانی ز زندانی بحبست	جامہ چہ دریم چہ خائیم دست

آپکی وفات کے بعد ایک خاص واقعہ یہ پیش آیا کہ جسوقت روح مبارک نے پرواز کیا تو حضرت قطب الاقطاب کو بیساختہ رقت آئی مگر وہ ضبط کر کے ساکت ہوگئے تھوڑی دیر کے بعد سخت رقت آئی اور بیقرار ہو کر قریب تھا کہ آپکے روے مبارک پر گر پڑیں مگر کسیقدر سنبھل کر بیٹھ گئے اور دیر تک روتے رہے حکیم عبد الرحیم خانصاحب نے جو اداشناس شخص تھے دوسرے روز اوسکا سبب پوچھا کہ پہلے تو حضور نے اپنے آپکو سنبھال لیا تھا پھر بیقرار کیون ہوگئے پہلے تو ٹالتے رہے پھر فرمایا کہ مینے حضرت جدامجد قطب الافراد قدس سرہ کو دیکھا کہ سرہانے کھڑے ہوے نہایت شفقت سے آپکا چہرۂ مبارک دیکھ رہے ہین یہ دیکھ کر مجھپر آپکی نسبت جو حضرت قطب الافراد کیساتھ تھی منکشف ہوئی اور اقتضائے جبی سے مین بیقرار ہوگیا دوسرے روز بعد نماز ظہر کے حریم روضۂ عالیہ حضرت غوث ملت مین حضرت قطب الافراد کے پہلو مین جانب غرب آپکا مزار کیا گیا جسپر شیخ سعید الدین صاحب مرید حضرت قطب الافراد نے روضہ بنوایا ہے ۵

شمع مزار او ہمہ نور غفور باد	دلہای زائران ز رش غرق نور باد

بعضی مریدین رنجین نے غم رحلت کو اشعار مین ظاہر کیا ہے چونکہ وہ سب تاریخین مع تاریخہائے وصال حضرت مقتدائے جہان یکجا رسالہ سراپائے غم مین چھپ چکی ہین لہذا یہان پر دو تاریخو نپر اکتفا کیجاتی ہے۔ قطعۂ تاریخ وفات از خان بہادر منشی تاج الدین کاکوروی ۵

بلئے وہ مہر سپہر دین علی اکبر جناب	جسپر ہوتا تھا تصدق شاہ خادؔ بار بار
جذب حجؔ دہی نام نامی شاہ سال وصال	کہیے مولانا ملاکر شاہ اکبر بار بار

دیگر از جناب منشی ارتضا علی شہر علوی کاظمی کاکوروی سلمہ

فدا شاہ تقی پر ہو گئے شاہ علی اکبر	نہ کیونکر انکی سبی حلوت ہو یہی تک محبت یکجا
وفات پاک سے اک وقت پہلے یہ نقشہ	نظر جسکی پڑی وہ بول اٹھا یہ چھوٹے حضرت ہیں

تاریخ تعمیر روضۂ شریفہ از خان بہادر منشی تاج الدین صاحب جذب کاکوروی سلمہ

خفتہ بہ پہلوے اب ابن شہ حیدر ست	دیگرم	نام علی اکبر و نام علی اکبر ست ۱۳۱۵ھ
بکام باد مراد دل سعید الدین		کہ ہست اوز مریدان حضرت حیدر
سعادت ازلی شد رفیق ہمت او		بخاک کرد بپا روضۂ فلک اختر
قدا حسین نمود اہتمام تعمیر شس		دہد خداش جزاے خلوص پاک اثر
بحق شاہ تراب و تقی و حیدر شاہ		بحق عارف باللہ کاظم سرور
بحق باسط و شاہ الہدیہ احمد		بحق فتح و مجا شاہ مرشد و رہبر
امدام یاد الٰہی بحرمت پیران		بدہر نام نکو ہم نشان خوش منظر
بگوش جذب درآمد ز لامکان آواز		مزار باسط و عارف شہ علی اکبر ۱۳۱۵ھ

علاوہ حضرت قطب الاقطاب وحضرت وارث الانبیاء کے آپکے خلفا ومجاز فقرا یہ حضرات ہوے۔ مولوی حکیم محمد حبیب علی علوی کاکوروی۔ مولوی شاہ فضل علی کاکوروی۔ مولوی حاجی شاہ سکندر علیخان واصل خالصپوری۔ مولوی شاہ عبد الحق بن شیخ امام الدین صدیقی ساکن قصبہ معظم پور تلہر ضلع شاہجہانپور

سلہ حضرت مقتداے جہان کو لوگ عام طور پر چھوٹے حضرت کے اسم تعظیمی سے یاد کرتے تھے ۱۲

میر حسین دہلوی ابن مولوی سید محمد دہلوی۔ سید شاہ فرزند حسین از بنا پر حضرت خواجہ
حسن چشتی مودودی لکھنوی۔ مولوی شاہ سلیم الدین کاکوروی۔ مولوی شاہ
عصیم الدین کاکوروی۔ شاہ ارادت اللہ ساکن مہدی ضلع کھیری۔ شاہ برکت اللہ ابن
شاہ ارادت اللہ۔ شیخ ولی محمد عرف متوکل شاہ لکھنوی۔ بسم اللہ شاہ لکھنوی۔
امام شاہ لکھنوی۔ محسن علی شاہ ابن منصب علیشاہ کاکوروی۔ محب اللہ شاہ
کاکوروی۔ ابراہیم شاہ کاکوروی۔ خواجہ عطاء اللہ شاہ لکھنوی

ذکر بعض خلفائے حضرت فخر الکاملین

ذکر مولوی حکیم محمد حبیب علی کاکوروی

ابن حکیم مشتاق علی۔ آپ حضرت شاہ میر محمد عرف میرن میان برادر خورد حضرت
عارف باللہ کے پرنواسہ تھے پانچ جمادی الآخر ۱۲۶۳ھ روز چہارشنبہ بعد غروب
آفتاب آپکی ولادت ہوئی آپکے والد حکیم مشتاق علیصاحب حضرت غوث ملت کے
مرید بامراد اور ذاکر و شاغل و صاحب مجاہدہ تھے ایک صحیفہ مین حضرت غوث ملت
نے انکو تحریر فرمایا تھا کہ تم جیسی ریاضت کرتے ہو ہمسے نہین ہو سکتی اُسی صحیفہ کی نسبت
اُنھون نے وصیت کی تھی کہ شجرہ کے ساتھ اُنکی قبر مین رکھدیا جاے آپنے اولاً کچھ
درسی کتابین حضرت مولانا شاہ علی اکبر قلندر سے پڑھین اور کچھ جناب مفتی عنایت احمد
کاکوروی و مولوی لطف اللہ و مولوی اولاد حسین موہانی سے اور سترہ سال کی
عمر مین بقیہ کتب درسیہ وغیرہ سے فراغت و سند فضیلت مولوی سلطان حسین سے

حاصل کی پھر صرف چھ ماہ مین طب تمام و کمال اپنے والد ماجد سے پڑھی سلسلہ درس
و تدریس مدت العمر جاری رکھا ضلع اٹاواہ و جوار مین پورہی کے اکثر باشندہ آپکے شاگرد
ہین اُس اطراف مین احکام شریعت کی پابندی آپ ہی کی ذات سے ہوئی آپکے
تالیفات سے یہ رسائل ہین۔ رسالہ تعیین دل بحلیہ شریف معروف بخیال حلیہ سید الانبیا صلعم
تقابل موذی۔ سیف المسلول علی من یمانع القیام بمولد الرسول۔ المواعظ الحسنہ
ہدمغ المعاند۔ وجوب القیام فی میلاد خیر الانام تحقیق حکایات امام ابی یوسف
تحقیقات نادرہ حبیبی۔ تحفہ تحریر۔ تحریر اہل نجات۔ تقریر کشاف تحقیق کنیت صدیقی
جائزہ سجدات نجیات۔ مرقع شریف۔ جواز الاحجاج بالغیر۔ اثبات معانقہ عیدین
ازالہ خطرات مورود۔ ہدایات البرایا ببسط التحف والہدایا تحقیق بیعت لائحہ وغیرہ وغیرہ
آپ عرصہ تک اٹاوہ مین وکیل عدالت دیوانی رہے کبھی کسی جھوٹے مقدمہ کی پیروی
نہین کی آپ اگرچہ بظاہر دنیا دار تھے مگر بباطن تارک و خدا پرست ظاہراً با خلق
و باطناً با حق دل بیار و دست بکار رہتے تھے سیر کتب بینی بہت بڑھی ہوئی تھی
اکثر کتب حدیث و تصوف ملاحظہ مین رہتی تھین۔ آپکو بیعت سلسلہ عالیہ قادریہ مین
حضرت قطب الافراد سے تھی آپ دوسری جمادی الاول روز جمعہ ۱۲۷۲ھ مین مرید ہوئے
انکی توجہ بھی آپکے حالپر بہت تھی نیز حضرت مقتدائے جہان بھی عنایت و شفقت فرماتے
تھے آپکا ورع و زہد و علم و حلم بہت بڑھا ہوا تھا چونکہ آپ بہت محتاط و ذی استعداد
و متقی تھے لہذا حضرت فخر الکاملین نے آپکو سلاسل سبعہ کی اجازت دی مگر آپنے
اُسوقت کبھی کسیکو مرید نہین کیا۔ بعمر چونسٹھ سال آپنے بعارضہ فالج پچیس ماہ ذیقعدہ ۱۳۰۲ھ
روز سہ شنبہ اٹاوہ مین انتقال کیا اور بادشاہ قلی کے قبرستان مین دوسرے روز

بعد ظہر دفن ہوے۔

ذکر مولوی شاہ افضل علی کاکوروی

ابن شیخ لطافت علی ابن حضرت شاہ کرامت علی قلندر۔ ولادت آپکی ۱۲۳۵ھ مین ہوئی آپ لڑکپن سے اپنے والد ماجد کے پاس سہارنپور و میرٹھ وغیرہ مین رہے بہت نیک مزاج و صاف باطن بزرگ تھے تیئیس سال تک مختلف عہدونپر ملازمت کرکے پنشن لیکر بعد مدت دراز وطن آے بہت سخی و مہمان نواز و سادہ مزاج و نہایت فقیر دل بزرگ تھے جب خانہ نشین ہوے تو بعض اعزہ و احباب نے صلاح دی کہ آپ ترک لباس کرکے اپنے جد بزرگوار کے مزار پر اقامت کرین چنانچہ آپنے اُنکے عرس کے روز جو پانچ ماہ جمادی الآخر کو ہوتا ہے حضرت فخر الکاملین کے دست مبارک سے خرقہ پہنا اور اجازت و خلافت سلاسل معہ مثال حاصل کی اور وہین قیام اختیار کیا قطعۂ تاریخ خرقہ پوشی ع

بہ افضل علیشاہ طوبیٰ مقام	ز اکبر علی شاہ عرش آشیان
چو شد خرقہ حاصل سروشی غیب	بگفتا بگو خرقہ عارفان

پانچ برس وہین رہے اور سوا نماز و اوراد و وظائف کے کوئی شغل نہ رکھا آپ مین صبر و رضا بقضا کی ایک خاص شان تھی چند ماہ علیل رہکر آپنے بعمر چہتر سال [illegible] ۱۳۱۰ھ مین انتقال کیا اور اپنے جد بزرگوار کے روضے کے پائین جانب جنوب دفن ہوے

ذکر مولوی شاہ سلیم الدین کاکوروی

ابن مولوی تقی الدین ابن مولانا حاجی امین الدین محدث ابن مولانا حمید الدین کاکوروی- حضرت حاجی صاحب کا صاحبدل و صاحب تصرف ہونا مشہور ہے اب بھی اکثر لوگون کو اُنکے کرامات کے واقعات یاد ہین- مولوی تقی الدین صاحب فتحپور سیکری مین ایک زمانہ تک تحصیلدار رہے اور وہین انتقال کیا آپ اُنھین کے صاحبزادہ تھے آپکو ابتدا ہی سے نوکری کیطرف توجہ نہین ہوئی اور چونکہ اپنے والدین کے محبوب ترین اولاد سے تھے لہذا ہمیشہ اونھین کے پاس رہے بعیت آپکو حضرت غوث ملت سے تھی زمانہ قیام فتحپور مین بوجہ غلبۂ ذوق و شوق فقراسے زیادہ ملتے رہتے تھے ایکبار ایک نقشبندی بزرگ کے حلقہ مین چندروز حاضر ہوے مگر کچھ فائدہ نہین ہوا اور اُن بزرگ نے خواب مین حضرت غوث ملت کو اپنی طرف سے برہم پایا اور یہ جملہ ارشاد فرماتے سنا کہ تمھارا معاملہ تمھارے ساتھ ہے اور ہمارا معاملہ ہمارے ساتھ اُس روز سے اُن بزرگ نے اپنے حلقہ مین آپکو بیٹھنے سے ممانعت کی آپ وہان سے منقبض واپس آے یہان حضرت غوث ملت کی عنایت خاص ظہور پذیر ہوئی یعنی ہر درو دیوار و شجر و حجر زمین و آسمان مین لفظ اللہ منقش معلوم ہوتا تھا جس سے چندروز آپنے جوتا پہننا چھوڑ دیا اور کیفیت دیوانگی کی پیدا ہوگئی جسنے کثرت درود خوانی کیطرف متوجہ کردیا اور اُس کیفیت سے افاقہ ہوگیا عشق و محبت نبوی صلعم فطرتاً آپ مین زیادہ تھا اسلیے درود شریف بہت پڑھتے تھے مزاج مین صفائی و آزادی بھی بہت تھی وضع بالکل سپاہیانہ تھی اور اشتیاق شہادت بہت قلب مین رہتا تھا چنانچہ اکثر لوگون سے کہا کرتے کہ دعا کرو خدا مجکو دنیا سے شہید اُٹھالے آخر عمر مین لباس فقر آپکو حضرت فخر الکاملین نے عنایت

فرمایا خرقہ پوشی کے بعد سے بعد نماز فجر ذکر نفی و اثبات کے بالالتزام پابند رہے
اور بعد ذکر اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

آنجا نہ پذیرند نماز و ورع و زہد	آن چیز کہ آنجا بہ پذیرند نیاز است

وفات آپکی سترہ جمادی الآخر ۱۳۱۲ھ مین ہوئی مرض الوفات یہ ہوا کہ ایک
پیر پک گیا تھا اور اسمین زخم پڑگیا تھا علاج کیا گیا مگر اُس سے مرض بڑھتا گیا
جس شب مین آپکا انتقال ہوگا اُس شب مین بار بار یہ کہتے تھے کہ مین جن جن
بزرگان دین کی ارواح طیبہ پر درود شریف بخشتا ہون وہ سب حضرات اسوقت
تشریف فرما ہین بالآخر اوسی شب مین آپنے انتقال کیا اور قریب مزار حاجی صاحب
دفن ہوے بعد انتقال کے جب آپکو غسل دینے لگے تو چاہا کہ کرتے کا گریبان
پھاڑ کر اوتارین حضرت فخر الکاملین نے فرمایا کہ کیون گریبان پھاڑتے ہو اُٹھا کر
بٹھا دو اور کرتہ اوتار لو چنانچہ بٹھا کر کرتہ اوتارا گیا اور پھر بیٹھے بیٹھے غسل دیا گیا
اوسی زمانہ مین حضرت قطب الاقطاب اعظم اللہ ذکرہ نے آپکے نواسہ مولوی شریف الدین
صاحب سے فرمایا کہ کل شکو مینے مولویصاحب کو خواب مین دیکھا کہ وہ نہایت وجد
و ذوق مین تسبیح لیے مابین مزار و حجرہ خاص حضرت حاجی صاحب ٹہل رہے ہین
مینے حال پوچھا کہا کہ الحمد للہ مگر بحالت خرام بار بار وہ یہ شعر نہایت ذوق سے پڑہتے تھے

آنجا نہ پذیرند نماز و ورع و زہد	آن چیز کہ آنجا بہ پذیرند نیاز است

آپکے صاحبزادہ مولوی عصیم الدین صاحب بیان کرتے تھے کہ آپکے انتقال کے
دوسرے روز شکو حاجی صاحب کے حجرہ سے جسمین آپ رہتے تھے ذکر کی آواز
آتی رہی مگر حجرہ کھولکر دیکھنے پر کچھ معلوم نہوا۔ فقط

ذکر مولوی شاہ سکندر علیخان

واصل خالصپوری - ولادت آپکی پانچوین رجب روز شنبہ ۱۲۶۳ھ لکھنؤ محلہ قندہاری باز ار
مین ہوئی خالصپور تحصیل ملیح آباد ضلع لکھنؤ آپکا وطن ہے آپکے اجداد زمانہ شاہی
نواب شجاع الدولہ و آصف الدولہ بہادر مین رسالداری وغیرہ کے عہدونپر ما مور
رہے لکھنؤ مین محلہ قندھاری بازار انھین لوگون کا آباد کیا ہوا ہے - آپنے لکھنؤ مین
دسوین سال کلام مجید ختم کیا اور فارسی کی مختصر کتابین پڑھین پھر اپنے پھوپھا
عبدالہادی خان رسالدار کے ساتھ خیر آباد گئے اور ایکسال وہان رہے وہین تحصیل
علوم عربیہ کا شوق ہوا وہان سے وطن آئے اور پانچ برس مختلف لوگون سے پڑھتے
رہے پھر بہ ہدایت غیبی آپ کاکوری مین آستانہ شریفہ کاظمیہ پر حاضر ہوے یہان
آپنے دس برس رہکر جملہ علوم مختلف حضرات سے حاصل کیے بعض کتب درسیہ حضرت
مقتدائے جہان سے اور بعض غیر درسیہ اُنکے صاحبزادون سے پڑھین پھر بقیہ کتب
درسیہ یعنی شرح جامی سے ہدایہ تک حضرت فخر الکاملین سے پڑھین بعد وصال حضرت
مقتدائے جہان آپ بمبئی چلے گئے وہان مولوی شاہ عبید اللہ چشتی سے کتب صحاح
ستہ و فصوص الحکم پڑہین اور وہین سے مکہ معظمہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً گئے اور وہانکے
بھی علماء سے استفادہ کیا حضرت شیخ احمد دحلان کے حلقہ درس مین شریک ہوے
اور سند حاصل کی پھر مدینہ منورہ مین حضرت شاہ عبد الغنی نقشبندی مجددی سے بھی
کچھ حدیثین پڑھکر سند حاصل کی اور وہین حضرت شاہ محمد مظہر مہاجر مدنی سے بیعت
کی اور وطن واپس آئے یہان آکر آپنے حضرت فخر الکاملین اور حضرت شاہ عبد السلام

نسوی سے اجازت و خلافت پائی آنحضرت نے آپکو خرقہ بھی عطا فرمایا تھا جسکو آپنے
کبھی بپاس ادب نہین پہنا اور قریب باپنے زمانہ انتقال کے وہ سب تبرکات
حاجی ایوب میمن سے یہ کہکہ سپرد کردیے کہ تم انکو نہایت تعظیم و توقیر سے اپنے
یہان رکھو لوبان وغیرہ کی خوشبو دیدیا کرو اور دوستداران اولیائے کرام کو زیارت
کرایا کرو اور اپنے ورثہ کو وصیت کردو کہ تمھارے بعد انکو بحفاظت تمام رکھین
بے ادبی نہونے پاے کیونکہ مین ایک مجرد آدمی ہون خوف ہے کہ میرے بعد
کوئی انکی قدر نکرے لہذا تم اپنے مکان مین رکھو اور میری قبر مین بھی انکو نرکھنا
کیونکہ قبر مین تلویث نجاست کا خوف ہے آپ نے دہین بمبئی مین مدرسہ اسلامیہ
مرین لین مین بزمرۂ مدرسین ملازمت کرکے سکونت اختیار کرلی مدت العمر مجرد رہے
آپکو جملہ علوم مین مہارت تھی علماء عرب و عجم آپکے تبحر علمی کے قائل و معترف تھے آپکے
تلامذہ کثیر التعداد نواح بمبئی و خاص بمبئی مین ہوے شعر گوئی مین بھی دستگاہ کامل تھی
شعر و سخن مین آپنے مولوی محی الدین ذوق کاکوروی سے اصلاح لی تھی۔ آپکے
تالیفات بھی متعدد ہین مگر بجز ان رسائل کے اور کوئی شائع نہین ہوی صحیفۂ عشق
معیار البلاغت تنقیح المسائل تحفۃ العلما۔ آپ نہایت ہی مودب منکسر المزاج
تھے۔ ادب کا یہ حال تھا کہ کاکوری جب آتے اور حضرت فخر الکاملین کی حضور مین
حاضر ہوتے تو جو کچھ نذر پیش کرتے وہ انکی کفش مبارک پر رکھدیتے تھے اور خدام
آنحضرت تک کے قدمبوسی کرتے تھے مفصل حالات آپکے ملفوظ مفید المحبین مؤلفہ
شیخ داؤد ساکن بمبئی مین مذکور ہین وفات آپکی سترہ ماہ شعبان ۱۳۱۴ ہجری مین ہوئی
قبر بمبئی مین ہے۔

ذکر شاہ ارادت اللہ

ابن شیخ سبحان آپ قصبہ محمدی ضلع لکھیم پور کھیری کے شریف النسب و الحسب باشندون مین سے تھے بچپن سے سپہگری کے شائق تھے بعد اسکے دہلی مین شاہی فوج مین ملازم رہے پھر اوسکو چھوڑ کر تجارت شروع کی مختلف چیزونکی تجارت کرکے اوقات فراغبالی سے بسر کرتے تھے آپکی بیعت و اختیار درویشی کا واقعہ بہت پرلطف ہے ایک روز آپکے کپڑے کی دوکان پر چند لوگ جمع تھے کہ کچھ حضرت سلطان ابراہیم ابن ادہم کا ذکر آیا آپنے اُن لوگون سے اُنکی ترک سلطنت و اختیار فقر کے حالات پوچھے لوگون نے بیان کیا حالات سُنتے سُنتے آپکی حالت متغیر ہوگئی اور ایسا جوش و خروش پیدا ہوا کہ جو کچھ مال و اسباب تھا سب اوسیوقت لٹا کر گھر مین گئے اور اپنی بی بی سے کہا کہ تم لڑکون کو لیکر اپنے والدین کے یہان جاؤ مین مرشد کامل کی تلاش مین جاتا ہون تین سال تک مشہور مقامات بآنس بریلی بدایون دہلی پاکپٹن اجمیر شریف بھیت لاہرپور کھیری ردولی سلون گنج مرادآباد وغیرہ حاضر ہوے مگر کہین کسی بزرگ کو حسب منشاء خود نپایا آخر لکھنؤ مین آکر بزرگان لکھنؤ سے ملے مگر کیسیکی طرف طبیعت مائل نہوئی فوراً وہین سے حرمین شریفین کا ارادہ کردیا لوگون نے کاکوری کا پتہ بتایا کہ یہان سے پانچ کوس پر ہے وہان بھی ہو لیجیے تب کاکوری آے اور قصبہ کا گشت کرتے تکیہ شریف پر پہونچے اور حضرت فخر الکاملین کے حضور مین حاضر ہوے اونھون نے فرمایا کہ آو شاہ جی السلام علیکم آپنے عرض کیا کہ مین شاہ جی کیونکر ہوگیا مین تو لباس دنیوی مین ہون فرمایا کہ تمھارا دل فقیر ہوچکا

ظاہر باقی ہے پھر آپنے اپنا حال بیان کرکے کہا کہ اب بیت اللہ شریف جاکر حاجی
امداد اللہ صاحب سے بیعت کرنیکا قصد رکھتا ہون کیونکہ میری کالکوہی کی حاضری بھی
بے سود ہوئی یہان بھی میرا عقیدہ نہین جمتا اونھون نے فرمایا کہ ایک شب یہان
ٹھہر جاؤ اور شبکو سوتے وقت باوضو درود شریف جسقدر پڑھا جاے پڑھو صبحکو
اختیار ہے خواہ رہنا یا چلے جانا آپنے تعمیل ارشاد کی شبکو خواب مین دیکھا کہ ایک
بزرگ خوبصورت باہیبت وجلال جنکی بڑی بڑی آنکھین اور نورانی پیشانی تھی
تشریف لاے اور فرمایا کہ سوتا ہے یا جاگتا اوٹھا اور ہمارے کہنے پر عمل کر خبردار خبردار
بغیر بیعت کیے بیت اللہ شریف نجانا زندگی وموت کا اعتبار نہین اگر سمندر مین ڈوب
گیا اور بیت اللہ شریف تک نہ پہونچا تو کہین کا نرہیگا یہ سنکر آپکی آنکھ کھل گئی صبحکو
حضرت کیخدمت مین حاضر ہوے دیکھا تو جس صورت کے بزرگ کی شبکو زیارت ہوئی
تھی حضرت صاحب کی شکل اوسوقت بعینہ وہی تھی یہ دیکھکر عقیدہ راسخ ہوگیا
اور اوسیوقت اصرار کرکے مرید ہوگئے اور خرقہ فقر سے بھی سرفراز ہوے آپ دوسری
ذی الحجہ روز چارشنبہ سنہ ۱۲۹۰ھ مین مرید ہوے پھر ایک ہفتہ قیام کرکے حرمین شریفین
روانہ ہوگئے وہانسے واپسی پر آپنے دو چلے متواتر ایک قبر بناکر اور اوسمین بیٹھکر
کیے اور زندہ در گور کا لقب پایا ان دونون چلون مین نہ کچھ کھایا نہ پیا جب چلے
کے ختم ہونے مین دو تین روز باقی رہے تو دیکھا کہ ایک پیر مرد مقطع صورت
خوان سر پر رکھے آیا اور کہا کیجیے یہ کھانا آپکو آپکے حضرت پیر ومرشد نے بھیجا ہی
یہ متعجب ہوے کہ چلے مین کھانے پینے کی ممانعت پھر یہ خوان کیسا اور فوراً حضرت
پیر ومرشد کیطرف متوجہ ہوے تو معلوم ہوا کہ یہ شیطان ہے لاحول پڑھو آپنے

لاحول پڑھی جسکے پڑھتے ہی وہ پیر مرد مع خوان کے غائب ہو گیا ختم چلہ پر بالکل
بیجس و مثل مردہ کے ہو گئے تھے روئی کے پہلو مین لپیٹ کر نکالے گئے بیس روز تک
آپ مونگ وخنی دیگئی تب طاقت آئی۔ آپنے مدت العمر بحکم مرشد تحصیل محمدی ضلع
کھیری مین قیام کیا اور دس جمادی الآخر روز پنجشنبہ ۱۳۲۲ھ مین انتقال کیا اور وہین
دفن ہوے حسب بیان خود ایکسو بارہ سال کی عمر پائی باوجود پیرانہ سالی قوی ہمت
تھے ہر سال حضرت عارف باللہ کے عرس شریف مین حاضر ہوتے اور تین مہینہ رہکر
بعد فاتحہ اپنے پیر و مرشد کے واپس جاتے تھے بجز دو سال قبل انتقال کے یہ معمول
کبھی ناغہ نہین ہوا آپکی زبان مین خدانے اثر دیا تھا جو کچھ کہتے تھے وہی ہوتا تھا
اور جس قبر مین چلہ کشی کی تھی اوسی مین اکثر رہا بھی کرتے تھے جن لوگون کی مرادین
پوری ہوتی تھین وہ اُس قبر پر آپکی حیات مین چادر چڑھاتے تھے اور اب بھی
چڑھاتے ہین اور مرادین بھی پوری ہوتی ہین۔

نفحۂ شانزدہم

ذکر حضرت وصی حیدر الصفدر شمس العارفین قطب الاقطاب مولانا حافظ شاہ علی انور قلندر اعظم اللہ ذکرہ

بانور روے مفخر تبریز شمس دین	از آفتاب گنبد دوار فارغیم

شمس ظاہری عالم آفاق مین مظہر ربوبیت حق ہے جسکے نور سے ذرہ ذرہ گوشہ گوشہ منور اور ایک دوسرے سے متمیز ہے اور اوسکی تاثیر و تاثر سے ہر شے کی پیدائش اشکال و اجسام متباینہ و الوان مختلفہ کی تمیز و معرفت بلکہ اُنکے وجود کا ظہور سب اسی آفتاب عالمتاب کی بدولت ہے اسیطرح شمس باطنی عالم انفس مین مظہر ربوبیت حق ہے جسکی تابش سے شیون متنوعہ و اسماء متباینہ کی تجلیات ہین اور جسکے فیض سے رنگا رنگ وجود نفسی مین انا و لا غیری کا دم مارتا ہے اور اس آفتاب حقیقی کے جذب وجود و نظارہ سوز تجلی مین اپنی ہستی کو کھو دیتا ہے اور اسکی آفتاب کے نظارہ سوز تابش مین فنا ہو کر عین آفتاب ہو رہا ہے چونکہ شمس نفسی اپنے الوہیت کے تقاضے سے باوجود ذاتی عینیت کے ہر مرتبہ اور ہر ہر تعین کو اُسکے محل پر کل کا فیض دیتا ہے اور اوسکو اپنے جادۂ سلوک سے تجاوز نہین کرنے دیتا لہذا ہر تعین قائم اور اپنے ظہور مین کامیاب ہے یہ شمس نفسی کا وہ فیض ہے جو شمس آفاقی کی روح ہے اور اسی روح کے پرتو سے شمس آفاقی کی تاثیر اور تاثر قائم ہے

اور یہی معنی ربوبیت کے ہین شمس دین یعنی شمس باطنی کے فیض الوہیت نے ذرہ ذرہ کو انا الحق سرائی کا حوصلہ دے رکھا ہے اور یہ وہ نعمت ہے جسمین عینیت کیوجہ سے شکر کی بھی گنجایش نہین اسیکو مولانا رومی فرماتے ہین ؎

بانور روے مفخر تبریز شمس دین	از آفتاب گنبد دوار فارغیم

اب اس شمس کی تلاش آفاق مین بیکار اور اوسکی یافت عالم مین ناممکن ہے کیونکہ سب سے عظیم چیز عالم مین آفتاب ہے وہ خود اسکا ایک پرتو نکلا۔ پس جسطرح کہ حضرت حق عز اسمہ نے والشمس وضحٰھا مین شمس آفاقی فرما کر چہرۂ انفسی رسول الٰہی مراد لیا ہے لامحالہ ہمکو بھی انفس ہی کیطرف جھکنا پڑیگا یعنی انسان کامل ہی کیطرف جو مختلف حالتون مختلف صورتون مختلف نامون سے مختلف زمانون مین جلوہ کرتا ہے جسکی ربوبیت سے عالم ملک وملکوت کی پرورش ہوتی ہے اور تمام کاروبار عالم اُسکے وجود باجود سے وابستہ ہوتا ہے۔

مین جس آفتاب ولایت کا تذکرہ کرنا چاہتا ہون وہ ۱۲۶۹ھ مین افق خاندان کاظمیہ سے طلوع ہوا اور جسکے نور بسیط سے پچپن سال تک عالم آفاق مستنیر ومستفیض ہوتا رہا۔ وہ کون ذات بابرکات حضرت شمس العارفین بدر الواصلین سر الدہر نور الکون شرف السلف فخر الخلف مولی الموالی نور اللیالی باسط بسایط قلندریت و قادریت واسط وسایط کاظمیت وترابیت مسعود مظہر التقی محمود حیدر النقی قطب الاقطاب فرد الاحباب وصی حیدر الصفدر ثانی شیخ اکبر مرشدی ومولائی حضرت مولانا حافظ شاہ محمد علی انور قلندر علوی النسب حنفی المذہب قادری الطریقت قلندری المشرب

۱؎ قسم آفتاب کی اور اوسکے پہر دن چڑھے کی ۱۲

محمدی المجتہد کاکوری المولد والمدفن ہے جسنے گیارہ ربیع الآخر روز جمعہ ۱۲۶۹ھ یوم وصال حضرت محبوب سبحانی قصبہ کاکوری خاندان کاظمیہ مین رونق افروز ہو کر عالم ناسوت کو نورٌ علی نور فرمایا ؎

خوش آمدی خوش آمدی اہلاً وسہلاً مرحبا ‫ ‫ ای تو کجا و من کجا روحی فداک از در درآ
ای مظہر خاص خدا ای جان جان اولیا ‫ ‫ سالار فوج اصفیا سر دادهٔ دار بسرا
تو اختر برج صفا تو گوہر درج بہا ‫ ‫ ای گرد راہت توتیا وی خاک پایت کیمیا
چشم و چراغ مرتضی جان جہان مصطفی ‫ ‫ آئینۂ وحدت نما گنجینۂ سرّ خدا
تو سید عالی ہمم تو خسرو انجم حشم ‫ ‫ تو سرور فرخ شیم تو خواجہ ارض و سما
صبح ازل رویت بود شام ابد مویت بود ‫ ‫ خلد برین کویت بود ای مرجع اہل صفا
تو بادشاہ اعظمی پشت و پناہ عالمی ‫ ‫ امیدگاہ آدمی ای آفتاب اولیا
تو قبلۂ آب و گلم تو کعبۂ جان و دلم ‫ ‫ تو از دو عالم حاصلم ای بر تو جان من فدا

بعد ولادت جب لوگون نے حضرت غوث ملت شاہ تراب علی قلندر قدس سرہ کو مبارکباد دی تو وہ ہر شخص کی مبارکباد دینے پر مسرور ہو کر فرماتے تھے کہ الحمد للہ آج میرے گھر آفتاب آیا اور وہ لتخانہ مین تشریف لیجا کر دیکھنے کی خواہش ظاہر فرمائی آپ نہلا کر اُنکے پاس لائے گئے اونھون نے آپکے منھ مین اپنے داہنے کلمہ کی اُنگلی دی آپنے اُسے خوب چوسا پھر اُنھون نے کچھ پڑھکر دم کیا اور حافظ کا خطاب عطا فرمایا ولادت کے ساتوین روز آپ کا نام نامی علی انور رکھا بحالت شیرخوارگی اکثر نہالچہ پر وہ آپکو گود مین لیکر چادر کا گوشہ سر سے پیر تک کر لیتے تھے اکثر آپ انکی گود مین پیشاب کر دیا حاضرین مین سے کسی نے آپکو تہدید کی تو اُنھون نے اُنپر

ناراض ہوکر فرمایا کہ یہ لڑکا ایسا ہوگا جسکا پیشاب چلو مین لینا لوگ اپنا فخر سمجھینگے
جب چار سال کے ہوئے تو خود حضرت غوث ملت نے آپکی تسمیہ خوانی کی اور انہین
رمضان المبارک یوم جمعۃ الوداع سنہ ۱۳۱۲ھ سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ مین مریدؔ
کرکے اپنے سر سے ٹوپی اُتار کر آپکو پہنادی اور حاضرین سے فرمایا کہ الحمد للہ مین
بھی کسقدر خوش نصیب ہون کہ ایک باغ لگایا وہ تیار ہوکر پھلا اُسکے پھل کھائے
اور پھر اس پھل کی گٹھلی بوئی وہ بھی پھلی (اس ارشاد سے اشارہ آپکی طرف تھا
کیونکہ آپ اُنکے پر پوتے تھے) جب اُنھون نے آپکو اپنی ٹوپی پہنائی تو حضرت شاہ مفتیٔ
جہان مولانا شاہ تقی علی قلندر نے عرض کیا کہ آپنے اس امر مین اسقدر عجلت
کیون فرمائی فرمایا کہ محض اس خیال سے کہ شاید کوئی ایسا وقت آئے کہ یہ مکان

لہ بعضے مشایخ کے نزدیک بیعت اطفال صغیر تفاولاً و تبرکاً جائز ہے صاحب کنز الہدایت لکھتے ہین کہ حضرت مجدد نے فرمایا کہ شیخ کامل و مکمل سے فیوض و برکات اخذ کرتے مین لڑکے اور جوان و بڈھے اور مردے و زندے سب برابر ہین خاندان عالیہ چشتیہ مین بیعت طفل شیر خوارہ چہل روزہ کے بھی معمول ہے مطلوب الطالبین مین ہے کہ اگر بچہ کو اُسکے باپ نے جو اُسکا ولی مطلق ہے کسی بزرگ کا مرید کرایا تو جائز ہے اور ہرگز حکم پدر سے لغزش و گردش جائز نہین اور اگر علاوہ باپ کے کسی دوسرے ولی نے لڑکے کو مرید کرادیا تو اوسکو بعد بلوغ کے اختیار ہے چاہے اوس بیعت کو برقرار رکھے خواہ فسخ کردے اور ثبوت بیعت صغیر احادیث سے بھی پایا جاتا ہے صحیح مسلم کی حدیث ہے کہ حضرت زبیر اپنے بیٹے عبد اللہ کو بیعت کے واسطے لائے اور وہ سات آٹھ برس کے تھے تو آنحضرت صلعم اونکو اپنی طرف متوجہ دیکھکر مسکرائے پھر اونسے بیعت لی اسکے مؤید طبرانی نے معجم کبیر مین یہ حدیث لکھی ہے کہ حدثنا علی بن عبد العزیز حدثنا الزبیر حدثنا احمد بن سلیمان عن عبد العزیز الدراوردی عن جعفر ابن محمد عن ابیہ ان النبی صلعم بایع الحسن و الحسین و عبد اللہ ابن عباس و عبد اللہ ابن جعفر وھم صغار لم یبقلوا ولم یبلغوا پس یہ قول دلیل صحت بیعت صغیر و اتصال السنۃ وحصول البرکۃ فی الطریق کیلئے کافی ہے ۱۲

لہ حدیث بیان کی ہمسے علی ابن عبد العزیز نے اُنسے زبیر نے اُنسے احمد بن سلیمان نے اُنسے عبد العزیز ابن الدراوردی نے اُنسے جعفر ابن محمد نے اونھون نے فرمایا کہ ہمسے حدیث بیان کی ہمارے والد نے یہ کہ رسول اللہ صلعم نے بیعت لی حضرات حسنین و عبد اللہ ابن عباس و عبد اللہ ابن جعفر سے اور وہ سب چھوٹے تھے کہ نہ عاقل ہوئے تھے اور نہ بالغ ۱۲

بزرگون سے بالکل خالی ہوجائے اور کوئی لبس و الباس خرقہ کا مجاز نہو تو اوسوقت
مین اسکو کسی سے پہننے کی ضرورت نہ پڑے اور جب یہ حفظ کلام اللہ سے فارغ
ہوجائے تو اُسوقت میری طرف سے اسکو میرا خرقہ مع اس تاج جعفری کے جسکو
مین اکثر پہنا کرتا ہون پہنا دینا تب حضرت قطب الافراد مولانا شاہ حیدر علی قلندر
نے آپ سے نذر پیش کرنیکا اشارہ فرمایا آپ نے چار روپیہ نذر کیے اُنھون نے
فرمایا اسکی کیا ضرورت کہ میرا روپیہ مجھی کو نذر دیا جائے آپنے عرض کیا کہ یہ تو عرفی
نذر ہے اُنھون نے ہنسکر فرمایا او رحقیقی نذر کیا ہے آپنے عرض کیا کہ وہ یہ ہے کہ مینے
خود کو آپکی نذر کردیا یہ سُنکر اُنھون نے نذر قبول کرلی اور فرط مسرت مین لپٹا کر بہت
دعائین دین حضرت غوث ملت کا معمول تھا کہ روزانہ صبحکو جب آپ حاضر
خدمت ہوتے تو آپ سے سات سلام کراتے تھے اور ہر سلام پر مختلف دعائین
دیتے تھے پھر اوسی زمانہ مین آپکو صلوۃ التسبیح اور بعض اوراد کی تعلیم بھی فرمائی
اور حفظ کلام مجید بھی شروع کرادیا تھا چنانچہ اوسی سال عرس شریف حضرت
عارف باللہ کی مجلس قل مین گود مین بٹھا کر آپ سے قل ہو اللہ پڑھوائی اور
خوش ہوکر ایک اشرفی مرحمت فرمائی۔ آپکی ذہانت طبع کی لڑکپن سے یہ کیفیت
تھی کہ ایکبار محفل عرس شریف مین آپ حضرت غوث ملت کی گود مین بیٹھے تھے
قوال نے انھین کی ایک غزل گائی جسکا ایک شعر یہ تھا کہ ؎

خوبان کمسنون پہ فدا ہوتے ہین سبھی — معشوق پیر پر جو فدا ہو تو جانیے

اونھون نے آپ سے پوچھا کہ یہ کیا کہتا ہے آپنے جواب دیا کہ سچ کہتا ہے فرمایا
کیسے عرض کیا کہ جیسے مین آپ پر فدا ہون اونھون نے خوش ہوکر لپٹا لیا پھر حضرت

غوث ملت کے سیوم کے روز حضرت مقتداے جہان نے پنج آیۃ کا افتتاح آپ سے کرایا یعنی اول رکوع سورہ لم یکن الذین جو اوسی روز آپنے یاد کی تھی پڑھوائی اور اپنے یاران خاص مولوی حسین احمد محدث ملیح آبادی و مولوی عبد الغفار خان صبوری وغیرہم سے فرمایا کہ چونکہ حضرت صاحب قبلہ کی مرضی انکو قرآن شریف یاد کرانیکی تھی لہذا انھین سے پہلے پڑھوانا مناسب معلوم ہوا کہ انکے پڑھنے سے آنکی روح مبارک زائد خوش ہوگی۔

پھر چودھوین سال آپنے بتوجہ استاد الحفاظ حافظ محمد علی نابینا ساکن بڑاگانون نزیل کاکوری حفظ کلام مجید سے فراغت پائی اور اوسی سال پہلی محراب متعدد حفاظ کی اقتدا مین سنائی یوم ختم محراب اول حضرت مقتداے جہان نے حسب وصیت و ارشاد حضرت غوث ملت بحضور حضرت قطب الافراد آپکو خرقہ مع تاج جعفری عطیہ حضرت غوث ملت پہنایا چونکہ اُس زمانہ تک حضرت عارف باللہ تیسری صاحبزادی یعنی اہلخانہ حافظ مظہر حسین صاحب موجود تھین اُنکی خدمت مین بھیجا اونھون نے بہت شفقت فرمائی اور اذکار قلندریہ کہ جنکی تعلیم آپنے حضرت قطب الافراد سے پائی تھی سب دریافت کیے آپنے وہ سب بتاے وہ بہت خوش ہوئین اور بکمال مسرت سے دعائین دین آپ اپنے زمانہ کے حفاظ مین بہت ممتاز تھے یاد اسقدر پختہ تھی کہ بعد وفات آپکے اُستاد کی تراویح مین پھر کسیکو لقمہ دینے کی ضرورت نہین پڑی حالانکہ بیشتر دو چار حافظ ضرور سامعین مین ہوتے تھے لحن و صوت بھی ایسا دلکش تھا کہ رمضان شریف مین قرآن مجید سننے جوق جوق لوگ آتے تھے خصوصًا سورہ رحمن کے روز زائد مجمع ہوتا تھا حضرت فخر الکاملین مولانا شاہ علی اکبر

قلندر فرط مسرت مین اپنے بعض مخصوصین سے فرماتے تھے کہ کیا اچھا پڑھتے ہین
وقت حفظ سے سال وصال تک آپکا رمضان شریف مین کلام مجید پڑھنا بجز
ایک سال کے بوجہ علالت کبھی ناغہ نہین ہوا و تنالیس سال آپنے تراویح مین
کلام مجید سُنایا روزانہ تین پارہ پڑھنے کا معمول ہمیشہ رہا اور قرب رمضان شریف
مین اس سے زائد معمولات خاص سے تھا کہ ماہ جمادی الآخر سے آپ روزانہ
دور مین زیادتی فرما دیتے تھے اور وہ ماہ مبارک تک قائم رہتا تھا فرماتے تھے
کہ اس زمانہ مین جسقدر ختم ہوتے ہین وہ سب مین حضرتین جدین امجدین قدس
سرہما کی روح مبارک پر ہدیہ کر دیتا ہون روزانہ دور کرنے مین آپکا طریقہ
کہ علاوہ اوقات تدریس و تصنیف برابر پڑھتے رہتے تھے۔
حفظ کلام مجید کے ساتھ ہی ساتھ آپنے فارسی کی ابتدائی کتابین مولوی
سے پڑھین اور علوم عربیہ مین میزان الصرف سے مصباح تک اپنے والد بزرگوار
سے پڑھا اوسکے بعد حضرت مقتداے جہان نے آپکو پڑھانا شروع کیا انھین
آپنے کل کتابین تفسیر و حدیث و عقائد و فقہ و تصوف و منطق و ادب و کلام
پڑھکر اٹھارھوین سال کل علوم درسی سے فراغت پائی حضرت مقتداے جہان
محض آپکی تعلیم کیوجہ سے مثل حضرت شاہ فتح قلندر رجوپوری کے (کہ انھون نے
اپنے صاحبزادونکی تربیت و تعلیم کے لیے کچھ عمر زائد حقتعالی سے مانگ لی تھی
برس اپنی عمر زائد حقتعالی سے مانگ لی تھی ۱۲۸۷ھ مین جب آپکی تکمیل ہو گئی
اونھون نے آپکا نکاح اپنے چھوٹے صاحبزادہ جناب مولوی حامد علیصاحب
مغفور کی صاحبزادی سے کر دیا۔

آپ تمام علوم مروجہ مین طاق اور علم تصوف وحقایق مین شہرۂ آفاق تھے اس
وسیع ولطیف علم معنوی مین جسکے جاننے والے شاذ ونادر ہی ہونگے آپکے معلومات
کا پایہ بہت عالی تھا علوم ظاہری مین کیا معقولات اور کیا منقولات سب پر
ایسا عبور تھا کہ طالبعلم کے سبق کے وقت کوئی کتاب کیسی ہی دقیق کیون نہو
آپ پہلے سے ملاحظہ نہین فرماتے تھے اور مضامین سبق ایسی آسانی سے سمجھا دیتے
تھے کہ طالبعلم کو زیادہ اوجھنے کی ضرورت نہین پڑتی تھی پڑھانے مین یہ معمول تھا
کہ اگر طالبعلم سمجھدار وذہین ہوا تو عبارت ومعانی اُس سے کھلوا کر صرف مطلب
بیان فرمادیتے تھے اور پھر پوچھتے تھے کہ کیا سمجھے اگر وہ واقعی سمجھ گیا ہوتا تھا تو خیر
ورنہ دوبارہ سہ بارہ سمجھاتے تھے اور اگر طالبعلم معمولی استعداد کا ہوتا تھا تو
اوسکو عبارت اور معانی کے پڑھانے مین بھی مدد دیتے تھے اور مطلب خود کہتے
تھے اور فرماتے تھے کہ حضرت مقتدائے جہان اور اُنکے استاد مولانا محمد مستعان
کاکوروی کا یہی طریقہ درس تھا حضرت مقتدائے جہان کے زمانہ حیات سے کہ
جب غالباً آپ کا سن اٹھارہ سال کا ہوگا آپنے باقاعدہ درس دینا شروع کیا
جسکا سلسلہ زمانہ وصال تک قایم رہا شروع زمانہ مین تیس چالیس سبق
روزانہ پڑھاتے تھے جسمین علاوہ ارباب کاکوری کے اور مقامات کے طلبہ بھی
ہوتے تھے آخر زمانہ مین البتہ طلبہ کی تعداد بہت کم ہوگئی تھی صرف دس بارہ
سبق رہگئے تھے یہان پر مین آپکے تلامذہ کے نام جو مجھکو معلوم ہوے لکھدینا
مناسب سمجھتا ہون انمین چھ حضرات اول الذکر وہ ہین جنھون نے آپ سے
پوری درسی کتابین پڑھ کر فراغ حاصل کیا اور بقیہ لوگ وہ ہین کہ جنھون نے

آپ سے یا تو ایک زائد زمانہ تک پڑھا یا متوسطات تک تعلیم پائی یا اس سے
بھی کم پڑھا۔ مولوی کمال الدین اعظم گڈھی۔ مولوی محمد صدیق اعظم گڈھی۔ مولوی
محمد یسین چپاروی۔ مولوی نصیر الحق فرنگی محلی۔ مولوی منصب علی تالگانوی
حضرت مولانا شاہ حبیب حیدر قلندر مدظلہ۔ منشی محمد وہاج الدین کاکوروی۔ مولوی
منعم الدین عرف عبد القیوم کاکوروی۔ مولوی اکبر علی کاکوروی۔ شیخ محسن علی
علوی کاکوروی۔ چودھری عبد المجید کاکوروی۔ منشی عبد الوحید نیرنگ نبیرہ شیخ
غلام مینا ساحر علوی کاکوروی۔ منشی امیر بخش ساکن میلارا گنج۔ منشی مرتضی علی
علوی کاظمی۔ حکیم عبد الباسط خان خالصپوری۔ مولوی رکن الدین کاکوروی
مولوی محمد قاسم و مولوی محمد ہاشم کاکوروی۔ مولوی محمد وسیم الدین کاکوروی
حاجی رشید الدین علوی کاکوروی۔ منشی غفور الدین عرف سجاد علوی کاکوروی
مولوی سید احمد خلف مفتی عنایت احمد کاکوروی۔ منشی عبد القیوم خلف منشی عبد الحی
عرشی کاکوروی۔ منشی حسن رضا کاکوروی وکیل ہائیکورٹ حیدر آباد دکن۔ منشی یوسف
حسن کاکوروی۔ میر فضل احمد۔ مولوی عماد الدین خان کاکوروی۔ قاضی شاہ علیجان کاکوروی۔ مولوی منظور الدین
خان سردار کاکوروی۔ شیخ علی عباس علوی کاکوروی۔ منشی سراج الدین حسین خان
کاکوروی۔ مولوی حافظ محمد یوسف علوی خلف مولانا امجد علی علوی کاکوروی تلمیذ
رشید حضرت مقتدائے جہان۔ منشی سیف علی خلف دلاور علی خادم حضرت مقتدائے
جہان۔ حکیم ناظم علی کاکوروی۔ مولوی عبد الصمد خلف مولوی حیدر علی تلمیذ حضرت
مقتدائے جہان۔ مولوی حبیب اللہ۔ میر الطاف علی۔ شیخ عنایت اللہ نبیرہ مولوی
احسان اللہ۔ شیخ حسن بخش ساکن میلارا گنج۔ حافظ علی حسین خلف حافظ محمد حسین

ساکن بڑا گانون تلمیذ حضرت مقتدائے جہان۔ مولوی صادق علی و مولوی
ناظم علی نبیرۂ حضرت مقتدائے جہان۔ حافظ حمید الدین کاکوروی۔ لالہ منگلی رائے
کاکوروی۔ مولوی فرید علی فلک کاکوروی۔ منشی یعقوب علی علوی کاکوروی۔ منشی
محمد اسحاق علوی کاکوروی۔ شیخ ریاض الحسن کاکوروی۔ حافظ التفات حسین
کاکوروی۔ عبد الحمید خان ساکن علوپور۔ محمد اسماعیل خان خالصپوری۔ مولوی
فدا حسین کاکوروی۔ منشی نور الحسن کاکوروی۔ منشی معشوق حسن کاکوروی۔ مولوی
کمال الدین۔ لالہ کامتا پرشاد۔ مولوی سدید الدین خان کاکوروی۔ منشی صغیر حسین
و منشی امجد حسین علوی کاکوروی۔ منشی فخر الحسن کاکوروی۔ منشی اولاد حسین و شیخ
انعام اللہ ساکن میلارائگنج۔ منشی صادق حسین ساکن دیوا۔ شیخ سید حسن و جعفر حسن
کاکوروی۔ لالہ بھیرون پرشاد و منشی اودہ بہاری لال وکیل کاکوروی۔ مولوی
شریف الدین وکیل کاکوروی۔ منشی واحد علی بسمل و منشی ولایت علی و منشی احد علی
وکیل علوی کاکوروی۔ شیخ محمد شفیع علوی کاظمی کاکوروی۔ منشی ارتضا علی شہید
علوی کاظمی۔ مولوی مشکور الدین خان کاکوروی۔ مولوی حسن یاور خان خلف نواب
یار جنگ کاکوروی۔ منشی وہاج الدین حسین علوی کاکوروی۔ حافظ شیخ حسن علی۔ مولوی
شیدا علی کاکوروی۔ منشی نعیم الدین کاکوروی۔ منشی رضا احمد کاکوروی۔ منشی نذیر احمد
کاکوروی۔ مولوی عبد الغفار ساکن مہسنڈ۔ منشی شفیع الدین خلف مولوی کمال الدین
مولوی عبد الحکیم واعظ مصنف دلائل الخلافت۔ منشی عطا حسین علوی کاکوروی
مولوی حکیم وصی علی علوی کاکوروی۔ مولوی محمد زاہد اونامی۔ مولوی محمد الیاس
وکیل علوی کاکوروی خویش آنحضرت۔ مولوی عبد العزیز۔ شیخ عظمت علی و عشرت علی

جلگوری۔ شیخ تاج الدین عرف یسین شاہ کاکوروی۔ شریف الحسن خلف حافظ
مقبول حسن کاکوروی۔ حکیم محبوب حسن کاکوروی۔ مولوی احمد خان۔ منشی محمد عیسیٰ
میر امان علی کاکوروی۔ منشی عبد الغفور کاکوروی۔ شیخ ممتاز علی علوی کاکوروی۔
مولوی فدا حسین لکھنوی۔ مولوی حافظ سخاوت علی کسمنڈوی۔ شیخ معین الدین
لکھنوی۔ مولوی حافظ اکرام علی کاظمی کاکوروی۔ حکیم وسیم الدین کاکوروی۔ راقم الحروف
بندہ احقر تقی حیدر۔ برادر عزیز مولوی حافظ علی حیدر سلمہ۔

معمولی علمی مذاکرہ و گفتگو کے اوقات اور غیر معمولی جلسون مین حاضرین بقدر
استعداد خود مختلف علوم کے مسائل دریافت کرتے اور جواب شافی پاتے تھے
جس سے آپ کی واقفیت تامہ اور بحر العلومی کا اندازہ ہوتا تھا علاوہ اسکے آپکی
تصانیف خود آپکی وسعت نظر اور تبحر علمی کے شاہد عادل ہین۔ اوس زمانہ کے علماء
مین مولوی شاہ سکندر علیخان خالصپوری و مولوی علی حیدر خان خالصپوری۔ و
مولوی عبد العلی مدراسی۔ و ابو الحسنات مولانا عبد الحی و مولوی شاہ عبد الوہاب
و مولوی محمد اکرم و مولوی محمد ابراہیم و مولوی عبد الغفار فرنگی محلی و مولوی عبد الرحیم
پنجابی کانپوری وغیرہم آپکی فضیلت و کمالات کے قائل و مداح تھے اسیطرح جسے
مذہب امامیہ کے اکثر علماء و افاضل مولوی سید کمال الدین لکھنوی و مولوی
سراج الدین حسن معروف بہ مولوی فدا حسین لکھنوی و مولوی ظہیر الدین بلگرامی
وغیرہ بھی نہایت خلوص و نیاز سے حاضر ہوتے اور آپکے فیوض علمی سے مستفیض
ہوکر نہایت مسرور و محظوظ جاتے تھے اور بعض حضرات مثل مولوی حکیم وکیل احمد
سکندر پوری و مولوی شاہ عبد القادر بدایونی و مولوی احمد رضا خان بریلوی

ومولوی شاہ عبدالصمد سہسوانی وغیرہم آپ سے غائبانہ نیاز رکھتے تھے اور برابر اپنی تصانیف آپکی حضور مین ارسال کرتے رہتے اور خطوط مین نہایت تعظیمی الفاظ لکھتے جو طلبہ اُسوقت مین دور دراز مقامات سے لکھنؤ آکر معقولات و منقولات کی تکمیل کرتے تھے اونھین مین سے اکثر منتہی طلبہ آپکی شہرت سُنکر کاکوری بھی آتے اور علمی مذاکرہ سے فیض صحبت اوٹھاکر محظوظ واپس جاتے بعض تو پہلے ہی دوسری ملاقات مین ایسے مسرور ہوتے تھے کہ دو دو تین تین ہفتہ تک کہین نہ کہین کاکوری مین قیام کرتے۔

باہمہ تحقیقات و تدقیقات علمی کی احتیاط اسقدر تھی کہ جزئی مسئلہ بھی بغیر کتاب دیکھے ہوے نہین بتلاتے تھے فرماتے تھے کہ قرین احتیاط بھی ہے کہ بغیر کتاب دیکھے نہ بتلائے اور جب کوئی شخص کسی فتوی پر دستخط کرنیکو عرض کرتا تو فرماتے تھے کہ میرے خاندان کا دستور نہین ہے بلکہ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی کے اس قول پر عمل ہے کہ اے پسر گواہ مشو و قاضی مشو و مفتی مشو و در محکمۂ قضا حاضر میا اگر کبھی کسیکی زائد اصرار سے لکھا بھی تو کتاب سے عبارت نقل کردیتے اومین نہ اپنی رائے ظاہر فرماتے نہ دستخط کرتے اور فرما دیتے کہ چونکہ اسقدر فعل مینے اپنے اُستاد کا دیکھا ہے لہذا اوسپر عامل ہون۔

علاوہ علوم عربیہ کے فارسی مین بھی آپکو مہارت تام حاصل تھی زمانہ تحصیل علوم عربیہ ہی مین آپکو نثر نویسی کا شوق ہوا تو آپنے اُسکو جناب منشی احمد حسین دیوی نزیل کاکوری سے حاصل کیا اور تھوڑے زمانہ مین اعلی مہارت پیدا کرلی آپکی نثاری کے شاہد آپکے اکثر رسائل ہین جیسے رسالہ تحریر الانوار و حوض الکوثر تکملہ ظل الظاہر

وغیرہ۔ یہ آپکی نثار ہی محض فارسی تک محدود نہین تھی بلکہ اُردو بھی نہایت عمدہ لکھتے تھے چنانچہ آپکے مکاتیب ونیز رسالہ **گلدستہ نثر پروین** معروف بہ ارمغان اسکے شاہد ہین جسمین فارسی و اُردو دونون قسم کی نثرین ہین اور وہ آپکے شاگردون کی لکھی ہوئی اور آپکی اصلاحی ہین اوسی زمانہ مین آپکو شاعری کی طرف بھی رجحان ہوا کچھ شعر موزون فرمائے تھے اتفاق وقت نواب نصیر خانصاحب مغفور لکھنوی نے اسکا ذکر حضرت مقتدائے جہان کی حضور مین کردیا اُنھون نے اپنی ناپسندیدگی ظاہر فرمائی آپنے اُنکی مرضی نہ پاکر اوسے چھوڑ دیا منجملہ اُن اشعار کے چند شعر یہ ہین ؎

ساقی وہ دیجیو مجھے بوتل شراب کی
پیتے ہی بھولون آہ عذاب و ثواب کی
ہون سرنگون نہ کیسے یہان شاہ اور گدا
اکسیر خاک ہے در شاہ تراب کی

کہین کہنے کو سب اہل دہر دیکھ لیتے
جو ہوتا وہ جن و بشر دیکھ لیتے
نہ پھرتین جو ترچھی نگاہین تو زاہد
خدائی کی زیر و زبر دیکھ لیتے
کنوین جھانکتے پھرتے میری طرح سے
وہ اپنی جو نیچی نظر دیکھ لیتے
نہین آئے وہ تو قیامت ہی آتی
شب ہجر کی ہم سحر دیکھ لیتے

اسی طرح ہندی اور بھاکا سے بھی آپ بخوبی واقف تھے حضرت عارف باللہ کے ٹھمریون کی کتاب **نغمات الاسرار** مشہور بہ سانت رس جو خاص بھاکا زبان مین ہے آپنے پوری سبقاً سبقاً حضرت مقتدائے جہان سے پڑھی تھی عہد شباب تک ان امور کیطرف توجہ رہی لیکن رفتہ رفتہ کمی ہوتی گئی العتہ مشاغل درس و تدریس و تصنیف و تالیف تو قائم رہی مگر وہ بھی حضرت فخر الکاملین

کی حیات تک بعد اُنکے جب آپ سجادہ نشین ہوے تو کثرت مشاغل رشد وارشاد کے سبب سے اس مشغلہ سے بھی دستکش ہو گئے صرف مشغلہ تدریس البتہ زمانۂ وصال تک قائم رہا۔

تصنیف و تالیف آپکی بیشتر فارسی اور کمتر اردو مین ہین پہلی تصنیف آپ کی حواشی میر زاہد ملا جلال ہے جو آپنے اپنے درس کے زمانہ مین تحریر فرمائے تھے جنمین اکثر حضرت مقتدائے جہان کے ارشادات بھی ہین پھر خود ہی اُنکی مفصلاً تشریح کی ہے یہ حواشی ابھی تک چھپے نہین۔

(۲) رسالہ تحریر الانور فی تفسیر القلندر اسمین لفظ قلندر کے معانی اور اوسکی تعریف ایسی خوبی سے تحریر فرمائی ہے جسکو پڑھکر آنکھین کھلجاتی ہین نیز اُن بزرگان دین کا بھی تذکرہ فرمایا ہے جو اس مقام اعلیٰ پر فائز ہوے ہین اس رسالہ کو آپنے جلسۂ واحد مین حضرت مقتدائے جہان ہی کے زمانہ حیات مین تحریر فرماکر اُنکے ملاحظہ سے گذرانا تھا اور وہ اوسکو دیکھکر بہت خوش ہوے تھے یہ رسالہ پہلی مرتبہ اُنکی وفات کے دو ماہ بعد چھپکر ایسا مقبول ہوا کہ ہاتھون ہاتھ نکل گیا پھر دوبارہ ۱۳۰۰ھ مین مطبع سرکاری ریاست رامپور مین چھپا تقریباً تین جزو کا رسالہ ہے

(۳) رسالہ فیض التقی فی حل مشکلات ابن العربی یہ رسالہ اُن اعتراضات کے جواب مین تحریر فرمایا ہے جو علماء ظاہر نے حضرت شیخ اکبر کے کلام پر کیے ہین اسمین حضرت شیخ اکبر کے مابہ الاعتراض کلام کی کماحقہ تفسیر و تشریح فرماکر اعتراضات کے بدلایل و براہین جوابات دیے ہین اس رسالہ کو آپکی وفات کے بعد ۱۳۲۸ھ مین حکیم عبدالرحیم خانصاحب رامپوری نے چھپوایا سن تالیف اسکا ۱۲۹۱ھ ہے

اور دس جزو کا اسکا حجم ہے۔

(۴) **کتاب الحوض الکوثر** تکملۂ روض الازہر فی مآثر القلندر مصنفہ حضرت مقتدائے جہان قدس سرہ حضرت مقتدائے جہان نے یہ کتاب مستطاب بطور ملفوظ حضرت غوث ملت کے لکھنا شروع فرمائی تھی اوسی ضمن مین بعض بعض مسائل مثل سماع و محبت اہلبیت و ثبوت صحابیت حضرت عبدالعزیز مکی علمدار و سر حلقہ قلندران عظام وغیرہ وغیرہ اسقدر مفصل و مشرح تحریر فرمائے جس سے اس کتاب کا حجم بہت ہوگیا۔ ایک روز زمانہ قرب وصال مین اپنے شاگرد رشید مولوی ضامن حسین سندیلی سے اثناء تقریر مین فرمایا کہ افسوس یہ کتاب بیان ماہیت حسن و عشق سے خالی رہی جاتی ہے مجکو ابتک لکھنے کی نوبت نہین آئی اب شائد میرا وقت قریب آگیا ہے اُنھون نے عرض کیا کہ پھر کچھ تھوڑا سا لکھ ہی دیجیے فرمایا کہ مین بڈھا ہوا عشق کے بابتہ کیا لکھون اب اسکی تکمیل ایک نوجوان ہی کریگا اور آپ کیطرف اشارہ کرکے فرمایا کہ انکو چاہیے کہ میرے بعد میری قبر پر آکر لکھا کرین چنانچہ آپ اُنکی وفات کے بعد کاغذ و قلم دوات لیکر اُنکے مزار پر جاتے تھے۔ منشی حسن رضا صاحب اُنکے مرید اور آپکے شاگرد خاص بیان کرتے تھے کہ اس تکملہ کی تالیف کا طریقہ عجیب و غریب تھا یعنی علی الصبح آپ صرف قلم دوات و کاغذ لیکر حضرت قدر قدرت کے مزار اقدس پر جاتے تھے اور ایک گھنٹہ کے اندر ہی اندر ایک یا سوا جزو تحریر کر لاتے تھے کوئی کتاب مولف عنہا موجود نہوتی تھی مگر کتابونکے حوالہ اور اُنکی عبارات مولفہ تکملہ مین بوضاحت تمام درج ہوتی تھین یہ ایک نادر اور عدیم النظیر کرامت ہی جس نے

واقف ہونیکا شرف مجھے اسوجہ سے حاصل ہے کہ روزانہ قلم دوات وکاغذ کا حامل مین ہوتا تھا اور آپکی واپسی تک درگاہ شریف کے باہر حاضر رہتا تھا اسیطرح یہ تکملہ تحریر فرمایا گیا جیسا کہ خود دیباچہ تکملہ شریفہ مین آپنے اس امر کیطرف یون اشارہ فرمایا ہے کہ سترگ بخشایشی بکار رفت الخ اوسی زمانہ مین ایک مرتبہ آپ مسئلہ عشق بیان فرما رہے تھے اثناء تقریر مین یہ شعر پڑھا کہ ؎

صد کتاب وصد ورق در نار کن	سینہ را از عشق او گلزار کن

جس سے تمام حضار آستانہ پر جسمین مین (یعنی منشی حسن رضا صاحب) بھی شامل تھا ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ اُسکے قبل کبھی نہین ہوئی تھی اور نہ اُسکے بعد ابتک ہوئی دو گھنٹہ ایک قیامت آشوب شورش قائم رہی بالآخر حضرت غوث ملت کی درگاہ مین ہم سب بھیجے گئے وہان افاقہ وسکون ہوا اُس روز سب سے زیادہ جو عجیب امر واقع ہوا وہ یہ کہ برادرم منشی یوسف حسن صاحب تلمیذ ومرید آنحضرت کسی وجہ سے مسبوق الذکر وجدانی کیفیت کیوقت وہان موجود نہ تھے بلکہ اپنے مکان پر تھے وہان اُسیوقت اُنپر بھی وہی کیفیت طاری ہوئی اس تکملہ مین آپنے علاوہ بیان ماہیت واقسام عشق بقیہ حال حضرت غوث ملت ختم کرکے حضرت قطب الافراد وحضرت مقتدائے جہان کے مفصل حالات تحریر فرمائے ہین جس سے تکملہ کا حجم بھی اصل کتاب کے برابر ہو گیا مگر بعد تالیف کے پھر نظر ثانی کا اتفاق نہ ہوا اور تقدیرات الٰہی سے وہ مبیضہ اصلی گم بھی ہو گیا سنہ تالیف اسکا سنہ ۱۲۹۱ھ حجم اسکا بیس جزو کا ہے اب اس اصل کتاب وتکملہ کی عبارات مسودات کو حضرت وارث الانبیا مولانا شاہ حبیب حیدر قلندر نے

بفرمایش منشی حسن رضا صاحب وکیل ہائیکورٹ حیدرآباد دکن ماخذات سے مقابلہ کر کے گویا از سر نو مرتب فرمایا اور فصول و ابواب مدون کیئے اور عبارات عربیہ کے ترجمہ کیے اور الفاظ مصطلحہ حضرات صوفیہ پر بسیط حواشی تحریر فرماے اور شروع مین ایک مقدمہ چار جزو کا تحریر فرمایا جسمین مصنف کتاب و انکے اساتذہ و صاحب تکملہ کے حالات مشرح تحریر فرماے اب ہی سب کا مجموعی حجم چون جزو کا ہے

(۵) انتصاح عن ذکر اہل الصلاح اس کتاب مین آپنے حضرات مشائخ سلاسل ثمانیہ یعنی قلندریہ و قادریہ چشتیہ و سہروردیہ و طیفوریہ و مداریہ و نقشبندیہ و فردوسیہ کے حالات اور بعض مسائل طریقت مثل اقسام خلافت و شجرہ قبر مین رکھنے وغیرہ کے نہایت تحقیق سے تحریر فرماے ہین اس قسم کی اور بھی بہت سی کتابین دیکھی گئین مگر اسکا رنگ سب سے جدا ہے جس تحقیق سے اسمین مضامین لکھے گئے ہین وہ اسکی ایسی دوسری کتابون مین کم دیکھے گئے یہ کتاب پہلی مرتبہ سنہ ۱۲۹۴ھ مین چھپی تھی مگر نہایت غلط اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میری مؤلفہ کتابون مین کوئی کتاب ایسی غلط نہین چھپی افسوس کہ اُس زمانہ مین مین اپنی علالت کیوجہ سے اسکی تصحیح نہ کرسکا اور یہ چھپ گئی اب اگر کبھی فرصت ملی تو اسکی تصحیح کیجاویگی مگر افسوس کہ آپکو اسکی صحت کی نوبت نہ آئی بعد آپکی وفات کے یہ کتاب بہ تصحیح حضرت وارث الانبیا مولانا شاہ حبیب حیدر قلندر مع اضافہ تتمہ موسوم الفصاح و اکثر مضامین و جدول تاریخ ولادت و وفات و مدفن مشائخ کرام سنہ ۱۳۲۷ھ مین حسب فرمایش و صرف زر کثیر جناب منشی امیر احمد علوی کاکوروی چھپی جسکو اصحاب علم نے نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھا اور اپنے مولفات مین

اس سے سند لی اولاً سات جزو کی تھی دوسری مرتبہ معہ اضافہ چودہ جزو کی ہوئی

(۶) کتاب القول الموجہ فی تحقیق من عرف نفسہ فقد عرف ربہ یہ توحید وحقایق کا وہ ذخیرہ ہے جو طالبین وسالکین کے لیے کبریت احمر کا فائدہ رکھتا ہے اسمین مشہور قول من عرف نفسہ فقد عرف ربہ کی تحقیق کی ہے اور اسکے معانی وحقایق کو وضاحت سے بیان کیا ہے۔ وجود انسانی اور اوسکی حقیقت نیز خودشناسی مین خداشناسی اور خداشناسی مین خودشناسی کو آئینہ کر دیا ہے اور اوسکے نکات ظاہر کر کے خطرات وساوس وہواجس والہامات کے اقسام وتمیز وتعریف بیان فرمائی ہے اور نفس امارہ ولوامہ وملہمہ ومطمئنہ کا فرق اول سب پر نہایت خوبی سے بحث فرمائی ہے یہ کتاب بلحاظ اپنی خوبی وجامعیت کی عدیم النظیر ہے اور عمل کرنیوالے کو صوفی بنا دینے کے لیے کافی یہ آپکی اوائل تصنیف سے ہے جو بعد خود بدولت کے نظر ثانی وضافہ کثیر کے سنہ ۱۳۱۹ھ مین حسب تمنا وصرف زر کثیر جناب منشی امیر احمد علوی طبع ہوئی حجم اسکا سولہ جزو کا ہے نظر ثانی سے قبل یہ کتاب ایک مختصر رسالہ کی صورت مین تھی جو بجاے خود اس تفصیل کا اجمال تھی جسکا ترجمہ اُردو مین کر کے مینے ہدیۃ الشرف فی ترجمۃ من عرف نام رکھا یہ رسالہ بھی سنہ ۱۳۰۳ھ مین چھپ گیا۔

(۷) رسالہ قول المختار فی مسئلۃ الجبر والاختیار اسمین آپنے اس مسئلہ کی نہایت تحقیق فرمائی ہے حجم اسکا چار جزو کا ہے۔

(۸) رسالہ حسن الافادت لارباب الارادت المعروف برسالہ بعیت نہ وجہ بازوج اسمین آپنے اس مسئلہ کے عدم استحسان کو اقوال حضرات مشائخ سے ثابت کیا ہے یہ رسالہ اردو مین صرف ایک جزو کا ہے۔

(۹) رسالہ نخبۃ الصوارف فی شرح خطبۃ العوارف اس رسالہ مین آپنے خطبہ عوارف المعارف مصنفہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کی بہت تفصیل سے شرح فرمائی ہے اور ہر ہر فقرہ وجملہ کی اس عمدگی وسہولت سے توضیح کی ہے جس سے بیساختہ تعریف کرنیکو دل چاہتا ہے یہ رسالہ بھی چار جزو کا ہے

(۱۰) رسالہ تصفیہ فی شرح التسویہ رسالہ تسویہ تصوف مین حضرت شیخ محب اللہ الہ آبادی کی نہایت مشکل تصنیف ہے جسکا عام طور پر سمجھنا مشکل ہے یہ اوسکی ایسی بےنظیر وقابل قدر شرح ہے جو ناظرین باتمکین کی نظر مین کتاب کے مضامین ادق کے مطالب کو آئینہ کر دیتی ہے یہ رسالہ سات جزو کا ہے۔

(۱۱) رسالہ فلک الابصار یہ اُن سوالات کا مجموعہ ہے جو سلسلہ چشتیہ کے ایک بزرگ نے استفادۃً آپ سے کیے تھے جنکے جوابات آپنے ایسی عمدہ تحقیق وتفصیل سے دیے ہین کہ باید وشاید یہ بھی اپنے مضامین کے لحاظ سے بہت مفید ہے اور صرف دو جزو کا ہے۔

(۱۲) رسالہ کشف الدقایق عن رموز الحقایق۔ یہ بھی مختلف مسائل مشکلہ تصوف کے سوالات وجوابات کا مجموعہ ہے جو ایک ارادتمند خاندانی کے تقاضا پر تحریر فرمایا گیا اسمین آپنے اپنے خداداد قابلیت کا جو کمال دکھایا ہے اوسے دیکھکر حیرت ہوتی ہے یہ رسالہ چار جزو کا ہے۔

(۱۳) رسالہ تنویر الافق فی شرح تبئین الطرق تبئین الطرق حضرت شیخ علی متقی جونپوری کا بہت عمدہ رسالہ سلوک مین ہے یہ اوسکی شرح اپنی آپ ہی نظیر ہے۔ یہ آٹھ جزو کا رسالہ ہے۔

(۱۴) رسالہ زواہر الافکار فی شرح جواہر الاسرار شیخ محمد مقیم ہروی نے چند سوالات جواہر الاسرار کے نام سے لکھے تھے آپنے اُنکے جوابات شافی و کافی دیکر وہ عقدے حل فرمائے جو لاینحل سمجھے جاتے تھے یہ تین جزو کا رسالہ ہے

(۱۵) رسالہ الدر الملتقط فی شرح تحفۃ المرسلہ تحفہ مرسلہ حضرت شیخ ابو سعید مبارک مخزومی قدس سرہ کا بہت عمدہ رسالہ علم حقایق مین ہے جسکو اُنھون نے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے لیے تحریر فرمایا آپنے اُسکی شرح ایسی عمدہ فرمائی کہ دریا کو کوزہ مین بھر دیا ہے۔ یہ کتاب گیارہ جزو کی ہے۔

(۱۶) رسالہ الدر الیتیم فی ایمان آباء نبی الکریم بعض حضرات نے اس مبحث کو چھیڑ کر خواہ مخواہ ایمان ابوین آنحضرت صلعم کا انکار کر دیا ہے جس سے آنحضرت صلعم کی ذات اقدس کا ایک گونہ وہن متصور ہے آپنے اس رسالہ مین اولاً اقوال قائلین و منکرین تحریر فرما کر آخر مین محاکمہ فرمایا ہے اور کف لسان پر زائد زور دیا ہے۔ یہ دو جز کا عربی رسالہ ہے۔

(۱۷) رسالہ جات میلاد شریف اردو اول نفح الطیب فی ذکر مولد الحبیب دوم تسلیۃ الفواد عن ذکر خیر العباد سوم شمامۃ العنبر فی میلاد خیر البشر چہارم زاد الغریب فی منزل الحبیب۔ یہ چار مولود شریف یکے بعد دیگرے لکھے گئے انمین محض وہی روایات ہین جو احادیث صحیحہ مین ہین اور عجیب بات یہ کہ ہر رسالہ کا رنگ باوجود ایک مبحث و موضوع ہونیکے ایک دوسرے سے جداگانہ ہے یہ چارون رسالہ ۱۳۰۱ و ۱۳۰۲ ھ مین تالیف ہوئے اور چھپے بھی مگر اب نہین ملتے انمین پہلا پانچ جزو اور دوسرا دو جزو اور تیسرا چار جزو

اور چوتھا چھ جزو کا ہے۔

(۱۸) **تفسیر سورہ یوسف** یہ تفسیر خاص عشق کے بیان مین نہایت دلچسپ اور عمدہ فارسی مین لکھی جا رہی تھی لیکن افسوس کہ پوری لکھی نہین گئی اور کیسے اختتام تک پہونچتی کہ قصہ عشق کبھی ختم ہوتا ہی نہین ہے

قصة العشق لا انفصام لها		وصمت ههنا لسان المقال	

(۱۹) **رشحات انوری** یہ شرح لمعات حضرت فخر الدین عراقی پر حواشی تحریر فرمائے ہین جو اپنے طرز مین نرالے ہین آپنے انمین وہ طرز رکھا ہے جس سے شرح کے مشکل مسائل سمجھنے مین آسانی ہوتی ہے

(۲۰) **شہادت الکونین فی شہادت الحسنین معروف بہ شہادت نامہ کلان** یہ وہی معروف ومشہور شہادت نامہ ہے جسکی مقبولیت کا شہرہ تمام ملک مین ہے اور جسکی خوبی نے اہل تشیع کو بھی گرویدہ بنالیا ہے اگرچہ واقعۂ کربلا کے حالات اور لوگون نے بھی لکھے ہین لیکن انمین سے اکثر مین تو وہ مبالغہ آمیز وغلط روایات ہین جن سے اصلی واقعات کی بالکل جھلک جاتی رہی اور بعض مین ایسی مصنوعی روایات داخل کیئے گئے جو مبصرین کے نزدیک فضول قصون سے زیادہ وقعت نہین رکھتے آپنے اسمین وہ معتبر روایات لئے ہے جو مستند کتب سیر وحدیث سے ثابت ہین یہ پندرہ جزو کی کتاب ہے سنہ تالیف اسکا ۱۳۰۵ھ ہے یہ کتاب دوبار چھپ چکی ہے اول مرتبہ سنہ ۱۳۱۱ھ مین ڈپٹی مظفر حسین کاکوروی نے اور دوسری مرتبہ سنہ ۱۳۲۸ھ مین قاضی احترام علیخان کاکوروی نے چھپوائی۔

(۲۱) **کتاب مستطاب الدر المنظم فی مناقب غوث الاعظم** یہ ضخیم کتاب

حضرت سید السادات شیخ الشیوخ امام الاولیا محبوب سبحانی سیدنا محی الدین عبد القادر جیلانی کے مفصل و صحیح حالات مین تقریبًا چورانوے جزو کی بڑی دو جلدون مین ہے اسمین حضرت کے نسب و حضرت کے آبائے کرام و مرشدان عالیمقام و حضرت کی اولاد و احفاد و حضرت کے علم و فضل و فقر و کرامات کا تذکرہ حضرت کے خلفا و مسترشدین و نیز معاصرین کے حالات نہایت ہی شرح و بسط سے تحریر فرمائے ہین اور بھی بہت سے مسائل متعلقہ نہایت ضروری و مفید درج فرمائے ہین اس کتاب کا طرز بیان قابل دید اور آپکے علمی تحقیقات و تاریخ دانی لایق تعریف دیکھنے والا کہہ سکتا ہے کہ یہ لاجواب کتاب کس پایہ کی ہے اور مصنف نے کن کن جواہر آبدار سے اسے مرصع کیا ہے سچ تو یہ ہے کہ ایسی مبسوط کتاب خاص آنحضرت کے حالات مین اردو کیا فارسی و عربی مین بھی دیکھنے بلکہ سننے مین نہین آئی سنہ تالیف اسکا ۱۳۱۳ھ ہے۔

(۲۲) رسالہ الدرۃ البیضاء فی تحقیق صداق فاطمۃ الزہراء اردو۔ اس رسالہ مین حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا و دیگر ازواج مطہرات و بنات طاہرات کے مہر و دیگر مسائل و فوائد نکاح کی تحقیق فقہ و احادیث سے فرمائی ہے اور آخر مین سب کے مختصر مفید حالات بھی بڑھائے ہین۔

یہ وہ تصانیف ہین جنسے آپکے تبحر علمی و جامعیت ظاہری و باطنی کا اندازہ ہوتا ہے انمین سے اکثر غیر مطبوع ہین ان تصانیف سے مقصد اصلی آپکا محض فیض رسانی خلق تھا نہ اور ابنائے زمانہ کیطرح شہرت حاصل کرنا منشی تاج الدین صاحب نے رسالہ کبریت احمر مین لکھا ہے کہ ایکمرتبہ مین نے حضرت قدرۃ قدرت

مولانا حافظ شاہ علی انور قلندر سے عرض کیا کہ حضور مثل حضرت شیخ اکبر و حضرت فریدالدین عطار وغیرہ محققین کی تصنیفات اپنے عرفان و مشاہدہ سے کیوں نہیں لکھتے محض تالیف کیوں فرماتے ہیں آپ نے فرمایا کہ ہمارے یہاں کا طریقہ اصلی قلندریہ ہے جسمیں فنا در الفنا اور محض گمنامی ہے بسبب جامعیت کے یہ طریقہ سجادہ نشینی وجبہ ودستار و تالیف و تعلیم و تعلم کا اختیار کرلیا گیا ہے تاکہ عامۂ خلائق اس خاندان سے بھی ظاہری امور شرعی و اخلاقی میں مستفید ہوں اور باطنًا تالیفات کیوجہ سے مذاق صوفیہ سے بے بہرہ نرہاں انتہی یہ تو آپکے ظاہری علم و فضل کے حالات مختصرًا لکھے گئے اب باطنی تعلیم و تکمیل وغیرہ کے حالات بھی کچھ لکھے جاتے ہیں۔

تعلیم کل اشغال و اذکار معمولہ خاندانی کی عمومًا اور سلسلۂ عالیہ قلندریہ کی خصوصًا آپنے حضرت قطب الافراد سے پائی اور اکثر اسماء مثل یا رحیم و یا باسط وغیرہ و دیگر اعمال کی زکوٰتیں حضرت مقتدائے جہاں کے حکم سے دیں اکثر بسبیل تذکرہ فرمایا کرتے تھے کہ جب میں اسم یا رحیم اور یا باسط کی زکوٰۃ دی تو حضرت مقتدائے جہاں نے مجھ سے خلوت اور صوم و صال کو فرمایا چنانچہ اکیس روز تک میں خلوت کی اور صوم وصال رکھے پہلے روز تو بہت بھوک معلوم ہوئی دوسرے روز خستگی اور اعضا شکنی زائد ہوئی اور بھوک کم مگر ان دونوں وحشت اور بے طمینانی بہت رہی لیکن تیسرے روز سے سکون ہوگیا اسقدر جسم سبک ہوگیا تھا کہ بیٹھے بیٹھے معلوم ہوتا تھا کہ اوڑا جاتا ہوں اور اسمائے شریفہ کے موکلین سے ہر وقت بات چیت رہتی تھی جس سے اور زائد فرحت ہوتی تھی غرضکہ وہ چلہ

نہایت ذوق وشوق سے ختم ہوا۔ حفظ اوقات وظائف واوراد معمولہ خاندان ایسا تھا کہ کبھی بسر مو اوس سے تفاوت نہین ہوا بیشتر وظایف آپکو حفظ تھے کہ کتب وظائف کبھی کسی نے آپکو ہاتھ مین لیکر پڑھتے نہین دیکھا یہ بھی ایک قسم کا کتمان تھا تاکہ کسیکو وظائف واوراد معمولہ کا بھی علم نہو۔ ایکبار آپنے حضرت وارث الانبیا مولانا شاہ حبیب حیدر قلندر سے مراقبہ اسم ذات کی تعلیم کے وقت فرمایا کہ جسقدر ہو سکے اسکے ساتھ اسم ذات کا بھی ورد رکھو اونھون نے عرض کیا کہ کسقدر آپنے فرمایا کہ میرا معمول تو بارہ ہزار بار روزانہ پڑھنے کا ہے تم اپنی فرصت کو دیکھ لو جسقدر پڑھ سکو۔

اجازت وخلافت آپکو اولاً اپنے ابوالجد حضرت غوث ملت سے تھی ثانیاً حضرت قطب الانہرا دسے اونھون نے وقت وصال بضمن اجازت وخلافت اپنے صاحبزادہ والا منزلت کے آپکو بھی اجازت وخلافت اور وصیت اعطاے خرقہ فقر فرمائی تھی جسپر حضرت مقتداے جہان نے یہ فرمایا تھا کہ ”خیر اکبر کے لیے تو جو کچھ آپ فرماتے ہین اوسکی تعمیل وقت پر کیجاےگی مگر انور کو میرے لیے چھوڑ دیجیے“ ثالثاً حضرت مقتدائے جہان سے انکی عنایت وتوجہ آپ پر بہت تھی خود آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ یونتو ہمارے سب بزرگ ہمکو چاہتے تھے لیکن جسقدر چھوٹے دادا کی شفقت ومکرمت ہمپر تھی وہ کیا بیان کیجائے چند واقعات اُنکی عنایت کے جو بعض مینے آپ ہی سے سُنے وہ لکھتا ہون۔

واقعۂ اوّل قرب زمانۂ وصال حضرت مقتداے جہان مین قاضی احمد علیخان صاحب نے یہ خواب دیکھا کہ ایک ماہ عالم افروز وسط آسمان پر جلوہ افروز تھا

دفعتہً وہ مقام مزار شریف آنحضرت پر گر کر غروب ہوگیا اور اوسیوقت وہان سے ایک ہلال نمایان ہوا اونھون نے متوحش ہوکر یہ خواب بذریعہ خط لکھ بھیجا اور تعبیر چاہی آنحضرت نے جواب مین یہ تحریر فرمایا کہ ماہ وجود فقیر ست غالباً زمان معین بہ رسیدہ ست و مراد از ہلال وجود نور نظرم حافظ علی انور ست۔

واقعۂ دوم حضرت مقتدائے جہان نے اپنی حیات ہی مین آپکو خدمت امامت مسجد خانقاہ شریفیہ تفویض فرمائی اور اپنا عمامہ خاص عطا فرمایا جب اول مرتبہ آپنے نماز عید پڑھائی تو منشی عبدالحی صاحب نے ایک دوشالہ آپکی نذر کیا آپنے وہ دوشالہ حضرت مقتدائے جہان کے خادم خاص میان دلاور کے لڑکے منشی سیف علی کو اوڑھا دیا حضرت مقتدائے جہان بہت خوش ہوے اور منشی صاحب سے فرمایا کہ تمنے اسکی ہوشیاری دیکھی کہ کسطرح یہ میرے دلمین جگہ کرتا ہے کوئی سیکھتا ہے یہ پھانکتا ہے اور ایک معمول خاص یہ بھی تھا کہ ایسے مواقع مسرت پر وہ آپکو شیخ صاحب کے لفظ سے مخاطب فرمایا کرتے تھے پھر قریب زمانہ وفات کے آپکو خلافت عطا فرمائی اور اپنے ملبوس خاص پر آپکو اجازت بھی لکھدی اور اکثر آپ سے فرمایا کرتے تھے کہ مین یہان سے خدا تک تمھارے ساتھ ہون جسکے یہ واقعات شاہد ہین۔

حافظ حاجی قاسم علیصاحب مغفور جو حضرت عارف باللہ کی اولاد دختری مین تھے اور قرابت مین آپکے دادا ہوتے تھے آپکی فضیلت اور کمال کے قائل نہین تھے اکثر اعتراضات کیا کرتے تھے ایکدن انھون نے خواب مین حضرت مقتدائے جہان کو یہ فرماتے دیکھا کہ کیا تم میان انور کی فضیلت و کمال کے قائل

نہیں ہو وہ چپ ہو گئے تب فرمایا کہ اگر قائل نہیں ہو تو دیکھو اور بہت
چھوٹے ہو کر آپ منہ میں سما گئے اور اندر سے آواز دیکر فرمایا کہ اب تو قائل ہوئے
یا اب بھی نہیں اُس روز سے وہ آپکے معتقد ہو گئے۔

دیگر حکیم سید مشرف حسین خیرآبادی نے ایک عریضہ آپکی حضور میں ارسال کیا
تو آپنے بعد ملاحظہ کے وہ خط منشی شکور احمد صاحب امیٹھوی مقیم حال کاکوری
کو عنایت کر کے یہ فرمایا کہ حکیم صاحب نے جو کچھ لکھا ہو وہ انکا حسن ظن ہے ورنہ میری حالت
تو یہ ہے ؎

وہ ننگ خلق ہوں کہ یہ کہتی ہے میری خاک	اسکو بنا کے کیوں مری مٹی خراب کی

حکیم صاحب کے خط میں سرنامہ پر یہ شعر تھا ؎

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام	بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزی دیگری

اسکے بعد یہ واقعہ لکھا تھا کہ مجھکو چند شبہات اپنے سلوک میں پڑے جنکے حل کیلیے
میں اکثر مشائخ زمانہ حضرت مولانا فضل الرحمن مرادآبادی و حضرت شاہ نظام الدین
صاحب قادری بریلوی و حضرت حاجی وارث علیشاہ ساکن دیوہ وغیرہ کی حضور میں
حاضر ہوا مگر کہیں سے میری کامل تشفی نہوئی تب میں بہت مضطرب ہوا کہ اب
کیا کروں افسوس کہ حضرت پیر و مرشد بھی اس عالم میں تشریف نہیں رکھتے اسوقت
میرے خیال میں آیا کہ آستانہ عالیہ پر بھی ضرور حاضر ہونا چاہیے شاید حضرت سید غوث
کے چھوٹے صاحبزادے سے شبہات حل ہو جائیں تب میں وہاں حاضر ہو کر دو
تین روز قیام کیا وہاں ایک رات خواب میں دیکھا کہ کاکوری شریف میں میری

حاضری کا مشعر تھا مگر مینے اُسکا اعتبار خواب و خیال سمجھکر نہین کیا وہان سے دو ایک روز کے بعد مکان واپس آیا یہان پر مینے ایک روز یہ خواب دیکھا کہ ایک بہت بڑا میدان ہے جسمین بہت مجمع ہے اور ایک دربار قائم ہے دریافت سے معلوم ہوا کہ جناب امیر کرم اللہ وجہہ کا دربار ہے جسکے مہتمم میرے پیر و مرشد حضرت مولانا شاہ تقی علی قلندر ہین مجکو بہت مسرت ہوئی مینے دلمین کہا کہ اب کیا غم ہے حضرت پیر و مرشد ہی کے طفیل مین جناب امیر کرم اللہ وجہہ کی بھی زیارت کرونگا یہی خیال کر رہا تھا کہ حضرت پیر و مرشد تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا کہ کیا حضرت کی زیارت کروگے مینے عرض کیا زہے نصیب فرمایا کہ ہم چلتے ہین تم آؤ جب مین دربار مین باریاب ہوا تو دیکھا کہ جناب امیر کرم اللہ وجہہ صدر مین رونق افروز ہین اور انکی داہنی جانب حضرت پیر و مرشد برحق اور بائین جانب حضرت حافظ شاہ علی انور قلندر تشریف رکھتے ہین اور اور بھی بزرگان دین موجود ہین اتنے مین حضرت پیر و مرشد اپنی جگہ سے اُٹھے اور حضرت حافظ صاحب کا ہاتھ پکڑکر جناب امیر کرم اللہ وجہہ کے سامنے لے گئے اور فرمایا کہ یہ میرا نور نظر ہے اور آپکی عنایت و توجہ خاص کا امیدوار جناب امیر نے حضرت حافظ صاحب کے پیٹھ پر ہاتھ پھیرکر فرمایا کہ جسطرح یہ تمھارا نور نظر ہے اوسی طرح میرا بھی نور نظر ہے تب حضرت پیر و مرشد نے مجھ سے فرمایا کہ تم ادھر اُدھر حیران و پریشان پھرتے ہو انکے پاس کیون نہین جاتے یہ تمھارے سب شبہات دفع کر دینگے ین یہ سنکر فرط مسرت سے بیدار ہوگیا اُسوقت شعر مذکورہ بالا بحالت ذوق و شوق میری زبان پر تھا چنانچہ حکیم صاحب پھر حاضر خدمت اقدس ہوے اور آپنے

اُنکے شبہات حل فرمادیے اُسکے بعد سے حکیم صاحب مدۃ العمر بالالتزام حاضر ہوتے رہے
دیگر منشی حسن رضا صاحب بیان کرتے تھے کہ آپکی سجادہ نشینی کے بعد جو پہلا
عرس حضرت عارف باللہ کا ہوا اُسکے آخری دن کی محفل سماع مین ایک عجیب
وغریب یہ واقعہ پیش آیا کہ مجلس سماع گرم تھی اور تمامی عمائدین کاکوری ودیگر
حضرات لاہرپور شریف وخیرآباد ولکھنو وسندیلہ وغیرہ حاضر تھے ابتدائے حکیم
سید مشرف حسین خیرآبادی کو وجد ہوا اُنھون نے بچشم ظاہر حضرت پیر ومرشد
برحق مولانا شاہ تقی علی قلندر کو بصورت اصلی مجلس سماع مین یہ ارشاد فرماتے
دیکھا کہ انور کی سجادہ نشینی کے بعد یہ پہلا عرس ہے اسلیے "ترازید شہنشاہی
در اقلیم دل آرائی" گوانا چاہیے چنانچہ اُنھون نے اس ارشاد کی تعمیل کی قوال
نے مصرعۂ بالا شروع کیا جسپر سب سے پہلے خان بہادر منشی تاج الدین صاحب
کو ایسا وجد ہوا کہ وہ دفعتہً اپنی جگہہ سے ؎

این نفس جان دہنم بر تافتہ است	بوے پیراہن یوسف یافتہ است

کہتے ہوے اُٹھے اور بیہوش ہوکر گر پڑے اسکے بعد تمامی حاضرین محفل کو سخت
رقت وشورش ہوئی علی الخصوص اُن حضرات کو زیادہ جو زمانہ حال کے وجد کو
تواجد سمجھتے تھے غرض عجب کیفیت رہی بعد ختم مجلس حکیم صاحب نے یہ واقعہ
سب سے بیان کیا منشی دیباج الدین صاحب نے رسالہ کبریت احمر مین لکھا ہے
کہ حضرت شاہ علی انور قلندر کا کمال قلندری مجھے اسطرح پر معلوم ہوا کہ میرے
پیر ومرشد حضرت شاہ تقی علی قلندر آپکی بہت تعریف فرماتے تھے اور ایک واقعہ
مین اُنھون نے میرا ہاتھ پکڑکر حضرت شاہ حیدر علی قلندر کو دیا اُنھون نے

میرا ہاتھ لیکر حضرت شاہ علی انور قلندر کو دیا مین انھین سے فیضیاب ہوا غرضکہ حضرت مقتدائے جہان کی عنایت و توجہ خاص کے صدہا واقعات ہین جنکو مینے بخوف طوالت قلم انداز کیا۔

اسی طرح آپ پر دیگر بزرگان دین کی بھی توجہ خاص تھی چنانچہ آپ خود فرماتے تھے کہ جس زمانہ مین مین اذکار و اشغال کی تعلیم اپنے بڑے دادا صاحب سے پاتا تھا اوسی زمانہ مین مین نے ایک رات یہ خواب دیکھا کہ مین حضرت عارف باللہ کے مزار پر حاضر ہوا جب فاتحہ پڑھنے کا قصد کیا تو ایک ہاتھ اُنکے مزار سے نکلا اور اُسنے میری پنڈلی مضبوط پکڑ لی مینے بہت کوشش کی مگر نہ چھوٹی پھر میری آنکھ کھل گئی مینے یہ واقعہ حضرت مقتدائے جہان سے عرض کیا اُنھون نے فرمایا کہ الحمد للہ حضرت صاحب قبلہ کی روح اقدس تم پر بہت متوجہ ہے کبھی کبھی مزار شریف پر حاضری دے آیا کرو چنانچہ مین اکثر حاضری دے آیا کرتا تھا اسکے کچھ دنون بعد مینے پھر یہ خواب دیکھا کہ مین اپنے باغ مین جو پشت خانقاہ پر ہے موجود ہون اور حضرت غوث ملت بھی معہ حضرات مقتدائے جہان تشریف فرما ہین حضرت صاحب تو ایک کھٹولے پر تشریف رکھتے ہین اور حضرت مقتدائے جہان درختون کو سینچ رہے ہین حضرت صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ دیکھو اس باغ کے سرو کے درخت تمھارے قد کے برابر ہوے یا نہین مینے ناپا تو وہ میرے کانون تک تھی مینے عرض کیا پھر فرمایا کہ اس باغ کی دکن جانب جاؤ حضرت شاہ ولی اللہ محدث تشریف لاتے ہین اُنکو لے آؤ مین بڑھا تھوڑی دور جاکر دیکھا کہ ایک بزرگ میانہ قد گندم گون قوی الجثہ عصا ہاتھ مین لیے ایک کتاب بغل مین دابے تشریف لا رہے ہین مین اُنکو حضرت صاحب کے پاس لے آیا وہ حضرت صاحب سے

بیٹھکر باتین کرنے لگے تھوڑی دیر کے بعد بغل سے اُنھون نے وہ کتاب جو فیوض الحرمین تھی نکالکر مجکو دی اور تشریف لیگئے مینے یہ واقعہ بھی حضرت مقتدائے جہان سے عرض کیا فرمایا کہ بیشک وہ عمدہ کتاب ہے اُسکو اکثر دیکھا کرو۔

پھر قرب زمانہ وفات حضرت مقتدائے جہان مین یہ خواب دیکھا کہ مین مکان سے تکیہ آیا دیکھا کہ کمرہ مین حضرت مقتدائے جہان کے مصلے پر ایک بزرگ اونھین کی شکل وشباہت کے تشریف فرما ہین اُنکے پاس ایک جھبیا مین لڈو رکھے ہین اور اوسپر ایک رومال بندہے اور حضرت مقتدائے جہان مؤدب مصلے کے پاس دوسری جانب بیٹھے ہوے ہین ان دونون حضرات کی صورت ووضع ولباس وغیرہ بالکل یکسان ہے ایسا کہ باوجود غور سے دیکھنے کے بھی مجکو دونون مین بجز اسکے کوئی فرق نہ معلوم ہوا کہ جو بزرگ مصلے پر تشریف فرما تھے اُنکے کپڑے دوسرے بزرگ سے زیادہ صاف تھے مین متحیر ہوا کہ آخر یہ کون بزرگ ہین اور انمین حضرت مقتدائے جہان کون ہین یہ خطرہ آتے ہی مجھ سے حضرت مقتدائے جہان نے جو مصلے سے علیحدہ تشریف رکھتے تھے فرمایا کہ یہ بزرگ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ ہین آپکی قدمبوسی کرو مینے قدمبوسی کی اُنھون نے میری پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اور دو لڈو جھبیا سے نکالکر مجکو دیے اور پوری جھبیا حضرت مقتدائے جہان کو عنایت فرمادی مینے عرض کیا کہ حضور نے سب لڈو تو اُنکو دیدیے اور مجکو صرف دو ہی مرحمت فرمائے حضرت غوث پاک نے فرمایا کہ یہ بھی ہمنے انکو تمھارے ہی واسطے دیے ہین مین بہت خوش ہوا اور شدت مسرت مین رونے لگا آنکھ کھل گئی صبحکو بسر وقت حاضری حضرت مقتدائے جہان سے یہ خواب عرض کرنا چاہا قبل عرض کرنیکے آپ نے

حاضرین سے فرمایا کہ اگر کوئی ہمکو حضرت غوث پاک کی صورت پر دیکھے تو کیا تعجب ہم آخر اُنکے غلام ہی ہین اسیطرح ایک مرتبہ مجکو حضرت رسالتمآب صلعم کی زیارت کی خواہش ہوئی اور یہ خیال آیا کہ اگر زیارت نصیب ہو تو یہ عرض کرون اور اپنے جسم کو اُنکے جسم اطہر سے مس کرون آخر ایک شب مین نے خواب دیکھا کہ ایک میدان مین ایک مکان بہت عمدہ بنا ہے جسکے چار سمت دروازے ہین اور چہار طرف سائبان ہے اور بجز شمالی سمت کے آخری دروازہ کے اور سب دروازے بند ہین اور وہین سائبان کے باہر حضرت مقتداے جہان کھڑے ہین اور اُس دروازہ کا ایک پٹ بند اور ایک کھلا ہے اُنھون نے مجھ سے فرمایا کہ اگر حضرت سرور انبیا صلعم کی زیارت چاہتے ہو تو اس مکان مین جاؤ مین نہایت مسرت سے گیا دیکھا کہ ایک بزرگ سیاہ کمل اوڑھے آرام فرماتے ہین مجھے ایک کیفیت رعب وہیبت کی معلوم ہوئی اور معًا میری زبان پر یہ کلمات جاری ہوگئے کہ یا حضرت خاتم النبیین رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین راحۃ للعاشقین مراد المشتاقین سید الثقلین وسیلتنا فی الدارین زیب عالم فخر آدم محبوب الہ مقبول بارگاہ ان کلمات کے کہنے سے وہ کیفیت فرو ہوئی اور بجاے اسکے ایسا ذوق آیا کہ مین اُسی ذوق مین یہ کلمات کہتا ہوا آنحضرت کے قریب پہونچ گیا اور جاتے ہی قدم مبارک پکڑ لیے اور بجاے عرض حال یہی کلمات کہتا رہا حضرت اقدس اوٹھ بیٹھے اور دیر تک میری پیٹھ پر دست مبارک پھیرا کیے اور کچھ ارشاد بھی فرمایا جو کچھ مجکو یاد نہین رہا پھر میری آنکھ کھل گئی جسقدر ذوق خواب مین تھا وہی بیداری مین بھی پایا چنانچہ

اسی خواب کے بعد جب مینے رسالہ نفحۃ الطیب فی ذکر مولد الحبیب لکھا تو اُسمین ولادت شریف کے ذکر مین اظہاراً للشرف والکرامت یہی الفاظ لکھے۔

آپکو علاوہ حضرت غوث ملت و حضرت قطب الافراد و حضرت مقتدائے جہان سے اجازت و خلافت کے اپنے والد بزرگوار حضرت فخر الکاملین مولانا شاہ علی اکبر قلندر و حضرت سید شاہ علی اکبر قلندر باسطی الہ آبادی سے بھی اجازت و خلافت تھی حضرت فخر الکاملین نے جب اپنے زمانہ وصال مین آپکو اجازت و خلافت دی تو یہ فرمایا کہ الحمد للہ تم خود کامل ہو اور چچا میان نے تمھاری تربیت و تعلیم مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھا اور نہ تمکو کسی چیز کی ضرورت ہے مگر مین بھی اپنی طرف سے تمکو اجازت و خلافت دیتا ہون اور اپنا جانشین کرتا ہون۔

آپنے باوجود اپنے سب بزرگان خاندانی سے مجاز ہونیکے زمانہ حیات اپنے حضرت والد بزرگوار تک ترک لباس نہین فرمایا مرید البتہ کرتے تھے اُسکی وجہ یہ ہوئی کہ بعد وصال حضرت مقتدائے جہان جب آپنے اُنکا خرقہ عطیہ بروز سویم پہنا تو منشی عبد الحی عرشی مسترشد خاص حضرت مقتدائے جہان نے اپنے بیٹے منشی عبد القیوم و بھتیجے منشی یوسف حسن صاحبان وغیرہ کی بعیت کے لیے بہت اصرار کیا پہلے آپنے انکار کیا مگر اُنکے شدت اصرار اور حضرت فخر الکاملین کی تاکیدی حکم سے آپنے مجبور ہوکر اُنکو مرید فرمایا تب سے یہ سلسلہ جاری ہوگیا اوس زمانہ مین شجرۂ دینی کی صورت یون تھی کہ کبھی تو صرف حضرت قطب الافراد کے اسم گرامی سے اور کبھی صرف حضرت مقتدائے جہان کے نام نامی سے ہوتا تھا بعد وصال حضرت فخر الکاملین شجرہ کی یہ ترتیب ہوئی کہ جو اب ہے یعنی بعد اسم گرامی حضرت فخر الکاملین

ایک ہی سطر مین دونون حضرات کے نام نامی بعد اوس کے حضرت غوث ملت کا نام بیعت لینے مین آپ کا طریقہ یہ تھا کہ پہلے آپ مرید ہونے والے سے دریافت فرماتے تھے کہ کس سلسلہ مین بیعت منظور ہے جس سلسلہ مین وہ اپنی خواہش ظاہر کرتا اُسی سلسلہ مین مرید فرماتے تھے اور اگر وہ آپکی مرضی پر چھوڑ دیتا تھا تو بیشتر آپ سلسلۂ قادریہ مین مرید فرماتے تھے غرضکہ جملہ کمالات و نعمائے ظاہری و باطنی خاندانی آپکی ذات ملائک مباہات مین جمع تھین ؎

	گر بگویم تا قیامت وصف او		ہیچ آنرا غایت و مقطع مجو	
	در بشر روپوش گشتہ آفتاب		فہم کن واللہ اعلم بالصواب	

آپکو اویسی فیض حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی کی روحانیت سے بھی تھا چنانچہ ایکبار تذکرۃً ارشاد فرمایا تھا کہ حضرت شاہ تقی علی قلندر کو حضرت سلطان المشائخ سے بلا واسطہ اویسی فیض تھا اور ہمکو بھی بواسطہ و بلا واسطہ دونون طرحسے فیض ہے باوجود اس فضل و کمال کے آپنے حضرت فخر الکاملین کی حیات میں اپنی وضع مولویانہ حیثیت کی رکھی حتی الوسع کسی پر اپنے فضل و کمال کو ظاہر نہین ہونے دیا الا ماشاءاللہ چنانچہ اوسی زمانہ کا قصہ ہے کہ ایک روز آپ طلباء کو درس دے رہے تھے اتفاقاً حضرت شاہ علی احمد صاحب خیرآبادی مشہور بشاہ جلیب اِنور قلندر سرگروہ فرقہ آزادیہ جو حضرت مقتدائے جہان کے خلیفہ بھی تھے تشریف لائے اور کئی روز قیام کیا اثنائے قیام مین جب اُنھون نے دیکھا آپکو درس ہی دیتے پایا ایک روز انھین بجائے خود خیال ہوا کہ شاید انکو فقر سے حس و مس نہین ہے اور یہ خیال اُنکو ایک رات

دو دن قایم رہا دوسرے دن صبحکو آپ حسب معمول کمرے مین بیٹھے درس دیرہے تھے اتنے مین شاہ صاحب تشریف لاے اور آپکو دیکھتے ہی کہنا شروع کیا کہ اللہ اکبر ابتک مینے اس ذات کو پہچانا ہی نہ تھا بیشک یہی ذات حضرت عبدالعزیز مکی قلندر رہے یہی ذات سید خضر رومی قلندر رہے یہی ذات سید نجم الدین غوث الدہر قلندر ہے غرضکہ کل پیران شجرہ قلندریہ کے اسماے مبارک حضرت مقتداے جہان تک لیگئے اور کہا کہ ان سب تعینات کو مین اس اکیلی ذات مین مشاہدہ کررہا ہون یہ کہتے کہتے اُنپر جوش وخروش طاری ہوگیا تب بھی وہ بار بار یہی کہتے رہے کہ مین سب ذاتون کو اسی ایک ذات مین دیکھتا ہون افسوس کہ قبل سے نہ دیکھ پایا آپنے مسکراکر فرمایا کہ شاہ صاحب آپ یہ کیا فرماتے ہین مین تو اپنے مین یہ لیاقت نہین پاتا لڑکون کو البتہ پڑھاتا ہون اور اسی مین زائد وقت صرف کرتا ہون مگر وہ جوش وخروش مین وہی کہتے رہے بالآخر دیر کے بعد اُنکی کیفیت فرو ہوئی تب اُنھون نے فرمایا کہ الحمد للہ مینے آپکو اپنے خیال سے صدچند سوا پایا۔

منشی عالم علیصاحب شوخی سندیلی بیان کرتے تھے کہ مین جناب قدرت اللہ شاہ صاحب سے صوفی حیدرآبادی کیخدمتمین اکثر حاضر ہواکرتا تھا ایک روز صبحکو حاضر ہوا تو مجھ سے فرمانے لگے کہ آپکے حافظ شاہ علی انور صاحب قلندر کی زیارت جسمانی اگرچہ ہمنے نہین کی ہے لیکن جس شکل وشباہت کے وہ ہین اگر ہم بیان کرین تو آپکو تعجب ہوگا مینے کہا ارشاد فرمائیے فرمایا کہ میانہ قد گداز بدن گول چہرہ گندمی رنگ قوی الجثہ فراخ پیشانی بلند بینی لب دونون لطیف اور کم گوشت دست کشادہ سرمگین چشم چہرہ پر دو ایک داغ چیچک کے سر منڈا ہوا داڑھی متوسط بقدر گشت دو انگشت

مینے عرض کیا کہ بجا ہے لیکن آپنے اُنکو کیسے دیکھا فرمایا کہ ایک دن واقعہ مین مینے دیکھا کہ گلبرگہ شریف مین ہون اور قریب مزار حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز قدس سرہ ایک خیمہ ایستادہ ہے اور ایک چوکی پر حضرت خواجہ بندہ نواز تشریف فرما ہین اتنے مین ایک خادم نے آکر عرض کیا کہ کاکوری کے صاحب سجادہ تشریف لاتے ہین حضرت خواجہ صاحب اُٹھے اور در خیمہ پر آکر کھڑے ہو گئے مین خواجہ صاحب کی پس پشت تھا اتنے مین گھوڑے پر سوار حافظ صاحب تشریف لائے اور خواجہ صاحب سے مصافحہ فرمایا خواجہ صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ قدرت اللہ شاہ تم جانتے ہو یہ کون ہین مینے عرض کیا کہ ارشاد ہو فرمایا کہ صاحب سجادہ حضرات کاکوری ہین کل نعمائے خاندانی کے حامل اور عالی مرتبہ شخص ہین انسے مصافحہ کرو مینے مصافحہ کیا پھر حافظ صاحب اوسی چوکی پر خواجہ صاحب کے پہلو مین بیٹھ گئے خواجہ صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ یہ شخص اپنے وقت کا قطب الاقطاب ہے خدا اسکی عمر مین برکت دے اسکو نعمتین علاوہ اپنے خاندان کے دیگر بزرگان دین سے بھی حاصل ہوئی ہین اتنے مین میری آنکھ کھل گئی۔

جاننا چاہیے کہ قطب الاقطاب و قطب الارشاد و قطب المدار ایک ہی شخص کو کہتے ہین اور قطب الاقطاب اپنے وقت مین ایک ہی ہوتا ہے جسکا دائرۂ اقتدار بہت وسیع ہوتا ہے اور اولیائے زمانہ سب اُس سے فیضیاب ہوتے ہین اور وہ بر قلب محمدی صلعم ہوتا ہے۔ اکثر فقرائے صاحب خدمت آپ سے فیضیاب تھے۔ ایک مرتبہ آپ لکھنو تشریف لے گئے وہین ایک روز حضرت مخدوم شاہ مینا قدس سرہ کی درگاہ سے فاتحہ پڑھکر واپس ہو رہے تھے کہ دفعتہً ایک

دور سے آواز دیکر گاڑی رکوائی اور حاضر ہوکر سلام کیا اور کہا کہ مین مدت سے آپکی ملاقات کا مشتاق تھا اور چند باتین بھی مجکو پوچھنا تھین پھر دیر تک وہ آپ سے آہستہ آہستہ کچھ کہتے رہے اور چلے گئے جناب منشی و تاج الدین صاحب نے جو اُسوقت ہمراہ تھے پوچھا کہ حضور یہ کون تھے آپنے کچھ نہ فرمایا جب کئی مرتبہ اُنھون نے پوچھا تو فرمایا کہ یہ یہانکے صاحب خدمت تھے انکو سلوک مین کچھ شبہات عارض ہوگئے تھے بہت پریشان تھے وہ حل کردیے گئے۔

اسیطرح ایکبار صبحکو جب حضرت وارث الانبیا آپکی حضور مین سبق لیکر حاضر ہوئے تو آپنے اُنسے فرمایا کہ آج رات کو تین بجے کے قریب جب مین استنجے کے لیے اُٹھا دیکھا کہ ایک شخص پچھواڑے ٹہل رہا ہے غور کیا معلوم ہوا کہ وہی صاحب خدمت ہین جو نہر مین موہان کے قریب رہتے ہین اُنھون نے مجھے سلام کیا مینے جواب دیکر حال پوچھا اُنھون نے نہایت ذوق مین یہ شعر پڑھا کہ ؎

ناز نینا ز عشق تو باللہ		عالمے توبہ کرد مانہ ہنوز	

پھر مجھ سے میرا حال پوچھا مینے کہا ؎

مستم از بادہ شبانہ ہنوز		ساقی ما نرفت خانہ ہنوز	

کہا سبحان اللہ کیا کہنا تمھارا مرتبہ ہی اعلیٰ ہے تھوڑی دیر کے بعد چلے گئے اُنھون نے پوچھا کہ یہ اور بھی کبھی آئے ہین فرمایا کہ متعدد بار۔ خان بہادر منشی تاج الدین صاحب بیان کرتے تھے کہ مینے ایک روز حضرت سے عرض کیا کہ اکثر کتابون مین فقرائے ابدال و صاحب خدمت وغیرہ کے حالات دیکھے ہین اور حضور سے بھی سنے مگر کبھی دیکھا نہین فرمایا کیا ضرورت جو کچھ مین کہتا ہون

وہی وہ بھی کہینگے مینے عرض کیا کہ حضور کا ارشاد درست ہے لیکن مجھے حضور کا
ارشاد دوسرون کے زبانی سننے مین زیادہ تسکین و اطمینان ہوگا فرمایا خیر دیکھا جائیگا
اوس زمانہ مین مین ہردوئی مین سب جج تھا ایک روز کچہری جانیکے تہیہ مین تھا کہ نوکر نے
آکر کہا کہ ایک شاہ صاحب آئے ہین ملنا چاہتے ہین مینے اجازت دی تھوڑی دیر
کے بعد ایک صاحب آئے دراز قد کبیر السن دبلے پتلے پنجابی وضع آکر بیٹھ گئے مینے
پوچھا کہ آپ کون ہین کہان سے آئے اور کیون آئے ہین کہا کہ میری جگہ معین
نہین ہے جہان حکم ہوتا ہے جاتا ہون تمھارے پاس تمھارے مرشدون کا بھیجا
ہوا آیا ہون پھر مختلف باتین کین چلتے وقت مینے دو روپیہ نذر کیے کہا کہ اسکی ضرورت
نہین اگر کوئی لبادہ ہو تو لاؤ مینے ایک اورکوٹ پیش کیا کہا یہ نہین بلکہ جو تمھارے
صندوق مین رکھا ہے وہ میرے قابل ہے مینے کہا کہ بجز اسکے اور تو میرے پاس
کوئی ہے نہین کہا کہ ہے اور مجھے معلوم ہے ہر چند مینے یاد کیا مگر یاد نہ آیا تب مینے
کہا کہ مجکو یاد نہین پڑتا ہے کہ سوائے اس کوٹ کے میرے پاس کوئی اور ہو کہا کہ
اپنے نوکر کو بلا کر پوچھو اگر نکلے تو دو مینے نوکر کو بلا کر پوچھا اُسنے بھی اپنی لاعلمی ظاہر کی
اُنھون نے نوکر سے کہا کہ جاؤ تلاش کر لاؤ وہ ڈھونڈھنے گیا تھوڑی دیر کے بعد ایک
لبادہ جو صندوق مین سب کپڑون کے نیچے رکھا تھا لے آیا اونھون نے دیکھکر کہا کہ
یہی ہے اور اسی کے لیے مین بار بار کہہ رہا تھا وہ مینے نذر کر دیا بہت خوش ہو کر اوٹھ
کھڑے ہوے اور کہا کہ اب جاتا ہون جب تم لکھنؤ تبدیل ہو جاؤگے تو وہان آئونگا
فی الحال مجھے بہت سے کام ہین۔ دو تین ماہ کے بعد مین ہردوئی سے لکھنؤ آگیا
ایک ہی ہفتہ گذرا ہوگا کہ وہی بزرگ تشریف لائے اور دنیاوی امور کی بابت

چند بشارتین دین غرضکہ جس جس ضلع مین مین بدلکر گیا وہ وہان آے جب مین لکھیم پور بدل گیا تو وہان بھی آئے مگر بہت دنون کے بعد مینے دیر کی وجہ پوچھی کہا کہ اندنون بہت سے کام میرے سپرد ہوگئے تھے اسلیے مہلت نہین ملی چلتے وقت مینے کہا کہ اب کب ملاقات ہوگی کہا دیکھا چاہیے کیا ہو اس سال یا تم نہین یا ہم نہین مجکو یہ سنکر خلجان ہوا دو تین روز کے بعد ایک تعطیل پڑی مین وطن آیا اور حضرت کے حضور مین حاضر ہوکر بیان کیا فرمایا کہ وہی نہین رہینگے اونھین کی عمر قریب الختم ہے چنانچہ پھر اُنسے ملاقات نہین ہوئی اگرچہ اور فقراسے برابر ملاقات ہوا کی اور جن سے ملاقات ہوئی اُن سب نے مجھ سے یہی بیان کیا کہ ہمکو تمھارے حضرت نے بھیجا ہے کہ تمھین تسکین دے آئین بشیتر ایسا ہوا کہ عالم ظاہر کے متعلق جو کچھ اُنھون نے بیان کیا ویسا ہی واقع ہوا اور حضرت نے بھی فرمایا کہ ہمنے ان لوگون کو تمھاری حفاظت کیلیے مقرر کیا ہے اور لطف یہ کہ وہ لوگ کبھی تکیہ شریف پر حاضر نہین ہوے اور نہ کبھی حضرت سے اونسے ملاقات ظاہری ہوئی اُن بعض درویش تو صاحب خدمت تھے اور بعض ابدال بعضے اس جوار کے نتھے بلکہ کلیر اور اجمیر شریف کے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکا دائرہ اقتدار کسقدر وسیع اور زمرۂ اولیا اللہ مین آپکی قطب الاقطابی کسقدر مسلم تھی

آپکے اخلاق ظاہری کا یہ حال تھا کہ ہر ادنی و اعلی پر یکسان شفقت و توجہ فرماتے تھے ہر شخص بجاے خود یہی سمجھتا تھا کہ آپ سب سے زیادہ مجھپر مہربان ہین خواص کے ساتھ برنگ خواص اور عوام کے ساتھ برنگ عوام رہنا آپکی محمدی المشرب ہونیکی دلیل تھی کبھی کسی ادنی شخص سے بھی کسی امر مین اپنے کو فوقیت نہین دی

اور نہ کسی سے تعظیم و تکریم کے متمنی ہوے۔ امور دنیاوی مین راے ایسی صائب ہوتی تھی کہ جس سے بڑھ کر متصور نہین ہوسکتی تھی مولوی بدر الحسن موہانی خلیفہ حضرت شاہ مظفر علیصاحب اللہی اکبر آبادی آپکی نسبت منشی تاج الدین صاحب وغیرہ سے کہا کرتے تھے کہ انکا تجربہ و عقل ستر بڈھون کے تجربہ و عقل کے برابر ہے مین باوجود اس پیرانہ سالی کے انکے سامنے طفل مکتب ہون اور محض فیوض حاصل کرنے کا کو ری آتا ہون ہر امر مین بات ایسی جامع و مانع و مختصر الفاظ مین فرماتے تھے کہ جس سے آپکی جوامع الکلمی ظاہر ہوتی تھی۔ آپکی محض زیارت سے کچھ ایسی کشش و الفت پیدا ہوتی تھی کہ ہٹنے کو جی نہین چاہتا تھا کوئی کتنا ہی غمزدہ و افسردہ خدمت مین حاضر کیون نہوتا فوراً اُسکا رنج و غم زیارت کرتے ہی کافور ہوجاتا تھا۔ ؎

تردد سیکڑون دلمین تفکر یہ کہ کیا چارہ	خیال روی انور بس جواب باصواب اُسکا

ان سبکے ساتھ نفیس المزاجی بھی بہت بڑھی ہوئی تھی اگر کوئی شخص تحفتاً کوئی چیز معمولی لے آتا تھا تو کمال اخلاق سے اُس چیز کی بہت تعریف فرماتے تھے اور بعد کو کسی نہ کسی موقع پر اُسکو کوئی ایسی نفیس چیز عطا فرمادیتے کہ وہ باغ باغ ہوجاتا کبھی ایسا نہین ہوا کہ کسی چیز کی آپکو خواہش ہوتی اور وہ کثرت سے نہ آجاتی بلکہ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ اُس چیز کی کثرت سے آپ اکتا جاتے تھے بارہا آپنے فرمایا کہ مین فقیری مین شہنشاہی کرتا ہون اور خداوند عالم کی اس عنایت بیغایت کا شکر گذار ہون کہ کسی چیز کی خواہش مجھے ایسی نہین ہوئی کہ جو پوری نہوئی ہو اور میرے حوصلہ سے زائد وہ ملی نہو جسقدر چیزین بطور ہدیہ و نذر کے آئین اُنکے

علاوہ آپ خرید کرکے تقسیم فرما دیتے تھے اور اپنے لیے مطلق نہین رکھتے تھے اس
دادودہش کا سلسلہ برابر زمانہ وفات تک وسیع پیمانہ پر جاری رہا اکثر اغیار و
معترضین کو گمان ہوتا تھا کہ آپ کے پاس مخفی دولت دنیا جمع ہے اور وہ لوگ
برابر کہا کرتے تھے کہ اُنکے یہان فقیری نہین امارت ہے ایک مرتبہ منشی وہاج الدین
صاحب نے آپ سے دریافت کیا کہ ہر ولی کسی نہ کسی اسم الٰہی کا مظہر ضرور ہوتا ہے حضور
کس اسم کے مظہر ہین آپنے فرمایا کہ اسم رب کے یہ وہی ربوبیت تھی جس سے
آپ ہر ایک کا دل ہاتھ مین لیے رہتے تھے اور یہ جود و بخشش اوسی کا ظہور تھا
اور یہ وہی ربوبیت تھی کہ جسکے سبب سے عالم مین ہر شخص بلکہ ہر شے کی پرورش
ہے یہ وہی ربوبیت تھی کہ جسکی بدولت آپکے پاس سے کوئی کبھی محروم
نہین لوٹتا تھا۔

اے بارگہت قبلۂ ارباب امید	وے خاک درت مراحیات جاوید
از پرورشس تو قطرہ گردد دریا	وز تربیت تو ذرہ گردد خورشید

ظاہری فیض و دادودہش کی کیفیت تو مختصرا بیان لیگئی اب باطنی فیض رسانی
کے چند واقعات لکھے جاتے ہین۔
منشی وہاج الدین صاحب بیان کرتے تھے کہ ایک روز مین مغرب کے وقت حضرت
کے ساتھ بستی سے تکیہ شریف کو جاتا تھا اور طلبہ بھی آپکے ساتھ تھے مین حسب
عادت اپنے راستہ و گلی مین بھی برابر طلب حق کرتا جاتا تھا جب احاطہ کے پھاٹک
کے قریب پہونچا تو آپنے پوچھا کہ آخر کیا چاہتے ہو مینے عرض کیا کہ کچھ دیجیے فرمایا کہ
اللہ اسم ذات ہے اسکو ہر جگہ حاضر و ناظر جانو تو اتنا ارشاد فرمانا تھا کہ مین حسب ترت

دیکھتا تھا بجز اللہ اللہ کے کچھ نظر نہیں آتا تھا جاگتے اور سوتے دونون مین یہی حالت رہتی تھی یہانتک کہ مین اوبھ گیا اور چاہتا تھا کہ کسی وقت نعوذ باللہ اللہ اوترکے تو کچھ سکون ہو ایک زمانہ تک یہی حال رہا پھر آہستہ آہستہ اُسکا ظرف آتا گیا -
دیگر ایک دن مجکو سخت انقباض ہوا اور مین زندگی سے تنگ ہو کر سخت غصہ مین اپنی ہلاکت کا طالب ہوا لیکن سوچا کہ مرجاؤن گا تو کہان جاؤنگا اور جیونگا تو کیسے جی سکتا ہون بہر حال حضرت ہی سے فیصلہ کرنا چاہیے غرض اُسیوقت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ کلام مجید مین یہ آیتین ہین یا نہین کہ بَلِ الانسانُ عَلٰی نفسہ بصیرۃ ولو القی معاذیرہ[1] اور وفی انفسکم افلا تبصرون آپنے فرمایا کہ ہین مینے عرض کیا کہ مین طلب کرتا ہون پھر مجکو کیون نہین ملتا جبکہ میرے نفس مین ہے آپنے فرمایا کہ بڑے مجاہدہ و ریاضت کے بعد ملتا ہے مینے کہا کہ مین اُن مجاہدون کے لیے موجود ہون آپنے فرمایا کہ کچھ صبر کرسکتے ہو مینے کہا کہ ہان اگر آپ وعدہ کیجیے تو مین برس دو برس صبر کرسکتا ہون تب آپنے فرمایا کہ اچھا آج رات کو تم دلی نگر اپنے نانہال مین جا کر رہو اور نماز عشا کے بعد اپنے پیر و مرشد کی برزخ قائم کرکے قبلہ رو چپ چاپ بیٹھ جاؤ مین اسی وقت دلی نگر گیا اور اول وقت نماز عشا بوجہ عجلت بیدلی سے پڑھکر قبلہ رو دو زانو بیٹھکر پیر و مرشد کے برزخ دلمین قائم کرنے لگا کچھ دیر تک کوشش کی مگر نہ قائم ہوئی تب مینے ایک آہ سرد بھری اور اُسی آہ مین سانس کو کھینچا چونکہ مجکو رنج بہت ہوا تھا ایک ارادہ کر لیا کہ اب سانس اوترنے نہ دونگا اگر اسی طرح پر دم نکلجاے تو اچھا ہے سانس

---

[1] انسان اپنے نفس کا بصیر ہے اگرچہ عذرات پیش کرے ۱۲

اوترقی تھی اورمین اوسکوبارچڑھاتاتھا اسی کوشش مین تین آوازین توپ کی آوا
سے زائد میرے دماغ سے آئین یہ معلوم ہوا کہ دماغ پھٹ گیا اورآئین سے ایک
دھوان نکلکر نہ معلوم کہان چلاگیا اورمین بالکل غائب ہوگیا معلوم نہین کہ میری
یہ حالت کتنی دیر رہی مگر غالبًا بہت دیر نہین رہی اوسی بیخودی کی حالت مین
مجھے اس خطرہ کا ہوش ہوا کہ مین کون کہان کیا اوراس سے سخت الجھن و بیچینی
پیدا ہوگئی اس بیچینی مین مجھے ہوش آگیا مگر یہ یاد نہین تھا کہ مین کس ارادہ سے
بیٹھا تھا پھر وہ ارادہ یاد آیا اگرچہ مجکو سخت تکلیف ہوئی تھی لیکن ایک نیا واقعہ
جو مجھپر گذرا تھا اس سے خودبخود میرے قلب مین مسرت پیدا ہوئی سرور آتا تھا
کہ بجلیان کوندنے لگین یعنی تجلیات برقی ہونا شروع ہوئین اور منٹ منٹ
کے بعد ہر رگ وپے مین تجلی ہوتی تھی مجکو باوجود ہوش کے بسبب شدت ذوق
کے وجد تھا گھر کے سب میرے وجد سے مسرور تھے اس حالت مین
جس چیز کا خیال کرتا تھا وہ فورًا میرے سامنے آجاتی تھی بہشت ودوزخ و
ملائکہ کوئی چیز پوشیدہ نتھی آخرمین قریب صبح ایک عجیب وغریب تجلی ہوئی جس سے
مین بے قابو ہوکر شدت مسرت مین رونے لگا صبحکو مین وہان سے نہایت خوش
بالکل مست وسرشار تکیہ شریف آیا اور چھیچ کر حضرت سے کہنے لگا کہ اب ہم آپکو
یہان نہ دیکھا کرینگے اوسی عالم مین دیکھا کرینگے آپنے فرمایا کہ پھر روئیکیون مین سمجھا کہ کچھ برا کیا اسکا
رنج خفیف سا مجکو ہوا رنج ہونا تھا کہ بالکل اندھا دھند ہوگیا بعد اسکے اگرچہ
تجلیات بند ہوگئین مگر عنایت شامل حال اسطرح پر رہی کہ برقی تجلی کی معیت
وقتًا فوقتًا اپنا اثر دکھاتی رہی۔

دیگر ایکبار مین بہت سخت کھانسی وبخار وسوءتنفس مین مبتلا ہوگیا اور حالت ایسی زار ہوگئی کہ اعزہ واقارب میری زیست سے مایوس ہو گئے اور مجکو خود بھی اپنی زندگی کی امید نرھی مگر حضرت کی عنایت سے مجکو جاذبات ایسے گھیرے ہوے تھے کہ جس سے مرنیکی کچھ پروا نہین کرتا تھا اور اُس زمانہ مین حضرت کا لاڈلا بنا ہوا تھا خدا پر بہت بھروسہ تھا مینے شدت جاذبات مین خداوند تعالی کی حضور مین گستاخانہ الفاظ بڑبڑانا شروع کیے گھر کے سب مرد وزن انگشت بدندان اور خوف زدہ تھے کہ اخیر وقت مین بجائے کلمہ طیبہ کے یہ الفاظ اسکی زبان سے نکل رہے ہین اسکا انجام کیا ہوگا اور یہ کہان جائیگا مگر مجھے کچھ پروا نہ تھی اور مینے اپنا بکنا جھکنا نہین چھوڑا ایبخودی آئی یا سوگیا دیکھا کہ اول حضرت جلد جلد تشریف لائے اور فرمایا کہ کیا تم خدا سے ملاقات کرنا چاہتے ہو مینے کہا کہ اس سے زیادہ نعمت اور کیا ہے اسکی تو تمنا ہے آپ واپس گئے اور تھوڑی دیر کے بعد اوسی مقام پر خداوند تعالی کی حضوری ہوئی حضرت بھی ساتھ ہونگے مجھ سے حضرت حق نے فرمایا کہ تو اچھا ہو جائیگا مین چونک پڑا تو اپنی یہ حالت دیکھی کہ حلق خشک ہے سانس آنا دشوار پیاس شدت سے جاڑونکا موسم تھا کھانسی کی شدت تھی ایک بدھنی مین خوب سرد پانی جو میرے سرھانے رکھا ہوا تھا اُسمین سے بہت سا پی گیا اُسیوقت سے سکون شروع ہوا اور ہفتہ عشرہ مین بالکل تندرست ہوگیا

دیگر ایکبار مین حسب معمول حضرت کے ساتھ بستی سے راتکو تکیہ شریف پر واپس آرہا تھا اور عادت کے موافق طلب حق بھی کرتا جاتا تھا اور حضرت اپنی عادت کے موافق ڈانٹتے بھی جلتے تھے جب تکیہ شریف پر پہونچا اور حضرت باورچیخانہ سے

ہو کر اندر تشریف لیجانے لگے تو زینہ کے پاس مجھ سے ایسا سخت فقرہ فرمایا کہ
عالم میری نظر مین تاریک ہو گیا اور مین شدت رنج و غم مین بہت نبکر رہگیا اور
دیر تک اُسی طرح کھڑا رہا بالآخر آہستہ آہستہ کمال حزن و حسرت کے ساتھ اپنے
گھر آیا اور پلنگ پر بے بس ہو کر پڑ گیا گرمیون کا زمانہ تھا بعد بارہ بجے شب کے
اوسی حالتمین مجکو ایک غنودگی سے آئی جسکو مین خواب نہین کہ سکتا مینے دیکھا
کہ ایک آفتاب اسقدر بڑا ہے کہ اعلی علیین سے تحت الثرے تک اُس سے بھرا ہوا ہے
یہ دیکھکر مجکو شدت سے مستی پیدا ہونا شروع ہوئی اور اسقدر سرور بڑھا کہ قریب
تھا میرا دل و دماغ پھٹ جاتا دفعتہً اوسی حالت مین مجکو حضرت کا وہ فقرہ یاد
آگیا اور اُسکے ساتھ ہی رنج والم نے اسقدر گھیر لیا کہ مین اس تجلی کی مسرت اور اس
فقرہ کی مصیبت کے درمیان مین تولدیا گیا اس اعتدال سے ایک اعلی کیفیت
ایسی مجھ مین پیدا ہوئی جسکو مین الفاظ مین نہین لاسکتا اور مجکو یہ ادراک ہوا کہ
حضرت کا وہ فقرہ ارشاد فرمانا آپکے علم بسیط و تصرف و حکمت کا کیسا بدیہی ثبوت
تھا کہ اگر اتنا سخت رنج مجکو نہ پیدا ہوتا تو کبھی اس عظیم مسرت کی تاب نہ لاسکتا اور
نہ یہ اعتدال حاصل ہوتا جس سے یہ نعمت عظمی ہاتھ لگی اُنکے علاوہ اور بھی بہت سے
واقعات ہین جو مقدمہ الکہف والرقیم مین مذکور ہین۔

حکیم حافظ عبدالحلیم صاحب بیان کرتے تھے کہ ایک روز مین حاضر ہوا تو حضور
کے پاس ایک لڑکا جسکی عمر سولہ سترہ سال کی ہوگی گیروا لباس پہنے بیٹھا تھا
مجکو یہ خطرہ گذرا کہ یہ لڑکا کون ہے اور کیون آیا ہے تھوڑی دیر کے بعد جب وہ
چلا گیا تو حضرت نے فرمایا کہ یہ لڑکا تم سے اچھا ہے مینے عرض کیا کہ کیسے فرمایا کہ

یہ بہت مرتاض ہے اور اسکی نسبت مع اللہی بہت اچھی ہے اسکو ایک مقام پر وقوف ہو گیا تھا وہان سے ہٹتا نہین تھا اوبھاؤ مین پڑ گیا تھا یہان جب سے آیا اُسکا اوبھاؤ جاتا رہا اور اُس مقام سے ترقی کر گیا علاوہ برین اسکو سلطان الاذکار بھی سیکھنا تھا وہ بھی بتا دیا گیا۔

دیگر ایک مرتبہ ایک بنگالی بابو صاحب جو بی اے بھی تھے بابو اودھ بہاری لعل صاحب کے ہمراہ خدمت اقدس مین حاضر ہوے اور بیان کیا کہ میرا باپ جو گیہ سلوک کا منتہی تھا مینے اُس سے جو گیہ سلوک کی تکمیل بھی کی ہے لیکن تجلیات مین آجتک بجز ایک شکل آفتابی کے اور کچھ مشہود نہین ہوا مینے بارہا اپنے باپ سے کہا کہ مجکو متعدد اشکال آفتابی یا ماہتابی کیون نظر نہین آتے ہین میرے باپ نے جواب دیا کہ میری جہانتک رسائی تھی وہانتک مینے تمکو مشاہدہ کرا دیا اب اس سے زیادہ میرے امکان مین نہین ہے اگر تمھین زیادہ طلب ہے تو کسی مسلمان درویش کامل کے پاس جاؤ چنانچہ مین بہت فقیرون سے ملا مگر کسی سے میرا مطلب حاصل نہوا اکثر لوگون نے آپکو بتایا لہذا آپکے پاس آیا ہون آپ میری اس خواہش کو پورا کر دین حضرت نے اُنکو کئی بار یہ فرما کر ٹالا کہ مین کچھ نہین جانتا ہون کہین اور جاؤ لیکن اُنھون نے کسیطرح نہ مانا آخر ایک روز حضرت نے اونسے فرمایا کہ اچھا جاؤ آفتاب دیکھو چنانچہ وہ یہان سے لکھنؤ گئے اور خواب مین دیکھا کہ بارہ آفتاب ایک مقام پر مجتمع ہین اور اُنکا ایک حلقہ بنا ہوا ہے حضرت اوس دائرہ سے ہو کر گذرے اور فرمایا کہ آفتاب دیکھو اُنھون نے اُس دائرہ شمسی مین یہ دیکھا کہ حضرت بشکل نورانی اُسکے اندر سے ظاہر ہوے جیسے ہی انکی نظر آپکے چہرۂ مبارک

پر پڑی بیہوش ہو گئے اور افاقہ کے بعد لوگون سے کہا کہ کاکوری کے میان صاحب
بیشک بڑے کامل ہین ہمنے آجتک ایسا فقیر نہین دیکھا پھر انھون نے حاضر ہو کر
واقعہ بیان کرنا چاہا آپنے سُننا پسند نہ فرمایا اور آنکو کچھ تعلیم فرما دیا مگر انھون نے یہ
واقعہ مجھ سے اور بابو اودہ بہاری لعل صاحب وغیرہ سے بیان کیا۔ یہ آپکی عادت
تھی کہ اگر کوئی شخص آپکی کوئی کرامت یا تصرف بیان کرنا چاہتا تھا تو اوسکو یہ کہکر منع
فرما دیتے تھے کہ اپنی کرامت کو سُنکر خوش ہونا کمال درویشی کی دلیل نہین کمال درویشی
یہ ہے کہ انسان اپنی ہستی کو فنا کردے اور باقی باللہ ہو کر تسلیم و رضا اختیار کرے
ور اپنی نسبت کو اسقدر مخفی رکھے کہ کسی درویش کو بھی پتہ نہ لگے چنانچہ قرب وصال
مین ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ مینے اپنی نسبت کو اسقدر مخفی رکھا کہ آجتک کسی
درویش کو ٹھیک پتہ نہ لگا۔

منشی شکور احمد صاحب بیان کرتے تھے کہ مین ریاست ملاپور کے باغ مین ایک
چھولداری کے اندر دن کو دوپہر کے وقت کتاب کیمیاے سعادت دیکھ رہا تھا
دفعتاً چھولداری کی پشت سے جدھر دروازہ نہ تھا آپ تشریف لاے اور آپکے
ہاتھ مین ایک بادامی کاغذ کھلا ہوا تھا جسپر سورۂ فاتحہ لکھی ہوئی تھی مجکو شروع
سے اسطرح پڑھایا کہ خود پڑھتے گئے اور مین بھی ساتھ ساتھ پڑھتا گیا ایاک
نعبد و ایاک نستعین پر ٹھہر گئے اور شروع سے اردو ترجمہ فقرہ فقرہ کا فرمانے
لگے مین بھی آپکا ہمزبان رہا اسکے معنے آپنے اسطرح سے فرماے کہ ہم تجھی کو پوجتے
ہین اور تجھی سے مدد چاہتے ہین اور ان فقرات کی تین مرتبہ مجھ سے تکرار کرائی
پھر غائب ہو گئے

دیگر نیز وہ بیان کرتے تھے کہ منشی موہن لال گرامی خیر آبادی کو آپنے توحید کی
مشغولی بتائی تھی ایک روز وہ میرے پاس آئے اور مجکو کام مین مصروف
دیکھکر واپس گئے دوبارہ ملاقات پر مینے اُنسے پوچھا کہ آپ اُسوقت کیا کہنا
چاہتے تھے اُنھون نے بیان کیا کہ حضرت نے جو مشغولی بتائی تھی وہ آج جمتی
نہین تھی پریشان ہوکر آپکے پاس آیا تھا کہ شائد کچھ مدد ملے مگر آپکو فرصت نتھی
جس سے واپس آکر مایوسانہ لیٹ رہا اور سو گیا خواب مین دیکھا کہ اپنے اشعار
ایک کاغذ پر لکھے ہوے حضرت کی نذر کر رہا ہون حضرت نے فرمایا کہ اس کاغذ
کو بیچ سے توڑ کر تہ کر دو جب مینے کاغذ کو بیچ سے توڑا تو آپنے فرمایا کہ پہلے ایک
تھا اب دو ہو گئے یہی توحید کی کثرت ہے کوئی غیر چیز دو ہونیکے لیے باہر سے
نہین آئی میری آنکھ کھل گئی اُسوقت سے گوناگون مسائل مجھپر حل ہوتے جاتے ہین
دیگر ایک مرتبہ عرس شریف مین مین اور راجہ صاحب ملاپور حاضر تھے کہ حضرت
تشریف لائے اور راجہ صاحب سے فرمایا کہ ہم فقیر بے نوا ہین آپکو یہ دعا دیتے ہین
کہ حسب خواہش آپکو کرشن جی کے درشن ہو جائین اور رخصت کر دیا حالانکہ گذشتہ
مرتبہ عرسون مین حضرت کے والد بزرگوار اونکو کوئی کپڑا یا مٹھائی و میوہ دیکر
رخصت کیا کرتے تھے غرضکہ مین اور راجہ صاحب ملاپور روانہ ہوے وہان پہونچکر
چار پانچ روز کے بعد معلوم ہوا کہ راجہ صاحب گھر نہین جاتے اور پوجا پاٹ
کے لیے بھی باہر نہین نکلتے اپنی کوٹھی کے آرام کمرہ مین لیٹے رہتے ہین راجہ صاحب
کی اس حالت سے اُنکے گھر والون کو بہت تشویش ہوئی چنانچہ رانی صاحبہ نے
مجکو بلا کر کہا کہ تم جا کر دریافت کرو کہ کیا معاملہ ہے مین گیا اور بعد مزاج پرسی

گوشہ نشینی کیوجہ دریافت کی راجہ صاحب نے کہا کہ نہ مین بیمار ہون اور نہ مجنون بلکہ حضرت کے ارشاد و توجہ سے مجکو کرشن کے درشن ہو رہے ہین جتنی صورتون مین کرشن جی نے لیلا کیا تھا اون سب کا مشاہدہ ہو رہا ہے اس مشاہدہ سے مجکو اسقدر لذت و سرور ہے جو بیان سے باہر ہے جسکے سامنے کھانا پینا اُٹھنا بیٹھنا بولنا چالنا سب ہیچ ہے مین یہ سنکر چلا آیا اور رانی صاحبہ کی مناسب الفاظ مین تسکین کر دی۔

کرامات آپکی اسقدر ہین کہ اگر وہ سب جسقدر مجھے دستیاب ہوئی ہین یہان لکھون تو ضخیم کتاب ہو جائے لہذا چند کرامات لکھتا ہون۔

کرامت جناب منشی وہاج الدین صاحب فرماتے تھے کہ ایکدن مین سخت انقباض مین مبتلا تھا بخار الگ چڑھا تھا اور ایک پھوڑا بازو مین علیحدہ نکل آیا تھا یہ جسمانی تکلیفین تو تھین ہی مگر روحانی تکلیف کی کوئی حد نہین تھی گرمیون کی دوپہر مین مین اپنی کوٹھی مین پلنگ پر پڑا ہوا کروٹین بدل رہا تھا جی مین بار بار یہ آتا تھا کہ جان دیدون قریب دو بجے کے اوٹھ کھڑا ہوا اور تکیہ شریف کا راستہ لیا شدت کی دھوپ تھی پسینہ سے شرابور چہرہ تمتمایا ہوا تکیہ پر پہونچا حضرت کمرہ مین تشریف فرما تھے مینے سلام کیا اور برآمدہ مین اپنی جان سے بیزار علیحدہ جا بیٹھا آپ کچھ لکھ رہے تھے فرمایا کہ وہاج الدین تم بہت پریشان ہو پھوڑہ کی تکلیف بہت ہے مینے عرض کیا کہ ایک پھوڑہ پر کیا موقوف ہے دین و دنیا سب خراب ہے آپ خاموش ہو رہے چند ہی منٹ گذرے ہونگے کہ مجھے معلوم ہوا کہ اندر سے پھوڑہ کو کوئی کھینچ رہا ہے اس تکلیف کو مین اچھی طرح محسوس بھی نہ کرنے پایا تھا

کہ دفعتًا پھوڑے کے پٹ سے ٹوٹنے کی آواز آئی اور تمام آستین خون سے سُرخ ہوگئی جلدی سے مینے اچکن اوتاری دیکھا تو پھوڑا ٹوٹ گیا خون جاری ہوگیا اور تکلیف مین کمی ہوگئی فوزًا اوٹھا اور جاکر خوب اچھی طرح سے دھویا تھوڑی دیر مین بخار بھی اُتر گیا پھوڑے کی بھی کوئی تکلیف باقی نرہی گویا کہ اچھا ہی ہوگیا اور وہ کیفیت انقباضی بھی جاتی رہی۔

کرامت نیز وہ فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ مین ذکی علیخانصاحب کاکوردی کے ہمراہ کانپور گیا دو ایک روز وہان ٹھہرا ذکی علیخانصاحب نے مجھسے کہا کہ چلو ایک یہان بڑے کامل مجذوب شاہ الہٰی بخش صاحب ہین اُنسے مل آئین مینے کہا چلیے چنانچہ ہم تین چار آدمی اُنکے مکانپر گئے وہ باہر تشریف رکھتے تھے ہم لوگون سے بہت اخلاق سے ملے پان منگائے اور سب کیطرف باری باری خاصدان بڑھایا اخیر مین میرا نمبر آیا خاصدان مین دو ہی پان تھے مینے کہا کہ پہلے آپ نوش فرمائین پھر مجھے دین اُنکو میرا یہ ادب پسند آیا خاصدان سے ایک پان خود کھایا اور ایک مجھے دیا اور حالت جذب مین بڑبڑانے لگے مینے سر اوٹھایا تو اُنکی آنکھون پر میری نظر پڑی عجیب حالت تھی معلوم یہ ہوتا تھا کہ ایک شعلہ چکر مار رہا ہے اور میری طرف بڑھا چلا آرہا ہے مجھپر مستی اور سکر کی کیفیت طاری ہونا شروع ہوئی مین سمجھا کہ مین چلا ہنوز پورا بیخود نہو پایا تھا کہ مینے حضرت کو دیکھا کہ آپ میرے اور اُن مجذوب کے درمیان مین حائل ہوگئے پھر میری وہ کیفیت جاتی رہی جب مین کاکوری آیا تو حضرت نے فرمایا کہ بچ گئے ورنہ مجذوب نے اپنا سا کر لینے مین کسر باقی نہین رکھی تھی۔

کرامت نیز وہ فرماتے تھے کہ ابتدائے سلوک مین مجھپر دیوانگی اور مستی کا اسقدر غلبہ تھا کہ مین دنیا کے کسی کام کا نہ تھا میرے لیے ملازمت کی اکثر تجویز ہوئی مگر مینے قبول نہین کی کیونکہ مجکو کسی وقت مستی سے فرصت ہی نتھی حضرت نے بھی کئی بار ارشاد فرمایا کہ جاؤ نوکری کرو مینے عرض کیا کہ مین اپنی حالت سے مجبور ہون مجھسے نوکری نہین ہوگی یہ بات چیت مجھ سے اور حضرت سے عرصہ تک رہی آخر ایک جگھہ سے سربراہ کاری کا پروانہ میرے نام آیا حضرت نے فرمایا کہ جاؤ مینے پھر عرض کیا کہ مین آپسے علیحدہ ایک منٹ بھی زندگی نہین گذار سکتا ہون فرمایا کہ جاؤ ہمسے علیحدہ نہین ہوگے ہم ہر وقت تمھارے ساتھ ہین اور اگر نجاؤ گے تو ہم تمھارے قلب مین دنیا بھر دینگے جس سے تمھاری ساری کیفیت خاک مین ملجائیگی مین اپنی اوپر بہت جبر کرکے روانہ ہوا ہنوز مستقر پر پہونچنے بھی نہ پایا تھا کہ راستہ ہی مین دہشت نے آگھیرا مین بیتابانہ سواری سے اوترکر زمین پر کھڑا ہوگیا اور جوش مین باواز بلند کہنے لگا کہ آپنے مجھسے ساتھ رہنے کو فرمایا تھا اسوقت کیون پوشیدہ ہین یہ کہتے ہی مینے حضرت کو دیکھا کہ مجھسے ایک گز کے فاصلہ پر کھڑے ہین یہ مینے انھین آنکھون سے علانیہ دیکھا بصیرت کی دید کو اس سے تعلق نتھا آپنے فرمایا کہ ہم ہر وقت تمھارے ساتھ ہین تم پریشان مت ہو چنانچہ اسکے بعد سے مینے جسوقت اور جس حالت مین آپکی طرف توجہ کی آپکو ہمیشہ بالبداہتہ اپنے ساتھ پایا۔

کرامت نیز وہ فرماتے تھے کہ حضرت کی وفات کے بعد جبکہ مین اعظمگڈھ مین ڈپٹی کلکٹر تھا بگھی پر بیٹھا مفصلات دورہ کیلیے جارہا تھا راستہ مین مینے آپکو یاد کیا فوراً ایک تل برابر جگہ مین اپنے قلب پر آپکو بچشم ظاہر متجلی دیکھا لطف یہ کہ اتنی سی

جگہ میں آپ بجسمہ کل الکل جلوہ فرماتے تھے جیسے حلبی شیشہ کی آرسی میں پورا شخص نظر آتا ہی اس تجلی سے مجھے مسئلہ اندماج[۵۰] الکل فی الکل کا عرفان ہوا۔

[۵۰] مسئلہ اندماج الکل فی الکل۔ اندماج لغت میں در آنے اور داخل ہونے اور لپٹ جانیکو کہتے ہیں اور اصطلاح حضرات صوفیہ میں ایک شے کا دوسری شے میں بلا حلول واتحاد کے داخل ہونا حلول یہ ہی کہ حقیقتاً دو شے مبائن ہوں نہیں ایک دوسرے میں داخل ہووے اور اندماج یہ ہی کہ حقیقتاً وہ دونوں ایک شے ہوں اور صورتاً دو انمیں سے ایک دوسرے میں داخل ہووے پس انکے یہاں اندراج الشئے فی الشئے کا ایک دقیق مسئلہ ہی کہ ہر ایک شے دوسری شے میں مندرج و مندمج ہی یعنی ہر ایک شے مظہر ایک ایک خاص اسم کی ہی بالفعل اور پھر وہی شے بالقوۃ تمامی اسماء کی مظہر ہے کیونکہ ہر اسم میں ذات کا ظہور ہی اور ذات بنفسہٖ تمامی اسماکی جامع ہے مثلاً اسم ممیت سے خاک پیدا ہوئی ممیت فاعل اور رب ہی اور خاک مربوب مفعول خاک اسم ممیت کی بالفعل مظہر ہے اور آتش اسم قابض کے بالفعل مظہر ہے پس ظہور میں خاک ضد آتش ہی اور بطون میں کچھ تغائر نہیں اسلیے کہ ممیت اور قابض وغیرہ کہ اسماے الٰہی ہیں ان سب کا جامع اسم اللہ ہی پس اللہ ہی کا ظہور ممیت اور قابض میں ہوا لہذا اس صورت میں اندراج الشئے فی الشئے اور ہر شے مظہر اتم ثابت ہوئی قال اللہ تعالیٰ [۵۱]اِنّ السموات والارض کانتا رتقاً ففتقناھما۔ [۵۲]تولج الیل فی النھار وتولج النھار فی الیل وتخرج الحی من المیت وتخرج المیت من الحی اور ہر صاحب عقل سلیم کو جو ذی عدل ہی یہ امر معلوم ہو سکتا ہی کہ جو کچھ عالم میں ہے اسمیں اندماج ہوتا ہے خصوصاً نباتات و حیوانات میں بداہۃً مثلاً بیری کا درخت کہ اوسکی تخم میں تمام درخت و شاخ و پتے و پھول و پھل مندرج ہیں اور عقل بضرورت حکم کرتی ہی کہ تخم سے ایسا ہی درخت مع شاخ و پھول و پھل کے ظاہر ہوگا اور جب وہ تخم بویا جاتا ہے تو موافق حکم عقل ویسا ہی درخت تفصیلوار ظاہر ہوتا ہے پھر وہ تفصیل اوسکے تخم میں مندمج ہوتی ہے اور یہی حیوانات کا حال ہے مثلاً بیضہ طاؤس میں طاؤس مع اپنے کل نقش و نگار کے مندمج ہوتا ہی اور عقل بھی یہی کہتی ہے کہ اس بیضہ سے ایسا ہی طاؤس پیدا ہوگا۔ اسی طرح ذات بحت مرتبہ عقل کل میں اور عقل کل نفس کل میں اور وہ انسان کبیر میں اور وہ عالم صغیر یعنے انسان میں مندمج اور مجمل ہے اگرچہ ہر شے مجموعہ کل ہے لیکن بالفعل قابلیت ظہور بعض رکھتی ہے اور بعض کا نہیں اور حقیقت جامعہ قلبیہ انسان کامل سب اشیاء سے ممتاز ہے اسلیے کہ وہ بسبب اپنے کمال اعتدال کے سبکے ظہور کی قابلیت بالفعل رکھتی ہے اور یہ اجمال اخیر جو عالم صغیر میں ہے ایسی ہے کہ جیسے اول تخم ہے جبکہ اپنے مراتب تفصیلی میں آوے اور اغصان و اوراق وغیرہ جو کچھ مراتب تفصیلی ہیں اوس سے ظاہر ہووین پھر ثمر ہو کر تخم میں عود کرے مرتبۂ اول میں کہ تخم تھا در آیا اوسوقت تخم اول و آخر میں کچھ فرق نرہا مگر یہ کہ آخر اول سے ظاہر ہوا بلکہ اول ہی آخر ہوا پس وجود تخم بعد ظہور و انبساط درخت میں عین درخت ہے ویسے ہی درخت قبل ظہور و انبساط تخم عین تخم ہے لہذا وجود خواہ قدیم میں ہو یا حادث میں ایک ہے پس حقیقت ہستی و وجود کل شیون و اضافات و اعتبارات کے ساتھ ہر موجود میں ساری ہے اسی لیے حضرات محققین فرماتے ہیں کہ کل شیٔ فی کل شیٔ ۱۲

[۵۱] بیشک آسمان اور زمین ملے ہوے تھے پس ہمنے کھولا اور چیرا انکو ۱۲

[۵۲] داخل کرتا ہی رات کو دن میں اور دن کو رات میں اور نکالتا ہی زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے ۱۲

خان بہادر منشی تاج الدین صاحب بیان کرتے تھے کہ میری ملازمت از اول تا آخر
محض حضرت ہی کے تصرف و کرامت کا ظہور ہے جسدن سے حضرت نے حضرت
مرشدنا شاہ تقی علی قلندر کا لباس پہنا مجھ سے کوئی حرف ایسا نہین فرمایا کہ
جسمین تصرف و کرامت کا ظہور نہوا ہوا ور مجھے کوئی معاملہ اور کوئی پریشانی
ایسی پیش نہین آئی جو بغیر آپکی توجہ کے روبراہ ہوئی ہو۔
کرامت مین اوائل عمر مین تبلاش ملازمت سخت متردد رہا کرتا تھا اپنے ماموں
نواب یار جنگ اکرام اللہ خان صاحب مرحوم کے یہان تعلیم حاصل کرنے پر مجھے
امید تھی کہ انھین کی کوشش سے کہین کوئی جگہ ملجائیگی چنانچہ وہ مجکو حیدرآباد
اپنے ساتھ لیگئے وہان مین تین ماہ دوسو روپیہ ماہوار پر ملازم رہا مگر ناموافقت
آب وہوا سے سخت علیل ہوکر واپس آیا اب یہان کوئی کوشش وسفارش
کرنیوالا بھی نہ تھا ایک روز اُسی حالت مین نہایت پریشان حضور مین حاضر ہوا
آپ برآمدہ مین بیٹھے کوئی کتاب لکھ رہے تھے تھوڑی دیر تک لکھتے رہے اور
مجھ سے خبر نہین ہوے دفعتًہ قلم روک لیا اور فرمایا کہ تمھاری پریشانی کا اسوقت
ہمکو بہت قلق ہوا اور تمھارے قلب کا عکس ہمارے قلب پر پڑا اچھا ٹھہرو یہ فرماکر
بہادر خادم کو بلایا اور فرمایا کہ دو جلیبیان لے آؤ وہ لے آئے مجھ سے فرمایا کہ منھ
کھولو مینے منھ کھولا میرے منھ مین ایک جلیبی دی اور فرمایا کہ یہ دین ہے پھر دوسری
دی اور فرمایا کہ یہ دنیا ہے کھا جاؤ مین کھا گیا فرمایا کہ جاؤ فتح کرو چونکہ یہ ارشاد
مجمل تھا اور ان دونون عطیات کے حصول کے لیے وقت درکار تھا بلکہ تمام عمر
کے لیے یہ دونون عنایتین بیکدفعہ ہوئی تھین لہذا میری رفع پریشانی مین کچھ

دنون کا اور عرصہ ہوا آخر مین سربراہکار مقرر ہوا البنیر مسٹر صاحب جج سے جو ماموں صاحب کے ملاقاتیون مین تھے ملاقات ہو گئی تھی اُنکو حضرت نے اپنے تصرف سے ایسا کچھ مجھپر مہربان کر دیا کہ برابر ہر موقعہ پر اُنھون نے میری سفارش کرنا شروع کی بعد ختم قائم مقامی سربراہکاری مین پھر بیکار تھا ایک روز مینے خواب مین دیکھا کہ مین اپنے گھر سے نکلا لوگون نے مجھسے کہا کہ تم بیخبر ہو تمھاری کوٹھی مین حضرت غوث الاعظم تشریف فرما ہین مین دوڑا ہوا پہونچا کثرت مجمع سے راستہ نہ ملا پشت کوٹھی سے ایک راستہ ہی مطرف سے پہونچا راستہ مین کسی نے پھر کہا کہ باطن مین وہ حضرت غوث الاعظم ہین اور ظاہر مین جج غرضکہ مین جا کر قدمبوس ہوا اور اپنی پریشانی عرض کی اُنھون نے میرے دین کے متعلق بہت کچھ فرمایا کہ جو میرے حوصلہ خواب خیال سے باہر تھا اور دنیا کے متعلق یہ فرمایا کہ فلان تاریخ تو منصف ہو جائیگا چنانچہ اوسی تاریخ مین قائم مقام منصف مقرر ہوا اسکو بھی مین حضرت کا فیض سمجھتا ہون کیونکہ حضرت غوث پاک نے جو مجھپر عنایت فرمائی وہ حضرت ہی کے توسط سے اوس منصفی کی قائم مقامی ختم ہونے پر ایک جگہ خالی ہوئی مین جوڈیشل کمشنر سے ملنے گیا اُنھون نے مجھ سے پوچھا کہ تم وکیل ہو مینے کہا نہین کہا ڈپٹی کلکٹر ہو مینے کہا نہین کہا تحصیلدار ہو کہا نہین کہنے لگے پھر تمھین کسی طرح منصفی نہین ملسکتی مین سخت پریشان و بددل ہوا ایک روز بعد عصر حضرت بستی تشریف لیے جا رہے تھے مین با قلب پریشان ہمراہ تھا فرمایا اب کیا ارادہ ہے مینے عرض کیا کہ پھر اوسی سربراہکاری کیلیے کوشش کرونگا فرمایا کہ اگر نہ ملی مینے عرض کیا کہ سمجھونگا کہ مین کبھی ملازم ہی نہین ہوا تھا فرمایا کہ شاباش تمھارے استقلال سے بہت دل خوش ہوا اچھا اب ایک درخواست جوڈیشل کمشنر کے نام ڈاک مین رجسٹری کرا کے اس مضمون

کی بھیجد و کہ مینے قائم مقامی منصفی کی کی ہے اب جو جگہ خالی ہو وہ مجھے ملے چنانچہ
دوسرے روز مینے درخواست بھیجدی وہان سے جواب آیا کہ آپکا نام فہرست امیدوارون
مین لکھنے سے سہواً رہ گیا تھا اسمرتبہ آپکو جو جگہ نہین دیگئی اسکا جوڈیشیل کمشنر کو بہت
افسوس ہے اب پہلا موقعہ آپ ہی کو دیا جائیگا تھوڑی ہی مدت مین جگہ خالی ہوئی
اور مین پھر منصف ہو گیا نیا نیا کام شروع کیا تھا کہ مجھ سے پوچھا گیا کہ امتحان منصفی
مین اِس سال شرکت منظور ہے یا سال آئندہ لوگون کی رائے ہوئی کہ آئندہ سال پر رکھنا
چاہیے مینے حضرت کو عریضہ لکھا آپنے جواب مین تحریر فرمایا کہ اگر سال آئندہ کسی دوسرے
خدا کی خدائی ہو جانیکی امید ہو تو آئندہ سال پر رکھو ورنہ اسی سال فراغت کر دو مینے
فوراً لکھ بھیجا کہ شریک ہونگا لیکن بجاے خود حیران تھا کہ کسطرح کامیاب ہو سکونگا۔
صرف اُنیس روز مجھے قانون دیکھنے کا موقعہ ملا کتابین بکثرت پھر روزانہ کارمنصبی کا
سلسلہ کام بھی بہت تھا غرض عجب کشمکش سے جیون تیون کتابون کے ورق الٹ
پلٹ کر ہر کتاب سے صرف دو دو تین تین دفعات یاد ہو سکے محض خدا کے بھروسہ پر
امتحان مین شریک ہوا حضرت کے تصرف سے سوال اُسی حصہ کے تھے جسقدر مین
دیکھ سکا تھا نتیجہ مین ایسا کامیاب ہوا کہ سب ججی کے امتحان والون کے برابر نمبر آگئے
اور پھر مجھے امتحان سب ججی نہین دینا پڑا۔

کرامت مین قائم مقام منصف تھا اور مستقل ہونیکے لیے امتحان قانون پاس
کرنیکی شرط تھی چنانچہ مین امتحان دیکر مکان آیا تھا کہ ایک بار حضرت کے ہمراہ لکھنو
جانیکا اتفاق ہوا دیگر مسترشدین بھی ہمراہ تھے لکھنو پہونچکر حضرت نے مجھ سے فرمایا
کہ ہم ایک جگہ عیادت کو جاتے ہین تم اپنے حکام سے مل آؤ اور واپسی مین دار وغہ

چندر بخش کی مسجد مین ہمسے ملنا سب لوگ وہین جمع ہونگے مین تعمیل ارشاد مین روانہ
ہوا چلتے وقت حضرت نے فرمایا کہ اپنی کامیابی امتحان کی خبر لانا اور مستقلی کے بھی
مین متحیر تھا کہ ابھی امتحان کا نتیجہ کیونکر معلوم ہوگا اور استقلال کا معاملہ تو کچھ سمجھ مین
ہی نہین آیا کہ کیونکر ہوگا بہر حال مین روانہ ہوا اور الٓہ رجسٹرار صاحب سے ملا اونسے
بات چیت ہوئی مینے پوچھا کہ امتحان کی خبر کچھ معلوم ہوئی پرچے لوگونکے کیسے ہوے
اُنھون نے کہا کہ آپکو پرچون سے کیا مطلب آپ تو پاس ہین مجکو تعجب ہوا مینے کہا
کہ میرے پاس ہونیکی اطلاع آپکو کیونکر ہوئی اُنھون نے کہا کہ مجکو سب کے نمبر اور پرچے
دیکھنے کا اتفاق ہوتا ہے آپ تو پاس ہین مگر یہ معاملہ ہنوز مخفی ہے وقت پر اشاعت ہوگی
اسکے بعد مین جوڈیشل کمشنر کی ملاقات کو گیا صاحب نے میرے سلام کرنے پر کہا آپکا
نام منشی تاج الدین ہے مینے کہا کہ جی ہان کہا کیا آپ مستقل منصف ہے مینے کہا جی نہین ہنوز
قائم مقام ہون صاحب نے کہا کہ مجکو ایسا یاد پڑتا ہے کہ آپ مستقل ہے مینے کہا کہ آپکو
دھوکا ہوا مین ہنوز قائم مقام ہون اور سردست کوئی انتظام بھی درپیش نہین ہے جسمین
مستقل ہونیکی امید ہو صاحب نے کہا کہ انتظام کا حال پہلے آپکو معلوم ہوتا ہے یا ہمکو مینے
کہا کہ آپکو اسپر صاحب نے سول لسٹ مجکو اُٹھا کر دی مینے دیکھا کہ اوسپر اُسیوقت سُرخی سے
میرے نام پر لکھا گیا تھا کہ "مستقل" مینے سلام کیا اور رخصت ہو کر حضرت کے حضور مین
حاضر ہوا یہان سب جمع تھے میرا انتظار ہو رہا تھا حضرت ٹہل رہے تھے دور سے
مجھے دیکھکر فرمایا کہ خبر لائے مینے عرض کیا کہ جی ہان پاس بھی ہوگیا اور مستقل بھی فرمایا کہ
شاباش اور مجھسے معانقہ کر کے کمال عنایت فرمائی۔

کرامت ایکبار حضرت کے شاگرد خاص شیخ اولاد حسین و امیر بخش و حسن بخش ساکن میلا ئے گیج

ضلع بارہ بنکی کے یہان شادی تھی میں اُس زمانہ مین فیض آباد مین منصف تھا یہان سے حضرت شادی مین تشریف لیگیے اور فیض آباد سے مین آیا میلا ماے گنج ریلوے اسٹیشن سے کئی کوس ہی مجھے رخصت ایک ہی دن کی ملی تھی شادی کے دوسرے روز کچہری کرنا تھی لہذا شب کی ریل سے مجبوراً واپس ہونا پڑا اتفاقاً شام سے بشدت پانی برسنا شروع ہوا مین سخت متردد ہوا کہ کیا کرون سواری بجز ہاتھی کے کوئی اور نہ ملی جب رخصت ہوا تو آپنے فرمایا کہ ؎

دیدۂ سعدی و دل ہمراہ تست	تا نہ پنداری کہ تنہا میروی

خدا کرے مع الخیر پہونچو جبتک تم اسٹیشن پر نہ پہونچ جاؤ گے ہمکو نیند نہین آویگی اس شفقت آمیز ارشاد سے مین فرط مسرت و ذوق مین رونے لگا آخر سوار ہو کر چلا ہاتھی پر صرف تین شخص تھے مین اور فیلبان اور ایک ملازم چھتری وغیرہ بھی نتھی اور بارش اسقدر شدید کہ العظمۃ للہ بجلی کی تڑپ اور بادل کی گرج سے کان کے پردے پھٹے جاتے تھے مگر خدا شاہد ہے کہ ہاتھی پر ایک قطرہ بھی پانی نہین گرا نہ مین اور نہ میرے ساتھی ذرا بھی بھیگے جب اسٹیشن پر پہونچکر ہاتھی سے اوترا اور ٹکٹ لیکر ریل پر بیٹھنے لگا اُسوقت البتہ چند بوند مجھپر پڑے اور کپڑون مین کسیقدر نمی آئی۔

کرامت ایکبار مین تعطیل مین وطن آیا واپسی کے روز رخصت ہونے حضور مین حاضر ہوا فرمایا کہ تم آج جا کر کیا کروگے مینے عرض کیا کہ تعطیل ختم ہوا اور مجھے آج ہی کچہری کرنا ہے آپنے اسکا کچھ جواب ندیا اور دیر تک مختلف باتین کرتے رہے مینے بار بار رخصت ہونا چاہا ایک ریل کا وقت نکل گیا دوسری ریل دو تین گھنٹہ کے بعد جاتی تھی اُسپر جانیکے لیے منتظر تھا کہ حضرت رخصت کرین تو جاؤن اور حضرت رخصتی کیطرف رخ ہی

نہین فرماتے جب ارادہ کرتا تھا تو فرماتے تھے ذرا ٹھہرو مین حیران کہ کیا ماجرا ہی
اسی کشمکش مین منشی شیدا علی پہونچے اُنسے معلوم ہوا کہ کوئن وکٹوریہ کے چھوٹے
بیٹے کا انتقال ہوگیا ہی بوجہ غم کے آج کُل دفاتر مین تعطیل ہے حضرت نے ہنسکر فرمایا
کہ اب کل جانا یہ دیکھنے مین تو ایک معمولی بات تھی مگر اس باخبری اور احاطہ علم کو
غور کرنا چاہیے۔ میری موجودگی کے صدہا ایسے واقعات ہین جب کسی شخص کے
دلمین کوئی خطرہ آتا اور کسی طرح کا سوء ظن اوسے پیدا ہوتا تو باتون ہی باتون مین
اُسکے خطرہ کا جواب آپ ایسا دیدیا کرتے تھے کہ اعتراض بیان کرکے پوچھنے کی نوبت
اوسکو نہین آتی تھی اور اپنے امور کے متعلق تو میرا ایمان یہ ہے کہ آپسے میرا کوئی
ظاہری وباطنی معاملہ کبھی مخفی ہی نہین رہا اور میرا یہ یقین کبھی پورے طور پر قائم نہوتا
اگر مینے بارہا اسکا تجربہ نکیا ہوتا چنانچہ ایکبار مین بغیر حضرت سے رخصت ہوے لکھنؤ
گیا اور بظاہر اسکی اطلاع بھی حضرت کو نہ کی جب چوک مین چیزین خریدنے لگا
تو یہ خیال آیا کہ معلوم نہین حضرت میری اسوقت کی حالت سے باخبر ہین یا نہین
جب واپس آکر حاضر ہوا جیسے آپکا سامنا ہوا ہنسکر فرمایا کہ آئیے منشی تاج الدین
صاحب آج شائد آپ لکھنؤ گئے تھے مینے عرض کیا جی ہان فرمایا فلان ضرورت سے
گئے تھے (واقعی وہی ضرورت تھی) مینے مسکراکر عرض کیا جی ہان فرمایا کہ فلان فلان
جگہہ بھی گئے تھے اور کھانے مین یہ یہ چیزین کھائی تھین اور فلان فلان اشخاص کے
لیے یہ یہ چیزین بھی خریدین غرضکہ تمام دن کا کچا چٹھا آپنے بیان فرمادیا مین متحیر
جی ہان جی ہان کہتا رہا اور اپنے خطرہ پر نادم ہوا اور آپکی باخبری پر حسب ارشاد
حضرت شاہ تراب علی قلندر یقین واثق کیا کہ ؎

کرامت مین زمانہ شباب مین چودہ برس مبتلاے درد گردہ و سنگ مثانہ رہا ہر دورہ مین امید جانبری مفقود ہوجاتی تھی ایک مرتبہ مین ہردوئی مین بنیا نیا قایم مقام سب جج مقرر کیا گیا تھا وہین رات کو خواب مین دیکھا کہ حضرت پیرو مرشد شاہ تقی علی قلندر قدس سرہ تشریف فرما ہین اور انکے حضور مین مین بھی حاضر ہون اور میرا جسم علیحدہ ایک طرف کو پڑا ہے اوس جسم کو حضرت پیرو مرشد بار بار اولٹ پلٹ رہے ہین اور مجھ سے فرماتے ہین کہ تمھاری اصلاح تب ہوگی جب اسطرح بیلے جاؤ گے آنکھ کھلی تو مین فوراً سمجھ گیا کہ مبتلاے درد گردہ ہونیوالا ہون چنانچہ اوسی روز درد اوٹھا اور مین رخصت لیکر وطن آیا کئی روز گذر گئے اور کسی طرح افاقہ نہوا حالت بہت ردی ہوگئی حضرت عیادت کو تشریف لائے بھائی مرحوم یعنی حافظ سراج الدین صاحب وکیل نے روکر بسماجت عرض کیا کہ اب دعا و تصرف کیجیے کہ درد رفع ہوجاے آپ پہلے تو تسکین کے الفاظ فرماتے رہے جب اونھون نے زیادہ اصرار کیا تو فرمایا کہ کہو تو تمھاری خوشامد مین یقین کہ یہ درد رفع ہوجاتا ہے لیکن اگر سچ پوچھتے ہو تو بالفعل یہ تکلیف انکی رفع ہوجائیگی مگر یہ مرض اوسوقت تک نہین جائیگا جبتک کیلیے مقرر ہوا ہے جب وہ مدت معینہ ختم ہوجائیگی تب ایسا دفع ہوجائیگا کہ معلوم نہو گا کدہر گیا بلکہ کسیکو یاد بھی نہ آئیگا اس درد سے انکی تعلیم و اصلاح مد نظر ہے بھائی صاحب نے عرض کیا کہ تعلیم و اصلاح کیا بغیر اسکے ممکن نہین فرمایا کہ انصاف کرو اچھا کھاتے ہو اچھا پہنتے ہو عزت سے بسر کرتے ہو ذرہ برابر توہین پسند نہین کرتے کوئی

مجاہدہ کوئی ریاضت نفس نہین کرتے اسپر خدا کی طلب کرتے ہو قلب کی صفائی
باطن کی اصلاح چاہتے ہو پھر یہ بغیر تکلیف اٹھائے کیونکر ہو ہم بھی کسر نکال لیتے
ہین اس ارشاد کے بعد ایک مدت تک مجھے بدستور مرض مین ابتلا رہی اتفاقاً ایک
شخص جسے مین جانتا بھی نہ تھا ایک نسخہ بتا گیا اُسکے استعمال سے خود بخود بالکل صحت
ہو گئی پھر کبھی درد گردہ و سنگ مثانہ کی خلش نہوئی۔

کرامت میرے بھائی حافظ سراج الدین صاحب مرحوم وکیل حیدرآباد کا معمول
تھا کہ ہر ماہ مین جسقدر آمدنی اور جسقدر خرچ اُنکا ہوتا تھا اُسکی میزان سے بذریعہ عریضہ
حضرت کو اطلاع دیتے تھے ایک مرتبہ منجملہ اخراجات کے ایک خرچ اتفاقاً یہ ہو گیا
کہ اُنکے ایک ملاقاتی کی طوائف اُنکو سلام کرنے آئی اُنھون نے بلحاظ دوستانہ
مراسم اُسکو پانچ روپیہ انعام دیدیے جب ماہواری آمدنی و خرچ سے حسب معمول
اطلاع دی تو وہ رقم قصداً اُسمین سے نکال ڈالی حضرت نے جواباً تحریر فرمایا کہ اور
سب اخراجات تو بجا ہوے مگر پانچ روپیہ اسمرتبہ تمھارے ہاتھ سے بمد اسراف گئے اُنھون نے
آیندہ کے لیے ایسے خرچ سے توبہ کی۔

کرامت ایکبار اُنھون نے عرس شریف حضرت عارف باللہ مین حاضری کا ارادہ
کیا مگر اپنے دلمین حضرت کیطرف متوجہ ہو کر یہ ضد کی کہ بغیر پانچ ہزار روپیہ ہمراہ
لیے نجاونگا چونکہ حضرت اُنپر مہربان بہت تھے قرب عرس شریف مین ایسے بڑے بڑے
مقدمات اُنکے پاس آنا شروع ہوتے گئے کہ رقم مجتمع ہونے لگی دو سو روپیہ کی کمی رہگئی
تھی وہ چل کھڑے ہوے یہان عین عرس شریف کے روز پہونچے اور حسب معمول
اپنے خیمہ مین جو پہلے سے نصب تھا اوترے اوترتے ہی فوراً کسی موکل کے یہان سے

دوسو روپیہ کا منی آرڈر پہونچا کچھ دیر بعد حضرت آئے اور فرمایا کہ سراج الدین ایسی ضد نہ کیا کرو۔

کرامت منشی حسن رضا صاحب بیان کرتے تھے کہ ہائیکورٹ حیدرآباد کی وکالت کا امتحان دیکر مینے عرض کیا کہ کامیاب اشخاص کی فہرست مین کس نمبر پر میرا نام ہے فرمایا دوم دوسرے دن عزیزی منشی معراج الدین خلف خان بہادر منشی تاج الدین صاحب کا خط حیدرآباد سے باطلاع کامیابی امتحان درجہ دوم آیا جسکے بعد مینے پھر عرض کیا کہ مین تو درجۂ اول یعنی ہائیکورٹ کی وکالت چاہتا ہون ارشاد ہوا کہ وہ بھی ملجائیگی چنانچہ چندروز بعد مین وکیل ہائیکورٹ حیدرآباد ہوگیا۔

کرامت حیدرآباد سے سات برس کے بعد مین حاضر آستانہ ہوا مجھے دیکھتے ہی فرمایا کہ آؤ میان کاظم رضا کے باپ اس ارشاد کے نوین مہینہ گھر مین لڑکی پیدا ہوئی عرض کیا گیا کہ کاظم رضا تو نہ پیدا ہوا فرمایا کہ مینے یہ کب کہا تھا کہ اسی مرتبہ پیدا ہوگا پھر کئی برس کے بعد حیدرآباد مین کاظم رضا پیدا ہوا اوسی زمانہ مین جبکہ مین حیدرآباد سے آکر وطن مین مقیم تھا بارہ ربیع الاول کو بعد زیارت موئے مبارک حضرت نے اپنا گیروا رومال مجھے مرحمت فرمایا اور جبکہ مین بعزم حیدرآباد رخصت ہونے لگا تو ایک پیراہن شریف عنایت کیا اور فرمایا کہ رومال دینے کے لیے ہے اور یہ دینے کے لیے اس واقعہ کے کئی برس بعد بزمانہ قرب پیدائش کاظم رضا سلمہ ضرورت پیراہن شریف داعی ہوی کیونکہ ہمارے خاندان مین ہر نومولود حضرت صاحب ہی کے پیراہن شریف پر لیا جاتا ہے اور یہ یاد نہ آیا کہ پیراہن عطیہ حضرت موجود ہے آخر اسی تفکر مین بین النوم والیقظہ حضرت نے فرمایا کہ تم بھول گئے

اگر تہ تو تمھارے صندوق مین رکھا ہوا ہے اور اسی لیے دیا گیا تھا۔

کرامت منشی محمد شفیع ابن شیخ عبد السمیع صاحب از بنایر حضرت عارف باللہ بیان کرتے تھے کہ ۱۳۱۰ھ مین مین بجستجوے ملازمت بھوپال گیا وہان قیام کو کئی ماہ گذر گئے لیکن کوئی صورت ملازمت کی نہ نکلی آخر بذریعۂ عریضہ حضرت کے حضور مین عرض کیا حکم ہوا کہ وہان کے صاحب خدمت سے ملو اور حلیہ اُنکا تحریر فرمایا ملازمت کے آثار تو اوسی روز سے پیدا ہونا شروع ہو گئے صاحب خدمت کی جستجو بغرض ملاقات تھی آخر ایک روز سر راہ ایک صاحب نظر آئے جنکا حلیہ وہی تھا مینے سلام کیا تو اُنھون نے فرمایا کہ اچھا اثر ڈالتے ہو اور خوب دوڑاتے ہو جاؤ کام تو تمھارا کر دیا گیا مگر آیندہ کسیکو خبر نہ کرنا اور نہ ہمسے ملنے کی کوشش کرنا ہمکو فرصت کم ہے۔

کرامت ایکبار وطن آنیکا اتفاق ہوا جھانسی و بینا اسٹیشن کے درمیان مین دفعتہً ریل کا انجن پھٹ گیا جس سے تمام مسافرون کو سخت جھٹکا لگا کسی قدر صدمہ مجکو بھی پہونچا تمام مسافرون کا مال و اسباب ریل سے اُتار کر باہر پھینکدیا گیا چونکہ رات کا وقت تھا اسلیے قلیون کو چوری کا موقعہ ملگیا مین بہت سخت متردد ہوا کیونکہ غیر مقام تھا اور شبکا وقت اسٹیشن والے ناجائز دباؤ سے اپنا کام نکالنا چاہتے تھے غرضنکہ عجیب آفت کا سامنا تھا کچھ سمجھ مین نہین آتا تھا کہ کیا کرنا چاہیے قلب کو متوجہ کر کے حضرت سے عرض کیا القا ہوا کہ فلان مقام پر جو مسافر ہین اُنسے اپنے اسباب کو دریافت کرو مین گیا تو دیکھا کہ بہت سے لوگ اپنا اسباب اُٹھا رہے ہین مینے بھی اپنا اسباب تلاش کیا دیکھا کہ قلی میرا اسباب لیے ہوے چلنے پر تیار ہے

مینے پوچھا کہ یہ تونے اسباب کسکے حکم سے اوٹھایا اوسنے کہا کہ ایک میان ابھی
آئے تھے اونھون نے حکم دیا کہ اسباب اسطرف ہمارے ساتھ لے آو مینے پوچھا کہ
وہ کدھر گئے ہین کہا کہ اُس پلیٹ فارم پر جہان سے کانپور گاڑی جاتی ہے
مینے کہا کہ یہ اسباب تو میرا ہے اسمین لوٹا اور ناشتہ دان اور ایک بستر اور چاہیے
اوسنے کہا کہ ایک قلی اسباب لیکر اونکے ساتھ گیا ہے اوسمین یہ سب چیزین ہین
مجھے یقین نہوا اور مینے باصرار اوس سے دریافت کیا اوسنے قسم کھائی کہ اسیقدر
اسباب وہ قلی لیکر گیا ہے چنانچہ گاڑی کے قریب پہونچنے پر مینے دیکھا کہ واقعی
ایک قلی وہ اسباب لیے ہوے موجود ہے اوسنے مجھ سے کہا کہ یہ اسباب ایک
میان یہ کہکر رکھا گئے ہین کہ ہمارے ایک ساتھی کا ہے دیدینا مینے قلی کو دو چند
مزدوری دیکر حلیہ دریافت کیا اوسنے وہی حلیہ بیان کیا جو حضرت پیرو مرشد کا
تھا خیر مین وہان سے مع الخیر وطن پہونچا جب حضرت کے حضور مین حاضر ہوا
قبل اسکے کہ واقعہ بیان کرون ارشاد ہوا کہ اگر کوئی واقعہ سفر مین کسیوقت انسان
کو پیش آجاتا ہے تو اُسکی مدد منجانب اللہ ہوتی ہے اور حضرت خضر علیہ السلام بشکل
مرشد مدد فرماتے ہین۔ اللہ رے اخفا و کتمان۔

کرامت ایک مرتبہ ایک گاؤن مین جانیکا اتفاق ہوا راستہ مین ایک ٹکڑا
جنگل کا پڑا جو کسیقدر مخدوش تھا مینے گھوڑے سے اوترکر نماز پڑھنا چاہی سپاہی
پیچھے رہگئے تھے گھوڑے کو اس خیال سے کہ سائیس وسپاہی آتے ہونگے درخت سے
باندھ دیا اور نماز مغرب پڑھنے لگا نماز شروع کرتے ہی گھوڑا لگام توڑا کر بھاگا
جب نماز سے فارغ ہوا تو دیکھا کہ سائیس وسپاہی کوئی نہین آئے ہین اور گھوڑا

نذار دادھر اودھر تلاش کرنا شروع کیا مگر اندھیرا اسقدر تھا کہ جنگل مین کوئی چیز نظر
نہین آتی تھی رات کا وقت اور درندونکا مسکن سخت خوف غالب ہوا ہاتھ پیر پھول
گئے اگرچہ بندوق وتلوار موجود تھی مگر جواس نذار دیتھے نہایت پریشان ہوکر حضرت
سے رجوع کی تھوڑی دیر گذری تھی کہ گاؤن کے چند لوگ آکر مجھے گاؤن مین لیگئے
ورگھوڑے کی تلاش کی مگر نہ ملا اندیشہ ہوا کہ کہین درندون نے تو نہین شکار کیا
سوتے وقت پھر حضرت کیطرف متوجہ ہوکر عرض کیا اور سورہا صبحکو جب اُٹھا
تو گھوڑا موجود تھا حیرت ہوئی لوگون سے دریافت کیا کہ گھوڑا کیونکر ملا گاؤن کے
چوکیدار نے بیان کیا کہ شبکو ایک سوار دیگئے ہین سبکو بہت تعجب ہوا کہ بالکل
نوخرید جانور تھا کون سوار ایسے واقفکار تھے جو پہچانکر گھوڑا مکانپر پہونچا گئے مگر
مجھے یقین ہوگیا کہ یہ حضرت ہی کا کرشمۂ قدرت ہے۔

کرامت منشی مشکور احمد صاحب بیان کرتے تھے کہ راجہ منیشر بخش صاحب تعلقدار
ملاپنور ضلع سیتاپور اکثر حاضر حضور ہوا کرتے تھے میرے حال پر بھی آنکی غیر معمولی
عنایت تھی علاقہ کا چارج بصیغہ کورٹ جب سے مینے لیا تھا تو موجب حکم ڈپٹی کمشنر
بہت سے گذارے موقوف کیے گئے اور اکثر اراضیات ٹھیکے ضبط کر لیے گئے
سلیے وہ گذارہ دار مجھسے ناراض تھے انمین سے بعض راجہ صاحب کے اعزہ تھے
ان لوگون نے جو راجہ صاحب کی عنایت میری حالپر دیکھی تو رشک سے نیز راجہ صاحب
کی حاضری تکیہ شریفہ کی بناپر مخالفانہ مشہور کرنا شروع کیا کہ راجہ صاحب کو
یہ مسلمان کرنا چاہتے ہین اور اسکی شورش یہانتک بڑھی کہ رانی صاحبہ وغیرہ
بھی اسمین شریک ہوگئین اور ان لوگون نے راجہ صاحب مہیوا کو جو انکے راجہ صاحب

کے عزیز و خاص دوست تھے اطلاع کی اُنھون نے بھی اس معاملہ پر بہت ہمیت سے نظر ڈالی اور حکیم محمد عمر صاحب کو جو اُنکے یہان کے معزز نوکر تھے اور اس سے قبل ان راجہ صاحب کے یہان بھی رہ چکے تھے یہ پیام دیکر راجہ صاحب کے پاس بھیجا کہ آپ کاکوری زیادہ کیون جاتے ہین کیا آپکے ہندو مذہب مین علما و فقرا نہین ہین اگر آپکو ایسی ہی طلب ہے تو کاشی جی اور اجودھیا کیون نہین جاتے جسکے جواب مین راجہ صاحب نے کہا کہ یہ چرچے مین افواہاً بھی سُنا کرتا تھا لیکن آجتک مجھ سے خود کسی نے یہ سوال نہین کیا اور مجکو اسیکا انتظار تھا راجہ صاحب بھیوا کی مہربانی ہے کہ خود اُنھون نے مجھسے پوچھ بھیجا پہلے یہ تو بتلائیے کہ کیا میری وضع اور اداے مراسم و پابندی مذہبی مین کوئی فرق آیا ہے حاضرین نے کہا نہین کہا رہا یہ کہ مین کاکوری کیون جاتا ہون اسکا جواب یہ ہے کہ مین نے اس سے پہلے بہت فقیرون اور پنڈتون سے ملاقات کی اور بنارس اور اجودھیا اور متھرا گیا لیکن جو بات مجکو کاکوری کے حضرت صاحب سے حاصل ہوئی وہ کہین نہوئی اور اسکے ثبوت مین بہت سے واقعات ہین جنمین سے ایک یہ ہے کہ مینے خواب مین دیکھا کہ ایک مکان مین کچھ لوگ کرسیون پر بیٹھے ہین انمین ایک کرسی پر حضرت صاحب بھی تشریف رکھتے ہین اور چار کرسیون پر چار پنڈت بیٹھے ہین جو ایک ایک دید کے عالم متبحر ہین مینے ایک پنڈت سے کہا کہ آپ توحید کا اشلوک پڑھیے اُنھون نے پڑھا مینے کہا کہ ارتھ (یعنے معنے) کہیے اُنھون نے معنے کہے مینے کہا کہ اسکا مطلب مجکو سمجھائیے اُنھون نے جو مطلب بیان کیا اُس سے مجکو تسکین نہوئی تب مین نے ہر پنڈت سے یکے بعد دیگرے یہی سوال کیا ہر ایک نے کچھ نہ کچھ مطلب جو الفاظ

سے پیدا ہوتا تھا بیان کیا آخر چارون نے بالاتفاق کہا کہ ہم وید پڑھتے ہین اور
اسکے معنے اور مطلب اسیقدر جانتے ہین جو الفاظ سے پیدا ہوتا ہے لیکن اسکا مطلب
اصلی حضرت صاحب کیطرف اشارہ کرکے کہا کہ یہ جانتے ہین مین حضرت صاحب
کیطرف مخاطب ہوا میرے تخاطب پر حضرت صاحب نے اُسکے معنے اور مطلب بیان
فرمائے جس سے عجیب طرحکا انشراح قلبی حاصل ہوا کہ مین بیان نہین کرسکتا جب
مین بیدار ہوا تو وہی اشلوک مجکو مع اُن معانی و مطالب کے جو حضرت صاحب نے
بیان فرمائے تھے یاد تھا مینے اس امر کی تصدیق مین کہ درحقیقت وید مین ہے یا نہین
وید تلاش کیے جو بڑی مشکل سے جیپور مین ملے جب چارون جلدین مجھے مل گئین
تو مینے ایک کتھا شروع کرائی جسکا سلسلہ چالیس روز تک رہا اُسکے بعد ایک
جلسہ مین قرب وجوار کے پنڈتون کو جمع کیا اور چارون وید اُنکو دیے اور اوس
توحید کے اشلوک کو پڑھکر اونسے معنے دریافت کیے ہر ایک نے اپنی سمجھ کے موافق
معنے کہے اُسکے بعد مینے حضرت صاحب کے فرمائے ہوے معنے کہے جسکو سنکر تمام
پنڈت دنگ ہو گئے اور کہنے لگے کہ یہ معنے آپکو کسی بڑے ودیامان (عارف کامل)
نے بتائے ہین اور اس سے اچھا مطلب کوئی نہین ہو سکتا اسکے بعد راجہ صاحب
نے کہا کہ ایسی بہت سی کرامتین ہین جنکے بیان کرنیکو بہت وقت چاہیے مختصر
مین راجہ صاحب میوا کو یہ جواب دیتا ہون کہ مین از خود کاکوری نہین گیا اور
نہ جاتا ہون بلکہ حضرت صاحب کی کشش وعنایت ہے جو مجکو کھینچ لیجاتی ہے اگر
آپکے نزدیک کوئی ہندو کامل پنڈت ایسا ہے تو اُس سے کہیے کہ وہ مجکو اپنی طرف
کھینچ لے مین کاکوری نجاؤن ۔

بہ میخانہ جامی نہ از خود رود		مگر ہمت شیخ جامش برد	

کرامت بابو اودہ بہاری لال صاحب بیان کرتے تھے کہ میری حاضری کا
ایک عجیب و غریب معاملہ ہے مین اوائل عمر سے یہ خیال کرتا تھا کہ مین کیا ہون
کون ہون اور یہ عالم کیا ہے پیدا ہونا اور پھر مرجانا کیا شے ہے اور اس عالم
مین میرا شمار ایک ذرہ کے بھی برابر نہین پھر ایسی عظیم الشان بارگاہ الٰہی مین
میرا پتہ کس شمار و قطار مین ہوسکتا ہے یہ آخری خیال آتے ہی ایک بہت
بھاری بوجھ میرے قلب پر چھا جاتا تھا اور مین مایوس ہوکر افسردہ ہوجاتا تھا
مین اپنے مذہب کے موافق عبادت یعنے پوجا پاٹ روزانہ کیا کرتا تھا اور جن
فقرا سے ملاقات ہوتی تھی اونسے رجوع کرتا تھا اور اُنکی خدمت بھی کیا کرتا تھا
اور جہان کہین کسی بزرگ کو سنتا تھا بلا قید مشرب و ملت حاضر ہوتا تھا جسنے جو کچھ
بتایا اوسے حتےٰ المقدور کیا مگر کہین کشود کار نہوا مین اپنے کنبہ کی اشرٹ دیوی
جی یعنی شکتی (قدرت کاملہ) کے درشن چاہتا تھا وہ کبھی نصیب نہین ہوتے تھے
غرضکہ مطلب کہین حاصل نہوا مجبور و مایوس ہوکر میرا دل فقرا سے پھر گیا اور
مین اوسکو ڈھکوسلا اور کھانے اور کمانیکا ڈھنگ سمجھنے لگا یہ وہ زمانہ تھا کہ منشی
شکور احمد صاحب سربراہکار ملاّنپور ضلع سیتاپور مقرر ہوکر آئے تھے اور مین
اُسوقت سر دفتر کورٹ آف وارڈس تھا چونکہ اُنکو اس بارگاہ سے عقیدت
ہوچکی تھی لہٰذا وہ اکثر مجھ سے یکجائی کیوقت حضرت خداوند نعمت کا ذکر کیا کرتے
تھے مگر مین اُنکے ذکر کو کاٹ دیا کرتا تھا اور اونپر ہنسا کرتا تھا کیونکہ تمام فقرا سے
مایوس ہوکر بدگمان ہوچکا تھا ایک عرصہ تک میرے اُنکے یہی معاملہ رہا آخر

اونھون نے مجھ سے ایک دفعہ یہان کی حاضری کا وعدہ لیا ایک موقعہ پر مین
اور وہ دونون سرکاری کام سے سیتاپور آئے ہنوز کام سے فراغت نہونے
پائی تھی کہ ایکدن کی تعطیل پڑ گئی ہم لوگ آستانہ شریف کا قصد کرکے حاضر ہوے
اور صرف چند گھنٹہ ٹھہر سکے سہ پہر کو پہونچے تھے اوسوقت حضرت خداوندنعمت
برآمدہ مین بیٹھے طلبہ کو درس دیرہے تھے اور اور لوگ بھی موجود تھے منشی صاحب
نے مجھے میرا نام بتاکر پیش کیا آپنے تھوڑی دیر کے بعد مجھ سے فرمایا کہ آپکو کچھ
کہنا ہے مینے عرض کیا کچھ نہین آپ خاموش ہوگئے تھوڑی دیر کے بعد پھر یہی
ارشاد فرمایا پھر مینے وہی عرض کیا کیونکہ فی الواقع اُسوقت کوئی دنیاوی خواہش
مجھے نہین تھی آپنے اور لوگون سے فرمایا کہ یہ عجیب شخص ہین جنکو کوئی خواہش
نہین ارے صاحب جو کوئی دنیادار کسی فقیر کے پاس جاتا ہے تو اُسکے کچھ
نہ کچھ اغراض ہوا کرتے ہین اسپر بھی مینے یہی عرض کیا کہ مجھے کچھ نہین کہنا ہے
میرا یہ خیال تھا کہ اگر کامل ہین تو خود انکو معلوم ہوگا اسکے بعد آپ میری طرف
ایک نظر دیکھکر خاموش ہوگئے پھر ہم لوگ رخصت ہوے منشی صاحب کو
معمولاً شیرینی ملی اور مجھے پھل عطا ہوے جیسے ہی روانہ ہوے وہی تجلی بھگوتی
یعنی شکتی (قدرت کاملہ) میرے ساتھ تھی اسقدر وہ تجلی برقی روشن و حسین تھی
کہ آنکھین دیکھنے سے چوندھیا جاتی تھین مین آنکھ بند کرلیتا تھا مگر وہ تجلی برابر سامنے
موجود رہتی تھی۔ اسی حالتمین ہم لوگ گاڑی پر بیٹھے منشی صاحب تو اس ادھیڑ
بن مین تھے کہ حضرت صاحب نے انسے کچھ ارشاد نہین فرمایا انکو نہ معلوم کیا
خیال ہوا لکھنو تک ہم لوگومین کچھ بات چیت نہین ہوئی منشی جی نے اسوجہ سے

نہین پوچھا کہ کہین ہنسی مین نہ اوڑائین اور مجھے دید تجلی سے فرصت نہ تھی باتین کون کرتا آخر ریل پر سوار ہو کر ہم لوگ ایک ایک بنچ پر لیٹ رہے اب وہ تجلی ختم ہو چکی تھی مینے منشی جی سے اپنا حال بیان کیا مختصراً یہ کہ اُسیوقت سے مجھے حضرت کے ساتھ عقیدہ ہو گیا۔

کرامت مجھے کبھی کبھی یہ خطرہ آتا تھا کہ مین ہندو ہون اور حضرت پیر و مرشد مسلمان پھر نباہ کیسے ہوگا ایک روز مینے حضرت کو خواب مین دیکھا کہ پنڈت کی شکل مین آپ زرد ریشمی دھوتی جسکو پتامبر کہتے ہین باندھے ہوے ہین ٹیکہ صندل کا پیشانی پر لگا ہوا ہے جنیو (زنار) تین اونگل چوڑا جسپر رام رام ہر مقام پر کڑھا ہوا ہے پہنے ہوے ہین (یہ جنیو بڑے بڑے رشی منی استعمال کرتے ہین) اور پوتھی کا بستہ کندھے پر رکھے مرگ چھالہ لپٹا ہوا بغل مین دبائے سنکھ بجا رہے ہین یہ دیکھکر مجھے یقین ہوا کہ ہر شکل و ہر مقام پر آپ ہین۔

کرامت مولوی شریف الدین صاحب کاکوروی وکیل ریاست رامپور بیان کرتے تھے کہ میری بیکاری کے زمانہ مین ایک روز حضرت غریب خانہ پر تشریف فرما تھے مستورات نے عرض کیا کہ حضور دعا فرمائین یہ کہین نوکر ہو جائین آپنے ہاتھ اوٹھا کر دعا فرمائی کہ خدا کرے اگر نوکری ہوتی ہو تو فی الحال نہو عرس قریب ہے بائیس ربیع الآخر کو عرس ختم ہو جائیگا اور ۲۳ کو یہ نوکر ہو کر چلے جائین چنانچہ ۲۳ کو خبر ملی کہ مین بندوبست ضلع باندہ مین پیشکار مقرر ہوا اور اُسی روز روانہ ہو گیا۔

کرامت ایکبار پھر زمانہ بیکاری مین خود بخود حضرت نے ارشاد فرمایا کہ تم عرصہ

سے بیکار ہو میرا جی چاہتا ہے کہ جمعرات کے دن نوکر ہو جاؤ چنانچہ مین جمعرات کے دن حاضر حضور تھا کہ چار جگہ سے ملازمت کے لیے طلبی آئی حضرت نے سب سے چھوٹی نوکری جو کورٹ آف وارڈس لکھیم پور کھیری مین تھی پسند فرمائی اور مین نوکر ہو کر روانہ ہو گیا دو ماہ کے بعد ایک انتظام ترقی پیش آیا اگرچہ اور لوگ مستحقین موجود تھے مگر مین باوجود ابتدائی ملازمت اور کچھ حق نہونیکے مستحق ترقی قرار پایا۔

کرامت ایکبار مجھپر ایک فرضی مقدمہ خیانت مجرمانہ کا بہت سخت قائم ہو گیا تھا حکیم عبدالرحیم خانصاحب و منشی شیدا علی نے حضرت کی حضور مین عرض کیا کہ کیا شریف الدین جیل چلا جائیگا حضرت نے فرمایا کہ شریف الدین کی بیفکری تم لوگ جانتے ہو اگر نتیجہ مقدمہ سے آگاہی دیدیجائے تو وہ اور بھی پیر پھیلا کر سونا شروع کریگا جبتک ہم اس عالم مین موجود ہین کسکے منہ مین دانت ہین کہ اوسکو نقصان پہونچا سکے اسی درمیان مین حضرت مولانا شاہ تقی علی قلندر و حضرت شاہ علی اکبر قلندر قدس سرہما کا فاتحہ شریفیہ ہوا مین مجلس سماع مین حاضر تھا حضرت نے فرمایا کہ شریف الدین تو علانیہ موجود شریک محفل ہین اور ایک وہ وقت تھا کہ احمد علیخانصاحب باصرار محفل سماع مین لائے گئے تھے اور اس مقدمہ مین مجھپر وارنٹ گرفتاری جاری تھا اور تعمیل کنندگان وارنٹ تکیہ شریف پر گرفتاری کی فکر مین موجود تھے مین مجلس سماع مین حاضر تھا مگر بتصرف حضرت تعمیل وارنٹ نہوئی اور آخر مقدمہ طے ہو کر مین صاف بری ہو گیا

کرامت منشی شیدا علی کا کوروی بی۔ اے۔ بیان کرتے تھے کہ جس زمانہ مین مین لکھنؤ قیصر باغ اخبار اکسپرس کے دفتر کی کوٹھی مین رہتا تھا اُس سال طاعون

کا لکھنؤ مین دوسرا دورہ تھا اور اسقدر لوگ خائف تھے کہ امین آباد و قیصر باغ سب خالی ہو گیا تھا بارہ بجے دنکو جاڑے کے موسم مین قیصر باغ سے لیکر امین آباد تک کوئی شخص نظر نہ آتا تھا اسکول و کالج سب بند ہو گئے تھے لیکن کچہری کھلی ہوئی تھی مجبورًا امین بھی مقیم تھا دریا کو ایک راستہ قیصر باغ سے بھی ہے لہذا گرد ونواح امین آباد کے مردے بارہ بجے شب تک ادھیطرف سے گذرتے تھے مین اور میرے ملازم بھی سخت خائف رہتے ایک روز شب کو مین اپنے پلنگ پر سو رہا تھا بارہ بجے ہونگے کہ دفعتہ رام رام ست ہے کی بھیانک آواز نے جگا دیا مین گھبرا کر اپنے پلنگ پر اوٹھ بیٹھا اور لاحول پڑھنے لگا دیر تک مجھے نیند نہین آئی صبح ہوتے مین سویا تو دیکھا کہ حضرت کھڑے فرماتے ہین کہ تم طاعون سے اتنا ڈرتے کیون ہو ہم تمھاری حفاظت کرتے ہین اطمینان قلب کے لیے تم ہر صبحکو اپنا شجرہ پڑھ لیا کرو میرے قلب کو حضرت کے ارشاد سے بہت اطمینان ہوا صبحکو جو اوٹھا تو اپنے کو بہت خوش پایا صبحکو بعد وضو کے سرہانے سے تولیہ جو اوٹھایا تو دیکھا کہ تکیہ کے نیچے ایک لفافہ رکھا ہوا ہے مینے تعجب سے اوٹھا لیا کھولکر دیکھتا ہون تو اسمین شجرہ میرا رکھا تھا کہ جو وہان تھا بلکہ ایک بکس مین مقفل تھا اور مینے اسکو مرید ہونیکے بعد سے دیکھا بھی نہین تھا اس واقعہ سے مجھے بہت حیرت ہوئی اور مین سمجھا کہ حضرت کا منشا یہ ہے کہ اسے روزانہ پڑھون اور اپنے اوپر دم کردون چنانچہ اوسدن سے یہ معمول ہو گیا اور پھر مجھے طاعون کا خوف مطلق نہ رہا۔

کرامت تقریبًا سنہ ۱۹۱۰ء مین جبکہ مین ایکسپریس آفس کے بالاخانہ پر قیصر باغ مین مقیم تھا مجھے دفعتًا ذات الجنب کی شکایت پیدا ہوئی عروج شباب تھا

اور بیماری کی حقیقت بھی مجھے معلوم نہ تھی اسلیے چندان پروانہوئی درد ہروقت
سینہ مین دل کے قریب رہتا تھا اور تنفس مین سخت تکلیف ہوتی تھی لیکن تاہم کچہری
جاتا اور کام کرتا رہا تیسرے روز شدت ہوئی مینے مجبوراً ایک روز کی خدمت لی
حالت یہ تھی کہ بیٹھے لیٹے کسی طرح چین نہین پڑتا تھا دن گذرا رات آئی بیچینی
زائد بڑھی شب کے بارہ بج گئے گھر بج رہا تھا کہ مینے ایک شخص کی آواز سنی اوٹھ
بیٹھا دریافت کیا معلوم ہوا کہ میرے گھر کا پروردہ تیغ علی ہے اور کاکوری سے
آرہا ہے پریشانی ہوئی کہ یا اللہ کیا معاملہ ہے خیریت تو ہے جب وہ آیا تو معلوم ہوا
کہ حضرت نے بعد مغرب ایک تعویذ گلے مین پہننے کا اور چند پینے کے سکا مرحمت فرما کر بھیجے تھے اور یہ حکم دیا تھا
کہ اسی وقت لکھنؤ بھیجدیا جائے چونکہ یہ وقت تھا لہذا وہ پیدل کاکوری سے آیا مین حضرت کی اس
نوازش کا دل مین بہت مشکور ہوا ایک تعویذ اسیوقت پی لیا اور گلے والا پہن لیا
حضرت کی ذرہ نوازی کے قربان کہ مجھے فوراً ہی سکون ہوا بھوک معلوم ہوئی کھانا
کھاکر بہ اطمینان سو رہا صبح کو جب اوٹھا تو خفیف سی کھٹک تھی خیال آیا کہ ڈاکٹر کے
پاس جانا چاہیے اسیوقت ڈاکٹر عبدالرحیم کے پاس گیا انھون نے دیکھکر کہا کہ تم
سخت علیل ہوگئے تھے مگر اب کوئی خطرہ نہین ہے اور دوا دیدی ہے دوا دو تین
روز پی پھر کاکوری گیا اور حضرت کیخدمت مین حاضر ہوا دو تین لوگ اور بھی حاضر
تھے مجھے دیکھتے ہی فرمایا کہ تم بچ گئے سب نے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ تھا آپنے فرمایا کہ یہ
ذات الجنب مین سخت مبتلا ہوگئے تھے وہین لکھنؤ مین رہے کسیکو خبر نہ کی تب مین
سمجھا کہ سخت علیل ہوگیا تھا اور عین وقت پر میری خبر لی گئی تعویذ ایک عرصے تک میرے
پاس ہے عرصہ تک یہ رہا کہ جب اوتارتا تھا تو کھٹک شروع ہوجاتی تھی کئی

مرتبہ گر گیا کھو گیا اور آٹھ آٹھ روز کھویا رہا مگر مل گیا۔

کرامت ایک مرتبہ راجہ عبدالصمد خان مرحوم رئیس مگرینہ تحصیل محمدی ضلع کھیری مرید حضرت حاضر ہوے حضرت نے فرمایا کہ نواب صاحب خیریت تو ہے کیسے بیوقت آپ آئے کوئی مقدمہ تو نہین ہے نواب صاحب نے کہا کہ حضور پر سب روشن ہے بیشک میرا ایک مقدمہ ہے فرمایا کہ مقدمہ ہے تو وکلا و بیرسٹرون سے مشورہ کیجیے ہم آپکو کیا مدد دیسکتے ہین ہمارا کام دعا کرنا ہے اُنھون نے عرض کیا کہ اصل امداد تو حضور ہی کی درکار ہے اسکے بعد وکیل و بیرسٹر ہین فرمایا کہ اچھا مقدمہ کیا ہے اونھون نے بیان کیا کہ مین بائیس ہزار روپیہ کا قرضدار ہون مہاجن نے مع سود کے تیس ہزار کا دعوی مجھپر سب ججی مین کر کے ڈگری حاصل کر لی مجھکو اُسکے روپیہ سے انکار نتھا اور نہ ہے لیکن ڈگری اوسنے کل جائداد پر حاصل کی ہے حالانکہ سواے دو مواضعات کے جو مینے اپنی بسر بود کے لیے رکھے تھے کل جائداد بوقت نکاح اپنی اہلیہ کے دین مہر مین منتقل کر چکا ہون جسکی دستاویز اُسی زمانہ کی موجود ہے سب جج نے اُس دستاویز کو ناجائز قرار دیا ہے لہذا اب چاہتا ہون کہ مطالبہ مذکور میرے دونون مواضعات سے وصول کیا جاے مسماۃ کی جائداد سے تعرض نہو حضرت نے اول سکوت فرمایا بالآخر وقت رخصت فرمایا کہ اچھا آپ جائیے ہم آپکے ساتھ ہین نواب صاحب بیان کرتے تھے کہ جب مین تکیہ شریف سے چلا تو برزخ شریف میرے سامنے قائم ہو گئی تیسرے روز مقدمہ کی تاریخ تھی جو ڈیشنل کمشنر کے اجلاس پر چلتے وقت مجھے خیال آیا کہ حضرت نے ساتھ رہنے کا وعدہ فرمایا ہے برزخ تو ضرور قائم ہے لیکن دیکھنا چاہیے کہ حضرت خود بنفس نفیس

ساتھ ہوتے ہین یا نہین امین آباد کے چوراہے پر سواری کی فکر مین تھا معلوم ہوا
کہ چالیس پچاس قدم کے فاصلہ پر حضرت کھڑے ہین مین بغرض قدمبوسی بڑھا
حضرت آگے بڑھے مینے اپنا قدم تیز کیا حضرت بھی تیز بڑھے یہانتک کہ اسیطرح
کچہری پہونچ گیا راستہ مین مجھے کئی بار خطرہ آیا کہ واقعی حضرت ہین یا میرا وہم
اسکو جانچنے کے لیے مین ٹھہر ٹھہر گیا اور بغور دیکھتا رہا جب مین ٹھہرتا آپ بھی
ٹھہر جاتے اور پیچھے پھر کر میری طرف دیکھ لیا کرتے غرض حضرت آگے کچہری
مین داخل ہوگئے مین جب پہونچا تو دیکھا کہ آپ بلند مقام پر تشریف فرما ہین اور
دونون پاے مبارک جوڈیشل کمشنر کے کندھون پر رکھے ہوے ہین مینے پھر اس
خیال سے کہ واہمہ تو نہین ہے خوب آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دیکھا جسقدر غور کرتا تھا
آنکھون کی روشنی بڑھتی جاتی تھی اور حضرت کا چہرۂ مبارک نورانی و صاف
نظر آجاتا تھا تھوڑی دیر کے بعد مینے دیکھا کہ حضرت کے پس پشت حضرت سے کسیقدر
بلند ایک اور بزرگ تشریف فرما ہین اور اُنکے پیچھے ایک اور بزرگ اور اُنکے پیچھے
ایک اور اسیطرح بہت سے بزرگ نظر آے مجکو تحیر ہوا کہ یہ کون حضرات ہین معاً
حضرت کیطرف سے میرے قلب پر القا ہوا کہ یہ سب میرے پیران شجرہ ہین اس
اثنا مین مقدمہ پیش ہو کر ختم ہو گیا مجکو خبر بھی نہو ئی کہ کیا ہوا بعد کو معلوم ہوا کہ
میرے وکیل نے معمولی بحث کی جسکا فریق مخالف کیطرف سے بہت مدلل جواب
دیا گیا آخر چند نوٹ میرے وکیل سے لکھکر حاکم نے مقدمہ ختم کر دیا اور چوتھے روز
وہی حکم سنایا جو میری خواہش تھی یعنی ہبہ نامہ جائز قرار دیا اور ڈگری کا
بار صرف میرے دو مواضعات پر نافذ کیا مزید براں میرا خرچۂ عدالت مدعی

دلایا جو بالکل خارج از قیاس تھا۔

کرامت۔ حکیم عبدالرحیم خانصاحب بیان کرتے تھے کہ ایکبار آپکو تپ لرزہ ایسا شدید آیا تھا کہ بسبب ضعف کے شبکو بالاخانہ پر تشریف نہین لیجا سکتے تھے بلکہ نیچے کمرہ ہی مین آرام فرماتے تھے مین شب و روز حاضر رہتا تھا اسی زمانہ مین مجکو ایکبار خطرہ گذرا کہ حضرت شاہ بوعلی قلندر کی نسبت جو یہ واقعہ مشہور ہے کہ جب اونکا وصال ہوا تو پانی پت اور کرنال کے لوگون مین دربارۂ اونکے دفن کے نزاع واقع ہوئی آخر ایک معمر شخص کے تصفیہ کرنے پر بعد غسل لوگ دو چارپائیان بچھا کر تھوڑی دیر کے لیے ہٹ گئے پھر آکر دیکھا تو اونکی دو نعشین دونون چارپائیون پر موجود تھین دونون فریق لے گئے اور اپنے اپنے شہر ون مین دفن کر لیا معلوم نہین یہ صحیح ہے یا غلط اور کیونکر ممکن ہے کئی بار ارادہ ہوا کہ حضرت سے دریافت کرون مگر بخیال آپکے ناسازی مزاج کے مناسب معلوم نہوا بہر حال یہ خطرہ مجھے مکلف تھا ایک روز شب کو دو بجے کے بعد حضرت نے مجھے جگایا اور تہجد کے وضو کے لیے پانی مانگا مین پانی لایا اور خود بدولت نے چارپائی سے اوٹھکر وضو کا قصد فرمایا اور مجھ سے ہنسکر فرمایا کہ دیکھو ہماری چارپائی پر کون لیٹا ہے مینے دیکھا تو حضرت ہی چارپائی پر آرام فرما رہے تھے ساتھہ ہی دوسری طرف دیکھا تو وضو مین مشغول تھے یعنی بداہتہً بچشم ظاہر مجکو اوسوقت حضرت ایک ہی شکل و صورت مین دو جسمون مین نظر آئے فرمایا کہ اللہ تعالی نے اولیاء اللہ کو سب قدرت دی ہے حضرت شاہ بوعلی قلندر کا واقعہ تعجب خیز نہین ہے۔

بالجملہ آپکے تصرفات وکرامات کی انتہا نہین ہے مفصل کرامات انشاء اللہ بصورت کتاب آیندہ شائع کیے جائینگے۔ آپکا ہر فعل کرامت اور ہر قول تصرف تھا آپ قلندر محمدی المشرب قطب ارشاد تھے آپنے شیخی بلا تشیخ فرمائی اور باوجود اعلی درجہ کی باطنی رندی وآزادی کے ظاہری آداب شریعت ومراتب طریقت کو بھی بدرجہ کمال ملحوظ رکھا اور اسکے ساتھ ہی طریقہ فقر وفنا واخفا وکتمان ایسا اختیار فرمایا کہ عوام تو عوام فقراے صاحب نسبت بھی آپکی نسبت مع اللہی سے کم واقف ہوے یہ اکثر ارشاد ہوتا تھا کہ نسبت قلندری کو ایسا چھپانا چاہیے کہ کسی فقیر کو پتہ نہ چلے اپنے مراتب کا اظہار کم ہمتی اور چھچھوڑا پن ہے۔ آخر آخر زمانہ حیات مین ایکمرتبہ ایک مسترشد خاص نے عرض کیا کہ شان بے نیازی آجکل بہت بڑھی ہوئی ہے فرمایا کہ ہان ؎

خوشا رندی جدا گردید از خود برق ناموش	دو عالم گر خورد بہم نجنبد دست افسوسش

آپکا طریقہ تربیت باطنی ایسا عجیب وغریب تھا کہ جسکی مثال دیکھنے مین نہین آئی یعنی ہر شخص کی تربیت وتکمیل عین اوسکی مقتضیات طبیعت مین فرماتے تھے نہ حاجی مجاہدات وریاضات سے کیونکہ ازروے توحید ذاتی جملہ صفات وحالات عالم اطوار حق ہین پس حسب تعین ہین جس اسم وصفت کا غلبہ ہے اوسی اسم وصفت کی انتہا تک پہونچا کر ہستی بشری کو اوسی مین فنا کردیتے تھے یہانتک کہ وہ کثرت اسمائی وصفاتی سے فناء تام حاصل کرکے وحدت واحدیت ذات مین فانی ہوجاتا تھا اور یہی مقصود ہے اور یہ سلوک کوئی شیخ اپنے مرید کو نہین کرا سکتا تا وقتیکہ صاحب توحید ذاتی نہو اور ہر ہر لمحہ جزئیات وکلیات خطرات

وساوس و ہواجس مسترشد سے مطلع ہو کر عین وقت پر اونکا علاج مناسب
تکالیف و مصائب و عنایات وجاذبات سے نہ کرتا رہے یہی وجہ ہے کہ آپکے
اکثر مسترشدین دنیادار ونکے لباس مین اہل فقر و کمال ہوے اور تمام عمر بظاہر
عام دنیادارون کی حالت مین بسر کر دی جنمین سے چند حضرات کے نام یہان
لکھے جاتے ہین۔
منشی عبدالحی صاحب متخلص بعرشی۔ منشی عبدالعزیز صاحب۔ مولوی بدر الحسن
موہانی۔ منشی وہاج الدین صاحب۔ منشی تاج الدین صاحب مولوی وسیم الدین
صاحب۔ مولوی محمد قاسم صاحب۔ منشی شکور احمد صاحب اٹھونی ایل کالوری
مولوی محمد مسعود صاحب اٹھوی۔ حکیم عبدالرحیم خان رامپوری۔ بابو اودہ بہاری
لعل صاحب۔ مولوی شریف الدین کاکوروی۔ شاہ قلندر بخش خیرآبادی سرگروہ
آزادان۔ میان محمد بخش جنکو حضرت شاہ مہدی عطا سجادہ نشین خانقاہ سلون نے
اجازت وخلافت دی یہ ایک مدت تک وہین رہے پھر مدینہ طیبہ چلے گئے
اور وہان مسجد نبوی کے خادم رہے۔ منشی وہاج الدین صاحب کہتے تھے کہ
ابتدا مین آپ سے بہتون کو فیض ہوا عورتون مردون سبھون نے اپنے اپنے
استعداد کے موافق کچھ نہ کچھ حاصل کر لیا جتنے لوگ آپکی خدمتمین حاضر ہوتے تھے
سب صاحب حال وکیفیت تھے۔ منشی بارہا آپکے والد بزرگوار حضرت شاہ علی اکبر
قلندر کو یہ فرماتے سنا کہ مفت کی دولت پائی ہے لٹائے دیتے ہین۔
آپ جسے اپنا کر لیتے تھے پھر اوسے بگڑنے نہین دیتے تھے اگر شان رحیمی سے
اصلاح پذیر نہوتا تھا تو ظہور شان رحمانی ہوتا تھا مگر درست فرماکے رہتے تھے

اور فرمایا کرتے تھے کہ کامل کا یہ کام نہین کہ جسے اپنا کرے پھر اوسے ناقص چھوڑ دے آپ ہر وقت اپنے مکمن وحدت مین ملک و ملکوت سے فارغ رہتے تھے اور نسبت فقر و فنا کو بدرجۂ کمال اختیار فرمایا تھا فرماتے تھے کہ اصل قلندری سلوک یہی ہے

لطیفہ آپکی طالب علمی کے زمانہ مین ایک بزرگ حضرت غوث الاعظم کی اولاد سے کاکوری تشریف لائے اور مسجد خانقاہ عالمپناہ مین ٹھہرے بڑے صاحب جذب وجلال تھے جسکی کوئی ذراسی بات ناپسند ہوتی فرماتے کہ تباہ کردونگا میٹ دونگا اتفاقاً آپ اسطرف کسی ضرورت سے تشریف لیگئے کسی معمولی سی بات پر آپ سے بھی انھون نے اظہار ناخوشی کر کے فرمایا کہ میٹ دونگا آپ فوراً انکے لپٹ گئے اور فرمایا کہ میٹ دیجیے للہ میٹ دیجیے ہماری اتنی عمر مٹنے ہی کی تمنا مین گذری آپکو خدا نے ہمارے میٹنے کے لیے خوب بھیجا بس اب دیر نہ کیجیے غرض بہت اصرار کیا وہ نہایت متعجب و متاثر اور آپکی اس زیرکی و ذہانت و حسن استعداد پر محظوظ و خوش ہوے اور اپنے جملہ اوراد و وظائف و سلسلہ کی اجازت عنایت فرمانے لگے مگر آپ یہی عرض کیے گئے کہ یہ کچھ میرے کام کا نہین مین تو مٹنا چاہتا ہون وہ حضرت مقتدائے جہان کے پاس آے اور واقعہ بیان کر کے فرمایا کہ آپ کہہ دیجیے تو یہ لے لین مین اپنے اوراد وغیرہ دیتا ہون یہ نہین لیتے حضرت مقتدائے جہان نے آپ سے پوچھا آپنے پھر وہی جواب دیا وہ متبسم ہو کر خاموش ہو گئے اور وہ بزرگ بھی مجبوراً ساکت ہو گئے اونکے جانیکے بعد حضرت مقتدائے جہان نے پھر فرمایا کہ تمنے وظایف کیون نہ لیے اتنے بڑے شخص سے تمکو ایک چیز ملتی تھی اور کیا حرج تھا ع متاع نیک ہر دکان کہ باشد ؂ آپنے عرض کیا

کہ مین آپکے ہوتے ہوے کسی سے کوئی چیز بلا توسط آپکے کیون لیتا وہ اگر آپکو دیتے اور آپ مجھے تو بسر وچشم لے لینے کو حاضر تھا ۵

سایۂ درگاہ کاظم ہمکو کیا کم ہو تراب	کیون پھرین ہم دربدر ظل ہما کیواسطے

آپکے اکثر مکتوبات سے بھی آپکے مشرب فقر وفنا کا پتہ چلتا ہے وہ مکتوبات وغیرہ انکے علاوہ اور جسقدر مکتوبات مجکو بہم پہونچے اردو و فارسی وہ مرتب ہنے بفرمایش منشی امیر احمد صاحب علوی کاکوروی ڈپٹی کلکٹر بصورت کتاب جمع کردیے ہین یہان پہ آپکے چند ارشادات بغرض استفادۂ ارباب ذوق تبرکاً لکھے جاتے ہین

ارشاد فرماتے تھے کہ انسان کو اپنے معاملہ مین سچا رہنا چاہیے خواہ وہ معاملت باحق ہو خواہ باخلق۔

ارشاد فرماتے تھے کہ جسقدر ہو سکے صفائی ظاہری کا خیال رکھے اسلیے کہ صفائی ظاہری مشعر صفائی باطنی ہے حضرت عارف باللہ شاہ محمد کاظم قلندر کو جب حضرت کلید عرفان شاہ باسط علی قلندر نے خرقۂ خلافت عطا فرمایا تو یہی فرمایا تھا کہ ظاہری صفائی کا بہت خیال رکھنا جتنا ظاہر صاف رہیگا اتنا ہی جلد باطن صاف ہوگا۔ اسلیے خود آپکو صفائی کا حد سے زیادہ خیال رہتا تھا۔

ارشاد فرماتے تھے کہ نفس کا خاصہ یہ ہے کہ وہ انسان کو ایک حال اور ایک خیال پر جمنے نہین دیتا بجز دو جگہون کے ایک تو خوبصورت مرد یا عورت کو دیکھکر دوسرے کھانے پینے کی چیزین دیکھکر اُسوقت نفس ان دونون چیزون سے باہر نہین جاتا ہی اور پھیر پھیر کر انھین کے خیال مین رہتا ہی اسیطرح سالک کو چاہیے کہ کہ بجز یاد حق کے اسکو کسی اور طرف نجانے دے اور اسکی مشق کرنے سے نفس امارہ

نفس مطمئنہ ہوجاتا ہے۔

ارشاد فرماتے تھے کہ اسکی کوشش کرنا چاہیے کہ تمام عبادتین بمنزلہ عادت کے ہوجائین یعنی اداے عبادت مین کسی قسم کا ملال وانتشار قلب مین نہ آے اور کوئی فعل خلاف شرع نہونے پاے حضرت مرشد برحق نے خوب فرمایا ہے ؎

ترا ایزد حق ہمیشہ خواہد بحفظ شرع وطریق احمد | خلای دین خلا گفتن نگیر وفکر جدا ماندن

ارشاد فرماتے تھے کہ ہمیشہ اسکی کوشش رکھنا چاہیے کہ حقوق العباد مین سے کوئی حق فوت نہونے پاے جہانتک ہوسکے اُسکے ادا کرنے مین عجلت کرے اور قیامت کا انتظار نہ کرے کہ اوہمت سیدمن قاطع

ارشاد فرماتے تھے کہ زنا وشراب دونون حرام ہین لیکن زنا مین خاص بات یہ ہے کہ یہ قاطع اعمال صالحہ ہے اسلیے کہ منشاء الکثرت والتخلیق یعنی واحدیت مؤنث لفظی ہے اور فیض تخلیق محرمات الہیہ سے ہے لہذا محرمات مین دست اندازی خلاف شرع کرنے سے غیرت حق جوش مین آتی ہے اور اعمال صالحہ کو محو کردیتی ہے کیونکہ عورت ناموس الٰہی ہے اور فقیر کے لیے خصوصًا زنا بمنزلہ کوڑھ کے ہے۔

ارشاد فرماتے تھے کہ پیر کے ہاتھ مین اپنے کو ایسا دیدے جیسے مردہ بدست زندہ فقیر ہونا گویا راکھ ہونا ہے حضرت خواجہ عبداللہ انصاری کا قول ہے کہ

فقیری خاکی است بیختہ وآبی بر وریختہ نہ پشت پا را ازان گردی ونہ کف پا را دردے۔

ارشاد فرماتے تھے کہ شیخ کی مثال ایسی ہے کہ جیسے آئینہ اچھا آدمی اسمین اچھا اور بُرا آدمی اوسمین بُرا معلوم ہوتا ہے اور یہی حالت حق کی ہے کہ انا عند ظن عبدی بی

ارشاد فرماتے تھے کہ ایک بزرگ گھوڑے پر سوار چلے جا رہے تھے ایک نالے مین پانی تھا اوسکو دیکھکر گھوڑا رک گیا اور کسیطرح نہ چلا تب اُن بزرگ نے فرمایا کہ پانی پر تھوڑی خاک ڈالدو جب خاک ڈالی گئی تو گھوڑے کا بھڑکنا موقوف ہو گیا گھوڑا اپنا عکس دیکھکر بھڑکتا تھا یعنی اپنی صورت سے آپ بھڑکتا تھا جب خود بینی مٹی تو بھڑک جاتی رہی۔

ارشاد فرماتے تھے کہ طالب کو کبھی یاد سے غافل نہین رہنا چاہیے اصل الاصول یہی ہے اگر خطرات بھی آئین تو آنے دے کچھ پرواہ نکرے مینے ایک روز بڑے دادا صاحب (حضرت قطب الافراد شاہ حیدر علی قلندر) کو خواب مین دیکھا تو عرض کیا کہ خطرات وخیالات بہت پریشان کرتے ہین اُنھون نے ہنسکر فرمایا کہ دل خدا کا گھر ہے تمھارا گھر نہین اوسمین اچھے بُرے سبھی آتے ہین آنے دو تمکو اوس سے کیا مطلب تمھارا صرف یہی کام ہے کہ اوسکو کوڑے کرکٹ سے پاک وصاف رکھو اگر پھر کوڑا اڈکر آگیا تو تمھارا اسمین کیا اختیار تمکو یہی چاہیے کہ جاروب ذکر لیے ہوے اوسکو صاف کرتے رہو۔ اس ارشاد سے مجکو اسقدر ذوق کہ مین جاگ پڑا اور کئی روز تک اسکا ذوق قائم رہا۔

ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ خلافت دینے مین عجلت نہین کرنا چاہیے بلکہ جس کو خلافت دینا ہو اوسکو پہلے کتب تصوف سبقًا سبقًا پڑھادے اور اذکار واشغال بھی اپنے سلسلہ کے خوب سکھادے بعد اسکے اختیار ہے کیونکہ یہ امور جسقدر درست قبل خلافت دینیکے ہوتی ہین ویسے بعد کو نہین ہو پاتے ہین اسلیے کہ پھر اُسکو بوجہ رشد وارشاد کے بہت کم خالی وقت ملتا ہے۔

اسی لیے اجازت سلاسل خاندانی وخرقہ فقر دینے مین آپ بہت احتیاط فرماتے تھے اور اسی لیے بہ نسبت اور بزرگون کے آپنے بہت ہی کم لوگون کو اجازت وخلافت وخرقہ فقر عطا فرمایا آپکے خلفا ومجاز وفقرا یہ حضرات ہوے۔ حضرت سیدنا ومرشدنا شاہ محمد حبیب حیدر قلندر مدظلہ خلیفہ وخلف اکبر وسجادہ نشین آنحضرت کاتب الحروف احقر تقی حیدر۔ برادر عزیز مولوی حافظ علی حیدر سلمہ اللہ تعالے جناب منشی محمد وہاج الدین صاحب انکو آپنے متعدد جلسونمین اپنے یاران خاص کے خلیفہ فرمایا اور مسترشدین کو خطوط مین خلیفہ لکھا جناب مولوی شاہ ولایت احمد صاحب سجادہ نشین حال آستانہ لاہرپور۔ انکو آپنے تیئیس شوال ۱۳۰۲ھ مین حسب اصرار بلیغ جناب مولوی شاہ محمد اسماعیل صاحب سجادہ نشین لاہرپور خرقہ پہنایا اور اجازت سلاسل ثمانیہ عطا فرمائی اور مثال بھی عربی مین لکھکر عطا کی پھر انکو لباس قلندریہ آزادیہ حسب خواہش انکے بعد آپکے حضرت وارث الانبیا مولانا شاہ حبیب حیدر قلندر مدظلہ نے عطا فرمایا۔

حکیم شاہ محمد رضا معروف بہ مسافر شاہ ساکن اٹاوہ نزیل حیدرآباد انکو بھی آپنے ۲۵ شوال ۱۳۰۲ھ مین انکی حسب خواہش ونیز اصرار جناب مولوی محمد حبیب علی صاحب مجاز حضرت فخر الکاملین خرقہ فقر پہنایا اور مسافر شاہ نام رکھا اور کل سلاسل کی اجازت دیکر مثال بھی فارسی مین لکھدی انکو بیعت حضرت فخر الکاملین سے ہے مولوی حافظ شاہ ظہیر الدین کاکوروی انکا آپنے انکی حسب خواہش ترک لباس بروز عرس حضرت عارف باللہ ۱۳۰۲ھ مین کرالکے صرف اپنا لباس تبرکاً پہنا دیا۔ شاہ فضل علی کاکوروی انکو بیعت بھی آپ سے ہے اور اذکار واشغال قلندریہ کی بھی

تعلیم آپسے آپنے انکو اپنا لباس پہنا کر اجازت سلسلہ قلندریہ عطائی بعد آپکے انکو
حضرت وارث الانبیا مولانا شاہ حبیب حیدر قلندر نے بھی اجازت سلاسل قلندریہ
وقادریہ و مداریہ مع لباس عطائی اور فارسی مین اجازت نامہ لکھدیا اور فقرائے
آزاد سلسلہ عاشق شاہیہ قلندریہ کا سرگروہ کردیا انکو اس سلسلہ کی اجازت
شاہ قلندر بخش خیرآبادی سے بھی ہے۔

شاہ عبد الرحیم ساکن بختیار نگر انکو بھی آپنے تبرکاً لباس عطا فرمایا تھا اجازت نہین دی تھی
ناصر شاہ سندیلوی انکو بھی آپنے لباس تبرکاً حسب ارشاد حضرت فخر الکاملین پہنایا تھا
غریب شاہ عرف احمد شاہ نقیب الفقرا لکھنوی انکو بھی آپنے صرف خرقہ تبرکاً پہنایا تھا

آپ بعد وصال حضرت فخر الکاملین اونیس رجب روز جمعہ ۱۳۱۴ھ ترک لباس
فرماکر وسادہ آرائی خانقاہ کاظمیہ باسطیہ ہوے ؎

لباس حیدری بدر بر نقی سیدالو کاظم فز		شہ انور عمہ اکبر کہ بابا ہیچ تراب اُسکا

قطعات تاریخ خرقہ پوشی آنحضرت ✣ قطعہ از جناب مولوی حکیم حبیب علی صاحب ؎

علی انور ای یوسف جامہ زیب		چہ تشریف بر قامت آراستی
بخوان بہر تاریخ سال ای حبیب		کہ پوشیدہ خرقہ باسطی

ایضاً از مولوی شریف الدین صاحب کاکوروی ؎

چو آن مرشد قبلۂ دو جہان		علی انور پیر شیخ و جوان
بپوشید خرقہ نہادہ بسر		کلاہ قلندر بصد عز و شان
زنور جمالش چہ پرسی بہ بین		تجلی حق از جبینش عیان
بسجادۂ کاظم بو تراب		دوبارہ شدہ رونق جاہ و شان

بہ بین جلوۂ حیدر و ہم تقی — زسیمای پاکش کنون شد عیان

شد اللہ اکبر ز سرتا قدم — درو مجتمع نعمت خاندان

زروی دعا خوش گفتہ شریف — مبارک بود دولت خاندان

بسال مسیحی نمودم چو فکر — صدائے رسیدہ بمن ناگہان

شنیدیم ایندم نوید عجیب — دل مضطرب گشت شادی کنان

اب جد آن شاہ والا جناب — باین شعر بود تر رطب اللسان

سپردم بتو مایۂ خویش را — تو دانی حساب کم و بیش را

سنہ ١٣١٥ھ

زمان سجادہ نشینی سے آپنے علاوہ فیضان باطنی کے جسکا ذکر مختصرًا ہوچکا امر ظاہری و دیگر امور خانقاہ شریفہ مین بہت وسعت دیدی جتنی عمارت خانقاہ تمام تھی وہ سب پختہ کرادی اور ایک سماع خانہ ملحق درگاہ حضرت غوث ملت بنوایا۔ عرس شریف حضرت عارف باللہ کو بہت رونق دیدی مجمع بہت کثیر ہونے لگا علاوہ اس عرس شریف کے فواتح حضرت قطب الافراد و حضرت مقتدائے جہان جو آپکی سجادہ نشینی سے قبل بہت معمولی طور پر ہوا کرتی تھی یعنی بخت بھی کم ہوتی تھی اور محافل سماع کبھی ہوتی تھین اور کبھی نہین آپنے اُن فواتح کی تقریب کو ایک بڑے پیمانہ پر کرکے عرس کی صورت مین کردیا اور باقاعدہ محافل سماع مقرر فرمائین جسکی وجہ سے بکثرت مجمع ہونے لگا موجودہ حیثیت و رونق خانقاہ سب آپ ہی کی ذات بابرکات کا نتیجہ ہین مگر صد ہزار افسوس و حسرت و اندوہ نصیب سالکان متلاشی معرفت و طالبان راہ حقیقت کہ اس صدر بدر قطبیت نے صرف چون برس نو ماہ تک عالم ناسوت کو جبین سے نو سال

چھ ماہ تک سجادہ عالیہ کاظمیہ کو اپنے وجود باجود سے نورٌ علیٰ نور کہکر بالآخر

بقول حضرت غوث ملت سہ

سب جگ پھونک کے ہولی مین کھیلیون	الیھون تراب کو گرد لگائیے

صحبت معشوق حقیقی کو بے لوث جسمانیت پسند فرمایا

آخر آخر زمانہ حیات مین آپ اکثر یہ شعر پڑھ کرتے سہ

تلبک صرف رضا جوی دلہا باشم	فرصتم باد کزین پس ہمہ خود را باشم

فرمایا کرتے تھے کہ لوگون کے آنے جانے سے ایسا عدیم الفرصت رہتا ہون کہ سر کھجلانیکی بھی مہلت نہین ملتی لوگ نہ معلوم کیا سمجھکر میرے پاس آتے ہین اب بعض اوقات سخت وحشت ہوتی ہے لیکن بخیال وضع و مشیخت چپ رہتا ہون کبھی کبھی خادمین و مخصوصین سے فرماد تھے تھے کہ گنگا بہی جاتی ہے جسکو لینا ہو لیلے مگر باوجود ایسے ارشادات کے کسیکو اپنے قرب وصال کا خیال نہین آنے دیتے تھے جناب منشی وہاج الدین صاحب فرماتے تھے کہ ایکبار محفل سماع فاتحہ شریف رجب ۱۳۲۶ھ مین مینے دیکھا کہ بحالت تمکن بعالم ہاہوت آپکو جاذبہ آیا آپنے اپنی روح قدسی کو جسم مبارک سے نکالکر دور پھینکدیا اور بدستور بیٹھے رہے مین خوفزدہ ہو تھوڑی دیر کے بعد پھر بدستور معمولی حالت اختیار فرمائی بعد برخاست محفل سماع مینے عرض کیا کہ حضور کے ایسے جاذبات سے مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ کہین حضور وصال نفرما جائین للہ ایسا جذب نہ اختیار فرمایا کیجیے تو جواب مین ہنسکر فرمایا کہ جا دبھی واہی ہوے ہو اور ٹالدیا ایکسال وفات سے قبل طبیعت زائد کسلمند رہنے لگی ظاہرا تو بلغم کی زیادتی اور نزلہ کی کثرت معلوم ہوتی تھی جسکا علاج بھی ہوتا تھا

مگر غیر مسلسل اگر کوئی عرض کرتا تھا کہ حضور مستقل طور پر علاج کر ڈالین تاکہ طبیعت صاف ہو جاے تو فرماتے تھے کہ اس قسم کا ہرج و مرج مقتضاے قرب زمانہ انحطاط ہے کوئی پریشانی کی بات نہین۔ بائیس ربیع الآخر ۱۳۲۳ھ کے عرس شریف کے صبح کی محفل مین مخصوصین سے فرمایا کہ یہ آخری محفل ہے اور منشی وہاج الدین صاحب سے فرمایا کہ قریب آکر بیٹھو اسوقت کی محفل نہایت ہی بالطف تھی ہر شخص پر ایک خاص کیفیت طاری تھی قوال یہ غزل رند کی گا رہا تھا کہ ؎

حور پر آنکھ نہ ڈالے کبھی شیدا تیرا	سب سے بیگانہ ہے اے دوست شناسا تیرا

منشی وہاج الدین صاحب نہایت ذوق مین تھے اور آپکو خلاف معمول سکوت تھا مگر آپکے ارشاد سے کہ یہ آخری محفل ہے بجز اسکے کہ عرس شریف کے آخری روز کی محفل ہو کسیطرف کسیکا خیال نہین گیا اس غزل کا یہ شعر کہ ؎

ہم مسافر ہین اوتر جائینگے پار اکدم مین	تجکو اے موج مبارک رہے دریا تیرا

بہت پسند ہوا اور اسے اکثر پڑھا کرتے تھے اس واقعہ کے بعد کئی مہینہ تک طبیعت بالکل اچھی رہی۔ ماہ رمضان المبارک مین حسب معمول تراویح مین کلام مجید سُنا چکنے کے بعد فرمایا کہ الحمدللہ کلام مجید سے فراغت ہو گئی چونکہ سال گذشتہ مین علالت کیوجہ سے پڑھ نہ سکا تھا تو بہت صدمہ تھا شکر ہے کہ ابکی وہ رنج مبدل بسرور ہو گیا اُسکی بارہ تاریخ کو شب مین دفعتہً درد قولنج اس شدت سے ہوا کہ کسی پہلو قرار نہین آتا تھا حکیم عبدالحفیظ صاحب کاکوروی نے علاج کیا دیر کے بعد وہ دفع ہوا مگر اوسکا اثر کئی روز تک رہا جب یہ شکایت دفع ہو گئی تو دوسری شکایت تولید ریاح کی اوٹھ کھڑی ہوئی حکیم صاحب نے جوارش کا نسخہ تیار کرایا کچھ یون

اسکا استعمال کیا گیا مگر نفع نہوا آخر ستائیس شوال المکرم سے سلسلہ علالت مستقل ہوگیا پہلے تپ ولرزہ آیا چار پانچ روز دوا پی گئی جب کچھ فائدہ نہوا تو مجبوراً حکیم صاحب نے تین مسہل دیے جسمین مواد صفراوی و بلغمی بہت نکلا اور بخار جاتا رہا مگر ایک ہفتہ بعد سے پھر آنے لگا اس مرتبہ پہلے سے زائد شدت وکرب تھی پہلے انھین حکیم صاحب کا علاج ہوتا رہا جب کچھ نفع نہوا تو حکیم عبد الباسط خان خالصپوری کا جو آپکے شاگرد ہین علاج شروع کیا گیا اول ادھون نے مبردات دیے جب اُس سے معتد بہ نفع نہوا تو مسہلات تجویز کیے اسی اثنا مین حکیم عبد الرحیم خان بھی علالت کا حال سنکر سراسیمہ حاضر ہوے اور معالجہ مین شریک ہوگئے عید اضحیٰ تک منضجات دیے عید کے روز یہ واقعہ پیش آیا کہ صبحکو جب دونون حکیم صاحب نبض دیکھنے حاضر ہوے تو آپ چارپائی پر بیٹھے کچھ حقایق و معارف بیان فرما رہے تھے دونون نے نبض دیکھی اور دم بخود ہوگئے تو آپنے تھوڑی دیر کے بعد مسکرا کر فرمایا کہ اچھا اب پھر دیکھو تمکو نبض نہین ملی تھی اب ملجائیگی دوبارہ اونھون نے دیکھا تو نبض ملگئی دونون نہایت متعجب ہوے گیارھوین تاریخ سے مسہل شروع ہوے چار مسہل دیے گئے مگر چوتھے مسہل مین جو اٹھارہ تاریخ ہوا دوپہر تک طبیعت چاق رہی مگر بار بار ضعف کی شکایت فرماتے تھے بعد ظہر چوکی پر تشریف لیگئے وہانسے واپس ہوتے ہی طبیعت بگڑی اور رقت طاری ہوگئی اوسی حال مین حضرت وارث الانبیا مولانا شاہ حبیب حیدر قلندر مدظلہ کو آپنے بلایا وہ آئے آپنے اُسی حالت گریہ مین فرمایا کہ مینے تمکو اسلیے بولایا ہے کہ جو کچھ کہون اُسکو بغور سنو۔

اول یہ کہ تمکو مین اجازت و خلافت سلاسل ثمانیہ کی بانواعہا و آنہا جہا اسیطرح جسے

دیتا ہون جسطرح سے مجکو اپنے حضرات مرشدین سے ملی ہے اور پانچ نعمتین جو مینے بہت محنت و مشقت سے اپنے بزرگون سے حاصل کی ہین وہ تمکو مفت دیتا ہون اور پہننے لباس خرقہ و بیعت لینے کی بھی اجازت دیتا ہون۔

دوم یہ کہ نسبت قلندریت کو حتی الامکان بہت مخفی رکھنا اور اپنے دونون بھائیون کے محافظ رہنا اور اُنکی تعلیم و تربیت ظاہری و باطنی مین کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھنا اور بعد ختم تعلیم خرقہ پہنا دینا مین ان دونون کو بھی اجازت و خلافت دیتا ہون اور آپس مین نہایت شفقت و محبت و اتفاق سے بسر کرنا۔

سوم یہ کہ محافظت شریعت و اختیار تقوی مین نہایت کوشش کرنا اور یہ فرمایا کہ اوصیکم بملازمۃ التقوی فی السر والنجوی[1]

چہارم یہ کہ جسقدر بخپت مینے فاتحون مین مقرر کر دی ہے اُسیقدر بخپت رکھنا اُس سے کم و زائد کرنے مین پریشان ہوگے اور اسکے علاوہ دیگر امور مین جو طریقہ مینے مقرر کر دیا ہے اوسکے پابند رہنا اور بڑے دادا صاحب (یعنے حضرت قطب الافراد) کی فاتحہ کو مینے ترقی دیدی ہے تم بھی اوسکی ترقی مین کوشان رہنا جسقدر اوسکو ترقی دوگے اوتنا ہی مین زائد خوش ہونگا اور اگر اُنکے علاوہ اور کوئی فاتحہ پڑھے تو اُسمین تمکو اختیار ہے کرو گے تو ہم خوش نکرو گے تو ہم خوش ہمکو فاتحہ کی پروا نہین ۵

طمع فاتحہ از خلق نداریم نیاز عشق من در پس من فاتحہ خوانم کافیست

ان وصایا کو سنکر وہ بہت پریشان ہوے حکیم صاحب نے یہ کہکر کہ کیفیت تبخیری ہے کچھ دانہ انار کے کھلائے جس سے فی الجملہ سکون ہوا اس مسہل کے تین روز بعد

[1] وصیت کرتا ہون مین تمکو ساتھ التزام تقوے کے ظاہر و باطن مین ۱۲

پھر تپ نہایت زور سے آئی تب ہر سہ حکیم صاحبان نے آپسمین یہ مشورہ کیا کہ اب
بجز دوائے مشروب کے کوئی تدبیر نہین کرنا چاہیے اسلیے کہ ضعف بہت ہی غرض
مسہل موقوف ہو گئے صرف مشروب دوا کا صبح و شام استعمال رہا تئیسین یا چوبیس
تاریخ کو شیخ سعید الدین و منشی وہاج الدین و منشی تاج الدین صاحبان شاہ آباد
و سلطانپور و لکھیم پور سے عیادت کو حاضر ہوے ان لوگون سے بھی آپنے حال بیان
کر کے کلمات وصیت کا اعادہ کیا اور فرمایا کہ وصیت کے شروع ہونے سے مینے
ایسا کیا نیز حضرت مرشد مرشد نا شاہ محمد کاظم قلندر کا خاص معمول تھا کہ جسکو اجازت
و خلافت دیتے تھے تو صرف زبانی اجازت پر اکتفا کرتے تھے اجازت نامہ یعنی شجرہ ل
لکھکر نہین دیتے تھے بلکہ متعدد جلسون مین فرما دیتے تھے کہ مینے فلان فلان کو اپنا
طریقہ کی اجازت دی ہے اسلیے مین بھی اپنے مریدین و معتقدین سے اس امر کا
اظہار کر دیتا ہون کہ مینے اپنے لڑکون کو اجازت و خلافت دیکر طالبان حق کی تربیت
و تعلیم کے لیے مجاز و ماذون کر دیا ہے جسقدر یہ اپنے خاندانی طریق پر سختی سے
قائم رہینگے اُتنے ہی کامیاب و بامراد ہونگے منشی صاحبان نے رو کر عرض کیا کہ
حضور ہمکو اسی حال مین چھوڑ جائینگے فرمایا کہ نہین پریشان نہو مین اچھا ہو جاؤنگا
چونکہ ان امور کے اظہار کی ضرورت تھی لہذا تم سے بھی کہدیا۔

چھبیس ۲۶ ذیحجہ کو حکیم امجد علیصاحب نوابصاحب شاہ آباد کے ہمراہ اور حکیم محمد یحییٰ
کاندہلوی منشی شکور احمد صاحب کے ساتھ ریاست پھاسوسی آے اور معالجہ مین
شریک ہوے اونتیس ۲۹ تاریخ صبحکو جب سب حکما نبض دیکھنے جمع ہوے تو آپنے حکیم
محمد یحییٰ سے اُنکے حالات دریافت کیے اُنھون نے کہا کہ مین حضرت مفتی الٰہی بخش خاتم

مثنوی شریف کا پروتہ ہون مدت سے حاضری کی تمنا رکھتا تھا اب وہ تمنا منشی صاحب کی عنایت سے پوری ہوئی فرمایا کہ میری نسبت محض آپکا حسن ظن ہے ورنہ مین خود تو کچھ بھی نہین ہون نہین معلوم لوگ مجکو کیا خیال کرتے ہین البتہ مجکو آپسے ایک خصوصیت ہے کہ مین آپکے دادا مفتی صاحب سے ایسے فیضیاب ہون جس زمانہ مین مین اپنے بڑے لڑکے کو اختتام مثنوی پڑھاتا تھا تب اونسے فیض ہوا اور اجازت روایت ملی یہ فرماکر اونسے دوبارہ معانقہ کیا دو تین روز کے بعد وہ چلے گئے ان دنون بخار نہین آیا مگر ضعف مین کمی نہین ہوئی ستائیس ذی الحجہ کو پھر شدت سے تپ آئی اوس روز زیادہ ضعف بڑھ گیا اور ایک بیخودی طاری ہوگئی اوس حالتمین جتنی باتین فرماتے تھے وہ یا تو مشعر رحلت ہوتی تھین یا سمجھ مین نہین آتی تھین یہ کیفیت پانچ یا چھ محرم تک رہی پھر کم ہوگئی۔

دسوین محرم روز عاشورہ کو ایک نئی شکایت حرقۃ البول کی پیدا ہوگئی صبحکو دوا پی پھر استنجا کرنے گئے تھوڑا سا پیشاب ہوا مگر اسقدر سوزش ہوئی کہ چہرہ متغیر ہوگیا جسقدر اسکے دفعیہ کی تدابیر فوری کیگئین وہ سب بے سود ہوئین بعد ظہر کے وہ شکایت رفع ہوئی اسی اثنا مین منشی وہاج الدین صاحب جو محرم کی تعطیل مین آئے تھے آگئے اُنسے بھی آپنے کچھ باتین ایسی فرمائین کہ وہ سمجھ نہ سکے تب اُنھون نے پریشان ہوکر عرض کیا کہ حضور کے یہ ارشادات ہماری سمجھ مین نہین آتے ہین اور نہ ہم سے اب آپکے یہ تکالیف دیکھے جاتے ہین للہ اب اچھے ہوجایئے آپنے آنکھین کھولدین اور فرمایا کہ گھبراؤ نہین اب ہم بہت جلد اچھے ہوے جاتے ہین آج کل ہمپر ہمارے بڑے دادا صاحب (حضرت قطب الافراد) کی عنایت بہت زیادہ ہے جس سے

ہم ہر وقت تجلی شہودی مین مستغرق رہتے ہین یہ سنکر وہ چپ ہو گئے اور رخصت
ہوتے وقت پھر عرض کیا کہ حضور اب اچھے ہو جائیے آپنے کچھ نفرمایا وہان سے
اوٹھکر اونھون نے کہا کہ بڑا غضب ہو گیا اب حضرت نہین رکتے کاش اگر اس
حالتمین حضرت کو توجہ الی المجاز ہو جاتی تو ممکن تھا کہ ٹھہر جاتے کیونکہ اس حالتمین
عارف تام المعرفتہ کو اختیار دیدیا جاتا ہے کہ چاہے ناسوت مین ٹھہرے یا اوٹھے
چونکہ حضرت نے توجہ الی المجاز اپنے بزرگون کیطرح پسند نفرمائی لہذا اب مایوسی ہے
غرضکہ وہ رخصت ہو گئی ایکماہ سے زائد ان حکیم صاحب کے معالجہ کو بھی گذر گیا
مگر بجز زیادتی ضعف کے کوئی صورت فائدہ کی نظر نہ آئی چند بار معتقدین خاص
نے عرض کیا کہ اگر علاج تبدیل کیا جاوے تو نہایت مفید و مناسب ہوگا ممکن ہے
کہ تشخیص مرض مین ان حکیم صاحب کی راے غلط ہو مگر آپنے منظور نفرمایا بابو اودھ
بہاری لعل صاحب بیان کرتے تھے کہ اوسی زمانہ مین مین ایک روز لکھنؤ سے
شام کو حاضر ہوا آپ اُسوقت لیٹے تھے اور چند احباب حاضر تھے اُنسے کچھ فرماتے
تھے مجھے دیکھتے ہی فرمایا کہ بابو جی رام نام ست ہے ست بولو مکت ہے اسکے
سننے سے میری نظر و نمین دنیا تاریک ہو گئی معًا آپنے مسکراکر فرمایا کہ کچھ نہین ایسا
نہین ہے اور وہ خیال دل سے محو کر دیا اور باتین شروع کر دین افسوس کہ ہر
شخص کو آپ اپنے وصال کی خبر دیتے تھے مگر پھر اُسکے دل سے محو کر دیتے تھے چودھوین
تاریخ صبحکو کسیقدر طبیعت چاق رہی مگر بعد غذا کے قشعریرہ ہو کر پھر تپ آئی جسمین
بہ نسبت ایام گذشتہ زائد کرب ہوا حکیم صاحب نے ادویہ مسکنہ دین مگر کچھ فائدہ
نہوا تب سب نے تبدیل علاج کے بابتہ پھر عرض کیا پہلے تو آپنے انکار فرمایا پھر جب

رب نے اصرار کیا تو فرمایا کہ خیر جو تم لوگون کی مرضی ہو۔ الغرض حکیم عبدالعزیز لکھنوی
سولہ محرم کو آے اور نبض دیکھی آپنے خود اپنا حال مفصل اونسے بیان کیا حکیم صاحب
نے نسخہ لکھدیا اور کہا کہ یہ استعمال کیا جاے اور تیسرے روز مجھے حال کی اطلاع
دیجاے سترھوین سے اُنکا نسخہ دیا جانے لگا اوسی روز سے پھر آپ پر کیفیت
سکوت و بیخودی طاری ہو گئی اٹھارہ تاریخ حکیم عبدالرحیم خانصاحب لکھنوا اُنکے
پاس حال کہنے گئے اُنھون نے جمعہ کو آنیکا وعدہ کیا اور کہا کہ الحمدللہ میرے نسخہ
سے کوئی جدید بات نہین پیدا ہوئی بلکہ ایک حال پر طبیعت قائم ہے آپ یہ سنکر
کچھ تھوڑا سا مسکرا ے اور فرمایا کہ خیر مناسب ہے آکر دیکھ لین۔

بیس محرم روز جمعہ کو صبح ہی سے نظام نبض بگڑ گیا تھا اُسوقت راقم اور شیخ
تصدق حسین مرحوم مرید حضرت غوث ملت پیر واب رہے تھے آپنے پوچھا کہ آج
کون تاریخ ہے مینے عرض کیا کہ بیس اُنھون نے کہا کہ اکیس فرمایا کہ ٹھیک ٹھیک
بتاؤ مینے عرض کیا کہ آج بیس ہی تاریخ ہے تب آہستہ سے فرمایا کہ خیر دن بھی اچھا
ہے اور تاریخ بھی اچھی۔ نو بجے جناب مولانا امجد علیصاحب قبلہ آے اُنکے ساتھ
شیخ الطاف حسین صاحب بھی تھے اُنھون نے بیان کیا کہ مین بعد نماز صبح وظیفہ
پڑھ رہا تھا کہ اُسی حالتمین بین النوم والیقظہ مینے مولانا تقی علیصاحب کی زیارت
کی حضرت مولانا نے مجھ سے فرمایا کہ آج جمعہ کا دن ہے میان انور کی جاکر عیادت
کر آؤ اگرچہ بعد کو بھی جاؤ گے آپ یہ سنکر آبدیدہ ہوے اور فرمایا کہ اُنکی بندہ نوازی
باقی میرا حال جو کچھ ہے ظاہر ہے مجکو اپنی اولاد کا تعلق بہت ہے جو شخص اُنکو اذیت
و تکلیف دیتا ہے مجکو نہایت اثر ہوتا ہے بلکہ اپنی تکلیف و اذیت سے اتنا متاثر

نہین ہوتا ہون جسقدر ان لوگون کی تکلیف سے متاثر ہوتا ہون زیادہ کیا کہون خدا کے
حوالہ کرتا ہون۔ اسکے بعد کچھ ایسی باتین فرمائین جو کسیکی سمجھ مین نہ آئین تھوڑی
بیٹھکر وہ چلے گئے۔ دس بجے کے قریب حکیم عبدالرحیم خان نے غذا کے واسطے عرض
کیا فرمایا کہ مطلقاً خواہش نہین ہے اونسے سب نے نبض کی کیفیت پوچھی اُنھون نے
کہا کہ آجکی نبض مین بجز ضعف کی زیادتی کے کچھ نہین معلوم ہوتا۔ ایک بجے کے
قریب آپکو استنجے کی ضرورت ہوئی تھوڑا سا گاڑھا پیشاب ہوا اُس سے اور زیادہ
ضعف ہو گیا اوسوقت کئی بار فرمایا کہ نماز جمعہ جلد ہو جانا چاہیے اور حضرت وارث الانبیا
سے فرمایا کہ جاؤ نماز پڑھا آؤ اور میرا عمامہ باندھ لو جب نماز ہو چکی تو آپ نے اُنسے
فرمایا کہ مجکو اپنی طبیعت اسوقت زیادہ گرتی معلوم ہوتی ہے شاید اگر کچھ کھا لون تو
یہ کیفیت جاتی رہے کچھ ہو تو لے آؤ آشجو تیار کرائے گئے تیاری مین دیر ہوئی تو
خلاف معمول بہت عجلت فرمائی اور کئی مرتبہ فرمایا کہ جلد لاؤ ورنہ پچھتاؤ گے
آخر آشجو لائے گئے آپنے دو چمچے نوش کر کے فرمایا کہ ہٹاؤ ہٹاؤ اب نہین پیون گا
یہ فرماتے ہی سخت تنفس پیدا ہو گیا قریب چار بجے کے حکیم عبدالعزیز صاحب آئے
نبض دیکھی تو اُسوقت انکو نبض کہنی کے قریب ملی آپنے اوسی حالتمین اُنسے سہ شنبہ
سے جمعہ تک کا مفصل حال بیان کیا جسپر اُنھون نے بعد کو لوگون سے بہت متحیر
ہو کر کہا کہ مینے آجتک کسی مریض کو سقوط نبض کیحالتمین اسقدر باتین کرتے نہین دیکھا
پھر اُنھون نے خمیرۂ مروارید و عرق بید سادہ و زعفران دلوایا مگر اس سے بھی کچھ سکون نہوا
آخر بعد نماز عصر کے اُسی شدت کرب و تنفس مین قریب غروب آفتاب آفاقی وہ آفتاب
ولایت انفسی مغرب احدیت حقیقی مین غروب ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آن ہادی زمانہ رخ اندر نقاب کرد — زین شیوہ خانمان جہان را خراب کرد
در عمر روزگار ندیدست کس بخواب — زان صعب تر غمی کہ دل و دیدہ آب کرد
خود وصل برگزید و بمایان فراق داد — خود بادہ خوردہ و جگر ما کباب کرد
ہر کس کہ نالہ ہای جگر ریش ما شنید — شب را تمام روز قیامت حساب کرد
بیدار باد دیدۂ عبرت گزین ہوش — اکنون بخت ارجمند جہان عزم خواب کرد

منشی وہاج الدین صاحب فرماتے تھے کہ آپکے مرض الوصال کے زمانہ مین مین سلطانپور سے لکھنو آیا شبکو منشی شکور احمد صاحب کے مکانپر ٹھہرا تھا جلتے مین حضرت کی بجسمہٖ زیارت ہوئی آپنے میری طرف ہُو کہکر اوپر کو پھونک ماری اور غائب ہو گئے مگر افسوس کہ آپنے خود ہی مجھپر بمصداق ع خود یار روادار حجاب ست بہ بینید کے ایسا پردہ ڈالدیا تھا کہ مین اسکا مطلب آپکی وفات کے بعد سمجھا کہ یہ فعل آپکا مشعر اطلاع وفات تھا۔

نیز وہ فرماتے تھے کہ جب آپنے وفات پائی مین ضلع سلطانپور مین دورہ پر تھا وہین مجکو غنودگی آگئی مین نے بین النوم والیقظہ اسپنے آپکو حاضر آستانہ شریفہ دیکھا اور جہان پر آپ تشریف فرما تھے اوسی کمرہ مین اوسی جگھ آپکو دیکھا کہ حالت نزع ہے اور دین محمد خادم خاص آپکو شربت پلا رہا ہے کہ دفعۃً آپ اپنے جسم کو چھوڑ کر اوٹھ کھڑے ہوے اور چارپائی سے اوتر کر تخت پر پھر زمین پر قدم رکھکر کنارے کے دروازے پر پہونچے وہان حضرت شاہ علی اکبر قلندر کھڑے تھے اُنھون نے آپ سے مصافحہ کیا پھر دونون صاحب غائب ہو گئے مین ڈھونڈتا ہوا آپکا دیکھ کر شل صدر دالان تکیہ شریفہ کی ایک عمارت ہے اور اوسمین ایک تہ خانہ ہے اوس سے

آپ برآمد ہوئے بے ریش و بروت نہایت حسین شکل مین گلابی ساڑھی باندھے
ہوئے نہایت تیز قدم تشریف لیے جاتے ہین مین شوق مین آپکی طرف بڑھا آپنے
نہایت عجلت سے فرمایا کہ جائیے جائیے نجات ہو گئی مین سمجھا نہین تب آپنے پھر فرمایا
مگر پھر بھی اسکا مطلب میری سمجھ مین نہ آیا مگر قلب پر ایسا صدمہ ہوا کہ وہ غنودگی
جاتی رہی چونک کر سمجھا کہ یہ جو کچھ پیش آیا عالم واقعہ مین تھا اور اسکی تعبیر یہی
ذہن مین آئی کہ آپنے وفات فرمائی پریشان دورہ پر سے سلطانپور آیا یہان آکر
وطن سے گئے ہوئے دو تار ملے جنمین وفات کی اطلاع تھی۔
الغرض بعد وفات شب مین بعد نماز مغرب یہ تجویز درپیش ہوئی کہ آپکا مزار کہان
کیا جاے اور آپنے مزار کے بابتہ کیا فرمایا ہے اس راز سے ناواقف اصحاب پہلے
سے یہ سمجھتے تھے کہ حضرت فخر الکاملین کے روضہ مین دفن ہونگے شہادت اس امر
کی زیادہ گذری کہ آپنے اپنے مزار کے بابتہ کوئی وصیت نہین فرمائی اور نہ کبھی صاف
ارشاد فرمایا بلکہ چند بار یہی فرمایا کہ ہم اس قابل نہین ہین کہ کوئی ہمکو بڑی یا چھوٹی
درگاہ مین لیجاے بلکہ اس قابل ہین کہ ٹانگ مین رسی باندھ کر گڈھیا مین پھینکدیے
جائین اوسوقت حضرت وارث الانبیا کی راے یہ ہوئی کہ جوار اضنی حضرت غوث
ملت کے روضہ کے شرق جانب افتادہ ہے اوسی جگہ مزار اقدس کیا جاے چونکہ
شب کا وقت تھا لہذا یہ سب امور صبح پر اوٹھا رکھے گئے مولوی منظور الدین خان
کاکوروی بیان کرتے تھے کہ اوسوقت مین بھی موجود تھا جب یہ معاملہ صبح پر اٹھا
رکھا گیا تو مین اپنے مکان روانہ ہوا باورچیخانہ خانقاہ سے اوترا اور اُس جگہ کے
سامنے جہان اب مزار شریف ہے پہونچا تو دیکھا کہ باوجود شب تار ہونیکے وہانپر

تھوڑیسی چاندنی ہے جیسے شب ماہ مین درختون کے نیچے ہوتی ہے مجھے خیال آیا
کہ غالبًا خود حضرت کا منشا یہین ہے۔ مکانپر پہونچا والدہ صاحبہ کی زبان سے سُنا
کہ حضرت نے فرمایا تھا کہ ہماری قبر گڈھیا مین ہوگی چنانچہ صبحکو جب حاضر ہوا
تو دیکھا کہ وہین پر قبر کھد رہی ہے۔

وفات کے دوسرے روز یعنی کیسں محرم روز شنبہ کو تجہیز و تکفین ہوئی پارچہ مغسولہ
آب زمزم جو آپنے اپنے کفن کے لیے رکھا تھا اُسیکا کفن دیا گیا جیسے جیسے دن چڑھتا
گیا خدا جانے کہان کی خلقت ٹوٹ پڑی حسب دستور خاندانی بنگلوا باغ میں اُس
میدان مین جو حضرت غوث ملت کے درگاہ کے غرب جانب ہے نماز جنازہ ہوئی اول
نماز مین ہزار سے زائد لوگونکا مجمع تھا ا مین دو صفین ایسے حضرات کی تھین جنکو کبھی
کسی نے کہین نہ دیکھا تھا اور نہ بعد نماز ہو جانیکے وہ دکھائی دیے بعد جماعت اولی
علماے فرنگی محل آ گئے اُنھون نے دوبارہ نماز جنازہ باقتداے جماعت کثیر پڑھی
غرضکہ بعد نماز ظہر جسد اقدس سپرد خاک کیا گیا اور ہر شخص خاک برسر باچشم نمناک
ودل صد چاک واپس ہوا۔ قبر شریف نہایت وسیع وکشادہ تھی تختہ قبر مین صندل کے دیے گئے

قطعات تاریخ وفات

از جناب مولوی شریف الدین صاحب کاکوروی

زیب ایوان ولایت قطب دین	حافظ وہم عالم شرع متین
نور عینین نبی وہم علے	تاج فرق اہل عرفان یقین

قطب الارشادی قلندر مشربی ‌ ‌ یادگار اولیائی سابقین
سرگروه صوفیان باصفا ‌ ‌ بود فخر اولین و آخرین
آن علی انور که انور بود از و ‌ ‌ این زمین پست و آن چرخ برین
باد جان ما فدائی نام او ‌ ‌ تا نیایم خویشتن را بعد ازین
هر کسی کو دور ماند از اصل خویش ‌ ‌ باز جوید روزگار اولین
سینه خواهم شرحه شرحه از فراق ‌ ‌ تا بنالم با دل اندوهگین
حیف آن شاه شهان قطب زمان ‌ ‌ زین جهان شد عازم خلد برین
زین عزیمت مرد جمله کائنات ‌ ‌ گشت عالم چون مکانی بی مکین
لرزه بر اندام افلاک اوفتاد ‌ ‌ زلزله در هفت طبقات زمین
روی زیبا بود خورشید منیر ‌ ‌ شد نقاب چهره زلف عنبرین
با که گویم در فراقش انچه رفت ‌ ‌ صد بلاها بر دل اندوهگین
صورت ما بنگر و حالم مپرس ‌ ‌ زنده در گوریم بر روی زمین
سوز خسرو در دلم آتش زده ‌ ‌ از فراق آن شه دنیا و دین
بر فتد این گنبد مینا بخاک ‌ ‌ گر کشم از سینه های آتشین
چون سفر موداد سفر اندر وطن ‌ ‌ چیست یاران طریقت بعد ازین
این همه تقیید و اطلاق است قید ‌ ‌ ای خدا برهان مرا زین کفر و دین
هست بجز امید پیر میکده ‌ ‌ می شده در شیشها سرکنگبین
زین خرام ناز قتل عام کرد ‌ ‌ شاد رفت و ما همه اندوهگین
از می و میخانه دل برداشته ‌ ‌ شد بخلوت گاه حق مسند نشین

بادہ نوشان شراب معرفت | بشکنید این جامہاے آبگین
می پرستان ترک جام می کنید | چون شدہ پیر مغان عزلت گزین
چیست عزلت این ہمہ بگذاشتن | از دو عالم برفشاندن آستین
گرچہ در قرآن بفرمودہ خدا | قارعۃ اخربی مگر در یوم دین
بہر تسکین دل روشندلان | خوش ندا زد از فلک روح الامین
انہ حی لا یموت | انظروا الاحیاء من عین الیقین
چون خلیفہ عین مستخلف بود | نائب پیر است عینش بالیقین
عین تنزیہ است در تشبیہ حق | زین جہت شد عین مرشد جانشین
گشت سجادہ نشین پیر جوان | گم اگر دانم شوم کوتاہ بین
چون بیامد آفتاب اندر حجاب | این ندا آمد ز چرخ چارمین
ہر کہ با دلبر بود او ہم نشین | فوق گردونست نے زیر زمین

سنہ ۱۳۲۴ھ

دیگر از منشی محمد عالم علی شوخی سندیلوی

چون ازین دار فنا حافظ علی انور برفت | ماند باقی در جہان اوصاف و احوال او
یوم و ہم سال وصالش چون ز ہاتف خواستم | گفت یوم الجمعہ رضی اللہ عنہ سال او

سنہ ۱۹۰۶ع

دیگر از منشی نور الحسن ہاشمی صفی پوری

علی انور چو مہری بر سپہری | دریغا شہرۂ ہر دو جہان بود
زبانش طور و گفتارش ہمہ نور | عجائب صوفی روشن بیان بود

نگاہ پاک در دلہا اثر ساز | مژہ تیرے بزور دو کمان بود
بسر ہا شور او سوز جگر ہا | بدلہا یاد او در دہان بود
گدائے دلربائے بادشاہے | بکا کوری چو مہر آسمان بود
بصورت دلفریبی جامہ زیبی | بشرع و فقر مہر و مہ نشان بود
بہ تن خاکی بگوہر نور پاکی | نشستہ بر زمین عرش آشیان بود
بظاہر عالم و صوفی بہ باطن | بقلب حق سرا گویا زبان بود
نوشتم ہاشمی تاریخ فضلی | قلندر مشربی شاہ جہان بود ۱۳۱۳ھ

دیگر از منشی ولایت علیخان معروف بشاہ عزیز اللہ صفی پوری

فضلی و عیسوی صوری و معنوی در زیر و تبیینہ مجموع

صد حیف مرد پاک جان جان قلندر مشربان | دامن فشان زین خاکدان سوی ارم آوردہ رو
تاریخ عالی پایگہ گفتہ عزیز خاک رہ | الفی بہ سہ صد سیزدہ واصل علی انوردرو
از صورتش فضلی عیان کادردہ شد اندر بیان | وزنبیا تش باز بر سال مسیحی باز جو

اگر چرخ دوار سو طرح کی چرخ کرے تو ایسی ذات ہونا مشکل ہے چھ سال آپنے حضوری حضرت غوث ملت مین اور پندرہ سال خدمت حضرت قطب الافراد وحضرت مقتدائے جہان اور چوبیس سال صحبت حضرت فخر الکاملین مین بسر کی اور ساڑھے نو سال سجادہ نشین رہکر عالم قدس مین گلگشت فرمائی۔

بروز دوشنبہ یوم سیوم مسجد خانقاہ عالیہ مین پندرہ ہیں قرآن مجید ختم ہوئے بہت مجمع تھا بعد سیوم حضرت قدر قدرت خداوند نعمت قطب وقت مولانا و مرشدنا

استادنا شاہ محمد حبیب حیدر قلندر ادام اللہ برکاتہم نے حسب وصیت و ارشاد حضرت قطب الاقطاب ملبوس خاص آنحضرت زیب تن فرمایا ؎

تن پاکش کہ زیر پیرہن است	وحدہ لاشریک لہ چہ تن است

پھر خانقاہ مین تشریف لاکر سجادہ عالیہ کاظمیہ پہ رونق افروز ہوے اور نام و نشان حضرات مرشدین روشن فرمایا ؎

آن شمس بگذشت از جہان این شمس آمد ناگہان	آن عین این این عین آن ہذا جنون العاشقین

آپکی ولادت باسعادت سترہ شوال روز پنجشنبہ ۱۲۹۹ھ مین ہوئی ولادت سے قبل آپکی نانی صاحبہ نے خواب دیکھا تھا کہ حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالی عنہ نے انکو ایک صاحبزادہ مرحمت فرمایا لہٰذا اس لحاظ سے حضرت فخر الکاملین نے آپ کا نام غلام قادر بھی رکھا۔ جملہ علوم تفسیر و حدیث و فقہ منقول و معقول و تصوف اور کل اذکار و اشغال و اعمال وغیرہ کی تعلیم و تکمیل آپنے حضرت خداوند نعمت سے اونیس سال کی عمر مین کی آپکو سند حدیث و وظائف وغیرہ کی ۱۳۲۳ھ مین حضرت سید علی ظاہر وتری مدنی نے بلاکسی تحریک کے بذریعہ جناب مولوی عبد الباری لکھنوی فرنگی محلی عنایت کی نیز جناب مولوی فرید الدین خان محدث کاکوروی نے بھی آپکو سند حدیث عطا کی۔ بیعت و اجازت و خلافت آپکو حضرت خداوند نعمت ہی سے ہے بارہا انھون نے اپنے مخصوصین و مسترشدین کے سامنے آپکی تعریف مین ایسا ارشاد فرمایا کہ الحمد للہ میرا بیٹا پہلوان ہے یعنے کامل ہین۔ آپ پر حضرت فخر الکاملین کی بھی بہت نظر شفقت و عنایت تھی جیسا کہ اوپر حال آنحضرت مین لکھا گیا خداوند تعالے آپکے ظل عاطفت کو ہمارے سروں پر سایہ افگن رکھے کہ آپ ہم سبکے لیے عین حضرت خداوند نعمت ہین

آفتاب آمد دلیل آفتاب | گر دلیلت باید از وی رو متاب
گر بگویم وصف آن عالی مقام | صد قیامت بگذرد دان ناتمام
باد عمرش در جهان همچون خضر | جانفزا او دستگیر و مستمر
چون خضر و الیاس ماند در جهان | تا زمین گردد ز لطفش آسمان

ستائیس محرم روز جمعہ کو نواب عبد الکریم خانصاحب رئیس شاہ آباد ضلع ہردوئی نے حریم و روضہ شریفہ کی بنیاد ڈالی گیارہ ذی الحجہ ۱۳۲۷ھ سے عمارت روضہ شریفہ کا کام شروع ہوا اور ۱۳۳۱ھ مین بخوبی تمام بصرف سینتیس ۳۷ ہزار روپیہ تیار ہو گیا جواب بلحاظ عمارت جدیدہ اپنی آپ نظیر ہے سچ ہے ؎

بر زمینیکہ نشان کف پائے تو بود | سالہا سجدۂ صاحب نظران خواہد بود

مزار اقدس سنگ مرمر کا جو اپنی خاص وضع مین بے نظیر ہے جیپور سے شیخ سعید الدین صاحب نے بنوایا اور سنگ مرمر کی مسہری معہ تکیہ کے نواب صاحب موصوف نے نصب کرائی تکیہ مین یہ تاریخ کندہ ہے۔ تاریخ از خان بہادر منشی تاج الدین صاحب خلف [illegible] کاکوروی

علی انور قلندر شاہ اقلیم ولایت را | زمین چہ بود کہ باشد فرش بالش و آسمان چادر
اگر چون روح پاکش از زمین سوے سما رفتہ | نقاب پیکرش سرپوش گشتہ قبہ اخضر
نشان بود و باشش آخر اندر دہر بایستی | بخاک تکیہ شد موزون محل مرقد اطہر
رئیس زندہ دل نواب شاہ آباد ذی ہمت | کہ از عبد الکریم خان والا شانست نام آور
ریاست دارد از باسط نگر مشہور الحاصل | از آن باب مداخل داد طرح روضۂ برتر
زہی مدخل زہی مصرف چہ سود او چہ بازارے | گل کاظم چہ زیبا گل ز باسط چہ مخود زر
لحد از سنگ مرمر ساخت آن شیخ سعید الدین | کہ دنیا راست و نیک آئین وفا آئین صفا پرور

زمدت آمده نائب نظام رای او صائب ریاست لٹ اسراسر چون عروس آبست از زیور

علی انور بود یک تن بجاے پنجتن یعنے تراب و سید کاظم تقی و حیدر و اکبر

جلیب حیدر عالی نسب والا حسب شاہی که وارث شش جہت گردید گویا ہفتمین اختر

توہم عالم رشد ہست ثابت از بقائے او چه مردی پیکر تمکین چه فردی سر بسر جوہر

رہ اسلاف را پیرو چراغ خاندان را ضو بدیده نور دیده ہست و بدل دلبر بسر افسر

بحسن اہتمامش شد مہیا ساز این بندش چه بندش دلکشا بندش چه منظر خوشنما منظر

بفکر و حکمت عبدالرحیم خان مرتب شد چو بیتی دلکش و موزون چو قالب معتدل پیکر

زہی لیل و نہار قسمت واجد علی ناظر که مفرش ساخت آماده ز سنگ موسی و مرمر

مزار پاک بنیاد است قائم بر ستون دین نشسته زائران انتظر توبه یک یک در

بیائید ای طلبگاران که جا فرح است اینجا گل مقصود میریزند ہر یک را بدامن در

الا ای ہوشمندان مذاق بادۂ وحدت غلط باشد غم کونین می بخشند آن ساغر

طلبگارش درست غواصی کنقد آری کیف ونه صدف را کی پسند آید که آواره شود گوہر

فرغنت الجو جنة ہا ہمین دولت ہمین جنت دہد چون ذکر صہبا ہو الکوثر ہو الکوثر

چو عام علیسوی جیدم ز کیفیت روضه رضوان بهجری گفت رضوانم بگو این روضه انور

روضۂ شریفہ مین دس دروازے ہین اندر روضہ مین کل درون مین ملاکر یہ پورا شجرہ قلندریہ منظومہ مولوی شریف الدین صاحب منقش ہے

سزاوار ستایش اولاً ذات خدا باشد سپس نور خدا یعنی محمد مصطفیٰ باشد

وصلی اللہ علی نور کزو شد نور ہا پیدا ازان انوار نور باطنش شیر خدا باشد

ز انوار علی عبد العزیز صاحب صفه بذکر و بیخودی مستغرق یاد خدا باشد

جناب خضر رومی قلندر عاشق صادق
که گر نامش بخوانی جذب عشق کبریا باشد

جناب سید السادات نجم الدین غوث الدهر
که الحق ذات پاکش طالبان را حق نما باشد

جناب شاه قطب الدین مینا دل جونپوری
که اندر ذکر غوثیه ز روحش فیضها باشد

جناب حضرت شیخ محمد قطب شاه دین
که از وی فیض در اثبات توحید خدا باشد

جناب حضرت عبد السلام مقتدای دینا
که در دعوات اسماز وحصول مدعا باشد

جناب عبد قدوس قلندر قطب ربانی
که در اکل حلال و کسب جائز رهنما باشد

جناب ساقی میخانهٔ اسرار مرتضوی
که نامش مجتبی معروف با شاه مجا باشد

جناب شاه فتح فاتح باب حریم دل
که از فیضان روحش در حیات حق فنا باشد

جناب قطب دوران حضرت شاه الهدیٰ
که در رهنمای پاک حق ز فیض او بقا باشد

جناب گوهر کان سیادت سیدی باسط
که اندر عالم ارواح ذاتش رهنما باشد

جناب شاه کاظم شاهباز اوج قطبیت
که در حل معارف ذات او مشکل کشا باشد

جناب سرگروه عارفان شاه تراب ما
که ذاتش معدن تهذیب اخلاق خدا باشد

جناب شاه حیدر هم تقی با خدای من
که تنها انکشاف کنت کنزاً مخفیا باشد

جمال هر دو صورت را به یکتائی اگر بینی
سراپای شه اکبر بتو جلوه نما باشد

گرفته نعمت این جمله اقطاب قلندریه
علی انور که جان ما بنام او فدا باشد

قمیص قادری در بر کلاه کاظمی بر سر
ردای حیدری بر دوش آن قطب الهدی باشد

مذاق عاشقی و هم طریق رندی و مستی
مقام قطب الارشادی شیخ ما بجا باشد

بیا اندر مزار حضرت شاه علی انور
جمال مرشدان بنگر اگر دل آشنا باشد

الهی با یک نگاه مرحمت بر بندگان شاها
که تا هر بنده ات مردی ز مردان خدا باشد

علی انور قلندر بارگاہ پاک تو یارب	پے جملہ مریدانت حریم کبریا باشد
شریف الدین از جذب عنایات کریمانہ	عجب نبود کہ روزی خاک درگاہ شما باشد

اوران دروں پر کارنس کے نیچے بخط نسخ نہایت نفیس سورۂ رحمن منقش ہی روضۂ شریف کے اندر سنگ مرمر و سنگ سیاہ کا فرش ہے اور حریم مین سنگ سرخ کا ہزار و تبرک ہے

ذکر منشی محمد وہاج الدین کاکوروی

خلف شیخ وحید الدین ابن شیخ غلام نجف از زمرۂ شیخزادگان قصبہ بلگرام ولادت آپکی سال ۱۱۷۱ھ مین ہوئی سلسلہ نسب آبائی حضرت امیر المومنین عثمان ذی النورین کو پہونچتا ہے آپکی والدہ مولوی علی نقی یاور خان خلیفہ حضرت غوث ملت کی بیٹی تھین جنکا سلسلۂ نسب حضرت صدیق اکبر کو پہونچتا ہے۔

آپ نہایت خوشرو و خوش خلق مہمان نواز وجیہہ البشرہ قوی الجثہ دراز قد بلند آواز فصیح البیان باصولت و جبروت تھے تلمذ آپکا حضرت فخر الکاملین و حضرت قطب الاقطاب قدس سرہما سے بھی تھا عربی و فارسی کی قابلیت اچھی تھی اور خط بہت پاکیزہ تھا ابتدائے شعور سے طلب حق کا ذوق تمام سب باتون پر غالب تھا خود کہا کرتے تھے کہ مجکو عالم مین کسی سے مناسبت و انس پیدا نہین ہوتا تاوقتیکہ مین اُسکے دلمین خدا کی یاد نہین پاتا ہون اور استعداد فطری خود آپکے اس بیان سے ظاہر ہے کہ آپنے اپنے زمانہ طفولیت مین جب آنکھین بند کرتا تھا تو مجکو نور کی بونڈلی نظر آتی تھی اور جبتک آنکھین بند رکھتا تھا برابر دکھائی دیتی رہتی تھی مین یہ سمجھتا تھا کہ ہر شخص کو آنکھین بند کرنیسے یہ نظر آتے ہین لیکن دریافت سے معلوم ہوا کہ میری ہی نسبت بابت خاص تھی

آپکو بیعت سلسلہ عالیہ قادریہ مین حضرت مقتدائے جہان مولانا شاہ تقی علی قلندر
سے تھی اور تربیت باطنی حضرت قطب الاقطاب حافظ شاہ علی انور قلندر نے
فرمائی اگرچہ فیض باطنی حضرت شاہ علی اکبر قلندر و حضرت شاہ تقی علی قلندر و حضرت
شاہ حیدر علی قلندر و حضرت شاہ تراب علی قلندر و حضرت شاہ محمد کاظم قلندر
و حضرت شاہ باسط علی قلندر و حضرت شاہ فتح قلندر و حضرت شاہ مجا قلندر
و جناب امیر کرم اللہ وجہہ و حضرت سرور کائنات صلعم کی ارواح طیبہ سے براہ راست
بھی ہوا لیکن زیادہ تر تعلیم و کشود ظاہری و باطنی حضرت قطب الاقطاب ہی
کی توجہ سے ہوئی اور نعمت خلافت بھی اونسے ملی وہ آپکو آتے دیکھکر کمال خوشنودی
سے فرماتے تھے کہ "خلیفہ آتا ہے" آپ طریقت مین انھین کے قدم بقدم تھے
چنانچہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ جس جگہ سے میرا قدم آگے بڑھتا ہے وہاج الدین
کا قدم وہان پر آتا ہے۔ حضرت قطب الاقطاب کو آپ سے بہت محبت تھی بعض
اوقات فرماتے تھے کہ وہاج الدین مجکو تم سے ایسی ازلی مناسبت ہے کہ اگر مین تمکو
چھوڑنا چاہون تو نہین چھوڑ سکتا ہون۔ آپکی نسبت ذاتی اسقدر قوی تھی کہ کوئی
بات باطنًا دریافت کر لینا کچھ مشکل ہی نہ تھا اکثر فرمایا کرتے تھے کہ یہ تمام لوگ دفتر
کے دفتر مناظرہ و بحث مین سیاہ کر ڈالتے ہین اور پھر امر مشتبہ طے نہین ہوتا مجکو
تعجب ہوتا ہے کہ یہ لوگ جب حضرت حق کو حاضر و ناظر جانتے ہین تو ہر معاملہ کو اوسی سے
براہ راست کیون دریافت نہین کر لیتے مجکو جب کوئی بات پیش آئی تو مین نے حضرت
حق سے عرض کیا فورًا مجھے جواب ملا چنانچہ ایکبار کا قصہ ہے کہ مین تحصیل نگھاسن مین
بعہدہ تحصیلداری متعین تھا وہان کی آب و ہوا نہایت درجہ خراب تھی اور مین

وہان بہت پریشان تھا اوسی اثنا مین مجھے دورہ کرنا پڑا مین ایک شب دو
پر باطنی قبض مین بھی مبتلا اور بہت پریشان تھا دفعتہً سخت بارش شروع ہوئی
اور تمام خیمہ مین پانی بھر گیا آبادی بھی وہان سے دور تھی اور رات کو کسی طرف
جانا ناممکن تھا مینے جب دیکھا کہ کوئی تدبیر اس طوفان سے نجات کی نہین ہے
تو اوسطرف سے خیال ہٹا لیا اور چادر تانکر باطمینان لیٹ رہا اور خداوند تعالی سے
اپنے قبض باطنی کی بابت مینے کہا کہ خداوندا مجھے اسوقت کوئی راہ نہین ملتی ہے
تو نے ہدایت کا وعدہ کیا ہے اگر تو سچا ہے تو مجھے اپنی راہ بتا پھر مجھے غنودگی سے
آگئی مین نہین کہہ سکتا کہ وہ نیند تھی یا بیخودی اُسی حالت مین مجھ سے حضرت حق
نے فرمایا کہ دع نفسک وتعال مین چونک پڑا تو دیکھا کہ ابر ہے نہ ہوا نہ کیچ
تڑپ ہے اور نہ پانی بلکہ چاندنی نکلی ہوئی ہے اور وہ مقام بہت پر لطف معلوم
ہوتا ہے پھر مین جب حضرتؒ کے حضور مین حاضر ہوا تو سارا ماجرا عرض کیا آپ نے
فرمایا کہ حق تعالی نے حضرت بایزید بسطامی سے بھی یہی جملہ ارشاد فرمایا تھا مجکو اوس
زیادہ انبساط و انشراح قلب نصیب ہوا۔

حضرت اقدس نبوی صلعم مین اسقدر مقبولیت تھی جسکے خود لکھے یہ دو مشاہدہ شاہد
ہین **اول** فرماتے تھے کہ ایکبار بزمانہ ابتدائی مین خواب مین تکیہ شریفہ کی مسجد
مین گیا تو وہان مینے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ کنارہ کے درمیان
نماز عصر مین مصروف ہین مین بھی آپکی اقتدا مین نماز مین شریک ہو گیا فراغت کے
بعد آپ مجھ سے ملے اور مجھے اپنے دونون پیرون کے حلقہ مین لیلیا اور بوفور محبت
وعنایت میری پشت پر ہاتھ رکھا اور مسکرا کر فرمایا کہ "لڑکے تو نماز نہین پڑھتا ہے"

مینے جواب دیا کہ "جی نہین" آپ نے پھر بکمال خوبی تبسم سے فرمایا کہ مین تیری واسطے تین دن سے یہان ٹھہرا ہون دوم مینے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خواب مین زیارت کی آپ نے مجکو اپنے قریب بلایا اور فرمایا کہ تجکو شک ہے کہ تجھے یقین کامل ہوگا مینے عرض کیا کہ جی ہان ابھی تو مجھے شک ہو آپنے فرمایا کہ نہین اور میری پیشانی پر انگلی رکھکر فرمایا کہ پچانوے[1] مین تکمیل ہے زمانہ سلوک کی ہنگامہ آرائی ایسی عظیم تھی کہ جسپر نظر پڑی بیخود ہوکر لوٹ گیا چنانچہ ایک روز کا قصہ ہو کہ بیٹھے بیٹھے آپ نے یہ شعر پڑھا ؎

دود آہ سینۂ سوزان من		سوخت این افسردگان خام را	

یہ شعر پڑھتے ہی جتنے حاضرین تھے سب بیخود ہوکر تڑپنے لگے منجملہ اُنکے ایک مولویصاحب نہایت متقشف قصبۂ کسمنڈی کے رہنے والے تھے اُنکا یہ حال ہوا کہ دو زانو ہوکر جو مودب بیٹھے تو تین روز تک ایک حالت نہ کھانا نہ پینا نہ کسی طرح کی حرکت و جنبش بہ ہزار دقت چوتھے روز ہوش مین آئے تو بھی وحشت و دیوانگی کا تحمل نکرسکے اور کلکتہ کیطرف چلے گئے اٹھارہ برس کے بعد ایکبار لکھنؤ آئے اتفاق سے یہ بھی اُسطرف جارہے تھے مل گئے معلوم ہوا کہ ابتک وہ دیوانگی قائم ہے باوجود اس سلوک کی ہنگامہ آرائی و شورش کے تمام عمر انگریزی ملازمت مین صرف کی اور دل بیار دوست بکار کا نمونہ خلق اللہ کی پیش نظر کردیا اور لطف یہ کہ جہان قیام ہوا خلقت بے شمار گرویدہ ہوگئی اور دو چار شخص ہر جگہ طالب باطن بنگئے اور اکثر کو سلوک کراکے صاحب باطن بنادیا۔ جہان جس بزرگ سے ملاقات ہوئی

[1] واضح رہے کہ پچانوے کے عدد پر تمام نزول و عروج کے تکمیل انتہائی ہے جیسا کہ کتاب الکہف الرقیم کی شرح مین مراتب وجود کی تشریح مین مرقوم ہے ۱۲

وہ بزرگ ہمیشہ غیر معمولی طور پر ثناخوان و معرف پائے گئے۔ مولوی شاہ محمد سلیمان صاحب پھلواروی انکو بحر الحقایق کہا کرتے تھے۔

تقریر اسقدر اعلیٰ درجہ کی تھی کہ تحریر سے باہر ہے اسکا لطف وہی لوگ جانتے ہین جنھون نے کبھی انکی تقریر سنی ہے۔ یہ قول آب زر سے لکھنے کے قابل ہے کہ ہر شخص کو عالم مین جو کچھ نیک و بد پیش آتا ہے اسمین کوئی نہ کوئی معرفت ضرور مضمر ہوتی ہے کیونکہ ہر بات عالم کی حقیقت کے ارادہ و حکمت سے ہوتی ہے بلکہ وجود حق عین عالم ہے لہذا آدمی کو ہر نیک و بد بات سے سوائے معرفت کے جسکے واسطے وہ پیدا ہوا ہے اور کچھ حاصل نہ کرنا چاہیے کیونکہ آیہ کریمہ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون مین لیعبدون کے معنی بر طبق تفسیر حضرت ابن عباس لیعرفون ہین یعنے تخلیق انسانی سے مقصود معرفت ہے اسی لیئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج مین سب چیزون پر درود کو فضیلت دی اور اسکی تعبیر معرفت سے فرمائی توحید کے لحاظ سے وجود فی نفسہ معہ اپنے کمال مراتب کے مرتبے سے صرف معرفت درکار ہے معرفت حاصل کرکے ہر شے سے اوسی معرفت کے لحاظ سے اور اُس شے کے تقاضائے ذاتی کے موافق عملدرآمد کرنا ہی وجود کی عبادت ہے اور یہی حقیقی خدمت ہے اور یہی کمال کے حصول کی شناخت ہے ؎

بود مرد آنکہ از بہر تمامی	کند با خواجگی کار غلامی

دوسرا یہ قول سلوک کے لیے بہت مفید ہے کہ سالک کا حال مثل خون کے ہونا چاہیے جبتک گردش کرتا رہتا ہے اُسوقت تک صاف رہتا ہے اور جہان ساکن ہو گیا تو پھوڑا ہو جاتا ہے حضرت مولانا جلال الدین رومی فرماتے ہین ؎

ہر زمان ہین می تراش و می خراش	تا دم مردن دمی فارغ مباش

آپکی تحریر نہایت شستہ چیدہ الفاظ و سادہ عبارت مین ہوتی تھی تصنیف مین عجیب بات یہ تھی کہ کبھی کسی کتاب سے کوئی مضمون اخذ کر کے نہین لکھتے تھے بلکہ خود اپنے مشاہدہ و عرفان سے لکھتے تھے دو کتابین یادگار ہین ایک تو شرح الکہف والرقیم فی شرح بسم اللہ الرحمن الرحیم دوسرا رسالہ کبریت احمر فی تحقیق القلندر جسکو آپنے جلسۂ واحد مین لکھا اور یہ دونون کتابین آپنے محض میری فرمائش سے لکھین علاوہ ان کتابون کے آپکے ارشادات مختلف مضامین پر ایک ضخیم مجلد مین ہین اور مثنوی شریف پر حواشی بطور شرح کے تین جلدون مین ہین جنکو مولوی عمران احمد صاحب نے اپنے زمانہ درس مثنوی فصوص الحکم مین قلم بند کیا خدا کرے مذکورہ بالا کتابون کی طرح انکی بھی اشاعت ہو جائے۔

آپ صاحب تصرفات بسیط تھے اور عجیب بات یہ تھی کہ خود اپنے معاملہ مین بھی تصرف کرتے تھے جو نہایت مشکل ہے چنانچہ ضلع جالون کے زمانہ قیام مین بخار آیا اور اُسکے ساتھ ہی نزلہ قوت سامعہ پر گرا رخصت لیکر وطن آئے اسکا سلسلہ یہانتک بڑھا کہ اطباء و ڈاکٹر علاج سے عاجز ہو گئے ورم جگر بھی پیدا ہو گیا غذا بالکل متروک ہو گئی نشست و برخاست سے معذوری ہو گئی چھ ماہ تک مرض برابر روز افزون رہا ایک روز اپنے چھوٹے بھائی خان بہادر منشی محمد تاج الدین صاحب کی پریشانی و سراسیمگی (جو اسی علالت کیوجہ سے تھی) دیکھکر آپکو قلق پیدا ہوا۔ آپنے ارادہ کر لیا کہ اُس مرض کو دفع کر دون اور تندرست ہو جاؤن چنانچہ اُسیوقت سے دوا وغیرہ سب ترک کر دی اور کوئی دقیقہ

باسباب ظاہری بد پرہیزی و بے احتیاطی کا اُٹھا نہین رکھا اور محض اپنی مستقل ہمت قائم کی دوسرے ہی روز حکیم صاحب نے نبض دیکھکر تعجب ظاہر کیا کہ ورم نصف رہ گیا ہے یہ کسی دوا کی تاثیر سے ایک روز مین اسقدر کم نہین ہو سکتا تھا اور قوت ضائع شدہ بھی بہت کچھ عود کر آئی ایسا کہ اسیوقت پیادہ پا مکان سے تکیہ شریف پر حاضر ہوے اور حضرت وارث الانبیا مولانا شاہ حبیب حیدر قلندر کے حضور مین سب اپنا قصہ بیان کیا اور تھوڑی دیر کے بعد پھر مکان پیادہ پا واپس گئے رفتہ رفتہ ڈیڑھ مہینہ مین بلا علاج و پرہیز و احتیاط بالکل اچھے ہو گئے اور قوت سامعہ بھی عود کر آئی چنانچہ اُسکے بعد عرصہ تک میرٹھ و مظفر نگر مین ڈپٹی کلکٹر رہی دوسرا واقعہ یہ ہے کہ شیخ محمد یعقوب صاحب جنکا مکان اُنکے مکان سے ملحق ہے ایکبار مرض دق مین مبتلا ہوے کوئی دقیقہ علاج کا باقی نہین رہا دوسرے درجہ پر دق پہونچ گئی تھی اعزہ کو ہراس تھا اور وہ خود بھی مایوس تھے ایکروز انکو بلا بھیجا اور نہایت مایوسی و غم کے لہجہ مین کہا کہ میان وہاج الدین تم کچھ ہماری طرف بھی توجہ کرو تمکو خدا نے بڑی ہمت دی ہے اُنکے اُسوقت کی حالت دیکھکر آپکو قلق پیدا ہوا کہتے تھے کہ مینے اپنی ہمت سے لَآ اِلٰہَ کہکر مرض کو معدوم کیا اور اِلَّا اللہ سے وجود صحیح کو قائم کیا اوسی روز سے اُنکو افاقہ شروع ہوا اور ایک معمولی سے دوا جو پہلے زیر استعمال تھی رفتہ رفتہ تھوڑے عرصہ مین بالکل تندرست ہو گئے اور ابتک بقید حیات موجود ہین۔ یہ ظاہری معاملات کے وقعات تھے اب بعض چند معاملات باطنی کے بھی لکھے جاتے ہین۔

مولوی عمران احمد صاحب اُنکے مسترشد خاص کا بیان ہے کہ اُنکے زمانہ قیام

سلطانپور مین مین مثنوی شریف سبقًا سبقًا اُنسے پڑھتا تھا ایک روز شب کو مثنوی شریف پڑھ رہا تھا غالبًا یہ شعر تھا کہ ؎

اتصال بے تکیف بے قیاس	ہست رب الناس را با جان ناس

کہ دفعتًہ مجکو پڑھنے مین گرمی سی محسوس ہوئی مینے نظر اوٹھا کر دیکھا تو اُنکی آنکھین نہایت سُرخ انگارونکی طرح روشن تھین اوسکے بعد مجکو یہ معلوم ہوا کہ مین سیدھا اوپر جا رہا ہون اور بہت دور اونچا چلا گیا دیر تک یہی کیفیت رہی اُسکے بعد ایکبارگی کھٹ سے نیچے آگیا۔

نیز وہ بیان کرتے تھے کہ کاکوری مین اونکی کوٹھی کے پچھم جانب کے دالان مین اُنکے پاس بیٹھا ہوا تھا اور حکیم عبدالرحیم خانصاحب بھی تھے حکیم صاحب نے اونسے اپنے سلوک کے متعلق پوچھا کہ مین کیا سلوک کرون آپنے اُنکو اُنکا سلوک تعلیم کیا میرے دلمین آیا کہ مین بھی کچھ پوچھون چنانچہ مینے بھی پوچھا تو فرمایا کہ میری سمجھ مین نہین آتا کہ تم کو کیا سلوک بتاؤن مگر اُسکے ساتھ ہی معًا میرے قلب پر القا کیا کہ میرا سلوک ذاتی ہے اسوجہ سے اوسمین بتانے اور سمجھانیکی گنجائش ہی نہین ہو اس سے بیحد انبساط طبیعت مین پیدا ہوا جسکی وجہ سے مجکو تجلی ضحکی شروع ہو گئی اگرچہ مین یہ جانتا تھا کہ میرے انبساط کے لیے یہ ہنسنا مضر ہے مگر مجبور تھا اور کئی روز تک مجکو تجلی ضحکی رہی۔

نیز وہ بیان کرتے ہین کہ ایک مرتبہ مینے جاذبہ کے متعلق پوچھا کہ کسطرح آتا ہے فرمایا کہ تمکو خود معلوم ہو جائیگا کچھ دنون کے بعد ماہ رمضان مین مین بمقام تحصیل سندیلہ گولر کے درخت کے نیچے سوتا تھا ایکبارگی آنکھ کھلی تو معلوم ہوا کہ میرے سر کو

کسی نے دونون ہاتھون سے دبایا اوسکے بعد مین معہ چارپائی کے اوپر کو اسقدر
چلا گیا کہ وہ درخت مجھسے بہت نیچے رہگیا پھر معلوم ہوا کہ مجھکو ایک چکر دیا گیا اور
یہ حالت میرے خواب کی نہ تھی بلکہ بیداری کی اسلیے کہ میرے ملازمین جو اُسوقت
باتین کر رہے تھے وہ سب مینے اوسی حال مین سنی اور صبحکو اُنسے تصدیق کی۔
حکیم عبدالرحیم خانصاحب بیان کرتے ہین کہ ایکبار مین اُنکے ساتھ حضرت قطب الاقطاب
حافظ شاہ علی انور قلندر کی درگاہ شریف کے صحن مین بیٹھا ہوا تھا اور اپنے سلوک کے
بابتہ کچھ عرض کر رہا تھا اسی اثناء مین مینے پوچھا کہ آسمانونکی سیر کیونکر ہوتی ہے
یہ پوچھتے ہی آپنے میری طرف بغور دیکھا دفعتہً مجھکو سناٹا معلوم ہوا اور مین مع اُنکے
اوڑا اور آسمانون کی سیر شروع ہو گئی مین ایک ایک آسمان کے حالات آپسے کہتا جاتا
تھا اور آپ تصدیق کہتے جاتے تھے یہانتک کہ ساتون آسمانونکی سیر ہوئی اُسکے بعد
آپنے فرمایا کہ بس" بس کا کہنا تھا کہ جیون کا تیون نیچے اُتر آیا تھا۔
نیز وہ بیان کہتے تھے کہ آپ دلگدھ شریف سے حضرت شاہ باسط علی قلندر کے مزار
کی زیارت کرکے تشریف لائے تھے اور بیان فرماتے تھے کہ مجھکو حضرت کے یہان سے
نعمت ہمت عطا ہوئی ہے مینے بہت الحاح سے کہا کہ آپ وہان سے ہمت لیکر آئے
ہین کچھ ہم غریبونپر بھی عنایت کیجیے آپنے میری طرف ایک نظر کی معاً مجھے انا، حقیقی
حال ہو گئی اور بالکل مست ہو گیا بیخودی مین میری زبان سے باربار کلمہ سبحان اللہ
نکلتا تھا اور اسکے ساتھ ہی یہ ادراک ہوتا تھا کہ یہ لفظ حق نے کہا اس سے اور مستی
وبیخودی بڑھتی جاتی تھی اسی بیخودی کی حالت مین مجھے آپکے مرتبہ وسلوک کا حال
بھی کھلا جسکو الفاظ مین لانا میرے امکان سے باہر ہے مگر میرے زبان سے بیساختہ

صدائے تحسین و آفرین نکلتی تھی اور آپ میری ہمت سنبھالنے کے لیے فرماتے تھے کہ "واہ پٹھان شاباش ہے" اس سے میرا ذوق اور دونا ہوتا تھا لیکن چونکہ فنا اس درجہ کی نہ تھی لہذا وہ مستی رات بھر کے بعد کم ہو گئی۔

نیز وہ بیان کرتے تھے کہ چار روز قبل وصال ایک روز آپ لکھنؤ تشریف لے گئے مجکو آستانہ شریف سے بلا کر باصرار ہمراہ لیا راستہ مین درگا گنج سے آگے بڑھ کر مینے کہا کہ آپ کچھ عنایت نہین کرتے ہین حالانکہ سب کچھ کر سکتے ہین ہمپر ترس کھائیے آپنے مجھپر ایسی توجہ کی کہ دفعتہ مجکو تجلی ذاتی ہو گئی اور ایسی بسیط کہ ان ہی آنکھون سے ہر ہر شئے اور ہر ہر درخت اور پتی پتی مین بے تکلف جلوۂ حق مشاہدہ کرتا تھا اور نہایت درجہ انبساط تھا یہ حال میرا لکھنو پہونچکر بھی قائم رہا اور کئی روز تک محظوظ کرتا تھا۔

واقعۂ وصال بھی ہمہ تن سوز و ساز عشقی سے بھرا ہوا ہے۔ مرض الموت کسی طبیب و ڈاکٹر کی تشخیص ہی مین نہ آسکا ایک روز قبل تک کچھ شکایت نہ تھی ۳ جمادی الاولی سنہ ۱۳۲۳ھ روز جمعہ کو صبح کے وقت کچھ طبیعت بے کیف ہوئی معدہ مین امتلاء و سوء ہضم کی سی کیفیت محسوس ہوتی تھی حکیم عبدالرحیم خانصاحب نے ہاضم دوا تجویز کی ہنوز دوا تیار نہین ہوئی تھی کہ متلی زیادہ بڑھ گئی بہر کیف وہ دوا دی گئی لیکن بے سود ہوئی تھوڑی دیر کے بعد فرمایا کہ اب بہت تکلیف ہے دفعتہً استفراغ ہوا جسمین اولاً غذا ئیت تھی دوسری مرتبہ پانی کاسنی رنگ کا تھا اور تیسری مرتبہ محض خون جس سے کپڑے تر ہو گئے اور ضعف بہت ہو گیا دو گھنٹہ کے بعد دوپہر کو بھر خون کی قے ہوئی جس سے طشت بھر گیا حضرت وارث الانبیا کو اطلاع ہوئی وہ تشریف لے گئے آپنے اولاً حضرت سے یہی عرض کیا کہ مع الجنازہ گرنائی بمزاخواہی آمد

حضور سے کل مینے عرض کیا تھا کہ حضور تشریف لائینگے تو حضور نے فرمایا تھا کہ عرس کے بعد بہت ہی فرصت کم ہوتی ہے تو وہ تشریف آوری حضور کی یون ہوئی" حضرت سے مزاج کی کیفیت پوچھی عرض کیا کہ قے خون کی ہوئی پہلے بہت تکلیف تھی اب بند ہونیکے کم ہے اندر گرمی بہت معلوم ہوتی ہے جی چاہتا ہے کہ سو رہون۔ حضرت واپس تشریف لائے سہ پہر کو لکھنو سے حکیم و ڈاکٹر آئے سب نے بالاتفاق کہا کہ حالت قابل اطمینان ہے معلوم نہین وہ خون کس وجہ سے آگیا تھا اب معدہ و جگر و جملہ اعضاء کی حالت اچھی ہے البتہ ضعف ہے وہ کم ہو جائیگا شام کے قریب حضرت قدس سرہٗ پھر عیادت کو تشریف لے گئے تو چاق پایا اُسوقت نہایت ذوق و شوق مین حقایق و معارف بیان کر رہے تھے حضرت سے عرض کیا کہ مینے یہ مشاہدہ کیا ہے کہ صف اول حضور حق فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر مین جو کاملین ہین اُنمین کا ہر ہر شخص ہر ہر شخص ہے یعنی ایک دوسرا ہو جاتا ہے اور دوسرا پہلا ہو جاتا ہے اس مقام پر یہ تمیز نہین ہوتی کہ حضرت شاہ حبیب حیدر قلندر کون ہین اور وہاج الدین کون ہے اوسکے بعد نواب صاحب شاہ آباد لکھنو سے آے اُنکے ساتھ ایک صاحب تھے جو کچھ گانا بھی جانتے تھے اونسے آپ نے ہولی کی فرمایش کی وہ حضرت غوث ملت کی یہ ہولی گاتے رہے ؎

پھاگ رچیون اکیلی پیا سنگ	جھرمٹ سون موری جائے بلائے
نین رنگیون وہی کے رنگ سون	اور رنگ سب دیہون بہائے
دھول لے اٹھون پیا کے چرن کی	عبیر و گلال کو دیہون اڑائے
سب جگ پھونک کے ہوری مین کھیلون	لیہون تراب کو گروا لگائے

اسپر بہت ذوق رہا اور کئی بار فرمایا کہ اعلیٰ علیین سے تحت الثریٰ تک دھول اُڑا دی سب اعزہ مطمئن ہوگئے تھے کہ اب بعنایت آلہی طبیعت اچھی ہے کہ دفعتہً آٹھ بجے رات مین پھر خون کی قے ہوئی اوسکے بعد سے برابر خون کا سلسلہ جاری رہا اور خون کے ساتھ دل و جگر کے ٹکڑے کٹ کٹ کر گرتے رہے زبان پر اللہ بس باقی ہوس جاری تھا یہانتک کہ بوقت دو بجے شب کے آپنے بعمر ساٹھ سال کشمکش تعینات کو خیرباد کہا اور فضائے قدس کو اپنا آرامگاہ بنایا ؎

ہیچ کنجے بے دود بے دام نیست		جز بخلوت گاہ حق آرام نیست

چوتھی جمادی الاولیٰ روز شنبہ بعد نماز ظہر حریم روضہ حضرت قطب الاقطاب مین جانب شرق دفن ہوئے مزار آپ کا سنگ مرمر کا ہے۔

منشی شکور احمد صاحب کا بیان ہے کہ آپ کے وصال کے بعد دفن کے وقت جب سب لوگ مزار مین آپ کے چہرہ کی زیارت کرکے اور نورانیت سے متاثر ہو کر عش عش کر رہے تھے تو مین بوجہ نابینائی کے اس نعمت سے محروم تھا ایک طرف کنارہ جا کر بیٹھ گیا اُسوقت مجکو محسوس ہوا کہ آپ میرے شانون پر ہاتھ رکھے ہوئے فرما رہے ہین کہ "منشی جی یہ عالم ناسوت کے تماشے دیکھتے ہو کہ کیا ہو رہا ہے" اس واقعہ سے اس امر کا اندازہ ہوسکتا ہے کہ تعینات و عوالم سے کسقدر فارغ اور ان اللہ لغنی عن العالمین[۱] مین کس درجہ محو تھے اور اس بات کا بھی پتہ لگتا ہے کہ موت اختیاری کے بعد موت اضطراری محض ایک کھیل رہ جاتی ہے۔ مولوی عمران احمد صاحب بیان کرتے ہین کہ آپکے وصال کے

[۱] بیشک اللہ عالم والون سے بے پروا ہے ۱۲

بعد جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ اکثر لوگون نے آپ کو دیکھا ہے چونکہ مین نے عرصہ تک نہین دیکھا تھا اسلیے مجھے سخت قلق ہوا اسی حالت مین ایک روز مین بعد نماز مغرب ایک بزرگ شاہ واجد علیصاحب سے ملنے سندیلہ مین بمقام کھاری کنوان جا رہا تھا۔ راجہ درگا پرشاد کے مکان کے قریب پہونچکر معاً میرے دلپر یہ القا ہوا کہ مین اونکو بوجہ انتہائی قرب و یکتائی کے نہین دیکھ سکتا ہون جیسے کہ اپنی روح کو نہین دیکھ سکتا ہون اس سے بہت انبساط حاصل ہوا۔ شاہ واجد علی صاحب سندیلی سے جب ملکر مین لوٹا تو مجکو حرارت تھی مکان تک پہونچنا دشوار ہوگیا۔ مکان پر جب پہونچا تو بخار آگیا انبساط بدستور رہا اور اُس روز رات بھر مین ہر ہر لمحہ مین ہر چیز مین اُنکو دیکھتا تھا۔

قطعات تاریخ وفات

از منشی ولایت علیخان المعروف بہ شاہ عزیز اللہ صفی پوری

افسوس و ہزار بار افسوس
با حشمت و جاہ با حماید موصوف
صوفی بصفات و مخلص دی وشان
انا للہ اہ انا للہ
تاریخ نوشتہ شد باندوہ عزیز
انا للہ اہ انا للہ

مردے فردے بصد فتوت رفتہ
در کنج لحد بہ خواب رحمت رفتہ
ناگاہ بعالم حقیقت رفتہ
فارغ شدہ در جوار رحمت رفتہ
وہاج الدین بسوے جنت رفتہ
سنہ ۱۳۳۱ھ

دیگر۔ از مولوی محمد عاصم قیس کاکوروی

وہاج الدین قلندر رند ہشیار | دلش کز بادۂ خمار شد مست
دلِ او عین تن آمد ازین رو | تنش از صحبتِ دلدار شد مست
ازان مے مست آمد کزان مے | جنید و شبلی و عطار شد مست
بنوش آمد چو شمس الدین تبریز | چو ملا بر سر بازار شد مست
بیک خون دل و لختِ جگر ریخت | بآبِ خنجرِ طرار شد مست
بہین حالش مجو سالِ وصالش | کہ قیس او بے سر و دستار شد مست ١٤٦٩
١٣٨ زجام و بادۂ و مل در گذشتہ | انا الحق می زد و بردار شد مست

سنہ ١٣٣١ھ بتخرجہ ١٣٨

جدول تواریخ وسنین ولادت ووفات ومدت عمر ومدفن حضرات قلندران کرام معہ خلفائے شان

نمبر شمار	اسمائے شریفہ	سنہ وتاریخ ولادت	سنہ وتاریخ وفات	مدت عمر	مدفن	اختلافات
۱	حضرت شیخ عبدالعزیز مکی المعروف بعبداللہ علمبردار قلندر		۱۲ ذی الحجہ	۶۰۰ سال وبقولے زیادہ ازاں	پاک پٹن منضافات ملتان	
۲	حضرت سید خضر رومی قلندر	آغاز صدی پنجم	۱۸ رجب سنہ ۷۵۰ھ	۳۵۰	[illegible] غازیچی شہید	
۳	حضرت قطب الدین بختیار کاکی خلیفہ حضرت سید خضر رومی قلندر	ربیع شنبہ سنہ ۵۸۱ھ	۱۴ ربیع الاول شب دوشنبہ سنہ ۶۳۴ھ	۵۱ سال	دہلی	
۴	حضرت شاہ بو علی قلندر خلیفہ حضرت سید خضر رومی قلندر	سنہ ۶۰۳ھ	۱۳ رمضان روز پنجشنبہ سنہ ۷۲۴ھ	۹۴ سال	پانی پت	
۵	حضرت سید نجم الدین غوث الدہر قلندر	سنہ ۶۳۷ھ	۲۰ ذی الحجہ روز چہار شنبہ ۸۳۷ھ	۲۰۰ سال	گڑھ مانڈو صوبہ مالوہ	
۶	حضرت شیخ ادھن بن بہاء الدین جونپوری خلیفہ حضرت غوث		سنہ ۹۷۰ھ		جونپور	نزد بعضے [illegible]
۷	حضرت مخدوم قطب الدین بینادل قلندر سرانداز غوثی جونپوری	سنہ ۷۶۰ھ	۲۵ شعبان سنہ ۹۲۵ھ	۱۴۹ سال وبقولے ۲۰۰ سال	جونپور قریب چلجانا	
۸	حضرت شیخ نصیر الحق والدین عرف شاہ نصیر قلندر خویش وخلیفہ حضرت بینادل		۲۵ جمادی الاولیٰ ۹۵۱ھ		قصبہ سنگو ضلع جونپور	
۹	حضرت شاہ نور الحق والدین عرف شاہ نور قلندر نبیسہ وخلیفہ حضرت بینادل		۲۲ صفر سنہ ۹۶۳ھ		ظفر پور متصل سرہرپور ضلع فیض آباد	
۱۰	حضرت شیخ محمد قطب قلندر	تخمیناً سنہ ۸۴۰ھ	۹ ذیقعدہ سنہ ۹۳۰ھ	۹۰ سال	جونپور حظیرہ [illegible]	
۱۱	حضرت شیخ الاسلام شاہ عبدالسلام قلندر	سنہ ۸۶۱ھ	۱۵ ذیقعدہ روز دوشنبہ سنہ ۹۷۶ھ	۱۱۵ سال	جونپور	
۱۲	حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی خلیفہ حضرت شیخ الاسلام	سنہ ۸۶۰ھ	۲۳ جمادی الآخرہ روز سہ شنبہ سنہ ۹۴۵ھ	۸۵ سال	گنگوہ	
۱۳	حضرت شیخ عبدالرزاق امیٹھوی خلیفہ حضرت شیخ الاسلام		۲۸ ذیقعدہ سنہ ۱۰۰۰ھ		امیٹھی ضلع لکھنؤ	

نمبرشمار	اسمائے شریفہ	سنہ وتاریخ ولادت	سنہ وتاریخ وفات	مدت عمر	مدفن	اختلاف
۱۴	حضرت سلطان محمود جونپوری خلیفہ حضرت شیخ الاسلام	سنہ ۹۲۷	۱۵ شعبان سنہ ۹۹۷	۷۰ سال	چاچکپور محلہ جونپور	
۱۵	حضرت شیخ محمود قلندر لکھنوی خلیفہ حضرت شیخ الاسلام	سنہ ۸۸۶	۲۱ شعبان سنہ ۹۸۶	۱۰۰ سال	لکھنو بنگالی باغ	
۱۶	حضرت امام عبدالرحمن جانباز قلندر لاہرپوری خلیفہ حضرت شیخ الاسلام	سنہ ۸۶۱	۱۲ ذیحجہ سنہ ۹۷۶	۱۱۵ سال	لاہرپور ضلع سیتاپور	
۱۷	حضرت شاہ عبدالسمیع قلندر خلف و خلیفہ جانشین امام جانباز	سنہ ۹۴۶	۱۲ رجب سنہ ۱۰۱۶	۷۰ سال	لاہرپور عقب مسجد قطب جہان	
۱۸	حضرت شیخ محمد قلندر خلف و خلیفہ حضرت شاہ عبدالسمیع قلندر		۲۴ جمادی الآخر سنہ ۱۰۱۹		لاہرپور	
۱۹	حضرت شیخ غلام محمد قلندر		سنہ ۱۰۷۹		لاہرپور	
۲۰	حضرت حاجی عبداللطیف قلندر	سنہ ۹۴۹	غرہ ربیع الاول سنہ ۱۰۴۹	۱۰۰ سال	لاہرپور دائرہ حضرت قطب جہان	
۲۱	حضرت سید خضر ابن سید الہدیہ شہید سامانی خلیفہ قطب جہان	سنہ ۹۱۹	بروز عاشورہ محرم سنہ ۹۹۳	۷۴ سال	ہرگام ضلع سیتاپور	
۲۱	حضرت قطب العالم شیخ عبدالقدوس قلندر جونپوری	سنہ ۹۴۲	۱۲ شوال روز یکشنبہ سنہ ۱۰۵۲	۱۱۰ سال	جونپور حظیرہ حضرت بنیادل	
۲۳	حضرت سید راجی احمد مانکپوری خلیفہ حضرت قطب العالم		۱۵ جمادی الاول سنہ ۱۰۴۰		مانکپور	
۲۴	حضرت ملا عطاء اللہ خلیفہ حضرت قطب العالم		۵ ربیع الآخر سنہ ۱۰۶۳		لکھنؤ	
۲۵	حضرت شیخ ابوسعید لاہرپوری خلیفہ حضرت قطب العالم		۲۹ شعبان شب جمعہ سنہ ۱۰۳۹		لاہرپور دائرہ حضرت قطب جہان	
۲۶	حضرت دیوان عبدالرشید جونپوری خلیفہ حضرت قطب العالم	۱۰ ذیقعدہ سنہ ۱۰۰۰	۹ رمضان روز جمعہ سنہ ۱۰۸۳	۸۲ سال ۹ ماہ	جونپور محلہ رشیدآباد	

نمبر شمار	اسمائے شریفہ	سنہ و تاریخ ولادت	سنہ و تاریخ وفات	مدت عمر	مدفن	اختلاف
۲۷	حضرت شیخ محمد ارشد خلف آنحضرت	سنہ ۱۱۴۱ھ	۲۴ جمادی الآخر سنہ ۱۲۱۳ھ	۷۲ سال	جونپور محلہ رشید آباد	
۲۸	حضرت شاہ غلام رشید جونپوری	۱۰ ربیع الاول روز شنبہ سنہ ۱۱۹۶ھ	۵ صفر سنہ ۱۲۶۷ھ	۷۰ سال ۱۱ ماہ	״	
۲۹	حضرت شاہ فصیح الدین		۲۶ شعبان سنہ ۱۲۰۶ھ		״	
۳۰	حضرت شاہ سید بخش	سنہ ۱۱۵۴ھ	۲۵ شوال روز دوشنبہ سنہ ۱۲۲۴ھ	۷۰ سال	بھن بارہ تکیہ حیدری ضلع سارن	
۳۱	حضرت شاہ امیر الدین		۹ محرم سنہ ۱۲۶۵ھ		جونپور محلہ رشید آباد	
۳۲	حضرت شاہ غلام معین الدین عرف شاہ امید علی جونپوری		۱۶ ذی الحجہ سنہ ۱۳۰۷ھ		بھن بارہ تکیہ حیدری ضلع سارن	
۳۳	حضرت سید العرفا شاہ مجتبیٰ معروف بشاہ مجا قلندر لاہرپوری خلیفہ رشید حضرت قطب العالم	سنہ ۱۰۲۱ھ	۱۵ ربیع الآخر روز جمعہ سنہ ۱۰۸۴ھ	۶۳ سال	لاہرپور	
۳۴	حضرت شاہ عبد الرسول قلندر کھپنڈوی خلیفہ حضرت سید العرفا		۲۸ ذی الحجہ		جگیر متصل روضہ مخدوم اخی جمشید	
۳۵	حضرت شاہ یحییٰ قلندر لاہرپوری خلیفہ حضرت شاہ عبد الرسول قلندر		۷ صفر سنہ ۱۱۴۰ھ		لاہرپور باغ شیخ ابو المعالی	
۳۶	حضرت شاہ نجم الدین قلندر خلف و خلیفہ حضرت شاہ یحییٰ قلندر	سنہ ۱۱۱۱ھ	۱۹ ذیقعدہ سنہ ۱۱۹۱ھ	۸۰ سال	قصبہ بسوان ضلع سیتاپور	
۳۷	حضرت سید درگاہی بلگرامی خلیفہ حضرت شاہ عبد الرسول قلندر		سنہ ۱۱۲۰ھ		بلگرام ضلع ہردوئی	
۳۸	حضرت شاہ محمد فاضل قلندر خلیفہ حضرت شاہ عبد الرسول قلندر		۹ رمضان شب پنجشنبہ سنہ ۱۱۴۰ھ		شاہ ڈہورہ ضلع انبالہ	
۳۹	حضرت خواجہ عماد الدین قلندر	سنہ ۱۱۷۵ھ	۲ جمادی الاول سنہ ۱۲۲۴ھ	۴۹ سال	قصبہ پھلواڑی ضلع پٹنہ	
۴۰	حضرت شاہ محب اللہ قلندر	۱۱ ربیع الآخر جمعہ سنہ ۱۰۹۸ھ	۲ جمادی الآخر شنبہ سنہ ۱۱۹۱ھ	۹۳ سال	״	
۴۱	حضرت شاہ نعمت اللہ قلندر	۴ محرم دوشنبہ سنہ ۱۱۶۰ھ	۲۹ شعبان پنجشنبہ سنہ ۱۲۴۷ھ	۸۶ سال ۸ ماہ	״	
۴۲	حضرت شاہ ابو الحسن فرد	۱۰ رجب پنجشنبہ سنہ ۱۱۹۱ھ	۴ محرم پنجشنبہ سنہ ۱۲۶۵ھ	۷۳ سال، ۷ ماہ	״	

نمبر شمار	آسمائے شریفہ	سنہ و تاریخ ولادت	سنہ و تاریخ وفات	مدت عمر	مدفن	اختلاف
۴۳	حضرت شاہ نور العین	۱۱ ذی الحجہ سنہ ۱۲۳۶ھ	۲۶ ربیع الآخر سنہ ۱۲۶۸ھ	۳۲ سال ۴ ماہ	قصبہ پھلواری ضلع پٹنہ	
۴۴	حضرت شاہ علی حبیب نصر	۵ رمضان چار شنبہ سنہ ۱۲۴۹ھ	۲۷ ربیع الاول دو شنبہ سنہ ۱۲۹۹ھ	۵۰ سال ۷ ماہ	״	
۴۵	حضرت شاہ عبد الحق	غرہ شوال پنجشنبہ سنہ ۱۲۸۳ھ	۱۵ صفر دو شنبہ سنہ ۱۳۰۲ھ	۱۸ سال ۷ ماہ	״	
۴۶	حضرت شاہ نور الحق ابدال قلندر	جمادی الآخر سنہ ۱۱۵۶ھ	۱۴ شعبان یکشنبہ سنہ ۱۲۳۳ھ	۷۶ سال ۲ ماہ	״	
۴۷	حضرت شاہ ظہور الحق قلندر	۲۷ محرم سنہ ۱۱۸۵ھ	۱۲ ذیقعدہ شنبہ سنہ ۱۲۳۴ھ	۴۸ سال ۱۰ ماہ	״	
۴۸	حضرت شاہ نصیر الحق قلندر	۳ جمادی الآخر سنہ ۱۲۰۹ھ	۲۸ شوال سنہ [illegible]	[illegible] سال ۵ ماہ	״	
۴۹	حضرت شاہ امیر الحق قلندر	۶ ذیقعدہ سنہ ۱۲۲۷ھ	۱۵ محرم سنہ ۱۳۰۲ھ	۷۵ سال ۲ ماہ	״	
۵۰	حضرت قاضی معین الدین عرف قاضی مینا قلندر مہونوی خلیفہ حضرت سید العرفا	سنہ ۱۰۳۲ھ	۱۴ ربیع الآخر دو شنبہ سنہ ۱۱۲۹ھ	۹۶ سال	قصبہ مہونہ ضلع لکھنؤ	
۵۱	حضرت قاضی محمد تقی قلندر خلف و خلیفہ حضرت قاضی مینا قلندر	سنہ ۱۰۷۲ھ	۷ ذی الحجہ دو شنبہ سنہ ۱۱۷۶ھ	۱۰۴ سال	״	
۵۲	حضرت شاہ حمایت اللہ قلندر خلیفہ حضرت قاضی محمد تقی قلندر		۲۲ رمضان سنہ ۱۱۸۴ھ		بہوتی ضلع اناؤ	
۵۳	حضرت شاہ بدیع اللہ قلندر خلیفہ حضرت قاضی محمد تقی قلندر		سنہ ۱۲۱۳ھ		لکھنؤ کٹرہ بیزن بیگ	
۵۴	حضرت شاہ غلام علی خلیفہ حضرت شاہ بدیع اللہ قلندر		سنہ ۱۲۲۲ھ		״	
۵۵	حضرت شاہ محمد عاشق قلندر خلیفہ حضرت سید العرفا		۱۲ محرم		لاہرپور حریم روضہ حضرت سید العرفا	
۵۶	حضرت شاہ محمد ماہ قلندر لاہرپوری خلیفہ حضرت شاہ عاشق قلندر	سنہ ۱۰۵۷ھ	۲۶ رجب سنہ ۱۱۲۰ھ	۶۳ سال	لاہرپور باغ شیخ ابو المعالی	
۵۷	حضرت شاہ رحم رحمن قلندر خلیفہ حضرت شاہ معشوق انور قلندر	سنہ ۱۱۰۰ھ	۲۰ شوال سنہ ۱۱۹۱ھ	۹۱ سال	قصبہ لسوان ضلع سیتاپور	
۵۸	حضرت شاہ صبغت اللہ قلندر		۱۳ محرم سنہ ۱۲۱۱ھ		کاکوری شیخ سعدی محلہ	

نمبر شمار	اسمائے شریفہ	سنہ و تاریخ ولادت	سنہ و تاریخ وفات	مدت عمر	مدفن	اختلافات
۵۹	حضرت شاہ میر محمد قلندر	۵ رجب سنہ ۱۱۶۴	۸ جمادی الاولی دوشنبہ سنہ ۱۲۴۴	۷۹ سال ۱۰ ماہ	کاکوری در روضہ حضرت [illegible]	
۶۰	حضرت شاہ حسین بخش شہید خلف و خلیفہ حضرت شاہ میر محمد قلندر کاکوروی	سنہ ۱۲۰۳	۲۹ جمادی الاولی سنہ ۱۲۵۸	۵۵ سال	اٹاوہ	
۶۱	حضرت شاہ حسن بخش نبیرہ حضرت شاہ میر محمد قلندر	۲۳ صفر سنہ ۱۲۲۱	۱۹ جمادی الاولی شنبہ سنہ ۱۳۰۱	۸۰ سال	عیدگاہ مین پوری	
۶۲	حضرت شاہ کرامت علی کاکوروی خلیفہ شاہ میر محمد قلندر		۴ جمادی الآخر دوشنبہ سنہ ۱۲۶۴		کاکوری شیخ سعدی محلہ	
۶۳	حضرت شاہ ابو نجیب قلندر اٹھوی خلیفہ حضرت سید العرفا		۸ جمادی الآخر		اٹھی ضلع لکھنؤ	
۶۴	حضرت شاہ یوسف قلندر اٹھوی خلیفہ حضرت سید العرفا		۱۳ ذیقعدہ چہارشنبہ سنہ ۱۱۰۶		//	
۶۵	حضرت امیر سید محمد ماہ قلندر الہ آبادی خلیفہ حضرت سید العرفا	سنہ ۱۰۱۵	۲۶ رمضان دوشنبہ سنہ ۱۱۴۰	۱۲۵ سال	بڈگانون ضلع الہ آباد	
۶۶	حضرت رئیس العارفین شاہ فتح قلندر جونپوری	تخمیناً سنہ ۱۰۳۰	۲۲ شعبان جمعہ سنہ ۱۱۱۸	۸۸ سال	قلندرپور تحصیل نظام آباد ضلع اعظم گڈھ	
۶۷	حضرت شاہ بہاء اللہ قلندر		۷ رمضان سنہ ۱۱۴۵		//	
۶۸	حضرت شاہ پیر محمد قلندر	سنہ ۱۱۸۱	۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۲۰۹	۴۸ سال	//	
۶۹	حضرت شاہ محمد فاضل قلندر	سنہ ۱۰۹۶	۲ شعبان سنہ ۱۱۶۳	۶۷ سال	//	
۷۰	حضرت شاہ علیم اللہ قلندر صاحبزادگان حضرت رئیس العارفین	سنہ ۱۰۹۸	سنہ ۱۱۵۳	۵۵ سال	//	
۷۱	حضرت سید محمد آصف قلندر خلیفہ حضرت رئیس العارفین		سنہ ۱۱۴۲		//	
۷۲	حضرت غوث العالمین شاہ الہدیہ احمد قلندر لاہرپوری خلیفہ حضرت رئیس العارفین	تخمیناً سنہ ۱۰۸۵	۲۲ ذی الحجہ روز دوشنبہ سنہ ۱۱۴۷	۶۲ سال	لاہرپور پہلوی حضرت سید العرفا	

نمبر شمار	اسمائے شریفہ	سنہ و تاریخ ولادت	سنہ و تاریخ وفات	مدت عمر	مدفن	اختلاف
۷۳	حضرت حجۃ العارفین شاہ عبد الرحمن قلندر ثانی خلف اکبر و خلیفہ جانشین حضرت غوث العالمین	سنہ ۱۱۱۷	۲۷ محرم روز پنجشنبہ سنہ ۱۱۹۹	۸۲ سال	لاہرپور حریم روضہ سید العرفا	
۷۴	حضرت شاہ سلطان مہدی قلندر خلف و خلیفہ حضرت حجۃ العارفین		۱۲ جمادی الآخر		″	
۷۵	حضرت شاہ علاء الدین عرف شاہ غلام حضرت قلندر	سنہ ۱۱۹۷	۱۵ جمادی الآخر سنہ ۱۲۲۲	۲۵ سال	″	
۷۶	حضرت شاہ عبد الرحمن قلندر ثالث عرف حاجی میان		۸ ذیقعدہ روز دوشنبہ سنہ ۱۲۸۷		″	
۷۷	حضرت شاہ عبد اللہ قلندر خلف حضرت شاہ مجتبیٰ ابن غوث العالمین و خلیفہ حضرت حجۃ العارفین		۱۷ ذیقعدہ روز شنبہ سنہ ۱۲۲۵		″	
۷۸	حضرت شاہ عبد اللطیف قلندر خلیفہ حضرت حجۃ العارفین		۸ شعبان چہار شنبہ سنہ ۱۲۳۴		″	
۷۹	حضرت سید حامد ہرگامی خلیفہ حضرت حجۃ العارفین		۲۸ ذیحجہ سنہ ۱۲۴۱			
۸۰	حضرت شاہ عبد الواحد قلندر خلیفہ حضرت غوث العالمین	سنہ ۱۱۱۵	۵ رجب سنہ ۱۱۸۵	۷۰ سال	لکھنؤ دائرہ حضرت شاہ پیر محمد	
۸۱	حضرت سید الہدیہ ہرگامی خلیفہ حضرت غوث العالمین		۱۹ شوال سنہ ۱۱۵۵		دہلی	
۸۲	حضرت قاضی مبارک گوپاموی خلیفہ حضرت غوث العالمین		۵ شوال سنہ ۱۱۶۲		گوپامئو	
۸۳	حضرت شاہ کڑک مجذوب		۱۹ ذیحجہ سنہ ۱۲۰۰		قطب نگر	

نمبر شمار	اسمائے شریفہ	سنہ و تاریخ ولادت	سنہ و تاریخ وفات	مدت عمر	مدفن	اختلاف
۸۴	حضرت کلید عرفان سیدنا شاہ باسط علی قلندر الہ آبادی خلیفہ رشید حضرت غوث العالمین	سنہ ۱۱۴	۱۷ ذیحجہ روز شنبہ سنہ ۱۱۹۶	۵۶ سال	دمگڈہ شریف ضلع الہ آباد	
۸۵	حضرت سید محمد وارث قلندر		غرہ رمضان سنہ ۱۱۷۱		//	
۸۶	حضرت سید محمد واصل عرف شاہنشاہ قلندر برادر خورد حضرت کلید عرفان		۲ ذیحجہ روز چارشنبہ سنہ ۱۱۶۸		//	
۸۷	حضرت شاہ عطا علی قلندر خلیفہ و برادر زادہ حضرت کلید عرفان	۱۶ ذیحجہ سہ شنبہ سنہ ۱۱۵۲	۲۵ ذیحجہ یکشنبہ سنہ ۱۱۹۱	۳۹ سال	//	
۸۸	حضرت قطب الوقت سیدنا شاہ مسعود علی قلندر خلف اکبر و خلیفہ جانشین حضرت کلید عرفان	۲۳ محرم روز یکشنبہ سنہ ۱۱۶۵	۲۵ جمادی الاولی روز دوشنبہ سنہ ۱۲۲۱	۵۵ سال ۵ ماہ	// //	
۸۹	حضرت ابو الوقت سیدنا شاہ علی مظہر قلندر خلف اکبر و خلیفہ جانشین حضرت قطب الوقت	سنہ ۱۱۹۰	۲۰ رجب روز چارشنبہ سنہ ۱۲۶۹	۷۹ سال	بڈگانون ضلع الہ آباد	
۹۰	حضرت شاہ علی اکبر قلندر خلف اصغر حضرت قطب الوقت	سنہ ۱۲۱۵	۲۶ ذیقعدہ سنہ ۱۲۹۷	۸۲ سال	دمگڈہ شریف	
۹۱	حضرت شاہ قطب اعظم	سنہ ۱۲۸۷	۷ ذیحجہ سنہ ۱۳۰۹	۲۲ سال	//	
۹۲	حضرت شاہ خدا بخش قلندر خلیفہ و خلف اصغر حضرت کلید عرفان		۱۹ ربیع الاول روز دوشنبہ سنہ ۱۲۳۷		//	
۹۳	حضرت شاہ عبد القادر قلندر جونپوری خلیفہ حضرت کلید عرفان		سنہ ۱۲۰۲		سوگھرپور ضلع جونپور	
۹۴	حضرت عارف باللہ شاہ محمد کاظم قلندر علوی خلیفہ رشید حضرت کلید عرفان	۱۷ رجب روز دوشنبہ سنہ ۱۱۵۸	۲۰ ربیع الآخر روز سہ شنبہ سنہ ۱۲۲۱	۶۳ سال ۹ ماہ	کاکوری	

نمبر شمار	اسمائے شریفہ	سنہ و تاریخ ولادت	سنہ و تاریخ وفات	مدت عمر	مدفن	اختلاف
۹۵	حضرت باقی باللہ مولانا شاہ حمایت علی قلندر خلیفہ و خلف اوسط حضرت عارف باللہ	سنہ ۱۱۸۵ھ	۲۵ رجب روز جمعہ سنہ ۱۲۲۶ھ	۴۱ سال	کاکوری روضۂ حضرت عارف باللہ جانب غرب	
۹۶	حضرت شاہ حکیم باسط قلندر خلف اصغر حضرت عارف باللہ		۲۳ صفر روز چہارشنبہ سنہ ۱۲۳۵ھ		کاکوری روضۂ حضرت غوث ملت جانب مشرق پائین شان	
۹۷	حضرت شاہ بہرام علی قلندر علوی کاکوروی داماد و خلیفہ حضرت عارف باللہ		۱۵ ربیع الاول روز دوشنبہ سنہ ۱۲۵۶ھ		پیش درگاہ حضرت غوث ملت	
۹۸	حضرت شاہ نظام علی قلندر نبیرہ حضرت عارف باللہ		۱۹ ربیع الاول روز دوشنبہ سنہ ۱۲۷۹ھ		؍؍	
۹۹	حضرت شاہ عاشق اللہ قلندر خلیفہ حضرت عارف باللہ		۱۴ رمضان روز یکشنبہ سنہ ۱۲۲۱ھ		قریب زینہ مسجد خانقاہ شریف	
۱۰۰	حضرت شاہ انشاء اللہ قلندر خلیفہ حضرت عارف باللہ		۱۱ رجب روز یکشنبہ سنہ ۱۲۵۱ھ		؍؍	
۱۰۱	حضرت مولوی شاہ احمدی کرسوی خلیفہ حضرت عارف باللہ			۶۷ سال	کرسی ضلع بارہ بنکی محلہ قاضی ٹولہ	
۱۰۲	حضرت شیخ طفیل علی کاکوروی خلیفہ حضرت عارف باللہ		۷ ربیع الاول سنہ ۱۲۲۳		کاکوری	
۱۰۳	مولوی شفاعت علی کاکوروی	سنہ ۱۱۸۵ھ	۹ ربیع الآخر سنہ ۱۲۸۵ھ	۶۵ سال	گورکھپور	
۱۰۴	حضرت غوث ملت شاہ تراب علی قلندر خلف اکبر و خلیفہ جانشین حضرت عارف باللہ	سنہ ۱۱۸۱ھ	۵ جمادی الاولی روز یکشنبہ سنہ ۱۲۷۵ھ	۹۴ سال	کاکوری	

نمبر شمار	اسمائے شریفہ	سنہ و تاریخ ولادت	سنہ و تاریخ وفات	مدت عمر	مدفن	اختلاف
۱۰۵	حضرت شاہ علی نقی یاور خلیفہ حضرت غوث ملت		۶ ربیع الآخر شب شنبہ سنہ ۱۲۸۰		کاکوری محلہ دلی نگر	
۱۰۶	حضرت مولوی حافظ شاہ وجیہ الدین خلیفہ حضرت غوث ملت	سنہ ۱۲۲۹	یکم ربیع الاول پنجشنبہ سنہ ۱۳۰۵	۷۶ سال	کاکوری خطیرہ بزرگان خود	
۱۰۷	حضرت مولوی شاہ جمیل الدین خلیفہ حضرت غوث ملت	سنہ ۱۲۲۰	۱۳ شعبان روز دوشنبہ سنہ ۱۲۵۵	۳۶ سال	سندیلہ ضلع ہردوئی	
۱۰۸	حضرت شاہ یار علی بیگ قلندر		سنہ ۱۲۵۶ – ۱۲۵۷		جوار روضہ حضرت غوث ملت	
۱۰۹	حضرت شاہ محمد قلندر		سنہ ۱۲۵۸	قریب ۸۰ سال	″	
۱۱۰	حضرت شاہ غلام مرتضے قلندر	سنہ ۱۲۲۲	سنہ ۱۲۸۵	۶۳ سال	موضع چنیرہ ضلع باندہ	
۱۱۱	مولوی ہادی علی ہفت قلم	سنہ ۱۲۱۴	پندرہ رجب شب جمعہ سنہ ۱۲۸۶	۷۲ سال	کاکوری تکیہ شریف	
۱۱۲	حضرت قطب الافراد شاہ حیدر علی قلندر خلف اکبر و خلیفہ جانشین حضرت غوث ملت	۸ شعبان سنہ ۱۲۰۵	۲۰ شوال شب شنبہ سنہ ۱۲۸۴	۷۹ سال ۳ ماہ	کاکوری	
۱۱۳	حضرت مقتدائے جہان شاہ تقی علی قلندر خلف اصغر و خلیفہ حضرت غوث ملت	۱۷ رجب سنہ ۱۲۱۳	۱۷ رجب روز چارشنبہ سنہ ۱۲۹۰	۷۷ سال	″	
۱۱۴	قاضی خواجہ محمد ملکاپوری	سنہ ۱۲۲۳	۲۳ جمادی الآخر سنہ ۱۲۹۳	۷۰ سال	ملکاپور	
۱۱۵	مولوی شاہ رکن الدین لاہرپوری خلیفہ حضرت مقتدائے جہان	غرہ محرم روز دوشنبہ سنہ ۱۲۴۴	۱۹ شعبان شنبہ سنہ ۱۳۰۶	۶۱ سال ۸ ماہ	لاہرپور	
۱۱۶	حضرت شاہ واجد علی قلندر خلیفہ حضرت شاہ رکن الدین قلندر	سنہ ۱۲۴۲	۳ جمادی الاولی سنہ ۱۳۱۱	۶۹ سال	در روضہ حضرت فخر الکاملین	
۱۱۷	مولوی شاہ محمد اسماعیل خلف و خلیفہ حضرت شاہ رکن الدین قلندر	۱۹ شعبان روز سہ شنبہ سنہ ۱۲۷۷	۱۱ شعبان [illegible]	۴۸ سال ۱۱ ماہ ۲۴ یوم	[illegible]	

نمبر شمار	اسماے شریفہ	سنہ و تاریخ ولادت	سنہ و تاریخ وفات	مدت عمر	مدفن	اختلاف
۱۱۸	حضرت فخر الکاملین شاہ علی اکبر قلندر خلف اکبر و خلیفہ جانشین حضرت قطب الافراد	۱۱ ربیع الاول روز دوشنبہ سنہ ۱۲۴۹	۱۷ رجب روز چہارشنبہ سنہ ۱۳۱۴	۶۴ سال ۵ ماہ	کاکوری	
۱۱۹	مولوی حکیم محمد حبیب علی خلیفہ حضرت فخر الکاملین	۵ جمادی الآخر روز چہارشنبہ سنہ ۱۲۶۴	۲۵ ذیقعدہ روز پنجشنبہ سنہ ۱۳۳۰	۶۵ سال ۵ ماہ	اٹاوہ	
۱۲۰	مولوی شاہ سکندر علیخان خلیفہ حضرت فخر الکاملین	۵ رجب روز شنبہ سنہ ۱۲۶۳	۱۷ شعبان سنہ ۱۳۱۴	۵۱ سال یکماہ	بمبئی	
۱۲۱	حضرت مولوی شاہ فضل علی نبیرۂ حضرت شاہ کرامت علی و خلیفہ حضرت فخر الکاملین	سنہ ۱۲۳۵	۶ صفر شنبہ سنہ ۱۳۱۱	۷۶ سال	کاکوری اندرون روضہ جد بزرگوار خود	
۱۲۲	حضرت مولوی شاہ سلیم الدین خلیفہ حضرت فخر الکاملین		۱۷ جمادی الآخر سنہ ۱۳۱۳		کاکوری	
۱۲۳	شاہ ارادت اللہ خلیفہ حضرت فخر الکاملین	سنہ ۱۲۳۰	۱۰ جمادی الاول روز پنجشنبہ سنہ ۱۳۳۲	۱ سال	محمدی ضلع کھیری	
۱۲۴	حضرت قطب الاقطاب مولانا حافظ شاہ محمد علی انور قلندر خلف و خلیفہ و جانشین حضرت فخر الکاملین قدس سرہ	۱۱ ربیع الآخر روز جمعہ سنہ ۱۲۶۹	۲ محرم روز جمعہ سنہ ۱۳۲۴	۵۴ سال ۹ ماہ	کاکوری	
۱۲۵	جناب منشی محمد وہاج الدین صاحب کاکوری خلیفہ حضرت قطب الاقطاب	سنہ ۱۲۷۱	۳ جمادی الاولی اپ خنبہ سنہ ۱۳۳۱	۶ سال	اندرون حریم روضہ حضرت قطب الاقطاب	

جدول تواریخ و سنین ولادت و وفات و مدفن بعضے اصحاب کرام و اولیاء عظام و علمای ذوی الاحترام و صلحای انام جنکے نام اس کتاب مین ضمناً آگئے ہین

نمبر شمار	اسمائے شریفه	سنه و تاریخ ولادت	سنه و تاریخ وفات	مدت عمر	مدفن	اختلاف
۱	حضرت امیر المومنین ابو بکر صدیق	۲ سال ۴ ماه بعد عام الفیل	۲۲ جمادی الآخر سنه ۱۳ھ	۶۳ و بقولے ۶۱ سال	مدینه منوره روضه نبوی صلی الله علیه وسلم	
۲	حضرت ابراہیم ابن ادہمؒ	غره شوال سنه ۱۵۹ھ	۲۰ جمادی الاول سنه ۲۶۲ھ	۱۰۴ سال ۸ ماه	قلعه سوقین نزد بعضے در شام قریب مزار حضرت لوطؑ	نزد بعضے سنه ۲۶۶ھ و سنه ۲۶۷ھ و سنه ۱۸۵ھ سال وفات
۳	حضرت ابو تراب نخشبیؒ	سنه ۱۶۵ھ	۱۷ جمادی الاول سنه ۲۴۵ھ	۸۰ سال	بصره	
۴	حضرت ابو سعید خرازؒ		سنه ۲۸۶ھ		بغداد یا مکه مکرمه	نزد بعضے سنه ۲۷۹ھ یا سنه ۲۸۵ھ
۵	حضرت امام ابو اللیث سمرقندی		۱ جمادی الآخر شب سه شنبه سنه ۳۷۳ھ		نواح بلخ	
۶	حضرت ابو بکر شبلیؒ	سنه ۲۴۷ھ	۲۷ ذی الحجه سنه ۳۳۴ھ	۸۷ سال	بغداد	
۷	حضرت ابو اسحاق گازرونیؒ		۲ ذیقعده سنه ۴۲۳ھ		دمشق	نزد بعضے سنه ۴۲۶ھ روز پنجشنبه
۸	حضرت ابو الحسن خرقانیؒ	سنه ۳۵۲ھ	محرم شب سه شنبه سنه ۴۲۵ھ	۷۳ سال	خرقان	نزد بعضے سنه ۴۱۸ھ یا ۱۰ رمضان سنه ۴۲۴ھ
۹	حضرت شیخ احمد جامؒ	سنه ۴۴۱ھ	۱۵ شوال سنه ۵۳۶ھ	۹۵ سال	جام	نزد بعضے سنه ۵۳۶ھ
۱۰	حضرت خواجه احمد یسویؒ		۲۷ شوال سنه ۵۶۲ھ		قصبه یسی	نزد بعضے شهر ترکستان مشهور است بلاد ترکستان
۱۱	حضرت شیخ ابو النجیب سهروردی		۱۷ جمادی الآخر سنه ۵۶۲ھ		بغداد	
۱۲	حضرت شیخ ابو السعود ابن الشبلؒ		سنه ۵۷۹ھ		”	
۱۳	حضرت اوحد الدین کرمانیؒ		سنه ۶۲۶ھ			نزد بعضے سنه ۶۳۴ھ سال وفات
۱۴	حضرت ابو الفتح مسکینؒ		سنه ۷۵۶ھ		ظفر آباد ضلع جونپور	
۱۵	حضرت احمد چرم پوشؒ		سنه ۷۷۶ھ		بہار	
۱۶	حضرت ابو المظفر شمس بلخی		۳ رمضان سنه ۸۰۸ھ		”	
۱۷	حضرت سید اشرف جہانگیرؒ	سنه ۶۸۸ھ	۲۷ محرم سنه ۸۰۸ھ	۱۲۰ سال	کچھوچھہ	نزد بعضے سنه ۸۹۹ھ سال وفات
۱۸	حضرت مخدوم اخی جمشیدؒ		ا شوال چہارشنبه سنه ۸۱۰ھ		راجگیر	

ملک واضح ہو کہ اس جدول کی ترتیب مین ان کتابون سے مدد لیگئی ہے اتحاف النبلا اخبار الاخیار اقتباس الانوار انوار العارفین اخبار الاجابہ تذکرہ اولیائے ہند تاریخ الاولیا تذکرۃ العابدین تحفۃ النور خزینۃ الاصفیا سبع اسرار عمدۃ الصحائف مآثر الکرام مقامات مظہری مرآۃ الکونین مسالک السالکین نفحات الانس وفیات الاخیار۔

نمبر شمار	اسمائے شریفہ	سنہ و تاریخ ولادت	سنہ و تاریخ وفات	مدت عمر	مدفن	اختلاف
۱۹	حضرت ابو اسحاق مغربی		۱۴ ربیع الآخر سنہ ۸۶۱ھ		بغداد	نزد بعضے سنہ ۸۷۰ھ
۲۰	حضرت ملا الٰہ داد جونپوری رح		سنہ ۹۲۳ھ		جونپور	نزد بعضے سنہ ۹۲۰ و سنہ ۹۳۲ھ
۲۱	حضرت سید ابراہیم ایرجی رح		۵ ربیع الآخر سنہ ۹۵۳ھ		دہلی	نزد بعضے سنہ ۹۲۵ھ
۲۲	حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی	۱۵ ذی الحجہ سنہ ۹۷۱ھ	۲۷ صفر سنہ ۱۰۳۴ھ	۶۳ سال	سرہند	
۲۳	حضرت شیخ امان پانی پتی رح		۱۲ ربیع الآخر سنہ ۹۵۷ھ		پانی پت	
۲۴	حضرت شیخ ابن حجر مکی رح		سنہ ۹۷۵ھ		مکہ معظمہ	
۲۵	حضرت ملا احمد عرف ملا جیون	۲۵ شعبان سہ شنبہ سنہ ۱۰۴۷ھ	۸ ذیقعدہ سنہ ۱۱۳۰ھ	۸۳ سال	امیٹھی ضلع لکھنؤ	
۲۶	حضرت شاہ احمد عبد الحق رح	۲۰ رجب دوشنبہ سنہ ۱۱۳۶ھ	۲۵ جمادی الآخری سنہ ۱۱۹۲ھ	۵۶ سال	پھلواری ضلع پٹنہ	
۲۷	حضرت مولوی احمدی رح	صفر سنہ ۱۱۷۰ھ	غرہ شعبان سنہ ۱۲۰۵ھ	۴۲ سال، ۷ ماہ	”	
۲۸	حضرت حاجی امین الدین محدث کاکوروی	۱۳ ربیع الآخر سنہ ۱۱۶۴ھ	۲۲ محرم سنہ ۱۲۵۳ھ	۸۹ سال	کاکوری	
۲۹	حضرت شاہ ابو تراب رح	۲۷ شوال سہ شنبہ سنہ ۱۱۹۲ھ	۷ ربیع الآخر شنبہ سنہ ۱۲۷۰ھ	۷۷ سال ۶ ماہ	پھلواری (بہار)	
۳۰	حضرت شاہ آل احمد محدث رح	سنہ ۱۲۲۵ھ	سنہ ۱۲۹۵ھ	۷۰ سال	پھلواری	
۳۱	حضرت شیخ ابو سعید امیٹھوی		محرم یکشنبہ سنہ ۱۰۶۰ھ		امیٹھی ضلع لکھنؤ	
۳۲	حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ	۳ صفر جمعہ سنہ ۵۷ھ	۷ ربیع الاول سنہ ۱۱۳ھ	۵۶-۵۷ / ۶۰-۶۳	جنت البقیع	نزد بعضے ذی الحجہ سنہ ۱۱۴ھ و سنہ ۱۱۶ھ تاریخ وفات
۳۳	حضرت بایزید بسطامی رح	سنہ ۱۳۶ھ	۱۵ شعبان جمعہ سنہ ۲۶۱ھ	۱۲۵ سال	بسطام	نزد بعضے سنہ ۲۶۲ و سنہ ۲۶۹ھ سال وفات
۳۴	حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی	جمعہ ماہ رمضان سنہ ۵۶۶ھ یا ۵۶۵ھ	۷ صفر پنجشنبہ سنہ ۶۶۶ھ	۱۰۰ سال	ملتان حصار قدیم	نزد بعضے ۷ صفر سنہ ۶۶۱ھ یا ۶۶۵ سال وفات
۳۵	حضرت شیخ بدر الدین غزنوی		سنہ ۶۹۷ھ		دہلی	
۳۶	حضرت بدیع الدین شاہ مدار رح	سنہ ۷۱۶ھ یا ۷۱۵ھ	۷ جمادی الاولیٰ سنہ ۸۳۸ھ	۱۲۴ سال	مکنپور	نزد بعضے ۷ جمادی الاولیٰ
۳۷	حضرت بدر الدین بدر عالم رح		سنہ ۸۴۴ھ		بہار	
۳۸	حضرت مخدوم بہاء الحق خاصہ خدا		۲۷ ذی الحجہ سنہ ۹۲۲ھ		امیٹھی ضلع لکھنؤ	
۳۹	حضرت خواجہ باقی باللہ نقشبندی	سنہ ۹۷۱ھ	۲۵ جمادی الآخر سنہ ۱۰۱۲ھ	۴۱ سال	دہلی	
۴۰	حضرت شاہ پیر محمد لکھنوی رح	سنہ ۹۸۰ھ	۱۳ جمادی الآخر سنہ ۱۰۸۰ھ	۱۰۰ سال	لکھنؤ متصل امام باڑہ آصف الدولہ	نزد بعضے سنہ ۱۰۸۰ یا سنہ ۱۰۸۵ سال وفات
۴۱	حضرت شاہ پیر محمد سلونوی رح		۲۱ محرم سنہ ۱۰۴۷ھ		سلون	نزد بعضے سنہ ۱۰۹۹ سال وفات
۴۲	حضرت امام محمد تقی رضی اللہ عنہ	۱۰ رجب یا ۱۹ رمضان روز جمعہ سنہ ۱۹۵ھ	آخر ذی الحجہ سنہ ۲۲۰ھ	۲۵ سال	بغداد شریف	نزد بعضے ۸ ذیقعدہ تاریخ وفات

نمبر شمار	اسمائے شریفہ	سنہ و تاریخ ولادت	سنہ و تاریخ وفات	مدت عمر	مدفن	اختلاف
۴۳	حضرت شاہ تاج الدینؒ		۱۵ ذی الحجہ سنہ ۱۰۳۰ھ		جھونسی ضلع الہ آباد	نزد بعضی سنہ ۱۰۶۶ سال وفات
۴۴	مولوی تراب علی لکھنوی	سنہ ۱۲۱۳ھ	۱۲ صفر سنہ ۱۲۸۱ھ	۶۸ سال	محمد آباد ضلع اعظم گڈھ	
۴۵	حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ	۱۷ ربیع الاول دو شنبہ سنہ ۸۳ھ	۱۵ رجب دو شنبہ سنہ ۱۴۸ھ	۶۵ یا ۶۰ سال	جنۃ البقیع	نزد بعضی ۱۶ شوال سنہ ۱۴۰ھ سال وفات
۴۶	حضرت جنید بغدادیؒ	سنہ ۲۱۵ھ	۲۷ رجب سنہ ۲۹۷ھ	۸۲ سال	بغداد	نزد بعضی سنہ ۲۹۸ھ سال وفات
۴۷	حضرت شیخ جمال ہانسوی		سنہ ۶۵۹ھ		ہانسی حصار	
۴۸	حضرت مولانا جلال الدین رومی	۶ ربیع الاول سنہ ۶۰۴ھ	۵ جمادی الآخر سنہ ۶۶۶ھ	۶۲ سال	قونیہ	نزد بعضی سنہ ۶۷۱ یا ۶۷۲ھ
۴۹	حضرت شیخ جلال پانی پتی	سنہ ۶۵۰ھ	۱۳ ربیع الاول سنہ ۷۷۵ھ	۱۲۵ سال	پانی پت	نزد بعضی سنہ ۷۶۵ھ سال وفات
۵۰	حضرت سلطان جلال الدین قریشی		سنہ ۹۴۸ھ		مندو	
۵۱	حضرت بندگی جلال الحق قاضی خان	سنہ ۸۰۵ھ	۱۵ صفر سنہ ۹۹۴ھ	۱۸۹ سال	ظفرآباد ضلع جونپور	نزد بعضی سنہ ۹۹۰ یا ۹۴۴ھ
۵۲	حضرت بندگی جعفر ثانی		۲۸ صفر سنہ ۱۰۴۰ھ		قریب قصبہ متصل امیٹھی ضلع لکھنؤ	
۵۳	حضرت امام حسن علیہ السلام	۱۵ رمضان نزد بعضی ۱۵ شعبان سنہ ۳ھ	۸ صفر پنجشنبہ سنہ ۵۰ھ	۴۷ سال	جنۃ البقیع	نزد بعضی ربیع الاول ماہ وفات
۵۴	حضرت امام حسین علیہ السلام	۴ شعبان سہ شنبہ سنہ ۴ھ	۱۰ محرم جمعہ سنہ ۶۱ھ	۵۶-۵۷ سال	کربلائے معلے	
۵۵	حضرت حمدون قصار		۱۱ رمضان سنہ ۲۷۱ھ		ہرات - حیرہ	
۵۶	حضرت حسین ابن منصور حلاج	سنہ ۲۱۲ھ	۲۰ ذی الحجہ سنہ ۳۰۹ھ	۹۷ سال	بغداد	نزد بعضی ۲۴ ذیقعدہ سنہ ۳۰۷ھ
۵۷	مخدوم حسام الدین فتحپوری		سنہ ۸۰۰ھ		فتحپور	
۵۸	حضرت حسام الدین سلامتی		۹ ربیع الاول سنہ ۸۴۰ھ		جونپور	
۵۹	حضرت شیخ حسام الحق مانکپوری		۱۵ رمضان سنہ ۸۵۳ھ		مانکپور	نزد بعضی سنہ ۸۸۰ھ سال وفات
۶۰	حضرت شیخ حسین ابن معز شمس البلخی	سنہ ۷۵۴ھ	سنہ ۸۶۹ھ	۱۱۵ سال	بہار	
۶۱	حضرت شیخ حمید الدین ناگوری		۲۹ ربیع الآخر سنہ ۶۷۳ھ		ناگور	
۶۲	حضرت مولانا حمید الدین محدث کاکوروی	۲۷ رمضان سنہ ۱۱۳۲ھ	غرہ ذیقعدہ سنہ ۱۲۱۵ھ	۸۲ سال ۲ ماہ	کاکوری	
۶۳	حضرت ملا محمد حسن فرنگی محلی شارح سلم		۳ صفر سنہ ۱۱۹۹ھ		رامپور	
۶۴	حضرت مولوی حسین احمد محدث ملیح آبادی	۲۵ صفر سنہ ۱۲۰۱ھ	۴ رمضان سنہ ۱۲۷۵ھ	۷۴ سال	ملیح آباد ضلع لکھنؤ	
۶۵	حضرت شیخ خیر الدین احمد سعنبدی	سنہ ۶۷۱ھ	۱۷ رمضان سنہ ۷۴۱ھ	۷۰ سال	کنتور	
۶۶	حضرت حافظ خلیل الرحمن شہید کاکوروی		۱۵ ذیقعدہ سنہ ۱۱۵۱ھ		دہلی	

نمبر شمار	اسمائے شریفہ	سنہ و تاریخ ولادت	سنہ و تاریخ وفات	مدت عمر	مدفن	اختلاف
۶۷	حضرت شیخ درویش محمد اودھی		۱۴ صفر سنہ ۹۰۴ھ		فیض آباد	
۶۸	شاہزادہ داراشکوہ قادری	سنہ ۱۰۲۴ھ	یکم محرم سنہ ۱۰۷۰ھ	۴۶ سال	دہلی	
۶۹	حضرت بابا رتن ہندی		سنہ ۶۳۲ھ	۷۰۰ سال	موضع حاجی رتن متصل بھٹنڈہ ضلع پٹیالہ	
۷۰	حضرت خواجہ محمد رحیم		۱۲ شوال سنہ ۱۳۰۳ھ			
۷۱	حضرت شیخ رکن الدین رکن عالم ابو الفتح ملتانی	سنہ ۶۴۷ھ	۹ جمادی الاولیٰ سنہ ۷۳۵ھ	۸۸ سال	ملتان	
۷۲	حضرت شیخ رکن الدین ابو الفتح مسکین		۹ محرم سنہ ۷۹۶ھ		غرآباد - جونپور	
۷۳	ملا رکن الدین یک لکھی		سنہ ۸۲۰ھ		"	
۷۴	حضرت شیخ رکن الدین قدوسی	۵ جمادی الاولیٰ سنہ ۸۹۷ھ	۱۴ شوال سنہ ۹۸۳ھ	۸۶ سال	گنگوہ	
۷۵	مفتی رشید الدین خان		سنہ ۱۲۴۹ھ		دہلی	
۷۶	حضرت شاہ رحیم باسط		۷ جمادی الآخر سنہ ۱۳۱۱ھ		کاکوری	
۷۷	حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ	۵ شعبان پنجشنبہ سنہ ۳۳ھ	۱۸ محرم سنہ ۹۴ھ	۶۱-۶۲-۵۸ ۵۵ سال	جنۃ البقیع	بقولی سنہ ۳۸ سال ولادت و نزد بعضی سنہ ۹۵ یا سنہ ۱۰۰ سال وفات
۷۸	حضرت میر زاہد ہروی		سنہ ۱۱۰۱ھ		کابل	
۷۹	حضرت سلمان فارسی		۷ جمادی الآخر سنہ ۳۵ھ	۲۵۰ سال	کوفہ نزد بعضی مدائن	نزد بعضی ۱۰ رجب سنہ ۳۳ھ و مدفن قاہرہ
۸۰	حضرت خواجہ حسن بصری	سنہ ۲۱ھ	۴ محرم سنہ ۱۱۰ھ	۸۹ سال	بصرہ	نزد بعضی ۱۴ و بقولی غرہ رجب و بقولی ۵ رجب و بقولی ۱۰ ربیع الاول سنہ ۱۱۰ھ
۸۱	حضرت حکیم سنائی		۳ شوال سنہ ۵۲۵ھ		غزنی	
۸۲	حضرت شاہ سلیمان مستنجہی	سنہ ۵۰۰ھ	ذی الحجہ سنہ ۶۶۵ھ	۱۶۵ سال	کنتور	
۸۳	حضرت شیخ سعدی شیرازی	سنہ ۵۷۱ھ و نزد بعضی سنہ ۵۸۰ھ	۵ شعبان جمعہ سنہ ۶۹۰ھ	۱۲۰ سال	شیراز	نزد بعضی ۵ شوال سنہ ۶۹۱ سال وفات
۸۴	حضرت مخدوم شیخ سعد خیرآبادی	سنہ ۸۰۰ھ	۳ ربیع الاول سنہ ۹۲۲ھ	۱۲۰ سال	خیرآباد ضلع سیتاپور	نزد بعضی سنہ ۹۲۳ سال وفات
۸۵	حضرت قاری میر سعید الدین کاکوری	سنہ ۸۶۴ھ	ذیقعدہ سنہ ۹۵۶ھ	۹۲ سال	کاکوری	
۸۶	حضرت شیخ سیف الدین		۲۷ شعبان سنہ ۹۹۰ھ		دہلی	
۸۷	حضرت مخدوم شیخ سعدی کاکوروی		۳ ذی الحجہ سنہ ۱۰۰۲ھ		کاکوری	
۸۸	حضرت شیخ سیف الدین	سنہ ۱۰۴۹ھ	۹ جمادی الاول سنہ ۱۰۹۶ھ	۴۷ سال	سرہند	
۸۹	حضرت سرمد دہلوی		۲۴ شعبان سنہ ۱۰۷۲ھ		دہلی	نزد بعضی سنہ ۱۰۷۰ھ
۹۰	حضرت سعد اللہ معروف بہ شاہ گلشن شاعر		یکم جمادی الآخر سنہ ۱۱۴۱ھ			

نمبر شمار	اسمائے شریفہ	سنہ و تاریخ ولادت	سنہ و تاریخ وفات	مدت عمر	مدفن	اختلاف
۹۱	مفتی سعد اللہ مراد آبادی	۱۲۱۹ھ	۱۴ رمضان یکشنبہ ۱۲۹۴ھ	۷۵ سال	رامپور	
۹۲	مولوی سخاوت علی جونپوری	۱۲۲۵ھ	۴ شوال ۱۲۷۴ھ	۴۹ سال	مکہ معظمہ	
۹۳	حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی	ماہ رجب ۵۳۹ھ	غرہ محرم ۶۳۲ھ	۹۳ سال ۷ ماہ	بغداد درون شہر نزد بعضی سہرورد	نزد بعضی ۶۳۴ھ سال وفات
۹۴	حضرت شمس الدین تبریزی		۹ رجب دو شنبہ ۶۴۵ھ			نزد بعضی ۶۴۲ھ سال وفات
۹۵	حضرت شیخ شمس الدین ترک		۱۹ شعبان ۷۱۵ھ		پانی پت	نزد بعضی ۷۱۸ھ ″
۹۶	حضرت شرف الدین یحیی منیری	ماہ شعبان جمعہ ۶۶۱ھ یا ۶۶۲ھ	۶ شوال ۷۸۲ھ	۱۲۰ سال	بہار	نزد بعضی ۷۸۱ھ ″
۹۷	شہاب الدین ابن حجر عسقلانی	۲۳ شعبان ۷۷۳ھ	۲۸ ذی الحجہ ۸۵۲ھ	۷۸ سال ۵ ماہ	قاہرہ	
۹۸	حضرت شمس الدین حافظ شیرازی	۷۱۵ھ	۸ شعبان ۷۹۲ھ	۷۷ سال	شیراز	
۹۹	حضرت شمس الدین ڈھن ظفر آبادی	۷۴۳ھ	۸۴۳ھ	۱۰۰ سال	ظفر آباد ضلع جونپور	
۱۰۰	حضرت قاضی شہاب الدین ملک العلما		۲۵ شوال ۸۴۸ھ		جونپور	نزد بعضی ۸۴۲ھ یا ۸۴۶ھ سال وفات
۱۰۱	حضرت میر سید شریف جرجانی	۷۴۰ھ	۶ ربیع الاول ۸۱۶ھ	۷۶ سال	شیراز	نزد بعضے ۸۲۵ھ
۱۰۲	حضرت شاہ شمس الدین	۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۱۶۳ھ	۱۳ شعبان ۱۲۳۵ھ	۷۲ سال	کلکتہ	
۱۰۳	حضرت شیخ صدر الدین عارف	۶۱۱ھ	۲۳ ذی الحجہ سہ شنبہ ۶۸۴ھ	۷۳ سال	ملتان	
۱۰۴	حضرت مخدوم صدر الدین چراغ ہند ظفر آبادی	۷۰۵ھ	۸ ذیقعدہ ۷۷۰ھ	۶۵ سال	ظفر آباد ضلع جونپور	نزد بعضی ۷۹۰ھ یا ۷۹۶ھ سال وفات
۱۰۵	حضرت مخدوم شاہ صفی چشتی صفی پوری		۱۹ محرم ۹۳۳ھ		صفی پور ضلع اوناؤ	نزد بعضی ۸ محرم ۹۲۵ھ سال وفات
۱۰۶	حضرت حاجی صفت اللہ خیر آبادی	۱۰۷۰ھ	۱۴ ذیقعدہ جمعہ ۱۱۵۰ھ	۸۰ سال	خیر آباد ضلع سیتاپور	
۱۰۷	حضرت شیخ ضیاء الدین ابو نجیب سہروردی		۱۷ جمادی الآخر ۵۶۳ھ		بغداد	
۱۰۸	حضرت شاہ طیب بنارسی		۸ شوال ۱۰۴۲ھ		بنارس	
۱۰۹	شیخ ظہیر الدین ثانی	۷۰۱ھ	۱۷ رمضان ۷۷۳ھ	۷۲ سال	کنتور	
۱۱۰	حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ	غرہ محرم ۱۳ عام الفیل	یکم محرم شب سہ شنبہ ۲۳ھ	۶۳ سال	مدینہ منورہ روضہ نبوی صلعم	نزد بعضی ۲۴ ذی الحجہ تاریخ وفات
۱۱۱	حضرت عثمان ذو النورین رضی اللہ عنہ	۶ عام الفیل	۱۸ ذی الحجہ جمعہ ۳۵ھ	۸۲ سال وبقولے ۸۸ سال	جنة البقیع	نزد بعضی ۱۸ ذی الحجہ تاریخ وفات

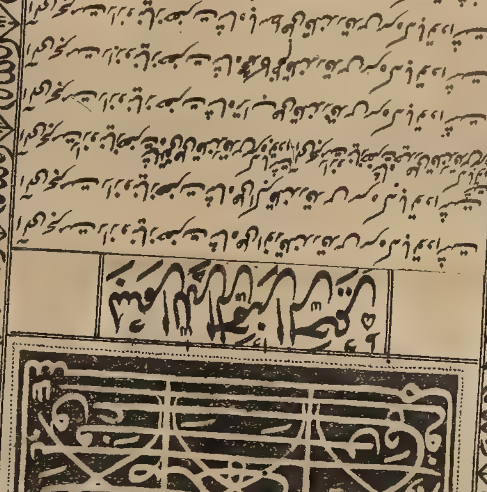
نمبر شمار	اسمائے شریفہ	سنہ و تاریخ ولادت	سنہ و تاریخ وفات	مدت عمر	مدفن	اختلاف
۱۱۲	حضرت امیرالمومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ	۱۳ رجب روز جمعہ	۲۱ رمضان شب دوشنبہ سنہ ۴۰ھ	۶۳ و بقولی ۶۵ سال	نجف اشرف	
۱۱۳	حضرت عباس ابن عبدالمطلب	قبل از عام الفیل	سنہ ۳۲ھ	۸۸ سال	بقیع	
۱۱۴	حضرت عبداللہ ابن عباس	۳ سال قبل از ہجرت	سنہ ۶۸ھ	۷۱ سال	طائف	
۱۱۵	حضرت امام علی موسی رضا رضی اللہ عنہ	۱۱ ربیع الآخر روز پنجشنبہ سنہ ۱۵۳ھ	۲۱ رمضان روز جمعہ سنہ ۲۰۸ھ	۵۵ سال	مشہد مقدس ملک ایران	نزد بعضی ۹ صفر سنہ ۲۰۳ھ و نزد بعضے ۱ رمضان تاریخ شہادت
۱۱۶	حضرت امام علی نقی رضی اللہ عنہ	۱۳ رجب و بقولے روز عرفہ سنہ ۲۱۴ھ	۳ جمادی الآخرہ دوشنبہ سنہ ۲۵۴ھ	۴۰ سال	سامرہ	
۱۱۷	حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ	غرہ رمضان سنہ ۴۷۱ یا ۴۷۰ھ	۱۱ ربیع الآخر سنہ ۵۶۱ھ	۹۰ یا ۹۱ سال	بغداد شریف	نزد بعضے ۹ ماہ مذکور یا ۱۷ ماہ مذکور سنہ ۵۶۱ یا ۵۶۲ھ
۱۱۸	حضرت علاء الدین علی احمد صابر	۹ ربیع الاول سنہ ۵۹۲ھ	۱۳ ربیع الاول سنہ ۶۹۴ھ	۱۰۲ سال	کلیر	نزد بعضی سنہ ۶۶۴ھ سال وفات و سنہ ۶۹۱ھ
۱۱۹	حضرت عین القضاۃ ہمدانی	سنہ ۵۱۱ھ	سنہ ۵۳۶ھ	۲۵ سال	ہرات	نزد بعضی ۱۱ محرم سنہ ۵۳۳ھ یا سنہ ۵۲۵ھ
۱۲۰	حضرت مخدوم عبدالحق ردولوی	سنہ ۷۱۷ھ	۱۵ جمادی الآخر سنہ ۸۳۷ھ	۱۲۰ سال	قصبہ ردولی ضلع بارہ بنکی	نزد بعضی سنہ ۸۳۸ھ و سنہ ۸۲۲ھ و سنہ ۸۳۶ھ نزد صاحب سفینۃ الاولیاء
۱۲۱	حضرت شیخ علاء الحق پنڈوی		یکم رجب سنہ ۸۰۰ھ		پنڈوہ	
۱۲۲	حضرت سید عبدالرزاق نورالعین	سنہ ۷۲۸ھ	۷ ذیقعدہ سنہ ۸۴۸ھ	۱۲۰ سال	کچھوچھہ	
۱۲۳	حضرت شاہ علاء الدین احمد چرمینہ پوش	سنہ ۷۸۶ھ	۸ شوال سنہ ۹۱۱ھ	۱۲۵ سال	لاہرپور بیرون آبادی	
۱۲۴	حضرت خواجہ عبیداللہ احرار	رمضان سنہ ۸۰۶ھ	۳۰ ربیع الاول سنہ ۸۹۵ھ	۸۹ سال	سمرقند	
۱۲۵	حضرت عبداللہ شطار		سنہ ۸۹۰ھ		مندو	نزد بعضی سنہ ۸۳۲ھ
۱۲۶	حضرت حاجی عبداللہ سیاح	سنہ ۸۸۴ھ	سنہ ۱۱۵	۲۳۱ نزد بعضی ۲۳۰ سال		
۱۲۷	حضرت امیر سید علی قوام عاشقان		۲۶ صفر سنہ ۹۵۰ھ		سرائے میر ضلع اعظم گڑھ	نزد بعضی سنہ ۹۵۵ھ سال وفات
۱۲۸	حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی	سنہ ۹۵۸ھ	۳ ربیع الاول سنہ ۱۰۵۲ھ	۹۴ سال	دہلی	نزد بعضی ۱۳ جمادی الآخر سنہ ۱۰۵۲ھ
۱۲۹	حضرت مخدوم ملا عبدالکریم کاکوری		۳ ربیع الاول سنہ ۱۰۳۹ھ		کاکوری	
۱۳۰	حضرت شیخ عبیداللہ		۹ شعبان سنہ ۱۰۳۷ھ		امیٹھی ضلع لکھنؤ	
۱۳۱	حضرت شاہ عبدالرحمن چشتی مصنف مرآۃ الاسرار	سنہ ۱۰۰۴ھ	۱۱ شوال سنہ ۱۰۹۴ھ	۹۰ سال	قصبہ دہنیٹہ	نزد بعضی ۷ شعبان یکشنبہ
۱۳۲	حضرت ملا عبدالقادر لکھنوی فاروقی	سنہ ۹۹۶ھ	۷ شعبان سنہ ۱۰۷۶ھ	۸۰ سال	لکھنو	

نمبر شمار	اسمائے شریفہ	سنہ و تاریخ ولادت	سنہ و تاریخ وفات	مدت عمر	مدفن	اختلاف
۱۳۳	حضرت شاہ عبد الجلیل لکھنوی		۹ ربیع الآخر سنہ ۱۱۱۶ھ		لکھنو	نزد بعضی سنہ ۱۱۲۳ سال وفات
۱۳۴	قاضی علیم اللہ کھپندوی		سنہ ۱۱۱۵ھ		راجگیر	
۱۳۵	حضرت شیخ عبد الرقیب کاکوروی		۱۴ ذیقعدہ سنہ ۱۱۲۰ھ		کاکوری	
۱۳۶	حضرت شاہ عبد الرزاق بانسوی	سنہ ۱۰۴۶ھ	۵ شوال چہارشنبہ سنہ ۱۱۳۶ھ	۹۰ سال	بانسہ ضلع بارہ بنکی	
۱۳۷	حضرت شاہ عبد الحق	۱۹ جمادی الآخرہ دوشنبہ سنہ ۱۱۳۱ھ	۲۷ رمضان سنہ ۱۱۹۹ھ	۶۸ سال	قریہ پھلوہ ضلع رشید آباد	
۱۳۸	حضرت ملا عبد العلی محمد بحر العلوم	سنہ ۱۱۴۲ھ	۱۲ رجب سنہ ۱۲۲۵ھ	۸۳ سال	مدراس	
۱۳۹	حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی	سنہ ۱۱۵۹ھ	۷ شوال سنہ ۱۲۳۹ھ	۸۰ سال	دہلی	
۱۴۰	حضرت شاہ عبد الرحمن لکھنوی	سنہ ۱۱۶۱ھ	۷ ذیقعدہ سنہ ۱۲۴۵ھ	۸۴ سال	لکھنو	نزد بعضی سنہ ۱۲۵۹ سال وفات
۱۴۱	حضرت شاہ علی سجاد	۱۹ ذیقعدہ سنہ ۱۱۹۹ھ	۱۸ رمضان سنہ ۱۲۷۱ھ	۷۲ سال	پھلواری	
۱۴۲	حضرت شاہ عبد الغنی نقشبندی	۲۵ شعبان سنہ ۱۲۳۵ھ	۷ محرم سنہ ۱۲۹۶ھ	۶۱ سال ۵ ماہ	مدینہ منورہ	
۱۴۳	حضرت شاہ عبد السلام ہسوی	سنہ ۱۲۳۴ھ	۱۴ شوال سنہ ۱۲۹۹ھ	۶۵ سال	ہسوہ ضلع فتحپور	
۱۴۴	حضرت مولوی عبد الرزاق لکھنوی	سنہ ۱۲۳۰ھ	۲۴ صفر سنہ ۱۳۰۷ھ	۷۰ سال	لکھنو	
۱۴۵	حضرت مفتی عنایت احمد	۹ شوال سنہ ۱۲۲۸ھ	۱۷ شوال سنہ ۱۲۷۹ھ	۵۱ سال		
۱۴۶	حضرت ملا غلام نقشبند		۳۰ رجب سنہ ۱۱۲۶ھ		لکھنو	
۱۴۷	حضرت شاہ غلام نقشبند	سنہ ۱۱۱۶ھ	۲۳ ذیقعدہ دوشنبہ سنہ ۱۱۷۳ھ	۵۷ سال	پھلواری ضلع پٹنہ	
۱۴۸	حضرت ملا غلام یحیی بہاری	سنہ ۱۱۵۳ھ	۱۸ ذیقعدہ سنہ ۱۱۸۰ھ	۲۷ سال	لکھنو زائر حضرت شاہ پیر محمد	
۱۴۹	حضرت فرید الدین عطار	سنہ ۵۱۳ھ	سنہ ۶۲۷ھ	۱۱۴ سال	نیشاپور	
۱۵۰	حضرت فرید الدین گنجشکر	غرہ رمضان سنہ ۵۶۴ھ نزد بعضے سنہ ۵۶۹ھ	۵ محرم سنہ ۶۵۹ھ	۹۵ سال	پاکپٹن	نزد بعضی سنہ ۶۶۲ یا سنہ ۶۶۸ سال وفات
۱۵۱	حضرت فخر الدین عراقی	سنہ ۶۰۶ھ	۲ ذیقعدہ سنہ ۶۸۸ھ	۸۲ سال	دمشق صالحیہ بپہلوی قبر حضرت شیخ اکبر	نزد بعضی سنہ ۶۸۶ سال وفات
۱۵۲	حضرت فرید الدین احمد معروف بہ شیخ بھوسا		سنہ ۹۴۷ھ		بر دروازہ قلعہ [illegible]	
۱۵۳	حضرت سید قطب الدین مدنی خلیفہ حضرت نجم الدین	سنہ ۵۲۸ھ وبقولے سنہ ۵۸۱ھ	۲۳ رمضان سنہ ۶۰۸ھ وبقولے سنہ ۶۶۷ھ	۸۰ سال و بقولے ۸۶ سال	قصبہ کڑا ضلع الہ آباد	
۱۵۴	علامہ قطب الدین رازی	سنہ ۶۳۴ھ	۲۴ رمضان سنہ ۷۱۰ھ	۷۶ سال		نزد بعضی سنہ [illegible] سال وفات

نمبر شمار	اسمائے شریفہ	سنہ تاریخ ولادت	سنہ تاریخ وفات	مدت عمر	مدفن	اختلاف
۱۵۵	حضرت شیخ قاضن		۳ صفر سنہ ۸۹۳ھ			نزد بعضی سنہ ۹۰۲ھ سال وفات
۱۵۶	حضرت شاہ قمیص قادری		۲۴ ذیقعد سنہ ۹۹۲ھ		شاہ ڈہورہ	
۱۵۷	حضرت سید کمال کیتھلی		۲۳ شعبان سنہ ۹۰۳ھ		کیتھل	نزد بعضی ۹ جمادی الآخر سنہ ۹۱۱ھ
۱۵۸	حضرت شیخ کبیر سرہرپوری خلیفہ حضرت سید اشرف جہانگیر	سنہ ۹۳۵ھ	۲۸ شعبان سنہ ۹۶۲ھ	۲۷ سال	جونپور	
۱۵۹	حضرت شاہ کریم عطا		۵ شوال سنہ ۱۲۴۵ھ		سلون	
۱۶۰	حضرت امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ	۷ صفر سنہ ۱۰۹ھ یا سنہ ۱۲۸ھ	۲۴ صفر سنہ ۱۹۳ھ	۵۴ یا ۵۵ سال	بغداد شریف	نزد بعضی ۵ یا ۶ یا ۱۵ رجب سنہ ۱۶۳ھ سال وفات
۱۶۱	حضرت خواجہ خواجگان معین الدین چشتی	سنہ ۵۳۷ھ	۶ رجب سنہ ۶۳۲ھ	۹۵ سال	اجمیر شریف	نزد بعضی سنہ ۶۳۳ھ
۱۶۲	حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی	۱۷ رمضان سنہ ۵۶۰ھ	۲۲ ربیع الآخر سنہ ۶۳۶ھ	۷۷ سال	صالحیہ دمشق	نزد بعضی ۲۲ ربیع الآخر سنہ ۶۳۸ھ
۱۶۳	حضرت سید سالار مسعود غازی	سنہ ۴۰۵ھ	۱۴ رجب سنہ ۴۲۴ھ	۲۰ سال	بہرائچ	
۱۶۴	حضرت شیخ مجد الدین بغدادی	سنہ ۵۵۶ھ	۲۳ محرم سنہ ۶۱۷ھ	۶۱ سال	بغداد	نزد بعضی سنہ ۶۱۹ھ
۱۶۵	حضرت امام محمد غزالی	سنہ ۴۴۹ھ	۱۴ جمادی الاول سنہ ۵۰۷ھ	۵۸ سال	طوس	نزد بعضی ۱۴ جمادی الآخر سنہ ۵۰۵ھ
۱۶۶	حضرت محمد [illegible]	سنہ ۷۴۹ھ	۱۶ رجب سنہ ۸۰۹ھ	۶۰ سال	خرخاب	نزد بعضی سنہ ۸۰۲ھ
۱۶۷	حضرت سید محمد گیسو دراز	۴ رجب سنہ ۷۲۰ھ	۱۶ ذیقعدہ سنہ ۸۲۵ھ	۱۰۵ سال	گلبرگہ دکن	
۱۶۸	حضرت سید محمد غوث گوالیاری	۱۵ رمضان سنہ ۸۹۰ھ	۱۵ رمضان سنہ ۹۷۰ھ	۸۰ سال	گوالیار	
۱۶۹	حضرت شیخ محمد عیسی تاج		۱۴ ربیع الاول سنہ ۸۷۰ھ		جونپور	نزد بعضی سنہ ۸۲۵ھ و سنہ ۹۱۱ھ
۱۷۰	حضرت مخدوم شاہ مینا لکھنوی		۲۳ صفر سنہ ۸۷۰ھ		لکھنو	نزد بعضی سنہ ۸۸۴ھ
۱۷۱	حضرت سید محمد بن سید جعفر مکی		سنہ ۸۹۱ھ		دہلی و نزد بعضی سرہند	
۱۷۲	حضرت شیخ محمد بن احمد عارف ردولوی		۲ شعبان سنہ ۸۹۸ھ		ردولی	
۱۷۳	حضرت شیخ محمد طاہر فتنی	سنہ ۹۱۴ھ	سنہ ۹۸۶ھ	۷۲ سال	پٹن	
۱۷۴	حضرت شیخ مودود لاری		۱۵ رمضان سنہ ۹۱۰ھ		پانی پت	
۱۷۵	حضرت سید محمد افضل جونپوری	سنہ ۹۷۷ھ	۱۳ ربیع الآخر سنہ ۱۰۶۲ھ	۸۵ سال	محلہ چاچکپور شہر جونپور	

نمبر شمار	اسمائے شریفہ	سنہ و تاریخ ولادت	سنہ و تاریخ وفات	مدت عمر	مدفن	اختلاف
۱۷۶	حضرت شیخ مجد الدین فیروزآبادی	سنہ ۷۲۹ھ	۲۰ شوال سنہ ۸۱۷ھ	۸۸ سال	زبید	
۱۷۷	حضرت شاہ میر لاہوری	سنہ ۹۵۷ھ	سہ شنبہ ۷ ربیع الاول سنہ ۱۰۴۵ھ	۸۸ سال	میان میر لاہور	
۱۷۸	حضرت مبارک خیر محمدی جونپوری		۱۴ شوال سنہ ۹۸۳ھ		جونپور	
۱۷۹	ملا محمود جونپوری	سنہ ۹۹۳ھ	ربیع الاول سنہ ۱۰۶۲ھ	۶۹ سال	محلہ چاچک پور شہر جونپور	
۱۸۰	حضرت سید محمد وارث رسولنما بنارسی	سنہ ۱۰۸۷ھ	ربیع الآخر سنہ ۱۱۶۶ھ	۷۹ سال	بنارس	نزد بعضے سنہ ۱۱۶۳ھ سال وفات
۱۸۱	حضرت خواجہ محمد معصوم فاروقی	۱۱ شوال سنہ ۱۰۰۷ھ	سنہ ۱۰۷۹ھ	۷۲ سال	سرہند	
۱۸۲	حضرت شیخ محمد عابد سندھی		دوشنبہ ماہ ربیع الاول سنہ ۱۲۵۷ھ		بقیع	
۱۸۳	حضرت مرزا مظہر جانجانان	۱۱ رمضان سنہ ۱۱۱۱ھ	۱۰ محرم سنہ ۱۱۹۵ھ	۸۴ سال	دہلی	
۱۸۴	حضرت شاہ محب اللہ الہ آبادی		۹ رجب پنجشنبہ سنہ ۱۰۵۸ھ		الہ آباد	
۱۸۵	حضرت سید محمد عدل معروف بہ شاہ لعل بریلوی		۱۱ رمضان سنہ ۱۱۹۲ھ		رائے بریلی تکیہ شاہ علیم اللہ	
۱۸۶	حضرت مولانا محمد اعظم سندیلوی		سنہ ۱۱۶۰ھ		سندیلہ ضلع ہردوئی	
۱۸۷	حضرت شاہ محمد اکرم چشتی مصنف اقتباس الانوار		۲ محرم سنہ ۱۱۵۹ھ		دہلی پشت قدم رسول محلہ گھتری ٹولہ	
۱۸۸	حضرت شیخ محمد حیات سندھی		۲۶ صفر چہارشنبہ سنہ ۱۱۶۳ھ		بقیع	نزد بعضے سنہ ۱۱۶۵ھ
۱۸۹	حضرت ملا مبین فرنگی محلی		۲۳ ربیع الآخر سنہ ۱۲۲۵ھ		لکھنؤ	
۱۹۰	حضرت مولانا محمد مستعان کاکوروی		یکم رجب سنہ ۱۲۳۷ھ		کاکوری محلہ [illegible]	
۱۹۱	حضرت شاہ مراد اللہ	سنہ ۱۱۶۶ھ	سنہ ۱۲۴۸ھ	۸۲ سال	لکھنؤ	
۱۹۲	حضرت شاہ محمد امام	۱۴ جمادی الاولیٰ پنجشنبہ سنہ ۱۱۹۴ھ	محرم یکشنبہ سنہ ۱۲۵۵ھ	۶۱ سال	پھلواری	
۱۹۳	حضرت شاہ محمد افضل لاہرپوری	سنہ ۱۲۰۰ھ	۲۳ رمضان سنہ ۱۲۷۵ھ	۷۵ سال	لاہرپور درگاہ حضرت [illegible]	
۱۹۴	حضرت شاہ محمد قاسم	۱۰ صفر سنہ ۱۱۹۸ھ	۲ ذی الحجہ سنہ ۱۲۷۳ھ	۷۴ سال	پھلواری ضلع پٹنہ	
۱۹۵	حضرت شاہ محمد حسین	۱۸ محرم سنہ ۱۲۰۹ھ	۱۸ شعبان سنہ ۱۲۷۹ھ	۷۰ سال	پھلواری	
۱۹۶	مولوی محمد شکور مچھلی شہری	سنہ ۱۲۱۱ھ	۲۹ شوال سنہ ۱۳۰۰ھ	۸۹ سال	مچھلی شہر	

نمبر شمار	اسمائے شریفہ	سنہ و تاریخ ولادت	سنہ و تاریخ وفات	مدت عمر	مدفن	اختلاف
۱۹۷	حضرت شاہ محمد مظہر	۴ جمادی الاول سنہ ۱۱۱۱ھ	۱۱ محرم سنہ ۱۱۹۵ھ	۵۳ سال	مدینہ منورہ	
۱۹۸	مولانا محمد نعیم لکھنوی	سنہ [illegible]ھ	۲۳ ربیع الآخر سنہ ۱۲۱۸ھ	۶۸ سال	لکھنو	
۱۹۹	حضرت نظامی گنجوی	سنہ ۵۰۵ھ	۲ رجب سنہ ۵۹۶ھ	۹۱ سال	گنجہ	
۲۰۰	قاضی ناصر الدین بیضاوی		سنہ ۶۸۵ھ		بیضا ملک فارس	نزد بعضی سنہ ۶۹۲ھ سال وفات
۲۰۱	حضرت شیخ نجم الدین رازی	سنہ ۵۷۳ھ	۲۷ شوال سنہ ۶۶۴ھ	۹۱ سال	بغداد	نزد بعضی سنہ ۶۵۴ھ ״
۲۰۲	حضرت سید قوام الدین مبارک غزنوی		۱۳ ربیع الآخر سنہ ۶۴۴ھ		جانب شرقی حوض شمسی دہلی	نزد بعضے سنہ ۶۳۳ھ یا سنہ ۶۶۲ھ
۲۰۳	حضرت شیخ نظام الدین ابو المؤید		سنہ ۶۷۲ھ		دہلی	
۲۰۴	حضرت نظام الدین اولیاء	۲۷ صفر چہار شنبہ سنہ ۶۳۴ھ	۱۷ ربیع الآخر چہار شنبہ سنہ ۷۲۵ھ	۹۱ یا ۹۴ سال	״	
۲۰۵	حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی	سنہ ۶۷۷ھ	۱۸ رمضان شب جمعہ سنہ ۷۵۷ھ	۸۰ سال	״	
۲۰۶	حضرت شیخ نصیر الدین عطاء اللہ	سنہ [illegible]ھ	۱۴ شوال سنہ ۸۱۴ھ	۶۶ سال	کنتور	
۲۰۷	حضرت شیخ محمد نوربخش لاہجی		۳ رجب سنہ ۸۶۹ھ			
۲۰۸	حضرت مولانا نور الدین عبد الرحمن جامی	۲۳ شعبان سنہ ۸۱۷ھ	۱۸ ربیع الآخر سنہ ۸۹۸ھ	۸۱ سال	ہرات	نزد بعضی ۱۸ محرم جمعہ سنہ ۸۹۹ھ
۲۰۹	حضرت شاہ نعمت اللہ قلندر		۲۴ ذی الحجہ سنہ ۸۳۴ھ		کوہ پیلی کرمان	
۲۱۰	حضرت نور قطب عالم پنڈوی		۱۰ ربیع الآخر سنہ ۸۵۱ھ		پنڈوہ	نزد بعضی سنہ ۸۱۳ھ یا سنہ ۸۲۱ھ
۲۱۱	حضرت مخدوم نظام الدین	سنہ ۹۰۰ھ	۸ ذیقعدہ سنہ ۹۸۱ھ	۹۱ سال	کاکوری	
۲۱۲	حضرت بندگی نظام الدین	سنہ ۹۰۰ھ	۲۷ ذیقعدہ سنہ ۹۷۹ھ	۷۹ سال	امیٹھی ضلع لکھنؤ	
۲۱۳	حضرت شیخ نور الحق محدث دہلوی	سنہ ۹۸۳ھ	۱۹ شوال سنہ ۱۰۷۳ھ	۹۰ سال	دہلی نزد [illegible] والد خود	
۲۱۴	ملا نور الدین مداری	۸ رجب سنہ ۱۱۲۳ھ	۱۳ جمادی الاول سنہ ۱۱۹۱ھ	۶۱ سال	جونپور	
۲۱۵	حضرت سید نور محمد بدایونی		۱۱ ذیقعدہ سنہ ۱۱۳۵ھ		دہلی	
۲۱۶	حضرت شاہ نعیم اللہ		۵ صفر سنہ ۱۲۱۸ھ		بہرائچ	
۲۱۷	قاضی القضاۃ نجم الدین علی خان کاکوروی	۱۵ ربیع الاول سنہ ۱۱۵۶ھ	۳ ربیع الاول سنہ ۱۲۲۹ھ	۷۲ سال ۱۱ ماہ ۱۹ یوم	بنارس	
۲۱۸	حضرت شاہ نیاز احمد بریلوی	سنہ ۱۱۷۳ھ	جمادی الآخر سنہ ۱۲۵۰ھ	۷۷ سال	بانس بریلی	



۲۱۷	قاضی القضاۃ نجم الدین علیخان کاکوروی	۱۵ ربیع الاول ۱۱۵۶ھ	۳ ربیع الاول ۱۲۲۹ھ	۷۲ سال ۱۱ ماہ ۱۹ یوم	بنارس	
۲۱۸	حضرت شاہ نیاز احمد بریلوی	۱۱۷۳ھ	جمادی الآخر ۱۲۵۰ھ	۷۷ سال	بانس بریلی	